بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۲ - (سورۂ آل عمران)

مرتّبہ

مسعود احمد

بی ، ایس سی۔

امیرِ جماعتُ المسلمینؒ

جماعتُ المسلمینؒ

(رجسٹرڈ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کتاب ـــ تفسیر قرآن عزیز (جلد ۲)

سال طباعت ـــ ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء

اشاعت ـــ اوّل

تعداد ـــ ایک ہزار

مطبع ـــ امیج پرنٹرز

کتابت ـــ محمد نذیر خوشنویس

قیمت ـــ ۷۸/- روپے

ـــــــــ شائع کردہ ـــــــــ

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

مسجد المسلمین کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد بلاک 'جی' کراچی ۳۳

جملہ حقوق بحق جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵ (پرانا نمبر ۲۱۶۳/۶۵-۶۶) محفوظ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین تفسیر سورۂ آل عمران

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	سورۂ آل عمران کی فضیلت	۱
۲	توحید	۳
۳	آیات کی قسمیں	۱۰
۴	جنّت کی نعمتیں	۲۶
۵	توحید	۳۴
۶	اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۵۸
۷	حضرت مریمؑ کا ذکر	۶۸
۸	حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	۷۳
۹	حضرت مریمؑ کا ذکر	۸۰
۱۰	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	۸۶
۱۱	مباہلہ	۱۰۸
۱۲	دعوتِ حق کے بنیادی اصول	۱۱۳
۱۳	اللہ تعالےٰ کے عہد اور قسم کو توڑنے کی برائی	۱۳۷
۱۴	صدقات کی قبولیت کی شرط	۱۶۷
۱۵	دنیا کا پہلا عبادت خانہ	۱۷۴
۱۶	فرقہ بندی کی ممانعت	۱۸۴
۱۷	جنگ احد	۲۳۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ آل عمران

فضیلت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِقْرَأُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ جزء اول ص۳۲۱)

دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن ایسی حالت میں آئیں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں۔ وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجّت پیش کریں گی۔

(۲) حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدَمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَمْثَالٍ مَا نَسِيْتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ۔ جزء اول ص۳۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے لایا جائیگا سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران قرآن کے آگے آگے ہوں گی، (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں۔ میں ان مثالوں کو (سننے کے) بعد کبھی نہیں بھولا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا وہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان خوب روشنی ہو رہی ہے یا قطار باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں، یہ دونوں سورتیں اپنے اصحاب کے لئے حجّت پیش کریں گی (یعنی اللہ تعالےٰ سے بخشش طلب کریں گی)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾
نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾

ترجمہ | الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ زندہ (جاوید) اور ہمیشہ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے ﴿۲﴾ اُسی نے (اے رسول) آپ پر حق کے ساتھ

کتاب نازل کی، جو پہلے آنے والی (تمام کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے، اُسی نے توریت اور انجیل نازل کی تھیں ③ جو اس کتاب سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) تھیں، اور (اب) اسی نے حق و باطل میں تمیز کرنے والی (یہ کتاب) نازل کی (تو) جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ (کے لئے ان کو عذاب دینا کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ وہ) غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے ④

معانی و مصادر (حَیٌّ) حَیِیَ، یَحْیٰی، حَیَاۃٌ (س) زندہ ہونا (حَیٌّ = زندہ)
(قَیُّوْم) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَۃٌ وقِیَامٌ وقَامَۃٌ۔ کھڑا ہونا۔ (قیّوم = قیّام۔ وہ جس کی ابتداء نہ ہو اور جو بذات خود قائم ہو، ہمیشہ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا)۔
(فُرْقَان) فَرَقَ، یَفْرُقُ، فَرْقٌ، فُرْقَانٌ (ض ن) جدا کرنا، پھاڑنا۔

تفسیر الٓمّٓ ۲:۔ یہ حروف مقطعات ہیں، ان کے متعلق ہم سورۂ بقرہ کی ابتداء میں لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کے معانی و مقاصد کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔
(اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ) اللہ ہی واحد الٰہ ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (النسآء - ۱۷۱)

اللہ ہی واحد الٰہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی، قُلْ لَّآ اَشْھَدُ، قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ○
(الانعام - ۱۹)

(اے رسول آپ ان سے پوچھیئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہیں (اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجیئے کہ میں شہادت نہیں دیتا (بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجیئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے ہو (بالکل) بیزار ہوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ○
(النحل - ۲۲)

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبّر (و سرکشی) کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○
(النحل ۔ ۵۱)

اور (اے رسول، کہہ دیجیے) کہ اللہ فرماتا ہے کہ دو الٰہ نہ بناؤ، وہی ایک الٰہ ہے (اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ) بس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ) اللہ تعالےٰ حیّ وقیّوم ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ۔
(صحیح بخاری کتاب التوحید باب و کان عرشہٗ علی الماء۔ جزء ۹ ص ۱۵۲)

اللہ (ہمیشہ سے) ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔

اللہ تعالےٰ زندہ ہے، اُسے کبھی فنا نہیں، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
(الفرقان ۔ ۵۸)

اور (اے رسول) آپ اس حیّ (وقیّوم اللہ) پر بھروسہ رکھیے جس کو (کبھی) موت نہیں آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعاء فرمایا کرتے تھے۔

اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وھو العزیز الحکیم جزء ۹ ص ۱۴۳ و روی مسلم نحوہ کتاب الذکر)

(اے اللہ) میں تیری عزت کی پناہ طلب کرتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، تو ہی ہے کہ جس کو موت نہیں آتی۔ جنات اور انسان تو مرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ قیّوم ہے، قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○
(فاطر ۔ ۴۱)

بے شک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے تاکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ اور اگر وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو اُن کو تھام سکے، بے شک اللہ (بڑا) بردبار اور بخشنے والا ہے (کہ مشرکین کے شرک کی ان کو فوری سزا نہیں دیتا)۔

(نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ) اے رسول، اُسی اللہ نے جو حیّ وقیوم ہے آپ پر یہ کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی ہے (مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ) جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ) اسی حیّ وقیوم اللہ نے اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے توریت و انجیل نازل فرمائی تھیں (وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ) اور اب اسی حیّ و قیوم اللہ نے (لوگوں کو ہدایت کرنے والا اور) حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن مجید نازل کر دیا ہے۔ قرآن مجید یقیناً حق ہے۔ اس کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (الرعد - ۱)

جو کچھ آپ کے ربّ کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ (سب) حق ہے،

قرآن مجید حق ہے اور حق کی تعلیم دیتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (یونس - ۱۰۸)

(اور اے رسول) آپ کہہ دیجئے اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق آگیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (البقرۃ - ۹۱)

یہ (کتاب) حق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ۔ (المآئدۃ - ۴۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔

الغرض قرآن مجید حق ہے، حق کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ان تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوتی رہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن مجید پر ایمان لے آئیں (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ) اور جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کریں گے تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ) قرآن مجید کا انکار کرنے والے اس عذاب سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، اللہ تعالےٰ ضرور ان سے اس انکار کا بدلہ لے گا وہ بدلہ لینے پر قادر ہے، وہ غالب ہے اور حق کا انکار کرنے والوں سے بدلہ لیا کرتا ہے، یعنی انہیں حق کا انکار کرنے کی سزا دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ○
(الٓمٓ تنزیل السجدۃ ۔ ۲۲)

ہم گنہ گاروں سے (ان کی اس حرکت کا) ضرور بدلہ لیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○
(ابراھیم ۔ ۴۷)

(اے رسول) آپ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کریگا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہمیشہ زندہ رہنے والا، قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا مانیئے۔ دوسرا کوئی اس صفت کا حامل نہیں، قرآن مجید پر ایمان لائیے، یہ بالکل حق ہے، اس کا انکار کر کے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجیئے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝٥ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ
فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٦

ترجمہ (اللہ کو کافروں کے تمام گناہوں کا علم ہے اس لئے کہ) زمین اور آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ سے پوشیدہ ہو ۝٥ وہی ہے جو (اے انسانو) ارحام (مادر) میں تمہاری شکلیں جیسی چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ (یہ کام دوسرا کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا) اُس غالب اور حکمت والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ۝٦

معانی و مصادر
(یَخْفٰی) خَفِیَ، یَخْفٰی، خَفَاءٌ، خُفْیَةٌ (س) پوشیدہ ہونا۔
اَرْحَام = رَحِمٌ یا رِحْمٌ کی جمع۔ بچہ دانیاں۔
(یَشَآءُ) شَآءَ، یَشَآءُ، شَیْءٌ، مَشِیْئَةٌ ومَشَآءَةٌ (ف) چاہنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ بدلہ لینے والا ہے۔ بدلہ لینے کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بدلہ لینے والے کو جس سے بدلہ لیا جا رہا ہے اس کے تمام اعمال کا علم ہو، اس چیز کی وضاحت کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ) زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالےٰ سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالےٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانعام - ۵۹)

خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ تعالےٰ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے

جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(الحدید ۔ ۳)

الغرض اللہ تعالےٰ کو دنیا والوں کے تمام اعمال کا علم ہے اور یہی نہیں وہ تو اتنا باخبر ہے کہ اُسے یہ بھی علم ہے کہ رحم مادر میں کیا ہو رہا ہے، بلکہ (هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ) اے انسانو، وہی تو ہے جو ماں کے پیٹ میں تمہاری شکلوں کو جس طرح چاہتا ہے بناتا رہتا ہے، ماں کے پیٹ میں تم جن جن مراحل سے گذرتے ہو وہ تمام مراحل اللہ تعالےٰ کی تخلیق سے رونما ہوتے ہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو ان مراحل کا خالق ہو اُسے ان مراحل کا علم نہ ہو، بغیر علم کے تخلیق کیسے ممکن ہے؟ الغرض جب اللہ تعالےٰ کو رحم مادر میں بچہ کی تمام تبدیلیوں کا علم ہے تو پھر اے لوگو اس سے تمہارے اعمال کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں، یقیناً اس سے تمہارے اعمال پوشیدہ نہیں رہ سکتے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، رحم مادر میں انسانوں کی تخلیق اسی کا کارنامہ ہے، اور جس کی یہ صفت ہو وہی تو الٰہ ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی ایسا نہیں جسے ہر چیز کا علم ہو اور جو رحم مادر میں بچوں کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہو لہٰذا وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ (لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ) الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے (الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) وہ غالب ہے، مغلوب نہیں ہوتا، وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے، کسی کام سے عاجز نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے۔

(یوسف ۔ ۲۱)

اللہ تعالےٰ حکیم ہے، اس کے ہر کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں وہ کافروں سے بدلہ لینے میں تاخیر کر رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے، نہیں بلکہ وہ اس لئے تاخیر کر رہا ہے کہ اس میں اس کی کوئی مصلحت ہے، ہو سکتا ہے کہ اس تاخیر کے زمانہ میں بعض لوگ ایمان لے آئیں اور دائمی عذاب سے بچ جائیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، آپ جو عمل بھی کریں گے اللہ تعالےٰ کو اس کا علم ہوگا، آپ اس سے چھپا کر کوئی کام نہیں کر سکتے تو پھر اللہ تعالےٰ سے ڈریئے اور اس کو ناراض کرنے والا کوئی کام نہ کیجئے، اسی میں آپ کا بھلا ہے۔ اگر آپ نے اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے والے کام کئے تو

آپ اللہ تعالےٰ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، وہ زبردست ہے، آپ اس کو عاجز نہیں کر سکتے، وہ جب چاہے آپ کو عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو بس وہ کام کیجیے جن سے اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ
فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ
وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ
فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ
عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٨ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ
النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ، اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝٩

ترجمہ (اور اے رسول) وہی ہے جس نے آپ پر (اپنی) کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (جن کا سمجھنا مشکل نہیں) اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں (ان کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ معلوم کرنا ممکن ہے) پھر (بھی) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اس کے حقیقی معنوں کو تلاش کریں اور کوئی فتنہ برپا کریں حالانکہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی اسکے حقیقی معنوں کو جانتا ہے (اور نہ جان سکتا ہے) اور جن لوگوں کو علم میں رسوخ ہے وہ (متشابہ آیت کے معنوں کی تلاش میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو) اس طرح کہتے ہیں! 'ہم اس پر ایمان لائے (اور یہ (اور اس جیسی) تمام آیات ہمارے ربّ کی طرف سے (نازل ہوئی) ہیں'۔ (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ، یہی عقلمند ہیں) اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ۝٧ (علم میں رسوخ رکھنے والے لوگ ایمان کے اقرار کے ساتھ اس طرح دعائیں بھی کرتے ہیں کہ) "اے ہمارے ربّ، ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر، ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطاء فرما، بے شک تو بہت عطاء فرمانے والا ہے ۝٨ (اور) اے ہمارے ربّ، (ہمارا ایمان ہے کہ) تو یقیناً ایک دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، (تمام) لوگوں کو جمع کرے گا" (اے لوگو، سنو) بے شک اللہ (سب کو ایک دن جمع کرے گا، یہ اس کا وعدہ ہے اور وہ) وعدہ خلافی نہیں کرتا ۝٩

معانی و مصادر (مُحْكَمٰتٌ) اَحْكَمَ، يُحْكِمُ، اِحْكَامٌ (باب افعال) مضبوط کر دینا، روک دینا۔ (اُمٌّ) اَمَّ، يَؤُمُّ، اَمٌّ وَاِمَامٌ وَاِمَامَةٌ (ن) آگے ہونا، پیشوا ہونا (اُمٌّ کسی

شئ کی اصل، وہ چیز جو کسی دوسری چیز کا آغاز ہو، وہ چیز جو کسی دوسری چیز کا سبب ہو یا اس کی تربیت کا سبب ہو)۔
(مُتَشٰبِهٰتٌ) تَشَابَهَ، يَتَشَابَهُ، تَشَابُهٌ (باب تفاعل) ایک دوسرے کے مشابہ ہونا۔
(زَيْغٌ) زَاغَ، يَزِيْغُ، زَيْغٌ وزَيَغَانٌ وزَيْغُوْغَةٌ (ض) ٹیڑھا ہونا۔
(تَاْوِيْل) اَوَّلَ، يُؤَوِّلُ، تَاْوِيْلٌ (باب تفعیل) لوٹانا، تفسیر کرنا۔
(رَاسِخُوْنَ) رَسَخَ، يَرْسُخُ، رُسُوْخٌ (ن) استوار اور پائدار ہونا، بارش کی تری کا زمین کی نمی تک پہنچ جانا۔
(اَلْبَاب) لَبِبَ، يَلْبَبُ، لُبٌّ، لَبَبٌ، لَبَابَةٌ (س) عقل والا ہونا (اَلْبَاب = لُبٌّ کی جمع۔ لُبٌّ = عقل، دل، ہر چیز کا جوہر)
(تُزِغْ) اَزَاغَ، يُزِيْغُ، اِزَاغَةٌ (باب افعال) ٹیڑھا کرنا۔
(هَبْ) (وَهَّاب) وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبٌ ووَهَبٌ وهِبَةٌ (ف) دینا۔
(مِيْعَاد) وَعَدَ، يَعِدُ، وَعْدٌ وعِدَةٌ ومَوْعِدٌ (ض) وعدہ کرنا (مِيْعَاد = وعدہ کی جگہ یا وقت)۔

تفسیر (هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ) (وہ اللہ جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ اللہ جو حیّ وقیّوم ہے، وہ اللہ جو زبردست ہے، حکیم ہے اور منتقم ہے، وہ اللہ جو علیم وخبیر ہے جس سے زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں) اسی (اللہ عزوجل) نے (اے رسول) آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے (لہٰذا اس کتاب کا ہر قانون مضبوط، حکمت سے پُر اور نقص سے معرّٰی ہے) (مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ) اس کتاب میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن میں معنوی لحاظ سے نہ کوئی اشتباہ پایا جاتا ہے اور نہ کوئی پیچیدگی، ان میں ایسے احکام ہیں جو انسان کو بے راہ روی سے روک کر کامیابی وکامرانی، فلاح وبہبود کی منزل سے ہمکنار کرتے ہیں) (هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ) وہ آیتیں ہی درحقیقت کتاب الٰہی کی اصل ہیں (ان ہی کی تعمیل میں فوز وفلاح کا راز مضمر ہے، دینی ضابطہ حیات کی بنیاد وہی ہیں، نزول قرآن مجید کی غرض وغایت انہی آیات میں ہے، عبادت واطاعت جو کہ تخلیق انسانی کا اصل مقصد ہے اس کے تمام شعبے انہی آیات کے اندر پیوست ہیں، ان کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۱۷، ۲۲ و ۳۲ و ۴۰)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝
(الکھف - ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ
(الزمر - ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رہے)۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ) اور قرآن مجید کی بعض آیتیں مشابہات ہیں، (ان کا مطلب واضح نہیں ہے ان کو محض تشبیہی و تمثیلی رنگ میں بیان کیا گیا ہے، مثلاً اللہ تعالےٰ کا ہاتھ، چہرہ وغیرہ، اللہ تعالےٰ کی صفات، اس کا سننا، دیکھنا وغیرہ۔ ہمارے سمجھانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس قسم کی تشبیہات بیان کی ہیں لیکن ان کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ اور چہرے سے کیا مراد ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ کی سماعت اور بصارت کی کیا حقیقت ہے، انہی میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں کہ ان کے بھی معانی واضح نہیں کئے گئے، کوئی نہیں جانتا کہ ان حروف کا کیا مقصد ہے) ہاں (فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں (ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ) ان کا مقصد اس قسم کی باتوں سے صرف یہ ہوتا ہے کہ فتنے پھیلائیں (لوگوں کو گمراہ کریں، ان کو ایسی باتوں میں مشغول کر دیں جن میں مشغول رہنے کا کوئی فائدہ نہیں) الغرض وہ ان آیات کی حقیقت کو جاننے کی جستجو میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں حالانکہ (وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ) ان کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے (وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا) اور جو لوگ علم میں رسوخ رکھنے والے ہیں (وہ ان آیات متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے، وہ ان کی تاویل کی جستجو نہیں کرتے)، وہ تو صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان آیات پر ایمان لائے، محکم اور متشابہ سب آیتیں ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، (وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ) نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں (وہ ان آیات پر غور کرتے ہیں جو محکم ہیں، ان کو سمجھتے ہیں، ان سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، پھر ان پر عمل کرتے ہیں، وہ ان آیات پر غور نہیں کرتے جن کی تاویل وہ کر نہیں سکتے، جو محض تمثیلی رنگ میں نازل ہوئی ہیں اور جن پر صرف ایمان لانا کافی ہے، اُن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس پر عمل ضروری ہو، عقلمند آدمی ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جن آیات میں کوئی عملی پہلو نہیں ان میں مشغول رہنے سے محض وقت کا ہی ضائع کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ
اور (اے انسان) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

(بنی اسرآئیل ۔ ۳۶)

پیچھے نہ پڑ، بے شک کان، آنکھ اور دِل ان سب سے (قیامت کے دن) اس معاملہ میں باز پُرس ہوگی۔

آیت زیرِ تفسیر کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) محکم آیات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۲) متشابہ آیات کے حقیقی معنی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے۔

(۳) متشابہ آیتوں کے حقیقی معنوں کی جستجو کرنے والوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ ان معنوں کی جستجو صرف فتنہ برپا کرنے کے لئے کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو عقیدۃً گمراہ کردیں اور ان کو عمل سے دور کردیں۔

(۴) علم والے وہ ہیں جو ان آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، ان کی حقیقت جاننے کی جستجو نہیں کرتے،

(۵) نصیحت حاصل کرنے والے ہی عقلمند ہوتے ہیں اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ آیات متشابہات میں غور کرنے والے بیوقوف ہی ہوسکتے ہیں اس لئے کہ جو اپنی عاقبت خراب کرے وہ بے وقوف نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ صـ۴۲ وصحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ صـ۴۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هُوَ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ، مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ آپ نے اس آیت کو اولوا الالباب تک پڑھا پھر فرمایا! جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس (کتاب کی) متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تو (سمجھ لو) یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے (اس آیت) میں ذکر کیا ہے (یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں کجی ہے) تو (اے ایمان والو) تم ان لوگوں سے بچنا (ان سے ڈرتے رہنا کہیں وہ تم کو ان آیتوں کی حقیقت کی جستجو میں مشغول کرکے تمہارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردیں)۔

پھر اللہ تعالےٰ نے اہل علم و اہل عقل لوگوں کی دعاؤں کا ذکر فرمایا :۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا: وہ اس طرح دعائیں کرتے ہیں (رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ) اے ہمارے ربّ تو نے ہمیں ہدایت دی تو اب ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر، (ہمیں گمراہی سے بچا، ہمیں آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے بچا) ہمیں اپنے پاس سے رحمت (خاص) عطاء فرما بے شک تو بہت عطاء کرنے والا ہے۔ (رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ) اے ہمارے ربّ تو یقیناً تمام لوگوں کو ایک ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں (تو اے ہمارے ربّ اس دن تو ہمیں رسوا نہ کرنا) (إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ) (اے لوگو، سنو وہ دن ضرور آکر رہے گا، اللہ تعالےٰ نے اس کا وعدہ کیا ہے) بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

عمل

اے لوگو، محکم آیات کو سمجھیئے، ان پر عمل کیجیئے۔

اے لوگو، متشابہ آیات پر ایمان لائیے لیکن ان کے پیچھے نہ پڑیئے، ان کے پیچھے پڑ کر اپنے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجیئے۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہیئے جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں، مزید برآں ایسے لوگوں کی خوب تشہیر کیجیئے تاکہ لوگ ان سے واقف ہو جائیں اور ان سے بچتے رہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :۔

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاعْرِفُوهُمْ (ترمذی کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورہ آل عمران۔ سندہ صحیح جزء ۲ صـ ۲۳۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ کے فرمان "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے" کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا، جب تم ان لوگوں کو دیکھو تو ان کی تشہیر کرو۔

اے لوگو، متشابہ آیات کے حقیقی معنوں کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا، اگر کوئی جاننے کا دعوی کرتا ہے تو وہ اس آیت کا منکر ہے، اُسے اس آیت کی روشنی میں کافر سمجھیئے۔

اے لوگو، دلوں کو کجی سے بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو دعائیں ان آیات میں سکھائی ہیں انہیں یاد کیجیئے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہا کیجیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ
وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ
آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ
وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُل لِّلَّذِينَ
كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ
جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾

ترجمہ (اس دن) جو لوگ کافر ہیں ان کو ان کے مال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے ذرا سا بھی نہیں بچا سکتے یہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہوں گے ﴿۱۰﴾ ان لوگوں کا وہی حال ہوگا جو حال کہ آل فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا، انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (اور گناہوں میں

مبتلا رہے) اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (۱۱) (اے رسول) کافروں سے کہہ دیجیئے کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (قیامت کے دن) دوزخ میں دھکیل دئے جاؤ گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے (۱۲)

معانی و مصادر (تُغْنِیَ) اَغْنٰی، یُغْنِیُ، اِغْنَاءٌ (باب افعال) کام آنا، بچانا۔
(وَقُوْدٌ) وَقَدَ، یَقِدُ، وَقْدٌ وَوَقَدٌ وَوُقُوْدٌ (ض) بھڑکنا (وَقُوْدٌ = ایندھن)۔
(دَأْب) دَأَبَ، یَدْأَبُ، دَأْبٌ وَدَأَبٌ وَدُؤُوْبٌ (ف) کسی کام میں ہمیشہ محنت کرتے رہنا (دَأْبٌ = عادت، حالت)
(مِهَاد) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مِهَاد = بچھونا)

تفسیر (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ) ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کو تنبیہ کی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو ایک دن آنے والا ہے جس دن ان کے یہ مال کام نہیں آئیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ○ (واللیل اذا یغشٰی ۔ ۱۱)

اور جب وہ (دوزخ میں) گرے گا تو اسکا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ○ (الحاقة ۔ ۲۸)

(اس دن مجرم کہے گا آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا) (مال ہی نہیں) اولاد بھی ان کے کام نہ آئے گی، وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ اُس دن ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ○ (عبس ۔ ۳۴ تا ۳۶)

اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھاگے گا) اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، وہاں تو اپنا ایمان اور اپنے اعمال کام آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پھوپھی اور اپنی بیٹی سے فرماتے ہیں:۔

یَا اُمَّ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اِشْتَرَیَا اَنْفُسَکُمَا مِنَ اللّٰهِ لَآ اَمْلِكُ لَکُمَا مِنَ اللّٰهِ

اے زبیر بن العوّام کی ماں، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی، اے فاطمہ محمد کی بیٹی، اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو، میں اللہ (کے غضب) سے

شَیْئًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب من انتسب الیٰ آبائہٖ فی الاسلام والجاھلیۃ جزء ۴ ص۲۲۳ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الایمان باب فی قولہ تعالےٰ وانذر عشیرتک الاقربین ۱/۱۰۸)

(تمہیں بچانے کے معاملہ میں) تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔

الغرض قیامت کے دن نہ مال کام آئیں گے، نہ اولاد کام آئے گی، آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ (وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ) (یہ کافر جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر رہے ہیں اپنا انجام سوچ لیں) یہ لوگ قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن ہوں گے (یہ لوگ دوزخ میں اس طرح ڈال دئے جائیں گے جس طرح ایندھن آگ میں ڈالا جاتا ہے اور جس طرح ایندھن آگ میں جلتا ہے اسی طرح یہ بھی آگ میں جلیں گے) (کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ) (اور دنیا میں) ان لوگوں کا وہی حشر ہوگا جو آل فرعون اور ان سے پہلے جو قومیں گذری ہیں ان کا ہوا تھا (کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ) انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا میں پکڑ لیا (پھر ان کو نیست و نابود کر دیا، اگر یہ کفار ایمان نہیں لائے تو ان کو بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائیگا) (وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے (کافروں کو چاہیئے کہ اس عذاب سے بچنے کی فکر کریں اور ایمان لے آئیں ورنہ جب اللہ تعالےٰ گرفت میں لے گا تو اس کی گرفت بڑی سخت ہوگی، یہ اس سے بچ کر کہاں جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ۝ (والسماء ذات البروج - ۱۲)

(اے رسول) آپ کے ربّ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ) (اے رسول، ان کافروں سے) کہہ دیجئے (یہ تمہاری شوکت و حشمت ایک دن ختم ہونے والی ہے) تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے (مسلمین تم پر غالب ہوں گے۔ یہ تو دنیا میں تمہاری ذلّت اور رسوائی ہوگی پھر قیامت کے دن) (وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ) تم کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا (وَبِئْسَ الْمِھَادُ) اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

الغرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے کفّار مکہ کو بڑی سخت دھمکی دی ہے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے کافرو، اللہ کے رسول کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ دنیا میں بھی تم پر عذاب نازل ہوگا جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا اور آخرت میں بھی تم عذاب میں گرفتار ہوگے۔

آل عمران ۔ ۔ ۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۱۳

ترجمہ (اور اے کافرو) تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں جن کی (جنگ بدر میں) ایک دوسرے سے مڈ بھیڑ ہوئی (بڑی) نشانی ہے، ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی، کافروں کی نگاہ میں مسلمین دوچند نظر آ رہے تھے (اس طرح اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مرعوب کر کے ایک قسم کی نصرت عطاء فرمائی) اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے قوت عطاء فرماتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھوں والوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے ۱۳

معانی و مصادر (اِلْتَقَتَا) اِلْتَقٰى، يَلْتَقِيْ، اِلْتِقَاءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا (اصلی حروف ل ق ی ہیں)

(يَرَوْنَ) (رَأْيٌ) رَأٰى، يَرٰى، رُؤْيَةٌ وَرَأْيٌ وَرَاءَةٌ۔ دیکھنا۔

(يُؤَيِّدُ) أَيَّدَ، يُؤَيِّدُ، تَأْيِيْدٌ (باب تفعیل) قوت دینا۔

(عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ (ن) پار کرنا، گذر جانا، مر جانا، دل میں تدبّر کرنا۔ (عِبْرَة = نصیحت)

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کافروں کو پھر جھنجھوڑا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا) (اے کافرو، جنگ بدر کے نتائج پر تم نے غور نہیں کیا) اس میں تمہارے لئے نشانی ہے (یہ وہ دن تھا جس دن) دو جماعتوں کی آپس میں جنگ ہوئی (فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) ایک جماعت (مسلمین کی تھی جو) اللہ کے راستہ میں لڑ رہے تھے، (وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ) اور دوسری جماعت کافروں کی تھی (جو دین اسلام کے منکر تھے اور اللہ تعالےٰ کے رسول کے مخالف تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کی مدد فرمائی) (يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ) دوران جنگ اللہ تعالےٰ نے کافروں کی نگاہ میں مسلمین کو دوچند کر کے دکھایا (کافر مرعوب ہو گئے، ان کی ہمتیں پست ہو گئیں، انہیں شکست ہوئی) (وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ) اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے (حق کی فتح ہوئی) آنکھوں والوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت و نصیحت کا سامان ہے، (اے کافرو مسلمین کی فتح ان کے حق پر ہونے کی زبردست دلیل ہے، تمہیں چاہیئے کہ ایمان لے آؤ، اب تمہارے لئے ایمان نہ لانے کا کونسا عذر باقی رہا، اب تو حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو گیا، حق حق ثابت ہو گیا اور باطل باطل ثابت ہو گیا، اب بھی تمہارا ایمان نہ لانا کسی معقول عذر پر مبنی نہیں، محض ضد و ہٹ دھرمی ہے)

جنگ بدر کا دن حق و باطل میں فرق کرنے والا دن تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال ۔ ۴۱)

(جنگ بدر کا دن) جس دن دو جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے والا دن تھا۔

عمل

ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے، اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے ہمت نہ ہاریئے، اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں صحابہ کی اس حالت میں مدد کی کہ وہ بالکل بے سروسامان تھے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے، تقویٰ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ آپ کی بھی مدد کریگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۱۹۴)

اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسکی نافرمانی سے بچنے والوں) کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم ۔ ۴۷)

اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر حق ہے (اور ہم مدد کرتے ہیں)۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ
النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ
عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ
بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

ترجمہ عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے خزانوں، نشاندار گھوڑوں، مویشی اور کھیتی کی (طرف انسانوں کو جو) رغبت (دی گئی ہے اس رغبت) کی محبت کو لوگوں کے لئے مزیّن کر دیا گیا ہے، (یہی وجہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کی طرف دوڑتے ہیں حالانکہ) یہ مال و متاع دنیا کی زندگی کا عارضی اور قلیل فائدہ ہے اور اللہ کے پاس جو ٹھکانہ ہے وہ (بہت) اچھا ہے ﴿۱۴﴾ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان دنیوی چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو، وہ باغات ہیں جو ان کے ربّ کے پاس متقیوں کے لئے (مخصوص) ہیں، (وہ باغات ایسے ہیں کہ) ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کے لئے وہاں) پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی رضاء ہے اور (یہ نہ سمجھنا کہ) اللہ (اپنے نیک بندوں کے اعمال سے بے خبر ہے، نہیں، وہ اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور ان کے اعمال سے واقف ہے) ﴿۱۵﴾ (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ! اے

ہمارے ربّ، ہم ایمان لائے لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ⑯ (ان لوگوں کے مزید صفات یہ ہیں کہ وہ مصائب میں) صبر واستقامت سے کام لیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اور صبح کے اوقات میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے رہتے ہیں ⑰

معانی ومصادر

(حُبٌّ) حَبَّ، یَحِبُّ، حُبٌّ (ض) محبت کرنا۔

(اَلشَّهَوٰت) شَهَا، یَشْهُوْ وشَهِیَ، یَشْهٰی، شَهْوَةٌ (ن وس) چاہنا، خواہش کرنا۔

(قَنَاطِیرُ الْمُقَنْطَرَةِ) قَنْطَرَ، یُقَنْطِرُ، قَنْطَرَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ۔ رباعی مجرد) مالدار ہونا۔ (قَنَاطِیر = قِنْطَار کی جمع۔ مال کثیر)۔

(الانعام) نَعَمَ، یَنْعُمُ، نَعْمَةٌ ومَنْعَمٌ (ف ن) خوشحال ہونا۔ (اَنْعَام = نَعَمٌ کی جمع، اونٹ وغیرہ)۔

(اَلْحَرْثِ) حَرَثَ، یَحْرِثُ، حَرْثٌ (ض ن) ہل چلانا۔

(متاع) (متاع = قلیل اور عارضی فائدہ)

(مَآب) آبَ، یَؤُوْبُ، اَوْبٌ، مَآبٌ (ن) لوٹنا۔

(وَنُنَبِّئُكُمْ) نَبَّأَ، یُنَبِّئُ، تَنْبِئَةٌ، تَنْبِیْئٌ (باب تفعیل) خبر کرنا۔

(قِنَا) وَقٰی، یَقِیْ، وِقَایَةٌ ووَقْیٌ (ض) بچانا۔ (قِ = بچا)

(صٰدِقِیْنَ) صَدَقَ، یَصْدُقُ، صِدْقٌ وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور جن میں خاص طور پر حسن اور دلکشی رکھی ہے، انسان ان کی طرف مائل ہوتا ہے اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ نعمتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

① عورتیں،
② بیٹے،
③ سونے اور چاندی کے خزانے،
④ نشاندار گھوڑے،
⑤ مویشی اور
⑥ کھیتی۔

دولت کی فراوانی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قناطیر المقنطرہ کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ قناطیر قنطار کی جمع ہے۔ قنطار کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْقِنْطَارُ اَلْفَا اُوْقِيَةٍ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۱۴۸) قنطار دو ہزار اوقیہ (چاندی) کے برابر ہوتا ہے (یعنی تقریباً ۱۲۳ کلوگرام)

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) یہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے، یہ چند روزہ سامانِ عیش و عشرت ہے، زندگی ختم ہوئی تو یہ سامان عیش و نشاط یہیں رہ جائے گا۔ ان میں سے کوئی چیز انسان کے ساتھ نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (الحدید ۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہیئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے جگہ جگہ دنیا کے مال و متاع کی بے ثباتی کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں آخرت کی نعمتوں کو دنیا کی نعمتوں سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی بتا کر ان نعمتوں کے حصول کے لئے ترغیب دی ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ) اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے یعنی دارِ آخرت اس دارِ فانی سے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکہف ۔ ۴۶)

(اے رسول) مال اور بیٹے دنیا کی (زیب و) زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور نیک توقعات

کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ ۱۶-۱۷)

(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ) کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو دنیا کی ان تمام نعمتوں سے بہتر ہو (لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ) وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ باغات ان لوگوں کے لئے ہیں جو متقی ہیں، متقی ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے (ان سے یہ باغات اور ان باغات کی نعمتیں کبھی چھینی نہیں جائیں گی، وہاں ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (ان سب سے بڑی چیز یہ کہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے:۔

① آخرت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہیں،

② متقیوں کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں،

③ ان باغات میں متقی ہمیشہ رہیں گے،

④ ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی،

⑤ متقیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء و رضوان حاصل ہوگی،

اب ہم ان میں سے ہر ایک پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔

دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کی برتری

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○

(النسآء ۔ ۷۷)

(اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو (بہت) بہتر ہے اور (وہاں) کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزاء ملے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، اَفَلَا

اور (اے لوگو) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ (بس) دنیا کی زندگی کا (چند روزہ) مال و متاع اور اسکی زیب و

تَعْقِلُوْنَ ○

(القصص - ٦٠)

زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ جو چیز بہتر اور باقی رہنے والی ہو اس کے لئے جدوجہد کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

(الشوریٰ - ٣٦)

اور (اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ماجاء فی الرقاق جزء ۸ صـ۱۰۹ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب ۲/۱۱۲)

کوئی عیش نہیں مگر آخرت کا عیش (یعنی آخرت کے عیش کے مقابلے میں تمام عیش ہیچ ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب مثل الدنیا فی الآخرۃ جزء ۸ صـ۱۱۰)

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

جنت کی نہریں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۔

(محمد - ١٥)

جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اسکی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بو نہیں آئے گی، دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہوں گی اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں۔

جنت کی نعمتیں کبھی ختم ہونے والی نہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ، تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّظِلُّهَا، تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ○

(الرعد - ۳۵)

اور (اے رسول) جس جنت کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس کے پھل اور اس کے سائے (ہمیشہ) قائم رہنے والے ہیں، یہ ان لوگوں کا صلہ ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا صلہ دوزخ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ○

(ھود - ۱۰۸)

اور جو (لوگ) نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں (داخل کئے جائیں گے جس میں وہ جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں ہمیشہ رہیں گے مگر یہ کہ جو آپ کا ربّ چاہے (بے شک آپ کے ربّ کی) عطاء (کردہ نعمت) کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

جنت میں ہمیشہ رہنے کے سلسلہ میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

جنت میں متقیوں کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○

(الرحمٰن - ۵۶)

ان میں نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(الواقعۃ - ۲۲ تا ۲۴)

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، وہ ایسی ہوں گی جیسے چھپے ہوئے (آبدار) موتی۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضاء ورضوان ہوگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۲۰ تا ۲۲)

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا (یہ لوگ) اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا ربّ ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسی جنتوں کی بھی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ یہ لوگ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے، بے شک (ان لوگوں کے لئے) اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالےٰ کی رضاء سب سے بڑی نعمت ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

(التوبۃ ۔ ۷۲)

مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ تعالےٰ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور دائمی (سرسبز وشاداب رہنے والے) باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ بھی کیا ہے، (وہاں اللہ ان سے راضی ہوگا) اور اللہ کی رضاء تو سب سے بڑی (نعمت) ہے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبُّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ

اللہ جنتیوں سے فرمائیگا! "اے اہل جنت" وہ کہیں گے! "اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے" اللہ تعالیٰ فرمائیگا! "کیا تم راضی ہو گئے؟" جنتی عرض کریں گے! "اے رب ہمیں کیا (عذر) ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطاء فرمائی ہیں کہ اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو

النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○
(آل عمران - ۱۳۳ و ۱۳۴)

(اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ نیکی کرنے والے ہیں) اور اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔

الغرض متقی وہ لوگ ہیں کہ جو فراخی اور تنگی ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

(۶) متقیوں کی چھٹی صفت اللہ تعالےٰ نے یہ بتائی کہ وہ اوقات سحر میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○
(الذّٰریٰت - ۱۵ تا ۱۸)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے ہوں گے) اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اُسے لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے، رات کو بہت کم سوتے تھے اور صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش مانگا کرتے تھے۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالےٰ سے ڈریئے، تقویٰ پیدا کیجیے ہر ایک سے اخلاق حسنہ سے پیش آیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ ص۷۵ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۵۴)

اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی تم ہو، برائی کے بعد بھلائی کرو، یہ بھلائی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہا کیجیے خصوصًا اوقات سحر میں خوب معافی مانگیے، صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیجیے۔ سچ بولیے۔

اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کیجیے، اس کی فرمانبرداری کرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوش حالی اور تنگ حالی غرض یہ کہ ہر حال میں خرچ کرتے رہا کیجیے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور فرشتے اور وہ اہل علم بھی جو انصاف پر قائم ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہیں (کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ) اس غالب، حکمت والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ﴿۱۸﴾

معانی ومصادر
(شَهِدَ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شَهَادَةٌ (ك س) گواہی دینا۔
(قِسْطٌ) قَسَطَ، يَقْسِطُ، قِسْطٌ (ض) انصاف کرنا۔
(عَزِيْزٌ) عَزَّ، يَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّةٌ وعَزَازَةٌ (ض) باعزت ہونا، عزیز ہونا، قوی ہونا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی گواہی دی اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کس کی گواہی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ، وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى، قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۹)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھیئے کہ گواہی کے لحاظ سے سب سے بڑی ہستی کونسی ہے (پھر خود ہی) بتا دیجئے کہ اللہ (کی)، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے (کہ میں اس کا رسول ہوں) اور یہ کہ میری طرف یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تم کو اور جس جس کو وہ پہنچے ڈراؤں، (اے رسول آپ ان سے پوچھیئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہے (اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ میں شہادت نہیں دیتا

(بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے (بالکل) بیزار ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ) اللہ تعالیٰ کی توحید پر فرشتے بھی گواہ ہیں اور وہ علماء بھی گواہ ہیں جو انصاف پر قائم ہیں، انصاف پسند علماء کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝

(بنی اسرآئیل۔ ۱۰۷ و ۱۰۸)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارا ربّ پاک ہے، بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن مجید آگیا)۔

البتہ وہ علماء جو حق پوش ہیں، ہٹ دھرم ہیں، جنہوں نے حق و انصاف کا دامن چھوڑ دیا وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں، یہی وہ علماء ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں شرک پھیل رہا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کے ساتھ دوسرے الٰہ بنائے جا رہے ہیں ایسے علماء کے متعلق ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

(التوبۃ۔ ۳۴)

اے ایمان والو، (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں فرشتوں کی اور منصف مزاج علماء کی گواہی کسی خاص مقصد کے لئے ہے ورنہ حقیقۃً تو اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(النسآء۔ ۱۶۶)

(اے رسول، کافر اس کتاب کی تکذیب کر رہے ہیں) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کتاب آپ پر نازل کی ہے اُسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور (اللہ ہی نہیں) فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں (کہ یہ کتاب حق ہے) اور (فرشتوں کی گواہی کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں) گواہی کے لئے اللہ (اکیلا ہی) کافی ہے۔

توحید پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) الٰہ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا مگر وہ جو غالب ہو، زبردست ہو، حکمت والا ہو اور ان صفات کا حامل کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے لہذا صرف اللہ تعالیٰ ہی اِلٰہ ہے، دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں۔

عزیز کے معنی ہیں وہ ہستی جو اتنی زبردست ہو کہ کسی سے مغلوب نہ ہو سکے، جو ہر شخص، ہر چیز اور ہر کام پر غالب رہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف ۔ ۲۱)

اور اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○ (الاحزاب ۔ ۲۵)

اللہ ہی جنگ کے سلسلہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا۔ (بے شک) اللہ (بہت) قوی اور زبردست ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ بھی زبردست اور اس کی مدد بھی زبردست۔ اس کی مدد جب آجاتی ہے تو پھر مخالف کا غالب ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو، توحید پر قائم رہیئے، اللہ زبردست اور حکمت والے پر بھروسہ رکھیئے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا
اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا
مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا
بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ
اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَإِنْ حَاجُّوكَ
فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ
اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا
فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾

ترجمہ بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اُس اختلاف پر جمے رہے اور اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ﴿۱۹﴾ پھر (اے رسول) اگر یہ آپ سے جھگڑیں (اور بحث ومباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو بس دین، اسلام ہی کو سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہیئے! "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو"، اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور وہ خود ان سے حساب لے لیگا) ﴿۲۰﴾

معانی ومصادر

(دِیْن) دَانَ، یَدِیْنُ، دِیْنٌ ودِیَانَۃٌ کسی ملّت کو اختیار کرنا۔
(بَغْیًا) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ، بُغًی، بُغْیَۃٌ۔ زنا کرنا، حق سے عدول کرنا، طلب کرنا۔
(سَرِیْع) سَرِعَ، یَسْرَعُ، سُرْعَۃٌ وسَرَعٌ وسَرْعٌ (ك س) جلدی کرنا۔
(حَاجُّوْكَ) حَاجَّ، یُحَاجُّ، مُحَاجَّۃٌ وحِجَاجٌ (باب مفاعلہ) جھگڑا کرنا۔
(اتَّبَعَنِ) اِتَّبَعَ، یَتَّبِعُ، اِتِّبَاعٌ (باب افتعال) پیروی کرنا۔
(بَصِیْرٌ) بَصُرَ، یَبْصُرُ، بَصَرٌ وبَصَارَۃٌ (س ك) دیکھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے، اور صرف دین اسلام ہی اس کے ہاں قابل قبول ہے۔ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین پر عمل کریگا تو اس کا نہ تو وہ دین مقبول ہوگا اور نہ وہ عمل مقبول ہوں گے جو اس دین کے مطابق کئے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آل عمران۔ ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دیئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○ (المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اسلام ہی ہدایت کا واحد ذریعہ ہے، اسلام قبول کر کے ہی ہدایت مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام ۔ ۱۲۵)

جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اہل کتاب کو علم تھا کہ اسلام حق ہے، ان کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالیہ کا ذکر موجود تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف ۔ ۱۵۷)

وہ (اس رسول کے ذکر جمیل کو) اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

ان صفاتِ جلیلہ کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (الانعام ۔ ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتے، آپ کی تصدیق کرتے، آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو قبول کرتے لیکن وہ محض ہٹ دھرمی اور آپس کی ضد کی وجہ سے اسلام کا انکار کر رہے تھے، دین اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اللہ تعالےٰ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: (وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) (اور جو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرے تو پھر اللہ سے بچ کر وہ کہاں جائے گا، اللہ تعالےٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے) اور پھر انہیں حق کو قبول نہ کرنے کی سزا دینے والا ہے) آگے فرمایا (فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ) اے رسول، اس علم کے باوجود اگر یہ اسلام کی حقانیت کے بارے میں آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میرے پیروی کرنے والوں نے

اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے، ہم تو اسلام لا چکے ہیں، تم بھی اسلام قبول کر لو تو تمہارے حق میں اچھا ہے، پھر فرمایا اے رسول (وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ) آپ اہل کتاب سے بھی اور دوسرے کفار سے جو نہ کوئی کتاب رکھتے ہیں اور نہ انہیں کسی کتاب کا علم ہی ہے کہہ دیجئے کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ (فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا) اگر وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں اور اسلام لے آئیں تو وہ ہدایت یاب ہو جائیں گے (وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ) اور اگر وہ اس راہ ہدایت سے منہ موڑیں تو آپ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے، ان کی گمراہی کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
(النور ۔ ۵۴) (العنکبوت ۔ ۱۸)

اور رسول کے ذمہ تو بس (اللہ تعالیٰ کے احکام کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ
اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔
(الشوریٰ ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ) اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے، یہ اگر ایمان نہیں لائیں گے تو کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے غافل ہے،

نہیں وہ ان کے تمام اعمال سے واقف ہے اور ایک دن آئیگا کہ وہ ان سے ان کی مخالفت اور بد اعمالی کا حساب لے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○
(الرعد ۔ ۴۰)

(اے رسول) آپ کے ذمہ تو بس پہنچا دینا ہے، حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے لہذا آپ دین اسلام کو قبول کیجئے، قرآن و حدیث کے دلائل و براہین مل جانے کے بعد اختلاف نہ کیجئے، اپنی بات پر نہ اڑے رہیئے، قرآن و حدیث کے دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنی بات پر اڑے رہنا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجئے، اسلام کی دعوت دیجئے، اختلاف کو ہوا نہ دیجئے، فرقہ وارانہ باتوں کو نہ پھیلائیے، فرقوں کو ختم کر دیجئے، مسلم بنیئے اور مسلم بنائیے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ
يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ
مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ ﴿٢١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نَّاصِرِينَ ﴿٢٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ
إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا
جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ، وَ
وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ تو بس (اتنا کریں کہ) ان لوگوں کو جو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں اور (اس سے پہلے) انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے اور ان لوگوں کو بھی قتل کرتے رہے جو انصاف کا حکم دیتے تھے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیں ﴿٢١﴾ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں بھی برباد ہوگئے اور آخرت میں بھی اور (آخرت میں) ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ﴿٢٢﴾ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا جب ان کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے تو ان میں سے ایک (بڑی) جماعت اس سے منہ پھیر لیتی ہے اور روگردانی کرتی ہے ﴿٢٣﴾

اس کی (بڑی) وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ چند دن سے زیادہ نہیں چھوئے گی (یہ ان کا افتراء ہے اور) جو کچھ یہ افتراء کر رہے ہیں اسی نے ان کو سزا و جزا کے معاملہ میں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے (۲۴) پھر جب ہم انہیں ایک ایسے دن جمع کریں گے جس (دن کے آنے) میں کوئی شک نہیں تو ان کا کیسا (برا) حال ہوگا۔ اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، ان (میں سے کسی) کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی (۲۵)

معانی ومصادر

(یَأْمُرُوْنَ) اَمَرَ، یَأْمُرُ، اَمْرٌ وإِمَارٌ (ن) حکم دینا۔
(اَلِیْمٌ) اَلِمَ، یَأْلَمُ، اَلَمٌ (س) تکلیف پانا۔
(حَبِطَتْ) حَبِطَ، یَحْبَطُ، حَبْطٌ وحُبُوْطٌ (س) ضائع ہونا۔
(غَرَّ) غَرَّ، یَغُرُّ، غَرٌّ وغِرَّةٌ وغُرُوْرٌ (ن) دھوکا دینا۔
(یَفْتَرُوْنَ) اِفْتَرٰی، یَفْتَرِیْ، اِفْتِرَاءٌ (باب افتعال) جھوٹ منسوب کرنا۔
(وُفِّیَتْ) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَةٌ (باب تفعیل) پورا دینا۔

تفسیر

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے کرتوت، حق اور اہل حق سے بغض وعناد اور ان کے برے انجام کا ذکر فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاء کو قتل کرتے رہے اس حال میں کہ ان کا قتل کبھی بھی مبنی برحق نہیں ہو سکتا اور جو لوگ انصاف کا حکم دینے والوں کو بھی قتل کرتے رہے ایسے لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان لے آئیں گے (فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ) اے رسول، ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، (حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ) ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے، یہ اعمال نہ دنیا میں ان کے کام آئے اور نہ آخرت میں ان کے کام آئیں گے۔ (وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) اور نہ آخرت میں ان کا کوئی مددگار ہوگا۔ اے رسول، (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ لوگ جن کو اللہ کی کتاب سے بہرہ اندوز کیا گیا تھا کس قسم کے لوگ ہیں، یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جب کبھی ان کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے (لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ) تاکہ وہ ان کے مابین جو اختلافات ہیں ان کا فیصلہ کر دے تو (یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ) ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت اس دعوت سے پیٹھ پھیر لیتی ہے (وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ) اور وہ لوگ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ) قرآن مجید کے انکار اور اس سے روگردانی کی جرأت انہیں صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اپنے زعم باطل میں اس بات کے قائل ہیں کہ (لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ) وہ کچھ بھی کریں وہ دوزخ میں چند دن سے زیادہ نہیں رہیں گے یہ ان کا افتراء ہے (وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) اور جو افتراء پردازی یہ کرتے رہے ہیں اس نے ان کو ان کی سزا و جزا کے معاملہ میں دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان افتراء پردازیوں نے انہیں نڈر بنا دیا ہے، اس لئے وہ بے باکانہ بداعمالیاں

کرتے رہتے ہیں اور دین حق کا انکار کر رہے ہیں۔

اہل کتاب کی ایک افتراء پردازی تو آیت زیر تفسیر میں بیان ہوئی ہے یعنی انہوں نے یہ عقیدہ گھڑ رکھا تھا کہ وہ دوزخ میں چند دن سے زیادہ نہیں رہیں گے۔

دوسری افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ جنت خالص ان کے لئے ہے، جنت میں ان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ (البقرۃ۔ ۱۱۱)

اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرۃ۔ ۹۴)

(اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہیئے کہ اگر اللہ کے نزدیک دار آخرت تمام لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے لئے مخصوص ہے اور اگر تم اس دعوے میں واقعی سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو، (تاکہ دنیوی تکلیف سے نجات پاکر ابدی راحت کا لطف اٹھاؤ)۔

تیسری افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ خود کو اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور پیارے سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ (المآئدۃ۔ ۱۸)

اور (اے رسول) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

چوتھی افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا انہوں نے یہی بہانہ بنا رکھا تھا کہ اس کو لانے والا فرشتہ ان کا دشمن ہے۔ ان کی افتراء پردازی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (البقرۃ۔ ۹۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے جو شخص جبریل کا دشمن ہو تو (اسے خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) بے شک وہی تو ہے جس نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپ کے قلب پر اتاری ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت (کا مژدہ سناتی) ہے۔

پانچویں افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام وغیرہ کو یہودی یا عیسائی سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۴۰)

کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، اور (ان کی) اولاد یہودی یا عیسائی تھے، (ہرگز نہیں، وہ تو سب مسلم تھے) اور (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو فرماتا ہے کہ وہ مسلم تھے اور جانتے تو تم بھی ہو کہ وہ مسلم تھے لیکن تم حق کو چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہے چھپاتا ہے (کیا اس کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی) اور، اے اہل کتاب جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے

چھٹی افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ نے ان سے عہد لے لیا ہے کہ وہ کسی نبی پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ آکر کھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ، قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۸۳)

(اللہ نے ان لوگوں کی بات سُن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آکر جلا ڈالے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے ؟

ساتویں افتراء پردازی ان کی یہ تھی کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی آدمی پر کبھی کوئی کتاب نازل نہیں کی، لہٰذا ہم کسی کتاب پر ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَىْءٍ، قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ۔

(الانعام۔ ۹۱)

ان (یہودیوں) نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا جبکہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ (تعالےٰ) نے کسی انسان پر (کبھی بھی) کوئی کتاب نازل نہیں کی، (اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے (بتاؤ) وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جس کو موسےٰ لے کر آئے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور اور ہدایت تھی۔

مندرجہ بالا افتراء پردازیوں میں وہ مگن تھے اور یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اگر وہ قرآن مجید پر ایمان نہیں لائیں گے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ان افتراء پردازیوں کی وجہ سے وہ اپنے انجام سے بے پرواہ ہو گئے تھے اور اپنی سزا وجزا کے سلسلہ میں دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خود تراشیدہ باتوں کی تردید اور ان کی خوش فہمیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ) ان کا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ان کو ایک ایسے دن جمع کریں گے جس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، وہ دن یقیناً آئیگا، اس دن ان کی خوش فہمیوں کی حقیقت کھل جائے گی (وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، نہ کسی کی حق تلفی ہوگی اور نہ کسی پر زیادتی کی جائے گی۔

عمل

اے لوگو، خوش فہمیوں میں مبتلا نہ ہوئیے، اس خام خیالی میں نہ رہیئے کہ ہم اہل سنت ہیں، اہل حدیث ہیں، حنفی یا شافعی ہیں، کسی پیر کے مرید ہیں، کسی امام کے مقلد ہیں بس یہ چیزیں ہماری بخشش کا سبب بن جائینگی۔ نہیں، وہاں نہ فرقے وارانہ مذاہب کام آئیں گے اور نہ یہ بزرگ کام آئیں گے۔ وہاں تو اسلام پر عمل کرنا کام آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باتوں کو منسوب نہ کیجئے۔ حق کو تسلیم کیجئے اور خود ساختہ باتوں کی بنیاد پر اُسے ہرگز رد نہ کیجئے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ
مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ
تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ
تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ
تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اے رسول، آپ (اللہ کی حمد وثنا اس طرح) بیان کیا کیجئے "اے اللہ، اے بادشاہت تمام کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۶) تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطاء فرماتا ہے (۲۷)

معانی ومصادر (مٰلِكَ الْمُلْكِ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلِكَةٌ (من) مالک ہونا۔

(تَنْزِعُ) نَزَعَ، يَنْزِعُ، نَزْعٌ (من) معزول کرنا، کھینچ لینا۔

(تُعِزُّ) اَعَزَّ، يُعِزُّ، اِعْزَازٌ (باب افعال) عزت کرنا۔

(تُوْلِجُ) اَوْلَجَ، يُوْلِجُ، اِيْلَاجٌ (باب افعال) داخل کرنا۔

(تُذِلُّ) اَذَلَّ، يُذِلُّ، اِذْلَالٌ (باب افعال) ذلیل کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ان الفاظ میں کیا کرو (اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ) اے اللہ، اے بادشاہت کے مالک۔

حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، کائنات کی ہر چیز پر اس کی بادشاہت اور حکمرانی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (یٰسٓ ۔ ۸۳)

تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے (وہ اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف (اے لوگو) تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (النور ۔ ۴۲) ۔۔ (الجاثیۃ ۔ ۲۷)

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ ۔ (بنی اسرآءیل ۔ ۱۱) ۔ (الفرقان ۔ ۲)

(اس کی) بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ اکیلا اس کائنات کا بادشاہ اور مالک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْقَالَ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم التسمی بملک الاملاک۔ جزء ۲ ص ۲۵۹)

بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ کے یا (آپ نے یہ فرمایا) مالک کوئی نہیں سوائے اللہ عزوجل کے۔

الغرض کائنات کی لازوال بادشاہت صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ آسمانوں کا زمینوں کا اور تمام چیزوں کا وہی با اقتدار اور با اختیار بادشاہ ہے۔ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

آگے فرمایا (تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ) اے اللہ تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔

بادشاہت دینا اور بادشاہت چھین لینا یہ سب اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے، کسی دوسرے کے اختیار میں کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ (الٓمّٓ تنزیل۔ ۵)

وہی آسمانوں سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی عزت و ذلت کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الصّٰفّٰت۔ ۱۸۰)

(اے رسول) آپ کا ربّ، (جو) رب العزت (بھی ہے) ان (تمام شرکیہ باتوں) سے جو یہ کہہ رہے ہیں پاک و منزّہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (فاطر۔ ۱۰)

عزت تو سب اللہ تعالیٰ کی ہے۔

آگے فرمایا (تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ) تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

دن اور رات کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ ہے، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کام کو نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۔

(فاطر ۔ ۱۳)

وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۵۴)

(اللہ ہی) رات کو دن سے ڈھانک دیتا ہے۔ (گویا) دن، رات کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتا) چلا آتا ہے، اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخّر کر دیا۔ خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے اور (اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا چلتا ہے (اور) اللہ ربّ العالمین (بہت) بابرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

(القصص ۔ ۷۱ و ۷۲)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں۔ (اور اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو)۔

آگے فرمایا (وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ) تو ہی بے جان سے زندہ کو نکالتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اسی میں یہ قدرت ہے کہ بے جان چیز سے جاندار پیدا کر دے اور جاندار چیز سے بے جان چیز پیدا کر دے اور وہ یہ کام کرتا رہتا ہے۔ مثلاً بے جان انڈے سے جاندار بچہ نکالتا ہے اور جاندار پرندے سے بے جان انڈا نکالتا ہے۔

آگے فرمایا (وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ) اے اللہ تو جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رزق دینے والا نہیں، وہی اکیلا رازق اور داتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(النمل ۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کریگا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رازق نہیں۔ رازق وہی ہو سکتا ہے جو الٰہ ہو، جو الٰہ نہیں وہ رازق بھی نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے اس کی حمد و ثنا ان الفاظ میں کرتے رہا کیجئے جو الفاظ کہ آیات زیر تفسیر میں بیان ہوئے ہیں اور یہ عقیدہ رکھئے کہ جس طرح زندگی اور موت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہیں اسی طرح بادشاہت دینا بادشاہت چھین لینا، عزت دینا، ذلت دینا اور رزق دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، یہ اختیارات نہ کسی زندہ کو حاصل ہیں اور نہ ان کو حاصل ہیں جو مر چکے ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ
تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ
تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ
يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ
سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا
بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَ
اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

ترجمہ ایمان والوں کو چاہیئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اس کے لئے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو اللہ سے (بچانے کا کوئی عذر) نہ ہوگا سوائے اس صورت کے کہ (اے ایمان والو) تمہیں ان سے نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو اور (اگر ایسی صورت نہ ہو تو ان کو دوست بنانا اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہونا ہے) اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے (تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ) اور (یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) تمہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ تمہیں وہاں ان سے دوستی کرنے کی سزا دے گا) ﴿۲۸﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دلوں میں کوئی بات چھپاؤ گے یا اُسے ظاہر کرو گے، اللہ تعالیٰ کو (ہر حال میں) اس کا علم ہو جائے گا (یعنی کافروں سے تمہاری دلی دوستی کا بھی علم ہو جائے گا) اور (یہی نہیں) وہ تو آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۲۹﴾ (یہ سزا) اس دن (دی جائے گی جس دن) ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو موجود پائیگا اور بُرے اعمال کو بھی (موجود پائیگا)، (وہ ایسا ہولناک وقت ہوگا کہ اس وقت) ہر شخص چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے بُرے اعمال کے درمیان بہت طویل فاصلہ ہوتا، اور (دیکھو) اللہ (پھر) تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور (یہ بھی جان لو کہ) اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر (يَتَّخِذْ) اِتَّخَذَ ، يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ (باب افتعال) بنانا (ء خ ذ حروف اصلی ہیں)

(تُقٰىةٌ) اِتَّقٰى ، يَتَّقِيْ ، اِتِّقَآءٌ (باب افتعال) ڈرنا (تُقٰىةٌ = تقویٰ = ڈر)

(اَلْمَصِیْرُ) صَارَ، یَصِیْرُ، صَیْرُوْرَۃٌ وَمَصِیْرٌ، لوٹنا (ض)
(تُبْدُوْا) اَبْدٰی، یُبْدِیْ، اِبْدَاءٌ = ظاہر کرنا۔ (باب افعال)
(قَدِیْرٌ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدَرٌ وَقُدْرَۃٌ وَمَقْدِرَۃٌ وَمِقْدَارٌ وَقَدَارَۃٌ (ن ض س) قدرت ہونا۔
(تَوَدُّ) وَدَّ، یَوَدُّ، وُدٌّ وَوِدَادٌ، مَوَدَّۃٌ۔ محبت کرنا، چاہنا۔ (ف)
(اَمَدَ) اَمَدٌ = مقررہ وقت، کسی چیز کی انتہا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے ایسا کرنا ایمان کے قطعاً منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

(البقرہ ۔ ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ — اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

(البقرہ ۔ ۹۸)

کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص ایمان کا دعویٰ بھی کرے اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کو دوست بنائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ

(الممتحنۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے ربّ اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے

(المجادلة - ۲۲)

رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ) کہ جو شخص مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست بنائے گا تو پھر اُس کے پاس اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب ہوگا اور عذاب کیوں نہ ہو اسلئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی کے معنی یہ ہیں کہ اس کو مؤمنین کا مفاد مدّنظر نہیں، وہ کافروں سے دوستی کر کے مؤمنین کا نقصان کرنا چاہتا ہے۔ ایسا آدمی کبھی صحیح راستہ پر نہیں ہو سکتا، اس کی گمراہی یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (الممتحنة - ۱)

تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کریگا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں کچھ نرمی پیدا کر دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً) ہاں اگر تمہیں اُن سے کسی شر کے پہنچنے کا اندیشہ ہو اور تم ان کے شر سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہو تو ایسے خطرناک حالات میں تم ان سے دوستی کا اظہار کر سکتے ہو (لیکن یہ یاد رکھو کہ وہ اندیشہ حقیقت پر مبنی ہو، محض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ایسا نہ کر بیٹھنا) (وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ) اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے (کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر پوری مسلم قوم کا نقصان کر بیٹھو تو یاد رکھو (وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ) تمہیں اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے (اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے اس فعل کی سزا تمہیں اللہ کے ہاں مل کر رہے گی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہرگز ایسا کام نہ کرو)۔

پھر فرمایا کہ اے رسول، (قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ) آپ مؤمنین سے کہہ دیجئے کہ (اگر اس حکم کے باوجود تم نے کافروں سے دوستی رکھی) خواہ تم اس دوستی کو دل میں چھپاؤ، خواہ اُسے ظاہر کرو، اللہ کو اس کا علم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ (وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) وہ تو آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ○ (اٰل عمرٰن - ۵)

(اللہ کو ان کے تمام گناہوں کا علم ہے اس لئے کہ) زمین اور آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ سے پوشیدہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (هود - ۵)

اللہ کو (ان کی تمام باتوں کا) جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں علم ہوتا ہے (اور یہی کیا) وہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(الملک - ۱۳)

تو ان کے دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اور (اے لوگو) تم چھپا کر کوئی بات کہو یا علانیہ کوئی بات کہو (اللہ کو ہر حال میں اس کا علم ہو جائیگا اور یہی کیا) وہ تو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ

(الممتحنة - ۱)

تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

پھر فرمایا (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ اگر چاہیگا تو سزا دیگا، اُسے ہر قسم کی سزا دینے پر قدرت ہے، ایک دن آنے والا ہے، جس دن تمہیں ان بداعمالیوں کی سزا دیجائے گی، اس دن کافروں کی دوستی تمہارے کام نہیں آئے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(الممتحنة - ۳)

قیامت کے دن تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، (اس دن) اللہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیگا، اللہ (کو تمہارے تمام عملوں کی خبر ہے وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

آگے فرمایا (يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا) اس دن ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو بھی موجود پائے گا اور (وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ) بُرے اعمال کو بھی موجود پائیگا (تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا) برے اعمال کو دیکھ کر وہ چاہے گا کاش ان بُرے اعمال میں اور اس میں بہت بڑا فاصلہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے کہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا رہتا ہے تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ۔

عمل

اے ایمان والو! ایمان والوں کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی نہ رکھیئے، حکومت الہیّہ اور ایمان والوں کا مفاد مدّنظر رکھیئے، ایسا کوئی کام نہ کر بیٹھیئے جس سے حکومت الہیّہ یا ایمان والوں کو نقصان پہنچے اور کافروں کو فائدہ پہنچے حتیٰ کہ یہ کام ایسی حالت میں بھی نہ کیجئے کہ آپ کو ذاتی طور پر فائدہ پہنچ رہا ہو، اپنے مفاد پر حکومت الہیّہ اور ایمان والوں

کے مفاد کو ترجیح دیجئے، ہر حال میں حکومتِ الہیّہ اور ایمان والوں کے ساتھ خیر خواہی کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ — دین خیر خواہی (کا نام ہے)

صحابہ نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب لایدخل الجنۃ الا المؤمنون جزء اول ص۴۲)

اللہ کی خیر خواہی، اس کی کتاب کی خیر خواہی، اس کے رسول کی خیر خواہی، مسلمین کے اماموں (یعنی امیروں) کی خیر خواہی اور عام مسلمین کی خیر خواہی۔

اے ایمان والو! ایسے کافروں سے ہرگز دوستی نہ رکھیے جو حکومت الہیّہ کو اور ایمان والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الممتحنۃ - ۹)

اللہ تو تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

اے ایمان والو، البتہ تم ایسے کافروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور انصاف کر سکتے ہو جو نہ تم سے دین کے معاملہ میں لڑیں اور نہ تم کو تمہارے ملک سے نکالیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○

(الممتحنۃ - ۸)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کا یہ منشاء نہیں کہ برسرِ پیکار دشمن قوم سے ناانصافی کی جا سکتی ہے۔ برسرِ پیکار دشمن قوم کا مومنین سے انصاف چاہنا ممکن ہی نہیں تو ان کے ساتھ انصاف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۳۱﴾ (اے رسول) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ اطاعت سے منہ موڑیں تو (وہ لوگ کافر ہیں اور) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر (تُحِبُّوْنَ) (يُحْبِبْ) (يُحِبُّ)
اَحَبَّ، يُحِبُّ، اِحْبَابٌ (باب افعال) محبت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کی نشانی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص ایمان دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ — ایمان والوں کو تو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ (البقرۃ - ۱۶۵)

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کا صرف زبانی دعویٰ کافی نہیں، جب تک کوئی شخص اللہ تعالےٰ

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ۔
(البقرۃ ۔ ۱۴۳)

تک منہ کرتے رہے ہیں اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم یہ معلوم کرلیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں (کفر کی طرف) واپس چلا جاتا ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ) اگر تم رسول کی پیروی کروگے تو اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا (وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ) اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا (وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور اللہ غفور ہے، اور رحیم ہے، وہ اپنے بندوں کو معاف کرتا رہتا ہے اور ان پر رحم وکرم فرماتا رہتا ہے۔ اے ایمان والو، اگر تم سے کچھ کوتاہی بھی ہوگئی تو اتباع سنت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کردے گا۔

آگے فرمایا (قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ) اگر تم اللہ اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑو گے تو اللہ تعالےٰ ایسے کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی کرنے والے مؤمن نہیں ہو سکتے،

آیات زیرِ تفسیر میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کو لازم قرار دیا اور دوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحکام کی پیروی کو لازم قرار دیا، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال دونوں لازمی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، سنت پر سختی سے عمل کیجئے،

(۱) سنت کے بغیر نہ اللہ تعالےٰ سے محبت کا دعویٰ صحیح ہے اور نہ ایمان کا دعویٰ۔
(۲) سنت کے بغیر نہ اللہ تعالےٰ کسی سے محبت کرتا ہے اور نہ کوئی اللہ تعالےٰ کا محبوب یا ولی بن سکتا ہے۔
(۳) سنت کے بغیر نہ کوئی اللہ تعالےٰ کی رحمت کو حاصل کرسکتا ہے۔
(۴) سنت کے بغیر نہ کوئی ہدایت حاصل کرسکتا ہے۔
(۵) سنت کے بغیر نہ کوئی صراطِ مستقیم پہ پہنچ سکتا ہے۔
(۶) سنت کے بغیر نہ کوئی مغفرت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

الغرض ولایت، مغفرت، رحمت اور ہدایت کے لئے اتباع سنت ضروری ہے۔ جو شخص اتباع سنت نہیں کرتا، اس کو نہ ولی سمجھئے اور نہ ہدایت یاب، ایسا شخص شیطان ہی کا

ولی ہو سکتا ہے۔ کسی مؤمن کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ وہ متبع سنت ہو، جس میں یہ کرامت نہیں اس کی دوسری ساری کرامتیں شعبدہ بازی کے سوا کچھ نہیں۔

اے لوگو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہیے، اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑنے والا مؤمن نہیں ہو سکتا، ایسا شخص تو کافر ہی ہو سکتا ہے، کافروں سے اللہ تعالےٰ محبت نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالےٰ محبت نہ کرے اس کا ٹھکانہ سوائے جہنم کے اور کہاں ہوگا۔ اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے اور سنت کی پیروی کیجئے۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ
اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ
بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ بے شک اللہ (تعالیٰ) نے آدم کو، نوح کو، آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہانوں کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا ﴿۳۳﴾ ان میں سے بعض (یقیناً) بعض کی اولاد تھے اور اللہ تعالےٰ بڑا سننے والا اور علم والا ہے ﴿۳۴﴾

معانی ومصادر (اِصْطَفٰى) اِصْطَفٰى ، يَصْطَفِيْ ، اِصْطِفَاءٌ (باب افتعال) منتخب کرنا (اصلی حروف ص ف و ہیں)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ) اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا (ان کو اور ان کی اولاد کو زمین میں خلیفہ بنایا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً — میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔
(البقرۃ - ۳۰)

پھر اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم کی دولت سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا — پھر اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے۔
(البقرۃ - ۳۱)

پھر اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۔ (الکھف ۔ ۵۰)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے (اور ابلیس سے) کہا آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں رہنے کی جگہ دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا (الاعراف ۔ ۱۹)

اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، پھر اس میں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو)۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (صٓ ۔ ۷۵)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس جس (انسان) کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے کونسی چیز تجھے مانع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بزرگی عطا فرمائی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل ۔ ۷۰)

اور (اے لوگو، یہ ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل محشر آدم علیہ السلام کو اس طرح خطاب کریں گے۔

اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ انا ارسلنا نوحًا جزء ۴ ص ۱۶۲ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ بنی اسرائیل جزء ۶ ص ۱۰۵ و سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص ۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص ۱۰۳)

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)۔

آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، آپ (کے جسم) میں اللہ تعالےٰ نے اپنی روح پھونکی، اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا (کہ آپ کو سجدہ کریں) انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں رہنے کی جگہ دی اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

آگے فرمایا (وَنُوحًا) نوح (علیہ السلام) کو بھی ہم نے منتخب فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ ص۲۱ ورواہ مسلم فی صحیحہ نحوہ، صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص۱۰۱)

نوح (علیہ السلام) پہلے رسول ہیں جن کو اللہ (تعالیٰ) نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ) اور ہم نے آل ابراہیم (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

(النسآء ۔ ۵۴)

ہم نے (اپنے فیصلے کے مطابق پہلے بھی) آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور عظیم بادشاہت عطاء کی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَّكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(الحدید ۔ ۲۶)

اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا تھا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو (جاری) کیا تھا، تو ان (کی اولاد) میں سے بعض تو ہدایت یاب ہوئے اور اکثر فاسق (ہی) رہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ) اللہ تعالیٰ نے آل عمران کو بھی منتخب فرمایا یعنی آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں کے لوگوں میں سے چن لیا اور ان خاندانوں میں سے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۔

(مریم ۔ ۵۸)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو نبیوں میں سے اللہ نے (اپنے) انعام (خاص) سے نوازا تھا، (یہ لوگ) اولاد آدم میں سے تھے اور جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (ان کی اولاد میں سے تھے) اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

(الحدید۔ ۲۶ و ۲۷)

اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور اُن کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو (جاری) رکھا۔ تو ان میں سے بعض تو ہدایت یاب ہوئے اور اکثر فاسق (ہی) رہے۔ پھر ہم نے اُن کے بعد انہی کے نقش قدم پر اپنے (اور) رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں (اپنی کتاب) انجیل عطاء کی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت اور رسالت کے لئے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد، نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد، ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد اور عمران کی اولاد کو منتخب فرمایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کی اولاد میں نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں، پھر نبوت نوح علیہ السلام کی اولاد میں جاری رہی، ان کی اولاد میں ابراہیم علیہ السلام نبی ہوئے پھر ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں نبی آئے اور بڑی کثرت سے آئے، اسی خاندان میں سے اللہ تعالےٰ نے آل عمران کو منتخب فرمایا اور ان (کی اولاد) میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کے ہی خاندان میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، (ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ) یہ نبی سب ایک دوسرے کی اولاد تھے، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے، ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد تھے اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد تھے، (وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اللہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے، اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو پہلے ہی نبوت کے لئے چن لیا تھا تو اب اگر ان کے خاندان میں سے اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا تو آخر اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ اہل کتاب اور تمام مشرکین عرب کو چاہیئے کہ اب اس آخری نبی پر ایمان لے آئیں، حیلے اور بہانے نہ بنائیں، اس کے خلاف کسی قسم کی سازش اور سرگوشی نہ کریں، ان کی سازش اور سرگوشی اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں رہ سکتی، اللہ تعالیٰ ان کی باتیں سُن رہا ہے، اور اُسے ان کی تمام باتوں کا علم ہے، یہ اس کی گرفت سے بچ کر کہاں جائیں گے، ایک دن آئے گا کہ وہ ان لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

عمل

اے لوگو، ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں نبی آتے رہے ہیں اور اب انہی کے خاندان میں

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں، ان پر ایمان لائیے، ان کی اطاعت اور پیروی کیجیے تاکہ آپ ہدایت یاب ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور - ۵۴)

اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤگے۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف - ۱۵۸)

اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اے لوگو، فرقوں سے علیٰحدہ رہیئے۔ فرقوں میں ہرگز شامل نہ ہوئیے۔ فرقہ بندی کی برائیاں بہت ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت سی سنتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ فرقہ پرست صرف انہی سنتوں پر عمل کرتا ہے جو اس کے فرقہ وارانہ مذہب میں پائی جاتی ہیں گویا وہ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو حدیث پر ترجیح دیتا ہے اور یہ چیز ایمان کے منافی ہے۔

معانی و مصادر (نَذَرْتُ) نَذَرَ، یَنْذُرُ، نَذْرٌ ونُذُوْرٌ (ن ض) اپنے اوپر کسی چیز کو واجب کرلینا، نذر ماننا۔

(مُحَرَّرًا) حَرَّرَ، یُحَرِّرُ، تَحْرِیْرٌ (باب تفعیل) نذر کرنا یا وقف کرنا۔ آزاد کرنا، کتاب کی اصلاح کرنا۔

(تَقَبَّلْ) تَقَبَّلَ، یَتَقَبَّلُ، تَقَبُّلٌ (باب تفعّل) قبول کرنا۔

(سَمَّیْتُ) سَمّٰی، یُسَمِّیْ، تَسْمِیَۃٌ (باب تفعیل) نام رکھنا۔

(قَبُوْل) قَبِلَ، یَقْبَلُ، قُبُوْلٌ (س) قبول کرنا، لینا۔

(اَنْبَتَ) اَنْبَتَ، یُنْبِتُ، اِنْبَاتٌ (باب افعال) اگانا۔

(نَبَاتًا) نَبَتَ، یَنْبُتُ، نَبْتٌ ونَبَاتٌ (ن) اُگنا

(مِحْراب) حَرَبَ، یَحْرُبُ، حَرْبٌ (ن) کسی کا مال لوٹ لینا (محراب = صاحب الحرب، بہادر، شیطان سے لڑنے کی جگہ یعنی عبادت خانہ، صدر المجلس، صدر البیت یعنی مجلس کا یا گھر کا صدر مقام)۔

تفسیر اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی ہدایت اور امامت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے عمران کے خاندان کو منتخب فرمایا۔ آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران عیسیٰ علیہ السلام کے نانا تھے، اللہ تعالےٰ نے آل عمران میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کی رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ عیسائیوں سے مخاطب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے بے باپ کے پیدا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور الٰہ ہیں۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اصل مرتبہ سے بڑھا کر الوہیت کا درجہ دے دیا حالانکہ انکا اصل درجہ اور مرتبہ تو ان کی نبوت ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی اصل فضیلت تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام لوگوں میں سے ان کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور یہ منتخب فرمانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کو منتخب فرمانا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا یہ انتخاب ان کی مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالےٰ کے ایک قدیم دستور کے مطابق تھا۔ مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے جب نبوت کا درجہ نہیں ملتا تو الوہیت کا درجہ کیسے مل جائے گا، عیسائیوں نے غلطی کی جو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مافوق الفطرت پیدائش کی وجہ سے الٰہ بنالیا۔

اس تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ) (وہ وقت یاد کرو) جب زوجۂ عمران (حاملہ ہوئیں تو انہوں) نے کہا: اے میرے ربّ، میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں (وہ زندگی بھر تیرے کاموں کے لئے وقف ہوگا) اے میرے

ربّ، میری اس نذر کو مجھ سے قبول فرمالے، (اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) بے شک تو (میری اس عاجزانہ درخواست کو سُن بھی رہا ہے، اور میرے خلوص سے بھی تو واقف ہے اس لئے کہ تو) سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (زوجۂ عمران کو امید تھی کہ ان کے ہاں لڑکا ہوگا اور وہ اپنے پیٹ کے بچہ کو لڑکا سمجھ کر ہی نذر کر رہی تھیں لیکن (فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى) جب ان کے ہاں بچہ تولد ہوا تو (وہ لڑکی تھی، لڑکی کو دیکھ کر) وہ کہنے لگیں: اے میرے ربّ، میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے (یہ کس طرح وقف ہوگی اور کس طرح آزادانہ تیرے دین کی خدمت کرے گی،) (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ) اور اللہ کو تو علم تھا کہ ان کے ہاں کیا تولد ہوا ہے۔ پھر وہ کہنے لگیں (وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى) اور (اے میرے رب) لڑکا ہوتا تو وہ اس لڑکی کے مثل نہ ہوتا (وہ بہت سی ایسی خدمات انجام دے سکتا تھا جو یہ صنفِ نازک ہونے کی وجہ سے انجام نہیں دے سکتی) (وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) اور (اے میرے ربّ) میں اس کا نام مریم رکھ رہی ہوں اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے مقابلہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

زوجۂ عمران کی اس دعا کا اثر حضرت مریم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے ہی ظاہر ہونا شروع ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ اِلَّا وَالشَّيْطٰنُ يَمَسُّهٗ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطٰنِ اِيَّاهُ اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا۔

(صحیح بخاری ابواب تفسیر آل عمران جزء ۶ ص۴۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسٰی علیہ السلام جزء ۲ ص۲۴۱ وفی روایۃ يَطْعُنُ الشَّيْطٰنُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاَصْبَعِهٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس و جنودہ جزء ۴ ص۱۵۱)

ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اپنی انگلی سے اس کے پہلوؤں میں کچوکے لگاتا ہے، شیطان کے کچوکے لگانے کی وجہ سے بچہ چیخ چیخ کر رونے لگتا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے (عیسٰی) کے (کہ شیطان ان کے کچوکے نہ لگا سکا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔ (آل عمران ۔ ۳۷)

اور (اللہ نے) بڑی اچھی طرح ان کی پرورش کی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی پرورش اچھی طرح کی تو ظاہر ہے کہ شیطان کیسے ان کے پاس آسکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران۔ ۴۲)

اللہ نے تمہیں پاک کیا ہے، اور دنیا کی تمام عورتوں پر تم کو برگزیدہ کیا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو پاک بنایا تھا، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا ہو۔

اگرچہ حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں نشوونما پا رہی تھیں تاہم ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دے رکھا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کی خبر گیری کرتے تھے، ان کے پاس آتے جاتے تھے، جب کبھی وہ ان کے پاس ان کے عبادت خانے میں جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی ہیں۔ ایک دن انہوں نے حضرت مریم سے پوچھا "اَنّٰى لَكِ هٰذَا" یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے، حضرت مریم نے کہا (هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطاء فرماتا ہے (یہ اسی کا لطف وکرم ہے کہ مجھے بے حساب رزق مل رہا ہے)۔

عمل

اے لوگو، آپ بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیجئے، اپنی اولاد کو وقف کیجئے، ضروریاتِ زندگی کے حصول کے بعد آپ کا اور آپ کی اولاد کا جو وقت بچے اسے جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیجئے۔ صرف مال و دولت سے ہی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت نہ کیجئے بلکہ اپنے جسم وجان سے بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کیجئے، اپنی راحت و آرام کو قربان کیجئے اور دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، رزق اُسی کے ذمہ ہے، وہ بے حساب رزق عطاء کرنے والا ہے، دین کی خدمت سے اگر آمدنی میں کوئی کمی آئے تو امید رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرے گا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ
هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ
إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ
وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ
يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ
اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ
الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ
لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي
عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا

يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً
قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ
اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا
وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

ترجمہ اسی موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعاء کی انہوں نے کہا "اے میرے ربّ مجھے اپنے پاس سے صالح اولاد عطاء فرما بے شک تو دعاء کو سننے والا (اور قبول کرنے والا) ہے ﴿۳۸﴾ (اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کو خوشخبری دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا)، فرشتوں نے ان کو ایسی حالت میں آواز دی کہ وہ عبادت خانہ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، (فرشتوں نے ان سے کہا) کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی (ولادت کی) خوشخبری دیتا ہے، وہ اللہ کے کلمہ (یعنی عیسٰی) کی تصدیق کریں گے، وہ سردار، حیادار، نبی اور صالح ہوں گے ﴿۳۹﴾ زکریا نے کہا "اے میرے رب میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ نے فرمایا اسی طرح ہوگا، اللہ جو چاہے کر سکتا ہے ﴿۴۰﴾ زکریا نے کہا "اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے (تاکہ مجھے علم ہو جائے کہ بچہ کب ہوگا)" اللہ نے فرمایا "تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات نہ کرو سوائے اس کے کہ (بوقت ضرورت) اشارہ کر دو (ان تین دنوں میں) کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرتے رہو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہو" ﴿۴۱﴾

معانی و مصادر
(هَبْ) وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبٌ وهِبَةٌ (ف) دینا
(طَيِّبَة) طَابَ، يَطِيْبُ، طَابٌ وطِيْبَةٌ وتَطْيَابٌ = اچھا ہونا
(طَيِّبَةٌ = اچھی، پاک)۔
(حَصُوْر) حَصِرَ، يَحْصَرُ، حَصَرٌ (س) حیا کرنا اور چھوڑ دینا (حَصُوْر = حیادار)

(کِبَرٌ) کَبِرَ، یَکْبَرُ، کِبَرٌ ومَکْبِرٌ (س) عمر میں بڑا ہونا۔
(عَاقِر) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ (ن ض) بانجھ ہونا۔
(رَمْزًا) رَمَزَ، یَرْمِزُ، رَمْزٌ (ن ض) اشارہ کرنا۔
(اِبْکَار) اَبْکَرَ، یُبْکِرُ، اِبْکَارٌ (باب افعال) جلدی کرنا، صبح سویرے آنا۔

تفسیر حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مریم کے پاس اللہ کی طرف سے کھانے کی چیزیں آرہی ہیں اور اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے انہیں رزق مہیا فرمارہا ہے تو اسی موقع پر انہیں یہ امید پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بغیر اسباب کے اولاد بھی دے سکتا ہے۔ (هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ) اسی امید میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی (قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ) انہوں نے کہا اے میرے ربّ مجھے اپنے پاس سے ایک پاک لڑکا عطاء فرما (اے میرے ربّ، میری دعاء سن لے) بے شک تو دعاء سننے والا ہے، ان کی دعاء اور دعاء کی قبولیت کی امید کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ○
(مریم - ۳ و ۴)

جب زکریا نے خفی آواز میں اپنے ربّ کو پکارا انہوں نے کہا اے میرے ربّ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے سفید ہوگیا ہے، اور اے میرے رب میں تجھ سے دعاء کرکے کبھی محروم نہیں رہا۔

انہوں نے لڑکے کے لئے دعاء مانگی لیکن ساتھ ہی یہ بھی دعاء مانگی کہ وہ لڑکا (طَیِّبَةً) پاک باز، نیک سیرت اور خوش اطوار ہو، اُن کی اس دعاء کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ○
(مریم - ۶)

اور اے میرے ربّ اس کو (اپنا) محب بنا۔

اللہ تعالیٰ نے دعاء قبول فرمائی اور فرشتوں کو خوشخبری دینے کے لئے ان کے پاس بھیجا (فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی) فرشتوں نے خوشخبری دینے کے لئے انہیں ایسی حالت میں آواز دی کہ وہ اپنے عبادت خانے میں نماز پڑھ رہے تھے، فرشتوں نے کہا: اللہ تم کو بشارت دیتا ہے کہ تمہارے ہاں یحییٰ نام کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○
(مریم - ۷)

(اللہ نے فرمایا) اے زکریا، ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو لڑکے کی بشارت ہی نہیں دی بلکہ اس لڑکے کا نام بھی خود رکھ دیا۔

پھر فرشتوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفات کی خوشخبری بھی حضرت زکریا کو سنائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی پہلی صفت یہ ہوگی کہ وہ (مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ) اللہ کے کلمہ کی تصدیق کریں گے، اللہ کے کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

(اٰل عمرٰن ۔ ۴۵)

اور وہ وقت یاد کیجئے جب فرشتوں نے کہا: اے مریم، اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ خوشخبری کا منشاء یہ تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کریں گے۔ وہ گواہی دیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی دوسری صفت یہ بتائی کہ وہ (سَيِّدًا) سیّد ہوں گے، یعنی علم دین، حکمت و دانائی اور اصلاح قوم میں انہیں سرداری کا منصب حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝

(مریم ۔ ۱۳)

اور ہم نے ان کو بچپن ہی میں حکمت یعنی نبوت عطاء فرمائی تھی۔

اللہ تعالےٰ نے ان کی تیسری صفت یہ بتائی کہ وہ (حَصُوْرًا) بڑے پاکباز، نیک چلن، نیک سیرت ہوں گے، تمام برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گے۔ اسی چیز کو ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ اس طرح بیان فرماتا ہے:۔

وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا ۝

(مریم ۔ ۱۳)

اور (ہم نے ان کو) اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی عطاء فرمائی تھی اور وہ (واقعی بڑے) متقی تھے۔

اللہ تعالےٰ نے یحییٰ علیہ السلام کی چوتھی صفت یہ بیان فرمائی (وَنَبِيًّا) کہ وہ نبی ہوں گے۔

یہ چار صفات جس شخص میں ہوں وہ یقیناً صالح ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) وہ صالحین ہی سے ہوں گے، الغرض حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ کلمہ "طَيِّبَةً" کی عملی تفسیر تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاء

قبول ہوئی اور جیسے فرزند کی انہیں خواہش تھی اللہ تعالےٰ نے ویسا ہی فرزند انہیں عطاء فرمایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى (الانبیآء ۔ ۹۰)

ہم نے اُن کی دعاء قبول فرمائی اور ہم نے ان کو یحییٰ عطاء کیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب فرشتوں کی زبانی ایک صالح فرزند کے تولد ہونے کی خوشخبری سنی تو (قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ) پوچھنے لگے اے میرے رب، میرے لڑکا کیسے ہوگا؟ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ (كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ) اسی حالت میں یعنی تمہارے بڑھاپے کی حالت ہی میں تمہارے لڑکا ہوگا اللہ تعالےٰ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (مریم ۔ ۹)

یہ مجھ پہ آسان ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ (الانبیآء ۔ ۹۰)

ہم نے (اس مقصد کے لئے) ان کی بیوی کی اصلاح فرمادی۔

الغرض ان کی بیوی میں جو بانجھ پن تھا اس کو اللہ تعالےٰ نے دور کر دیا۔

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرزندِ ارجمند کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا (قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً) اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرمادے جس سے مجھے معلوم ہوسکے کہ وہ بچہ کب پیدا ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا) تمہارے لئے نشانی بس یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات نہ کرو، اگر کسی سے کچھ کہنا ہو تو بس اشارہ سے کہو، زبان سے کچھ نہ کہو۔ جب تم یہ کروگے تو پھر اللہ تعالےٰ تم کو بچہ دے گا۔ خاموشی کے روزہ کا حکم اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم کو بھی دیا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ (مریم ۔ ۲۶)

پھر (اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو اشارہ سے) کہنا میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے لہذا میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل خاموش رہنے کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔
ایک حدیث میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ

(صحیح بخاری کتاب الایمان والنذر باب النذر فیما لا یملک جزء ۸ ص۱۷۸)

اس حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، سایہ میں نہیں آئے گا، نہ بات کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس کو حکم دو کہ بات کرے، سایہ میں آجائے، بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو جو حکم اللہ تعالےٰ نے دیا تھا مندرجہ بالا آیت اور حدیث کی روشنی میں اس حکم کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام خاموشی کے تین روزے رکھیں، ان میں کسی سے بات نہ کریں، بس اس کے بعد حمل ٹھہر جائے گا اور بچہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○ (مریم - ۱۰)

تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم برابر تین رات (دن) لوگوں سے بات نہ کرو۔

(اِلَّا رَمْزًا) کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان روزوں میں صرف اشارہ سے کچھ کہہ دینے کی اجازت دی تھی اس حکم کے تحت حضرت زکریا علیہ السلام نے جب ایک موقع پر قوم سے خطاب کیا تو اشارہ ہی سے خطاب کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○

(مریم - ۱۱)

پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) زکریا علیہ السلام (حسب معمول وعظ و نصیحت کے لئے) اپنے عبادت خانہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور (بجائے زبان کے کچھ کہنے کے) ان سے اشارہ سے کہا کہ صبح و شام (اللہ کی) تسبیح پڑھتے رہو۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ) اے زکریا روزوں کے ان ایام میں صبح و شام کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

عمل

اے لوگو، حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں لیکن آپ اللہ تعالےٰ سے ناامید نہ ہوں، وہ حالات کو سازگار بھی کر سکتا ہے وہ ایسی جگہ سے رزق دے سکتا ہے جہاں سے رزق کا وہم و گمان بھی نہ ہو اور ایسے وقت میں اولاد دے سکتا ہے جبکہ اولاد ہونے کے اسباب باقی نہ رہے ہوں۔ اے لوگو، جب آپ اولاد کے لئے دعا کیا کریں تو نیک اولاد کے لئے دعاء کیا کریں۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ
عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ
الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا اے مریم اللہ نے تم کو منتخب کیا ہے، تمہیں پاک کیا ہے، اور دنیا کی تمام عورتوں پر تم کو برگزیدہ کیا ہے ﴿۴۲﴾ اے مریم، اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو، سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو ﴿۴۳﴾

معانی و مصادر (اِصْطَفٰى) اِصْطَفٰى، يَصْطَفِيْ، اِصْطِفَآءٌ (باب افتعال) پسند کرنا، (اصلی حروف ص ف و ہیں)۔

(اُقْنُتِيْ) قَنَتَ، يَقْنُتُ، قُنُوْتٌ (ن) فرمانبرداری کرنا، کھڑا ہونا۔

(اُسْجُدِيْ) سَجَدَ، يَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) سجدہ کرنا۔

تفسیر حضرت مریم کا ذکر چل رہا تھا۔ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر فرما کر پھر حضرت مریم کا ذکر شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے چند فرشتے حضرت مریم کے پاس بھیجے۔ فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم اللہ نے تم کو منتخب فرمایا ہے، پاک و مطہر بنایا ہے اور یہی نہیں بلکہ اللہ نے تمہیں تمام جہان کی عورتوں پہ برگزیدہ کیا ہے، تم اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع

کرتی رہو یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ با جماعت نماز ادا کرتی رہو۔

اس آیت میں حضرت مریم کی فضیلت بیان کی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالےٰ واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک جزء ۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل خدیجۃ جزء ۲ ص۳۷)

مریم بنتِ عمران اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بہتر تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالیٰ اذ قالت الملٰئکۃ یا مریم اِلیٰ قولہ فانما یقول لہ کن فیکون جزء ۴ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل خدیجۃ جزء ۲ ص۳۷)

عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوا سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ (رواہ الترمذی فی ابواب المناقب باب فضل خدیجۃ وقال ھذا حدیث صحیح۔ ج۲ ص۲۱۱)

(جذبۂ قربانی، اور صبر و استقامت کا سبق حاصل کرنے کے لئے) تمام جہانوں کی عورتوں میں تمہارے لئے مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجۂ فرعون کافی ہیں۔

مندرجہ بالا احادیث گویا وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
اِلَيْكَ، وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ
اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا
كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، ورنہ آپ تو ان لوگوں کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے جب وہ مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور نہ اس وقت موجود تھے جب (کفالت کے لئے) وہ جھگڑا کر رہے تھے (ایسی صورت میں آپ کو ان چیزوں کا علم کیسے ہو سکتا تھا، یہ تو ہمارا فضل ہے کہ ہم نے بذریعہ وحی آپ کو بتا دیا ہے) ﴿۴۴﴾

معانی و مصادر (نُوْحِيْ) اَوْحٰى، يُوْحِيْ، اِيْحَآءٌ (باب افعال) وحی کرنا۔
(يُلْقُوْنَ) اَلْقٰى، يُلْقِيْ، اِلْقَآءٌ (باب افعال) ڈالنا۔
(يَكْفُلُ) كَفَلَ، يَكْفُلُ، كَفْلٌ وَكَفَالَةٌ (ن) کفیل ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اے رسول یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، آپ ان خبروں سے واقف نہیں تھے، اور واقف ہوتے بھی کیسے جبکہ (وَمَا لَدَيْهِمْ) آپ ان لوگوں کے پاس موجود نہیں تھے۔ موجود ہوتے تو آپ واقف ہوتے، جب حضرت مریم کی کفالت کا معاملہ درپیش ہوا تو بنی اسرائیل آپس میں جھگڑنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں کفالت کروں، بالآخر یہ طے پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلے وہی حضرت مریم کا کفیل بنے، قرعہ اندازی میں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نکلا جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا — اللہ نے زکریا کو ان کا کفیل بنا دیا۔
(آل عمران - ۳۷)

الغرض زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو باتوں کی طرف خاص طور پہ اشارہ فرمایا۔

پہلی بات

پہلی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں بذریعہ وحی پہنچائی جا رہی تھیں، آپ ان خبروں سے واقف نہیں تھے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے :۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلٰى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

(القصص ۔ ۴۴ تا ۴۶)

اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کی طرف (اپنا) حکم بھیجا تو اس وقت آپ (طور کے) غربی جانب موجود نہیں تھے اور نہ (دور ہی سے) آپ اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے، مگر یہ کہ ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی قوموں کو پیدا کیا، پھر ان پر ایک طویل مدّت گزر گئی (اس طویل مدت کے بعد آپ کا ان کے حالات سے واقف ہونا آپ کی نبوت کی دلیل ہے) اور (اے رسول) آپ اہل مدین کے ساتھ بھی نہ رہے تھے کہ (ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے حالات سے واقف ہوتے اور) ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے لیکن ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے (لہذا ہم نے آپ کو یہ باتیں بتا دیں تاکہ ان باتوں کا علم آپ کی نبوت کی دلیل ہو) اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کو آواز دی تو (اس وقت بھی) آپ طور کے اطراف میں کہیں موجود نہیں تھے (کہ اس واقعہ سے واقف ہوتے) لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے، (اس نے آپ کو رسالت کے منصب پر فائز کر کے ان باتوں کی خبر آپ کو دی) تاکہ (ان باتوں کا علم آپ کی رسالت کی دلیل ہو اور) آپ ایسے لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں جن کے پاس (ماضی قریب میں) آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۔

(اے رسول) غیب کی خبروں میں سے یہ چند خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، اس سے قبل ان خبروں سے نہ آپ واقف تھے اور نہ آپ کی قوم۔

(ھود ۔ ۴۹)

غیب کی ان خبروں کی معلومات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک زبردست نشانی ہے۔

دوسری بات

دوسری بات جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس بات میں اشارہ کیا ہے وہ "قرعہ اندازی" ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑے کی صورت میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَسْتَهِمُوْا لَاسْتَهَمُوْا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاستہام فی الاذان جزء اول ص۱۵۹)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان (دینے) اور صف اول میں (کھڑے ہونے کا) کتنا (ثواب) ہے اور اگر وہ اس (ثواب) کو بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ کر سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ ص۱۲۷ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافک جزء ۲ ص۵۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس بیوی کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا اس بیوی کے ساتھ آپ سفر کرتے۔

آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف کی صورت میں یا اختلاف کے اندیشہ سے قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا سنت ہے تاکہ کسی کو کسی قسم کی شکایت نہ ہو۔

عمل

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ غیب کی باتوں کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ نبیوں کو

بھی غیب کی بعض خبروں کا علم اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ بذریعہ وحی انہیں مطلع فرمائے۔

غیب وہ چیز ہے جو پوشیدہ ہو، جس کا علم بغیر ذریعہ یا وسیلہ کے ناممکن ہو۔ بغیر ذریعہ یا وسیلہ کے علم ہونا صرف اللہ تعالےٰ کی خصوصیت ہے۔

جب لوگوں میں کسی چیز کے حصول میں اختلاف ہو یا اختلاف کا اندیشہ ہو تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا کیجئے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ
يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ
الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ
الْمُقَرَّبِينَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۴۶﴾
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّ
لَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَإِنَّمَا

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۹ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ
جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۵۰ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ۝۵۱

ترجمہ (اور وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) "اے مریم" اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح، عیسٰی بن مریم ہوگا، اور وہ دنیا اور آخرت میں باعزت اور (اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا (۴۵) وہ گہوارہ میں اور ادھیڑ عمر میں (یکساں) بات کرے گا اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا (۴۶) مریم نے کہا "اے میرے ربّ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جب کہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا"؟ اللہ نے فرمایا اسی حالت میں ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (اس کے لئے کوئی مشکل نہیں) وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کام سے اتنا کہہ دیتا ہے "ہوجا" وہ کام ہوجاتا ہے (۴۷) (فرشتوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مریم سے کہا) اور اللہ عیسٰی کو کتاب وحکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸) اور انہیں بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا (وہ بنی اسرائیل سے کہیں گے) میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو (بینا)، سفید داغ والے کو اچھا اور مُردہ کو زندہ کر دیتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے کیا کھایا ہے اور اپنے گھر میں کیا جمع کیا ہے، اگر مؤمن ہو تو ان تمام باتوں میں تمہارے لئے (میری نبوت کی کھلی) نشانی ہے (۴۹) اور میں توریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی تھی تصدیق کرتا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم پر (بطور سزا کے) حرام کر دی گئی تھیں انہیں تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تمہارے رب کی طرف سے (کھلی) نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۵۰) بے شک میرا اور تمہارا رب اللہ ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے (۵۱)

معانی ومصادر (وَجِیْهًا) وَجَهَ، یَجِهُ، وَجَاهَةٌ (ض) وجیہ ہونا۔ بلند مرتبہ ہونا۔
(مَهْدٍ) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مَهْدٌ = گہوارہ)
(کَهْلًا) کَهَلَ، یَکْهَلُ، کُهُوْلٌ۔ کَهُلَ، یَکْهُلُ، کُهُوْلَةٌ (ف لـ) ادھیڑ ہونا (کَهْلٌ = ادھیڑ)
(قَضٰی) قَضٰی، یَقْضِیْ، قَضَاءٌ (ض) فیصلہ کرنا۔ حکم دینا
(حِکْمَةَ) حَکُمَ، یَحْکُمُ، حِکْمَةٌ (ک) دانشمند ہونا۔
(هَیْئَةَ) هَاءَ، یَهِیْءُ، وَهَیْءَ یَهَیْأُ وَهَیُؤَ یَهْیُؤُ هَیْأَةٌ وَهَیَاءَةٌ (ض، س، ک) اچھی حالت والا ہونا (هَیْئَةٌ = حالت، شکل)۔
(اَبْرَأُ) اَبْرَأَ، یُبْرِئُ، اِبْرَاءٌ (باب افعال) بری کرنا، شفا دینا۔
(اَکْمَهُ) کَمِهَ، یَکْمَهُ، کَمَهٌ (س) اندھا ہونا۔ (اَکْمَهُ = مادرزاد اندھا)
(اَبْرَصَ) بَرَصَ، یَبْرَصُ، بَرَصٌ (ف) برص زدہ ہونا (اَبْرَصُ = جس کو برص کی بیماری ہو)
اِدَّخَرَ، یَدَّخِرُ، اِدِّخَارٌ (باب افتعال) ذخیرہ کرنا۔ (اِدِّخَارٌ اصل میں اِذْتِخَارٌ ہے۔ ت کو دال میں تبدیل کیا پھر ذال کو دال بنا کر دال کو دال میں ادغام کیا)

تفسیر اوپر اللہ تعالےٰ نے حضرت مریم کی پیدائش اور ان کی پرورش کا ذکر فرمایا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بالغ ہونے اور پھر ان کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے چند فرشتوں کو حضرت مریم کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ایک ایسے فرزند کی بشارت دیتا ہے جو اس کی طرف سے کلمۂ "کن" کے ذریعہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

(آل عمران - ۵۹)

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی، اللہ نے آدم (کے پتلے) کو مٹی سے بنایا، پھر اس (مٹی کے پتلے) سے کہا (زندہ) ہوجا، وہ (زندہ) ہوگیا۔

اللہ تعالےٰ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝

(آل عمران - ۴۷)

اسی حالت میں ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (اس کے لئے کوئی مشکل نہیں) وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اُس کام سے اتنا کہہ دیتا ہے "ہوجا" وہ کام ہوجاتا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش فطری قوانین کے مطابق نہیں ہوئی بلکہ ان کی پیدائش کا ابتدائی دور کلمۂ "کن" سے وجود میں آیا، حضرت مریم عام فطری قانون کے تحت حاملہ نہیں ہوئیں بلکہ کلمۂ "کن" سے حاملہ ہوئیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ

(النسآء - ۱۷۱)

مسیح عیسیٰ ابن مریم (الٰہ نہیں ہیں وہ) تو بس اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القاء کر دیا تھا اور (وہ) اللہ کی طرف سے (ایک) روح ہیں۔

شفاعت کبریٰ کی حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَیَقُوْلُ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَکَلِمَۃَ اللّٰہِ وَرُوْحَہٗ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ، باب علم آدم الاسمآء کلھا جزء ۶ ص۲۱)

موسیٰ (اہل محشر سے) کہیں گے: عیسیٰ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں (وہ تمہاری سفارش کریں گے)۔

پھر فرشتوں نے کہا اے مریم (اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ) اس فرزند کا نام مسیح عیسٰی ابن مریم ہوگا۔

ان کلمات سے ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام کا نام بھی اللہ تعالےٰ نے ہی رکھا تھا اور ان کی پیدائش سے پہلے حضرت مریم کو بتا دیا تھا "ابن مریم" کہنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کا کوئی باپ نہیں ہو گا جس کی طرف انہیں منسوب کیا جائے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ عیسٰی علیہ السلام کا ذکر ہے لیکن ہر جگہ ان کو ابنِ مریم ہی کہا گیا ہے، یہ چیز اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ عیسٰی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

نام بتانے کے بعد فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کی چند صفات کا بھی تذکرہ کیا۔ فرشتوں نے کہا ان کی

① پہلی صفت یہ ہوگی کہ (وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ) وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ بڑے بلند مرتبہ، باعزت اور شریف ہوں گے۔

② دوسری صفت ان کی یہ ہوگی (وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ) وہ اللہ تعالےٰ کے بڑے مقرب بندوں میں سے ہوں گے۔

③ تیسری صفت ان کی یہ ہوگی (يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا) وہ لوگوں سے گہوارہ میں بھی بات کریں گے اور ادھیڑ عمر میں بھی بات کریں گے گویا وہ گہوارہ میں بالکل اسی طرح بات کریں گے جس طرح وہ بڑے ہو کر ادھیڑ عمر میں بات کریں گے۔ دونوں زمانوں میں ان کے بات کرنے کی کیفیت یکساں ہوگی۔ ادھیڑ عمر میں آدمی علم اور تجربہ کے لحاظ سے پختہ ہو جاتا ہے اور بڑی سنجیدگی اور فہم و فراست سے بات کرتا ہے۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام گہوارہ میں بھی اسی سنجیدگی اور عقل و سمجھ سے بات کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسٰى ..... (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا شرقیا جزء ۴ ص ۲۰۱)

گہوارہ میں کسی (بچہ) نے بات نہیں کی سوائے تین (بچوں) کے: (ایک ان میں سے) عیسٰی (ہیں)

عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر قوم کے لوگوں نے حضرت مریم پر تہمت لگائی تو انہوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو گہوارہ میں لیٹے ہوئے تھے اشارہ کیا۔ عیسٰی علیہ السلام نے گہوارہ میں بات کی اور اپنی والدہ کی بریّت کا اعلان کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ (قوم کی یہ باتیں سن کر مریم نے) اس بچہ کی طرف

فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○
(مریم - ۲۹ و ۳۰)

اشارہ کیا (کہ اگر کچھ پوچھنا ہے تو اس بچہ سے پوچھو) وہ کہنے لگے ہم اس بچہ سے جو (ابھی) گہوارہ میں ہے کیسے بات کر سکتے ہیں۔ (بچہ خود ہی کہنے لگا) میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ نے کتاب عنایت فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

④ فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کی چوتھی صفت یہ بتائی کہ (مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) وہ صالحین میں سے ہوں گے۔

فرشتے عیسٰی علیہ السلام کی صفاتِ عالیہ بیان کر رہے تھے کہ درمیان میں حضرت مریم نے اللہ تعالےٰ کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا: (رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ) اے میرے ربّ، میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا حالانکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔

حضرت مریم کے اس متعجبانہ سوال کا ذکر کرتے ہوئے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○
(مریم - ۲۰)

(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نہ تو (جائز طور پر) مجھے کسی مرد نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہی ہوں (کہ ناجائز طور پر کوئی ہاتھ لگاتا)۔

حضرت مریم کا تعجب اپنی جگہ پر بالکل صحیح تھا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ نہ جائز طور پر کسی مرد نے انہیں ہاتھ لگایا اور نہ ناجائز طور پر کسی مرد نے انہیں ہاتھ لگایا تو آخر فطری قانون کے خلاف بچہ کیسے پیدا ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ) اسی طرح اور اسی حالت میں پیدا ہوگا (یہ اللہ تعالےٰ کے لئے کیا مشکل ہے، اُسے سب قدرت ہے، وہی فطری قوانین کے مطابق پیدا کرتا ہے، وہی فطری قوانین کے خلاف بھی پیدا کر سکتا ہے) (اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) (اس کی قدرت کی تو یہ کیفیت ہے کہ) وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کے لئے اتنا کہنا کافی ہوتا ہے (كُنْ) ہو جا (فَيَكُوْنُ) وہ وجود میں آجاتا ہے (بس اسی طرح اللہ تعالےٰ عیسٰی (علیہ السلام) کو کلمہ "كُنْ" سے پیدا کریگا اور وہ پیدا ہو جائیں گے)۔

⑤ اس سوال و جواب کے بعد فرشتوں نے عیسٰی علیہ السلام کے متعلق سلسلۂ توصیف جاری رکھتے ہوئے کہا (وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ) پانچویں صفت ان کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالےٰ ان کو کتاب اور حکمت: توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔

کتاب اور حکمت کی تشریح پہلے گذر چکی ہے، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

توریت وہ کتاب ہے جو اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی، شفاعت کبریٰ کی حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰىةَ۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرۃ باب وعلم آدم الاسماء کلھا جزء ۶ ص ۲۱)

ابراہیم (اہل محشر سے کہیں گے) میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، تم موسیٰ کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان سے بات کی اور ان کو توریت عطاء فرمائی۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ اس بات کا بیان ہے کہ جو کتاب موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی اس کا نام توریت ہے۔

انجیل کی تعلیم دینے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائیگا اور پھر اس کی تعلیم بھی انہیں دے گا۔ توریت کے عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نازل ہونے اور انجیل کے عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(المائدۃ ۔ ۴۶)

(پھر ہم نے ان نبیوں) کے بعد انہی کے نقوشِ قدم پر عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ ہم نے ان کو انجیل عطاء کی تھی، جس میں ہدایت تھی اور نور تھا اور وہ بھی اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کسی نبی پر صرف کتاب ہی نازل نہیں فرماتا بلکہ اس کی تعلیم بھی اُسے دیتا ہے۔ اسی تعلیم کے ذریعہ وہ اپنی امت کو کتاب اللہ کے معانی اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔

⑥ فرشتوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت مریم سے کہا (وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) چھٹی صفت ان کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔

الغرض عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے (ان کی پیدائش کا مفصل حال ہم انشاء اللہ سورۂ مریم کی تفسیر میں بیان کریں گے) وہ بڑے ہوئے، انہوں نے اپنی قوم کو راہِ راست کی دعوت دی انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا، (اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ) میں (نبی ہوں اور) تمہارے ربّ کی طرف سے (اپنی نبوت کی) نشانی لے کر آیا ہوں (میں ایسے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہوں جن کو انجام دینے سے دوسرے لوگ عاجز ہیں۔ مثلاً) میں مٹی کا پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے ہیں

اللہ کے حکم سے نابینا کو بینا، برص زدہ کو صحت یاب اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں تم کو وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھا کر آتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، اگر تم مؤمن ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے میری نبوت کی کھلی دلیل ہے (وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ) میں تمہاری کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں، بے شک وہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی، (وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ) اور میرے مبعوث ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں بعض پاکیزہ چیزوں کو جو تم پر (تمہاری سرکشی کی سزا میں) حرام کر دی گئی تھیں حلال کر دوں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۰)

اور ہم نے یہودیوں کے ظلم کے سبب سے ان پر پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں اور اس وجہ سے بھی (حرام کی تھیں) کہ وہ اللہ (تعالےٰ) کے راستے سے بہت روکتے تھے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا، (جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ) میں تمہارے رب کی طرف سے اپنی نبوت کی کھلی نشانی لے کر آیا ہوں (فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ) اللہ سے ڈرو، (مجھ پر ایمان لاؤ) اور میری اطاعت کرو، میری بات مانو، (إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ) اور وہ یہ کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ صرف اسی کی عبادت کرو، اسی کے آگے سر تسلیم خم کرو، (هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ) یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○

(یٰسٓ ۔ ۶۱)

اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

(آل عمران ۔ ۱۰۱)

(تمہیں چاہئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت پائی۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

ترجمہ پھر جب (کافر نہ مانے اور) عیسٰی نے محسوس کیا (کہ وہ) کفر (سے باز آنے والے نہیں) تو کہنے لگے کون اللہ کے راستہ میں میرا مددگار ہے، حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں ﴿۵۲﴾ (پھر اُن حواریوں نے اللہ سے دعاء کی کہ) اے ہمارے رب ہم اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تو نے نازل کی اور ہم (تیرے) رسول کی پیروی کرتے ہیں، لہذا ہمیں (حق کے) گواہوں میں لکھ لے ﴿۵۳﴾ کافروں نے خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالےٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے ﴿۵۴﴾

معانی ومصادر (اَحَسَّ) اَحَسَّ، یُحِسُّ، اِحْسَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔
(حَوَارِیُّوْنَ) حَوَارِیٌّ = دوست، مددگار۔
(مَکَرُوْا) مَکَرَ، یَمْکُرُ، مَکْرٌ (ن) خفیہ تدبیر کرنا۔

تفسیر عیسٰی علیہ السلام نے لوگوں کو صراط مستقیم کی دعوت دی، انہیں اپنے دعویٰ نبوت کی تصدیق کے لئے معجزات دکھائے لیکن کافروں نے ان کی بات نہ مانی، معجزات کو جادو کہہ کر عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (المآئدۃ۔ ۱۱۰)

(اے عیسٰی) جب تم (بنی اسرائیل کے پاس) کھلے معجزات لے کر پہنچے تو ان میں سے جو لوگ کافر تھے انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

(فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) جب عیسٰی علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم کفر میں سرشار ہے، دعوت حق قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اور کسی طرح مسلم بننے کے لئے تیار نہیں ہے تو ایک دن اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) بتاؤ کون دعوت الی اللہ کے اس کام میں میری مدد کرنے کے لئے تیار ہے؟ (قوم کے اکثر لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا البتہ چند لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے ایمان لانے کی توفیق دی وہ ایمان لائے اور پوری تندہی اور جانفشانی سے عیسٰی علیہ السلام کی مدد کرتے رہے، یہی وہ لوگ تھے جو بعد میں عیسٰی علیہ السلام کے خاص الخاص جاں نثار اور مددگار یعنی حواری کہلائے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ (المآئدۃ۔ ۱۱۱)

اور (اے عیسٰی، وہ وقت بھی یاد کرو) جب میں نے حواریوں کو حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا (اے اللہ) ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلم ہیں۔

حواریوں کی صفات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حدیثیں قابل غور ہیں۔

حضرت جابر کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّاْتِيْنَا بِخَبَرِ

جنگ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا "میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا:

الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر جزء ۲ ص۳۶۵ واللفظ للبخاری)

"میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: قوم (قریظہ) کی خبر کون لائے گا؟ زبیر نے کہا "میں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ۔
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول ص۳۹)

مجھ سے پہلے جو نبی بھی اللہ نے کسی امت کے لئے مبعوث فرمایا اس کی امت میں اس کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کا حکم بجالاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوتے جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور جو کرتے تھے ان کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ حواری میں مندرجہ ذیل صفات ہوتی ہیں:۔

① انتہائی جاں نثار اور قربانی کے لئے پیش کرنے والا،
② سنت کا متبع،
③ احکام کی تعمیل کرنے والا،
④ قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنے والا اور
⑤ بدعات سے پرہیز کرنے والا۔

الغرض ان حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے سوال (مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ) کے جواب میں عرض کیا (نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ) ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں یعنی ہم اس دعوت الی اللہ کے کام میں آپ کی بھرپور مدد کریں گے (اٰمَنَّا بِاللّٰهِ) ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے (وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں (رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ) یہ کہہ کر انہوں نے اس طرح دعاء کی: اے ہمارے رب جو کتاب تو نے نازل کی ہم اس پر ایمان لاتے ہیں، ہم (تیرے) رسول کی پیروی کرتے ہیں (ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک تو ہی واحد الٰہ ہے اور یہ کہ عیسیٰ تیرے رسولِ برحق ہیں) لہٰذا (اے ہمارے رب ہم کو بھی) شہادت دینے والوں (میں شمار کر، ان) کے ساتھ ہمارا بھی نام لکھ لے۔

ان چند حواریوں کے علاوہ تمام لوگوں نے ضد اور ہٹ دھرمی سے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا

وَمَكَرُوْا) اور ان کو نقصان پہنچانے اور ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیریں کرنے لگے (وَمَكَرَ اللّٰهُ) اور اللہ تعالیٰ بھی عیسیٰ علیہ السلام کو کفار کے شر سے بچانے کی خفیہ تدبیریں کرتا رہا (وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ) اور اللہ (تعالیٰ سے بہتر تدبیر کون کر سکتا ہے، وہ) تمام تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ جب کوئی کام کرتا ہے تو اس کے مراحل کسی کو نظر نہیں آتے البتہ جب وہ کام ہو چکتا ہے تو اس کے نتائج لوگوں کے سامنے آتے ہیں۔ مراحل کا نظر نہ آنا اسی کو اللہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر کہا جاتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کفار کے شر سے بچائے رکھا۔

ارشاد باری ہے۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ (المآئدۃ ۔ ۱۱۰)

اور (اے عیسیٰ) جب بنی اسرائیل (نے تم کو اذیت پہنچانی چاہی تو ان) کو تم سے میں نے روکے رکھا۔

کفار نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

(النسآء ۔ ۱۵۷ و ۱۵۸)

اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ (انہوں نے کہا) ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلے میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اسی سلسلہ میں مطلقاً کوئی علم نہیں، محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا (اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل ہے) وہ غالب ہے (ہر کام کر سکتا ہے اور وہ) حکیم ہے (ان کا زندہ اٹھانا اللہ تعالےٰ کی مصلحت پر مبنی ہے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے، وہی سب کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی ربّ نہیں، اُسی کی عبادت کیجئے، اس کے رسول کی اطاعت کیجئے، اس لئے کہ رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۔ ۸۰)

جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان لائیے، اسی کے مطابق عمل کیجئے، اللہ تعالےٰ کے رسول کی پیروی کیجئے۔

اللہ تعالےٰ پر پوری طرح بھروسہ رکھیئے، لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے، لوگوں کی شرارت سے بچانے کے لئے آپ کے لئے اللہ تعالےٰ اکیلا کافی ہے، وہ آپ کے مخالفین کی تمام تدبیروں کو ناکام بنا سکتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آپ کے سامنے ہے، لوگوں نے ان کے خلاف کتنی سازشیں کیں لیکن وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، بالکل اسی طرح اگر خلوص کے ساتھ آپ اللہ تعالےٰ کے ہو گئے تو آپ کے مخالفین انشاءاللہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ
فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے عیسٰی سے کہا: اے عیسٰی میں تمہیں پوری طرح لینے والا ہوں یعنی تمہیں (پورے جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، تمہیں کافروں (کی برائی) سے پاک (و محفوظ) رکھوں گا اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک کافروں پر غالب رکھوں گا، پھر تم سب کو (ایک دن) میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر (اس دن) میں تمہارے درمیان جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو فیصلہ کروں گا ﴿۵۵﴾ جو لوگ کافر ہیں میں ان کو دنیا میں بھی سخت عذاب میں مبتلا کروں گا اور آخرت میں بھی اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۵۶﴾ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دیگا اور اللہ (کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرے گا کیونکہ وہ) ناانصافی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۵۷﴾

معانی و مصادر (مُتَوَفِّیْ) تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی، تَوَفِّیٌ (باب تفعّل) پورا لینا، پورا کرنا (مُتَوَفِّیٌ = اسم فاعل ہے، پورا لینے والا یا پورا دینے والا)

(رَافِعُ) رَفَعَ، یَرْفَعُ، رَفْعٌ (ف) اٹھانا۔

(یُوَفِّیْهِمْ) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَةٌ (باب تفعیل) پورا دینا۔

تفسیر آل عمران کی گذشتہ آیات، آیات زیر تفسیر اور آئندہ آنے والی چند آیات میں نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان کو صحیح عقائد کی تعلیم اور اسلام کو دعوت دی، اسی سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مریم کی پیدائش کا ذکر فرمایا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے نصاریٰ نے ان کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا سمجھ رکھا تھا، اللہ تعالےٰ نے ان کے غلط عقیدہ کا ابطال کیا۔ نصاریٰ کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ عیسٰی علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا، اللہ تعالےٰ نے آیات زیر تفسیر میں ان کے اس غلط عقیدہ کی بھی تردید کی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِذْ

قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ) اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے عیسٰی علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے عیسٰی میں تم کو پوری طرح لینے والا ہوں یعنی میں تم کو (پورے جسم اور روح کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور تم کو کافروں کی ریشہ دوانیوں سے پاک و محفوظ کرنے والا ہوں، وہ تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے (وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک کافروں پر فوقیت اور غلبہ دینے والا ہوں (ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے، پھر جن جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو میں اس دن ان کا فیصلہ کروں گا، اس دن میں بتاؤں گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔

اس آیت میں لفظ "مُتَوَفِّيْكَ" غور طلب ہے یہ توفی کا مصدر توفّی ہے جس کے لغوی معنی ہیں "پورا لینا" مجازاً اس کے معنی موت دینے اور سلا دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

(الزمر ۔ ۴۲)

اللہ ہی (لوگوں کی) جانیں اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت آتی ہے اور اس وقت بھی قبض کرتا ہے جب انہیں موت نہیں آتی (بلکہ) نیند آتی ہے پھر جن جانوں پر اللہ موت کا حکم صادر فرماتا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک وقتِ مقررہ تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

اس آیت میں لفظ "يَتَوَفّٰى" موت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے اور سلا دینے کے معنی میں بھی۔

لیکن آیت زیرِ تفسیر میں "توفّی" اپنے لغوی اور حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے، اور اس پر قرینہ آگے آنے والے الفاظ "وَرَافِعُكَ اِلَىَّ" ہیں اگر "تَوَفِّيْ" کے معنی موت کے لئے جائیں تو یہ الفاظ "وَرَافِعُكَ اِلَىَّ" میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں بے مقصد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں "توفّی" کے معنی پورا یا کامل طور پر لینے کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے عیسٰی (اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ) میں کامل طور پر تمہیں لینے والا ہوں (وَرَافِعُكَ اِلَىَّ) یعنی تمہیں (روح اور جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ "رَافِعُكَ اِلَىَّ" میں "رفع" کے معنی مرتبہ بڑھانے کے ہرگز نہیں ہو سکتے اس لئے کہ جب "رافع" مرتبہ کی بلندی کے لئے آتا ہے تو اس کے بعد "اِلَىَّ" نہیں ہوتا بلکہ "مفعول بہ" ہوتا ہے مثلاً

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا۔

(الاعراف ۔ ۱۷۶)

اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اسے اوپر اٹھا لیتے۔

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول صـ۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میری حالت کی اصلاح فرما، (وَارْفَعْنِيْ) مجھے بلند مرتبہ عنایت فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطاء فرما۔

یہی دعاء تمام مسلمین بھی جلسہ میں پڑھتے ہیں "وَارْفَعْنِيْ" سے ان میں سے ہر ایک کی مراد یہی ہوتی ہے کہ مجھے بلند مرتبہ عطاء فرما۔

اوپر کی دونوں مثالوں میں "رفع" کے بعد "الی" نہیں ہے لہذا "رفع" سے مرتبہ کی بلندی مراد ہے لیکن جب "رفع" کے بعد "الی" آجائے تو پھر جسم کے ساتھ اوپر اٹھانے کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔

الغرض "مُتَوَفِّيْكَ" کے معنی زندہ اٹھانے کے ہیں، اس کے بعد مزید تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے ہوتی ہے جہاں "رفع الی" تو موجود ہے لیکن "متوفیک" نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

(النسآء ـــ ۱۵۷ و ۱۵۸)

ہم نے اُنکے دلوں پر اس لئے بھی مہر لگائی کہ انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں انہیں مطلقاً کوئی علم نہیں، محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے، اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

"وَمَا قَتَلُوْهُ" (انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا) کے الفاظ موت کی نفی کرتے ہیں، ان الفاظ کے آگے "بل" میں اس کی مزید تائید ہے، اور "رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" میں اس بات کی وضاحت ہے کہ کافر عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو تو اللہ تعالےٰ نے زندہ اپنی طرف اٹھا لیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "رفع" کے بعد "الیٰ" کا لفظ استعمال کر کے ایک مرتبہ پھر اس بات کی وضاحت کر دی کہ یہاں "رفع" سے مراد مرتبہ کی بلندی نہیں ہے بلکہ زندہ اٹھانا ہے۔

احادیثِ صحیحہ سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا۔

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابنِ مریم ضرور تم میں عادل حکمران بن کر اتریں گے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام جزء ۴ ص ۲۰۵
وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم جزء اول ص ۷۶)

اس حدیث میں لفظ "یَنْزِلَ" سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جو اٹھایا نہ گیا ہو وہ اتریگا کیسے؟

آگے اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مزید تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) میں تمہیں کافروں کے شر اور اہانت سے پاک، محفوظ و مامون رکھوں گا، وہ نہ تمہاری اہانت کر سکیں گے اور نہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ۔ (المآئدۃ ۔ ۱۱۰)

اور بنی اسرائیل (نے تم کو اذیت پہنچانی چاہی تو ان) کو میں نے تم سے روکے رکھا۔

سورۂ مائدہ کے یہ الفاظ گویا "مُطَهِّرُكَ" کی تفسیر ہیں، پھر مزید تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ خوشخبری دی کہ (وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) میں قیامت تک تمہاری پیروی کرنے والوں کو کافروں پر غلبہ عطاء کروں گا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ پہلے نصاریٰ کی حکومتیں قائم ہوئیں اور وہ یہودیوں پر غالب رہے۔ پھر مسلمین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے رہے وہ بھی صدیوں تک اپنے دشمنوں پر غالب رہے۔ اب اگر بظاہر وہ وعدہ پورا ہوتا نظر نہیں آرہا تو اس کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی پیروی کرنے والے اب نہیں رہے۔ اسی چیز کی اللہ تعالےٰ اس طرح وضاحت فرماتا ہے۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔

(اٰل عمران ۔ ۱۳۹)

اب کیونکہ نہ صحیح معنوں میں مؤمن رہے اور نہ صحیح معنوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین رہے لہذا

وعدۂ غلبہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے البتہ آئندہ جب کبھی ان لوگوں میں صحیح ایمان پیدا ہو گیا اور صحیح معنوں میں اتباعِ رسول کرنے لگے تو اللہ تعالےٰ قیامت تک اپنے اس وعدہ کو پورا کرتا رہے گا۔

اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وضاحت سے بتا دیا کہ وہ کیا تھے، ان کا مرتبہ کیا تھا۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر لوگ ان کے متعلق اختلاف میں مبتلا رہیں، کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے تو اس اختلاف کا فیصلہ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) تم کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے تو جب تم لوٹ کر آؤ گے اس وقت میں فیصلہ کروں گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ (فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) پھر جن لوگوں نے کفر کیا، قرآن مجید کی وضاحت کو تسلیم نہ کیا تو ایسے لوگوں کو میں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

دنیا میں ان لوگوں پر کون کون سے عذاب آتے رہے اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن ملک عرب سے جلاء وطنی اور بار بار جنگوں میں الجھے رہنا یہ کیا کم عذاب ہے جو انہیں پہنچتا رہا۔ آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا پورا اجر دیگا۔

الغرض ایمان لا کر عمل صالح کرنے والے ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوں گے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں ظلم کیا اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتے رہے وہ عیش و آرام سے محروم ہونگے کیونکہ (وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ) اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جب وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا تو انہیں عیش و آرام سے کس طرح نواز سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لا کر عمل صالح کیجئے، اتباعِ رسول کرتے رہیئے تاکہ آپ کافروں پر غالب رہیں۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ رکھیئے کہ وہ زندہ اٹھا لئے گئے، کافر انہیں قتل نہیں کر سکے۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

ترجمہ (اے رسول) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں ﴿۵۸﴾

معانی ومصادر (نَتْلُوْ) تَلَا، يَتْلُوْ، تِلَاوَةٌ (ن) پڑھنا، تلاوت کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی تعلیمات کا ذکر فرما کر نصاریٰ کے مذہب اور ان کے غلط عقیدہ کی تردید کی، عیسی علیہ السلام کی الوہیت کے غلط عقیدہ کا ابطال کیا، عیسٰی علیہ السلام کے معجزات کو ان کے اپنے اصلی رنگ میں پیش کیا، ہر معجزہ کے ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے الفاظ "باذن اللہ" کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا کہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، وہی قادر مطلق ہے، نبی کو بھی قدرت نہیں کہ وہ جو کچھ چاہے کر دکھائے۔

الغرض گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے دلائل کے ساتھ بڑے حکیمانہ انداز میں توحید کا اثبات کیا اور نصاریٰ کو نصیحت کی کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لیں، پھر آیت زیر تفسیر میں فرمایا (ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ) (اے رسول) قرآن مجید کی یہ آیتیں اور پُر از حکمت نصیحت (کی باتیں) ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں (یہ باتیں آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہیں)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَكَانَ
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝
(النسآء - ۱۱۳)

اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآنِ مجید کے پر از حکمت احکام پر ایمان لائیے، ان پر سختی سے عمل کیجئے، اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے یہ حکمت کی باتیں آپ کو بتائیں اور ایک بہت بڑی خیر سے آپ کو بہرہ ور کیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔

اور جس کو حکمت (دوانائی) مل گئی اس کو خیر کثیر مل گئی۔

(البقرۃ ۔ ۲۶۹)

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ
خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن
فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا
تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ
حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا
وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾

جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا بِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا يُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَا اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ اھل نجران (۵/۲۱۷)

نجران کے عیسائیوں میں سے دو عیسائی عاقب اور سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ پر لعنت کریں (لیکن وہ ایسا نہ کر سکے) ایک نے دوسرے سے کہا ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ایک دوسرے پر لعنت کی تو ہم اور ہمارے بعد والے فلاح نہیں پا سکتے (الغرض انہوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا)۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جو کچھ طلب کریں گے ہم آپ کو ادا کرتے رہیں گے، آپ ہمارے ساتھ ایک امانت دار آدمی کو بھیج دیں، امانتدار کے علاوہ اور کسی کو نہ بھیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک امانتدار آدمی کو بھیج دونگا، وہ واقعی امین ہے۔ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ فضیلت اس کو مل جائے (لیکن یہ فضیلت تو ابو عبیدہ کے مقدر میں تھی) آپ نے ابو عبیدہ سے فرمایا: اے ابو عبیدہ ابن الجراح، کھڑے ہو جاؤ جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں پھر آپ نے ابو عبیدہؓ کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔

الغرض نصاریٰ کے علماء مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے سے ڈر گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت رہنا قبول کیا اور ایک خاص رقم بطور خراج سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ) اے رسول یہ ذکر جو آپ سے بیان کیا جا رہا ہے بالکل حق ہے: اور یہ بیان اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک انسان تھے، نہ وہ الٰہ تھے اور نہ اللہ تعالےٰ کے بیٹے (وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ) اور الٰہ تو کوئی ہے ہی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے (وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اور بے شک اللہ زبردست ہے، غالب ہے (انسانوں میں یہ قدرت کہاں؟ اللہ تعالےٰ چاہے تو ان لوگوں کو ان کی نازیبا باتوں کی سزا دے سکتا ہے، لیکن وہ ان کو مہلت دے رہا ہے اور مہلت دینا اس کی حکمت پر مبنی ہے، اس کے تمام کام حکمت

کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ) وہ بڑی حکمت والا ہے، اور اے رسول (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ) اگر یہ لوگ اب بھی (دین اسلام سے) منہ موڑیں تو (آخر یہ بچ کر کہاں جائیں گے۔) اللہ تعالےٰ ان مفسدین سے خوب واقف ہے (وقتِ مقررہ پر وہ انہیں ضرور سزا دے گا)۔

عمل

اے لوگو، اگر کوئی شخص بے باپ یا بے ماں باپ کے پیدا ہو جائے تو اُسے الٰہ نہ سمجھیے۔ الٰہ تو صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے اور اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ آپ اس کی آزمائش میں پورے اتریئے اور صرف خالق کو الٰہ مانیئے۔ مخلوق الٰہ نہیں ہو سکتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى
كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا
نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ
شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ (اے رسول)، (اللہ کے راستے کی انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہیئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر یہ (اس بات سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) ان سے کہہ دو تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں" ﴿۶۴﴾

معانی ومصادر (سَوَآء) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) کسی کام کا ٹھیک ہونا۔
(سَوَآءٌ = برابر، عدل، وسط)

تفسیر تین باتیں ایسی تھیں جو مسلمین اور اہل کتاب کے مابین مشترک تھیں۔ دونوں اسے یکساں طور پر تسلیم کرتے تھے۔ وہ تین باتیں یہ تھیں:۔

۱۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کی عبادت نہ کی جائے،

۲۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔
۳۔ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنایا جائے۔

مسلمین ان باتوں کو تسلیم کرتے تھے اور ان پر عمل بھی کرتے تھے، لیکن اہل کتاب زبان سے تو ان باتوں کو تسلیم کرتے تھے لیکن ان کا عمل ان پر نہیں تھا۔ وہ تاویل کر کے غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور تقریباً ہر زمانہ میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ اکثر لوگ زبان سے تو "وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" پڑھتے رہے لیکن پھر تاویلات بعیدہ کے سہارے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے رہے۔ موجودہ زمانہ بھی اس قبیح حرکت سے پاک نہیں۔ اہل کتاب کو حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ وہ اللہ اکیلے کی عبادت کریں لیکن انہوں نے ایسا کیا نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (لم یکن الذین کفروا ۔ ۵)

اہل کتاب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ (اکیلے) کی عبادت کریں۔

اہل کتاب اس حکم پر عامل نہیں رہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا ماننے لگے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (التوبہ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ پہلے زمانے کے کافروں نے جو بات کہی تھی۔ یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ ان کی اس عبادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ (الزخرف ۔ ۸۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ، فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ؟ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ

(قیامت کے دن) یہودیوں کو بلایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کیا کرتے

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النساء ۶/۵۷)

تھے، وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائیگا: تم جھوٹ کہتے ہو، اللہ کے تو نہ کوئی بیوی ہے نہ اولاد۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۵۶)

پھر عیسائیوں کو بلایا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے، پھر ان سے کہا جائے گا تم جھوٹ کہتے ہو، اللہ کے نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد۔

حضرت زید بن عمرو بن نفیل جب دین حق کی تلاش میں نکلے تو ان کی ملاقات ایک یہودی عالم اور کچھ عرصہ بعد ایک عیسائی عالم سے ہوئی۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے حضرت زید سے کہا:۔

مَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ حَنِيْفًا

میں نہیں سمجھتا کہ دین حق کوئی ہے سوائے اس کے کہ تم حنیف ہو جاؤ۔

حضرت زید نے ہر عالم سے پوچھا:۔

وَمَا الْحَنِيْفُ؟

حنیف کیا ہوتا ہے؟

ہر عالم نے کہا:۔

دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل ۵/۵۰)

ابراہیم کا دین، وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے وہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے۔ مثلاً وہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے اور اسی طرح وہ شرک جلی میں مبتلا تھے اور یہی نہیں بلکہ وہ اپنے علماء اور اپنے درویشوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں

(اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتا ہے، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

علماء اور مشائخ کی عبادت کی ایک قسم یہ تھی کہ وہ ان کے حلال و حرام کے فیصلوں کو مانتے تھے۔ علماء اور مشائخ شریعت سازی کرتے، مسائل گھڑتے اور فتوے دیتے اور اہل کتاب ان کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔ (الشوریٰ۔ ۲۱)

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔

ان کا آپس میں ایک دوسرے کو رب بنانا یہی تھا کہ وہ اپنے میں سے ان لوگوں کی جو عالم یا درویش تھے بات مان لیا کرتے تھے اور ان کے حلال و حرام کے فیصلے کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ یہی ان کا شرک تھا جس کا ذکر آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیتوں میں کیا گیا ہے۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) اے ایمان والو، اگر یہ ان باتوں کو عملاً تسلیم کرنے سے منہ موڑیں اور مسلم نہ بنیں تو ان سے کہو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہیں (ہم ان باتوں کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور ان باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلم بننے کے لئے تین بنیادی شرائط ہیں یعنی:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے،

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے،

۳۔ اپنے علماء، مشائخ یا کسی اور کو اپنا رب نہ بنائے یعنی دینی معاملات میں کسی کی رائے یا فتویٰ کو تسلیم نہ کرے۔

اس تیسری شرط میں مسلم اور مقلد میں جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے۔ مقلد کسی عالم کی رائے یا فتویٰ کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتا ہے یعنی وہ اس عالم کو اپنا رب بنا لیتا ہے۔ مسلم ایسا نہیں کرتا، وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے، اور صرف اسی کے احکام اور فیصلوں کو مانتا ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بادشاہ ہرقل کے نام خط لکھا تو اس خط کے متن میں یہ آیت بھی تھی۔

حضرت ابوسفیان کہتے ہیں:۔

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا، پھر اُسے پڑھا تو اس خط میں یہ لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام۔ ۔ ۔ ۔

وَيٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا ..... اِلٰى قَوْلِهٖ اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص۷ وکتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ص۲۵ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی ھرقل جزء ۲ ص۹)

اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہ بنائیں۔ اگر یہ (اس بات سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) ان سے کہہ دو: تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کیجئے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے، آپس میں ایک دوسرے کو ربّ نہ بنائیے، یعنی کسی کی رائے اور قیاس کو دین نہ سمجھئے۔ کفار کو مشترک باتوں کی طرف عمل کرنے کی دعوت دیجئے۔

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ
إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ
وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓ أَفَلَا
تَعۡقِلُونَ ۝٦٥ هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجۡتُمۡ
فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞ فَلِمَ تُحَآجُّونَ
فِيمَا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ
وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝٦٦ مَا كَانَ
إِبۡرَٰهِيمُ يَهُودِيّٗا وَلَا نَصۡرَانِيّٗا
وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفٗا مُّسۡلِمٗا وَمَا

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى
النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ
وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ اے اہل کتاب، تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، توریت اور انجیل تو ان کے بعد اتری ہیں (پھر وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں ﴿٦٥﴾ دیکھو (اب تک) تم اُن باتوں میں تو جھگڑتے ہی رہے ہو جن کا تمہیں (کچھ ذرا بہت) علم تھا لیکن ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (مطلقاً) علم نہیں، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے ﴿٦٦﴾ ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو بڑے پکّے موحّد مسلم تھے اور وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے ﴿٦٧﴾ ابراہیم (سے اپنا تعلق ظاہر کرنے) کے سب سے زیادہ حقدار وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے رہے اور یہ نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں، (ایسے مؤمنین کے نہ صرف ابراہیم دوست ہیں بلکہ ان) مؤمنین کا (تو) اللہ (بھی) دوست ہے ﴿٦٨﴾

معانی و مصادر (تُحَآجُّوْنَ) (حَاجَجْتُمْ) حَآجَّ، يُحَآجُّ، مُحَاجَّةٌ (باب مفاعلہ) جھگڑنا، بحث کرنا۔

(حَنِيْفًا) حَنَفَ، يَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) جھکنا (حنیف = صرف اللہ تعالےٰ کی طرف جھکنے والا، موحّد)

(وَلِيُّ) وَلِيَ، يَلِيُ، وَلْيٌ (ح) قریب ہونا۔

وَلِيَ، يَلِيُ، وِلَايَةٌ (ح) مدد کرنا، والی ہونا (وَلِيٌّ = دوست مددگار)

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے۔ ان میں سے ہر ایک اپنا تعلق دین ابراہیمی سے جوڑنے میں فخر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید میں فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) اے اہل کتاب (یہودی مذہب کی بنیاد) توریت (پر ہے) اور (عیسائی مذہب کی بنیاد) انجیل (پر ہے) اور یہ دونوں کتابیں ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئیں (لہٰذا یہ کہنا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یا عیسائی تھے کتنا مضحکہ خیز ہے) تم کیوں (بلاوجہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں جھگڑتے ہو۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہودیت اور عیسائیت کے وجود میں آنے سے پہلے گذرے ہیں لہٰذا وہ یہودیت یا عیسائیت کی طرف کیسے منسوب ہو سکتے ہیں اے اہل کتاب کیا تم اتنی معمولی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پھر فرمایا (هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ) اب تک تم جن باتوں میں جھگڑتے رہے ہو ان کا تو خیر تمہیں کچھ علم تھا لیکن اب تم ایسی بات میں کیوں جھگڑ رہے ہو جس کا تمہیں مطلقاً علم نہیں (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ اللہ کو علم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کیا تھے (مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا) (اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے بلکہ وہ حنیف تھے: بہت بڑے موحّد تھے (وہ ایک اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے، اپنے تمام معاملات اور اپنی تمام حاجات میں صرف اسی کی طرف رجوع کرتے تھے، صرف اسی پر بھروسہ کرتے تھے، صرف اسی سے امید رکھتے تھے، انکا رُخ اور ان کا رجحان بس صرف اللہ تعالیٰ کی طرف تھا، وہ اسی کے احکام پر چلتے تھے اور اسی کی عبادت کرتے تھے) (مُسْلِمًا) وہ مسلم تھے (وہ اللہ تعالیٰ کے فرمبردار تھے، انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا تھا، وہ کسی انسان کے فتووں پر نہیں چلتے تھے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام پر چلتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے والا مسلم ہوتا ہے نہ کہ مشرک) (وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) لہٰذا وہ مشرک بھی نہیں تھے، (نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور نہ بیٹی اور نہ انہوں نے علماء اور مشائخ کی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان کو اپنا رب بنایا تھا اور نہ وہ بتوں کی اور غیر اللہ کے آستانوں کی پوجا کرتے تھے) ابراہیم علیہ السلام کی توحید اور ان کی تسلیم و رضا کا ذکر کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(الانعام - ۷۹)

ابراہیم نے کہا میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرے کو (صرف) اس (ہستی) کی طرف کر دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○
(النحل ۔ ۱۲۰)

(اور اے رسول) بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں ایک انجمن اور) ایک جماعت تھے، وہ (خاص) اللہ کے فرمانبردار اور صرف اسی ایک کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور وہ (ہرگز) مشرک نہیں تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ○
(الشعرآء ۔ ۷۸ تا ۸۲)

(ابراہیم نے کہا: میرا معبود تو وہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے، جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور جس سے مجھے امید ہے کہ سزا و جزا کے دن میری خطاؤں کو معاف کرے گا۔

الغرض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام توحید پر مضبوطی سے قائم تھے، اللہ کے احکام پر سختی سے عمل کرتے تھے، بھلا یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکینِ مکہ کو ان سے کیسے نسبت ہو سکتی ہے (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام (سے اپنا دینی رشتہ جوڑنے) کے حقدار تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے رہے، یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان پر ایمان لاتے ہیں (یہی لوگ صحیح معنوں میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی پیروی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح توحید پر مضبوطی سے قائم ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے کلیتہً اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے حوالہ کر دیا ہے اور مسلم بن گئے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○
(الانعام ۔ ۱۶۲ تا ۱۶۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے (یعنی) اس مضبوط دین کی طرف رہنمائی کر دی ہے جو ایک اللہ کے ہو جانے والے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ وُلَاۃً مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ وَلِیِّیْ مِنْھُمْ اَبِیْ وَخَلِیْلِیْ اِبْرٰھِیْمَ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ ..... الخ

(رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۲۹۲)

اُس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

ہر نبی کے نبیوں میں سے کچھ دوست ہوتے ہیں اور ان نبیوں میں سے میرے دوست میرے باپ اور میرے خلیل ابراہیم ہیں: پھر آپ نے یہی آیت (جس کی تفسیر جاری ہے) تلاوت فرمائی

پھر فرمایا (وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ) اللہ تعالےٰ ایسے ہی ایمان والوں کا دوست اور کارساز ہے (جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح صرف اللہ تعالےٰ ہی کے ہو جائیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حنیف کی پیروی کرتے رہیں)۔

عمل

اے لوگو، کسی بزرگ کو زبردستی، بے دلیل اپنے فرقہ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ ایسی باتوں پر بحث مباحثہ نہ کیجئے جن کا آپ کو علم نہیں۔

اے لوگو، ابراہیم علیہ السلام مسلم تھے، آپ بھی مسلم بنیئے۔ وہ کسی فرقے میں شامل نہیں تھے، آپ بھی کسی فرقہ میں شامل نہ ہوئیے۔

اے لوگو، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح توحید پر قائم رہیئے۔ اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کیجئے، شرک نہ کیجئے اور دین حنیف پر کاربند رہیئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا (النسآء ۔ ۱۲۵)

اور دین کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، نیک عمل کرتا ہے اور ابراہیم کی ملت کی جو خالص توحید پر قائم تھے پیروی کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَّلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○

(یونس ۔ ۱۰۵)

اور (اے رسول، آپ کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے) کہ آپ یکسو ہو کر (اللہ کے) دین پر اپنے آپ کو قائم رکھیں اور مشرکین میں سے ہرگز نہ ہو جائیں۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۹ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝۷۰ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ
تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۷۱

ترجمہ (اے ایمان والو) اہل کتاب کی ایک جماعت کی تو یہ خواہش ہے کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں لیکن وہ تم کو گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ۝۶۹ اے اہل کتاب کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ (دل سے تو) تم بھی گواہی دیتے ہو (کہ وہ حق ہیں)۔ ۝۷۰ اے اہل کتاب حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور (اے اہل کتاب) حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے) ۝۷۱

معانی و مصادر (طَآئِفَةٌ) طَافَ، یَطُوْفُ، طَوْفٌ وطَوَافٌ وطَوَفَانٌ (ن) طواف کرنا، چکر لگانا (طَآئِفَةٌ = جماعت)
(تَلْبِسُوْنَ) لَبَسَ، یَلْبِسُ، لَبْسٌ (ض) خلط ملط کرنا، گڈ مڈ کرنا۔
(بَاطِل) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا، فاسد ہونا۔

تفسیر (وَدَّتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) اہل کتاب چاہتے تھے کہ مسلمین کو بھی اپنے مذاہب میں شامل کر کے انہیں بھی دین حنیف سے ہٹا دیں جس طرح خود گمراہ ہوئے ہیں مسلمین کو بھی گمراہ کر دیں لیکن وہ مسلمین کو کیا گمراہ کریں گے وہ خود اپنی گمراہی اور بدبختی میں اضافہ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں کہ وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ، (البقرۃ ۔ ۱۰۹)

اے ایمان والو (خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ) اے اہل کتاب، تم کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو (دل سے تو) تم (بھی) گواہی دیتے ہو (کہ یہ آیات حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ برحق ہیں لیکن زبان سے محض ہٹ دھرمی سے انکار کرتے ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ، اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الانعام ۔ ۲۰ و ۲۱)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، بے شک ایسے لوگ (کبھی) فلاح نہیں پا سکتے۔

پھر فرمایا (يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اے اہل کتاب کیوں حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو، کیوں حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ حق ہے۔

کتمانِ حق بہت بڑا گناہ ہے، تفصیل کے لئے سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۵۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، اپنے فرقہ وارانہ مذہب کی دعوت دے کر دوسروں کو گمراہ نہ کیجئے، آپ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ مذاہب بعد میں بنے، ان میں آپس میں شدید اختلاف ہے تو پھر ان میں سے ہر ایک اسلام کیسے ہو سکتا ہے۔ اسلام تو ایک ہے، یہ کئی اسلام کہاں سے آگئے۔ جان بوجھ کر ایسی غلطی نہ کیجئے کہ خود بھی گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔ اسلام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ و مکمل ہے، آپ خود بھی اس کو قبول کیجئے، اس پر عمل کیجئے اور اسی کی طرف دعوت دیجئے۔

اے لوگو، حق کو نہ چھپائیے۔ حق کو چھپانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

(البقرۃ - ۱۷۴)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے (کسی بھی حکم کو) چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے، قیامت کے روز اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دے) بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اے لوگو، باطل کو حق کے ساتھ گڈمڈ نہ کیجئے۔ فرقہ وارانہ مذاہب کو اسلام کے ساتھ خلط ملط نہ کیجئے۔ اسلام کو خالص رہنے دیجئے۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا تھا کہ صبح کے وقت اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ایمان والوں پر اتاری گئی ہے اور شام کو اس کا انکار کر دو، شاید (اس طرح ایمان والے بھی کفر کی طرف) لوٹ آئیں ﴿۷۲﴾

معانی و مصادر
طَآئِفَةٌ = جماعت، گروہ۔
وَجْهُ النَّهَارِ = دن کا اول حصہ۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایک گہری سازش کا انکشاف کیا۔ اہل کتاب کے ایک گروہ نے آپس میں یہ طے کیا کہ صبح کے وقت ایمان لے آئیں اور شام کے وقت پھر اسلام کا انکار کر دیں، ہو سکتا ہے کہ ہماری اس تدبیر سے بعض مسلم بھی متزلزل ہو جائیں اور ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آئیں۔

اہل کتاب میں اکثر پڑھے لکھے لوگ تھے، اگر وہ مسلم ہو جانے کے بعد پھر کفر کی طرف واپس لوٹ جاتے تو بعض کمزور ایمان والے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ ان اہل کتاب لوگوں نے اسلام میں ضرور کوئی خرابی دیکھی جب ہی تو مسلم ہونے کے بعد پھر اسلام سے برگشتہ ہو گئے اور اس بنیاد پر وہ بھی اسلام سے برگشتہ ہونے کا ارادہ کر لیتے یا برگشتہ ہو جاتے۔ اہل کتاب کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی اس لئے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے اس سازش کو ظاہر کر دیا دوسری طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتداد کی سزا قتل مقرر فرما دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (صحیح بخاری کتاب استتابة المرتدین باب حکم المرتدّ والمرتدّة جزء ۹ ص۱۹)

جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

عمل

اے ایمان والو، ایمان لاکر پھر کفر اختیار کرنے کی سازش کمزور ایمان والوں کو متاثر کر سکتی ہے لہذا ارتداد کی سزا کو زندہ رکھیئے، اُسے سختی کے ساتھ نافذ کیجئے تاکہ اسلام کے خلاف ایسی کوئی سازش پنپنے نہ پائے۔

اے ایمان والو، اگر اسلامی حکومت نہ ہو اور آپ ارتداد کی سزا کو نافذ کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو پھر اس سازش سے ہمیشہ چوکنّا رہیئے۔

وَلَا تُؤْمِنُوٓا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ
قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن
يُؤْتَىٰٓ أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوتِيتُمْ أَوْ
يُحَآجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ
الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ
وَاللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۷۳﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِۦ
مَن يَشَآءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۷۴﴾

ترجمہ (اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے) اور (دیکھنا کسی آدمی کی بات) نہ ماننا سوائے اس کے جو تمہارے دین کی پیروی کرتا ہو، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (کہ تمہارے پاس تو ہدایت ہے ہی نہیں) ہدایت تو بس اللہ کی ہدایت ہے (اور یہ ہدایت اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں عطاء فرمائی ہے اور اے ایمان والو، یہ لوگ آپس میں اس طرح بھی کہتے ہیں کہ اس بات کو کبھی تسلیم نہ کرنا) کہ وہ چیز (یعنی ہدایت) جو تم کو دی گئی ہے کسی اور کو بھی مل سکتی ہے ورنہ یہ لوگ تمہارے ربّ کے پاس تم پر حجّت قائم کریں گے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے

نوازتا ہے (بے شک) وہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے (۷۳) وہ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے (۷۴)

معانی و مصادر

(تَبِعَ) تَبِعَ ، يَتْبَعُ ، تَبَعٌ وتَبَاعٌ وتَبَاعَةٌ (س) پیچھے پیچھے چلنا ، فرمانبردار ہونا۔

(وَاسِعٌ) وَسِعَ ، يَسَعُ ، سَعَةٌ (ح س) کشادہ کرنا، کشادہ ہونا۔

(عَظِيمٌ) عَظُمَ ، يَعْظُمُ ، عِظَمٌ وعِظَامَةٌ (ك) بڑا ہونا۔

(يَخْتَصُّ) اِخْتَصَّ ، يَخْتَصُّ ، اِخْتِصَاصٌ (باب افتعال) خاص کرنا۔

تفسیر

اہل کتاب کا ایک گروہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا تھا کہ لوگوں کو اسلام سے روکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(التوبة ۔ ۳۴)

اے ایمان والو، (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۹۹)

(اے رسول، اہل کتاب سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب جو شخص ایمان لے آیا ہے اُسے اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو، کیوں (اللہ کے راستے یعنی دین اسلام میں) کجی کے متلاشی رہتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ وہ حق ہے اس میں کوئی کجی نہیں اور تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، نہیں) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہتے تھے (وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ) کسی کی بات نہ ماننا سوائے اس کے جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔ ان کی اس فہمائش کا منشاء یہی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مؤمنین کی بات نہ مان لیں، ان کی طرف نہ جھک جائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو یہ تاثر بھی دیتے تھے کہ ہدایت بس تمہارے پاس ہے لہٰذا کسی دوسرے کی بات ماننے سے سوائے گمراہی کے اور کیا ملیگا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس خام خیالی یا فریب کا جواب دیتے ہوئے فرمایا (قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ) کہ اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ہدایت تو بس اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، جو اس کی ہدایت سے بہرہ ور ہے بس وہ ہدایت پر ہے اور جو اس کی ہدایت سے محروم ہے وہ ضلالت پر ہے اگرچہ وہ اپنے خود ساختہ راستہ پر

کتنا ہی نازاں کیوں نہ ہو، ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ (البقرۃ ۔ ۱۲۰) (الانعام ۔ ۷۱)

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی (درحقیقت) ہدایت ہے۔

آگے فرمایا کہ اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے کو یہ بھی نصیحت کرتے تھے کہ ایمان والوں کے سامنے یہ بھی تسلیم نہ کرنا (اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ) کہ جو چیز یعنی ہدایت تم کو ملی ہے اس جیسی چیز کسی اور کو بھی مل سکتی ہے، اگر تم نے یہ بات تسلیم کر لی تو یہ لوگ قیامت کے روز تمہارے رب کے سامنے تم پر حجت قائم کریں گے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر حق کا انکار کیا تھا اس وقت تمہارے پاس خود کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے کا کیا عذر ہوگا، اہل کتاب کی اس فہمائش کا ذکر اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ بھی فرماتا ہے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۷۶)

پھر جب آپس میں ایک دوسرے سے خلوت میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان کو ایسی باتیں بھی بتا دیتے ہو جو اللہ نے تم پر ظاہر کی ہیں تاکہ وہ اُن کو تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلے میں بطور حجّت پیش کریں، (ایسا نہ کیا کرو)، کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے ۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (ہدایت تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے اور اس) فضل سے نوازنا اُسی کے ہاتھ میں ہے (دوسرے کو اس سلسلہ میں کوئی اختیار نہیں اور نہ اس فضل پر کسی کی اجارہ داری ہے کہ اس کے سوا کسی کو مل نہ سکے)۔

(يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ) اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے، (وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ) اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے (لہٰذا اس کا فضل بھی بڑا وسیع ہے، کسی خاص قوم کے لئے محدود نہیں، جو قوم بھی اس کی ہدایت کے لئے اپنے کو اہل بناتی ہے اللہ تعالےٰ اُسے ہدایت عطاء فرماتا ہے اور وہ علیم ہے جانتا ہے کہ کسی خاص وقت و زمانہ میں کونسی قوم ہدایت کی اہل ہے، پھر جس قوم کو وہ اہل سمجھتا ہے (يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اسے اپنی مہربانی (سے ہدایت ربّانی) کے لئے خاص کر لیتا ہے (وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ) اور اللہ تعالےٰ تو بڑے فضل والا ہے (وہ تو ہر قوم کو اپنا فضل عطاء کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ وہ قوم اپنے کو اس فضل کا اہل ثابت کرے۔ ایک زمانہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو اس فضل سے بہرہ ور فرمایا تھا اور جب وہ اس کے اہل نہیں رہے تو اب اس نے یہ فضل بنی اسمٰعیل کے لئے مختص کر دیا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الجمعة - ۲ تا ۴)

ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے اور نا خواندہ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان سے ملے نہیں انہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(النسآء - ۵۴)

کیا یہ (ایماندار) لوگوں سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (بہت کچھ) عطاء فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الحدید - ۲۸ و ۲۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر (صحیح معنی میں) ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر دیگا، تمہارے لئے نور پیدا کر دے گا جس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور تمہاری مغفرت فرمائیگا اور اللہ (تو) بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (یہ سب باتیں اس لئے بیان کی جا رہی ہیں) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ انہیں اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر کوئی قدرت حاصل نہیں اور یہ کہ (اللہ کا) فضل تو بس اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

عمل

اے لوگو، ضد و ہٹ دھرمی نہ کیجئے، حق بات کو تسلیم کیجئے خواہ وہ کہیں سے ملے اور حق بات وہی

ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہو۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت ہی کو ہدایت سمجھئے خود ساختہ فتووں اور قوانین کو ہرگز تسلیم نہ کیجئے، ان میں ہدایت نہیں مل سکتی۔

اے لوگو، حق کو نہ چھپائیے، اگر آپ حق کو چھپائیں گے تو آپ دنیا والوں کو دھوکا دے سکتے ہیں، اللہ تعالےٰ علیم و خبیر کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ دوسرے لوگ آپ کے خلاف حجت قائم کر سکیں یا نہ کر سکیں، اللہ تعالےٰ اپنے علم اور آپ کے نامۂ اعمال سے آپ پر حجت قائم کریگا پھر آپ اس کی گرفت سے کیسے بچ سکیں گے۔

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، ہدایت اور اقامت دین کو اپنی ٹھیکیداری نہ سمجھئے، اگر آپ اہل نہ ہوئے تو اللہ تعالےٰ یہ کام کسی اور سے لے لیگا لہذا اپنے کو اہل بنانے کی کوشش کیجئے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ
اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ
وَّيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ
وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

ترجمہ اہل کتاب میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو (فوراً) ادا کر دیں گے اور ان میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک دینار بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو ادا نہیں کریں گے جب تک آپ ان کے سر پر ہر وقت نہ کھڑے رہیں،

یہ اس لئے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ امّیوں کا مال کھا جانے کے سلسلہ میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا (وہ اس بات کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں کہی) وہ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں) ﴿۷۵﴾ (ایسے لوگ فلاح نہیں پا سکتے) البتہ وہ لوگ جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں تو (وہ فلاح پا سکتے ہیں کیونکہ) اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے ﴿۷۶﴾

معانی و مصادر (تَأْمَن) اَمِنَ ، یَأْمَنُ ، اَمَانَۃٌ (س) (ك) امین بنانا۔
(قِنْطَار) قَنْطَرَ ، یُقَنْطِرُ ، قَنْطَرَۃٌ (رباعی مجرد۔ باب فعللۃ) بہت مال والا ہونا۔
(یُؤَدِّ) اَدّٰی ، یُؤَدِّیْ ، تَأْدِیَۃٌ (باب تفعیل) ادا کرنا۔
(دُمْتُ) دَامَ ، یَدُوْمُ ، دَوْمٌ وَدَوَامٌ (ن) ہمیشہ رہنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے ایک فریق کی سازشوں اور ہٹ دھرمیوں کا ذکر فرمایا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے اچھے اور بُرے دونوں قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اچھے لوگوں کی دلجوئی کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب میں سب ہی بُرے نہیں ہیں، بعض اچھے بھی ہیں، (وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ) اے رسول، ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو پورا پورا ادا کر دیں گے (اس میں ذرا سی بھی خیانت نہیں کریں گے) (وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا) اور بعض ایسے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک دینار بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو ادا نہیں کریں گے سوائے اس صورت کے کہ آپ ان کے سر پر کھڑے رہیں (اور بار بار تقاضا کرتے رہیں) (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ) (اور اگر آپ تقاضا نہ کریں تو نہ صرف یہ کہ وہ اس مال کو ہڑپ کر جاتے ہیں بلکہ اپنے زعم باطل میں اس کام کو جائز بھی سمجھتے ہیں) ان کا دعویٰ ہے کہ اگر ہم امّیوں (یعنی غیر اہل کتاب) کا مال کھا جائیں تو ہم سے (قیامت کے روز) کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا (وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ) (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے) وہ اللہ تعالےٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب کر رہے ہیں، (کہ وہ) امّیوں کا مال کھانے پر ان سے کوئی باز پرس نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالےٰ پر افتراء کر رہے ہیں (وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ افتراء کر رہے ہیں۔ امّیوں کا مال کھا جانے کو جائز سمجھنا ان کا اپنا خود ساختہ عقیدہ تھا۔ اس عقیدہ کے ثبوت میں ان کے پاس کوئی آسمانی دلیل نہیں تھی لہٰذا انہوں نے جھوٹ بول کر دلیل گھڑ لی تھی۔ الغرض ان کا عقیدہ بھی خود ساختہ تھا اور دلیل بھی خود ساختہ تھی۔ دلیل کو تو وہ بھی جانتے تھے کہ جھوٹ ہے لیکن اپنے عقیدہ کو غلط نہیں سمجھتے تھے اور اس پر بے باکانہ عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس غلط عقیدہ کی تردید کی)۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ) (اہل کتاب سے دوسروں کا مال ناجائز کھا جانے پر ضرور مؤاخذہ ہوگا، یہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے، فلاح تو بس وہ

لوگ پائیں گے) جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں، (اللہ تعالےٰ سے ڈریں، امانت کو ادا کرنے کا عہد جو انہوں نے کیا تھا اسے پورا کریں اور امانت کی پوری رقم بے کم و کاست ادا کر دیں، تقویٰ کا تقاضا یہی ہے اور جب تک کوئی شخص تقوے کے تقاضے کو پورا نہ کرے اللہ تعالےٰ کا محبوب نہیں بن سکتا) اللہ تعالےٰ تو بس متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے (اور جس سے اللہ تعالےٰ محبت نہ کرے اس کی عاقبت کیسے اچھی ہو سکتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(القصص ۔ ۸۳)

(اے رسول) وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے (مخصوص) کر دیں گے جو زمین میں نہ تو تکبّر کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ فساد کے خواہاں رہتے ہیں اور (اچھا) انجام تو متقیوں کے لئے (ہی) ہے۔

امانت کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تعالےٰ تم کو اچھی اچھی نصیحتیں کر رہا ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(الانفال ۔ ۲۷ تا ۲۹)

(اور) اے ایمان والو اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش (کا ذریعہ) ہیں اور یہ کہ اللہ کے ہاں (آزمائش میں پورا اترنے والوں کے لئے) بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو، اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہارے لئے (حق و باطل میں) امتیاز پیدا کر دیگا، تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت فرمائیگا (بے شک) اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ (المؤمنون ۔ ۸)

(مؤمن تو وہ لوگ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔

امانت میں خیانت کرنا ایمان کے منافی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق جزء اول ص۴۴) وفی روایۃ لمسلم: وَاِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ۔

منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں:۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) (جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ منافق ہو گا) اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے (صحیح مسلم)

عمل

اے ایمان والو، متقی بنیئے، اپنے عہد کو پورا کیجئے، امانت کو بے کم و کاست ادا کیجئے۔ متقی بننے کے لئے عہد کو پورا کرنا اور امانت کو ادا کرنا بڑا ضروری ہے۔

اے ایمان والو، صحیح معنوں میں مؤمن بنیئے۔ صحیح معنیٰ میں مؤمن بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے عہد کو پورا کریں اور امانتوں کی حفاظت کریں۔

اے ایمان والو، صحیح معنیٰ میں نمازی بنیئے، صحیح معنیٰ میں نمازی بننے کے لئے ضروری ہے کہ عہد کی حفاظت کی جائے اور امانت کو ادا کیا جائے۔

اے ایمان والو، صحیح معنیٰ میں مسلم بنیئے۔ محض مسلم بننے کا دعویٰ کافی نہیں۔ صحیح معنوں میں مسلم بننے کے لئے وعدہ کو پورا کرنا ضروری ہے اور امانت کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔

اے ایمان والو، اپنی طرف سے غلط مفروضے قائم نہ کیجئے، اور ان غلط مفروضوں کو سہارا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات منسوب نہ کیجئے، کسی آیت یا حدیث کو غلط معنیٰ نہ پہنائیے، اپنے کسی مفروضہ مسئلہ کی خاطر نہ حدیث گھڑیئے اور نہ گھڑی ہوئی حدیث کو بطور دلیل پیش کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ
وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ
لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ
اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں انکا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کریگا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا ﴿۷۷﴾

معانی ومصادر (يَشْتَرُونَ) اِشْتَرٰی، يَشْتَرِي، اِشْتِرَآءٌ (باب افتعال) خریدنا، بیچنا۔
(يُزَكِّيهِمْ) زَكّٰى، يُزَكِّي، تَزْكِيَةٌ (باب تفعیل) پاک کرنا۔

شان نزول حضرت ابو وائل کہتے ہیں:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ يَمِينَ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ:

(ایک دن) حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس لئے قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلم کا مال ہڑپ کرے تو وہ اللہ تعالےٰ سے اس حال میں ملاقات

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ فَقُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص ۴۲، ۴۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان جزء اول ص ۶۱) وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا اختلف الراھن والمرتھن جزء ۳ ص ۱۸۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار جزء اول ص ۶۹)

کرے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا، پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ ..... الخ اتنے میں حضرت اشعث بن قیس آگئے اور انہوں نے پوچھا: ابو عبدالرحمٰن (یعنی ابن مسعودؓ) تم سے کیا بیان کر رہے تھے؟ ہم نے کہا: اس اس طرح بیان کر رہے تھے۔ اشعثؓ کہنے لگے: یہ آیت تو میرے ہی معاملہ میں اتری تھی، میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (میں نے اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنے مقدمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثبوت پیش کرو ورنہ اس سے قسم لی جائے گی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ تو قسم کھالے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس لئے قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلم کا مال ہڑپ کرلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر اس کی تصدیق میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کہتے ہیں:۔

أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهُ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ ..... (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ آل عمران جزء ۶ ص ۴۳)

ایک شخص نے اپنا سامان تجارت بازار میں لاکر رکھا، پھر قسم کھا کر کہا کہ مجھے اس سامان کے اتنے روپیہ مل رہے تھے حالانکہ اتنے روپیہ نہیں مل رہے تھے۔ قسم کھانے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی مسلم (دھوکا کھا کر) اس کو خرید لے۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

الغرض مندرجہ بالا دونوں واقعے یکے بعد دیگرے ظہور پذیر ہوئے، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو

① اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے پھر اسے معمولی فائدہ کی خاطر توڑ دیتے ہیں۔
② جو اللہ تعالےٰ کی جھوٹی قسم کھا کر تھوڑا سا دنیاوی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے مؤمن بندوں سے عہد لیتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ۝
(البقرۃ - ۱۲۵)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں و سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝
(یٰسٓ - ۶۰)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

بعض دفعہ بندے خود بھی اللہ تعالےٰ سے عہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُم مَّنْ عَٰهَدَ ٱللَّهَ لَئِنْ ءَاتَىٰنَا مِن فَضْلِهِۦ لَنَصَّدَّقَنَّ
(التوبۃ - ۷۵)

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ انہیں اپنے فضل سے (مال) عطاء کریگا تو وہ ضرور (اللہ کے راستے میں) صدقہ دیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ
(الاحزاب - ۲۳)

مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔

اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَأَوْفُوا۟ بِعَهْدِ ٱللَّهِ إِذَا عَٰهَدتُّمْ
(النحل - ۹۱)

اور جب تم اللہ سے کوئی عہد کیا کرو تو اُسے پورا کیا کرو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا۔
(الانعام۔ ۱۵۳)

اور اللہ کے (ساتھ جو) عہد (تم کر چکے ہو اُس) کو پورا کرو۔

عہد کو پورا کرنے والوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ○
(الرعد ۔ ۲۰)

(عقل مند وہ لوگ ہیں جو) اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو کبھی نہیں توڑتے۔

عہد توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۔
(البقرۃ ۔ ۲۷)

(فاسق وہ لوگ ہیں) جو اللہ سے مضبوط عہد کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ○
(الرعد ۔ ۲۵)

ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اُسے توڑ ڈالتے ہیں، جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں (آخرت میں) ان کے لئے لعنت (و پھٹکار) ہے اور (بہت) برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○
(النحل ۔ ۹۵)

اور (اے ایمان والو) اللہ کے عہد کو بیچ کر (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت نہ لو (اگر تم اللہ کے عہد کو پورا کرو گے تو) اللہ کے ہاں (جو اجر تمہیں ملے گا) اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے (بہت) بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا○
(الاحزاب ۔ ۱۰۰)

اور اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ (لڑائی سے) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا انہیں خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) اللہ سے کئے ہوئے عہد کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہو گی۔

مندرجہ بالا آیتیں گویا (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ) کی تفسیر ہیں۔
عہد اور میثاق کی خلاف ورزی کے بعد اللہ تعالےٰ نے جھوٹی قسمیں کھانے کا ذکر فرمایا، جھوٹی قسم بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب یمحق اللہ الرباء ویربی الصدقات جزء ۳ ص۷۸)

(جھوٹی) قسم سے چیز تو بک جاتی ہے لیکن برکت سلب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسه جزء ۱ ص۵۸)

جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے مال کو بڑھائے تو اللہ کوئی چیز نہیں بڑھائے گا مگر قلّت (یعنی مال اور کم ہو جائیگا) اور جس نے حاکم کے مطالبہ پر جھوٹی قسم کھائی (تو اسے بھی قلّت نصیب ہوگی)۔

حضرت وائلؓ کہتے ہیں:۔
جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ كَانَتْ لِاَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ فِيْ يَدَيَّ اَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من

ایک شخص حضرموت کا اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول، اس شخص نے زبردستی میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندی نے کہا: وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے۔ میں اس میں کھیتی کرتا ہوں، اس میں اس کا کوئی حق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تمہارے لئے بس اُس کی قسم ہے۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول، وہ تو فاجر آدمی ہے، اُسے تو کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کس چیز پر قسم کھا رہا ہے، وہ تو کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افتطع حق مسلم بيمينٍ فاجرة بالنار (۱/۷)

تمہارے لئے سوائے اس (کی قسم) کے اور کچھ نہیں۔ الغرض وہ قسم کھانے کے لئے چلا تو جب اس نے پیٹھ پھیری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے اس کا مال ہڑپ کرنے کے لئے قسم کھالی تو یہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس سے منہ پھیر لے گا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں دو کاموں پر بہت سخت وعید سنائی۔ ایک تو اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے اُسے توڑ دینا، دوسرے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال لے لینا۔ ایک آدمی جب ایمان لاتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے یہی عہد کرتا ہے کہ وہ اس کے احکام پر چلے گا، اس کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں کریگا، اس کا بھی حق ادا کریگا، بندوں کا بھی حق ادا کریگا، بندوں کا حق ناجائز طور پر نہیں کھائے گا لیکن وہی آدمی جب دوسروں کے حق پر ظالمانہ قبضہ کر لیتا ہے، دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھا جاتا ہے تو گویا اس نے کلمۂ شہادت پڑھتے وقت جو عہد کیا تھا اُسے توڑ ڈالا۔ مزید برآں جب معاملہ عدالت تک پہنچا تو جھوٹی قسم بھی کھالی اور اس طرح دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر کھا جانے کے لئے عدالت کو دھوکا دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیا تو (أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ) ایسے آدمیوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں (وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا (وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) نہ ان کو دیکھے گا (وَلَا يُزَكِّيهِمْ) اور نہ ان کو پاک کر کے جنت میں داخل کریگا (وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) بلکہ ان کو دردناک عذاب دیگا۔ شان نزول کی حدیث میں اللہ تعالےٰ کے غضبناک ہونے کا جو ذکر ہے وہ گویا (لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ) کی تفسیر ہے۔ اسی طرح مندرجہ بالا حدیث میں یہ الفاظ کہ "اللہ تعالےٰ اس سے منہ پھیر لے گا" گویا (وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ) کی تفسیر ہیں۔

سورۂ رعد کی مذکورہ بالا آیت میں (وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ) کے الفاظ (وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) کی تفسیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ

تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن نہ تو ان کی طرف نظر کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: ایک تو وہ شخص جس کے پاس (لوگوں کی) گذرگاہ پر فاضل پانی ہے لیکن وہ اُسے مسافر کو نہیں دیتا، دوسرا وہ شخص جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے لیکن

بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ غَیْرُهٗ لَقَدْ اُعْطِیْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ رَجُلٌ۔

دنیا کی خاطر اگر اس نے اُسے دنیا میں سے کچھ دے دیا تو خوش ہے، اگر نہیں دیا تو ناراض ہو گیا اور تیسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد اپنا مال لا کر رکھا اور (خریدنے والے آدمی سے) کہا: قسم اللہ کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، میں نے اس کی اتنی اتنی قیمت دی ہے۔ خریدنے والا اس کی بات کو سچ سمجھ لیتا ہے (اور وہ چیز زیادہ قیمت میں خرید لیتا ہے)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب اثم من منع ابن السبیل من الماء جزء ۳ ص ۱۲۵)

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو معمولی فائدے کے لئے بیچ دیتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف نظر کریگا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں! میں نے کہا:۔

خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

وہ لوگ نامراد ہو گئے اور (بڑے) نقصان میں رہے۔ اے اللہ کے رسول، وہ کون لوگ ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمُسْبِلُ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ) وَالْمَنَّانُ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْمَنَّانُ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّهٗ) وَالْمُنْفِقُ

اپنے ازار کو لٹکانے والا، احسان جتانے والا یعنی وہ شخص جب کسی کو کوئی چیز دے تو اس پر احسان رکھے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال

سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ (صحیح مسلم کو بیچنے والا۔
کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم
اسبال الازار جزء اول ص۵۷)

الغرض آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ معمولی فائدے کے لئے اللہ تعالےٰ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھا لیتے ہیں وہ آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ آیت زیر تفسیر سے پہلے اور آیت زیر تفسیر کے بعد اہل کتاب کا ذکر ہے۔ درمیان میں یہ آیت گویا اہل کتاب کو بھی ایک تنبیہ ہے کہ اگر انہوں نے وہ عہود و مواثیق جو اللہ تعالےٰ نے اُن سے توریت کے ذریعہ جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں کئے تھے پورے نہیں کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کو بھی ان عہود و مواثیق کے پورا نہ کرنے کی سزا ملے گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو کبھی نہ توڑیئے خواہ آپ کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے، ایمان اور اسلام کے تقاضوں میں جو عہد مضمر ہیں انہیں پورا کیجئے۔ نہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کیجئے، اور نہ اس کے بندوں کا مال ناجائز طور پر کھائیے۔

اے لوگو، جھوٹی قسم کھا کر کسی کے مال کو ناجائز طور پر حاصل نہ کیجئے، نہ جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کو زیادہ قیمت میں بیچئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

ترجمہ بے شک اہل کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں جو (اللہ کی) کتاب (توریت) کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو اس طرح موڑتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں (لکھا ہوا) ہے حالانکہ وہ کتاب میں (لکھا ہوا) نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ (جو کچھ) وہ (پڑھ رہے ہیں) اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) نہیں ہوتا، الغرض وہ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں ﴿۷۸﴾

معانی ومصادر (یَلْوُوْنَ) لَوٰی، یَلْوِیْ، لَیٌّ وَلَوِیٌّ وَلُوِیٌّ (ض) جھکانا، موڑنا۔

تفسیر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے وقت اس میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ یا تحریف کر دیا کرتے تھے اور اس اضافہ یا تحریف کی عبارت کو پڑھتے وقت زبان کو اس طرح موڑتے تھے کہ تسلسل میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور عام آدمی یہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ

یہ پڑھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی کی عبارت ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی عبارت نہیں ہوتی تھی، مزید برآں اپنی اس قبیح حرکت ہی کے ذریعہ نہیں بلکہ قولاً بھی وہ کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے پڑھا یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں موجود نہیں ہوتا تھا۔ الغرض وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا کرتے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان کے اس فعل کی ایک اور جگہ بھی نشان دہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۷۱)

اے اہل کتاب حق اور باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور (اے اہل کتاب) حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ حق ہے)۔

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو اس قبیح حرکت سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۴۲)

حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

آخر میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) یہ لوگ اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے ہیں اور یہ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے (لیکن اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتے اور اپنی اس قبیح حرکت سے باز نہیں آتے)۔

فرقہ بندی کی وجہ سے حق کو چھپانا آجکل بھی عام ہے۔ متعدد مسائل اور فتوے ایسے ہیں جن کے متعلق لوگوں کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حق نہیں ہیں تاہم کیونکہ وہ ان کی مذہبی کتب میں تحریر ہوتے ہیں لہذا انہی پر عمل کرتے ہیں۔ انہی کی تبلیغ کرتے ہیں اور انہیں صحیح ثابت کرنے کے لئے ضعیف اور موضوع حدیث پیش کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں آیت زیر تفسیر کی رُو سے سخت گناہ اور موجب عذاب الٰہی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے دین میں کمی بیشی نہ کیجئے، حق کو باطل کے ساتھ نہ ملائیے، حق کو خالص رکھیئے اور خالص حق کی اشاعت و تبلیغ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں اضافہ کا اختیار سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں وہ شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

(اے رسول) کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنا لئے ہیں جو ان کے لئے دین کا راستہ وضع کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے

اَلِیْمٌ ○

(الشوری - ۲۱)

اور اگر فیصلہ کا وعدہ (مقررہ وقت تک کے لئے ملتوی) نہ ہوتا تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (جو مقررہ وقت ہی پر ان کو ملے گا)۔

اے لوگو، آپ اہل کتاب کی پیروی نہ کیجئے، آپ اس شرک سے بچئے، آپ اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے ہیں، آپ اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کی شریعت کے تابع ہیں، لہذا آپ شریعت الہیہ پر جمے رہئے۔ یہی آپ کا مقصود اور یہی آپ کا مقصد حیات ہے، شریعت الہیّہ کے مقابلہ میں خواہ کوئی مذہب آئے خواہ آپ کا نظریہ آئے، خواہ کوئی رسم و رواج آئے سب کو مسترد کر کے بس شریعت الہیّہ پر عمل کیجئے۔ یہی فلاح کی راہ ہے۔ اسی میں نجات ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ
بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطاء فرمائے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) کہ تم خالص اللہ کے (بندے) بنو اس وجہ سے کہ تم (اللہ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے

بنی رہتے ہو (تو وہ اللہ کی کتاب کے خلاف تم کو اپنا بندہ بننے کے لئے کیسے کہہ سکتا ہے) (۷۹) اور نہ اس کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے وہ تم کو کفر کا حکم دے گا (ہرگز نہیں) (۸۰)

معانی و مصادر (تَدْرُسُوْنَ) دَرَسَ، یَدْرُسُ دَرْسٌ و دِرَاسَۃٌ (ن) پڑھنا۔

تفسیر یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ کا بیٹا بنا رکھا تھا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (التوبۃ ۔ ۳۰)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، یہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں (جن کی کوئی سند نہیں)، پہلے (زمانے کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے (گا)، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

مزید برآں ان لوگوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اور نصاریٰ نے خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب بنا لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (التوبۃ ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہیں حالانکہ مسیح تو کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو

يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

(المآئدۃ - ۷۲)

میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کردیگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور (قیامت کے دن) ظالمین کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اور یہ تعلیم صرف عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر نبی کی تعلیم یہی تھی بلکہ وہ تو لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا بندہ بننے کی تلقین کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ) کہ کسی انسان کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکمت دے کر نبوت کے منصب پر سرفراز فرمائے (ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) تو وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ، میری عبادت کرو اور مجھ میں الوہیت کے صفات مانو وہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا (وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ) بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم خالص اللہ والے بنو، (بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ) اس لئے کہ تم خود کتاب الٰہی کو پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو اور کتاب الٰہی کی تعلیم یہی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ بنا جائے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خود کتاب الٰہی کے خلاف تم سے عمل کرنے کے لئے کہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کتاب کو وہ اساس دین کی حیثیت سے تمہارے سامنے پیش کر رہا ہو وہ خود تم کو اس کے خلاف عقیدہ رکھنے اور اس کے خلاف عمل کرنے کی تلقین کرے، (وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا) اور نہ کوئی نبی لوگوں سے یہ کہہ سکتا ہے کہ فرشتوں کو اور نبیوں کو اپنا رب بنالو، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور بعض نبیوں کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا مانو، یہ تو کفر کی باتیں ہیں (اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) کیا وہ تمہارے مسلم بن جانے کے بعد تم کو کفر کرنے کے لئے کہے گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ:۔

① نبی انسان ہی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔

(یوسف - ۱۰۹)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی (تمام بستیوں میں ان) بستیوں کے رہنے والوں میں سے (ہی مخصوص) آدمیوں کو رسول بنایا تھا اور ان کی طرف وحی بھیجی تھی۔

② نبی کبھی کسی کو اپنا بندہ بننے کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ وہ تو خالص اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی تعلیم دیتے ہیں۔

③ غیر اللہ کی عبادت کفر ہے اور مسلم کفر نہیں کرتا یعنی مسلم وہی ہے جو خالص توحید پر قائم رہے۔

الغرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو جھنجوڑا کہ نبیوں کی تعلیم کے خلاف نہ چلو، خالص توحید کو تسلیم کرو اور مسلم بن جاؤ۔

عمل

اے لوگو، خالص اللہ تعالےٰ کے بندے بنیئے، صرف اسی کی عبادت کیجیئے، صرف اسی کو اپنا ربّ اور حاکم سمجھیئے۔ صرف اُسی کے قوانین پر چلیئے، دوسروں کے خود ساختہ قوانین پر چل کر انہیں اپنا ربّ نہ بنائیے۔ مسلم بنیئے اور مسلم وہی ہوتا ہے جو ان باتوں پر سختی سے عمل کرے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ
لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي
قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ
أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ
تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے (اس بات کا) عہد لیا کہ جب ان کو کتاب و حکمت مل جائے پھر ان کے پاس کوئی رسول آئے تو وہ اس رسول پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کرینگے۔ (پھر اللہ نے ان سے) فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان باتوں پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو، نبیوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم نے اس عہد کو قبول کیا اور اُسے پورا کریں گے) اللہ نے فرمایا تو (اب) تم (اس عہد پر) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (۸۱) عہد کرنے کے بعد (تم میں سے) جو لوگ اس عہد سے پھر جائیں گے وہ فاسق ہو جائیں گے (۸۲)

معانی و مصادر (مِیْثَاق) وَثُقَ، یَوْثُقُ، وَثَاقَۃٌ (ک) مضبوط ہونا (مِیْثَاق = مضبوط عہد) (اِصْر) اَصَرَ، یَاْصِرُ، اَصْرٌ (ض) میخ لگانا (اِصْر = عہد، بوجھ) (اَقْرَرْتُمْ) (اَقْرَرْنَا) اَقَرَّ، یُقِرُّ، اِقْرَارٌ (باب افعال) اقرار کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ابتدائے آفرینش میں انبیاء علیہم السلام سے لیا تھا اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے فرمایا! (لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ) جب میں تم کو کتاب و حکمت دے کر نبوت کے مقام پر فائز کر دوں، پھر تمہاری موجودگی میں کسی اور رسول کو مبعوث کر دوں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ) کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو (کہ تم اس ہدایت پر کاربند رہو گے) اور کیا تم مجھ سے اس اقرار پر مضبوطی سے قائم رہنے کا عہد کرتے ہو؟ تمام نبیوں نے کہا: "ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم اس عہد پر قائم رہیں گے)"، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اچھا تو اس عہد و پیمان کے) تم بھی گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں (تم کسی حالت میں اس عہد سے روگردانی نہ کرنا) (فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور (اگر) اس (عہد و پیمان) کے بعد تم میں سے کوئی شخص اس حکم سے روگردانی کریگا (اور اپنا عہد توڑے گا) تو (یاد رکھو) ایسے لوگ یقیناً فاسق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ (البقرۃ - ۲۶و۲۷)	اور اس کے ذریعہ اللہ انہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو فاسق ہوتے ہیں یعنی ان لوگوں کو جو اللہ سے مضبوط عہد کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دیتے ہیں۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فاسقین کی خصوصیت یہ بتائی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں۔

اہل کتاب سے سلسلۂ کلام جاری ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے عہد و میثاق کا ذکر فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کے اس عہد و میثاق کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو تنبیہ فرما رہا ہے کہ تم کو ہمارے آخری نبی پر ایمان لے آنا چاہیئے اس لئے کہ تم تو کیا اگر تمہارے انبیاء علیہم السلام بھی اس وقت موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے عہد و میثاق کے مطابق اس آخری نبی پر ایمان لے آتے۔ ان انبیاء میں سے بعض نبیوں کے ذریعہ تم سے بھی نبی آخرالزماں پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے عہد کو توڑتے ہو اور ایمان نہیں لاتے اور اپنے عہد کو توڑ کر فاسق بنتے ہو۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے، اگر آپ ایمان لے آ ہیں تو صحیح معنوں میں ایمان لائیے اور اطاعت کرتے رہیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے عہد کرنے کے بعد اُسے ہرگز نہ توڑیئے، عہد کا توڑنا بہت بڑا گنا

اللہ تعالےٰ سے آپ کے عہد کا آغاز ایمان لانے سے ہوتا ہے۔ آپ ایمان لاتے وقت یہ کرتے ہیں کہ ہم تجھ کو الٰہ تسلیم کرتے ہیں اور تیرے احکام پر چلیں گے۔ اس عہد کو پورا کیجئے اور اللہ تعالےٰ احکام پر چلتے رہیئے۔

(عہد کو توڑنے کے سلسلہ میں مزید تفصیل سورۂ آل عمران کی آیت ۷۷ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیے

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ قُلْ
آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَآ أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ
أُنْزِلَ عَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ
وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ
وَمَآ أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّونَ
مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ کیا یہ کافر اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کے متلاشی ہیں (کیا یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے مطیع بننا چاہتے ہیں) حالانکہ تمام آسمان والے اور زمین والے تو خوشی سے یا ناخوشی سے سب اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (ان کو بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرنی چاہئے) ﴿۸۳﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اس کتاب پر ایمان لائے جو ہم پر نازل ہوئی ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور (ان کی) اولاد پر نازل ہوئیں اور ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو موسیٰ، عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطاء ہوئیں، ہم ان نبیوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے (سب پر ایمان لاتے ہیں) اور ہم سب اللہ کے مسلم ہیں (اور دین اسلام پر کاربند ہیں) ﴿۸۴﴾ برخلاف اس کے جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا (آخرت میں اسے اپنے اعمال کا کوئی صلہ نہیں ملے گا) ﴿۸۵﴾

معانی و مصادر (يَبْغُوْنَ) بَغٰى يَبْغِىْ بَغْيًا وَبُغْيَةً (ض) تلاش کرنا، چاہنا، نافرمانی کرنا، حق سے ہٹ جانا۔

(طَوْعًا) طَاعَ، يَطُوْعُ وَيَطَاعُ طَوْعٌ (ن ف) مطیع ہونا۔

(كَرْهًا) كَرِهَ، يَكْرَهُ، كُرْهٌ وَكَرْهٌ وَكَرَاهَةٌ وَكَرَاهِيَةٌ وَمَكْرَهَةٌ (س) ناپسند کرنا، کراہت کرنا۔

(يُقْبَلُ) قَبِلَ، يَقْبَلُ، قُبُوْلٌ (س) قبول کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو مسلسل دین حق کی دعوت دی لیکن اہل کتاب برابر اعراض کرتے رہے، ان آیات میں اللہ تعالےٰ ان کے اس رویہ پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کے متلاشی ہیں؟ اللہ تعالےٰ کے دین پر عمل کرنے سے تو اللہ تعالےٰ کی اطاعت ہوتی ہے تو کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منحرف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تو کسی کو منحرف نہیں ہونا چاہیئے، آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق خوشی سے یا ناخوشی سے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○

(الرعد - ۱۵)

آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور (نہ صرف وہ بلکہ) ان کے سائے بھی صبح و شام (اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں)۔

کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ تعالےٰ کے سامنے سجدہ ریز ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۱۶)

بلکہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے بعض احکام ایسے ہیں جن کو انسان، جن اور جانور پسند نہیں کرتے مثلاً بیماری، بھوک، موت وغیرہ لیکن وہ ان احکام کی تعمیل سے بھاگ نہیں سکتے۔ بھوک میں تکلیف ہوتی ہے، موت آکر رہتی ہے۔ سب مجبور ہیں۔ سب کو ان احکام کی تعمیل ناپسندیدگی کے باوجود کرنی پڑتی ہے۔

الغرض ہر چیز اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہے، کوئی اس کے احکام کونی سے سرتابی نہیں کرتا، یہی دین فطرت ہے۔ اسی دین فطرت کے مطابق دین اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ شرعی احکام میں بھی اپنے خالق کی اطاعت کرو، دین اسلام سے منہ موڑنا گویا اطاعت اور فطرت سے منہ موڑنا ہے۔ جب کائنات کی کوئی چیز فطرت سے منہ نہیں موڑتی تو پھر اہل کتاب اور دیگر تمام کافروں کو چاہیئے کہ اسلام یعنی دین فطرت کو قبول کریں اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا (وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ) (آخر ایک دن) ان کو اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ اس دن ان کو دین حق سے روگردانی کی سزا دیگا)۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ) (اے رسول، اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) آپ اعلان کر دیجئے کہ "ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیوں پر نازل کیں، ہم ان نبیوں میں سے کسی نبی کا انکار نہیں کرتے، سب پر بلا تفریق ایمان لاتے ہیں اور ہم اللہ

کے مسلم ہیں، (فطرت کے عین مطابق اُس کے اطاعت گذار اور فرمانبردار ہیں)" اور اے رسول، آپ یہ بھی اعلان فرما دیجئے کہ بس ہمارا ہی دین، دین اسلام ہے (وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ) اور جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کا متلاشی ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ (آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اسی دین اسلام کو اللہ تعالےٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المآئدۃ ۔ ۳)

اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

الغرض اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اسلام قبول کریں (وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ) اور (جو شخص ایسا نہیں کریگا تو) وہ آخرت میں نقصان اٹھائیگا۔

عمل

اے لوگو، کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے، آپ بھی خالق کائنات کے احکام کے آگے جھک جائیے، اسی کی اطاعت کیجئے۔

اے لوگو، تمام نبیوں پر بلا تفریق ایمان لائیے، تمام کتابوں پر ایمان لائیے اور صرف اللہ تعالےٰ کے مسلم بن جائیے۔ صرف اسی کی اطاعت کیجئے۔

اے لوگو، صرف اسلام پر عمل کیجئے، فرقہ وارانہ مذاہب کو چھوڑ دیجئے، یہ اسلام کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ اسلام ہوتے تو یکساں ہوتے اگر یکساں نہ ہوتے ہوئے بھی ان فرقہ وارانہ مذاہب کو اسلام مان لیا جائے تو متعدد اسلام بن جائیں گے حالانکہ اسلام دو چار نہیں، اسلام تو صرف ایک ہے۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ
اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾

ترجمہ اللہ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے جو ایمان لانے کے بعد کفر کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ شہادت دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق ہیں اور ان کے پاس کھلے دلائل بھی پہنچ چکے ہیں، اللہ ظالم لوگوں کو راہ ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۸۶﴾ ان لوگوں کی سزا تو یہ ہے کہ ان پر اللہ کی بھی لعنت ہے، فرشتوں اور تمام انسانوں کی بھی لعنت ہے ﴿۸۷﴾ اس لعنت میں وہ ہمیشہ گرفتار رہیں گے، ان سے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (مسلسل عذاب ہوتا رہے گا) ﴿۸۸﴾ مگر ہاں جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور (اپنی) اصلاح کر لی تو اللہ (انہیں معاف کر دیگا کیونکہ وہ) غفور رحیم ہے ﴿۸۹﴾

معانی ومصادر (جَزَآءٌ) جَزٰی، یَجْزِیْ جَزَاءٌ (ض) بدلہ دینا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ نَدِمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ اَنْ سَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ فَنَزَلَتْ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ قَوْمُهٗ فَاَسْلَمَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص ۱۴۲ وروی النسائی نحوہ فی کتاب المحاربۃ باب توبۃ المرتد جزء ۲ ص ۱۵۲)

انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا، پھر وہ نادم ہوا، اس نے اپنی قوم کے پاس کسی کو بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے، اسی موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

تفسیر جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں ان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں کس طرح سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا سکتا ہے (اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے جو ایمان لا کر استقامت اختیار کرتے ہیں) (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) ان لوگوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا جو

ظالم ہوتے ہیں (اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں) (اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ) ان کی تو سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالےٰ بھی لعنت کرتا ہے، فرشتے بھی لعنت کرتے ہیں اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں (خٰلِدِيْنَ فِيْهَا) وہ ہمیشہ اس لعنت میں گرفتار رہیں گے، انہیں کبھی اس لعنت سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ (لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ) ان پر نہ تو عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ عذاب سے مہلت ملے گی (مسلسل اور دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ○

(الاحزاب - ۶۴)

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ○

(النسآء - ۵۲)

اور جس پر اللہ لعنت کر دے تو پھر (اے رسول) آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

(العنکبوت - ۲۵)

(ابراہیم نے کہا) (تم حق کو تسلیم کر کے قوم کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے) لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے، تمہاری جائے پناہ دوزخ ہوگی اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا

(الاعراف - ۳۸)

(اس طرح) جب کبھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کی اور انسانوں کی لعنت کا ذکر ہے اور یہ آیات گویا آیت زیر تفسیر کی ترجمانی کرتی ہیں۔

الغرض ایمان لا کر مرتد ہونے والے ہمیشہ لعنت میں رہیں گے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رہیں گے۔ ایمان لا کر کفر کرنے والوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(النحل - ۱۰۶)

جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابل معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ کفر کرنے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور انکو بڑا سخت دست عذاب ہوگا۔

(اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا) البتہ اس لعنت اور دائمی عذاب سے وہ لوگ بچ جائیں گے جو کفر کرنے کے بعد پھر سچے دل سے توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیگا (فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اس لئے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد کفر نہ کیجئے۔ اگر کفر، شرک یا اور کوئی گناہ اتفاق سے ہوجائے تو فوراً توبہ کرلیجئے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھیئے اس لئے کہ وہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ
ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ
تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ
كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم
مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ
بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا
لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾

ترجمہ بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور پھر کفر میں زیادتی ہی کرتے چلے گئے ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی، یہ لوگ گمراہ ہیں (اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچ گئے ہیں) ﴿۹۰﴾ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اِس حالت میں مرگئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی

شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر سونا دے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (۹۱)

معانی ومصادر (اِزْدَادُوْا) اِزْدَادَ، یَزْدَادُ، اِزْدِیَادٌ (باب افتعال) زیادہ کرنا، زیادہ ہونا، زیادہ طلب کرنا۔

(مِلْءٌ) مَلَأَ، یَمْلَأُ مَلْأٌ وَمَلْأٌ وَمِلْأَةٌ (ف) بھرنا (مِلْءٌ = کسی چیز کی اتنی مقدار جتنی مقدار سے کوئی برتن لبالب بھر جائے)۔

(اِفْتَدٰی) اِفْتَدٰی، یَفْتَدِیْ، اِفْتِدَاءٌ (باب افتعال) چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز دینا۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے اور کفر کرنے کے بعد پھر توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اس کو معاف کردیتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ) جو لوگ ایمان لانے کے بعد کفر کریں اور کفر میں مسلسل زیادتی کرتے رہیں تو ایسے لوگ اگر توبہ بھی کریں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ○ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ○

(النسآء۔ ۱۷و۱۸)

اللہ کے ذمہ، توبہ قبول کرنا تو انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کرلیتے ہیں، اللہ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل برے کام کرتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) اب میں (ان برے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتا جو کفر کی حالت میں مر رہے ہوتے ہیں، ان (سب) لوگوں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ توبہ فوراً کرلینی چاہیئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ساری زندگی کفر یا اور کوئی گناہ کرتا رہے اور موت کے وقت توبہ کرلے تو ایسی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوگی (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ) یہ لوگ گمراہ ہیں (اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچ گئے ہیں)۔

(نوٹ :۔ توبہ کے مفصل مسائل ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ) جو لوگ زندگی بھر کفر کرتے رہے اور پھر اسی حالت میں مر گئے (فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ) تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے چھٹکارے کے لئے زمین بھر کر بھی سونا دے تو وہ سونا اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور نہ اُسے عذاب سے نجات ملے گی بلکہ (اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) اس قسم کے تمام لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا اور اس عذاب سے ان کو نجات دینے کے سلسلہ میں کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(المآئدۃ ۔ ۳۶ و ۳۷)

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس زمین کی تمام دولت اور اتنی ہی دولت اور ہو (اور وہ چاہیں) کہ اس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن عذاب سے چھٹکارا حاصل کرلیں تو وہ دولت ان سے قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے بلکہ ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْکُمْ فِدْیَۃٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَاْوٰکُمُ النَّارُ ھِیَ مَوْلٰکُمْ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○

(الحدید ۔ ۱۵)

تو آج (اے منافقو) نہ تم سے فدیہ لیا جائیگا اور نہ کافروں ہی سے کوئی فدیہ لیا جائیگا، تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لِاَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ کَانَتْ لَکَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اَکُنْتَ مُفْتَدِیًا بِھَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُّ مِنْکَ اَھْوَنَ مِنْ ھٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِیْ فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْکَ ۔

(صحیح مسلم کتاب صفۃ القیمۃ باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذھبا جزو ۲ صـ ۵۲۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے کم عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا: اگر تیرے پاس دنیا اور ما فیہا ہو تو کیا تو اسے فدیہ میں دے دیگا۔ وہ دوزخی کہے گا، ہاں۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا: میں نے تو تجھ سے جب تو جسم انسانی میں تھا اس سے زیادہ آسان بات کا مطالبہ کیا تھا (کہ توحید پر قائم رہنا اگر تو نے ایسا کیا تو) میں تجھ کو دوزخ میں داخل نہیں کرونگا۔ لیکن تو نہ مانا اور شرک کرتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُقَالُ لِلْکَافِرِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَرَاَیْتَ لَوْ کَانَ لَکَ

قیامت کے دن کافر سے کہا جائیگا کہ اگر تیرے پاس

مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَهٗ قَدْ سُئِلْتَ اَیْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب صفة القیٰمة باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذهبا جزء۲ ص۵۲۳)

زمین بھر کر سونا ہو تو کیا تو اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے چھٹکارا حاصل کریگا؟ کافر جواب دے گا: ہاں۔ پھر اس سے کہا جائیگا تجھ سے تو (دنیا میں) اس سے زیادہ آسان بات کا مطالبہ کیا گیا تھا (تو نے اسے پورا نہیں کیا)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد کفر نہ کیجئے، اگر کفر ہو گیا ہو تو اس پر اصرار نہ کیجئے بلکہ فوراً توبہ کر لیجئے۔

اے لوگو، توبہ کے لئے موت کا انتظار نہ کیجئے، موت کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

موت کے وقت کفر سے توبہ کرنے والا کفر پر مرتا ہے۔

اے لوگو، اس دن سے ڈریئے جس دن کسی قسم کا کوئی معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○

(البقرة - ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئیگا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائیگا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک (اللہ کے راستہ میں) وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے ﴿۹۲﴾

معانی و مصادر (تَنَالُوْا) نَالَ، یَنَالُ و یَنِیْلُ، نَیْلٌ و نَالٌ و نَالَةٌ (ف ض) پہنچنا۔
(تُحِبُّوْنَ) اَحَبَّ، یُحِبُّ، اِحْبَابٌ (ض) محبت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) (اے ایمان والو تم اپنی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دے کر نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی محبوب و پسندیدہ چیز نہ دو (ناپسندیدہ اور ناکارہ چیز دینا نیکی نہیں اور نہ اس کا کوئی ثواب ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ
لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝
(البقرۃ - ۲۶۷)

اے ایمان والو، جو مال تم کماتے ہو اور جو پیداوار ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں اس میں سے پاکیزہ اور عمدہ مال (اللہ کے راستہ میں) دیا کرو اور (دیکھو جب) تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کیا کرو تو اپنے مال میں سے ناپاک اور ناکارہ چیز (خرچ کرنے) کا قصد نہ کیا کرو اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) اگر وہ چیز تمہیں دی جائے تو تم کبھی اُسے نہ لو گے سوائے اس صورت کے کہ اس کو لیتے وقت اپنی آنکھیں بند کر لو اور (اے ایمان والو اس بات کو اچھی طرح سے) جان لو کہ اللہ غنی ہے (مالدار

اور لاپرواہ ہے اُسے تمہارے دینے کی کوئی حاجت نہیں) وہ تعریف والا ہے (اور اپنے لئے ایسی چیز کو پسند کرتا ہے جو قابل تعریف ہو)۔

آگے فرمایا (وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ) اور جو چیز بھی تم اللہ تعالےٰ کے راستہ میں دوگے تو اللہ تعالیٰ کو (اس بات کا) بخوبی علم ہوگا (کہ تم اس چیز کو کس نیت سے دے رہے ہو، اس نیت سے دے رہے ہو کہ وہ چیز تمہیں پسند نہیں یا اس نیت سے دے رہے ہو کہ وہ چیز تمہیں بہت پسند ہے اور تم اس پسندیدہ چیز کو دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو)۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَاَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الوکالة باب اذا قال الرجل لوکیله ضعه حیث اراك الله جزء ۳ صفحہ ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰة

ابو طلحہؓ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے اور ان کے مال میں ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بیرحاء باغ تھا۔ یہ باغ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تو ابو طلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول، اللہ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرو، میرا سب سے زیادہ محبوب مال بیرحاء (باغ) ہے، میں اُسے اللہ کے نام دے رہا ہوں اور میں اللہ کے ہاں اس کی نیکی اور ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول، جہاں آپ چاہیں اُسے خرچ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب! یہ مال تو آنی جانی چیز ہے، یہ مال تو آنی جانی چیز ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا، میں سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے اقرباء میں تقسیم کر دو ابو طلحہؓ نے کہا:

باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين
جزء اول صـ۳۰۱)

اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر ابو طلحہ نے اس کو
اپنے اقارب اور اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اچھی اور اپنی پسندیدہ چیز دیا کیجئے، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ناپسندیدہ اور ناکارہ چیز نہ دیا کیجئے، ایسی چیز کے دینے کا کوئی ثواب نہیں۔ اللہ تعالےٰ بہت بلند و بالا ہے لہذا اس کے بلند و بالا مرتبہ کا لحاظ کر کے اس کے نام پر وہی چیز دیا کیجئے جو بہت ارفع و اعلیٰ ہو۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ
إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ
مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ قُلْ
فَأْتُوا بِالتَّوْرَىٰةِ فَاتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ
صَٰدِقِينَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ
هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ
فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا وَ
مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٥﴾

ترجمہ بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جن کو یعقوب نے اپنے اوپر خود ہی حرام کرلیا تھا (اے رسول ان سے) کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت کو (بطور دلیل) پیش کرو (اور اس میں بتاؤ کہ یہ چیزیں ملّت ابراہیمی میں بھی حرام تھیں، ملّت ابراہیمی میں یہ چیزیں حرام نہیں تھیں، جو دعوٰی تم کر رہے ہو وہ اللہ پر افتراء ہے) (۹۳) اس (وضاحت) کے بعد بھی جو شخص اللہ پر افتراء کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہوتے ہیں (۹۴) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا (کہ یہ چیزیں ملّت ابراہیمی میں حرام نہیں تھیں) لہذا خالص اللہ کو ماننے والے ابراہیم کی ملّت کی پیروی کرو، وہ (موحّد تھے) مشرک نہیں تھے (۹۵)

معانی ومصادر (حِلًّا) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا۔
(صدق) صَدَقَ، یَصْدُقُ صِدْقٌ ومَصْدُوْقَةٌ وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا۔

تفسیر قرآن مجید کی سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو دین ابراہیمی کا پیرو بتاتے ہیں لیکن آپ کا عمل آپ کے دعوی کے خلاف ہے، اگر آپ واقعی دین ابراہیمی کے پیرو ہوتے تو ان چیزوں سے آپ ضرور پرہیز کرتے جو دین ابراہیمی میں حرام تھیں لیکن آپ تو ان چیزوں کو حلال وطیب سمجھتے ہیں پھر ہم کیسے مان لیں کہ آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں۔ دین ابراہیم پر تو ہم چلتے ہیں اس لئے کہ ہم ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو دین ابراہیمی میں حرام تھیں۔ اللہ تعالٰے نے اس لغو اعتراض کا جواب دیا کہ (كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ) توریت کے نازل ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے بھی تمام کھانے کی چیزیں حلال تھیں البتہ (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے خود ہی چند چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (اللہ تعالٰے نے وہ چیزیں نہ ان پر حرام کی تھیں اور نہ بنی اسرائیل پر) حضرت یعقوب علیہ السلام یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوئے تو پھر ان کی حرام کردہ چیزیں کس طرح ملّت ابراہیمی کا جزء بن سکتی ہیں۔ اسی طرح وہ چیزیں بھی کس طرح ملّت ابراہیمی کا جزء کہی جاسکتی ہیں جو بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ نے اپنے فتووں سے حرام کردیں یا جو بنی اسرائیل پر بطور سزا کے حرام کی گئیں)۔

بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ کے حرام کرنے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔
(التوبة ۔ ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے (یعنی حلال وحرام کے معاملہ میں ان کے فتوے مان لیتے ہیں)۔

بطور سزا کے جو چیزیں بنی اسرائیل پر حرام کی گئیں ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۴۶)

اور (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے تمام جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربیاں بھی حرام کر دی تھیں سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھوں یا اوجھڑیوں میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۰)

اور ہم نے اُن کے ظلم کے سبب سے ان پر پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکتے تھے۔

الغرض ابتداء میں بنی اسرائیل پر کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں لیکن بعد میں مندرجہ ذیل تین طریقوں سے چند حلال چیزیں ان پر حرام ہو گئیں۔

① حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود اپنے اوپر بعض چیزوں کو حرام کر لیا تھا، بنی اسرائیل نے بھی انہیں حرام سمجھ لیا،

(نوٹ:۔ غالباً ان کی شریعت میں اپنے نفس پر خود حرام کر لینا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم)

② بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ نے خود بعض چیزوں کو حرام کر دیا،

③ بنی اسرائیل کی نافرمانی اور سرکشی کی سزا میں بعض حلال چیزیں ان پر من جانب اللہ حرام کر دی گئیں۔

ظاہر ہے کہ تحریم کی یہ تینوں صورتیں ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہی ظہور پذیر ہوئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں نہ بنی اسرائیل تھے اور نہ یہ صورتیں واقع ہو سکتی تھیں لہٰذا بنی اسرائیل کا یہ کہنا کہ جو چیزیں ان کے مذہب میں حرام ہیں وہ دین ابراہیمی میں بھی حرام تھیں سراسر جھوٹ ہے۔ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں ہرگز حرام نہیں تھیں، پھر فرمایا (قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے رسول، ان سے) کہئے اگر تم اس دعوی میں سچے ہو تو توریت لاؤ اسے پڑھو (اور ثابت کرو کہ یہ چیزیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں حرام تھیں لیکن (اے رسول) یہ لوگ توریت سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ تو محض ان کی افتراء پردازی ہے) (فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) اور جو شخص اس (وضاحت) کے بعد بھی اللہ تعالےٰ

پر افتراء پردازی کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں اور اے رسول (قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا (اس کا بیان بالکل حق ہے۔ یہ چیزیں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں حرام نہیں تھیں اور انہی کی پیروی میں ہم بھی انہیں حرام نہیں سمجھتے، یہی ملّت ابراہیمی ہے) (فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا) (آؤ) تم بھی ملّت ابراہیمی کی پیروی کرو، جو خالص اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والے اور بڑے پکّے موحّد تھے (وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور وہ ہرگز مشرک نہیں تھے (جیسا کہ کفار مکہ کا عقیدہ ہے۔ کفار مکہ اور اہل کتاب دونوں کا دعویٰ غلط ہے کہ وہ دین ابراہیم پر ہیں دین ابراہیم پر تو اللہ تعالےٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین ہیں لہذا دین ابراہیم پر چلنے کا دعویٰ کرنے والوں کو چاہئے کہ اگر وہ صحیح معنوں میں ملّت ابراہیمی کے متبع بننا چاہتے ہیں تو مسلم بن جائیں اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ نجات کی یہی ایک صورت ہے اور بس)

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر افتراء پردازی نہ کیجئے۔ اپنی طرف سے حلال وحرام کا فیصلہ نہ کیجئے، حلال وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال کہیں، حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام کہیں۔

اے لوگو، محض دعوی سے کام نہیں چلے گا۔ اگر آپ واقعی دین اسلام یعنی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں تو بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے، خود ساختہ مذاہب کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے اور ان پر سختی سے عمل کیجئے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی میں دین اسلام مکمل ہوا تھا لہذا قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی میں دین اسلام ملے گا۔ ان کے باہر دین اسلام نہیں الحاد ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾
فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ
سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ

الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ
شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

ترجمہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکّہ میں ہے، وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے رہنما ہے ﴿۹۶﴾ اس گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، منجملہ ان کے مقام ابراہیم ہے۔ (اللہ کے) اس گھر میں جو داخل ہوگیا وہ امن وامان میں آگیا اور جو لوگ سفر کی استطاعت رکھتے ہوں اُن پر اس گھر کا حج کرنا (خالص) اللہ کے لئے فرض ہے اور جو شخص (حج کا) انکار کرے تو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اُسے کسی کے حج کرنے یا نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں) ﴿۹۷﴾ (اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ﴿۹۸﴾ (اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب جو شخص ایمان لے آیا ہے اسے اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو، کیوں (اللہ کے راستے یعنی دین اسلام میں) کجی کے متلاشی رہتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ وہ حق ہے، اس میں کوئی کجی نہیں، تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، نہیں) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے ﴿۹۹﴾

معانی ومصادر (اَمِنَ) اَمَنًا، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَانٌ واَمَنَةٌ (س) امن میں ہونا، اطمینان سے ہونا (اَمِنٌ = امن میں ہونے والا)

(حَجَّ) حَجًّا، یَحُجُّ، حَجٌّ (ن) حج کرنا، دلیل میں غالب آنا (حَجٌّ، حَجٌّ سے اسم ہے)

(غَنِیَ) غَنًی، یَغْنٰی، غِنًی وغَنَاءٌ وغُنْیَانٌ (س) مالدار ہونا۔

(تَبْغُوْنَ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبُغْیَةٌ (ض) طلب کرنا، نافرمانی کرنا، زنا کرنا۔

(عِوَجًا) عَاجَ، یَعُوْجُ، عَوْجٌ ومَعَاجٌ (ن) جھکنا (عِوَجٌ = کجی)
عُوِجَ، یَعْوَجُ، عَوَجٌ (س) ٹیڑھا ہونا۔
(غَافِل) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غُفُوْلٌ وغَفْلَةٌ وغَفَلٌ (ن) غافل ہونا۔

تفسیر آیات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرا اعتراض یہ کیا کہ اگر آپ واقعی دین ابراہیمی پر ہوتے تو بیت المقدس کو قبلہ بناتے کیونکہ یہ قبلہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد یعنی بنی اسرائیل میں متوارثاً چلا آرہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کے جواب میں پہلے تو بیت المقدس پر کعبہ کی فضیلت ثابت کی، پھر کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ثابت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ) روئے زمین پر) سب سے پہلا عبادت خانہ جو انسانوں کے لئے بنایا گیا وہ وہی جو شہر مکہ میں ہے (یعنی کعبہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ بیت المقدس سے پہلے بنایا گیا)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ

(سب سے پہلے) مسجد حرام (بنائی گئی)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ۔

میں نے کہا: پھر کونسی (مسجد) بنائی گئی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی

(پھر) مسجد اقصیٰ (بنائی گئی)۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَھُمَا

میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنا (وقفہ) تھا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَرْبَعُوْنَ سَنَةً

چالیس سال۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص ۱۷۷
وصحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص ۲۱۲)

الغرض قرآن مجید اور حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کعبہ، بیت المقدس سے پہلے بنایا گیا اور

یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کعبہ یعنی مسجد حرام روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد ہے۔ مسجد حرام کا سب سے پہلی مسجد ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ مسجد اس وقت بنائی گئی جب دنیا آباد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔
(ابراھیم - ۳۷)

(ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح دعاء کی) اے ہمارے رب، میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں لاکر آباد کیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کعبہ کی بنیادیں اس وقت بھی کسی نہ کسی حالت میں موجود تھیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بچہ کو اس کے قریب آباد کیا تھا۔ پھر جب وہ بچہ (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام) جوان ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ
(البقرۃ - ۱۲۷)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔

آگے فرمایا (مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ) یہ گھر یعنی کعبہ بڑا بابرکت ہے اور نہ صرف بابرکت ہے بلکہ ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یہاں سے برکت اور ہدایت کے چشمے پھوٹتے رہے اور اب برکت اور ہدایت کا آخری چشمہ بھی یہیں سے پھوٹا اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کی برکت ہی کا نتیجہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کعبہ کی تعمیر کرتے جا رہے تھے اور اس طرح دعاء مانگتے جا رہے تھے:۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○
(البقرۃ - ۱۲۸ و ۱۲۹)

اے ہمارے ربّ ہم دونوں کو ہمیشہ اپنا مسلم بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری مسلم ہو اور (اے ہمارے رب) ہمیں ہمارے (حج کے) طریقے بتا دے ہم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما، بے شک تو (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (اور) اے ہمارے رب ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائے، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے دلوں) کو پاک کرے، بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان کی اس دعاء کی قبولیت کا ظہور بنی اسمٰعیل ہی میں ہونا چاہئے تھا نہ کہ بنی اسرائیل میں۔ بنی اسمٰعیل کعبہ کے قرب و جوار میں آباد تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کعبہ تھا نہ کہ

بیت المقدس۔

آگے فرمایا (فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ) مسجد حرام میں بہت سی (ایسی) کھلی نشانیاں موجود ہیں (جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کعبہ ہی تھا، منجملہ ان نشانیوں کے) مقام ابراہیم بھی وہاں موجود ہے۔ مقام ابراہیم کا مسجد حرام میں موجود ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق کعبہ ہی سے رہا ہے نہ کہ بیت المقدس سے۔

آگے فرمایا (یہ خصوصیت اسی گھر کو حاصل ہے کہ) (وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا) جو شخص اس گھر میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے، (اُسے کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ نہ صرف اس گھر میں بلکہ پورے شہر مکہ اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں جو شخص داخل ہوتا ہے اُسے امن و اطمینان حاصل ہوتا ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ۔ (العنکبوت۔ ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

اور اس امن و سکون میں ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کو بھی بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○ (ابراھیم۔ ۳۵)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے (اس طرح) دعاء کی کہ اے میرے رب اس شہر کو (ہمیشہ کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بچا (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ بتوں کی پرستش کرنے لگ جائیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء کا اثر دیکھنا ہو تو وہ بھی مکہ معظمہ ہی میں نظر آئے گا لہٰذا ابراہیم علیہ السلام کا تعلق دراصل کعبہ سے ہے نہ کہ بیت المقدس سے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے اسی گھر یعنی کعبہ کا حج کرنا فرض کیا گیا ہے، بشرطیکہ انہیں کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو (یعنی جس کے پاس راستے کا خرچ اور سواری ہو)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۴۴۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تبارک و تعالےٰ کے ارشاد: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا کے متعلق پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول سبیل سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا زادِ راہ اور سواری۔

حج سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ (الحج ۔ ۲۷)

اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو (تمہارے اعلان کے بعد) لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور (ہر قسم کی) دبلی دبلی (تیز) سواریوں پر بھی آئیں گے جو ہر (طرف سے) دور دراز راستوں کو طے کرتی ہوئی آئیں گی۔

کیونکہ حج کے لئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے آواز دی تھی لہذا جس مقام پر حج ہوتا ہے اسی مقام کا تعلق ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو سکتا ہے نہ کہ کسی دوسرے مقام کا۔ حج کعبہ اور اس کے قرب و جوار میں ہوتا ہے لہذا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق کعبہ ہی سے ہے اور وہی ان کا قبلہ تھا (وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ) اس وضاحت کے بعد بھی جو شخص کفر پر اڑا رہے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے) تو اللہ تعالیٰ (کو اس کی کیا پرواہ ہے وہ تو) تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اگر تمام جہان والے بھی اس کا یا اس کے رسول کا انکار کر دیں تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مَّا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِیْ شَیْئًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۴۲۹)

اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات سب تم میں سے اس ایک آدمی کے قلب جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہے تو میری سلطنت میں اس سے کوئی اضافہ نہ ہوگا (اور) اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے، پچھلے، انسان اور جنات سب اس ایک آدمی جیسے ہو جائیں جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو اس سے میری سلطنت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

آگے فرمایا (قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو (کیوں نہیں ایمان لاتے؟ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے، تمہارے پاس دلائل آ چکے ہیں لیکن تم پھر بھی ہٹ دھرمی کر رہے ہو ایک دن آئیگا جس دن اللہ تعالیٰ تمہاری ان حرکات کی تم کو سزا دیگا، جو کچھ تم کر رہے ہو) اللہ تعالیٰ (اس سے غافل نہیں ہے، وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ) اور اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب، تم ایمان والوں کو اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو، (دل سے تو) تم (بھی) گواہ ہو (کہ یہ راستہ بالکل حق ہے لیکن تم ہٹ دھرمی سے اس کو تسلیم نہیں کرتے اور صرف تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ) تم اس میں کجی نکالنے کی جستجو کرتے رہتے ہو

(تاکہ تم اس کو لوگوں کی نگاہ میں باطل بنا کر دکھاؤ۔ ایک حق بات کو دیدہ دانستہ باطل بنا کر پیش کرنا کتنا بڑا جرم ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے ان کرتوتوں سے غافل ہے) (وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ) (نہیں) اللہ تمہارے کرتوتوں سے غافل نہیں ہے (وہ ایک دن ضرور تمہیں ان کرتوتوں کی سزا دیگا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اور (اے رسول) یہ خیال نہ کرنا کہ جو اعمال یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ ان سے غافل ہے (نہیں یہ بات نہیں ہے، بلکہ) اللہ تو ان کو اس دن تک کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔
إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○
(ابراھیم - ۴۲)

عمل

اے غیر مسلمو، اسی گھر کو قبلہ بنائیے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبلہ تھا یعنی ایمان لائیے اور ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ جان بوجھ کر حق کو نہ جھٹلائیے۔ حق کو جھٹلانے کے لئے اس میں کجی کی جستجو نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، مسجد حرام میں جو شخص داخل ہو جائے وہ امن میں ہے۔ اُسے نہ ستائیے۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو استطاعت ہے تو ضرور حج کیجئے۔ حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا اے لوگو، اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے لہٰذا حج کرو۔

ایک شخص نے کہا:۔

اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول، کیا ہر سال (حج کریں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور خاموش ہی رہے یہاں تک کہ اس نے سوال کو تین مرتبہ دوہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا:۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرّۃ فی العمر ۱/۴۲۷) اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج کرنا (ہر سال) فرض ہو جاتا؟

(حج کے مسائل اور حج کا طریقہ ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ حج کی تفسیر میں بیان کریں گے)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تُطِيعُوا۟
فَرِيقًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ
يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ كَٰفِرِينَ ﴿١٠٠﴾
وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ
عَلَيْكُمْ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُۥ
وَمَن يَعْتَصِم بِٱللَّهِ فَقَدْ هُدِىَ
إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾

ترجمہ (اور) اے ایمان والو، اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا (جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں) کہنا مان لوگے۔ تو یہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے ﴿۱۰۰﴾ اور (اے ایمان والو) تم کیسے کفر کرسکتے ہو جبکہ اللہ کی آیات تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جارہی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے (تمہیں چاہیئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت پائی ﴿۱۰۱﴾

معانی ومصادر (تُتْلٰی) تَلَا، یَتْلُوْ، تِلَاوَۃٌ (ن) پڑھنا۔

تفسیر اہل کتاب مسلمین پر طرح طرح کے اعتراض کرکے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے، کبھی حلال و حرام چیزوں کے متعلق اعتراض کرتے اور کبھی قبلہ کے متعلق اعتراض کرتے۔ اللہ تعالےٰ نے انکے ان گمراہ کن اعتراضات کے جواب میں فرمایا تھا (لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ) اے اہل کتاب، تم کیوں ایمان والوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہو۔ اب اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو خطاب کرکے فرمایا (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ) اے ایمان والو، اگر تم نے اہل کتاب کے کسی گروہ کا (جو تمہیں گمراہ کرنے پر تُلا ہوا ہے) کہنا مان لیا تو اس گروہ کے لوگ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنادیں گے، (تم ان کی باتوں میں نہ آنا، ان کے اعتراضات کو اہمیت دے کر دین حق سے نہ پھر جانا) (وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ) اور تم دین حق سے کیسے پھر سکتے ہو جبکہ (شب و روز) تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور ابھی تو تم میں اللہ تعالےٰ کے رسول موجود ہیں (کیا ان حالات میں کوئی شخص کفر اختیار کرسکتا ہے، ان حالات میں کفر اختیار کرنا بعید از عقل و دانش ہے، تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہو اس کے دین پر استقامت سے جمے رہو، اس پر توکل و بھروسہ کرو) (وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑلے (اس کی توحید اور اس کے دین پر مضبوطی سے قائم رہے) تو بس وہ سیدھے راستہ پر ہے، (اُسے لایعنی اعتراضات کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔ (اٰل عمرٰن ۔ ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑلو۔

اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ اس آیت کی تفسیر میں آگے ثابت کرینگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑنے سے اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنا مراد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(النسآء ۔ ۱۴۵ و ۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہونگے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی، (اپنی) اصلاح کرلی، اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے قرار دے لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

(الحج۔ ۷۸)

(اے ایمان والو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑے رہو، وہی تمہارا کارساز اور مددگار ہے تو (دیکھو) کتنا اچھا کارساز ہے اور کتنا اچھا مددگار۔

الغرض قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو یعنی اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے جو شخص اللہ تعالےٰ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہے اس پر اعتراض برائے اعتراض کا کوئی اثر نہیں ہوتا، وہ ثابت قدم رہتا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

عمل

اے لوگو حق کو تسلیم کیجئے۔ جان بوجھ کر اس کا انکار نہ کیجئے۔

اے لوگو، عوام الناس کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین پر اعتراضات نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے دین کو یعنی قرآن مجید و حدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔ لوگوں کے اعتراضات کی پرواہ نہ کیجئے۔ کیا آپ لوگوں کے اعتراضات کی وجہ سے قرآن مجید و حدیث نبوی کو چھوڑ دیں گے اور کسی فرقہ ورانہ مذہب کو اختیار کرلیں گے، ہرگز نہیں۔ قرآن مجید و حدیث نبوی پر ایمان رکھنے والوں سے ایسی بات کا ظہور بہت بعید ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ
تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا
تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو (۱۰۲) اور (اے ایمان والو) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو، اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (اور پھر اسی تفرقہ بازی میں مبتلا نہ ہو جاؤ) (۱۰۳)

معانی و مصادر (تَفَرَّقُوْا) تَفَرَّقَ، یَتَفَرَّقُ، تَفَرُّقٌ (باب تفعّل) متفرق ہونا، علیٰحدہ علیٰحدہ ہونا، فرقے فرقے ہو جانا۔

شَفَا = کنارہ، حد۔

(حُفَرَة) حَفَرَ، یَحْفِرُ، حَفْرٌ (ض) کھودنا (حُفْرَةٌ = گڑھا)

(اَنْقَذَ) اَنْقَذَ، یُنْقِذُ، اِنْقَاذٌ (باب افعال) نجات دینا، بچانا۔

تفسیر مسلمین کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔

جب آدمی کسی چیز سے ڈرتا ہے تو لازماً اس کے ضرر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً زہر سے ڈرنے والا کبھی زہر نہیں کھائیگا بلکہ اگر کوئی شخص زبردستی بھی اُسے زہر کھلائے تو وہ اپنی پوری قوت سے اپنا دفاع کریگا اور ہرگز زہر کھانے کے لئے تیار نہیں ہوگا، اسی طرح صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بہت بڑے ضرر اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہذا کوئی شخص جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریگا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کو بہکائے یا زبردستی کسی ایسے کام پر مجبور کرے جس کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو وہ حتی الامکان اس کام کو کرنے سے اسی طرح اپنا بچاؤ کریگا جس طرح زبردستی زہر کھلائے جانے پر اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

ڈر کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو شیطان بہکائے یا کوئی انسان بہکائے تو وہ اس کے بہکانے میں نہ آئے بلکہ بہکانے والے کو اپنا حقیقی دشمن سمجھے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ○

(فاطر - ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ انتقامی طور پر سب کچھ کر گذرتا ہے لیکن صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا کسی ایسی انتقامی کارروائی سے بھی بچتا ہے جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(المائدۃ ۲ - ۲۷ تا ۲۸)

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ (پڑھ کر) سنا دیجئے، جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی (جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس نے دوسرے سے) کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا، اس نے کہا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، اور اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

یہ کونسی چیز تھی جو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بیٹے کو انتقام لینے سے روک رہی تھی، یہ اس بیٹے کے الفاظ ہی میں سنئے۔ وہ کہتا ہے: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اس لئے کوئی انتقامی کارروائی بھی نہیں کروں گا۔ خوف نے اس کو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے باز رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ ..... وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ..... (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین ۲/۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء اول ص۳۱۲)

سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ ان کو اس دن جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا اپنے سایہ میں جگہ دے گا: عادل حکمران ..... اور ایک وہ شخص جس کو کوئی ذی مرتبہ حسین عورت بلاتی ہے تو وہ کہتا ہے "میں اللہ سے ڈرتا ہوں" (میں یہ کام نہیں کرسکتا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حقیقی معنوں میں کوئی شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو وہ ایسے نازک موقع پر بھی جس موقع پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے بچ جاتا ہے۔ وفور جذبات میں کھو جانے کے باوجود اللہ تعالےٰ کا ڈر غالب آتا ہے اور وہ انتہائی دلکش گناہ سے بچ جاتا ہے۔

حقیقی معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا صرف ایسی چیزوں اور کاموں سے ہی نہیں بچتا جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یقینی ہوتی ہے بلکہ وہ تو ایسی چیزوں اور کاموں سے بھی بچتا ہے جن میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی یقینی نہیں ہوتی بلکہ نافرمانی کا صرف شبہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكْ اَنْ يَّوَاقِعَهٗ

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین جزء ۳ صفحہ ۷)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، تو جس شخص نے اس کام کو چھوڑا جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو وہ اس کام کو جس میں گناہ ظاہر ہے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس شخص نے اس کام پر جرأت کی جس میں اُسے گناہ کا شبہ ہے تو عنقریب وہ اس کام میں جا پڑیگا جس کام میں گناہ ظاہر ہے۔ تمام گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں تو جو شخص اس چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ عنقریب اس چراگاہ میں جا پڑیگا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ ہیں اور مشکوک چیزیں اس ممنوعہ چراگاہ کا اردگرد کا علاقہ ہے تو جس طرح کوئی چرواہا اگر شاہی ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد مویشی کو چرائے تو عنقریب وہ ممنوعہ چراگاہ میں داخل ہو کر مویشی کو چرانے لگے گا اور سزایاب ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص مشکوک کام کرنے لگتا ہے تو وہ عنقریب یقینی گناہ کا مرتکب ہو جائیگا اور پھر قیامت کے دن عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ جو چرواہا بادشاہ کی مقرر کردہ سزا سے ڈرتا ہے وہ کبھی ممنوعہ علاقہ کے اردگرد مویشی کو نہیں چرائے گا بالکل اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرتا ہے وہ کبھی بھی مشکوک کام نہیں کریگا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ مشکوک کام کا کرنا اس سے یقینی گناہ کرا دیگا اور اس طرح وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیگا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عذاب الٰہی کا اصل سبب عموماً مشکوک کاموں کا کرنا ہوتا ہے، نہ مشکوک کام کرے اور نہ اس کے نتیجے میں یقینی گناہ کر کے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔

(اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔ اہل کتاب نے باوجود دلائل و براہین کے ظاہر ہو جانے کے اسلام قبول نہیں کیا، اور اس سے پہلے بھی وہ عجیب وغریب قسم کی مجرمانہ حرکتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو ان کی ان قبیح حرکات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اے ایمان والو، تم ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا، بلکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور اس حالت میں مرنا کہ تم مسلم ہو۔ اس آیت میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنے والا ہی مسلم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ "تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو" ایک خاص رمز ہے۔ کسی انسان کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کب آئے گی، موت کسی وقت بھی ناگہانی طور پہ آسکتی ہے، ایسی صورت میں اگر وہ پہلے سے مسلم نہیں ہوا اور اچانک اسے موت آگئی تو وہ کس طرح ایک مسلم کی موت مریگا۔ موت کے وقت مسلم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مسلم ہو تاکہ جس وقت بھی اچانک موت آئے تو وہ اس وقت مسلم ہو۔ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کا منشاء یہی ہے کہ انسان تمام زندگی ایسی حالت میں گذارے کہ وہ مسلم ہو، تمام عمر ایسی حالت میں گذارے کہ وہ نیک عمل کر رہا ہو تاکہ جس وقت بھی اُسے موت آئے نیک عمل ہی اس کے آخری عمل ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ (صحیح بخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم جزء ۸ ص۱۵۲) — اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا) سب مل کر اللہ تعالےٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ (وَفِیْ رِوَايَةٍ وَاَهْلُ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ) (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب جزء ۲ ص۳۶۲)

خبردار ہو جاؤ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا اور (دوسری بھاری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (یعنی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی سے مراد کتاب اللہ ہے یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی اس لئے کہ کتاب اللہ کا اطلاق حدیث پر بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن خالد فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا — ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا:

قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ قَالَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَاَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة جزء ۸ صـ۲۰۸ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی جزء ۲ صـ۵۳)

(اے اللہ کے رسول) میں آپ کو اللہ تعالےٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیں۔ پھر اسکا (فریق) مخالف کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ سمجھ دار تھا۔ اس نے کہا آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرمادیجئے اور مجھے (بیان کرنے کی) اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ اس نے کہا: میرا لڑکا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ میں نے اس کی طرف سے فدیہ میں سو بکریاں اور ایک غلام (اس کو) دیا۔ پھر میں نے (کچھ) اہل علم لوگوں سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہو گا اور اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور تمہارے درمیان اللہ جل ذکرہٗ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ سنو بکریاں اور غلام واپس کیا جائیگا۔ تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا اور اے انیس، تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اُسے سنگسار کردو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گئے۔ اس نے اعتراف کیا۔ انیس نے اسے سنگسار کر دیا۔

اس واقعہ میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قرآن مجید میں نہیں ہے تاہم آپ نے فیصلہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق کہا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے حدیث بھی مراد ہوتی ہے۔

الغرض کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں ہیں یعنی کتاب اللہ سے مراد اللہ تعالےٰ کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۔

(الشوریٰ ۔ ۱۳)

اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا، (وہی راستہ) جس راستہ کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے رسول) جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا تھا (اور ہم نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رسّی سے اللہ تعالےٰ کا دین مراد ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ضروری ہے۔ اس میں اختلاف و افتراق حرام ہے، دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا یہ امر ممنوع ہے۔ دین کو فرقہ وارانہ مذاہب میں تقسیم کر کے فرقے فرقے بن جانا یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۶۰)

(اور اے رسول) جو لوگ اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور فرقہ فرقہ بن جائیں آپ کو ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر (قیامت کے دن) وہی انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دین کو تقسیم کر کے فرقوں میں بٹ جائیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ ایک ہی چیز کو ایک فرقہ حلال کہے اور دوسرا حرام کہے۔ ایک کام ایک فرقہ کے ہاں سنت ہو اور دوسرے فرقے کے ہاں سنت نہ ہو، ہر فرقہ اپنے اپنے مسئلہ پر اڑ جائے اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے واضح دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنی غلطی سے رجوع نہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنا نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○

(الروم ۔ ۳۱ و ۳۲)

اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہو جانا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ وارانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

اہل کتاب نے کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے رجوع نہیں کیا اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کے فرمان کو محض اپنے مذہب کی خاطر تسلیم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

اور اہل کتاب متفرق نہیں ہوئے مگر کھلی دلیل کے آجانے کے بعد۔

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۴)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کو اپنے مذہب کی وجہ سے تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمین کو اس فعل قبیح سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۰۵ و ۱۰۶)

اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے (اُنسے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا؟ (پھر ان سے کہا جائیگا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو۔

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن لوگوں نے فرقے بنائے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے گویا وہ ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے۔ ایمان تو اس بات پر لائے کہ اسلام حق ہے، قرآن مجید اور حدیث نبوی حق ہے لیکن جب قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اسلام کی کوئی چیز انہیں بتائی گئی تو اپنے فرقہ وارانہ مذہب کی خاطر اسے تسلیم نہیں کیا گویا انہوں نے قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود قرآن مجید اور حدیث کا انکار کیا یعنی اسلام پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود انہوں نے اسلام کا انکار کیا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کا انکار اسلام کا انکار ہے اور اسی کا نام کفر ہے۔

الغرض سورۂ روم اور سورۂ آل عمران کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ فرقہ بندی کا نتیجہ شرک بھی ہے اور کفر بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں اختلاف کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا

تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے اور اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کفر کی سزا دینے والا ہے)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کی خاطر محض ہٹ دھرمی سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے نصوص صریحہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام کی خاطر اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو چھوڑ دیتے، اختلاف کو ختم کر دیتے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ ہدایت تو اسلام میں ہے نہ کہ اس کے باہر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ وَالْأُمِّيِّـۧنَ ءَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَٰغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ ○
(آل عمرٰن ۔ ۲۰)

پھر (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑیں (اور بحث مباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے تو اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو بس دین اسلام ہی کو حق سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہیئے: "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو" اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَأَنْ تُنَاصِحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ أَمْرَكُمْ وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ

اللہ تمہارے لئے تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند کرتا ہے۔ جن چیزوں کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں کہ (۱) تم صرف اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو (۲) تم سب مل کر اللہ کی رسّی

السُّوَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی عن کثرۃ المسائل عن غیر حاجۃ جزء اول ص۶۱)

کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور (۳) جس کو اللہ تمہارے امر کا والی بنا دے (یعنی جس کو اللہ تمہارا امیر بنا دے) (اس کی خیر خواہی کرو اور جن چیزوں کو اللہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے وہ یہ ہیں (۱) قیل وقال (۲) سوال کی کثرت اور (۳) مال کا ضائع کرنا۔

اللہ تعالےٰ سب کو ایک امت ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ امت اختلاف کر کے فرقوں میں بٹ جائے۔ اللہ تعالےٰ کو اختلاف سخت ناپسند ہے، وہ نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا اختلاف باقی رہے۔ اختلاف کے سدّباب کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی شریعت نازل فرمائی اور جب اختلاف پیدا ہوا تو اس کو ختم کرنے کے لئے از سر نو نبی بھیج کر پھر سب کو ایک مرکز پر لانے کا انتظام کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔

(یونس ۔ ۱۹)

اور (اے رسول پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا (تو مختلف فرقے وجود میں آئے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ. وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(البقرۃ ۔ ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک جماعت تھے (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آ کر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی، پھر جو لوگ (ان دلائل پر) ایمان لے آئے اللہ نے ان کو اپنے حکم سے اس امر حق میں جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے راہ حق دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (یعنی جو خلوص کے ساتھ

راہ حق کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو راہ حق دکھا دیتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اختلاف کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا (صحیح بخاری کتاب فی الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص جزء ۳ ص ۱۵۸ وکتاب بدء الخلق جزء ۴ ص ۲۱۳ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب العلم فی باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ ص ۴۶۲)

اختلاف نہ کرو تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا لہٰذا وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنا کر یمن کی طرف روانہ فرمایا تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر جزء ۴ ص ۷۹ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی الامر بالتیسیر جزء ۲ ص ۷)

آسانی پیدا کرنا، سختی میں مبتلا نہ کرنا، خوشخبری سنانا، نفرت نہ پیدا کرنا، اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب کراہیۃ الاختلاف جزء ۹ ص ۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب العلم باب النہی من اتباع متشابہ القرآن جزء ۲ ص ۴۶۱)

قرآن کو پڑھتے رہو جب تک تمہارے دل اس پر متفق رہیں اور جب اس میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو پھر اٹھ جایا کرو۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہے کہ اختلاف برداشت نہیں حتیٰ کہ قرآن مجید کے درس و تدریس کو ملتوی کیا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اختلاف شدت اختیار کر کے ذہنوں میں پیوست ہو جائے، پھر ضد و ہٹ دھرمی سے جڑ پکڑ جائے اور اس کا دور کرنا مشکل ہو جائے، اگر ایسے وقت اختلاف کو وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوں تو اختلاف کی نوعیت سرسری ہو گی، ایسا اختلاف مزید غور و فکر سے خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

الغرض اختلاف و افتراق کی سخت ممانعت ہے۔ اتحاد موجب رحمت ہے، اختلاف کبھی موجب

رحمت نہیں ہوسکتا بلکہ اختلاف تو باعث عذاب وہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○

(هود - ۱۱۸ و ۱۱۹)

لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے، مگر جس پہ آپ کے ربّ کا رحم ہوجائے (بس وہی اختلاف سے بچ جائیگا) اور اُس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر اپنا رحم وکرم کرے لیکن لوگ اختلاف کرکے اپنے آپ کو رحم وکرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں) تو اے رسول، اس طرح آپ کے رب کی وہ بات پوری ہوکر رہے گی (جو وہ پہلے کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ○

(الانعام - ٦٥)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) آپ دیکھئے ہم (کس کس طرح الفاظ) بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جماعت دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ○

(المؤمنون - ۵۲)

اور (اے لوگو) یہ تمہاری جماعت بلاشبہ ایک ہی جماعت ہے (تم فرقے فرقے نہ بن جانا) میں تمہارا (واحد) ربّ ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِن بَعْدِهِم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ ۔

(البقرة - ۲۵۳)

اور اگر اللہ چاہتا تو نبیوں کے بعد آنے والے لوگ کھلی نشانیوں کے آنے کے بعد (ان نشانیوں کو تسلیم کرلیتے اور) آپس میں نہ لڑتے (لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ اختلاف پر جمے رہے پھر ان میں سے بعض لوگ ایمان لے آئے (اور حق کو

تسلیم کرلیا) اور بعض (نے پھر بھی) انکار کیا، (یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہوتا رہا)۔

جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے ان کا ایمان لانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور یہی اس کی مشیت ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی رسی، اللہ تعالےٰ کے دین یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کو مل کر مضبوطی سے پکڑ لینے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اسی میں عافیت ہے، اسی میں فرقہ بندی کا سدّباب ہے، یہی وہ مشترک چیز ہے جس پر عقیدتاً تمام فرقے متفق ہیں، یہی وہ قدر مشترک ہے جس پر عمل کر کے وہ پھر ایک ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی یہی دعوت ہے کہ اسی مشترک چیز کی طرف لوٹو، اللہ پرستی اختیار کرو، شخصیت پرستی چھوڑ دو، اختلاف اور فرقہ بندی کی ابتداء شخصیت پرستی ہی سے ہوتی ہے۔ کسی شخص سے عقیدت مندی جب غلو کی اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے قول و فعل کو حق ہی نہیں بلکہ معیار حق تسلیم کر لیا جائے تو یہ عقیدتمندی شخصیت پرستی کے مترادف ہے۔ یہ اس کی عبادت ہے اور یہ کھلا شرک ہے۔

الغرض اقوال الرجال اور بزرگان دین کے فتوے فرقہ بندی کو روک نہیں سکتے بلکہ ان کو پکڑے رہنا فرقہ بندی کو قائم رکھنا ہے۔ بزرگان دین معیار حق نہیں بن سکتے، معیار تو بس اللہ تعالیٰ کی رسّی، اللہ تعالیٰ کی وحی یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی ہے۔ اگر بزرگان دین کو معیار حق تسلیم کر لیا جائے تو بے شمار معیار وجود میں آجائیں گے۔ اسی طرح اگر اپنے آباء و اجداد کو معیار حق بنا لیا جائے تو بھی لاتعداد معیار بن جائیں گے۔ معیار کا لاتعداد ہونا ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ معیار حق نہیں۔ معیار حق ایک ہوتا ہے، کئی نہیں ہوتے۔ جن لوگوں نے بہت سے معیار تسلیم کر لئے ان میں فرقے بنتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام ایک تھا لیکن فرقہ بندی کی وجہ سے کئی اسلام بن گئے۔ کیا ان سب کو باوجود کثیر اختلاف کے اسلام کہا جا سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ صحیح اسلام کی طرف آنے کی ایک ہی صورت ہے کہ سب مل کر قدرِ مشترک کی طرف لوٹیں، صرف اسلام کو اپنا دین مانیں اور اپنے کو صرف مسلم کہیں۔ قدرِ مشترک کی طرف دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۶۴)

(اے رسول، اللہ کے راستہ کی طرف انہیں دعوت دیجئے، ان سے) کہئے: اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر (اے ایمان والو) اگر یہ اس بات کی

سے منہ موڑیں تو ان سے کہدو (کہ اے اہل کتاب)
تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قدر مشترک کی طرف لوٹنے والے اور بزرگان دین کو اپنا رب نہ بنانے والے ہی مسلم ہیں۔ جس قدر مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں دعوت دی تھی اسی قدر مشترک کی طرف اللہ تعالےٰ کی آج بھی دعوت ہے قرآن مجید کی آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بس سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور فرقے نہ بناؤ۔

فرقوں کے وجود کا باعث فرقہ وارانہ مذہب بھی ہوتے ہیں اور فرقہ وارانہ امتیازی نام بھی ہوتے ہیں۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لینے کا حکم دے کر اللہ تعالےٰ نے فرقہ وارانہ مذاہب کو اصولاً جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور "وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ اور فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" کا حکم دے کر فرقہ وارانہ ناموں پر ضرب کاری لگادی گویا اللہ تعالےٰ نے حکم دے دیا کہ ایمان والوں کا نام بھی ایک ہونا چاہیئے اور دستور العمل بھی ایک ہونا چاہیئے سب اپنے کو مسلم کہیں اور سب قرآن مجید اور حدیث شریف کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

تمام فرقے مانتے ہیں کہ واجب التعمیل قانون شرعی وہی ہے جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں ہے لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود عملاً وہ اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دل میں کوئی چور ہے جو عملاً اس اصول کو تسلیم کرنے سے باز رکھے ہوئے ہے۔ وہ چور کیا ہے؟ وہی عقیدت مندی، اپنے فرقہ وارانہ مذاہب سے بے پناہ محبت، اور ہٹ دھرمی، قرآن مجید اور حدیث نبوی کو تسلیم کرنے سے دل میں ایک قسم کا انقباض۔ پہلے اس چور کو نکال کر پھینکنا ضروری ہے، جب تک یہ چور دل میں رہے گا دل کبھی اپنے مذہب سے بالاتر ہو کر سوچنے کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

کسی بزرگ سے عقیدتمندی درحقیقت ایک ایسا پوشیدہ شرک ہے جس کے وجود کا شعور نہیں ہوتا اور اس طرح انسان غیر شعوری طور پر اس بزرگ کی پرستش کرتا رہتا ہے۔ اسی پوشیدہ شرک کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ - ۳۱)

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (اور جو الٰہ نہیں وہ رب یا معبود کیسے ہو سکتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں)

اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رسّی جیسا کہ پہلے لکھا گیا اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے۔ ہمیں صرف ایک چیز پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اگر تمام فرقوں کا آیت زیر تفسیر اور اس آیت پر عمل ہو جائے تو پھر سب ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت گویا آیت زیر تفسیر کی تشریح ہے۔

فرقہ بندی کے سلسلہ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) فرقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے،

(۲) فرقہ بندی سے شرک اور کفر کی راہیں کھلتی ہیں،

(۳) اختلاف و افتراق موجب ہلاکت اور عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے۔

ان نتائج کا کھلا تقاضا یہ ہے کہ امّت کو فرقہ بندی سے بچنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۱۸ ص ۱۲۱ وروی الحاکم نحوہ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص ۲۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک خط کھینچا پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا، یہ (ایسے) متفرق راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام - ۱۵۳) : بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، بس اس کی پیروی کرو اور ان راستوں پر نہ چلنا ورنہ تم اللہ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط کھینچے تھے ان کا نقشہ یہ ہے۔

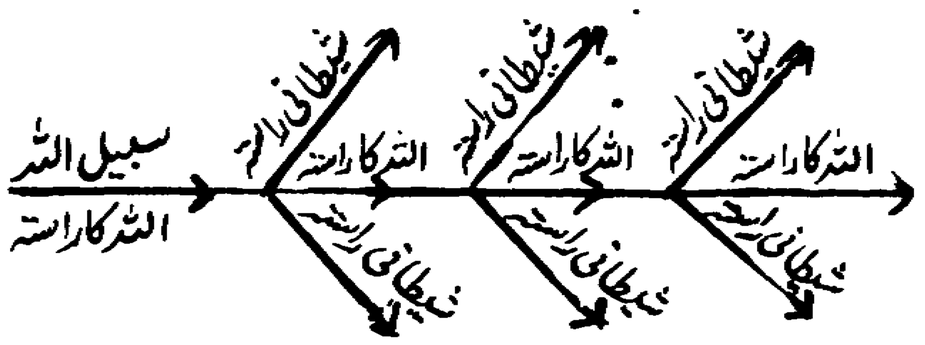

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا. قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں نہ مبتلا ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم جاہلیت میں مبتلا تھے، برائیوں میں (گھرے ہوئے) تھے، اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرف فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" میں نے پوچھا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں لیکن اس میں کدورت ہوگی"، میں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے طریقہ کے بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہ نمائی کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے"، میں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں، لوگ (اس طرح گمراہی پھیلائیں گے) گویا (کہ وہ) دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا رہے ہیں، جو اُن کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اُسے جہنم میں ڈال دیں گے"۔ میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ کچھ ان کی صفت ہم سے بیان فرما دیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ہماری ہی قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے"۔ میں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے آپ کس بات کا

حکم دیتے ہیں ؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہیں جماعت المسلمین اور اُن کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔" "میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ اُن کا امام (تو میں کیا کروں)؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتیٰ کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور فرقے علیٰحدہ علیٰحدہ چیزیں ہیں۔ فرقوں کو جماعت المسلمین نہیں کہا جا سکتا۔ فرقوں میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہئے خواہ جماعت المسلمین ہو یا نہ ہو، فرقوں سے علیٰحدہ ہونے کی وجہ سے اگر اتنی مصیبت آجائے کہ کھانے کے لئے کچھ نہ ملے اور درخت کی جڑیں چبانی پڑیں تو درخت کی جڑیں چبا چبا کر اپنی زندگی پوری کر دینی چاہیئے لیکن فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

فرقہ بندی کی ممانعت کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا) وہ وقت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اب تم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے (وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا) اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو دوزخ سے بچا لیا (تو کیا اب تم فرقہ بندی پیدا کر کے پھر ایک دوسرے کے دشمن بننا چاہتے ہو اور کیا تم فرقہ وارانہ مذاہب اختیار کر کے اور دین اسلام کو چھوڑ کر دوزخ میں جانا چاہتے ہو۔ اے ایمان والو، تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ دین اسلام ایک بہت بڑی نعمت ربّانی ہے، اس دینِ اسلام کی برکت سے تم میں محبت پیدا ہو گئی، تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے لہٰذا اسے ہرگز نہ چھوڑو اور فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کرو) (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) اللہ تعالےٰ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت پر گامزن رہو، (اگر تم نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا اور فرقہ وارانہ مذاہب بنا لئے تو ہدایت مل جانے کے بعد پھر ہدایت سے محروم ہو جاؤ گے)۔

آیت کے آخری حصے سے پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ فرقہ بندی کے باعث اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور دوزخ میں جانا یقینی ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ فرقہ بندی سے تائب ہو کر پھر اللہ کی رسّی یعنی اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

عمل

اے لوگو، صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈریئے، زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیئے تاکہ جس وقت بھی موت آئے آپ مسلم ہوں۔

اے لوگو، اسلام یعنی قرآن مجید وحدیث نبوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے، فرقے نہ بنائیے، فرقوں میں شامل نہ ہوئیے، فرقوں سے دور رہیئے، فرقہ وارانہ مذاہب اختیار نہ کیجئے ورنہ یہ آپ کو اسلام سے دور کر کے دوزخ میں پہنچادیں گے۔

اے لوگو، آپس میں محبت والفت، اتحاد واتفاق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، فرقے بنا کر اس نعمت سے اپنے آپ کو محروم نہ کیجئے۔

اے لوگو، اگر آپ ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی بس ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی وحی سے چمٹے رہیئے اس سے آگے بڑھ کر کسی اور چیز کو اختیار نہ کیجئے ورنہ آپ ہدایت سے محروم ہوجائیں گے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى
الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ تم میں ایک جماعت (ایسے لوگوں کی) ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دیں، اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کام سے روکیں، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾

معانی ومصادر (يَدْعُوْنَ) دَعَا، يَدْعُوْ، دُعَاءٌ ودَعْوٰى (ن) پکارنا، بلانا۔
(يَنْهَوْنَ) نَهٰى، يَنْهٰى، نَهْيٌ (ف) منع کرنا، روکنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو حکم دیا کہ ان میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے، اسلام کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔

مسلمین کا فرض ہے کہ وہ ایسی جماعت تشکیل دیں جو ان فرائض کو کما حقہٗ پورا کر سکے۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو خلافت علی منہاج النبوت کا قیام۔ خلافت علی منہاج النبوت کے قائم ہونے کے بعد صاحب اقتدار لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کریں، لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○

(الحج ۔ ۴۱)

یہ (مسلمین) وہ لوگ ہیں کہ اگر اللہ زمین میں ان کو استحکام وغلبہ عطاء فرمائے تو یہ نماز کو قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیک بات کا حکم دیں اور بُری بات سے روکیں اور (اپنے تمام کاموں کے نتیجہ کو اللہ پہ چھوڑ دیں اس لئے کہ) تمام کاموں کا انجام

(تو بس) اللہ کے اختیار میں ہے۔

حکومت کی طرف سے ایک ایسے محکمہ کا قیام بھی اسی ذیل میں آتا ہے جس محکمہ کے تحت مبلّغین، معلّمین، واعظین اور محتسبین کی ایک باقاعدہ جماعت تبلیغ اسلام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر حکومت نہ ہو تو مسلمین کو یہ کام خود سنبھالنا چاہئے، انہیں خود اپنے میں سے ایسے چند آدمی مقرر کرنے چاہئیں جو اجتماعی طور پر اس فریضہ کو انجام دیں۔ اس سلسلہ میں علماء کی ایک جماعت کا معاشرہ میں ہر وقت موجود رہنا بھی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○

(التوبة - ۱۲۲)

ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر جماعت میں سے چند لوگ دین (کا علم حاصل کرنے اور اس) میں سمجھ پیدا کرنے کے لئے نکلیں، پھر جب وہ (علم دین میں سمجھ پیدا کر لیں تو اپنی) جماعت کے لوگوں کی طرف لوٹیں اور انہیں (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچیں۔

تعلیم و تعلّم کے انتظام سے حکومت کو یا عامۃ المسلمین کو کسی وقت بھی غافل نہیں رہنا چاہئے کیونکہ تعلیم و تعلّم کا انتظام آیت زیر تفسیر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) (جو لوگ اپنے معاشرہ میں ایسی جماعت کا قیام عمل میں لائیں جو خیر کی دعوت دے اور امر معروف و نہی عن المنکر کے فرائض انجام دے تو ایسے ہی لوگ درحقیقت فلاح و بہبود سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں)۔ کامیابی اور منزل مقصود سے ہمکنار ہونے والے یہی لوگ ہیں۔

نوٹ:۔ تبلیغ اور امر معروف اور نہی عن المنکر انفرادی طور پر بھی ضروری ہے اور اجتماعی طور پر بھی ضروری ہے۔ اس مضمون کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۃ التوبہ کی آیت ۷۱ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

عمل

اے ایمان والو، ایسی جماعت کا قیام عمل میں لائیے جو آپ کے معاشرہ میں تبلیغ اسلام کرے، لوگوں کو نیک بات کا حکم دے اور بُری باتوں سے روکے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَ
اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ
وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ
وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ
ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ

اللّٰهِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ
اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۸﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۵﴾ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے، جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائیگا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ (پھر ان سے کہا جائے گا) جو کفر تم کرتے رہے تھے اب اس کے عذاب کا مزا چکھو ﴿۱۰۶﴾ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (اور) اس رحمت میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۰۷﴾ (اے رسول) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو حق کے ساتھ ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں (تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں) اللہ اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ بغیر ہدایت کا راستہ بتائے ان کو گمراہی کی سزا دے) ﴿۱۰۸﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (لہذا اسی کو مالک سمجھو، اور اسی کو کارساز سمجھو، یہی کامیابی کا راستہ ہے) ﴿۱۰۹﴾

معانی ومصادر (تَبْيَضُّ) اِبْيَضَّ، يَبْيَضُّ، اِبْيِضَاضٌ (باب افعلال) سفید ہونا (مادہ۔ ب ی ض ہے)

(اِسْوَدَّتْ) (تَسْوَدُّ) اِسْوَدَّ، یَسْوَدُّ، اِسْوِدَادٌ (باب افعلال) سیاہ ہونا۔

تفسیر سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو فرقہ بندی سے بچنے کا حکم دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر اُسی چیز کو دوہرایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے فرقے بنا لئے تھے اور کھلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے تھے۔

اس آیت میں جن لوگوں کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ، ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (رواہ ابوداؤد عن معاویۃ فی کتاب السنۃ فی باب شرح السنۃ جزء ۲ ص ۲۸۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص ۶۱)

خبردار ہو جاؤ، اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ جماعت ہو گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس امت کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ فرقوں میں تقسیم نہ ہوں بلکہ اتفاق و اتحاد کے ساتھ اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امت بھی کئی حصوں میں تقسیم ہو جائے گی، گذشتہ امت بہتر حصوں میں تقسیم ہوئی تھی اور یہ امت تہتر حصوں میں تقسیم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ ہوا، یہ امت کئی حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ہر حصہ اپنے اپنے مذہب پر مگن ہے، ان حصوں میں بہتر حصے دوزخی ہیں اور صرف ایک جنتی ہے اور وہ اس حدیث کے مطابق جماعت ہے۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مذکور نہیں ہے لیکن دوسری حدیثوں میں مضاف الیہ مذکور ہے اور وہ مسلمین ہے وہ جماعت جو جنت میں جائے گی مسلمین کی جماعت ہو گی، باقی دوسرے حصے اس نام سے موسوم نہیں ہوں گے اور نہ وہ اس کے اہل ہوں گے کہ اس نام سے موسوم ہوں۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ؟ قَالَ

(شر اور فرقہ بندی کے زمانہ کی خبر دیتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی (کہ اس زمانہ میں) تمہیں جماعت المسلمین اور ان کے

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن جزء ۲ ص۱۳۴)

امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہو اور نہ (ان کا) امام ہو (تو میں کیا کروں)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جانا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ جب تمہیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے (کہ تم سب سے علیٰحدہ ہو)۔

اس حدیث میں جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام فرقے کسی اور نام سے موسوم ہوں گے، وہ جماعت المسلمین نہیں ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جماعت المسلمین سے چمٹنے کا حکم دیا ہے اور ان فرقوں سے علیٰحدہ رہنے کا حکم دیا ہے حتی کہ آپ نے فرمایا اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو تب بھی ان فرقوں سے دور رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلی جزء ۲ ص۲۸)

حائضہ عورتیں بھی جماعت المسلمین کے ساتھ (عیدگاہ میں) حاضر رہیں، ان کی دعاؤں میں شریک ہوں لیکن نماز پڑھنے کی جگہ سے علیٰحدہ رہیں۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ مسلمین موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذَوِي الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم عن جبیرؓ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص۸۷)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کو خالص کرنا، امیروں کی اطاعت کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

اس حدیث میں بھی جماعت کا مضاف الیہ موجود ہے۔ الغرض آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو فرقے بنانے چاہئیں اور نہ فرقوں میں شامل ہونا چاہئے بلکہ فرقہ بندی کے زمانہ میں جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور فرقوں سے دور رہنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ

جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اُسے چاہیئے کہ اس پر صبر کرے

شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا جزء ۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ص۱۳۴ واللفظ للبخاری)۔

اس لئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْاِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص۱۱۹)

جس نے جماعت چھوڑ دی اور امارت کی تذلیل کی وہ اللہ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کے ہاں اس کے لئے (اپنے کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے) کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

باوجود اللہ تعالےٰ کی ممانعت کے اس امت میں بھی فرقے بنے۔ فرقے اختلاف کی بنیاد پر بنتے ہیں اور اختلاف رائے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ دینی معاملات و مسائل میں رائے دینے سے بچنا چاہیئے۔ نہ رائے ہوگی، نہ اختلاف ہوگا۔ نہ اختلاف ہوگا، نہ فرقے بنیں گے۔

کسی مسئلہ میں کسی کو رائے دینے کا اختیار ہی کب ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا دین ہے لہٰذا اس دین میں صرف اللہ تعالےٰ کی یا اس کے رسول کی بات ہی مانی جائے گی، تیسرے کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی۔ ہونا یہ چاہیئے کہ کسی مسئلہ میں کوئی رائے نہ دی جائے۔ جب تک کوئی دلیل نہ ملے زبان بند رکھی جائے اور جب دلیل مل جائے تو ہر شخص اس کے مطابق زبان کھولے۔ فرقہ بندی روکنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ گذشتہ امتوں میں بھی اور اس امت میں بھی نہ صرف یہ کہ کھلی دلیل نہ ملنے کی صورت میں اختلاف باقی رہا بلکہ کھلی دلیل مل جانے پر بھی اختلاف باقی رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ (لم یکن الذین کفروا۔ ۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا

ہم نے ان کو امر (دین) کے سلسلہ میں دلیلیں

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

(الجاثیۃ - ۱۷)

عطاء کی تھیں لیکن وہ آپس کی ضد میں علم آجانے کے بعد بھی اختلاف پر اڑے رہے (تو اے رسول) جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيٰتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

(آل عمران - ۱۹)

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلہ میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے، اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کو کفر کی سزا دینے والا ہے)۔

مندرجہ بالا آیات اور آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل کتاب کھلے دلائل کے باوجود اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کو نہیں چھوڑا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) یہ عذاب عظیم انہیں اس دن دیا جائیگا جس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہوں گے اور یہ دن قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ○ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ○ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ○

(عبس - ۳۸ تا ۴۲)

بہت سے چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے، خنداں اور شاداں ہوں گے، اور بہت سے چہروں پر اس دن گرد و غبار پڑا ہوگا، (مزید برآں) ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی، یہ کافر اور گنہ گار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ○ تَظُنُّ أَن

اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے، وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے

يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○ (القیٰمة - ۲۲ تا ۲۵)

چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے وہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آنے والی ہے جو اُن کی کمر توڑ دے گی۔

آگے فرمایا (فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ) پھر جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ایمان لانے کے بعد (کھلے دلائل کا) انکار کیا تھا (ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم کھلے دلائل کا انکار نہ کرتے، اُنہیں بسر و چشم قبول کرتے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا) (فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ) تو (اب) جو کفر تم نے کیا تھا اس کے بدلے عذاب کا مزا چکھو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کسی کھلی دلیل کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور یہ کفر فرقہ بندی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور فرقہ بندی تقلید سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا تقلید ہی درحقیقت اس کفر کی اصل ہے۔

آگے فرمایا (وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ) جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے (یعنی جنت میں ہوں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِحْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الضُّعَفَآءُ وَالْمَسَاكِيْنُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهٖ اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَرُبَمَا قَالَ اُصِيْبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَقَالَ لِهٰذِهٖ اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا (صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ ص ۵۳۶)

دوزخ اور جنت میں بحث ہوئی۔ دوزخ نے کہا مجھ میں جبّار اور متکبر داخل ہونگے۔ جنت نے کہا مجھ میں ضعیف اور مسکین داخل ہوں گے۔ اللہ عزّوجلّ نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ میں جس کو چاہونگا عذاب دونگا اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے: تیرے ذریعہ میں جس پر چاہونگا رحم کرونگا اور تم میں سے ہر ایک کو بھر دیا جائیگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت سے مراد جنت ہے۔

آگے فرمایا (هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ) وہ اس رحمت (یعنی جنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْئَ بِالْمَوْتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ) حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو (اس حالت میں) لایا جائیگا گویا وہ ایک چتکبرا مینڈھا ہے یہاں تک کہ اُسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ دیا جائے گا، پھر اُسے ذبح کر دیا جائیگا، پھر ایک منادی

لَا مَوْتَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ کُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ) فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ ۱۴۲ وتفسیر سورة مریم وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۷ وصـ ۵۳۸)

ندا کریگا: اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ اب موت نہیں آئے گی ہر شخص ہمیشہ اُسی حالت میں رہیگا جس حالت میں وہ (اب) ہے۔ یہ سن کر جنتیوں کی خوشی اور بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کے غم میں اضافہ ہو جائیگا۔
(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

یہ حدیث (هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ) کی گویا تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ کر سُنا رہے ہیں (تاکہ لوگ اپنی آخرت کی فکر کریں) (وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ) اللہ تعالیٰ اہل جہان پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (کہ ان کو متنبہ کئے بغیر عذاب میں مبتلا کرتے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (قٓ - ۲۹)

میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

(وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، (سب چیزیں اس کی ملکیت ہیں اور سب اس کے محکوم ہیں) (وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) اور تمام کام اسی کے طرف لوٹتے ہیں (جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، کائنات کا نظام وہی چلا رہا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (الٓمٓ تنزیل - ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، فرقے فرقے نہ بنیئے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے کھلے دلائل مل جانے کے بعد ہرگز اختلاف پر قائم نہ رہیئے۔ کھلے دلائل کا تسلیم نہ کرنا کفر ہے اور اس کفر کی اصل محرک فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ہیں۔ فرقہ بندی اور فرقہ وارانہ مذاہب ختم کر دیجئے تاکہ آپ اس کفر سے بچ سکیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) جتنی امّتیں لوگوں کے لئے پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو، تم نیک کام کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب (سب کے سب) ایمان لے آتے تو ان کے لئے (بہت) اچھا ہوتا، (اگرچہ) ان میں سے چند لوگ ایمان لے آئے ہیں لیکن اکثر لوگ فاسق ہی ہیں ﴿۱۱۰﴾

معانی و مصادر (اُخْرِجَتْ) اَخْرَجَ، يُخْرِجُ، اِخْرَاجٌ (باب افعال) نکالنا۔ خراج دینا۔

تفسیر (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو، جتنی امتیں اب تک لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئیں تم ان میں سب سے بہتر ہو، تمہاری خاص خوبی یہ ہے کہ (تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ) تم لوگوں کو

نیک کام کا حکم دیتے ہو، (وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) بُرے کام سے روکتے ہو (وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ) اور اللہ تعالےٰ پر (صحیح معنٰی میں) ایمان رکھتے ہو۔

مؤمنین کی ان صفات کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(التوبة - ۷۱)

اور (اے رسول) مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائیگا، بیشک اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

ایمان باللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی وہ صفات ہیں جن کی بنیاد پر اس امت کو بہترین امت کا خطاب دیا گیا اگر اس امت میں یہ صفات نہ پائی جائیں تو ظاہر ہے کہ پھر وہ "خیر امة" کے خطاب کی مستحق نہیں۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آئیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ (قرآن مجید پر ایمان لاکر ہی وہ سرفراز اور سربلند ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا انکار کر کے سوائے ذلّت کے اور کچھ نہیں ملے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ جزء ۱ صفحہ ۳۲۵)

بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعہ (بہت سی) قوموں کو سربلند کریگا اور اسی کے ذریعہ (بہت سی) دوسری (قوموں) کو ذلیل و خوار کریگا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ بنی اسرائیل کو تمام اقوام عالم میں منتخب فرمایا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(البقرة - ۴۷)

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں (منجملہ ان کے ایک نعمت یہ تھی کہ) میں نے تمہیں تمام اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(الدخان - ۳۲)

اور بنی اسرائیل کو ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر اقوام عالم میں منتخب فرمایا تھا۔

پھر اس فضیلت سے بنی اسرائیل کو محروم کر دیا گیا اور امّت محمدیہ کو اس فضیلت سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ (فاطر۔ ۳۲)

نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تو ان میں سے کچھ (تو ایسے ہیں جو) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، کچھ (ایسے ہیں) جو میانہ روی کرنے والے ہیں اور کچھ (ایسے ہیں جو) اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں اور یہ (نیکیوں کی طرف سبقت کرنا تو) اللہ کا بڑا فضل ہے (خوش قسمت لوگوں کو ملا کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج۔ ۷۸)

اس نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی ہے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) (اہل کتاب کی بہتری کی ایک صورت ہے وہ یہ کہ) اگر وہ ایمان لے آئیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے (بس منصب سے ان کو محروم کر دیا گیا ہے اس کی تلافی ہو جائے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ جائیں گے) (مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ) ان میں سے (اگرچہ) بعض لوگ ایمان لے آئے ہیں لیکن (وہ بہت تھوڑے ہیں) اکثر (ایمان نہیں لائے اور وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نافرمان ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، صحیح معنوں میں ایمان لایئے، نیکی کا حکم دیتے رہیئے، برائی سے روکتے رہیئے اور اپنے کو بہترین امت ہونے کا اہل ثابت کیجئے۔

لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ
يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ﴿١١١﴾
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا
إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ
وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا
يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا
يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) یہ تمہیں کوئی (بڑا) نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ تمہیں کوئی (معمولی سی) تکلیف پہنچا دیں اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو کہیں سے مدد نہیں ملے گی (۱۱۱) ان پر ذلت ڈال دی گئی ہے، یہ جہاں کہیں پائے جائیں گے (اسی ذلت میں گرفتار نظر آئیں گے) سوائے اس صورت کے کہ انہیں اللہ کی پناہ مل جائے یا لوگوں کی پناہ مل جائے۔ یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں، مزید برآں ان پر کمزوری بھی ڈال دی گئی ہے، یہ (اس بدبختی میں) اس لئے (مبتلا ہیں) کہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے، (اللہ اور انبیاء کی) نافرمانی کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے (۱۱۲)

معانی و مصادر

(اَذًی) اَذِیَ، یَاْذٰی، اَذًی و اَذَاۃٌ (س) تکلیف پہنچنا۔

(ذِلَّۃٌ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّۃٌ ومَذَلَّۃٌ وذَلَالَۃٌ (ض) ذلیل ہونا۔

(ثُقِفُوْا) ثَقِفَ، یَثْقَفُ، ثَقْفٌ (س) پالینا۔

(حَبْل) حَبْل = ذمّہ، پناہ، رسّی۔

بَاءَ، یَبُوْءُ، بَوْءٌ (ن) لوٹنا، اعتراف کرنا۔

(مَسْکَنَۃٌ) سَکَنَ، یَسْکُنُ، سُکُوْنٌ (ن) سَکُنَ، یَسْکُنُ، سُکُوْنَۃٌ (ك) مسکین ہونا (مَسْکَنَۃٌ = فقر و فاقہ، ذلّت و کمزوری)

(عَصَوْا) عَصٰی، یَعْصِیْ، عَصْیٌ و مَعْصِیَۃٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت کی تفسیر میں یہ گذر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کو ان کی بعض فضیلتوں سے محروم کر دیا گیا اور اب ان فضیلتوں سے امت محمدیہ کو بہرہ مند کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو امت محمدیہ کی اس خوش نصیبی پر حسد ہونا چاہیئے تھا اور وہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النسآء۔ ۵۴)

کیا یہ (ایمان دار) لوگوں سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (بہت کچھ) عطاء فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

(البقرۃ ۔ ۱۰۵)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہیں نہ وہ چاہتے ہیں اور نہ مشرکین کہ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو، حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے

نوازتا ہے) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حسد کا تقاضا ہے کہ محسود کو نقصان پہنچایا جائے لہذا مؤمنین کو یہ اندیشہ ہو سکتا تھا کہ بنی اسرائیل ان کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ان کی تسلّی اور ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى) اے ایمان والو، یہ تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ کوئی معمولی سی تکلیف تمہیں پہنچا دیں یا دلخراش اور طعن آمیز باتیں تمہیں سنائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(آل عمران - ۱۸۶)

اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سُننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

آگے فرمایا:۔ یہ لوگ میدان جنگ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے (وَاِنْ يُّقٰتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ) اور اگر مقابلہ کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ (پیٹھ پھیرنے اور شکست کھانے کے بعد اگر وہ چاہیں کہ کوئی ان کی مدد کرے تو کوئی ان کی مدد نہیں کریگا (ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ) یہ لوگ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلیل و خوار پائے جائیں (انہیں کہیں عزت و چین کی زندگی نصیب نہیں ہوگی) سوائے اس صورت کے کہ یہ لوگ حکومت الہیّہ کے ماتحت (ذمّی کی حیثیت سے) امن و عافیت کی زندگی گذاریں یا (بصورت دیگر) دوسری حکومتیں ان کی سرپرستی کریں (اور اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر انہیں مدد پہنچا کر اپنے زیر سایہ ترقی اور عزت کا مقام دلوادیں ان دو صورتوں کے علاوہ یہ کبھی کوئی بلند مقام یا چین و سکون کی زندگی حاصل نہیں کر سکتے یعنی اپنے بل بوتے پر یہ کبھی بھی آزادانہ حیثیت سے سربلندی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کا چین و سکون، ترقی و کامرانی دوسروں کی مدد کی رہین منت ہو گی اور یہ مدد اگرچہ بظاہر عزت کا موجب ہو گی لیکن ایک خوددار اور باوقار نگاہ میں ذلّت ہی شمار ہو گی۔ کسی کے زیر سایہ ترقی کرنا عزت نہیں، ذلت ہے، آزادی نہیں غلامی ہے۔ غلام کے تمام کام آقا کی رضاء اور آقا کے مفاد کے لئے ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے بھی تمام کام اپنے آقاؤں کی رضاء کے لئے ہوں گے، انکے مقاصد کے لئے ہوں گے، نہ کہ اپنے مقاصد اور اپنے مفاد کے لئے۔ ان کی یہ مجبوری ان کی ذلّت کے مترادف ہو گی) (وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ) یہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں آچکے ہیں (وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ) ان پہ کمزوری کو مسلط کر دیا گیا ہے (اختیار و اقتدار سے محرومی ان کے ساتھ چمٹا دی گئی ہے، کلّی طور پر یہ اختیار و اقتدار کے مالک نہیں ہوں گے) (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ) یہ سزا انہیں اس لئے دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے، نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے اور احکام الٰہی سے ہمیشہ سرتابی کرتے رہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، ایمان لانے ہی میں دین و دنیا کا فائدہ ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لائیے اپنے دنیوی مفاد کی خاطر یا اپنے مذہب کی وجہ سے ان کا انکار نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر اپنے مفاد کو قربان کر دیجئے، اللہ تعالیٰ کی آیات کو تسلیم کیجئے، اپنے مذہب کو چھوڑ دیجئے اور مسلم بن جائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجئے۔ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیجئے، اس کے حکم سے سرتابی نہ کیجئے۔

اے لوگو، آپ وہ کام نہ کیجئے جو یہودیوں نے کئے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی ان کی طرح عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں اور ذلیل و رسوا ہوں۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ
قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ
وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ (لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب، قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں ﴿۱۱۳﴾ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور

نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں (۱۱۴) جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ وخلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے (۱۱۵)

معانی ومصادر (اٰنَآءٌ) ۔ اَنًی کی جمع، دن یا دن کا جزء۔
(خَیْرٰت) (خَیْر) خَارَ، یَخِیْرُ، خَیْرٌ (ض) خیر والا ہونا، خیر والا بنانا۔ (خَیْرٌ) نیکی، مال۔ خَیْرَات = خَیْرَۃٌ کی جمع، نیکیاں)۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اہل کتاب ہمیشہ سے بدکردار اور بداطوار رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب میں سے اچھے لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَیْسُوْا سَوَآءً) سب اہل کتاب برابر نہیں (مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ) ان میں بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، (اللہ کی کتاب پر ایمان لے آئے ہیں) اور (یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ) رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور (پھر بیساختہ والہانہ انداز میں) سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ○ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ○ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ○
(بنی اسرآءیل - ۱۰۷ تا ۱۰۹)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ (قرآن) پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے (اور وہ وعدہ پورا ہو گیا، وعدہ کے مطابق قرآن آگیا) اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی وانکساری اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ) یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور روز قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں (وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ) یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔ (وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ) جو نیکیاں یہ کر رہے ہیں ان کی ناقدری نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں قبول فرمائیگا (وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ) اللہ تعالیٰ متقیوں سے خوب واقف ہے (لہٰذا متقیوں کی نیکیاں ہرگز ضائع نہیں کریگا) اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا قول نقل فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○
(المآئدۃ - ۲۷)

اللہ تو بس متقیوں کی نیکی قبول فرماتا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی نیکیاں قبول کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ متقیوں کو نہ جانے، ان کی نیّت، تقوے اور خلوص سے ناواقف ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہر شخص کی نیت اور تقوے سے واقف ہے لہٰذا وہ اہل کتاب کے متقی لوگوں سے بھی واقف ہے اور ان کی نیکیاں قبول فرماتا ہے۔ انہی نیک لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ○ اُولٰٓئِكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ○

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے ہمارا (کلام) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائیگا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں۔ (مزید برآں یہ لوگ) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں، اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے لئے اعمال تمہارے لئے ہیں (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ ، وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ

(الرّعد ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی (اور جو صحیح معنوں میں اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں) وہ تو اس کتاب سے بہت خوش ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور بعض گروہ اس کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے

مَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ
لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا اُولٰٓئِكَ
لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ
الۡحِسَابِ ○

(آل عمران - ۱۹۹)

بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو اُن پر نازل ہوئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ان کے ربّ کے پاس ان کا اجر ہے، بیشک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، آیات زیرِ تفسیر میں جن اہل کتاب کی توصیف کی گئی ہے آپ بھی انہی کی طرح اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائیے، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کیجئے۔ نیک کاموں کا حکم دیجئے، بری باتوں سے منع کیجئے اور نیکیوں کی طرف سبقت کیجئے۔

اے لوگو، تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ آپ کی نیکیاں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ
شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنفِقُونَ فِي
هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ
فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا
أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ
وَلَٰكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾

ترجمہ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے بچانے میں ذرا سا بھی کام نہیں آسکتے، یہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۱۶﴾ جو کچھ یہ دنیا کی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں (وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس طرح برباد ہو جاتا ہے) جس طرح سرد ہوا (جب) ان لوگوں کی

کھیتی پر جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پہنچتی ہے تو اسے برباد کر دیتی ہے، اللہ ان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں (کہ کفر و شرک کر کے اپنا نقصان کر رہے ہیں) (۱۱۷)

معانی و مصادر

(تُغْنِی) اَغْنٰی، یُغْنِیُ، اِغْنَاءٌ (باب افعال) کام آنا، کفایت کرنا۔
(صِرٌّ) صِرٌّ = سخت سردی یا سخت آواز۔

تفسیر

اوپر اہل کتاب کے ان لوگوں کا ذکر تھا جو ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول ہوں گے، ان کے اعمال کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے انجام بد اور ان کے اعمال کی بربادی کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا) جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو اللہ سے بچا نہیں سکتے، ایسے لوگ یقیناً عذاب میں گرفتار ہوں گے (وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ) یہ لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ○
(فاطر۔ ۳۶)

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے، نہ ان کے متعلق (موت کا) فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہی کی جائے گی (الغرض) ہر ناشکرے کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ یَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ (وفی روایۃ لمسلم کُلٌّ خَالِدٌ فِیْمَا هُوَ فِیْهِ) (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ جزء ۸ ص ۱۴۲ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ ص ۵۳۷ و ص ۵۳۸)

(قیامت کے دن موت کو ذبح کرنے کے بعد) ایک منادی ندا کریگا: اے اہل جنت اب موت نہیں آئے گی، اے اہل دوزخ اب موت نہیں آئے گی ہر شخص ہمیشہ اسی حالت میں رہیگا جس حالت میں وہ (اب) ہے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ) جو مال یہ کافر اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں (بربادی کے لحاظ سے) اس کی مثال ایسے لوگوں کی کھیتی کے مانند ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب اس کھیتی پر سرد ہوا چلتی ہے تو اُسے برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر اُن کے دئے ہوئے مال کو برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے اپنی کھیتی سے کچھ نفع حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح کافر اپنے خرچ کئے ہوئے مال سے کچھ نفع حاصل نہیں کر سکتے۔

اس آیت میں

۱۔ اعمال کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے اور

۲۔ کفر کو سرد ژالہ بار ہوا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جس طرح سرد ژالہ بار ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ کھیتی لہلہاتی ہوئی بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہے، اسی طرح کافروں کے اعمال بھی بظاہر بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کھیتی کا لہلہانا اسے بربادی سے نہیں بچا سکتا اسی طرح کافروں کے اعمال کا خوشنما ہونا انہیں بربادی سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِکَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۝

(الکھف ۔ ۲-۱ تا ۱۰۶)

کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو میرے علاوہ (اپنا) کارساز بنائیں (اور انہیں کوئی سزا نہ ملے) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (اے رسول آپ ان سے کہئے) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (یہ وہ لوگ) ہیں جن کی دنیا کی زندگی کی تمام کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کی آیات اور (قیامت کے دن) اس سے ملاقات کا انکار کیا تھا لہٰذا ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور ہم ان کے لئے (قیامت کے دن) کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے یہ (یعنی) جہنم ان کی سزا (کی جگہ) ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنٰتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ لَمْ تَکُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ یُجْزٰی بِهَا۔

(صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والاخرة جزء ۲ صـ۵۲۲)

اللہ مؤمن پر کسی بھی نیکی کے سلسلہ میں کوئی ظلم نہیں کریگا۔ دنیا میں بھی اُسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائیگا اور آخرت میں بھی اُسے اس نیکی کا بدلہ دیا جائیگا۔ رہا کافر تو جو نیکیاں اس نے اللہ کے لئے کی ہوں گی ان کا بدلہ اسے دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت کے لحاظ سے کافر کے تمام اعمال بیکار ہیں۔ کفر نے اس کے تمام اعمال کو اخروی

فلاح اور بہبود کے لحاظ سے بالکل رائیگاں کر دیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی خیرات کو کھیتی کی مثال دی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے۔ اس کھیتی میں سے نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کیا اور نہ ان لوگوں کے حقوق کو ادا کیا جن کے حقوق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر واجب الادا کئے گئے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انہی لوگوں کی کھیتی برباد ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کرتے ہیں۔ ان کی بداعمالی کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے اور ان کی کھیتی کو تباہ برباد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں کا ایک قصہ بھی قرآن مجید میں بیان کیا ہے :۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝

(القلم - ۱۷ و ۱۸)

(اور اے رسول) ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا ہم صبح ہوتے ہی ضرور اس (کے تمام پھلوں) کو توڑ لیں گے لیکن انہوں نے اِنْشَآءَ اللہ نہیں کہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝

(القلم - ۲۳ - ۲۴)

پھر وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جا رہے تھے کہ آج کوئی مسکین اس باغ میں داخل ہو کر تم تک نہ پہنچنے پائے۔

ان باغ والوں کے دو قصور تھے :۔

پہلا قصور تو یہ تھا کہ انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا گویا وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ :۔

عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ (۲۵) وہ اپنے ارادہ پر قادر ہیں۔

دوسرا قصور ان کا یہ تھا کہ وہ اس میں سے مسکینوں کو ان کا حق دینا نہیں چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ان باتوں کو ناپسند کیا اور ان کے باغ کو راتوں رات تباہ کر کے رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝

(القلم - ۱۹ و ۲۰)

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سو رہے تھے کہ آپ کے رب کی طرف سے ایک بلائے ناگہانی نے اس میں چکر لگایا اور وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (القلم - ۳۳)

(دیکھو) عذاب اس طرح (آیا کرتا ہے) اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) زیادہ بڑا ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

آیت زیر تفسیر کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا، نہ وہ کفر کرتے اور نہ ان کے اعمال برباد ہوتے۔

باغ والوں نے انشاء اللہ نہیں کہا، اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا نہیں کیا لہذا ان کے باغ تباہ و برباد کر دئے گئے۔ کافروں کے عمل کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ کیونکہ وہ ایمان نہیں لائے بلکہ کفر کرتے رہے۔ لہذا آخرت میں انکی کھیتی کو اسی طرح برباد کر دیا جائیگا جس طرح باغ والوں کا باغ ان کی ناشکری اور بندوں کی حق تلفی کی وجہ سے برباد کر دیا گیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ اور خیرات کو کھیتی سے تشبیہ دی اور کفر کو سرد ہوا سے، جس طرح سرد ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر صدقہ و خیرات کو ضائع کر دیتا ہے۔

الغرض آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ظالم لوگوں کی کھیتی برباد ہو جاتی ہے اسی طرح کافروں کے اعمال اُخروی جزاء کے لحاظ سے برباد ہو جاتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، کفر نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کیجئے، اپنی کھیتی میں سے اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کیجئے اور اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بداعمالی اور بدنیتی کی وجہ سے آپ کی کھیتی ضائع ہو جائے یا آپ کے کفر کی وجہ سے آپ کے نیک اعمال ضائع ہو جائیں اور آپ آخرت میں خالی ہاتھ پہنچیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً
مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّواْ
مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ ٱلْبَغْضَآءُ مِنْ
أَفْوَٰهِهِمْ وَمَا تُخْفِى صُدُورُهُمْ
أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ إِن
كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ أُولَآءِ
تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ
بِٱلْكِتَٰبِ كُلِّهِۦ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا
وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ ٱلْأَنَامِلَ

مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۱۹﴾ إِنْ
تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ
تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ
شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۱۲۰﴾

ترجمہ اے ایمان والو، مؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازداں نہ بناؤ، کافر تمہیں نقصان پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم تکلیف میں مبتلا ہو، ان کی زبانوں سے (تمہارے لئے) بغض شدید ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، اگر تم میں عقل ہے (تو تم اس بات کو سمجھ گئے ہو گے) ہم نے آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے ﴿۱۱۸﴾ یہ تو تم ہی ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے، تم (ان کی کتاب اور دوسری) تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہو (لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے، ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو غیظ (وغضب) کے عالم میں اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اپنے غصے میں مر جاؤ (تمہارے دلی بغض وعداوت کو اللہ اچھی طرح جانتا ہے) بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کا

جاننے والا ہے (۱۱۹) (اے ایمان والو) اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری معلوم ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور (اے ایمان والو) اگر تم صبر و استقامت سے کام لو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو ان کا مکر و فریب تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا، بے شک جو کچھ (سازشیں) یہ کر رہے ہیں اللہ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۰)

معانی و مصادر

(بِطَانَة) بَطَنَ، يَبْطُنُ، بَطْنٌ (ن) پوشیدہ ہونا (بِطَانَةٌ = رازداں) (يَأْلُوْنَ) اَلَا، يَالُوْا، اِلْوٌ وَاُلُوٌّ وَاُلِيٌّ (ن) دیر لگانا، کمی کرنا۔ (خَبَالًا) خَبَلَ، يَخْبُلُ، خَبْلٌ (ن) بگاڑ پیدا کرنا۔ (خبال = بربادی، فساد، نقصان)۔ (وَدُّوْا) وَدَّ، يَوَدُّ، وُدٌّ وَوِدَادٌ وَوَدَادَةٌ وَمَوْدِدَةٌ وَمَوَدَّةٌ وَمَوْدُوْدَةٌ (ف) محبت کرنا۔ (عَنِتُّمْ) عَنِتَ، يَعْنَتُ، عَنَتٌ (س) گناہ کرنا، مشقت میں پڑنا۔ (بَدَتِ) بَدَا، يَبْدُوْ، بُدُوٌّ وَبَدَاءٌ وَبَدَاوٌ وَبَدَاءَةٌ (ن) ظاہر ہونا۔ (اَلْبَغْضَآءُ) بَغَضَ، يَبْغُضُ، بَغَاضَةٌ (ن ك س) بغض رکھنا (بَغْضَآءُ = شدید بغض)۔ (عَضُّوْا) عَضَّ، يَعَضُّ، عَضٌّ (ف) دانت سے پکڑنا۔ (اَنَامِل) اَنَامِل = اُنْمُلَةٌ کی جمع، انگلی کی پوریں۔ (غَيْظُ) غَاظَ، يَغِيْظُ، غَيْظٌ (ض) غصہ دلانا۔ (تَسُؤْهُمْ) سَآءَ، يَسُوْءُ، سَوْآءٌ وَسُوْءٌ وَمَسَآءٌ وغیرہ (ن) رنج پہنچانا۔ (كَيْدٌ) كَادَ، يَكِيْدُ، كَيْدٌ (ض) تدبیر کرنا، مکر کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ) اے ایمان والو، اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازداں نہ بناؤ (مسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر اپنا راز ظاہر نہ کرو) (لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا) تمہیں تباہ و برباد کرنے (کے معاملہ) میں یہ (ویسے ہی کسی قسم کی) کوتاہی نہیں کرتے (راز معلوم ہو جائیگا تو تمہیں نقصان پہنچانے کا انہیں اور اچھا موقع مل جائے گا) (وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ) یہ تو چاہتے ہیں کہ تم مصیبت و مشقت میں مبتلا ہو جاؤ (قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ) ان کے مونہوں سے تمہارے لئے بغض شدید ظاہر ہو چکا ہے، (ان کی زبانیں ہر وقت تمہارے خلاف زہر اگلتی رہتی ہیں اور یہ تو کچھ بھی نہیں) (وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ) جو بغض ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے (قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ) اے ایمان والو، ہم نے اپنی آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے اگر تم میں عقل ہو گی تو تم سمجھ جاؤ گے (کہ ہمارے اس حکم میں کیسی کیسی مصلحتیں پوشیدہ ہیں، کسی عقل مند آدمی کا یہ کام نہیں کہ اپنے راز کو اپنے دشمنوں پر ظاہر کرے) (هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے (وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ) تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جن میں

ان کی کتاب بھی شامل ہے لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے) (وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا) جب وہ تم سے ملتے ہیں تو (یونہی جھوٹ) تم سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں (وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ) لیکن جب وہ تنہائی میں چلے جاتے ہیں (تو ان کے بغض کا یہ عالم ہوتا ہے کہ) غصہ میں اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان کا بس نہیں چلتا کہ کسی طرح تم کو نیست و نابود کر دیں) اے رسول (قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے کافرو تم اسلام کی ترقی سے یونہی غصہ میں جلتے بھنتے رہو، (تمہارے دلوں میں جو بغض و عناد ہے اُسے تم اللہ تعالےٰ سے نہیں چھپا سکتے) (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) اللہ تعالیٰ دل کے بھیدوں سے واقف ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو متنبہ کیا ہے کہ کافر تمہارے دوست نہیں ہو سکتے، تمہیں بھی ان سے دوستی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۲۳)

اے ایمان والو، اگر تمہارے آباء (و اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

(الممتحنۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے ربّ اللہ پر ایمان لائے ہو، تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔ تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي

اللہ تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے

الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الممتحنة - ۹)

جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(المجادلة - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں کو دوست نہ بنائے، ان پر اپنے رازوں کو ظاہر نہ کرے اور ان سے پوری طرح ہوشیار رہے۔

آگے فرمایا (اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا) (اے ایمان والو، ان کافروں کا تو یہ حال ہے کہ) اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو انہیں بری محسوس ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں، (کیا تم ایسے دشمنوں کو اپنا دوست بناؤ گے، نہیں تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے) (وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا) (تم ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے فکرمند نہ ہو، بلکہ صبر و استقامت سے صراط مستقیم پر گامزن رہو اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرو) اگر تم ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، ان کی کوئی تدبیر تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی (اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ) جو تدبیریں یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے (لہٰذا وہ کبھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

اور اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے

الْاُمُوْرِ ○ (اٰل عمران - ۱۸۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(یوسف - ۹۰)

عزم وہمت کے کام ہیں۔

جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور صبر واستقامت کے ساتھ (نیکیاں کرتا) رہے تو اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۲۰۰)

اے ایمان والو، (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کو اپنا رازدار نہ بنایئے، انہیں ایسے عہدوں پر فائز نہ کیجئے جن کے ذریعہ وہ فوجی اور سیاسی راز معلوم کرلیں اور پھر آپ کو نقصان پہنچائیں۔

اے ایمان والو، صبر واستقامت سے کام لیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اگر آپ نے صبر واستقامت سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو کافر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

جنگ اُحُد

آگے آنے والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے حالات بیان کئے ہیں۔ ذیل میں ہم جنگ اُحد کا ایک مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں تاکہ متعلقہ آیات کو سمجھنے میں مدد ملے۔

جنگ کا سبب

جنگ بدر[1] میں مسلمین کو فتح حاصل ہوئی[2] اور کفار نے شکست کھائی۔ اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے[3] کفار نے مسلمین پر حملہ کیا۔[4]

مؤمنین کو خوشخبری و تسلّی

اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو کافروں کے حملہ کی خبر دی اور ساتھ ہی تسلّی بھی دی کہ اللہ تعالےٰ تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا بلکہ اگر کافروں نے جوش کے ساتھ حملہ کیا اور تم نے صبر کیا اور اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائیگا۔[5]

حملہ کی خبر ملتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقابلہ کے لئے صبح کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے[6]۔ آپ کے ساتھ مؤمنین بھی تھے اور منافقین بھی۔ احد پہنچ کر منافقین جنگ سے پہلے ہی واپس چلے آئے[7]۔

مؤمنین کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ بھی بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے[8]۔

---

[1] جنگ بدر کا مفصل حال ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ انفال کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

[2] قال اللہ تعالیٰ: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران - ۱۲۳)

[3] قال ابوسفیان: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[4] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ (آل عمران - ۱۲۵)

[5] قال اللہ تعالیٰ: إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ (آل عمران ۱۲۴ و ۱۲۵)

[6] قال اللہ تعالیٰ: وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ (آل عمران - ۱۲۱)

[7] خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی احد رجع ناس ممن خرج معہ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ احد ۵/۱۲۲)

[8] إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا (آل عمران - ۱۲۲) قال جابرؓ نزلت هذه الآية فينا إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا بنی سلمۃ وبنی حارثۃ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ جزء ۵ ص ۱۲۳ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الانصارؓ جزء ۲ ص ۲۰۲ واللفظ للبخاری)

جو منافقین میدان چھوڑ کر چلے گئے ان کے متعلق صحابۂ کرام میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا تھا کہ ہم ان منافقین سے بھی لڑیں گے، دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے بطور خفگی کے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے معاملہ میں دو گروہ ہو گئے ہو۔ اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا (ان کو جہاد کی توفیق نہیں دی۔ ایسے لوگوں کی طرفداری مناسب نہیں[1])۔

جنگ کی رات

اس رات کو جس کی صبح کو جنگ ہونے والی تھی حضرت جابرؓ کے والد نے حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا: میں سمجھتا ہوں کہ میں سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں سے ہوں اور سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھی طرح پیش آنا[2]۔

جنگ کی صبح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کو مختلف مورچوں پر متعین فرمایا[3]۔

پچاس تیر اندازوں کا ایک پیدل دستہ آپ نے ایک خاص جگہ متعین فرمایا، آپ نے ان پر عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا، پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم دیکھو کہ ہماری فتح ہو گئی ہے اور ہم نے دشمن کو پامال کر دیا ہے جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں[4]۔

---

[1] کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فرقۃ تقول نقاتلھم وفرقۃ تقول لا نقاتلھم فنزلت فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۲)

[2] قال لما حضر احد دعانی ابی من اللیل فقال ما أُرانی الا مقتولاً فی اول من یقتل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانی لا اترک بعدی اعز علیّ منک غیر نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان علی دینا فاقض واستوص باخواتک خیرًا (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت جزء ۲ ص ۱۱۶)

[3] قال اللہ تعالیٰ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران - ۱۲۱)

[4] قال البراء رضی اللہ عنہ اجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا من الرماۃ وامّر علیھم عبد اللہ وقال لا تبرحوا ان رأیتمونا ظھرنا علیھم فلا تبرحوا وان رأیتموھم ظھروا علینا فلا تعینونا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲) جعل علی الرجالۃ یوم احد وکانوا خمسین رجلا عبد اللہ بن جبیر فقال ان رأیتمونا تخطفنا الطیر فلا تبرحوا مکانکم ھذا حتی ارسل الیکم وان رأیتمونا ھزمنا القوم واوطأناھم فلا تبرحوا حتی ارسل الیکم (صحیح بخاری کتاب الجھاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۴ ص ۷۹)

آغازِ جنگ

جب دونوں فوجیں صف آرا ہوگئیں تو کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے کہا: مجھ سے کون مقابلہ کریگا۔ مسلمین کی طرف سے حضرت حمزہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضرت حمزہ نے کہا: اے سباع، اے ام انمار کے بیٹے جو عورتوں کی ختنہ کرتی تھی، کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا ہے۔ یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور گذرے ہوئے کل کی طرح اُسے ختم کردیا۔[1]

حالات جنگ

اب جنگ باقاعدہ شروع ہوگئی۔ مسلمین نے اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق کافروں کو قتل کرنا شروع کردیا اور اس قدر قتل کیا کہ ان کو پامال کرڈالا۔ مسلمین کو ظاہر خواہ فتح حاصل ہوئی۔[2]

کفار شکست کھاکر بھاگے، ان کی عورتوں کی یہ حالت تھی کہ پنڈلیوں پر سے دامن اٹھائے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں۔ پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے ان کی پازیبیں نظر آرہی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ کے دستے کے لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو کہنا شروع کیا، مال غنیمت، مال غنیمت۔ تمہارا لشکر جیت گیا، اب تم کس بات کا انتظار کررہے ہو (یہ کہہ کر وہ مال غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے۔) حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ ایسا نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا: ہم تو ضرور مال غنیمت لوٹیں گے غرض یہ کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کا کہنا نہ مانا اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے۔[3]

---

[1] فلما اصطفوا للقتال خرج سباع فقال هل من مبارز قال فخرج اليه حمزة بن عبد المطلب فقال يا سباع يا ابن ام انمار مقطعة البظور أتحادّ الله ورسوله صلى الله عليه وسلم قال ثم شدّ عليه فكان كامس الذاهب (صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزةؓ جزء ۵ ص ۱۲۸)

[2] قال الله تبارك وتعالىٰ۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲) قال الله عزوجلّ مِنْ بَعْدِ مَا أَرٰىكُمْ مَا تُحِبُّونَ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[3] قال البراءؓ فلما لقينا هربوا حتى رأيت النساء يشتددن فى الجبل، رفعن عن سوقهن، قد بدت خلاخلهن فأخذوا يقولون: الغنيمة، الغنيمة۔ فقال عبد الله عهد الى النبى صلى الله عليه وسلم ان لا تبرحوا فأبوا فلما ابوا صرف وجوههم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲)۔

وفى رواية قالوا ظهرا صحابكم فما تنتظرون قال عبد الله بن جبير أنسيتم ما قال لكم رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا لنأتين الناس فلنصيبن من الغنيمة فلما اتوهم صرفت وجوههم (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب مایکره من التنازع جزء ۴ ص ۷۹)

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی، دنیا کی طلب میں گرفتار ہو گئے اور کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کیا[1]۔

بعض لوگوں نے پھر بھی نافرمانی نہیں کی وہ دنیا کی طلب میں گرفتار نہیں ہوئے جس طرح ان کے بعض ساتھی گرفتار ہو گئے[2]۔

بہرحال دنیا طلبی اور نافرمانی کا وبال سب پر پڑا۔ مسلمین مصیبت میں مبتلا ہو گئے[3]۔ کافروں کی طرف سے مسلمین کا منہ پھر گیا[4] مسلمین کو شدید نقصان پہنچا۔ اس افراتفری میں سب سے پہلے حضرت جابرؓ کے والد شہید ہو گئے[5]

مسلمین کی یہ زبوں حالی بظاہر اس طرح واقع ہوئی کہ جب مسلمین کفار کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر رہے تھے تو ابلیس ملعون چلا چلا کر مسلمین سے کہنے لگا: اے اللہ کے بندو، پیچھے کی خبر لو" (مسلمین یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے۔ مسلمین آپس میں ایسے گتھم گتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت یمانؓ پر مسلمین ٹوٹ پڑے۔ ان کے لڑکے حضرت حذیفہؓ نے بار بار چیخ چیخ کر کہا: یہ تو میرے والد ہیں۔ لیکن کسی نے کچھ نہ سنا اور حضرت یمانؓ کو قتل کر ہی دیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: اللہ تمہیں معاف کرے[6]۔

اس پریشانی کے عالم میں بعض مسلمین پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی اپنی غلطی کی وجہ سے شیطان نے انہیں کمزور کر دیا (اور وہ بزدل ہو گئے)[7] یہ بھاگنے والے اسی پیدل دستہ کے افراد تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] قال اللہ تعالیٰ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲) قال اللہ عزوجل مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[2] قال اللہ عزوجل: وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[3] قال اللہ عزوجل: لِيَبْتَلِيَكُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[4] قال اللہ عزوجل: ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۲)

[5] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ (آل عمران ۔ ۱۵۳) قال جابرؓ فاصبحنا فکان اول قتیل (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت من القبر جزء ۲ ص ۱۱۱)

[6] قالت عائشہؓ لما کان یوم احد ھزم المشرکون فصرخ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ ای عباد اللہ اُخْرٰىكُمْ فَرَجعت اولاھم فاجتلدت ھی واخراھم فبصر حذیفۃ فاذا ھو بابیہ الیمان فقال ای عباد اللہ ابی، ابی فواللہ ما احتجزوا حتی قتلوہ فقال حذیفۃ یغفر اللہ لکم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد ۵/۱۲۵)

[7] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا (آل عمران ۔ ۱۵۵)

نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں کسی خاص جگہ متعین کیا تھا[1] یہ لوگ بھاگے چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان جنگ میں) پیچھے کھڑے ہوئے ان کو آواز دے رہے تھے (لیکن ان پر اتنی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے کچھ نہ سنا) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی سخت آزمائش کی کہ آئندہ کیسی بھی مصیبت آئے وہ غمگین نہ ہوں (مصیبت سہنے کے عادی ہو جائیں)[2]

اس افراتفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے[3]۔

بعض لوگوں کو بس اپنی جان کی پڑی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایام جاہلیت کے گمان جیسا گمان کر رہے تھے وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے (حالانکہ ان کے اختیار میں کچھ نہیں تھا) ان کے دلوں میں وسوسے آ رہے تھے (ایمان متزلزل ہو رہا تھا) لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم کبھی یہاں قتل ہونے کے لئے نہ آتے حالانکہ ان کا خیال غلط تھا، جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہوتا وہ گھر میں ہونے کے باوجود (کسی نہ کسی ضرورت سے) اپنی اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی آزمائش مقصود تھی اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کے دلوں کے خیالات کو پاک کر دے (وسوسے دور ہو جائیں اور کھوٹ نکل جائے)[4]۔

اسی حالت میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ ہتھیار پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ اور لڑو۔ وہ شخص مسلم ہو گیا اور برابر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل کم کیا اور اجر بہت پایا[5]۔

---

[1] قال البراءؓ جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الرجالۃ یوم احد عبد اللہ بن جبیر واقبلوا منہزمین فذالک اذ یدعوھم الرسول فی اخراھم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۶)

[2] قال اللہ تعالیٰ: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ (آل عمران ۔ ۱۵۳)

[3] قال البراءؓ فلم یبق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر اثنی عشر رجلاً (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع جزء ۴ ص ۸۰)

[4] قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (آل عمران ۔ ۱۵۴)

[5] قال البراء اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل مقنع بالحدید فقال یارسول اللہ اقاتل او اسلم قال اسلم ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل قلیلاً واجر کثیرا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال جزء ۴ ص ۲۴)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں۔ اس نے کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں انہیں رکھ دیا، پھر خوب جنگ کی اور شہید ہو گیا [1]۔

حضرت انس بن نضر کہا کرتے تھے: (افسوس) میں بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر اللہ نے آئندہ جنگ کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ الغرض جب جنگ احد ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوئے۔ جب مسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے "اے اللہ جو کچھ مسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔" پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے: اے سعد تم کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد پہاڑ کے سامنے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے (لڑے) اور شہید ہو گئے [2]۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعد کو دئے اور فرمایا: اے سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، تیر چلائے جاؤ [3]۔

حضرت جبریل اور حضرت میکائیل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دائیں بائیں کھڑے ہو کر لڑ رہے تھے۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بڑی شدت سے جنگ کر رہے تھے [4]۔

---

[1] قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحد ارأیت ان قتلت فاین انا؟ قال فی الجنۃ۔ فالقی تمرات فی یدہ ثم قاتل حتی قتل (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۱)

[2] عن انس ان عمّہ غاب عن بدر فقال غبت عن اول قتال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیرینّ اللہ ما اُجِدُّ فلقی یوم احد فهزم الناس فقال اللهم انی اعتذر الیك مما صنع هٰؤلاء یعنی المسلمین وابرأ الیك مما جاء به المشرکون فتقدم بسیفه فلقی سعد بن معاذ فقال این یا سعد انی اجد ریح الجنۃ دون احد فمضی فقتل (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ ص۱۵۵ واللفظ للبخاری)

[3] قال سعد نثل لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنانتہ یوم احد فقال ارم فداك ابی وامی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳)

[4] قال سعد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد ومعه رجلان یقاتلان عنه علیهما ثیاب بیض کأشد القتال (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳) وفی روایۃ لمسلم رأیت عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن شماله یوم احد رجلین علیهما ثیاب بیاض ما رأیتهما قبل ولا بعد یعنی جبریل ومیکائیل (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قتال جبریل ومیکائیل جزء ۲ ص۳۲۰)

جنگ شدت سے جاری تھی۔ دوران جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور حضرت طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں)[1]

حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ کو سپر بنا لیا تھا۔ تیر روکتے روکتے ان کا ہاتھ شل ہو گیا[2]۔

حضرت طلحہ مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے۔ وہ بہت بڑے تیر انداز تھے۔ کمان کو شدت کے ساتھ کھینچتے تھے۔ ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے ابو طلحہ کے لئے تیر چھوڑ جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنی گردن اونچی کر کے کفار کی طرف دیکھتے۔ حضرت طلحہ عرض کرتے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں آپ اونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپ کے سینہ پر[3]۔

دوزخی مجاہد مؤمنین کی طرف سے ایک شخص بڑی جانبازی سے جنگ کر رہا تھا۔ مشرکین کا کوئی آدمی اسے ملتا وہ اس کا پیچھا کرتا اور اسے قتل کر دیتا۔ کسی نے کہا: آج تو ہماری طرف سے لڑائی کا حق جیسا اس شخص نے ادا کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ یہ سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ شخص دوزخی ہے"۔ ایک مسلم اسکا حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے لگ گیا۔ جب وہ شخص لڑتے لڑتے بہت زخمی ہو گیا تو اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار کو اپنی چھاتی کے درمیان رکھا پھر اس پر بوجھ دے کر اپنے آپ کو قتل کر ڈالا۔ وہ شخص جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟۔ اس نے کہا کہ وہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہو گیا زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کر لی[4]۔

---

[1] لم یبق مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض تلک الایام التی یقاتل فیھن غیر طلحۃ وسعد عن حدیثھما۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۴)

[2] عن قیسؓ قال رأیت ید طلحۃ شلاء وقی بھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم احد (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[3] ابو طلحۃ بین یدی النبی صلے اللہ علیہ وسلم مجوّب علیہ بحجفۃ لہ وکان ابو طلحۃ رجلا رامیا شدید النزع کسر یومئذ قوسین او ثلاثًا وکان الرجل یمر معہ بجعبۃ من النبل فیقول انثرھا لابی طلحۃ قال ویشرف النبی صلے اللہ علیہ وسلم ینظر الی القوم فیقول ابو طلحۃ بابی انت وامی لا تشرف یصیبک سھم من سھام القوم نحری دون نحرک (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[4] فی المسلمین رجل لا یدع من المشرکین شاذۃ ولا فاذۃ الا اتبعھا فضربھا بسیفہ فقیل یا رسول اللہ ما اجزأ احد ھم ما اجزأ فلان فقال انہ من اھل النار.... فقال رجل من القوم لاتبعنّہ فاذا اسرع وابطأ کنت معہ حتی جرح فاستعجل الموت فوضع نصاب سیفہ بالارض وذبابہ بین ثدییہ ثم تحامل علیہ فقتل نفسہ فجاء الرجل (باقی بر ص ۲۴۱)

سات انصاریوں کی شہادت

(جنگ کی حالت ہر آن بدلتی رہتی تھی) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات انصاری اور دو قرشی جمع ہو گئے۔ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی کثیر تعداد کے ساتھ حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کون ہٹائے گا، ہٹانے والے کو جنت ملے گی۔ یہ سُنکر ایک انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ کفار نے پھر شدت سے حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی بات کہی۔ ایک اور انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اس طرح ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرشیوں سے فرمایا: ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا (ہر مرتبہ انصاری آگے بڑھتا رہا، قرشیوں کو بھی اسی قسم کی قربانی دینی چاہیئے تھی) [1]

حضرت حمزہؓ کی شہادت

(حضرت حمزہؓ بھی شدت کے ساتھ لڑ رہے تھے) انہوں نے جنگ بدر میں طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے۔ اُس نے اپنے غلام سے جس کا نام وحشی تھا کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ آزادی کے لالچ میں وحشی جنگ اُحد میں شریک ہوا اور ایک پتھر کے نیچے چھپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گیا۔ لڑتے لڑتے حضرت حمزہؓ وحشی کے پاس سے گذرے تو وحشی نے حضرت حمزہؓ کو اپنا ہتھیار پھینک کر مارا اور ان کی ناف کے نیچے اُسے رکھ کر اس زور سے دبایا کہ ان کے دونوں کولہوں کے پار ہو گیا (زخم اتنا شدید تھا) کہ حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہو سکے اور ان) کی وفات ہو گئی [2]۔

(بقیہ ف۲۴) الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال اشھد انک رسول اللہ فقال وما ذاک؟ فاخبرہ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر جزء ۵ ص۱۷ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ جزء اول ص۵۹ واللفظ للبخاری)

[1] ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افرد یوم احد فی سبعۃ من الانصار ورجلین من قریش فلما رھقوہ قال من یردھم عنا ولہ الجنۃ او ھو رفیقی فی الجنۃ فتقدم رجل من الانصار فقاتل حتی قتل ثم رھقوہ ایضا فقال من یردھم عنا ولہ الجنۃ او ھو رفیقی فی الجنۃ فتقدم رجل من الانصار فقاتل حتی قتل فلم یزل کذلک حتی قتل السبعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصاحبیہ ما انصفنا اصحابنا (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص۱۰۱)

[2] قال وحشی انّ حمزۃ قتل طعیمۃ بن عدی ابن الخیار ببدر فقال لی مولای جبیر بن مطعم ان قتلت حمزۃ بعمّی فانت حُرّ، قال فلما ان خرج الناس عام عینین و عینین جبل بحیال احد بینہ وبینہ واد خرجت مع الناس الی القتال فلما اصطفوا للقتال . . . کمنت لحمزۃ تحت صخرۃ فلما دنا منی رمیتہ بحربتی فاضعھا فی ثنّتہ حتی خرجت من بین ورکیہ (صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوہ احد باب قتل حمزۃؓ جزء ۵ ص۱۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہوگئے۔ آپ کا آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ شدت ضرب سے سرِ مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک زخمی ہوگیا[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ انور سے خون پوچھتے جاتے تھے اور (افسوس کے ساتھ) یہ فرماتے جاتے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کا اگلا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ○

(آل عمران - ۱۲۸)

(اے رسول) آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے (یہ مسلم ہو جائیں) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے اس لئے کہ یہ ظالم ہیں۔ [2]

جنگ کی شدت

جب جنگ بہت شدید ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لے کر فرمایا، "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے" سب نے ہاتھ پھیلا دئے۔ ہر ایک نے کہا میں لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون اسے لے کر اس کا حق ادا کرے گا" یہ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابو دجانہؓ نے کہا "میں اسے لے کر اس کا حق ادا کروں گا" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار انہیں دے دی) انہوں نے تلوار لے کر کفار پر شدت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کافروں کے سر پھاڑ دئے [3]

ان شدائد اور مصائب کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر تسلی نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت پر غنودگی طاری کر دی (غنودگی سے گھبراہٹ دور ہو گئی اور صحابہ کرام پھر تر و تازہ ہو گئے) اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار گر پڑی۔ وہ اُسے اٹھاتے تھے اور وہ پھر گر پڑتی تھی [4]۔

---

[1] قال سہلؓ کسرت رباعیتہ یومئذ وجرح وجهه وکسرت البیضة علی رأسه (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۳)

[2] عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد وشج فی رأسه فجعل یسلت الدم عنه و یقول کیف یفلح قوم شجوا نبیهم وکسروا رباعیته وهو یدعوهم الی اللہ فانزل اللہ عزوجل لیس لك الامر شیء (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص ۱۰۲)

[3] عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سیفا یوم احد فقال من یأخذ منی هذا فبسطوا ایدیهم کل انسان منهم یقول انا انا قال فمن یأخذه بحقه قال فاحجم القوم فقال سماك بن خرشه ابو دجانة انا آخذه بحقه قال فاخذه ففلق به هام المشرکین (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی دجانة سماك بن خرشة رضی اللہ عنه جزء ۲ ص ۳۸۴)

[4] قال اللہ تبارك وتعالیٰ: ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم (آل عمران - ۱۵۴) قال ابو طلحة کنت فیمن تغشاه النعاس یوم احد حتی سقط سیفی من یدی مرارا یسقط وآخذه ویسقط فآخذه (صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ احد باب ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا جزء ۵ ص ۱۲۷)

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے کئی مسلمین کو آگ میں جلایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو میدان جنگ میں دیکھا) حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے فرمایا "(اس کو) تیر مارو"۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں بے پھل کا تیر اُسے مارا۔ وہ تیر اس شخص کے پہلو میں لگا۔ تیر لگتے ہی وہ گر پڑا اور مر گیا[1]۔

صحابہ کرام کافی زخمی ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلیم اپنے دامن اٹھائے ہوئے اس حالت میں کہ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر انہیں بھر لاتیں[2]۔

اسی طرح حضرت ام سلیطؓ بھی مشکیزہ میں پانی لا کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں[3]۔

حضرت ربیع بنت معوذ اور دوسری مسلم خواتین بھی زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ ان کی خدمت اور مرہم پٹی کر رہی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منورہ منتقل کر رہی تھیں[4]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ ڈھال سے آپ کے زخم پر پانی ڈال رہے تھے اور حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب خون کسی طرح نہ رُکا تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اُسے جلایا، پھر اس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ کو زخم میں بھرتے ہی خون رُک گیا[5]۔

اسی اثناء میں جنگ رُک گئی ابوسفیان (جو کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے اور ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے)

---

[1] قال سعد کان رجل من المشرکین قد احرق المسلمین فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم ارم فداك ابی وامی قال فنزعت له بسهم لیس فیه نصل فأصبت جنبه فسقط (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص جزء ۲ ص ۲۶۴)

[2] عن انسؓ قال رأیت عائشة بنت ابی بکر وام سلیم وانهما لمشمرتان اری خدم سوقهما تنقزان القرب علی متونهما تفرغانه فی افواه القوم ثم ترجعان فتملآنها ثم تجیئان فتفرغانه فی افواه القوم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲۵)

[3] قال عمرؓ فانها کانت تنزفرلنا القرب یوم احد (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۲۸)

[4] عن ربیع قالت کنا نغزو مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فنسقی القوم ونخدمهم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینة (صحیح بخاری کتاب المغازی باب رد النساء الجرحی والقتلی جزء ۴ ص ۷۱)

[5] قال سهلؓ کانت فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تغسله وعلی یسکب الماء بالمجنّ فلما رأت فاطمة ان الماء لا یزید الدم الا کثرة اخذت قطعة من حصیر فاحرقتها والصقتها فاستمسك الدم (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۳۰)

پہاڑی پر چڑھے اور کہا: کیا اس قوم میں محمد ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کو جواب نہ دو" ابوسفیان نے کہا: کیا اس قوم میں ابوبکر ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جواب نہ دو" پھر ابوسفیان نے کہا: کیا اس قوم میں عمر بن خطاب ہیں؟ پھر ابوسفیان نے کہا یہ سب لوگ قتل ہو گئے، اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے [1]۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کی زبان سے بلیا ختہ یہ الفاظ نکل گئے: اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہبل (نامی بت) کی جے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہ نے پوچھا: کیا جواب دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو "اللہ بلند و برتر ہے" ابوسفیان نے کہا: ہماری (مددگار) عزّیٰ (دیوی) ہے اور تمہاری (مددگار) عزّیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: تم یہ کہو کہ ہمارا مولیٰ اللہ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ بدر کا بدلہ ہے۔ لڑائی مثل ڈول کے ہوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا البتہ میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتا [2]۔

مشرکین کا میدان جنگ سے کوچ

اس جنگ میں اگرچہ مسلمین کا کافی نقصان ہوا لیکن انہوں نے میدان جنگ کو نہیں چھوڑا (کافر واپس روانہ ہو گئے)۔

اسی اثناء میں بعض لوگوں نے مسلمین سے کہا کہ کفار لشکر جمع کر کے پھر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے ڈرو (لیکن بجائے ڈرنے اور ہمت ہارنے کے مسلمین کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا: اللہ ہمارے لئے کافی اور وہ اچھا کارساز ہے [3]۔

---

[1] اشرف ابوسفیان فقال "انی القوم محمد"؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجیبوہ فقال أفی القوم ابن ابی قحافۃ؟ قال لا تجیبوہ فقال انی القوم ابن الخطاب فقال ان ھؤلاء قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[2] فلم یملك عمر نفسه فقال کذبت یا عدو اللہ ابقی اللہ علیك ما یخزیك قال ابوسفیان اعل ھبل فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اجیبوہ قالوا ما نقول قال قولوا اللہ اعلیٰ واجل قال ابوسفیان لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اجیبوہ قالوا ما نقول قال قولوا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم قال ابوسفیان یوم بیوم بدر والحرب سجال وتجدون مثلة لم آمر بھا ولم تسؤنی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۱)

[3] قال اللہ تبارك وتعالیٰ: الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل (آل عمران ۔ ۱۷۳)

کفار کا تعاقب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی کہ کفار پھر حملہ کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا "کون کفار کا تعاقب کرے گا"؟ اگرچہ مؤمنین کافی زخمی ہو چکے تھے تاہم ستر آدمی فوراً تیار ہو گئے جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(آل عمران ۔ ۱۷۲)

جن لوگوں نے باوجود زخمی ہونے کے اللہ اور رسول کا حکم قبول کیا، ان میں سے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے نیکی کی اور تقویٰ پر کاربند رہے اجر عظیم ہے۔[1]

مسلمین کی واپسی

مسلمین نے کفار کا تعاقب کیا (کفار بھاگ گئے) مسلمین ان کا تعاقب کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے۔ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے طالب رہے (اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے[2]

جنگ کا نتیجہ۔ مسلمین کی فتح، کفار کی ہلاکت و ناکامی

اگرچہ دوران جنگ مسلمین کو کافی نقصان پہنچا لیکن بالآخر فتح انہی کی ہوئی۔ کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمین میدان جنگ میں ڈٹے رہے، پھر کفار کا تعاقب کیا۔ کفار کی ایک جماعت ہلاک ہوئی اور ایک جماعت ذلیل اور ناکام واپسی ہوئی، کفار کا زور ٹوٹ گیا[3]

---

[1] قالت عائشة وانصرف عنه المشرکون خاف ان یرجعوا قال من یذهب فی اثرهم فانتدب منهم سبعون رجلا کان فیهم ابوبکر والزبیر (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد جزء ۵ ص ۱۳)

[2] قال الله تبارك وتعالیٰ: فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم یمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله والله ذوفضل عظیم ○ (آل عمران ۔ ۱۷۴)

[3] قال الله تعالیٰ فانقلبوا بنعمة من الله (آل عمران ۔ ۱۷۴)

قال الله تبارك وتعالیٰ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتهم فینقلبوا خائبین ○ (آل عمران ۔ ۱۲۷)

قال الله عزوجل: ویمحق الکٰفرین (آل عمران ۔ ۱۴۲)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ
الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ
اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ
طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَ
اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ
اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ صبح کے وقت اپنے اہل بیت سے رخصت ہو کر (میدان جنگ کی طرف) روانہ ہوئے اور مؤمنین کو جنگ کے لئے مورچوں پر بٹھانا شروع کیا، اللہ (آپ کے تمام حالات سے واقف تھا کیونکہ وہ) سننے والا، جاننے والا ہے ﴿۱۲۱﴾ (اور اے رسول، وہ وقت

بھی یاد کیجئے) جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کیا حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا، (انہیں اُسی پر بھروسہ کرنا چاہئے تھا) اور (اسی وقت کیا) مؤمنین کو تو (ہر حالت میں) اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے (نہ کہ مادی طاقت اور سازوسامان پر) (۱۲۲) اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تمہاری مدد (جنگ) بدر میں بھی کی تھی جب کہ تم انتہائی بے سروسامان تھے (تو کیا اس جنگ میں تمہاری مدد نہ کرتا) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کی شکرگذاری کرسکو (۱۲۳)

معانی ومصادر

(غَدَوْتَ) غَدًا، یَغْدُوْ، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا۔
(تُبَوِّئُ) بَوَّءَ، یُبَوِّءُ، تَبْوِئَةٌ (باب تفعیل) ٹھکانہ دینا۔
(مَقَاعِدَ) قَعَدَ، یَقْعُدُ، قُعُوْدٌ ومَقْعَدٌ (ن) بیٹھنا۔ (مَقَاعِد = مَقْعَدٌ کی جمع، بیٹھنے کی جگہیں)
(هَمَّتْ) هَمَّ، یَهُمُّ، هَمٌّ و مَهَمَّةٌ (ن) فکرمند ہونا، ارادہ کرنا، پگھلانا۔
(تَفْشَلَا) فَشِلَ، یَفْشَلُ، فَشَلٌ (س) بزدلی دکھانا۔
(اَذِلَّةٌ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ وذِلَّةٌ وذَلَالَةٌ ومَذَلَّةٌ (ض) ذلیل ہونا (اَذِلَّةٌ = ذلیل کی جمع، بے عزت، بے سروسامان)۔

تفسیر

ان آیات سے جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلے اور (میدان جنگ میں پہنچ کر) مؤمنین کو مختلف مورچوں پر متعین کرنے لگے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ

۱۔ جنگ اُحد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے صبح کے وقت روانہ ہوئے،

۲۔ آپ نے صحابۂ کرام کو مختلف مورچوں پر متعین فرمادیا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ واَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَاتَبْرَحُوْا اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عليهم فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَاَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ) اُحد کے دن تیراندازوں کا پیدل دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔ یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اس دستہ پر (حضرت) عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر مقرر کیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: "جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کردیا ہے اور اگر تم یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جارہے

وَفِيْ رِوَايَةٍ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا

الطّیر فلا تبرحوا مکانکم ھذا حتّٰی اُرسل الیکم وان رأیتمونا ھزمنا القوم واوطأناھم فلا تبرحوا حتّٰی اُرسل الیکم (صحیح بخاری کتاب الجھاد باب مایکرہ من التنازع ۴/۷۹)

ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے، جو ہدایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دے رہے اللہ تعالیٰ ان کو سن رہا تھا اور میدان جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا یہ سب کچھ اس کے علم میں تھا۔

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَہٗ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ لوگ (جنگ سے پہلے ہی) واپس ہو گئے۔

جو لوگ جنگ سے پہلے واپس ہو گئے یہ منافقین تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں:۔

کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُھُمْ وَفِرْقَۃٌ تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُھُمْ فَنَزَلَتْ:

(واپس لوٹ جانے والوں کے سلسلہ میں) صحابہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے، ایک کہتا تھا کہ ہم ان سے لڑیں گے، دوسرا کہتا تھا ہم ان سے نہیں لڑیں گے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰہُ اَرْکَسَھُمْ بِمَا کَسَبُوْا۔ (النسآء ۔ ۸۸) (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۳)

(اے ایمان والو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے سلسلہ میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو، اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا (اور ان کو جہاد کی توفیق نہ دی)۔

الغرض سورۂ نساء کی مندرجہ بالا آیت اور اس کے شان نزول سے معلوم ہوا کہ جنگ سے پہلے واپس جانے والا یہ گروہ منافقین کا گروہ تھا۔ اسی موقع پر انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ بھی بزدلی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْنَا: اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِیْ سَلِمَۃَ وَبَنِیْ حَارِثَۃَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ ھمّت طّآئفتان منکم ان تفشلا جزء ۵ ص۱۲۳ و

یہ آیت اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا (انصار کے دو قبیلے) بنو سلمہ اور بنو حارثہ (کے سلسلہ) میں نازل ہوئی ہے۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الانصار
جزء ۲ ص ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا) اے ایمان والو وہ وقت یاد کرو جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی کا ارادہ کیا حالانکہ (انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اس لئے کہ) (وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا) اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اور مؤمنین کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے (نہ کہ مادی سازو سامان پر۔ اگر منافقین چلے گئے تھے تو چلے جائیں۔ فتح و نصرت کا دارومدار ان کی شرکت پر نہیں تھا۔ فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○
(آل عمران ۔ ۱۲۶)

مدد تو (حقیقت میں) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

کیونکہ فتح و نصرت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہے لہذا مؤمنین کو صرف اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔
آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ) (اے ایمان والو، کیا تمہیں یاد نہیں کہ جنگ) بدر کے موقع پر اللہ تعالےٰ نے تمہاری مدد کی تھی (اور تمہیں فتح و کامرانی سے بہرہ مند کیا تھا) حالانکہ تم اس وقت بہت ہی زیادہ بے سروسامان تھے (تمہارے پاس سامان جنگ کی بھی قلت تھی اور تمہاری تعداد بھی قلیل تھی۔ جب ایسے نازک موقع پر اللہ تعالےٰ نے تمہیں مدد دی اور تمہیں فتح عنایت کی تو کیا اس جنگ میں وہ تمہاری مدد نہ کرتا اور تمہیں فتح عنایت نہ کرتا) (فَاتَّقُوا اللّٰهَ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (مادّی سازوسامان پر بھروسہ کرکے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دو) اگر تم صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے اور فتح و نصرت کو منجانب اللہ سمجھا تو پھر یقیناً تم فتح و نصرت کو اللہ تعالیٰ کا ایک احسان سمجھو گے (لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور پھر اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکو گے۔

عمل

اے ایمان والو، صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ سازوسامان اور افراد کی تعداد پر بھروسہ نہ کیجئے۔ ان چیزوں کی فراہمی کے لئے کوشش تو کیجئے لیکن فتح و کامرانی کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر نظر رکھیئے۔ وہ چاہے تو بغیر سازوسامان کے بھی فتح دے سکتا ہے۔
اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیئے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ
اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا
يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ
اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ

طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

ترجمہ (اور اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ (جنگ سے پہلے) مؤمنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہاری مدد فرمائے ﴿۱۲۴﴾ یہی نہیں بلکہ اگر تم نے استقامت دکھائی اور (اللہ سے) ڈرتے رہے اور کافروں نے جوش وخروش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان لگے ہوئے فرشتوں کو بھیج کر تمہاری مدد کرے گا ﴿۱۲۵﴾ اور (یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ) اس مدد کو تو اللہ نے محض تمہارے لئے خوشخبری (کا ذریعہ) بنایا تھا تاکہ یہ خوشخبری سُن کر تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو (حقیقت میں) اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے ﴿۱۲۶﴾ (اللہ کی مدد کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ کافروں کی ایک جماعت کا استیصال کر دے یا انہیں (ایسا) ذلیل وخوار کرے کہ (میدان جنگ سے) ناکام واپس ہوں ﴿۱۲۷﴾

معانی ومصادر (یَکْفِیَ) کَفٰی، یَکْفِیْ، کِفَایَۃٌ (ض) کفایت کرنا۔
(فَوْر) فَارَ، یَفُوْرُ، فَوْرٌ فَوَرَانٌ (ن) جوش مارنا (فَوْرٌ = کسی چیز کا اول حصہ، جوش)۔
(مُسَوِّمِیْنَ) سَوَّمَ، یُسَوِّمُ، تَسْوِیْمٌ (باب تفعیل) نشان لگانا۔
(تَطْمَئِنَّ) اِطْمَأَنَّ، یَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (باب اِفْعِلَّالٌ۔ رباعی مزید فیہ) ساکن ہونا، مطمئن ہونا۔
(طَرَفًا) طَرَفَ، یَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) پھیرنا (طرف = جماعت، کنارہ)
(یَکْبِتُ) کَبَتَ، یَکْبِتُ، کَبْتٌ (ض) گرانا، پچھاڑنا، رسوا کرنا۔
(خَآئِبِیْنَ) خَابَ، یَخِیْبُ، خَیْبَۃٌ (ن) ناکام ہونا۔

تفسیر منافقین کے چلے جانے کے بعد بعض لوگوں میں کچھ کم ہمتی کے آثار نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہمت افزائی کے لئے فرمایا (اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ) کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کرکے تمہاری مدد فرمائے (بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ) بلکہ یہی نہیں اگر کافروں نے جوش وخروش کے ساتھ

حملہ کیا اور تم ثابت قدم رہے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے تو پھر (یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ) وہ پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد فرمائیگا۔

ان آیتوں کا تعلق اگرچہ اس وقت سے ہے جس وقت جنگ شروع نہیں ہوئی تھی لیکن آیتوں کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہ آیتیں جنگ کے بعد نازل ہوئیں (اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ) (وہ وقت یاد کرو جب آپ مؤمنین سے کہہ رہے تھے) یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ کسی گذشتہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تسلی و تشفی جنگ سے پہلے صحابہ کرام کو دی تھی اللہ تعالےٰ نے جنگ کے بعد اسکو قرآن مجید کے الفاظ میں نازل کر کے قیامت تک کے لئے اس کو صرف محفوظ ہی نہیں بلکہ اسے ایسی وحی بنا دیا جو تلاوت کی جائے۔

ان آیات کا جنگ کے بعد نازل ہونا صاف بتا رہا ہے کہ ان آیات کا مفہوم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔ آپ کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائیگا اور پھر فرشتوں کی تعداد کو بھی ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ متعین کر دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبریں محض اللہ تعالیٰ کے عمومی وعدۂ کا امداد کی بنیاد پر نہیں دی تھیں بلکہ اس موقع پر ایک خاص وحی کے ذریعہ آپ کو بتایا گیا تھا کہ آپ کی مدد کی جائے گی اور اس وحی میں دو دفعہ تعداد کا بھی تعین کر دیا گیا تھا اور فرشتوں کا امتیازی نشان بھی بتا دیا گیا تھا۔ مدد کا وعدہ، تعداد کا تعین اور فرشتوں کا نشان لازماً وحی کا رہین منّت ہیں اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی۔

ان آیات میں دو وعدے کئے گئے ہیں:۔

پہلا وعدہ:۔ تین ہزار فرشتوں سے مؤمنین کی مدد کی جائے گی۔

دوسرا وعدہ:۔ اگر کافروں نے کچھ زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا تو پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کی جائے گی۔

ان دو وعدوں سے مؤمنین میں ایسی ہمت پیدا ہو گئی کہ انہوں نے مقابلہ شروع ہوتے ہی فوراً کافروں کو شکست دے دی اور ان کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ۔

(آل عمران ۔ ۱۵۲)

اللہ نے تو اپنا (فتح و نصرت کا) وعدہ پورا کر دیا جبکہ (اے ایمان والو) تم اللہ تعالےٰ کے حکم سے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے۔

فوجوں اور فوج کے مختلف دستوں کے عموماً کچھ نشان ہوتے ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ نشانات ان کو عام شہریوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ ان نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک باقاعدہ مسلح فوج کے جنگ جُو سپاہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے سلسلہ میں ان فوجی نشانات کا بھی ذکر فرمایا جن کے وہ حامل ہوں گے

جن سے معلوم ہوگا کہ وہ محض جنگ ہی کے لئے نازل کئے گئے ہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مدد کی جو خبر سنائی تھی وہ تو محض ایک خوشخبری تھی تاکہ مؤمنین کی ہمت بڑھ جائے، ان کے دلوں میں اطمینان پیدا ہو جائے (وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ) ورنہ اصل مدد تو اللہ عزوجل غالب اور حکمت والے کی طرف سے آیا کرتی ہے۔ وہ چاہے تو بغیر کسی ذریعہ اور وسیلہ کے بھی مدد کر سکتا ہے۔ ذریعہ اور وسیلہ کا بیان تو صرف اطمینان قلبی کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ذریعہ اور وسیلہ کی وضاحت نہ بھی کرے تب بھی مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کے وعدۂ امداد پر پوری طرح یقین کرنا چاہیئے۔ وہ غالب ہے، زبردست ہے، وہ جو چاہے بغیر کسی وسیلہ اور ذریعہ کے بھی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۲۱)

اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے میں اس کی کیا کیا مصلحتیں ہوتی ہیں)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○

(اقتربت الساعۃ ۔۵۰)

اور ہمارا حکم تو بس ایک پلک جھپکنے کی طرح واقع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

(یٰسٓ ۔ ۸۲)

جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام تو بس اتنا ہوتا ہے کہ اس چیز سے کہتا ہے "ہو جا" تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اگرچہ ہر کام پر غالب ہے لیکن اس کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے، اس کے کام لغو نہیں ہوتے۔ وہ اگرچہ مسلمین کی مدد جب چاہے اور جس طرح چاہے کر سکتا ہے لیکن کسی خاص مصلحت اور حکمت کے پیش نظر وہ مدد کو روک بھی لیتا ہے۔ مدد کا دینا اور روک لینا اس کی حکمت کے تحت ہوتا ہے۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جنگ احد میں اگرچہ اللہ تعالےٰ نے کسی حد تک مدد کو روک لیا تھا تو اس کا روکنا بے مقصد اور حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اسی مقصد اور حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

اگر تم کو زخم لگے ہیں تو (پہلے جنگ بدر میں) اسکے مثل ان کو بھی زخم لگ چکے ہیں، لوگوں کے درمیان یہ دن ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں (کہ کبھی کسی کا نقصان

شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ
حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(آل عمران ۔ ۱۴۰ تا ۱۴۲)

اور کبھی کسی کا نقصان۔ اے ایمان والو، اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ (تمہارے عمل سے) ممیز کر دے کہ کون (صحیح معنوں میں) ایمان لایا ہے (اور کون نہیں لایا) اور (یہ بھی مقصد تھا کہ) تم میں بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (تمہیں نقصان پہنچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ اللہ ان ظالموں کو پسند کرتا ہے، نہیں) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور (لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص مؤمن بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے۔ (اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کی جانچ نہیں کی اور (اے ایمان والو یہ نقصان جو تمہیں پہنچا تو اس کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے بھی) جان لے۔

الغرض اس طرح مؤمنین اور کافروں کے مابین جنگ کو برپا کرنا اور پھر مؤمنین کو مدد دینا بھی حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ) جنگ سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ کافروں کی ایک جماعت کا استیصال کر دے یا انہیں مغلوب کر دے تاکہ وہ ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار کو شکست ہوئی اور وہ ناکام اور نامراد واپس لوٹے۔ اس کے برخلاف مؤمنین کو اللہ تعالےٰ نے فتح دی اور وہ کامیابی اور فضل ربانی کے ساتھ واپس لوٹے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ
سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
عَظِيْمٍ ۝

(آل عمران ۔ ۱۷۴)

(حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار کا تعاقب کیا) پھر وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا، وہ اللہ کی رضا کی پیروی کرتے رہے (لہٰذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ مدد تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، وہی فتح و کامرانی عطا فرماتا ہے

اسباب وذرائع تو صرف اطمینان قلب کے لئے ہیں، وہ فتح وکامرانی کے لئے یقینی ذرائع نہیں ہوتے۔ فتح وکامرانی کے لئے یقینی ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہے لہذا صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر ایمان اور یقین رکھیئے اور اسی کے بھروسہ پر اپنے تمام کام کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی سے فتح وکامرانی کی دعاء کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے موقع پر اس طرح دعاء فرماتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ، اے کتاب کے نازل کرنے والے، اے جلد حساب لینے والے، اے اللہ (دشمن کی) فوجوں کو شکست دے۔ اے اللہ، انہیں شکست دے اور انہیں جھنجوڑ دے (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین جزء ۴ صـ۵۳ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب الدعاء بالنصر جزء ۲ صـ۷۲)

نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ
عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ (اے رسول) کافروں کے معاملہ میں آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں (یہ معاملہ اللہ پر چھوڑیئے) چاہے وہ ان کو معاف کرے اور چاہے ان کو عذاب دے اس لئے کہ یہ ظالم ہیں ﴿۱۲۸﴾ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، وہ جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے اور جس کو چاہے سزا دے سکتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۲۹﴾

معانی ومصادر (يَتُوْبُ) تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبٌ وتَوْبَةٌ وتَابَةٌ ومَتَابٌ وتَتْوِبَةٌ (ن) توبہ کرنا، رجوع کرنا۔

شانِ نزول حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رِعْلًا وَّ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ (وفی روایۃ لمسلم قَالُوْا اِنَّ

رِعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان قبیلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنے دشمن کے مقابلہ میں) امداد طلب کی اور ایسے مبلغین طلب کئے

ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ) فَاَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِيْ زَمَانِهِمْ كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع جزء ۵ ص۱۳۲ و روی مسلم نحوہٗ فی کتاب الامارۃ فی باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ ص۱۵۵)

جوان کو قرآن مجید اور سنت کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار کو جو اپنے زمانے کے قرّاء کہلاتے تھے ان کے ساتھ بھیج دیا، یہ لوگ دن کو لکڑیاں چن کر لاتے اور رات کو نماز پڑھتے تھے۔ جب قرّاء بیر معونہ پر پہنچے تو اُن قبائل نے عہد توڑ ڈالا اور (دھوکہ دے کر) انہیں قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مہینہ بھر تک صبح کی نمازمیں ان پر بددعاء کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب لیس لک من الامر شیء جزء ۵ ص۱۲۷ وکتاب الاعتصام باب قول اللہ تعالیٰ: لیس لک من الامر شیء جزء ۹ ص۱۳۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو میں سنتا کہ آپ سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد کے بعد اس طرح فرماتے: اے اللہ فلاں پر، فلاں پر اور فلاں پر لعنت فرما۔ اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ سے ظٰلِمُوْنَ تک۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ (رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم) يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں عرب کے بعض قبیلوں پر اس طرح بددعاء کرتے تھے۔ اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما یہاں تک کہ (جب) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "لیس لک

الآیۃ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر آل عمران جزء ۶ ص۴۸)

من الامر" نازل فرمائی (تو آپ نے بددعاء ترک کردی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں :۔

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیَّۃً یُقَالُ لَھُمُ الْقُرَّاءُ فَاُصِیْبُوْا فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰی شَیْءٍ مَا وَجَدَ عَلَیْھِمْ فَقَنَتَ شَھْرًا فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَیَقُوْلُ اِنَّ عُصَیَّۃَ عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء علی المشرکین جزء ۸ ص۱۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجاہدین و مبلغین کا) ایک دستہ جنہیں قرّاء کہا جاتا تھا روانہ فرمایا، وہ وہاں جاکر مصیبت میں مبتلا ہوگئے (اور دھوکے سے قتل کردئے گئے)۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رنج کبھی کسی اور چیز سے ہوا ہو جتنا کہ ان (کے قتل) سے ہوا۔ آپ نے صبح کی نماز میں ایک ماہ تک دعائے قنوت پڑھی، آپ فرماتے تھے عصیہ (قبیلہ کے لوگوں نے) اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُسِرَتْ رَبَاعِیَتُہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِیْ رَاْسِہٖ فَجَعَلَ یَسْلُتُ الدَّمَ عَنْہُ وَیَقُوْلُ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّھُمْ وَکَسَرُوْا رَبَاعِیَتَہٗ وَھُوَ یَدْعُوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ احد جزء ۲ ص۱۰۲)

احد کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اگلا دانت ٹوٹ گیا اور سر زخمی ہوگیا۔ آپ اپنے (چہرہ) سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: "وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کردیا اور اس کا ایک دانت توڑ دیا اس حال میں کہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا"۔ اسی موقع پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا عَلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ (رواہ الترمذی وصححہ فی باب تفسیر سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۳۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار شخصوں کے لئے بددعاء کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

الغرض اس آیت کے شان نزول تین ہیں :۔

۱ ۔ چند قبیلوں نے منافقانہ طور پر قرآن مجید اور سنت نبوی کی تعلیم کے لئے اور دشمن کے مقابلہ میں بطور امداد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند مسلمین کو ان کے ہاں بھیجنے کی درخواست کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں اور مجاہدوں کا ایک دستہ ان کے ساتھ روانہ کر دیا ۔ جب قاریوں کا یہ دستہ بیر معونہ کے مقام پر پہنچا تو ان قبیلوں نے ان قاریوں کو دھوکہ دے کر شہید کر دیا ۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ پہنچا کہ آپ نے مہینہ بھر تک ان قبیلوں کے لئے بددعاء کی ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعاء کرنی چھوڑ دی ۔

۲ ۔ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا کہ جس قوم نے اپنے نبی کو زخمی کیا ہو وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے ۔ آپ کو ان کے بدانجام کا خیال آکر رنج وصدمہ ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر تسلی فرما دی ۔

۳ ۔ چار شخصوں نے اسلام یا مسلمین کو سخت نقصان پہنچایا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے ان کے لئے بددعاء فرمائی ۔

تفسیر تین صدمے بیک وقت یا کچھ عرصہ کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کو رنج وغم اور فکر کرنے سے روک دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) آپ کو اس سلسلہ میں رنج وغم اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ آپ ان لوگوں کے انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے (أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ) یہ اس کا کام ہے کہ وہ ان کو توبہ کی توفیق دے یا وہ اسلام قبول کر لیں اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے یا انہیں عذاب دے اس لئے کہ وہ یقیناً ظالم ہیں ، انہوں نے ستر قراء کو شہید کر کے یا اپنے نبی کو زخمی کر کے یقیناً بہت بڑا گناہ کیا ہے ۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار کے سلسلہ میں دعائے قنوت کا پڑھنا ترک کر دیا ۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے ، سب پر اس کی حکومت ہے ، وہ جو چاہے کر سکتا ہے (يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ) وہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس کو چاہے عذاب دے (وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ — اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ۔

(الاعراف ۔ ۱۵۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَہٗ فَوْقَ الْعَرْشِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ بل ھو قرآن مجید $\frac{9}{196}$)

اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے یہ لکھ دیا ہے کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے" یہ بات اس کے پاس بالائے عرش لکھی ہوئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ ۵۱۶)

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو اس رات کو میں کیا دعاء کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ دعاء کرو:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، مجھے معاف فرما)۔

آیت زیر تفسیر میں غفور رحیم اور مندرجہ بالا آیت و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ معاف کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے لہٰذا اس نے ان کفار کو معاف کرنے کا ہی ارادہ کیا ہوگا۔ کفار کا جوق در جوق مسلم ہونا اس بات کی عملی شہادت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ○ (اذا جاء نصر اللہ والفتح ۔ ۱و۲)

(اے رسول) جب اللہ کی (طرف سے) مدد اور فتح آگئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ عَلٰی اَرْبَعَۃِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ فَھَدَاھُمُ اللّٰہُ لِلْاِسْلَامِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب تفسیر القرآن من سورۃ اٰل عمران جلد ۲ صـ ۳۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار شخصوں کے لئے (خاص طور پر) بددعاء کرتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ پھر اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی۔

الغرض مندرجہ بالا آیات اور حدیث گویا اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ کی تفسیر ہیں۔
اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی توبہ کی طرف جو اشارہ فرمایا تھا آگے جا کر اسی کے مطابق ہوا۔ انہوں نے توبہ کی

اور اسلام قبول کر لیا۔

عمل

اے ایمان والو، کفار، منافقین اور مبتدعین وغیرہ کو ان کی ایذاء رسانیوں پر بددعاء نہ دیجئے، اگر وہ اسلام کی مخالفت کریں تو ان کے بُرے انجام کے اندیشہ سے آزردہ نہ ہوئیے، ان کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دیجئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں توبہ کی توفیق دے اور وہ صحیح راستہ پر آجائیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ الرِّبَوٰٓا
أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا۟ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا۟ النَّارَ الَّتِىٓ
أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا۟
اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾
وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَٰوَٰتُ وَالْأَرْضُ
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ
يُنفِقُونَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا
عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ اے ایمان والو، کئی گنا سود نہ کھاؤ، اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور اس دوزخ سے بھی ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۱﴾ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۱۳۲﴾ اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف تیزی سے آؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے ﴿۱۳۳﴾ (متقی وہ لوگ ہیں) جو فراخی اور تنگی ہر حال میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ نیکی کرنے والے ہیں) اور اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے ﴿۱۳۴﴾ اور (متقی) وہ لوگ (ہیں) کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے ﴿۱۳۵﴾ ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور اجر تو عمل کرنے والوں کا ہی اچھا ہوتا ہے ﴿۱۳۶﴾

معانی ومصادر (رِبٰوٓا) رَبَا، یَرْبُوْا، رِبَاءٌ، رُبُوٌّ (ن) بڑھ جانا (رِبٰوٓا = سود)
(اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) ضَعَفَ، یَضْعَفُ، ضَعْفٌ (ف) کئی گنا کرنا، زیادہ کرنا
(اَضْعَاف = ضِعْفٌ کی جمع، کئی گنا)
ضَاعَفَ، یُضَاعِفُ، مُضَاعَفَةٌ (باب مفاعلہ) دُگنا کرنا۔
(اُعِدَّتْ) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(سَرَّآءِ) سَرَّ، یَسُرُّ، سُرُوْرٌ، مَسَرَّةٌ (ن) خوش کرنا (سَرَّآء = مسرت، خوشحالی)
(ضَرَّآءِ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضَرَّآء = سَرَّآء کی ضد، نقصان، تنگ حالی)۔
(کٰظِمِیْنَ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ (ض) غصہ روکنا، بند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً) اے ایمان والو، سود کو کئی گنا کر کے نہ کھاؤ یعنی سود در سود نہ کھاؤ۔ سود کی حرمت کے سلسلہ میں یہ پہلی آیت ہے۔ پہلے سود مرکب کو حرام کیا گیا پھر سود مفرد کو حرام کیا گیا۔ سود مفرد یعنی سادہ سود کی حرمت کی آیت سورۂ بقرہ میں ہے وہ اگرچہ کتابی ترتیب کے لحاظ سے پہلے ہے لیکن ترتیب نزول کے لحاظ سے بعد کی معلوم ہوتی ہے سود مفرد کی حرمت کے سلسلہ میں جو آیت بعد میں نازل ہوئی وہ درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۷۸ و ۲۷۹)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اگر تم مؤمن ہو تو سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو اور اگر تم (سود لینے سے) توبہ کر لو تو پھر تم اپنا راس المال یعنی زرِ اصل لے سکتے ہو (زرِ اصل سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتے اس طرح) نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہوگا (دونوں میں سے کسی کا نقصان نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ (یعنی تم صرف اپنا زرِ اصل لے سکتے ہو) اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ زرِ اصل کے علاوہ جو کچھ بھی لیا جائے بالکل حرام ہے۔ بہرحال دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ سود مرکب جائز ہے اور نہ سود مفرد، دونوں حرام ہیں۔ دونوں احکام کا یکے بعد دیگرے بتدریج نازل ہونا فطری اور نفسیاتی تقاضے کو پورا کرتا ہے۔ کسی خاص مسئلہ میں احکام کا تدریجاً نازل ہونا اس مسئلہ کے آخری حکم کی تعمیل کو آسان کر دیتا ہے۔ وہ حکم طبیعت پر بار نہیں گذرتا اور نفس اس کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔

(نوٹ:۔ سود کی برائی کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۸ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ اجناس کے باہمی تبادلہ کی صورت میں سود کی مزید قسموں کی تفصیل ہم انشاء اللہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۹ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ یعنی اللہ تعالےٰ سے ڈر کر سود لینا چھوڑ دو، اسی میں تمہاری فلاح و بہبود ہے۔

(وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ) اور اس دوزخ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یعنی سود کو چھوڑ دو تو تم اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ یہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن ایمان والوں کو بھی اپنے گناہوں کی سزا میں دوزخ میں جانا پڑیگا سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ کسی کے گناہ کو معاف کر دے اور اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ کافروں کے لئے وہ دائمی ٹھکانہ ہے اور ایمان والوں کے لئے جو گناہ کے مرتکب ہو جائیں عارضی ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق

جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے (دوزخ سے) نکال لو، الغرض وہ (دوزخ سے) نکل آئیں گے۔

باب صفة الجنة والنار جز ۸ ص ۱۴۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا ○ اِلَّا طَرِیْقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ○

(النساء ۔ ۱۶۸ ۔ ۱۶۹)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم (و زیادتی) کرتے رہے، اللہ نہ تو ان کو بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتائے گا سوائے دوزخ کے راستہ کے جس (دوزخ) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لئے (کچھ مشکل نہیں) بالکل آسان ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ہِیَ حَسْبُہُمْ وَلَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَلَہُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۶۸)

اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سنا دی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

آگے فرمایا (وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحمت کے مستحق ہو جاؤ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جنت سے فرمایا تھا:۔

اَنْتَ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون ۲/۵۳۶)

تو میری رحمت ہے۔ میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ (اپنی) رحمت سے نوازوں گا۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور رحمت کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شرط ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریگا وہ جنت میں جائیگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریگا وہ دوزخ میں جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے

الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(النسآء - ۱۳و۱۴)

نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدود سے آگے بڑھ جائیگا تو اللہ اُسے دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کے حصول کے لئے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جلدی کرو۔

اس آیت میں جنت کے وسیع ہونے کا بیان ہے۔ اس کی وسعت کا صحیح اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون کرسکتا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ ص۱۲۶ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب آخر اهل النار خروجا ۹۶/۱)

اللہ (جنت میں سب کے آخر میں داخل ہونے والے سے) فرمائیگا جا اور جنت میں داخل ہوجا، تیرے لئے دنیا کے مثل اور اس کی دس گنی جگہ ہے یا (یہ فرمایا) تیرے لئے دنیا کی دس گنی جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِىْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب ان فی الجنة شجرة جزء ۲ ص۵۳۰)

جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سایہ میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن اسے قطع نہیں کرسکے گا۔

یہ احادیث جنت کے وسیع وعریض ہونے کی تفسیر کرتی ہیں۔

آگے فرمایا (اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ) جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے لہٰذا اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کروگے تو جنت ملے گی۔ آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ دوزخ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور جنت متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے گویا کافروں کا اصلی اور دائمی ٹھکانا دوزخ ہے اور متقیوں کا اصلی اور دائمی ٹھکانہ جنت ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقیوں کی کچھ صفات بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ) متقیوں کی صفت یہ ہے کہ خوشحالی میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگ حالی میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ تنگ دستی کے زمانہ میں بھی خرچ کرنا ضروری ہے۔ جو شخص صرف فارغ البالی کی حالت میں خرچ کرتا ہے اور تنگ دستی کی حالت میں خرچ نہیں کرتا وہ تقویٰ کو یا تقوی کے کمال کو نہیں پہنچتا۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں مزید بیان سورۂ بقرہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

متقیوں کی دوسری صفت یہ بتائی کہ (وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ) وہ غصہ کو پی جایا کرتے ہیں (وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ) اور لوگوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ ان کی ضرر رسانی اور ان کی نازیبا حرکات پر نہ اُن سے لڑتے ہیں، نہ جھگڑتے ہیں نہ انتقام لیتے ہیں بلکہ حلم و بردباری سے کام لیتے ہوئے عفو و درگذر سے کام لیتے ہیں۔ غصہ کو پی جانا اور معاف کر دینا آسان کام نہیں ہے یہ اولوالعزم جوانمرد اور باہمت لوگوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○
(الشوریٰ ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے (بڑی ہمت کا کام) ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ○
(الشوریٰ ۔ ۳۶ و ۳۷)

(اور اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے (مگر) ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں، اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ صـ۳۲ وصحیح مسلم کتاب البر باب فضل من یملك نفسه عند الغضب جزء ۲ صـ۳۲۹)

جوانمرد وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ جوانمرد وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَاتَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ ص ۳۵)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اس نے بار بار وصیت کے لئے کہا، آپ نے (ہر بار) یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

عفو و درگذر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔

(النور - ۲۲)

(اگر لوگوں سے کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو صاحب فضل لوگوں کو) چاہئے کہ معاف کر دیں، درگذر کریں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے متقین کی تیسری صفت کا ذکر کیا اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ) متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں یعنی کوئی اور گناہ کر بیٹھتے ہیں تو گناہ کرتے ہی فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، (وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے (وہی معاف کر سکتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ جزء ۹ ص ۱۷۸ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول التوبۃ من الذنوب ۲/۳۹۵)

ایک بندے سے گناہ ہو گیا، اس نے کہا: اے میرے رب مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھے بخش دے۔ اس کے رب نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۳۲۹)

اے میرے بندو، تم رات اور دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں (لہذا) تم مجھ سے معافی مانگو، میں تمہیں معاف کردونگا۔

آگے فرمایا (وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ) پھر گناہوں کی معافی مانگنے کے بعد وہ جان بوجھ کر اس گناہ کو جس کو وہ کر بیٹھے تھے بار بار نہیں کرتے ۔ توبہ کرنے سے پہلے خواہ دن و رات گناہ کئے ہوں توبہ سے معاف ہوجائیں گے لیکن توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہیں ہونا چاہئے۔ توبہ کے بعد گناہ کرنا یہ دراصل توبہ ہی نہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○
(الفرقان ۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

یعنی توبہ کرنے کے بعد پھر اس گناہ کو نہ کرے یہ تقویٰ کی سچی علامت ہے ۔

(نوٹ :۔ توبہ کی تفصیل انشاء اللہ ہم سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ) ایسے ہی لوگ جن میں مندرجہ بالا صفات پائی جائیں مغفرت اور جنت کے مستحق ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی اور وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمل کرنے والوں کا بدلہ تو اچھا ہی ہوتا ہے۔ بغیر نیک عمل کے کچھ نہیں ملتا۔ جزائے خیر کے لئے عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ○
(النجم ۔ ۳۹)

اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۹)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے۔ یہ ان کی مہمانی ہوگی ان اعمال کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے بڑھیئے۔ اپنے اندر وہ صفات پیدا کیجئے جو متقی بننے کے لئے ضروری ہیں۔ فارغ البالی میں بھی اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کیجئے اور تنگ دستی میں بھی۔ غصہ نہ کیا کیجئے، غصہ دلانے والے کو معاف کر دیا کیجئے۔ بے حیائی اور گناہ کی باتوں سے دور رہا کیجئے۔ اگر کبھی اتفاق سے گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیا کیجئے اور پھر اس گناہ کو کبھی نہ کیجئے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ
لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾

ترجمہ (اے کافرو) تم سے پہلے بھی (بہت سی قوموں کے) واقعات گذر چکے ہیں، ذرا زمین کی سیر کر کے دیکھو کہ (رسولوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا ﴿۱۳۷﴾ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے (گذشتہ قوموں کے حالات کو واضح طور پر) بیان (کرتا) ہے اور یہ (قرآن) متقیوں کے لئے ہدایت و نصیحت (کا سرچشمہ) ہے ﴿۱۳۸﴾

معانی و مصادر (خَلَتْ) خَلَا، يَخْلُو، خُلُوٌّ وخَلَاءٌ (ن) گذرنا، خالی کرنا، تنہا ہونا۔
(سُنَنٌ) سَنَّ، يَسُنُّ، سَنٌّ (ن) کھول دینا، بہا دینا، تیز کر دینا، جاری کرنا، راستہ چلنا (سُنَنٌ = سُنَّةٌ کی جمع، طریقے، قصّے)۔
(سِيرُوا) سَارَ، يَسِيرُ، سَيْرٌ ومَسِيرٌ، مَسِيرَةٌ وسَيْرُورَةٌ (ض) زمین پر چلنا۔
(عَاقِبَةَ) عَقَبَ، يَعْقُبُ، عَقْبٌ وعُقُوبٌ وعَاقِبَةٌ (ن ض) کسی کے بعد آنا (عَاقِبَةٌ = انجام، آخر، جزا، سزا)
(بَيَانٌ) بَانَ، يَبِينُ، بَيَانٌ و تِبْيَانٌ (ض) واضح کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب بلکہ تمام کفار کو خطاب کر کے فرمایا کہ اگر تم ایمان نہیں لائے اور ہمارے رسول کی تکذیب کرتے رہے تو تمہیں اپنا انجام سوچ لینا چاہیئے (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ) تم سے پہلے (لاتعداد امتوں کے) واقعات گذر چکے ہیں، انہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا (فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ) تو پھر دیکھ لو کہ ان کا انجام کیا ہوا (انکی بستیوں

کے کھنڈرات ان کی تباہی کا زندہ ثبوت ہیں) تم زمین میں سیر و سیاحت کرو اور اپنی آنکھوں سے (ان کی تباہی و بربادی کا منظر) دیکھو (تاکہ تمہیں عبرت ہو) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ○ (صٓ ۔ ۱۴)

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (ان پر) ثابت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ (الزخرف ۔ ۲۵)

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیجئے کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ (العنکبوت ۔ ۴۰)

ہم نے ان سب کو ان کے گناہ کے سبب (اپنی) گرفت میں لے لیا۔ ان میں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے، بعض وہ تھے جن کو ایک زبردست آواز نے پکڑ لیا، بعض وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھسا دیا اور بعض وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا، اور اللہ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ○ (محمد ۔ ۱۰)

(اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے) ہیں، اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں کو نیست و نابود نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے اور اگر یہ کفر سے باز نہ آئے تو ان کا بھی ان ہی جیسا حال ہوگا۔

آگے فرمایا (هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ) یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے ایک واضح بیان ہے۔ نہ اس میں کوئی پیچیدگی ہے اور نہ کوئی الجھن۔ یہ تمام لوگوں کو ایک واضح راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُدًى لِّلنَّاسِ (البقرۃ ۔ ۱۸۵) (قرآن) تمام لوگوں کو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ (اور اے لوگو) ہم نے واضح آیتیں نازل کر دی

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○
(النور - ۴۶)

ہیں (تو اب تمہیں چاہئے کہ ان پر ایمان لاؤ) اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
(الحدید - ۹)

وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور بے شک اللہ تم پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنیوالا ہے۔

آگے فرمایا (وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ) یہ (قرآن) متقیوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور نصیحت بھی۔ راستہ تو یہ سب کو بتاتا ہے لیکن اس سے ہدایت اور نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر وہی پہنچتے ہیں جن کے دل اللہ تعالےٰ کے خوف سے معمور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○
(النور - ۵۲)

اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ہدایت کے دو معنی ہیں :۔

۱۔ راستہ بتانا

۲۔ راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچانا۔

پہلے معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ دوسرے معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید صرف متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ تفصیل کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۶ اور سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، تکذیب رُسل کے انجام کو معلوم کرنے کے لئے گذشتہ قوموں کے کھنڈرات کو دیکھئے، ان سے عبرت حاصل کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کی سزا میں آپ کو بھی انہی کی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے۔ دنیا بھی برباد ہو اور

آخرت بھی برباد۔

اے لوگو، اللہ کے رسول پر ایمان لائیے۔ جو کتاب ان کے اوپر نازل ہوئی ہے اس کتاب کو تسلیم کیجئے۔ یہ کتاب ہر ایک کو واضح راستہ کی دعوت دیتی ہے۔

اے لوگو، اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کیجئے، اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کو یہ کتاب ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دے گی۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ
مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے ﴿۱۳۹﴾ اگر تم کو زخم لگے ہیں تو (پہلے) اسی کے مثل ان کو بھی زخم لگ چکے ہیں۔ لوگوں کے درمیان یہ دن تو ہم اسی طرح بدلتے رہتے ہیں (کہ کبھی کسی کا نقصان اور

کبھی کسی کا نقصان، اے ایمان والو، اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ (تمہارے عمل سے) ممیّز کر دے کہ کون (صحیح معنوں میں) ایمان لایا ہے (اور کون نہیں لایا) اور (یہ بھی مقصد تھا کہ) تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (تمہیں نقصان پہنچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ اللہ ان ظالموں کو پسند کرتا ہے، نہیں) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (۱۴۰) اور (اس لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مؤمن) بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے (۱۴۱)

معانی ومصادر

(لَا تَهِنُوْا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا، کمزور کرنا۔
(اَعْلَوْنَ) عَلَا، يَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) عَلِيَ، يَعْلٰى، عَلَاءٌ (س) بلند ہونا۔
(اَعْلَوْنَ = اَعْلٰى کی جمع)
(قَرْحٌ) قَرَحَ، يَقْرَحُ، قَرْحٌ (ف) زخمی کرنا (قَرْحٌ = زخم)۔
(نُدَاوِلُ) دَاوَلَ، يُدَاوِلُ، مُدَاوَلَةٌ (باب مفاعلہ) پھیرنا۔
(يُمَحِّصُ) مَحَّصَ، يُمَحِّصُ، تَمْحِيْصٌ (باب تفعیل) آزمانا، کم کرنا اور پاک کرنا۔
(يَمْحَقَ) مَحَقَ، يَمْحَقُ، مَحْقٌ (ف) مٹانا۔

تفسیر

ان آیات سے اللہ تعالیٰ نے پھر جنگ احد کا ذکر شروع فرمایا۔ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین کو اس جنگ میں کافی زخم آئے تھے اور انہیں کافی نقصان پہنچا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا) اے ایمان والو کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو، پست ہمت نہ ہو جاؤ اور (اس جنگ میں جو تمہیں نقصان پہنچا ہے اس سے) رنجیدہ نہ ہو (وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اگر تم مؤمن رہے تو غالب تم ہی رہو گے (لڑائی کا انجام تمہارے حق میں ہوگا۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں، کافر تم پر کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتے) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ (النسآء - ۱۴۱)

اور اللہ (دنیا میں بھی) کافروں کو مؤمنین پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

تسلی دیتے ہوئے آگے فرمایا (اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ) اگر تمہیں زخم پہنچے ہیں تو کیا ہوا، کافروں کو بھی تمہارے مثل زخم پہنچ چکے ہیں (اگر تمہیں بھی نقصان پہنچا ہے تو کافروں کو بھی تو تمہارے مثل نقصان پہنچ چکا ہے، اگر تمہارے آدمی قتل ہوئے ہیں تو ان کے بھی تو اتنے ہی آدمی قتل ہو چکے ہیں) اور یہ دن تو ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا نقصان، ہاں نقصان اور فائدے کے اسباب بھی ہوا کرتے ہیں اور مقاصد بھی۔ اس جنگ میں جو نقصان تمہیں پہنچا ہے اس کا سبب تمہاری نافرمانی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ۔ (اٰل عمران - ۱۵۲)

خاطر خواہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد تم نافرمانی کر بیٹھے (نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں نقصان سے دوچار ہونا پڑا)۔

تمہاری نافرمانی تمہارے نقصان کا سبب بنی اور تمہارا نقصان تمہاری آزمائش کا سبب بنا اور اللہ تعالےٰ کو تو بہرحال تمہاری آزمائش مقصود تھی (وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اس نقصان سے اللہ تعالیٰ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ حقیقی مؤمن کون ہیں (اور اوپری دل سے ایمان کا دعوٰی کرنے والے کون ہیں، کون ہیں جو باوجود نقصان کے ایمان پر قائم رہتے ہیں اور کون ہیں جو نقصان پہنچتے ہی ایمان سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور کفر کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو آزمائش سے پہلے بھی معلوم تھا کہ کون مؤمن صادق ہیں اور کون برائے نام ایمان کا دعوٰی کرنے والے ہیں۔ اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔ آزمائش کا مقصد یہ تھا کہ عملاً بھی معلوم ہو جائے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ دنیا والے بھی دیکھ لیں کہ مؤمن کون ہیں اور منافق کون ہیں اور کیونکہ دنیا والے بغیر عمل کے مؤمن اور منافق میں خط امتیاز نہیں کھینچ سکتے لہذا مؤمنین اور منافقین کی عملی میدان میں آزمائش کی گئی۔ عمل نے بتا دیا کہ مؤمن کون ہے اور منافق کون ہے)۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو، اس مقصد کے علاوہ مؤمنین کے قتل کرانے سے اللہ تعالیٰ کا ایک اور مقصد بھی تھا اور وہ یہ کہ (وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ) تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (اور انہیں آخرت میں درجات عطا فرمائے)۔

مؤمنین کو عارضی طور پر کچھ نقصان پہنچا، اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کافروں سے خوش ہے نہیں، یہ بات نہیں (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ) اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (کافر درحقیقت ظالم ہیں لہذا اللہ تعالےٰ کیسے ان سے خوش ہو سکتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ۔۲۵۴) اور کافر ہی تو ظالم ہیں۔

مؤمنین کے عارضی نقصان سے یہ بھی مقصود تھا کہ (وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا) اللہ تعالیٰ مؤمنین کی آزمائش کرے، انہیں مصیبت میں مبتلا کر کے ان کے ایمان کو خالص کر دے (جس طرح سونا بھٹی سے تپانے سے خالص ہو جاتا ہے اس طرح ایمان بھی مصائب کی بھٹی میں تپانے سے خالص ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اس آزمائشی دور سے گذار کر مؤمنین کو کامل الایمان بنا دے، ان کے ضعف ایمانی کو دور کر دے اور جب وہ حقیقی معنوں میں خالص مؤمن بن جائیں اور منافقین سے ممتاز ہو جائیں تو ان خالص مؤمنین کے ذریعہ (يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ) کافروں کو نیست و نابود کر دے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا اصل سبب یہ تھا کہ ان کے ایمان کو خالص کیا جائے اور پھر ان خالص ایمان والوں کے ذریعہ کافروں کو نیست و نابود کر دیا جائے ان کی قوت کو پامال کر دیا جائے۔ ان کے حوصلہ کو پست کر دیا جائے اور ہوا بھی یہی۔ باوجود عارضی برتری حاصل کرنے کے کافر مؤمنین کا کچھ نہ بگاڑ سکے، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ میدان چھوڑ کر چلے گئے، مؤمنین نے ان کا تعاقب کیا اور فضل و نعمت کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ (حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار پر حملہ کیا) پھر وہ اللہ

سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○

(آل عمران - ۱۷۴)

کی نعمت اور فضل سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا، وہ اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے رہے (لہذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

کفار مکہ کا زور ٹوٹ گیا اور پھر وہ اکیلے مؤمنین کے مقابلہ کے لئے کبھی میدان جنگ میں نہیں کودے۔

عمل

اے ایمان والو، مصائب اور عارضی نقصانات سے نہ گھبرائیے، بزدلی نہ دکھلائیے، مصائب اور عارضی نقصانات تو دراصل آزمائش کیلئے ہوتے ہیں یہ آپ کے ایمان کو خالص بناتے ہیں۔

اے ایمان والو، آپ ہمیشہ کافروں پر غالب رہیں گے مگر شرط یہی ہے کہ آپ اپنے ایمان کو خالص بنالیں اور ایمان کو خالص اسی صورت میں بنایا جا سکتا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے امتحانات میں استقامت کے ساتھ کامیابی حاصل کریں، ثابت قدمی کے ساتھ تمام مصائب کو برداشت کریں، عارضی نقصان کی پرواہ کئے بغیر منزل مقصود کی طرف مسلسل بڑھتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کے دشمنوں کو آپ کے ذریعہ ہلاک و برباد کر دے گا اور آپ کو سرخروئی عطا فرمائیگا۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ
يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ
تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ
فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ تم میں سے کون جہاد کرنے والے ہیں اور کون ثابت قدم رہنے والے ﴿۱۴۲﴾ (اے ایمان والو) موت کے آنے سے پہلے تم (شہادت کی) موت کی تمنا کیا کرتے تھے تو اب تم نے اسے دیکھ لیا اور (یہ سب کچھ) تمہاری نظروں کے سامنے ہوا ﴿۱۴۳﴾

معانی و مصادر (تَمَنَّوْنَ) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیٌ (باب تفعل) تمنا کرنا۔ ارادہ کرنا۔
(تَلْقَوْا) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ (س) ملاقات کرنا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ مومنین کی آزمائش کی گئی، ان کو مصائب سے دوچار کیا گیا، ان کو امتحان کی بھٹی میں تپا کر ان کے ضعف ایمانی کو دور کیا گیا، ان کے ایمان کو کھرا اور شک و شبہ کے شائبہ سے پاک کیا گیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مصائب اور آزمائش کے فلسفہ کو واضح فرماتا ہے اور مؤمنین کی اس غلط فہمی کو کہ تکلیف اٹھائے اور قربانی دئے بغیر جنت مل جائے گی دور فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ)
اے ایمان والو، کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ (ابھی تو اللہ تعالیٰ نے

تمہاری آزمائش ہی نہیں کی) ابھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے کون ہے جو (اللہ تعالےٰ کے راستہ میں) جہاد کرتا ہے اور کون ہے جو (ہر قسم کی تکلیف و آزمائش میں) صبر (و استقامت) کا دامن نہیں چھوڑتا (کون ہے جو مصائب و آلام میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون ہے جو ڈگمگا جاتا ہے اور کفر کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے)۔

جنگ احد میں جو تکلیف مؤمنین کو پہنچی اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے عمل سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کون صابر و ثابت قدم رہتا ہے اور کون ڈگمگا جاتا ہے۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لئے کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں، امتحان و آزمائش سے گذرنا اور اس میں پورا اترنا پڑتا ہے۔ بغیر قربانی دئے جنت کا حصول خوش فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۴)

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان پر پیش آنے والی مصیبتوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں، ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، (اللہ تعالےٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ○

(محمد - ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○

(العنکبوت - ۱و۲)

الٓمّٓ۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائیگا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور آزمائش لازم و ملزوم ہیں، جو ایمان لائے گا اس کی آزمائش بھی ہو گی اور اسے قربانی بھی دینی پڑے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر انکے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران ۔ ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں (کے نقصان) سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقوٰے اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم یقاتل اول النہار اخر القتال جزء ۴ ص ۶۲)

خبردار ہو جاؤ، بے شک جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حجبت النار بالشہوات جزء ۸ ص ۱۲۷ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب اول جزء ۲ ص ۵۲۹)

دوزخ شہوات سے ڈھانک دی گئی ہے اور جنت ناگوار باتوں سے ڈھانک دی گئی ہے۔

ان آیات و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کو حاصل کرنے کے لئے آزمائش، قربانی اور ناگوار باتوں

سے گذرنا پڑیگا اوران سب کو صبر واستقامت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا پڑیگا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ) تم خود بھی تو میدان جنگ میں مرنے کی خواہش کرتے تھے، تمہاری بھی تو جنگ سے پہلے یہ تمنا تھی کہ شہادت کی موت مرو، تو اب اس نقصانِ جان پر رنج وافسوس کس لئے ہے، جو تمہاری تمنا تھی وہ بر آئی۔ تم میں سے بعض لوگ مرتبہ شہادت کو پہنچے اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انہوں نے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جان قربان کردی (تمہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کسی وقت بھی ہوسکتی ہے۔ اگر آپ آزمائش میں مبتلا ہوجائیں تو اسے صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیجئے اور اس میں کامیابی کے لئے اللہ تعالےٰ سے توفیق طلب کیجئے۔ جنت کے حصول کے لئے جدوجہد کیجئے اور ہر قسم کے مصائب وآلام میں صابر وثابت قدم رہیئے۔

اے لوگو، صحابۂ کرام شہادت کی تمنا کرتے تھے، آپ بھی شہادت کی تمنا کیجئے، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جان دینے کو اپنی خوش قسمتی سمجھیئے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ
اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ
شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

ترجمہ اور محمد تو بس (اللہ کے) رسول ہیں (الٰہ نہیں ہیں کہ ہمیشہ زندہ رہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں (بتاؤ کیا اب وہ سب موجود ہیں، یقیناً سب جا چکے ہیں) تو اگر ان کو بھی موت آجائے یا یہ قتل کر دئے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جائے تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ شکر گذار (بندوں) کو عنقریب اچھا بدلہ دیگا ﴿۱۴۴﴾

معانی ومصادر (یَجْزِی) جَزٰی، یَجْزِیْ، جَزَاءٌ (ض) بدلہ دینا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا۔ قرآن مجید میں چار مقامات پر محمد نام آیا ہے ان میں سے ایک مقام یہی ہے۔ باقی تین مقامات درج ذیل ہیں :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ○
(الاحزاب ۔ ۴۰)

(اے ایمان والو) محمد تم مردوں میں سے کسی (مرد) کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○

(محمد - ۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد پر نازل ہوئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے (اللہ) ان کے گناہوں کو دور کر دے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔

(الفتح - ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں (انہی کے ذریعہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہمارے مدنظر ہے) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اسْمِيْ مُحَمَّدٌ اَلَّذِيْ سَمَّانِيْ بِهٖ اَهْلِيْ۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل جزء اول ص ۱۴۲)

میرا نام محمد ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ (صحیح بخاری بدء الخلق باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۴ ص ۲۲۵ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص ۲۳۶)

میرے پانچ نام ہیں : میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹا دے گا، میں حاشر ہوں، لوگ میرے قدم پر (یعنی میرے پیچھے) جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (یعنی سب نبیوں کے بعد آنے والا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ) محمد بس رسول ہی تو ہیں (رسول ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں الوہیت کے صفات پیدا ہو جائیں، وہ لافانی ہو جائیں، انہیں موت نہ آئے) (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) ان سے پہلے بھی رسول (آچکے ہیں وہ سب انسان تھے اور وہ سب (دنیا سے) رخصت ہو چکے ہیں (اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ) اگر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو جائیں یعنی اپنی طبعی موت سے) وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا (اے ایمان

والو، تم ایمان سے پھر جاؤ گے، کیا) تم الٹے پیر پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے (ایمان کا دارومدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہیں ہے کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم ایمان دار رہو اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے تو تم پھر کافر ہو جاؤ، کسی کی موت و زیست سے ایمان اور عمل بالاسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ حیّ و قیّوم ہے، لہٰذا دین اسلام پر ہمیشہ کاربند رہو۔ ایمان اور توحید پر مضبوطی سے قائم رہو) (وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا) اور جو شخص الٹے پیر کفر کی طرف لوٹ جائے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اسلام کو چھوڑ بیٹھے) تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا (اسلام کو چھوڑ دینے سے اس کا اپنا نقصان ہوگا، وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ اور جو شخص اسلام پر قائم رہے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریگا) (وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ) تو اللہ تعالیٰ ایسے شکر گذار بندوں کو ضرور اچھا بدلہ دیگا۔

جنگ اُحد میں متعدد ایمان والے قتل ہو گئے۔ اس جانی نقصان سے بعض ایمان والوں میں ایک قسم کی آزردگی پیدا ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی آزردگی دور کرنے کے لئے متعدد آیات نازل فرمائیں اور ان کو تسلی و تشفی دے کر ان کی ہمت افزائی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایمان والوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت اور ایک بہت بڑی آزمائش ہو سکتی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے جو تمہارے نزدیک سب سے بڑی مصیبت ہے تو تمہیں اس صورت میں بھی ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ تم میں کسی قسم کی مایوسی، آزردگی اور پست ہمتی نہیں پیدا ہونی چاہئے بلکہ تمہیں بدستور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے مجاہدانہ سرگرمیاں جاری رکھنی چاہئیں۔ جب اتنی بڑی مصیبت اور آزمائش کے وقت بھی مایوسی اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا تمہارے شایانِ شان نہیں تو پھر دوسری کم درجہ کی مصیبتوں پر آزردہ ہو کر کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اے ایمان والو، مصائب کی پرواہ کئے بغیر اپنی جدوجہد جاری رکھو اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔

عمل

اے لوگو، مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے، مایوسی کو پاس نہ آنے دیجئے، ہر آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے رہیئے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ
الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ (جب چاہے) بغیر اللہ کے حکم کے مر جائے، موت کا مقررہ وقت تو (اللہ کے ہاں) لکھا ہوا ہے (اسی وقت موت آئے گی) تو جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اس کو (دنیا میں) بدلہ دے دیں گے اور جو شخص آخرت میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے تو ہم اس کو (آخرت میں) بدلہ دیں گے اور ہم شکر گذار بندوں کو عنقریب (اچھا) بدلہ دیں گے ﴿۱۴۵﴾

معانی و مصادر (مُؤَجَّلًا) اَجَّلَ، يُؤَجِّلُ، تَاْجِيْلٌ (باب تفعیل) وقت مقرر کرنا، مؤخر کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا) کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مر جائے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے، موت اسی وقت آئے گی، نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○
(المنٰفقون - ۱۱)

جب کسی شخص کی موت (کا وقت) آجاتا ہے تو پھر اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○
(الحجر - ۵) (المؤمنون - ۴۳)

کوئی قوم نہ اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○
(النحل - ۶۱)

جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ (اس وقت سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ وجہاد سے پہلوتہی کرنا بے سود ہے۔ جو لوگ میدان جنگ میں جاکر شہید ہو گئے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مقررہ وقت سے پہلے اپنی موت کے باعث ہوئے نہیں، بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وقت مقررہ ہی پر موت آئی ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا) جو شخص دنیا (کی زندگی) میں اپنی جدوجہد کا بدلہ چاہے تو ہم اس کو دنیا (کی زندگی) میں بدلہ دے دیں گے (وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا) اور جو شخص آخرت (کی زندگی) میں بدلہ چاہے ہم اس کو آخرت (کی زندگی) میں بدلہ دے دیں گے (اجر وثواب کا انحصار انسان کی نیت پر ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى (صحیح بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی جزء اول ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ جزء ۲ ص۱۵۸)

(تمام) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی اُس نے نیت کی (ہوگی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(ھود - ۱۵و۱۶)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں، ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائیگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (وبے سود) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○

(الشوریٰ - ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلبگار ہو تو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طلبگار ہو تو ہم اس میں سے اسے (کچھ) دے دینگے لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○

(بنیٓ اِسرآئیل - ۱۸ و ۱۹)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جس کو چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اس دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، جس میں وہ مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا طلبگار ہو اور اس کے لئے ایسی کوشش کرے جیسی کوشش کہ اس کے (حصول کے) لئے ضروری ہے اور مؤمن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدردانی کی جائے گی۔

موت تو اپنے وقت پر آئے گی پھر بھی جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑنے سے گریز کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ابھی زندہ رہوں اور دنیا کے مال و متاع سے متمتع ہوں تو اگر اس کی موت نہیں آئی ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اس کی نیت کے مطابق دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ دے دیگا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑنے کے لئے میدان جنگ میں کود جائے تو اس کے لئے آخرت کا ثواب ہے۔ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مارا جائے لیکن موت کا وقت نہ آنے کی وجہ سے وہ زندہ بچ گیا تو بھی اس کو اس کی نیت کے باعث شہادت کا اجر ملے گا بلکہ اگر جنگ کا موقع نہ آیا لیکن دل میں شہادت کی خواہش تھی تو اللہ تعالےٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ پر فائز کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جز۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل) سے اللہ سے شہادت طلب کرے تو اللہ اس کو شہداء کے مرتبہ پر پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْلَمْ تُصِبْهُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جزء۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل) سے شہادت طلب کرے تو وہ اُسے مل جائے گی اگرچہ (حقیقتاً) وہ شہید نہ ہوا ہو۔

آگے فرمایا (وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ) اور ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو ان کا اجر عطاء کریں گے۔ (جو شخص صدق دل سے جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے جہاد کی توفیق عطاء فرمائی اور اپنے دین کی خدمت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اجر عطاء فرمائے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، موت سے نہ ڈریئے۔ موت تو اپنے وقت پر آئے گی، موت سے ڈرنا بزدلی ہے، موت سے نہ ڈرنا بہادری ہے لہٰذا موت سے نڈر ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جہاد سے اس لئے گریز نہ کیجئے کہ کچھ دن اور زندہ رہ کر دنیوی مال و متاع سے فائدہ اٹھاؤ۔ موت و زیست آپ کے اختیار میں نہیں۔ دنیا کا فائدہ موہوم ہے، اگر مل بھی گیا تو چند روزہ، اس کے بعد آخرت میں کچھ نہیں ملے گا لہٰذا آخرت خراب نہ کیجئے۔ اگر اللہ تعالےٰ آپ سے اپنے دین کی خدمت لیتا ہے تو آپ کی خوش قسمتی اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس کی کرم نوازی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا
كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا
وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

ترجمہ اور بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جن کی معیّت میں بہت سے اللہ والے (اللہ کے راستہ میں، اللہ کے دشمنوں سے) لڑتے رہے، تو جب اللہ کے راستہ میں انہیں کوئی مصیبت پہنچی تو نہ انہوں نے ہمّت ہاری، نہ کمزوری کا مظاہرہ کیا اور نہ (کافروں کے سامنے) عاجزی کا اظہار کیا (بلکہ ثابت قدم رہے) اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿۱۴۶﴾ (دورانِ جنگ) ان کا قول سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ "اے ہمارے ربّ ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کام میں ہماری زیادتیوں کو معاف فرمادے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما" ﴿۱۴۷﴾ تو اللہ نے ان کو دنیا میں (بھی اچھا) بدلہ دیا اور آخرت میں (بھی) اچھا بدلہ دیگا۔ (انہوں نے نیکیاں کیں) اور اللہ نیکیاں کرنے والوں سے ہی محبّت کرتا ہے ﴿۱۴۸﴾

معانی ومصادر

(رِبِّيُّوْنَ) رِبِّيُّوْنَ = رِبِّيٌّ کی جمع۔ اللہ والے (رِبِّيٌّ = رَبَّانِيٌّ)

(وَهَنُوْا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا۔ کمزور کرنا۔

(ضَعُفُوْا) ضَعُفَ، يَضْعُفُ، ضَعَافَةٌ وضَعَافِيَةٌ (ك) کمزور ہونا۔

(اِسْتَكَانُوْا) اِسْتَكَانَ، يَسْتَكِيْنُ، اِسْتِكَانَةٌ (باب استفعال) ذلیل ہونا، عاجزی کرنا، جھک جانا۔

تفسیر

مؤمنین کی مزید ہمت افزائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ و جدال کرنا صرف تمہارے لئے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے (وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ) کتنے ہی نبی گذر چکے ہیں جن کی معیّت میں بہت سے اللہ والے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) لڑتے رہے (فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا) پھر جو مصائب ان کو اللہ کے راستے میں پہنچے ان کی وجہ سے وہ پست ہمّت نہیں ہوئے، نہ انہوں نے (کسی قسم کی) کمزوری کا مظاہرہ کیا اور نہ کافروں کے سامنے جھکے (بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے) (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ) اور اللہ تعالےٰ ثابت قدم رہنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے (میدان جنگ میں ان سے بے صبری کا کوئی کلمہ صادر نہیں ہوا بلکہ) (وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ) وہ اس طرح دعا کرتے رہے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کردے، جو زیادتیاں ہم سے ہمارے کام میں ہوگئی ہیں انہیں درگذر فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ

ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ) اللہ تعالےٰ نے انہیں دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں (تو اور) بھی اچھا بدلہ دے گا (یہ ان کی نیکیوں کا صلہ تھا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا) (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) اور اللہ تعالےٰ تو نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے (پھر کیوں نہ انہیں اچھا بدلہ دیتا)۔

ان آیات سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ امتوں کے نیک لوگ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرتے رہے اس امت کے لوگوں کو بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرتے رہنا چاہئے جس طرح وہ انتہائی نازک موقعوں پر ہمت نہیں ہارے اور کافروں کے سامنے نہیں جھکے اس امت کے لوگوں کو بھی ان ہی کی طرح ہمت نہیں ہارنی چاہئے اور نہ کافروں کے سامنے جھکنا چاہئے اور جس طرح وہ ثابت قدم رہے اور ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہے اس امت کے لوگوں کو بھی ثابت قدم رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہنا چاہیئے۔ حضرت طالوت اور ان کے ساتھیوں نے کافر بادشاہ جالوت کے مقابلہ میں اسی قسم کی دعاء کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵۰)

پھر جب ان لوگوں کا جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اس طرح دعاء کی "اے ہمارے رب ہمیں استقامت عطاء فرما، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کی افواج کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم یقاتل اول النہار اخّر القتال حتی تزول الشمس جزء ۴ ص ۶۲ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ تمنی لقاء العدو جزء ۲ ص ۷۲)

اے لوگو، دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنّا نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرو اور جب مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہا کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اہل اللہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں لڑتے رہے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے

میں لڑتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جس طرح گذشتہ امتوں کے اہل اللہ نے ہمت نہیں ہاری آپ بھی ہمت نہ ہاریئے۔ جس طرح وہ ثابت قدم رہے آپ بھی ثابت قدم رہیئے۔ جس طرح وہ کافروں کے سامنے نہیں جھکے آپ بھی نہ جھکیئے اور جس طرح وہ ثابت قدمی اور گناہوں کی مغفرت کی دعاء کرتے رہے اسی طرح میدان جنگ میں آپ بھی دعاء کرتے رہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى
اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾
بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ
يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ
النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی تو یہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دینگے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے ﴿۱۴۹﴾ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں، یہ تمہیں دھوکا دیتے ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے ﴿۱۵۰﴾ (اے ایمان والو) ہم ان کافروں

کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دینگے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں جس کی اللہ تعالے نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ (یقیناً) بُرا (ٹھکانہ) ہے (۱۵۱)

معانی ومصادر (رُعْبًا) رَعَبَ، یَرْعَبُ، رُعْبٌ (ف) ڈرنا، ڈرانا۔
(سُلْطَانًا) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا۔
(سُلْطَانٌ = دلیل، غلبہ، قدرت، بادشاہ)
(مَاْوٰی) اَوٰی، یَاْوِیْ، اُوِیٌّ (ض) پناہ لینا (مَاْوٰی = جائے پناہ)
(مَثْوٰی) ثَوٰی، یَثْوِیْ، ثَوَاءٌ وثُوِیٌّ (ض) ٹھہرنا، رہنا، (مَثْوٰی = منزل، ٹھکانہ، ج مَثَاوٍ)۔

تفسیر اللہ تعالے نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ) اے ایمان والو، (کافروں کا کہنا ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے کافروں کا کہنا مان لیا تو یہ تم کو پھر الٹے پاؤں کفر کی طرف لوٹا دیں گے (فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ) پھر تم (بڑے) نقصان میں پڑ جاؤ گے (ایمان لانے کے بعد کفر کرنے سے اور کونسا نقصان بڑا ہو سکتا ہے، لہٰذا کفر سے بچو، اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ○ وَكَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

(آل عمران ۔ ۱۰۰ و ۱۰۱)

اے ایمان والو، اگر تم اہل کتاب کی کسی (ایسی) جماعت کا کہنا مان لو (جس جماعت کے لوگ اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں) تو یہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے اور (اے ایمان والو،) تم کیسے کفر کر سکتے ہو جب کہ اللہ کی آیات تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے (تمہیں چاہیئے کہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو) اس لئے کہ جس شخص نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت پائی۔

کفر اختیار کرنے کے بعد جو نقصان ہوگا اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۱۷)

اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے منحرف ہو جائے، پھر وہ کفر کی حالت میں مر جائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں جگہ ضائع کر دئے جائیں گے (وہ ان اعمال سے کہیں بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے) یہ لوگ دوزخی ہیں (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(النحل - ۱۰۶)

جو شخص (کفر کرنے پر) مجبور کیا جائے لیکن دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو (تو وہ قابل معافی ہے) لیکن جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر کرے اور شرح صدر کے ساتھ کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور انکو بڑا (زبردست) عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ) اے ایمان والو، (کافروں کے دھوکے میں نہ آنا، یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے (وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ) اور وہ بہترین مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ○

(النسآء - ۴۵)

(اے ایمان والو) اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) تمہارے لئے کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے اور مددگار ہونے کے لئے بھی اللہ ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۶۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر اللہ تمہیں چھوڑ دے، (تمہاری مدد و نصرت نہ کرے) تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔ (اللہ کی مدد نہ ہو تو پھر تمام مادّی سازو سامان بیکار ہیں لہذا) مؤمنین کو تو بس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا) میں کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دونگا محض اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری (یہ لوگ دنیا میں مرعوب ہو کر شکست کھائیں گے اور ذلیل و خوار ہوں گے) (وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ) اور آخرت میں (تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ برا (ٹھکانہ) ہے۔

شرک بہت بڑا ظلم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

(لقمٰن - ۱۳)

بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں مشرکوں کے لئے ظالمین کا لفظ استعمال فرمایا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے کہ وہ مشرکین کو ہمیشہ مؤمنین سے خائف رکھے گا لیکن جب مؤمن بھی برائے نام مؤمن رہ جائیں گے، توحید کا دامن چھوڑ دیں گے تو پھر یہ وعدہ باقی نہیں رہے گا۔ یہ وعدہ توحید کے ساتھ وابستہ ہے، جب توحید گئی تو وعدہ بھی گیا، دونوں طرف شرک ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی معیت کسی کو حاصل نہیں ہوگی۔

عمل

اے ایمان والو، توحید پر مضبوطی سے قائم رہیئے تاکہ مشرکین پر آپ کا رعب باقی رہے۔ کافروں کا کہنا نہ مانیئے وہ آپ کے مددگار نہیں ہو سکتے، آپ کا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے، اسی سے مدد طلب کیجئے، اسی پر بھروسہ رکھیئے، وہ آپ کے لئے کافی ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ
تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ
وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ اللہ تعالےٰ نے تو اپنا (فتح و نصرت کا) وعدہ پورا کر دیا جبکہ (اے ایمان والو) تم اللہ کے حکم سے کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ خاطر خواہ فتح حاصل ہو جانے کے بعد تم نے ہمت ہار دی، حکم (رسول) میں اختلاف کیا اور اس کی نافرمانی کر بیٹھے (نتیجہ یہ ہوا کہ تمہیں

نقصان سے دوچار ہونا پڑا) تم میں سے بعض دنیا کے طلبگار ہیں اور بعض آخرت کے طلبگار ہیں (جب تم دنیا طلبی میں مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے) تو اللہ نے (کافروں سے) تمہارا رُخ پھیر دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے (کہ تم میں سے کون مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون پھسل جاتا ہے) بہرحال (اے مؤمنین) اللہ نے تمہارے اس قصور کو معاف کر دیا کیونکہ اللہ مؤمنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے (۱۵۲)

معانی ومصادر

(تَحُسُّوْنَهُمْ) حَسَّ، یَحُسُّ، حَسٌّ (ن) جلانا، قتل کرنا اور استیصال کرنا۔
(فَشِلْتُمْ) فَشِلَ، یَفْشَلُ، فَشَلٌ (س) بزدلی دکھانا۔
(فَضْل) فَضُلَ، یَفْضُلُ، فَضْلٌ (ك) بافضیلت ہونا۔

تفسیر

جنگ شروع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی امداد کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۱۲۴ و ۱۲۵)

(اے رسول، وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب آپ (جنگ سے پہلے) مؤمنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد فرمائے یہی نہیں بلکہ اگر تم نے استقامت دکھائی اور (اللہ سے) ڈرتے رہے اور کافروں نے جوش و نرد ش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان لگے ہوئے فرشتوں کو بھیج کر تمہاری مدد کریگا۔

مؤمنین کو اس جنگ میں کافی نقصان پہنچا لہذا ان میں سے کمزور ایمان والوں کو غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ) اللہ تعالیٰ نے تو جو وعدہ تم سے کیا تھا اُسے پورا کر دیا (اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ) جبکہ تم کافروں کی گردنیں اڑا رہے تھے (تو یہ کس کے حکم سے ہو رہا تھا، سنو یہ سب کچھ) اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے (ہو رہا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی امداد نہیں تھی تو اور کیا تھا، اسی نے تم کو کافروں پر غلبہ دیا تھا کہ تم دھڑا دھڑ ان کو قتل کر رہے تھے) (حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ) یہاں تک کہ جب تم ہی نے کمزوری کا مظاہرہ کیا، حکم رسول کی تعمیل میں اختلاف کیا اور خاطر خواہ فتح و کامرانی دیکھ لینے کے بعد تم نے امر رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے پانسہ پلٹ دیا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِّنَ الرُّمَّاةِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ) اُحد کے دن تیر اندازوں کا ایک دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔

تَبْرَحُوْا ، اِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲ منہ) وفی روایۃ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ اِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ وَاِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَاَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۴ ص۷۹)

یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اس دستہ پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا۔ پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: "جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کر دیا ہے اور اگر تم یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صاف اور صریح حکم کے باوجود اس پیدل دستہ کے بعض لوگوں سے اس حکم کی خلاف ورزی ہو گئی۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَاَنَا وَاللّٰهِ رَاَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَاَسْوَاقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ اَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ اَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَاْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ، (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع جزء ۴ ص۷۸ وفی روایۃ فَلَمَّا لَقِيْنَاهُمْ هَزَمْنَاهُمْ حَتّٰى رَاَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَاَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ : اَلْغَنِيْمَةَ اَلْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَاَبَوْا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۱)

کفار شکست کھا کر بھاگے، میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پنڈلیوں پر سے دامن اٹھائے ہوئے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں اور پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے ان کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔ عبداللہ بن جبیر کے دستہ کے لوگوں نے (جب یہ حالت دیکھی تو) کہنا شروع کیا: "مال غنیمت"، ہمارے اصحاب جیت گئے، اب تمہیں کس بات کا انتظار ہے (یہ کہہ کر وہ مال غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے) عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا (کہ ایسا نہ کرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہاں سے نہ ہلنا، کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا ہم تو ضرور مال غنیمت لوٹیں گے۔ غرض یہ کہ انہوں نے عبداللہ بن جبیر کا کہنا نہ مانا (اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تیراندازوں نے مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت کا رُخ کیا، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا) اے ایمان والو، تم میں سے بعض دنیا کے طالب ہیں، انہوں نے دنیا کی طلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی۔ ان کے برخلاف عبداللہ بن جبیر اور دوسرے مجاہدین نے مال غنیمت کا رخ نہیں کیا بلکہ وہ بدستور میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ) اور اے ایمان والو، تم میں سے بعض آخرت کے طلبگار ہیں۔

آیت زیرِ تفسیر کے ابتدائی حصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدۂ نصرت کو پورا کر دیا تھا، ایمان والے فتحیاب ہو گئے تھے لیکن جب طالبان دنیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، بعض لوگوں کی اس بدنظمی سے تمام مجاہدین آزمائش میں مبتلا ہو گئے، ایمان والوں کا رُخ کافروں کی طرف سے پھر گیا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ) پھر اللہ نے تمہارے منہ کو کافروں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہیں مصیبت میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون ڈگمگا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَرَخَ اِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص۱۲۵)

جب اُحد کا دن ہوا، مشرکین (شکست کھا کر) بھاگ گئے۔ ابلیس چلایا: اے اللہ کے بندو، پیچھے کی خبر لو، (اسے ایمان والے یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے (آپس میں ایسے گتھم گتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ اسی عالم میں انہوں نے یمان پر حملہ کر دیا) حذیفہ نے دیکھا کہ مؤمنین ان کے باپ یمان پر حملہ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے بندو، میرے باپ، میرے باپ، لیکن کسی نے کچھ نہ سُنا اور یمان کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ وُجُوْهُهُمْ فَاُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا (صحیح بخاری کتاب المغازی

جب ان تیراندازوں نے (عبداللہ بن جبیر کا) کہنا نہ مانا تو ایمان والوں کے منہ کو (کافروں کی

طرف سے) پھیر دیا گیا (اور وہ آپس میں ہی الجھ پڑے، اس افراتفری میں) ستر ایمان والے قتل ہو گئے۔

غرض یہ کہ بعض لوگوں کی نافرمانی اور بدنظمی کا وبال سب پر پڑا، سب ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئے اس آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ) اللہ نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل تھا جو اس نے مؤمنین پر کیا (وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دنیا کی لالچ نہ کیجئے، آخرت کی طلب میں لگے رہیئے۔ سپہ سالار کے حکم کے مطابق اپنے اپنے مورچوں پر ڈٹے رہیئے، اپنی مرضی سے مورچوں کو نہ چھوڑیئے، سپہ سالار کے حکم کی نافرمانی کر کے اسلامی فوج میں بدنظمی نہ پھیلائیے۔ بدنظمی سے مصائب ٹوٹ پڑتے ہیں اور اچھے اور بُرے سب اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُۥنَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ
وَٱلرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ
فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا۟ عَلَىٰ
مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم
مِّنۢ بَعْدِ ٱلْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا
يَغْشَىٰ طَآئِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَآئِفَةٌ
قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ
بِٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ ظَنَّ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ

يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن
شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ
يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ
لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ
شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُل لَّوْ كُنتُمْ
فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَ
وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَ
لِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ
مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

ترجمہ (اے ایمان والو وہ وقت یاد کرو) جب تم (پہاڑی پر) چڑھ رہے تھے اور (اتنے سراسیمہ تھے کہ) پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتے تھے حالانکہ (اللہ کے) رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے پھر اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ (غم سہنے کی تمہیں عادت ہوجائے پھر آئندہ) تم اپنے کسی نقصان پر نہ غم کرو اور نہ کسی مصیبت پر جو تمہیں پہنچے رنج کرو۔ (اور اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے ﴿۱۵۳﴾ پھر اللہ نے غم کے بعد اونگھ کی صورت میں تم پر تسکین نازل فرمائی، وہ اونگھ تم میں سے ایک جماعت پر چھاگئی اور ایک جماعت (اس حالت میں بھی ایسی رہی کہ اس) کو اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی، وہ اللہ کے متعلق ایام جاہلیت کے سے باطل گمان کررہے تھے۔ وہ اس طرح کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمیں بھی کچھ اختیار ہے؟ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تمام معاملات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، (اور اے رسول) وہ اپنے دلوں میں بہت سی باتیں مخفی رکھتے تھے، آپ پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ وہ اس طرح بھی کہہ رہے تھے! کاش اس معاملہ میں ہمیں ذرا سا بھی اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا ہوتا وہ (کسی نہ کسی بہانے سے) اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی آتے، (اور اے ایمان والو، ان مصائب کی غرض یہ تھی کہ اللہ تمہارے دلوں میں جو کچھ تھا اس کی آزمائش کرے اور پھر دلوں میں جو (ایمان اور خیالات) ہیں ان کی

تخلیص کرے، اللہ (کو تو تمہارے دلوں کا حال معلوم تھا کیونکہ وہ) دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (۱۵۴) (اے ایمان والو) جس دن (تمہاری اور کافروں کی) جماعتوں کا مقابلہ ہوا، اس دن تم میں سے جن لوگوں نے پیٹھ پھیری تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بعض اعمال کے سبب سے شیطان نے انہیں پھسلا دیا، بہرحال اللہ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بردبار ہے (۱۵۵)

معانی ومصادر

(غَمٌّ) غَمَّ، یَغُمُّ، غَمٌّ (ن) غمگین کرنا، ڈھانکنا۔
(تَلْوُوْنَ) لَوٰی، یَلْوِیْ، لَیٌّ وَلَوًی ولُوِیٌّ (ض) منہ موڑنا، حق کا انکار کرنا، پیچیدہ کرنا۔
(اَمَنَةً) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ واَمَنٌ واَمَنَةٌ واَمَانٌ (س) مطمئن ہونا۔
(نُعَاسًا) نَعَسَ، یَنْعُسُ، نَعْسٌ (ف.ن) اونگھنا، غفلت طاری ہونا (نُعَاس = اونگھ)
(یَغْشٰی) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ وغَشَاوَةٌ (س) ڈھانکنا۔
(اَهَمَّتْ) اَهَمَّ، یُهِمُّ، اِهْمَامٌ (باب افعال) قلق پہنچانا، فکر میں ڈالنا۔
(مَضَاجِع) ضَجَعَ، یَضْجَعُ، ضَجْعٌ وضُجُوْعٌ (ف) لیٹنا۔ (مَضْجَعٌ = لیٹنے کی جگہ)
(اَلْتَقٰی) اِلْتَقٰی، یَلْتَقِیْ، اِلْتِقَاءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا۔
(اِسْتَزَلَّ) اِسْتَزَلَّ، یَسْتَزِلُّ، اِسْتِزْلَالٌ (باب استفعال) پھسلانا۔
اَثَابَ، یُثِیْبُ، اِثَابَةٌ (باب افعال) جزا دینا۔

تفسیر

اوپر کی آیت میں جس افراتفری کی طرف اشارہ تھا اس آیت میں اس کی کچھ تفصیل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ وقت یاد کرو (اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰٓی اَحَدٍ) جب تم (پہاڑی پر) چڑھ رہے تھے اور (اتنے سراسیمہ تھے کہ) کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے (وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْٓ اُخْرٰىكُمْ) حالانکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمہیں آواز دے رہے تھے (لیکن تم نے ان کی آواز کی طرف بھی دھیان نہیں دیا اور بھاگتے رہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا۔

(اٰل عمران ۔ ۱۵۵)

(اے ایمان والو) جس دن (تمہاری اور کافروں کی) جماعتوں کا مقابلہ ہوا، اس دن تم میں جن لوگوں نے پیٹھ پھیری تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے بعض اعمال کے سبب شیطان نے انہیں پھسلا دیا۔

حضرت براء فرماتے ہیں:۔

جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّمَاةَ یَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جُبَیْرٍ وَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِیْنَ فَذَاكَ اِذْ یَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِیْ اُخْرٰىهُمْ (صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیدل دستہ پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا، یہ لوگ (میدان چھوڑ کر) بھاگے، یہی وہ وقت تھا جب رسول

کتاب المغازی باب اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احد جزء ۵ صـ۱۲۶)

(صلی اللہ علیہ وسلم) پیچھے کھڑے ان کو آواز دے رہے تھے۔

آگے فرمایا (فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ) پھر اللہ تعالےٰ نے تم کو غم پر غم پہنچایا: (تم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور تمہاری بہت سخت آزمائش کی گئی) (لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ) تاکہ (آئندہ) کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو اور کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے تم غمگین نہ ہو، (مصیبت سننے کی عادت ہو جائے اور پھر کبھی تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں) (وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کر رہے تھے اس سے پوری طرح باخبر تھا (تم میں سے بعض لوگوں کی نافرمانی، مورچہ کا چھوڑ دینا، مال غنیمت پر ٹوٹ پڑنا اور پھر بھاگ کھڑے ہونا یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا، اللہ تعالیٰ کو یہ بھی علم تھا کہ تم کتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہو، اسے تمہاری پریشانی کا بھی علم تھا) (ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً) پھر اللہ تعالےٰ نے اس غم واندوہ کے بعد تم پر امن نازل فرمایا (نُعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ) یعنی ایک اونگھ تم پر نازل کر دی جس نے تم میں سے ایک جماعت کو ڈھانک لیا (اس اونگھ میں تم اپنا درد و کرب، دہشت اور گھبراہٹ، رنج وغم اور نقصان بھول گئے اور اطمینان و استقامت ہمت و جرأت کی سی ایک کیفیت پیدا ہو گئی، اس کیفیت سے تم پھر تر و تازہ ہو گئے)۔

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں:۔

غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ اٰل عمران باب امنۃ نعاسا جزء ۶ صـ۴۸)

ہمیں اونگھ نے ڈھانک لیا اور ہم (اس وقت) اُحد کے دن اپنی صف میں (کھڑے ہوئے) تھے، میری تلوار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی، میں اُسے اٹھا لیتا تھا، وہ (پھر) گر جاتی تھی، میں (پھر) اسے اٹھا لیتا تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا مِنَ النُّعَاسِ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال جزء ۲ صـ۱۱۶)

اونگھ کی وجہ سے ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں:۔

رَفَعْتُ رَاْسِيْ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا يَمِيْدُ تَحْتَ حَجَفَتِهٖ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى

میں نے احد کے دن اپنا سر بلند کیا، میں لوگوں کو دیکھنے لگا (تو کیا دیکھتا ہوں کہ) ہر شخص اونگھ کی وجہ سے اپنے سر کو ڈھال کے نیچے جھکائے ہوئے

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُعَاسًا (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قول "ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُعَاسًا" میں اسی طرف اشارہ ہے۔

حضرت زبیرؓ سے بھی اسی مضمون کی روایت ہے۔ (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ) اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی، وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط قسم کا جاہلیت (کے گمان) جیسا گمان کر رہے تھے۔ (یہ لوگ منافقین تھے) حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں:۔

وَالطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰى الْمُنَافِقُوْنَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اَجْبَنُ قَوْمٍ وَاَرْعَبُهُ وَاَخْذَلُهُ لِلْحَقِّ (رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر من سورۃ آل عمران جلد ۲ ص۱۳۴ وصححہ)

اور دوسرا گروہ منافقین کا تھا انہیں اپنی جانوں کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں تھا، وہ قوم میں سب سے زیادہ بزدل سب سے زیادہ مرعوب اور سب سے زیادہ حق کی حمایت سے گریز کرنیوالے تھے۔

(يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ) وہ (چپکے چپکے) کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہے (قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ) اے رسول، آپ کہہ دیجئے تمام باتوں کا اختیار صرف اللہ تعالےٰ کو ہے (يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ) اے رسول، ان کے دلوں میں ایسے ایسے خیالات آرہے تھے جن کو یہ آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے تھے (يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا) کہہ رہے تھے اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم (یعنی ہمارے ساتھی) یہاں (اس طرح) قتل نہ ہوتے۔ (اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم جنگ میں شریک ہی نہ ہوتے، گھر میں بیٹھے رہتے اور اپنی جانوں کو بچا لیتے) (قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ ضرور اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے (موت کہیں پیچھا نہیں چھوڑتی، وہ مقررہ جگہ اور مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(الجمعۃ - ۸)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ ضرور (ایک دن) تم سے ملاقات کرے گی، پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے وہ (سب)

تمہیں بتائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔

(النسآء - ۷۸)

(اے لوگو) تم کہیں بھی ہو موت تم کو آکر رہے گی خواہ تم (بڑے بڑے) اونچے برجوں ہی میں کیوں نہ (محفوظ) ہو۔

آگے فرمایا (وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ) اور (اے ایمان والو، احد کے میدان میں جو مصیبت تم پر آئی تو اس کی غرض وغایت) یہ (تھی) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتوں کی آزمائش کرے (تمہارے ایمان کی جانچ کرے) اور تمہارے دلوں میں جو (ایمان کی کمزوری اور کھوٹ) ہے اسے (تمہارے دلوں سے نکال کر تمہارے ایمان کو) خالص کر دے، (اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کا حال خوب معلوم ہے) (وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) کیونکہ اللہ تعالےٰ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

الغرض جنگ اُحد میں مؤمنین کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اس کے کئی مقاصد تھے مثلاً :۔

۱۔ مؤمنین اور منافقین میں امتیاز کرنا،

۲۔ کمزور ایمان والوں کے دلوں سے کھوٹ نکال کر ان کے ایمان کو خالص کرنا،

۳۔ یہ سبق دینا کہ سپہ سالار کی نافرمانی، بدنظمی اور دنیا طلبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت پورا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت غیر مشروط نہیں ہے کہ ہر حال میں پورا ہو کر رہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدۂ نصرت کے پورا ہونے کے لئے مؤمنین کے کردار اور عمل کو بڑا دخل ہے۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات میں بیان فرمایا ہے :۔

وَلَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

(اٰل عمرٰن - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا، اگر تم مؤمنین ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ○

(البقرۃ - ۱۹۴)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقیوں (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کے اس عمل کی نشاندہی فرمائی جس کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا) جس دن مؤمنین اور کافروں کی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو اس دن جن لوگوں نے پیٹھ موڑی تو اس کا سبب ان کا اپنا عمل

تھا جس کی وجہ سے شیطان نے ان کو پھسلا دیا۔ (اگر وہ اللہ تعالٰے کے رسول کی نافرمانی نہ کرتے اور دنیا کی طرف راغب نہ ہوتے تو شیطان کبھی ان کو نہ پھسلا سکتا تھا) (وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ) بہرحال اللہ تعالیٰ نے (اس آزمائش کے بعد) ان کو معاف کر دیا (اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ) بے شک اللہ تعالٰے بہت معاف کرنے والا اور بڑا بردبار ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالٰے سے نیک گمان رکھیئے، اپنی تدابیر پر بھروسہ نہ کیجئے، تمام کاموں کا اختیار صرف اللہ تعالٰے کو ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اے ایمان والو، موت کے ڈر سے اللہ تعالٰے کے راستہ میں جنگ کرنے سے پہلوتہی نہ کیجئے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اس وقت آکر رہے گی خواہ آپ اُس سے بچنے کی کتنی ہی کوشش کریں۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کیجئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى
الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا
مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ
قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾
وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جب ان کے (مسلم) بھائی (اللہ کے راستہ میں) زمین میں سفر کے لئے یا جنگ کے لئے نکلے تو ان کے متعلق کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے، نہ مارے جاتے (اس موت اور قتل کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ ان کی تمنا کو ان کے دلوں میں باعث حسرت بنا دے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے (وہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے) (۱۵۶) اور (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کے راستہ میں قتل کر دئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی مغفرت اور رحمت (جو تمہیں میسّر ہو گی) اس تمام مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر رہے ہیں (۱۵۷) اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ بہر حال تم سب ضرور اللہ کے سامنے جمع کئے جاؤ گے (۱۵۸)

معانی و مصادر (غُزًّی) غَزَا، یَغْزُوْ، غَزْوٌ و غَزَاوَۃٌ (ن) لڑنا [غُزًّی = غُزَاۃٌ۔ غَازٍ کی جمع]

(حَسْرَۃٌ) حَسِرَ، یَحْسَرُ، حَسَرٌ و حَسْرَۃٌ (س) رنجیدہ ہونا، حسرت ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ پھر مؤمنین کو اپنے راستہ میں سفر کرنے اور لڑنے کے لئے ابھارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ کَانُوْا غُزًّی لَّوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا) اے ایمان والو تم اُن کافروں کے مثل نہ ہو جانا جو اپنے ان (مسلم) بھائیوں کے متعلق جو اللہ کے راستے میں نکلے (اور مر گئے) یا جنہوں نے اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں جنگ کی (اور شہید ہو گئے) کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے، نہ قتل ہوتے (لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ) (اس موت و شہادت سے اللہ تعالیٰ کی جہاں اور بھی مصلحتیں ہو سکتی ہیں ان میں ایک مصلحت یہ بھی تھی) کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کے دلوں میں ایک قسم کا رنج و افسوس پیدا کر دے، (انہیں حسرت ہو کہ ان کے بھائی کیوں نہ ان کے پاس رہے کہ زندہ سلامت رہتے اور بے وقت موت نہ آتی۔ اے ایمان والو، ان کا یہ فعل غلط ہے، موت و زیست کسی انسان کے اختیار میں نہیں)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا

(اٰل عمران ۔ ۱۴۵)

کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ (جب چاہے) بغیر اللہ کے حکم کے مر جائے، موت کا مقررہ وقت تو (اللہ کے ہاں) لکھا ہوا ہے (اسی وقت موت آئے گی)۔

(وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ) اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے۔ (اے ایمان والو، موت کے ڈر سے کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو) (وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو یا آئندہ کرو گے (وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ) (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کے راستے میں قتل ہو جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رحمت اس تمام مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر رہے ہیں (لہٰذا مال و دولت کی پرواہ نہ کرو، دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مرجانے کو نعمت عظمیٰ سمجھو تاکہ اس کی بدولت تمہیں مغفرت بھی ملے اور رحمت بھی) (وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ) اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو (ہر حال میں) تم اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے، (وہاں تمہیں مغفرت و رحمت سے نوازا جائیگا اور تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا)۔

عمل

اے ایمان والو، اس طرح نہ کہا کیجئے کہ اگر ہم ایسا کرتے تو نقصان نہ اٹھاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ، اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب فی الامر بالقوۃ جزء ۲ ص ۴۶۱)

قوی مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے اور (ویسے) ہر ایک میں خیر ہے۔ جو چیز تمہیں نفع دے اس کی خواہش کرو اور اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز و درماندہ ہو کر نہ بیٹھ جاؤ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہا کرو کہ اگر میں ایسا اور ایسا کرتا (تو یہ مصیبت مجھے نہ پہنچتی) بلکہ یہ کہا کرو (یہ سب کچھ) اللہ کی تقدیر سے تھا اور اس نے جو چاہا کیا اس لئے کہ "اگر" (کہنا) شیطانی عمل (کے لئے راستہ) کھول دیتا ہے۔

اے ایمان والو، موت کے ڈر سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کرنے سے پہلوتہی نہ کیا کیجئے، موت اور زیست تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ موت کا جب وقت آجائیگا تو وہ ہر حالت میں آکر رہے گی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ (قٓ - ۱۹)

اور (اے انسان، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ) موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ (تجھ پر) طاری ہو جائے گی (اس وقت تجھ سے کہا جائیگا یہی وہ (موت) ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔

اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مرنے کو غنیمت سمجھئے اور اس کو اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رحمت کا سبب سمجھیے۔ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں مرنے کی تمنّا کیا کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِّفَاقٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز۔۔۔ جزء ۲ صـ۱۵۸)

جو شخص (اس حالت میں) مرجائے کہ اس نے نہ کبھی (اللہ تعالےٰ کے راستہ میں) جنگ کی ہو اور نہ جنگ کرنے کا خیال دل میں کبھی آیا ہو تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ
كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ
حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ مؤمنین کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ بد خلق سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے اِرد گرد سے بھاگ جاتے، لہٰذا (حسب عادت) آپ ان کو معاف کرتے رہیں، ان کے لئے (اللہ سے) مغفرت طلب کرتے رہیں اور (انتظامی) امور میں ان سے مشورہ لے لیا کریں، پھر جب آپ کسی کام کا عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں (اور اس کام کو کر گذریں) بے شک (اللہ پر) بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے ﴿۱۵۹﴾

معانی ومصادر (فَبِمَا) فَبِمَا میں مَا زائدہ ہے۔
(لِنْتَ) لَانَ، يَلِيْنُ، لِيْنٌ ولَيَانٌ ولِيْنَةٌ (ض) نرم ہونا۔
(فَظًّا) فَظَّ، يَفَظُّ، فَظَظٌ و فَظَاظٌ و فَظَاظَةٌ۔ (ک) سخت اور بد خلق ہونا (فَظٌّ = بد خلق اور سخت مزاج)

(اِنْفَضُّوْا) اِنْفَضَّ، یَنْفَضُّ، اِنْفِضَاضٌ (باب انفعال) ٹوٹ جانا۔
(شَاوِرْ) شَاوَرَ، یُشَاوِرُ، مُشَاوَرَةٌ (باب مفاعلہ) باہم مشورہ کرنا۔
(عَزَمْتَ) عَزَمَ، یَعْزِمُ، عَزْمٌ و مَعْزِمٌ و عَزِیْمٌ و عَزِیْمَةٌ و عَزِیْمَةٌ و عَزَمَانٌ (ض) قصد کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ) مؤمنین پر اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں (ان پر کسی قسم کی سختی نہیں کرتے، ان کے ساتھ تند خوئی سے پیش نہیں آتے)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم - ۴)
(اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اونچے) اخلاق پر (قائم) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبۃ - ۱۲۸)
(اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آگئے ہیں (جن کی خیر خواہی اور شفقت کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی اور خوش خلقی کے احادیث میں بہت سے واقعات مروی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ (صحیح بخاری کتاب الادب من اخبر صاحبہ بما یقال فیہ جزء ۸ صـ۲۲)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا۔ انصار میں سے ایک (منافق) شخص نے کہا: اللہ کی قسم محمد نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کو مدّ نظر نہیں رکھا۔ میں نے (یہ بات سنی اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی۔ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: "اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو تو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا"۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک جزء ۸ صـ۲۹ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من سال بفحش وغلظۃ جزء اول صـ۳۲۱ وفی روایۃ حَتَّى انْشَقَّ الْبُرْدُ (صحیح مسلم)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کا حاشیہ بہت سخت تھا۔ (اثنائے راہ میں) آپ کو ایک دیہاتی ملا اس نے آپ کی چادر پکڑ کر بہت زور سے آپ کو کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر پھٹ گئی اور آپ کے کندھوں پر چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد جو مال اللہ کا آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم دیجئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا، آپ مسکرائے اور اس کو کچھ مال دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں :۔

بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن جزء ۴ صـ۲۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کے بعد واپس ہوئے تو اس حال میں کہ میں اور (میرے علاوہ اور بھی) بہت سے لوگ آپ کے ساتھ (چلے جا رہے) تھے کہ چند (دیہاتی) لوگوں نے آپ کو گھیر لیا یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ اُس درخت میں آپ کی چادر الجھ گئی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا: مجھے میری چادر دے دو، اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں وہ سب تم لوگوں میں تقسیم کر دونگا پھر تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ بزدل۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ) اے رسول، اگر آپ تند خو اور سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ کے ارد گرد سے چھٹ جاتے (فَاعْفُ

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ) لہٰذا آپ ان کو معاف کر دیجئے، ان کے لئے اللہ تعالےٰ سے معافی طلب کیجئے اور امور (سلطنت میں) ان سے مشورہ لے لیا کیجئے (فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) اور جب آپ (کسی کام کو کرنے کا) پختہ ارادہ کرلیں تو (اُسے کر گذریئے اور) اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ) بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو (اللہ تعالےٰ پر) بھروسہ رکھتے ہیں۔

معاف کر دینا ایک صفت محمودہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ معاف کرنے پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(النور - ۲۲)

(اہل فضل کو) چاہئے کہ معاف کر دیا کریں، درگذر کیا کریں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے۔

متقیوں کے صفات محمودہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

(اٰل عمران - ۱۳۴)

(متقی وہ لوگ ہیں جو) غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

(الشوریٰ - ۴۰)

برائی کا بدلہ اُسی کے مثل برائی ہے مگر ہاں جو شخص (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے اور (ویسے ہی باہمی تعلقات کی) اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ - ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

(اور اے لوگو) جو (مال و متاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے

اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۔

(الشوریٰ - ۳۶ و ۳۷)

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (بہت) بہتر اور باقی رہنے والا ہے اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں (ان کے لئے بھی بہتر اور باقی رہنے والا اجر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو جزء ۲ ص ۳۲۲)

معاف کرنے سے اللہ کسی بندے کے لئے کوئی چیز زیادہ نہیں کرتا مگر عزت (یعنی اللہ تعالےٰ معاف کرنے والے کی عزت بڑھا دیتا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عفو و درگذر کی صفت بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا (صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ فی قضاء الدیون جزء ۳ ص ۱۳)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرضہ کی ادائیگی کا تقاضا کیا اور (تقاضے میں) بہت سختی کی۔ صحابہ کرام نے اسے سرزنش کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں:۔

خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء جزء ۸ ص ۱۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا جزء ۲ ص ۳۲۲)

میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، آپ نے کبھی مجھ سے اُف بھی نہیں کہا، نہ آپ نے کبھی یہ پوچھا: تم نے (یہ کام) کیوں کیا اور نہ یہ پوچھا: تم نے (یہ کام) کیوں نہیں کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب کم التعزیر والادب جزء ۸ ص ۲۱۶ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہٗ فی کتاب الفضائل باب مباعدتہ صلے اللہ علیہ وسلم للاثام جزء ۲ ص ۲۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی بھی تکلیف پر جو آپ کو پہنچائی گئی بدلہ نہیں لیا۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ پر فرض ہے لہذا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے اور لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیجئے، بدخلقی اور تندخوئی چھوڑ دیجئے، لوگوں کے قصور کو معاف کرتے رہئے، لوگوں سے مشورہ کرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ (الشوریٰ - ۳۸)

اور ان کا کام آپس کی صلاح و مشورہ سے ہوتا ہے۔

پختہ ارادہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے اور اس کام کو کر ڈالیے۔ توکل بڑی اچھی صفت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

(میری امت کے) لوگوں میں سے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر فرمایا:۔

هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (صحیح بخاری کتاب الطب باب من اکتوی جزء ۷ ص ۱۶۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب جزء اول ص ۱۱۱)

یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر پڑھواتے ہیں، نہ بد شگونی لیتے ہیں، نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (آل عمران - ۱۲۲) (ابراھیم - ۱۱)

مؤمنین کو اللہ پر توکل کرنا چاہیئے۔

(التوبة ۔ ۵۱) (المجادلة ۔ ۱۰)

(التغابن ۔ ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(الطلاق ۔ ۳)

جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ
يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ
مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

ترجمہ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر اللہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد و نصرت نہ کرے) تو پھر اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے، (اللہ کی مدد نہ ہو تو پھر تمام مادّی ساز و سامان بیکار ہیں لہذا) مؤمنین کو تو بس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے ﴿۱۶۰﴾

معانی و مصادر (یَخْذُلُ) خَذَلَ، یَخْذُلُ، خَذْلٌ وخِذْلَانٌ (ن) چھوڑنا، مدد کرنا چھوڑ دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے پھر مؤمنین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا (اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے صحیح ایمان اور تقویٰ ہونا بڑا ضروری ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران - ۱۳۹)

اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الروم - ۴۷)

اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ - ۱۹۴)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی

طرح) جان لو کہ اللہ متقین (یعنی ڈرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

ایمان اور تقوی کے ساتھ جدوجہد بھی ضروری ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ (محمد - ۷)

اے ایمان والو، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (الحج - ۴۰)

اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ قوت والا ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرنا چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد تمہاری مدد کون کر سکتا ہے (مدد تو در حقیقت اللہ تعالیٰ کی مدد ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ (آل عمران - ۱۲۶)

مدد تو (حقیقت میں) اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (التوبۃ - ۱۱۶)

اللہ کے علاوہ تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔

الغرض مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، وہ اگر مدد نہ کرے تو پھر کسی کی مدد کارآمد نہیں ہوتی اور نہ کوئی مدد کر سکتا ہے لہذا مومنین کو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) مومنین کو تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے نہ کہ مادی ساز و سامان پر۔

عمل

اے ایمان والو، مدد اللہ تعالیٰ سے طلب کیجئے، اسی پر بھروسہ رکھیئے۔ اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے وہ شرائط پورے کیجئے جو اس سلسلہ میں ضروری ہیں یعنی صحیح ایمان، تقوٰی اور جہاد۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ
يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ
بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

ترجمہ (نبی خیانت نہیں کرتا) اور نہ نبی کے یہ شایان شان ہے کہ وہ خیانت کرے اور جو شخص بھی خیانت کریگا اُسے خیانت سے لی ہوئی چیز لے کر آنا ہوگا، پھر ہر شخص کو جو اس نے کیا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی ﴿۱۶۱﴾ کیا وہ شخص جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کو ناراض کر دے اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (یقیناً دونوں برابر نہیں ہو سکتے) ﴿۱۶۲﴾ اللہ کی رضاء کی پیروی کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں (بلند) درجے ہیں (ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے) اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۶۳﴾

معانی و مصادر (یَغُلَّ) (یَغْلُلُ) (غَلَّ) غَلَّ، یَغُلُّ، غُلُوْلٌ (ن) خیانت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ) نبی سے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خیانت کرے، (خیانت بداخلاقی اور بہت بری عادت ہے، نبی اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ کا حامل ہوتا ہے)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم - ۴)

اور (اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اونچے) اخلاق پر (قائم) ہیں۔

نبی کے سلسلہ میں خیانت دو قسم کی ہوسکتی ہے:۔

۱۔ مال میں خیانت،

۲۔ وحی الٰہی میں خیانت۔

یہ آیت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دونوں قسم کی خیانتوں سے مبرّا قرار دیا۔ نہ وہ بیت المال کی رقم میں خیانت کرتا ہے اور نہ مال غنیمت میں، وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بھی نہیں چھپاتا بلکہ بے کم وکاست بیان کر دیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حق رسالت ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ (المآئدۃ - ۶۷)

اے رسول، جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں انہیں (بے کم وکاست لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ کی آیات کو چھپانے کی آخر نبی کو ضرورت ہی کیا ہے، وہ کسی سے ڈرتا نہیں کہ اس کے ڈر سے کسی آیت کو چھپالے۔ وہ بغیر کسی خوف کے حق کو بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۔ (الاحزاب - ۳۹)

جو لوگ اللہ کے پیغامات کو (لوگوں تک) پہنچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اور جو شخص خیانت کرے تو قیامت کے دن وہ اس خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا (اور اس طرح وہ علی رؤس الخلائق رسوا ہوگا) (ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ) پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، کسی پر ظلم وزیادتی نہیں ہوگی (اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی کی جائے گی)۔

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عمل کئے ہوں گے ان کو اچھا بدلہ دیا جائیگا اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کئے ہوں گے ان کو سزا ملے گی) (اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق کام کرے

(صلہ کے لحاظ سے) اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے والے کام کرے اور جس کا ٹھکانہ دوزخ ہو اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (ہرگز نہیں، دونوں برابر نہیں ہو سکتے) (هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ) اللہ تعالیٰ کی رضاء کے مطابق کام کرنے والوں کے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں (بڑے) درجات ہیں، (اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال سے غافل نہیں) (وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ) وہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں (لہٰذا وہ ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دیگا)۔

آیات زیر تفسیر میں خیانت کی برائی اور خیانت کرنے والے کے برے انجام کا ذکر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون جزء اول ص۸۳)

جب تم میں سے کوئی خیانت کرتا ہے تو وہ ایسی حالت میں خیانت نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، لہٰذا بچو اس سے، بچو اس سے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَى الْوَادِيْ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَّهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعٰى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهٗ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيْهِ حَتْفُهٗ فَقُلْنَا هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ نے ہمیں فتح عطاء فرمائی۔ ہمیں مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا، مال غنیمت میں ہمیں کچھ سامان، کھانا اور کپڑے ملے، پھر ہم وادی کی طرف چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا جو آپ کو قبیلہ جذام کے بنو ضبیب خاندان کے ایک شخص نے دیا تھا اور جس کو رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا۔ جب ہم وادی میں اترے تو وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پالان کھولنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اسی اثناء میں اس کو ایک تیر لگا اور اسی سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، اس کو شہادت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہرگز نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن تقسیم سے پہلے مال غنیمت

هٰذَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الغلول جزء اول ص۱۰۱)

میں سے چرا لی تھی اس پر آگ بھڑک رہی ہے"۔ (یہ سن کر) لوگ بہت گھبرائے۔ ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول، یہ مجھے خیبر کے دن ملے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ کا ایک تسمہ یا آگ کے دو تسمے (اگر یہ شخص جمع نہ کراتا تو یہ آگ کے تسمے ہوتے جن سے وہ جلایا جاتا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیانت کرنے والے کا درجۂ شہادت کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ باوجود شہادت کے دوزخ میں جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول جزء اول ص۱۰۱)

جب خیبر کا دن ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ آگے بڑھے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے، یہاں تک کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے انہوں نے کہا فلاں شہید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہرگز نہیں، میں نے اس کو ایک چادر یا عباء چرانے کی وجہ سے دوزخ میں دیکھا ہے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابن خطاب، جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے مؤمنین کے"۔ میں باہر نکلا اور میں نے اعلان کیا: خبردار ہو جاؤ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے مؤمنین کے۔

اس حدیث سے تو خیانت کرنے والے شہید کے ایمان کی بھی نفی ہو رہی ہے۔

مندرجہ بالا حدیثیں گویا (ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ) کی تفسیر ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ

(ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر کیا۔ آپ

اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ
شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ
يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ
لَهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ،
لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا
قَدْ اَبْلَغْتُكَ، لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ
فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا
اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ
اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ
رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ
فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ
لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى
رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ
اَبْلَغْتُكَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ
باب غلظ تحریم الغلول جزء ۲ ص ۱۲۶)

نے خیانت کو اور خیانت کے (سلسلہ میں جو) کام
بھی ہو اُسے بہت بڑا گناہ بتایا، پھر آپ نے
فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ
پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اسکی گردن
پر ایک اونٹ سوار ہو اور وہ بڑبڑا رہا ہو،
وہ کہے اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے،
میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا،
میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال
میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس
کی گردن پر ایک گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو۔ وہ کہے
اے اللہ کے رسول، میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں
مجھے تیرے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں، میں تو پہنچا
چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ
وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر بکری
سوار ہو اور وہ چلّا رہی ہو، وہ کہے اے اللہ کے
رسول میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں کہ میں تیرے
لئے کچھ نہیں کر سکتا میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں تم
میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت
کے دن آئے اور اس کی گردن پر کوئی جان (دار
چیز) سوار ہو جو چیخ رہی ہو، وہ کہے اے اللہ
کے رسول میری مدد کیجئے۔ میں کہہ دوں کہ میں
تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تو تجھے (احکام
الٰہی) پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں
نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اُس کی
گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہوں جو حرکت
کر رہے ہوں، وہ کہے اے اللہ کے رسول،
میری فریاد رسی کیجئے، میں کہہ دوں میں تیرے
لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں تو تجھے پہنچا چکا۔ میں

تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو، وہ کہے اے اللہ کے رسول، میری مدد کیجئے، میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تو تجھے پہنچا چکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب تحریم ھدایا العمال جزء ۲ ص ۱۲۸)

ہم تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر مقرر کریں، پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے (چھوٹی یا) بڑی کوئی چیز چھپالے تو یہ خیانت ہوگی، قیامت کے دن وہ اُسے لے کر آئے گا۔

یہ حدیثیں (وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) کی تفسیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب فی ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جس شخص کو ہم نے عامل بنایا اور اس کو (اس کی) تنخواہ دے دی تو پھر اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جس شخص کو ہم نے عامل بنایا اور اس کو (اس کی) تنخواہ دے دی تو پھر اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ (ابوداؤد کتاب الخراج باب ارزاق العمال جزء ۲ ص ۵۲ اسنادہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۱۰۷)

جو شخص ہمارا عامل ہو تو وہ بیوی حاصل کرلے، اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم حاصل کرلے اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان حاصل کرلے (مستورد راوی حدیث) کہتے ہیں ابوبکر (صدیق) نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان کے علاوہ کوئی چیز لی تو وہ خائن یا چور ہے۔

عمل

اے لوگو، خیانت کبھی نہ کیجئے، خیانت بہت بڑا گناہ ہے۔ خائن خیانت کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔

اے لوگو، خیانت سے بچئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کرنے والے کو مؤمنین میں شمار نہیں کیا۔ خائن کو شہادت کا درجہ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ خائن کو شہید کہنا بھی جائز نہیں۔

خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی، دین میں بھی ہوتی ہے۔ دین میں خیانت کرنا، اللہ تعالےٰ کے احکام کو چھپانا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ چیز عموماً فرقہ پرست علماء میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے فرقہ وارانہ مذہب کے تحفظ کے لئے حق کو چھپاتے ہیں، آپ اس سے بچئے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنَ ﴿۱۶۴﴾

ترجمہ اللہ نے مؤمنین پر (بڑا) احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان (کے قلوب) کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں (مبتلا) تھے ﴿۱۶۴﴾

معانی و مصادر (مَنَّ) مَنًّ، یَمُنُّ، مَنٌّ (ن) احسان کرنا، کاٹنا۔

تفسیر اسی مضمون کی ایک آیت پہلے گذر چکی ہے (البقرۃ - ۱۵۱) اُس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو نعمت قرار دیا تھا، اس آیت میں اس نعمت کا احسان جتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول (ان کی اصلاح و ہدایت کے لئے) مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے، (ان کے قلوب کو روحانی بیماریوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کرتا ہے) اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے (وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا (اٰلِ عمران - ۱۰۳)

تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا احسان مؤمنین پر رکھا، کافروں پر نہیں، اس لئے کہ ایمان لانے کے بعد ہی اس نعمت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ جو شخص ایمان نہیں لاتا وہ اس نعمت کو نعمت ہی نہیں سمجھتا تو اس پر احسان کیسا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین حق کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (التوبۃ-۳۳) (الفتح - ۲۸) (الصف - ۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔

جن لوگوں نے دین حق کو قبول کرلیا اور اس کے مطابق عمل کرتے رہے وہ گمراہی سے بچ گئے اور اس طرح عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مؤمنین کو دوزخ سے بچالیا۔

(نوٹ:۔ اس آیت کی مزید تفسیر کے لئے سورۂ بقرہ کی آیات ۱۲۹ و ۱۵۱ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھیے، اس نعمت عظمیٰ کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان سمجھیے، اس نعمت کی قدر کیجئے اور اس کا حق ادا کیجئے۔ حق ادا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر سختی سے عمل کیجئے صرف اسی صورت میں آپ ہدایت یاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور - ۵۴)

اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵۸)

اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ
عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ
قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ أَصَابَكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى
ٱلْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ وَلِيَعْلَمَ
ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ نَافَقُوا۟ ۖ
وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ قَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ
ٱللَّهِ أَوِ ٱدْفَعُوا۟ ۖ قَالُوا۟ لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
لَّا ٱتَّبَعْنَٰكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ

مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا
لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾
الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ
اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ
اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) یہ کیا بات ہے کہ جب تم کو (کافروں کی طرف سے) مصیبت پہنچی (تو کیونکہ) اس سے دوگنی مصیبت تم ان کو پہنچا چکے تھے تم (تعجب سے) کہنے لگے یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آگئی، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے یہ تمہاری ہی طرف سے ہے، (تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۶۵﴾ اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے ﴿۱۶۶﴾ اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے. (منافقین کی تو حالت یہ تھی کہ) جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں لڑائی کا علم ہوتا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیں گے۔ (ان کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ) وہ اس دن ایمان کے مقابلہ میں کفر ہی کے قریب تھے، وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہہ رہے تھے جو ان کے دل میں نہیں تھی اور اللہ کو خوب معلوم تھا جو کچھ یہ (اپنے دلوں میں) چھپا رہے تھے ﴿۱۶۷﴾ یہ لوگ (جنگ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے اُن بھائیوں کے متعلق (جو جنگ میں شریک ہوئے اور قتل ہو گئے) کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا کہنا مان لیتے تو قتل نہ ہوتے (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم (واقعی اس دعوی میں) سچے ہو (کہ تم موت کو اپنی تدبیر سے ٹال سکتے ہو) تو اب موت کو اپنے پاس نہ آنے دینا ﴿۱۶۸﴾ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جا رہا ہے ﴿۱۶۹﴾ (اور) جو کچھ اللہ انہیں اپنے فضل سے عطاء کر رہا ہے اس میں وہ شاداں و فرحاں ہیں اور جو لوگ

ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور (ان سے ابھی) ملے نہیں ان کے متعلق بھی وہ خوشیاں منا رہے ہیں کہ انہیں بھی (وہاں پہنچ کر) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم (۱۷۰) وہ لوگ بھی اللہ کی نعمت اور فضل میں (سرشار ہو کر) خوشیاں منائیں گے۔ اور (یہ بات معلوم کر کے بھی بہت خوش ہوں گے) کہ اللہ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا (۱۷۱)

معانی ومصادر (اِلْتَقٰی) اِلْتَقٰی، یَلْتَقِیْ، اِلْتِقَآءٌ (باب افتعال) ملاقات کرنا۔
(اِدْفَعُوْا) دَفَعَ، یَدْفَعُ، دَفْعٌ ودَفَاعٌ ومَدْفَعٌ (ف) دور کرنا، دفع کرنا۔
(اِدْرَءُوْا) دَرَأَ، یَدْرَأُ، دَرْأٌ (ف) پھیلانا، شدت سے دفع کرنا۔
(فَرِحِیْنَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرْحٌ (س) خوش ہونا (فَرِحٌ = فَارِحٌ = خوش ہونے والا)
(یَسْتَبْشِرُوْنَ) اِسْتَبْشَرَ، یَسْتَبْشِرُ، اِسْتِبْشَارٌ (باب استفعال) خوش کرنا، خوش ہونا۔

تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر جزء ۲ ص۸۴)

بدر کے دن مسلمین نے ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو قید کر لیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

قُتِلَ مِنْهُمْ یَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب من قتل من المسلمین یوم احد جزء ۵ ص۱۳)

احد کے دن ستر مسلم شہید ہوئے۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں ۷۰ کافر مارے گئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے اور جنگ احد میں ۷۰ مؤمن مارے گئے یعنی جنگ احد میں مؤمنین کو جتنا نقصان پہنچا اس سے دوگنا نقصان وہ جنگ بدر میں کافروں کو پہنچا چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا) جب جنگ احد میں تم کو نقصان پہنچا (تو کیونکر) جنگ بدر میں تم کافروں کو اس سے دوگنا نقصان پہنچا چکے تھے (قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا) تم (تعجب سے) کہنے لگے یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آگئی؟ (جس طرح جنگ بدر میں ہمیں نقصان نہیں پہنچا تھا اس جنگ میں بھی نہیں پہنچنا چاہئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مدد اگر جنگ بدر میں آئی تھی تو اس جنگ میں کیوں نہیں آئی)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ نقصان تمہاری ہی طرف سے ہے، (اس نقصان کے تم خود ہی ذمہ دار ہو، نہ تم اللہ کے رسول کی نافرمانی کرتے، نہ اس مصیبت میں گرفتار ہوتے) (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اللہ تعالیٰ تو بے شک ہر چیز پر قادر ہے، وہ اس نافرمانی کے باوجود تمہیں نقصان سے بچا سکتا تھا لیکن (پھر تمہیں سبق کیسے

ملتا) مؤمنین اور منافقین میں امتیاز کیسے ہوتا (وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ) (اللہ تعالیٰ تو مؤمنین میں اور کافروں میں امتیاز پیدا کرنا چاہتا تھا لہذا اے مؤمنین) جس دن تمہارا کافروں سے مقابلہ ہوا اور تم کو مصیبت پہنچی تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق تھا، (اعمال کے نتائج اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا نتیجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھا لہذا وہ نتیجہ مصیبت کی صورت میں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے رونما ہوا اور اس مصیبت سے جو اللہ تعالیٰ کی مصلحت تھی وہ پوری ہوئی۔ اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے (وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا) اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے (مؤمنین تو اس مصیبت کے وقت بھی صابر اور ثابت قدم رہے، کوئی شکایت زبان پر نہیں لائے، ان کے عزم اور حوصلہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ برخلاف اس کے منافقین میں نہ لڑائی سے پہلے مؤمنانہ عزم اور حوصلہ تھا اور نہ لڑائی کے بعد ہمت و جرأت تھی۔ لڑائی سے پہلے ہی وہ پست ہمتی اور بزدلی کا شکار تھے) (وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِادْفَعُوْا) اور جب ان سے کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ تعالےٰ کے راستے میں کافروں سے لڑو یا (اگر لڑ نہیں سکتے تو) دفاع ہی کرو (قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ) تو انہوں نے کہا (ہم تو سمجھتے ہیں کہ لڑائی نہیں ہوگی) اگر ہمیں یہ علم و یقین ہو جائے کہ لڑائی ضرور واقع ہوگی تو پھر ہم ضرور تمہارے ساتھ چلیں گے (غرضکہ انہوں نے مختلف بہانوں سے جنگ میں جانے سے پہلوتہی کی) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ) یہ اس دن ایمان کے مقابلہ میں کفر ہی کے قریب تھے۔ (ان کے دل میں ایمان کا نام و نشان نہ تھا۔ دل میں کفر و نفاق بھرا ہوا تھا۔ وہ ایمان کے کبھی بھی قریب نہیں ہوئے۔ انہوں نے زبان سے جو خیر خواہی کی باتیں کیں وہ درحقیقت کفر کے حدود کے قریب ہی رہ کر کیں) (يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ) زبانوں سے جو کچھ یہ کہہ رہے تھے ان کے دلوں میں وہ بات نہیں تھی (اپنی زبانوں سے وہ مؤمنین کو اپنی خیر خواہی جتا رہے تھے لیکن دلوں میں خیر خواہی کا نام و نشان نہیں تھا ان کے دلوں میں نفاق، بزدلی، بغض و حسد تھا، عداوت اور بدخواہی تھی وہ ان چیزوں کو چھپا رہے تھے، ظاہر نہیں کرتے تھے لیکن (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ) جو کچھ وہ چھپا رہے تھے اللہ تعالےٰ کو اس کا بخوبی علم تھا (اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا) ان کی تو یہ حالت ہے کہ خود تو گھروں میں بیٹھے رہے (جنگ میں شریک نہیں ہوئے) اور اپنے بھائیوں سے جو جنگ میں شریک ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ لوگ جو جنگ میں شریک ہو کر قتل ہوئے ہمارا کہنا مان لیتے تو کیوں قتل ہوتے (اس طرح وہ مؤمنین کی ہمت شکنی کر کے انہیں بزدل بنا رہے ہیں، جنگ کے نقصانات یاد دلا کر انہیں حسرت و افسوس میں مبتلا کر رہے ہیں، ان کا ایمان کمزور کر رہے ہیں اور انہیں تدبیر پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں، وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ جنگ میں نہ جا کر موت سے بچ گئے گویا موت سے بچنا ان کے اختیار کی بات ہے، وہ اگر چاہیں تو اپنے حسن تدبیر سے موت کو ٹال سکتے ہیں) (قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اے رسول،

آپ ان سے کہئے کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اب موت کو نہ آنے دینا (جب موت آئے تو اپنے حسن تدبیر سے اُسے ٹال دینا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ موت سے بچ نہیں سکتے اور وہ کیا نہیں بچ سکتے کوئی نہیں بچ سکتا لہذا موت سے ڈر کر جنگ سے پہلوتہی کرنا بے سود ہے، جس کی موت کا وقت آگیا ہے وہ قتل ہو کر رہیگا خواہ وہ موت سے بچنے کی کتنی ہی تدبیریں کرے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہوئے میدان جنگ میں قتل ہو جائیں) (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ) اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں، اس آیت کے شان نزول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِّنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّا اَحْيَآءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِاَنْ يُّزَهِّدُوْا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوْا فِي الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۲۹۸)

(اے ایمان والو) جب تمہارے بھائی اُحُد کی جنگ میں شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو پرندوں کے پوٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں، جنت کے پھل کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں آرام کرتی ہیں۔ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کی خوبی کو دیکھا تو (آپس میں) کہا: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جا رہا ہے تاکہ وہ جہاد کی رغبت کریں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں تمہاری طرف سے یہ پیغام ان کو پہنچاتا ہوں، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ۔

ان کی یہ زندگی دنیوی زندگی نہیں ہے کوئی اور زندگی ہے۔ اُس زندگی کی حقیقت کو بس اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ انسان اس زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن (ان کی زندگی کو) تم سمجھ نہیں سکتے۔

آگے فرمایا (يُرْزَقُوْنَ) انہیں رزق دیا جا رہا ہے (فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے اس میں وہ شاداں و فرحاں ہیں (وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے ابھی ملے نہیں ان کے متعلق یہ معلوم کر کے کہ انہیں بھی آخرت میں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم وہ خوشی محسوس کر رہے ہیں (يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل سے شاداں و فرحاں ہوں گے، اور یہ معلوم کر کے بھی بہت خوش ہوں گے) کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں:۔

سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَآءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلَى الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی بیان ارواح الشہداء فی الجنۃ جزء ۲ صفحہ ۱۵)

ہم نے عبداللہ (ابن مسعود) سے اس آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں، انکے لئے عرش میں کچھ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، یہ روحیں جنت کے اندر جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں، پھر ان قناویل میں آجاتی ہیں۔ اُن کے ربّ نے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا! کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کس چیز کی خواہش کریں، جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے رب نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر سوال کئے انہیں چھوڑا نہیں جائیگا تو انہوں نے کہا: اے ہمارے ربّ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیرے راستے میں پھر قتل کئے جائیں۔ پھر جب اللہ نے دیکھا کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

۱۔ شہداء کی روحیں عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں رہتی ہیں جنت میں سیر کرتی ہیں دنیا میں نہیں آتی جاتیں۔
۲۔ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔
۳۔ مرنے کے بعد کوئی دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا جاتا۔
۴۔ شہید کو کوئی خواہش نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ پھر زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جائے۔
اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جانا تمام نعمتوں اور عیش و راحت سے بہتر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، شہادت کی تمنا کیا کیجئے کیونکہ شہادت میں جو مزا ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار شہید ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَیْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ جزء ۴ صـ ۲۱ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ جزء ۲ صـ ۱۲۵)

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ مومنین میں سے بعض لوگوں کو میرے پیچھے (اپنے گھر پر) رہ جانا ناگوار گذریگا اور میرے پاس سواری نہیں کہ اس پر انہیں سوار کروں تو میں کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا ہر جنگ میں شریک ہوتا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو یہ بات گوارا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جائیں اور وہ آرام سے گھر پہ بیٹھے ہیں اور جہاد میں شریک نہ ہوں لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہاد میں شریک نہیں ہوتے تھے تاکہ ان مؤمنین کو جن کو سواری نہیں ملی گھر پہ رہ جانا ناگوار نہ گذرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ عَبْدٍ یَمُوْتُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ یَسُرُّهٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا اِلَّا الشَّهِیْدَ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهٗ یَسُرُّهٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰی (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحور

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ مرجائے، اس کے لئے اللہ کے ہاں عیش و راحت ہو، پھر وہ اس بات سے خوش ہو کہ وہ دنیا میں واپس لوٹے اگرچہ اُسے دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ مل جائے سوائے شہید کے، اس لئے کہ جب وہ شہادت کی فضیلت دیکھتا ہے

العین وصفتہن جزء۴ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۴۷)

تو چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں لوٹے اور ایک مرتبہ اور (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) قتل ہو۔

اے ایمان والو، شہادت کی طلب کیا کیجئے، اگر شہادت نصیب نہیں ہوئی تب بھی شہادت کا مرتبہ تو مل ہی جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْلَمْ تُصِبْهُ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ جزء۲ ص۱۵۸)

جس نے صدق (دل) سے شہادت طلب کی تو اُسے شہادت (کا درجہ) مل جائیگا اگرچہ وہ شہید نہ ہوا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَاَلَ اللّٰهُ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ جزء۲ ص۱۵۸)

جو شخص صدق (دل سے) البتہ سے شہادت کا سوال کرے تو اللہ اُسے شہداء کے مراتب پر پہنچا دیگا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾
الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ
قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾
فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ
لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا

ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا
تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

ترجمہ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا ان میں سے نیکی کرنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے (۱۷۲) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے لوگوں نے آکر کہا کہ کفار نے تمہارے مقابلہ کے لئے (ایک بڑا لشکر) جمع کیا ہے ان سے ڈرو (اور اپنے بچنے کی فکر کرو) تو (وہ ڈگمگائے نہیں بلکہ) ان کا ایمان اور زیادہ ہوگیا، انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (۱۷۳) (حکم کی تعمیل میں مسلمین نے کفار پر حملہ کیا) پھر وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے مالامال ہوکر واپس لوٹے، انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا، وہ اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے رہے (لہذا ان پر اللہ کا بڑا فضل ہوا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۱۷۴) (اے ایمان والو) یہ شیطان ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان سے نہ ڈرنا بلکہ اگر تم مؤمن ہو تو مجھ ہی سے ڈرنا (۱۷۵)

معانی ومصادر (اِسْتَجَابُوْا) اِسْتَجَابَ، يَسْتَجِيْبُ، اِسْتِجَابَةٌ (باب استفعال) جواب دینا۔ قبول کرنا۔
(قَرَحَ) قَرَحَ، يَقْرَحُ، قَرْحٌ (ف) زخمی کرنا (قَرْحٌ = ہتھیار کا زخم)
(سُوْءٌ) سَاءَ، يَسُوْءُ، سَوْآءٌ۔ غمگین کرنا، کسی کے ساتھ ناگوار کام کرنا۔

تفسیر حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَابَ يَوْمَ اُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ اَنْ يَرْجِعُوْا قَالَ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن تکلیف پہنچی اور مشرکین آپ کو (میدان جنگ میں) چھوڑ کر لوٹ گئے آپ کو اندیشہ ہوا

مَنْ يَذْهَبُ فِيْ اِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ كَانَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا للہ والرسول جزء ۵ ص۱۳)

کہ کہیں وہ واپس لوٹ کر نہ آئیں، آپ نے فرمایا: کون ان کا تعاقب کرتا ہے۔ مسلمین میں سے ستر آدمی تیار ہو گئے جن میں ابوبکر اور زبیر بھی تھے۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ) جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو قبول کیا (اور کفار کے تعاقب میں روانہ ہو گئے) ان میں سے نیکی کرنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے (اللہ تعالےٰ کے ہاں) بڑا اجر ہے (اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کا حکم اس وقت دیا جب) (اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ) ایمان والوں سے لوگوں نے آکر کہا کہ مشرکین نے پھر تم پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے (فَاخْشَوْهُمْ) ان سے ڈرو (تو بجائے اس کے کہ وہ ڈرتے، ہمت ہار جاتے، زخموں سے چور ہونے کا بہانہ بناتے) (فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا) (وہ تو اور زیادہ پر جوش ہو گئے)۔ اس خبر نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا (ان کی استقامت اور توکل میں اور اضافہ ہو گیا (وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ) کہنے لگے ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (ہمیں اس پر بھروسہ ہے، وہی ہماری مدد فرمائیگا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کلمہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (صحیح بخاری، ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۴۸)

جب لوگوں نے کہا کہ کافروں نے پھر لشکر جمع کیا ہے، ان سے ڈرو تو اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا۔ یعنی اللہ ہمارے (تمام امور میں ہماری کارسازی) کے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (الزمر۔ ۳۶)

(اور اے کافرو، تم رسول کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو تو) کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں (تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اور (اے رسول) یہ لوگ آپ کو ان (معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو (انہوں نے) اللہ کے علاوہ (بنا رکھے) ہیں (یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں) اور

جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو راہ راست پر چلانے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ، عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

(الزمر ۔ ۳۸)

(تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الغرض مسلمین نے حکم کی تعمیل کی اور کفار کے تعاقب میں روانہ ہو گئے (فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ) پھر (جب) وہ (کفار کا تعاقب کر کے لوٹے تو) اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر لوٹے، انہیں (کسی قسم کا) کوئی نقصان نہیں پہنچا (وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ) انہوں نے اللہ کی رضاء کی پیروی کی (انہوں نے تمام خطرات کو نظر انداز کیا اور وہ کام کیا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل کیا) (وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ) اور اللہ (تعالیٰ) بڑے فضل والا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ) [اے ایمان والو، یہ جو تم سے کہا گیا تھا (اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ) کہ لوگ تم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں ان سے ڈرو تو] یہ سب کارگذاریاں شیطان کی تھیں (کافر شیطان کے دوست ہیں اور) شیطان اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا ہے (تاکہ تم بزدل ہو جاؤ، تمہاری ہمت پست ہو جائے اور تم ڈر کر مقابلہ سے جی چراؤ، تو اے ایمان والو) (فَلَا تَخَافُوْهُمْ) تم ان سے نہ ڈرجانا (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، نفع و نقصان پہنچانا تو میرے اختیار میں ہے لہذا) (وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اگر تم واقعی مؤمن ہو تو بس مجھ سے ڈرنا (میری نافرمانی کر کے مجھے ناراض نہ کرنا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۹۴)

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالےٰ ڈرنے والوں کا دوست اور مددگار ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ (الجاثیۃ۔۱۹) اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ○ اور (اے ایمان والو) جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیگا۔

(الطلاق۔ ۴)

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سنیئے اور فوراً تعمیل کیجئے۔ بہانے اور حیلے نہ تلاش کیجئے۔

اے ایمان والو، کفار کی تعداد اور مادّی طاقت سے کبھی مرعوب نہ ہوئیے۔ ثابت قدم رہیئے، اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے، وہ آپ کے لئے کافی ہے۔ خطرات کے موقع پر یہ کہا کیجئے، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے)

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی رضاء کے تابع رہیئے، اس کی رضاء جوئی میں لگے رہیئے، اس کی ناراضگی کا کوئی کام نہ کیجئے۔ اس کا فضل حاصل کرنے کے لئے اس کی رضاء میں گم ہو جائیے۔

اے ایمان والو، اگر آپ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو بس اللہ تعالےٰ سے ڈریئے۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں یعنی شیطان کے دوستوں سے نہ ڈریئے وہ انشاء اللہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي
الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا يُرِيْدُ
اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا
اللّٰهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ
لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ
لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جو لوگ کفر میں تیزی سے رواں دواں ہیں ان سے آپ غمگین نہ ہوں، وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہیں دیگا بلکہ (وہاں) ان کے لئے (بہت) بڑا عذاب ہوگا (۱۷۶) بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (۱۷۷) اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ جو ڈھیل ہم انہیں دے رہے ہیں وہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور زیادہ گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے (۱۷۸)

معانی و مصادر (یَحْزُنُ) حَزَنَ، یَحْزُنُ، حُزْنٌ (ن) غمگین کرنا۔
سَارَعَ، یُسَارِعُ، مُسَارَعَةٌ، سِرَاعٌ (باب مفاعلہ) ایک دوسرے سے سبقت کرنا۔
(حَظًّا) حَظَّ، یَحُظُّ، حَظًّا (ن) حصہ پانا، با نصیب ہونا (حَظٌّ۔ نصیب، حصہ، سعادت)
(نُمْلِیْ) اَمْلٰی، یُمْلِیْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) لکھوانا، ڈھیل دینا، طول دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ) (اے رسول،) جو لوگ کفر میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششیں کر رہے ہیں اُن (کی اِن مخالفانہ سرگرمیوں) سے آپ غمگین نہ ہوں (اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا) وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اللہ تعالیٰ کا دین کامل ہو کر رہے گا خواہ کافر اسکو نقصان پہنچانے کی کتنی ہی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
(الصف ۔ ۸)

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○
(التوبۃ ۔ ۳۲)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نورِ (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اللہ ایسا نہیں ہونے دیگا بلکہ وہ اپنے نور کو کامل کر کے رہیگا خواہ کافروں کو (کتنا ہی) برا کیوں نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔(التوبۃ ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو

(الفتح - ۲۸) (الصف - ۹) (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔

الغرض کفار اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور ایک وقت وہ آیا کہ خطہ عرب میں دین اسلام تمام دینوں پر غالب آگیا بلکہ عرب کے باہر بھی جہاں جہاں اسلام گیا وہ اس جگہ کے ادیان باطلہ پر غالب آتا چلا گیا اور اس وقت تک غالب رہا جب تک اسلام کا دعویٰ کرنے والے حقیقی معنیٰ میں مؤمن رہے۔

آگے فرمایا (یُرِیْدُ اللّٰہُ اَلَّا یَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ) (اے رسول، آپ یہ خیال نہ کریں کہ کافروں کو جو ڈھیل دی جارہی ہے یہ ان کے حق میں بہتر ہے، اس ڈھیل میں بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے) اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں انہیں کچھ نہ ملے، جو کچھ ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ كٰفِرُوْنَ ○

(التوبۃ - ۵۵)

(اے رسول) ان کے مال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے اور جب ان کی جان نکلے تو اس حال میں نکلے کہ وہ کافر ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ ○

(آل عمران - ۱۹۶ و ۱۹۷)

(اے رسول) شہروں میں کافروں کی چل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○

(طٰہٰ - ۱۳۱)

اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ) آپ کے رب کا دیا رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) جن لوگوں نے ایمان کے بدلہ میں کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (بلکہ انہوں

نے اپنا ہی نقصان کیا ہے، انہوں نے اپنی آخرت بگاڑ لی ہے) اور (اب) ان کے لئے (وہاں) دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ ۝

(البقرۃ - ۱۷۴ و ۱۷۵)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی بھی حکم کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعے تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے، قیامت کے دن اللہ ان سے بات بھی نہیں کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کردے) بلکہ ان کے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب خریدا، تو (پھر) یہ آگ (کے عذاب) کے کتنے برداشت کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ) کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں (اور عذاب میں تاخیر کر رہے ہیں) یہ ان کے حق میں بہتر ہے (نہیں، یہ ان کے حق میں بہتر نہیں ہے) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ (اس ڈھیل کی مدت میں) وہ اور گناہ کرلیں، ان کے گناہوں میں زیادتی ہوجائے (تو پھر ایک دم ہم انہیں پکڑ لیں) اور (آخرت میں تو) ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝

(المرسلٰت - ۴۶ و ۴۷)

(اے جھٹلانے والو) تم (دنیا میں) تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو (آخرت میں تمہارے لئے کچھ نہیں اس لئے کہ) تم مجرم ہو اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ (المؤمنون - ۵۵ و ۵۶)

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) ہم تو انکی بھلائی

میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت کو) سمجھتے نہیں۔

عمل

اے لوگو، کفر میں مسابقت نہ کیجئے، کفر کو چھوڑ کر ایمان لے آئیے، محض دنیا کی خاطر ایمان کے بدلہ کفر کو نہ خریدیئے۔ ہٹ دھرمی سے حق کا انکار نہ کیجئے، یہ آپ ہی کے لئے نقصان دہ ہے، آپ کی آخرت خراب ہو جائے گی اور پھر آپ کو دردناک عذاب بھگتنا ہوگا۔

اے لوگو، اگر عذاب میں تاخیر ہو تو اس کو اپنے لئے مفید نہ سمجھئے، تاخیر کے زمانہ میں گناہ نہ کیجئے، گناہ بڑھ جائیں گے تو یہ آپ کے لئے اور زیادہ نقصان کا باعث ہوگا، تاخیر سے اگر آپ کو فائدہ ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ آپ سنبھل جائیں، کفر اور گناہوں سے توبہ کر لیں۔ ڈھیل آپ کو غفلت میں نہ ڈالے بلکہ ڈھیل کو تنبیہ سمجھئے اور فوراً اپنی اصلاح کر لیجئے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ
اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ
الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ
تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت تم ہو اس حالت میں اللہ مومنین کو نہیں چھوڑتا جب تک ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے اور اللہ یہ بھی نہیں کرتا کہ تم سب کو غیب کی باتیں (براہ راست) بتائے بلکہ (اس کام کے لئے) اللہ جن کو چاہتا ہے اپنا رسول منتخب کرتا ہے لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقوی شعار بن جاؤ تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے ﴿۱۷۹﴾

معانی و مصادر
(یَذَرُ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا، کاٹنا۔
(یَمِیْزُ) ماز، یَمِیْزُ، مَیْزٌ۔ ممتاز کرنا۔
(خَبِیْث) خَبُثَ، یَخْبُثُ، خَبْثٌ وخَبَاثَةٌ (ک) خبیث ہونا۔ خَبَثَ، یَخْبُثُ، خُبْثٌ (ن) ردّی ہونا۔
(طَیِّب) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وَطَابٌ وطِیْبَةٌ۔ لذیذ ہونا، اچھا ہونا۔

(یَجْتَبِیْ) اِجْتَبٰی، یَجْتَبِیْ، اِجْتِبَاءٌ (باب افتعال) چُن لینا۔

تفسیر اوپر یہ گذر چکا ہے کہ جنگ احد میں جو مصیبت پیش آئی اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اللہ تعالےٰ مؤمنین اور منافقین میں امتیاز پیدا کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا۔ (اٰل عمران - ۱۶۶ و ۱۶۷)

اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے، اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیز کر دے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا اعادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس حالت میں کہ تم اب ہو، اس وقت تمہاری جو حالت ہے وہ یہ ہے کہ اچھے اور برے، مؤمن اور منافق میں کوئی تمیز نہیں ہوتی، اللہ نہیں چاہتا کہ یہ حالت باقی رہے لہٰذا وہ ضرور مصائب و آلام سے تمہاری آزمائش کرتا رہے گا (حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ) یہاں تک کہ وہ (برے کو اچھے سے، منافق کو مؤمن سے) ناپاک کو پاک سے ممتاز کر دے۔ (جنگ احد میں جن مصائب و آلام کا تمہیں سامنا کرنا پڑا وہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اے ایمان والو، تمہیں بغیر اس امتحان کے کیسے معلوم ہوگا کہ کون منافق ہے اور کون مؤمن۔ اگر تم منافقین کو نہیں پہچانو گے تو وہ تمہیں دھوکا دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس آزمائش اور ابتلاء سے تمہیں گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ یہ تمہارے حق میں مفید ہے۔ تمہارے لئے ان کو پہچاننے کا بس یہی ایک ذریعہ ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر ابتلاء و آزمائش کے تمہیں معلوم ہو جائے کہ منافق کون ہے اور مؤمن کون ہے۔ یہ غیب کا علم ہے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ غیب کی باتیں تم میں سے ہر ایک کو بتائے (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) بلکہ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ رسولوں کو منتخب کر لیتا ہے جن کو وہ چاہتا ہے، (پھر ان کو غیب کی باتیں بتاتا ہے اور وہ مؤمنین کو غیب کی باتیں بتاتے ہیں) لہٰذا اے ایمان والو، (تمہارا کام تو صرف یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرو اور خود براہ راست غیب کی باتوں پر مطلع ہونے کی نہ تمنا کرو اور نہ کوشش، نہ تمہاری تمنا پوری ہوگی اور نہ کوشش بار آور ہوگی)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝

غیب کا جاننے والا (وہی ہے) اور وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر بھی نہیں کرتا، سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے (اور جب وہ ایسا کرتا ہے) تو وہ اس

(الجن ۔ ۲۵ و ۲۶) رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔

(وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) اور اگر تم ایمان لے آئے اور اللہ تعالےٰ سے ڈر کر گناہوں سے بچتے رہے، تقوے کی زندگی گذارتے رہے تو تمہارے لئے (آخرت میں) اجر عظیم تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ○ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ○ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ○

(عم یتساءلون ۔ ۳۱ تا ۳۶)

متقیوں کے لئے کامیابی ہے۔ (ان کے لئے) باغات ہیں، انگور ہیں، ہم عمر نوجوان عورتیں ہیں، اور چھلکتے ہوئے جام ہیں، اس میں نہ وہ کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (اے رسول انہیں) آپ کے رب کی طرف سے (بڑی) کثیر مقدار میں بدلہ دیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ ۔ ۵۴ ۔ ۵۵)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے (وہ) با اقتدار بادشاہ کے ہاں ایک سچے (اور باعزت) مقام میں ہونگے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ○

(الحجر ۔ ۴۵ و ۴۶)

(رہے) متقین (تو وہ) باغوں اور چشموں میں (شاداں وفرحاں) ہوں گے۔ (قیامت کے دن ان سے کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ○

(الدخان ۔ ۵۱ تا ۵۵)

متقی امن کے مقام میں ہوں گے۔ باغوں میں اور چشموں میں (وہ شاداں وفرحاں زندگی گذاریں گے) سُندس اور استبرق کا لباس پہن کر وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے (متقیوں کو ہم) اسی طرح (جزا دیا کرتے ہیں) ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے وہاں وہ امن کے ساتھ ہر قسم کے میوے منگا کر کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○

(الذّٰریات ۔ ۱۵ و ۱۶)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے اور جو کچھ ان کا رب انہیں دیگا وہ اسے لے رہے ہوں گے۔ اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ○ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الطور ۔ ۱۷ تا ۱۹)

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے، جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا اس میں وہ خوش ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا، (ان سے کہا جائیگا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔

نوٹ:۔ آئندہ کی خبریں معلوم کرنے کی برائی پر ہم انشاء اللہ سورۂ مائدہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، ابتلاء اور آزمائش کے لئے ہر وقت تیار رہیئے اور اس ابتلاء اور آزمائش کو اپنے حق میں بہتر سمجھیئے۔ غیب کی باتیں آپ معلوم نہیں کر سکتے لہذا بس غیب کی ان باتوں پر ایمان لایئے جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے بتائی ہیں۔

اے لوگو، ایمان لایئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے۔ نجات کی بس یہی راہ ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾
لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ
مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ
وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ
اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

ترجمہ اور جو لوگ اپنے مالوں میں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے بخل کرتے ہیں (اللہ کے راستہ میں اُسے خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں اچھا ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے، جس مال کو خرچ کرنے میں یہ بخل کر رہے ہیں قیامت کے دن وہ مال (ان کی گردنوں میں) طوق بنا کر ڈالا جائیگا (یہ اس مال کو دنیا میں چھوڑ کر چلے جائیں گے، پھر اللہ ہی اس کا وارث ہوگا) اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین (غرض کہ ہر چیز) کا وارث ہے اور (اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے) بلکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے ﴿۱۸۰﴾ اللہ نے ان لوگوں کی بات سُن لی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہم عنقریب اس کا فیصلہ کریں گے اور ان کے انبیاء کو ناحق قتل کرنے کا بھی (فیصلہ کریں گے) پھر ہم ان سے کہیں گے کہ اب عذاب سوزاں کا مزا چکھو ﴿۱۸۱﴾ یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تم نے (موت سے پہلے ہی) آگے بھیج دئے تھے (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا، اس لئے کہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ﴿۱۸۲﴾

معانی ومصادر (يَبْخَلُوْنَ) (بَخِلَ) بَخِلَ، يَبْخَلُ، بَخَلٌ (س) و بُخْلٌ، يَبْخُلُ، بُخْلٌ (ك) بخیل ہونا، کنجوسی کرنا۔

(يُطَوَّقُوْنَ) طَوَّقَ، يُطَوِّقُ، تَطْوِيْقٌ (باب تفعیل) مکلّف کرنا، طوق پہنانا۔

(مِيْرَاث) وَرِثَ، يَرِثُ وِرْثٌ وإِرْثٌ ووَرِثَةٌ وتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔

(سَنَكْتُبُ) كَتَبَ، يَكْتُبُ، كَتْبٌ وكِتَابٌ وكِتْبَةٌ وكِتَابَةٌ (ن) لکھنا، فیصلہ کرنا۔

(حَرِيْق) حَرَقَ، يَحْرُقُ، حَرْقٌ (ن) آگ سے جلانا۔

(عَبِيْد) عَبَدَ، يَعْبُدُ، عِبَادَةٌ وعُبُوْدَةٌ وعُبُوْدِيَّةٌ ومَعْبَدٌ ومَعْبَدَةٌ (ن) اللہ تعالےٰ کو ایک ماننا، اس کی عبادت کرنا، اس کی اطاعت کرنا، اس کے سامنے ذلّت اور عاجزی کا اظہار کرنا۔ (عَبِيْد عَبْد کی جمع ہے بندے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ) جو لوگ اپنے مال میں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے

بخل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے وہ یہ نہ خیال کریں کہ ایسا کرنا ان کے لئے اچھا ہے (بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ) نہیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے (سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) قیامت کے دن یہ مال جس (کے خرچ کرنے) میں وہ بخل کرتے ہیں طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈال دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ..... الخ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جز ۶ ص۲۹)

جس شخص کو اللہ نے مال دیا، اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے ایسا سانپ بنایا جائیگا جس کے سر پہ بال نہیں ہوں گے (اور) جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے (پھر) وہ سانپ اس کی گردن میں بطور طوق ڈال دیا جائیگا۔ وہ (اس شخص کو) اپنے جبڑوں سے پکڑ لیگا اور (اس طرح) کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ..... الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا صَاحِبُ كَنْزٍ) لَا يُؤَدِّيْ زَكَاتَهٗ اِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهٗ (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَتْبَعُهٗ فَاتِحًا فَاهُ) حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هٰذَا مَالُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تَبْخَلُ بِهٖ فَاِذَا رَاٰى اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ جز ۱ ص۳۲۶)

جو مالدار (اپنے مال کی) زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجا سانپ بن جائیگا پھر وہ منہ کھولے ہوئے جہاں کہیں وہ جائے گا اس کا پیچھا کرے گا اور وہ اس سے بھاگے گا۔ اس سے کہا جائیگا یہ تیرا مال ہے جس کے معاملہ میں تو بخل کرتا تھا، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے چھٹکارا نہیں ملتا تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دیگا تو وہ سانپ اونٹ کی طرح اس (کے ہاتھ) کو چبا ڈالے گا۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں کی اور زمین کی میراث تو بس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے (وہی آسمانوں کا، زمین کا اور تمام مال و دولت کا جو انسان اپنی موت کے بعد چھوڑ جائے حقیقی وارث ہے)۔

میت کے ورثاء تو صرف عارضی طور پر وارث ہوتے ہیں۔ ان کی ملکیت حقیقی و دائمی نہیں ہوتی۔ ایک دن

آئے گا کہ ہر چیز کا حقیقی مالک ہی اس چیز کا وارث ہوگا۔ ہر شخص فنا ہو جائیگا اور مالک الملک باقی رہ جائیگا۔ اس دن عارضی اور غیر حقیقی ملکیت بھی ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ○

(مریم ۔ ۴۰)

ہم ہی زمین کے بھی وارث ہوں گے اور ان لوگوں کے بھی وارث ہوں گے جو اس پر (بستے ہیں) اور ان (سب کو) ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ○

(الحجر ۔ ۲۴)

ہم ہی زندہ کرتے ہیں ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (تم سب کے) وارث ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ○

(القصص ۔ ۵۸)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو جو (اسباب) معیشت (کی فراوانی) میں اترایا کرتے تھے ہم نے ہلاک کر دیا، یہ ان کے مکانات ہیں (جو ویران پڑے ہیں) یہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر (بہت) کم اور ہم ہی (ان کے) وارث ہوئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا کے مال کی بے ثباتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مال کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

(الحدید ۔ ۱۰)

اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے۔

بخل اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے کی برائی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ○

(محمد ۔ ۳۸)

دیکھو! تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ (درحقیقت) اپنے نفس سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے اے ایمان والو) اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرو گے تو اللہ

تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالےٰ اس سے باخبر ہے (تمہارے تمام اعمال کا اُسے علم ہے، تمہارا کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا، تمہارے ہر عمل کی سزا یا جزا اس کے ہاں مقرر ہے، اس سے بے خوف نہ ہو جانا)۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ بعض لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ فقیر ہے، ہم مالدار ہیں لہٰذا اللہ تعالےٰ ہم سے مال طلب کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

(لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ) اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں (سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا) جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم عنقریب (قیامت کے دن) اس کا فیصلہ کریں گے (وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ) اور (اس سے پہلے) جو یہ انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کا بھی فیصلہ کریں گے (وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ) اور ہم کہیں گے کہ (اب) عذاب سوزاں کا مزا چکھو (ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ) یہ تمہارے افعال بد کی سزا ہے جو تم نے (موت سے) پہلے بھیج دئے تھے یعنی جو تم اپنی دنیوی زندگی میں کرتے رہے تھے (وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) اللہ تعالےٰ (اپنے) بندوں پر ظالم نہیں ہے (اس نے تمہیں یہ عذاب دے کر تم پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ تو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے جس کے تم خود ذمہ دار ہو، نہ برے عمل کرتے نہ سزا پاتے)۔

جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں" قرآن مجید کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہودی تھے اس لئے کہ اس کے آگے یہ الفاظ ہیں "وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ" (یعنی انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا) قرآن مجید کی رُو سے اس جرم کے مرتکب یہودی ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۸۷)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، پھر ان کے بعد بہت سے رسول بھیجے، (منجملہ ان کے) ابن مریم (بھی تھے جن کو) ہم نے کھلی نشانیاں عطاء کی تھیں اور روح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی تھی، (لیکن اے بنی اسرائیل تم نے کبھی کسی رسول کی صحیح معنوں میں اطاعت نہیں کی) جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن (پر عمل کرنے) کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم

نے سرکشی کی، (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان
رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا
اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

کیونکہ یہودی انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے تھے لہذا انہوں نے ہی یہ بات کہی تھی کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں"۔

عمل

اے ایمان والو، یہ مال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس کے دئے ہوئے مال کو اس کے راستہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کیجئے، زکوٰۃ اور دوسرے مالی فرائض کو ضرور ادا کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات نہ کہا کیجئے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی بہت سخت سزا ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا
نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ
تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ
فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ
مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ
وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

ترجمہ (اللہ نے ان لوگوں کی بات بھی سُن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آکر جلا ڈالے، (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ

سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے (۱۸۳) (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی جا چکی ہے حالانکہ وہ واضح دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (۱۸۴)

معانی و مصادر

(قُرْبَانٌ) قَرِبَ، یَقْرَبُ، قُرْبَانٌ، قُرْبٌ (س و ك) قریب ہونا۔
(زَبْرٌ) زَبَرَ، یَزْبُرُ، زَبْرٌ (ض، ن) لکھنا، (زُبُرٌ = زَبُوْرٌ کی جمع)

تفسیر

گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں جب کوئی نبی قربانی پیش کرتا تھا تو ایک آگ آتی تھی اور اسے جلا ڈالتی تھی۔ آگ کا اس طریقہ پر آنا اور جلا ڈالنا قبولیت کی علامت ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَ لَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَجَاءُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم أحلت لكم الغنائم جزء ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کیا۔ نبی نے اپنی قوم سے کہا میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو، وہ اس کے پاس جانا چاہتا ہو اور ابھی گیا نہ ہو، نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے (چند) مکان بنائے ہوں لیکن ابھی ان کی چھتیں نہ ڈالی ہوں۔ اور نہ وہ شخص میرے ساتھ جائے جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا منتظر ہو۔ الغرض نبی نے جنگ کی۔ وہ نماز عصر کے وقت یا وقت عصر کے قریب ایک بستی کے نزدیک پہنچے۔ نبی نے سورج سے کہا تو بھی مامور ہے، میں بھی مامور ہوں (پھر اس طرح دعاء کی) اے اللہ سورج کو ہم پر روک دے۔ سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے اس نبی کو فتح عطاء کی پھر نبی نے مال غنیمت جمع کیا، آگ آئی کہ اسے جلا ڈالے لیکن اس نے نہیں جلایا، نبی نے کہا تم میں خیانت (واقع) ہوئی ہے، لہذا ہر قبیلہ کا ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گیا۔ نبی نے کہا: خیانت

تم لوگوں میں (واقع) ہوئی ہے ۔ لہذا تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے (الغرض جب بیعت ہوئی تو) دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گئے، نبی نے کہا تم نے خیانت کی ہے پھر وہ لوگ گائے کے سر کے مثل سونے کا ایک سر لے کر آئے اور اسے (مال غنیمت میں) رکھ دیا۔ پھر آگ آئی اور اُسے جلا ڈالا۔

اس حدیث سے آگ کے آنے اور مال کے جلا ڈالنے کی کیفیت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ) جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہے کہ وہ کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی ہمارے سامنے نہ پیش کرے جس کو آگ آکر جلا ڈالے (تو یہ صرف ان کا بہانہ ہے) اے رسول (قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ) آپ ان سے کہئے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس ایسے رسول آچکے ہیں جنہوں نے بہت سے معجزات پیش کئے اور وہ معجزہ بھی پیش کیا جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو (یعنی انہوں نے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کو آگ نے جلا ڈالا) (فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) تو پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا اگر تم اس دعوی میں سچے ہو (تو بتاؤ تم ان پر ایمان کیوں نہیں لائے)۔

یہ دعوٰی بھی یہودیوں نے ہی کیا ہوگا کیونکہ اوپر یہ بتایا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو وہی قتل کیا کرتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے والے تو گذشتہ زمانہ کے یہود تھے۔ نزول قرآن مجید کے یہود نے تو یہ کام نہیں کیا پھر انہیں ان گذشتہ لوگوں کے فعل پر الزام دینے کا کیا مقصد ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اکابرین کے فعل سے ناخوش نہیں تھے گویا یہ بھی مجازاً اس فعل کے مرتکب تھے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ) اگر یہ (اب بھی) آپ کو جھٹلائیں (تو گھبرانے کی بات نہیں) آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا جو معجزات، دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے (اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کافروں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے سے رسولوں کو جھٹلاتے رہے، اسی طرح یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں)۔

عمل

اے ایمان والو، حق کو ہمیشہ کسی نہ کسی بہانہ سے جھٹلایا گیا، آپ کو بھی تبلیغ کے دوران اسی قسم کے بہانوں سے سابقہ پڑے گا لیکن آپ آزردہ نہ ہوں، ہمت نہ ہاریں بلکہ پوری ثابت قدمی اور ہمت کے ساتھ تبلیغ کرتے رہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ
اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ
عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

ترجمہ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے پھر (اے لوگو) قیامت کے دن تم سب کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا تو (اس دن) جو شخص دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا (کیونکہ اصلی زندگی تو جنت کی زندگی ہے) دنیا کی زندگی تو کچھ نہیں بس ایک دھوکے کا مال و متاع ہے ﴿۱۸۵﴾

معانی و مصادر (زُحْزِحَ) زَحْزَحَ، يُزَحْزِحُ، زَحْزَحَةٌ (باب فعللۃ) بچانا۔
(فَازَ) فَازَ، يَفُوْزُ، فَوْزٌ (ن) کامیاب ہونا۔
(غُرُوْر) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ وغُرُوْرٌ وغِرَّةٌ (ن) دھوکا دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ) موت کا مزا سب کو چکھنا ہے، (موت سب کو آکر رہے گی، نہ یہ کافر جو جھٹلا رہے ہیں باقی رہیں گے اور نہ اے ایمان والو تم باقی رہو گے) (وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) پھر قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ) تو اس دن جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہوگیا (کامیابی درحقیقت جنت میں داخل ہونا ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ○ (والسمآء ذات البروج - ۱۱)

(بیشک) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

یہ کامیابی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے ملتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ (الاحزاب ۔ ۷۱)

اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

آگے فرمایا (وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکا ہے اور کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔

(الانعام ۔ ۷۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے (یہ باز آنے والے نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت ۔ ۶۴)

اور (اے رسول) یہ دنیا کی زندگی تو بس تماشہ اور کھیل ہے اور دار آخرت (کی زندگی) ہی (اصل) زندگی ہے، کاش انہیں علم ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ آل عمران وسندہ صحیح جزء ۲ صـ ۲۴۲ ورواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ ۲۹۹)

جنت میں ایک کوڑے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ حق کا انکار کر رہے ہیں اور دنیا کا مال و دولت کما رہے ہیں انہیں اس دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور ختم ہونے والی ہے ایسی ناپائیدار چیز کی خاطر آخرت کو خراب کرنا اور دوزخ میں جانا عقلمندی نہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دوزخ تیار ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اس سے ڈریں اور حق کو قبول کریں تاکہ آخرت کی دائمی زندگی میں انہیں عیش و راحت نصیب ہو۔

عمل

اے لوگو، حق کو تسلیم کیجئے دنیا کی خاطر آخرت کو برباد نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ)

(لقمٰن - ۳۳)

دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں (کسی قسم کے) فریب میں مبتلا کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(ھود - ۱۵ و ۱۶)

(اور اگر تم دنیا کی خاطر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں۔ جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب بیکار گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

(فاطر - ۵ تا ۷)

اے لوگو، اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آکر رہے گی) لہٰذا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں ڈال دے اور نہ (ایسا ہو کہ) دغاباز (شیطان) اللہ کے بارے میں فریب میں مبتلا کر دے۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں (اور اے لوگو) جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے شدید عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے مغفرت ہے اور (بہت) بڑا اجر ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَ
اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں (کے نقصان) سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سُننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں (۱۸۶)

معانی و مصادر (تُبْلَوُنَّ) بَلَا، يَبْلُوْ، بَلَاءٌ وبَلْوٌ (ن) آزمانا۔
(اٰذًى) اَذِيَ، يَاْذٰى، اَذًى واَذَاةٌ (س) تکلیف پانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، اے ایمان والو (لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے معاملہ میں تمہاری ضرور آزمائش کی جائے گی، (تمہارے ایمان کا امتحان لیا جائیگا، تمہارے ایمان کو تپا کر پاک و خالص کیا جائیگا اور تم میں اور منافقوں میں ضرور خط امتیاز کھینچا جائیگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ (یعنی) ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر اُن کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

جنگ اُحد میں جو آزمائش ہوئی اس کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔

(آل عمران - ۱۵۴)

(ان مصائب کی غرض و غایت یہ تھی) کہ اللہ تمہارے دلوں میں جو کچھ تھا اس کی آزمائش کرے اور پھر دلوں کے خیالات کی تخلیص کرے۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۴۱)

اور (لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مؤمن) بنا دے اور کافروں کا استیصال کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

(آل عمران - ۱۷۹)

(اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت تم ہو اس حالت میں اللہ مؤمنین کو نہیں چھوڑیگا جب تک وہ ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے۔

الغرض ایمان والوں کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی مختلف مصلحتیں ہوتی ہیں۔ آزمائش سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا) اور اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور وہ لوگ جو (اللہ تعالیٰ

کے ساتھ) شرک کر رہے ہیں ان (دونوں جماعتوں) سے تم بہت سی تکلیف دہ (اور روح فرسا) باتیں سنو گے (تم پر آوازے کسے جائیں گے، تمہارا مذاق اڑایا جائیگا، تمہیں طعنے دئے جائیں گے اور تم کو برا بھلا کہا جائیگا لہذا تمہیں ان سب باتوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے)۔ تمسخر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(البقرۃ - ۲۱۲)

کافروں کے لئے دنیا کی زندگی کو مزین کر دیا گیا ہے۔ وہ (جب) ایمان والوں (کو دنیاوی لحاظ سے خوشحال نہیں دیکھتے تو ان) کا مذاق اڑاتے ہیں۔

طعن و تشنیع کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

(الانعام - ۵۳)

ہم ان میں سے بعض لوگوں کی بعض لوگوں کے ذریعہ آزمائش کرتے ہیں (یعنی غریبوں کے ذریعہ مالداروں کی آزمائش کرتے ہیں) تاکہ (مالدار غریبوں کے متعلق اس طرح کہیں) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہم لوگوں میں سے (چن کر) احسان کیا ہے (یہ لوگ تو درحقیقت شکر گذار بندوں سے ناواقف ہیں اس لئے اس قسم کی جہالت کی بات کرتے ہیں تو) کیا اللہ (بھی) شکر گذار بندوں سے ناواقف ہے (کہ ناواقفی میں وہ ان پر احسان نہ کرے)۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ) اور اگر (ان تمام آزمائشوں میں) تم (پورے اترے، تبلیغ کے دوران کفار کی ایذا رسانیوں پر) صبر کرتے رہے (ایمان لانے کی وجہ سے جو مصیبتیں آئیں ان میں ثابت قدم رہے) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے (اس کی مرضی کے خلاف تمام باتوں سے بچتے رہے جب تک جہاد کا اذن نہ ملے غیظ و غضب میں آکر بھی انتقامی کارروائی سے اجتناب کرتے رہے تو یہ تمہارے لئے اچھا ہے) کیونکہ یہ تمام کام بڑی ہمت، عزم و حوصلے کے کام ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کو تمہاری آزمائش اس لئے کرنی ہے کہ تمہارا ایمان قوی ہو جائے، تم میں ہمت و جرأت پیدا ہو، تم میں صبر و استقامت کے اوصاف پیدا ہو جائیں، تم عزم و حوصلہ کے ساتھ ہر مصیبت کا مقابلہ کرو اور مصیبت کیسی ہی کیوں نہ ہو تم ڈگمگا نہ جاؤ، تمہارے پائے استقامت میں کسی قسم کا تزلزل نہ پیدا ہو جائے)۔

اس آیت میں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل میں صحابہ کرام تمام مصائب میں صبر کرتے رہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلَ الْكِتٰبِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اللہ کے حکم کے مطابق مشرکین اور اہل کتاب سے درگذر

كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ منہ۵).

فرماتے اور (ان کی) اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر کیجئے، درگذر کرتے رہیے، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیے۔ اسلام لانے کے بعد یا تبلیغ کے دوران جو تکلیفیں آپ کو دی جائیں ان کا مردانہ وار مقابلہ کیجئے اور جب تک میدان جنگ میں ان سے جنگ و جدال کی اجازت نہ ملے کوئی انتقامی کارروائی نہ کیجئے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ
فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ
ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا لیکن (انہوں نے عہد کرنے کے بعد) اُسے پس پشت ڈال رکھا ہے اور اس کے بدلہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر رہے ہیں (خبردار) جو فائدہ یہ حاصل کر رہے ہیں وہ (بہت) برا ہے ﴿۱۸۷﴾

معانی و مصادر (مِيْثَاق) وَثُقَ، يَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ك) مضبوط ہونا (میثاق = عہد)
(تُبَيِّنُ) بَيَّنَ، يُبَيِّنُ، تَبْيِيْنٌ (باب تفعیل) بیان کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ اِيَّاهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ ..... ثُمَّ قَرَأَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ .....

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵۱ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب صفات المنفقین جزء ۲ ص۵۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا، پھر آپ نے ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، انہوں نے اس کو چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتادی پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت تلاوت کی۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کو لوگوں سے (بے کم وکاست) بیان کریں گے اور ان کو چھپائیں گے نہیں (تو انہوں نے اس عہد پر مضبوطی سے کاربند رہنے کا وعدہ کیا لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا) بلکہ اس کو پس پشت ڈال دیا اپنے عہد کے خلاف کرتے رہے (وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا) اور اس کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے رہے۔ (دنیا کے تھوڑے سے فائدہ کی خاطر انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور حق کو چھپایا) (فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ) تو اس خرید و فروخت میں (دنیا کا) جو (تھوڑا سا فائدہ انہیں) حاصل ہوا وہ (ان کے لئے بہت) برا ہے، (اس معمولی اور عارضی فائدہ کی خاطر انہوں نے اپنی آخرت خراب کر لی اور وہ یقیناً بہت بڑا نقصان ہے)۔

اہل کتاب کے اس عہد و میثاق کو توڑ کر حق کو چھپانے اور اس کے ذریعہ دنیا کمانے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۴۰ تا ۴۲)

اے بنی اسرائیل، میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا (اگر تم ایسا کرو گے تو) میں اس عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور تم صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو اور (اے بنی اسرائیل) اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے (وہ ایسی کتاب ہے) جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے (سب سے) پہلے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور (اے بنی اسرائیل) تھوڑے فائدے کی خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو۔ اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے عہد توڑنے کی برائی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں انکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ

(آل عمران - ۷۷) (اس دن) ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

یہ آیت (فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ) کی گویا تفسیر ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۱۷۴)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی بھی حکم کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے۔ قیامت کے روز اللہ ان سے بات بھی نہیں کریگا اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دے) بلکہ انکے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کا ذکر توریت اور انجیل میں موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ (الاعراف - ۱۵۷)

اُن (کی بشارت اور اُن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کو دیکھ کر وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ آپ ہی رسولِ موعود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(الانعام - ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں وہی ایمان نہیں لاتے۔

الغرض اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود آپ پر ایمان نہیں لائے، آپ پر ایمان لانے کا جو عہد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اس کو پورا نہیں کیا، آپ کے اوصاف حمیدہ کو جان کی کتابوں میں موجود تھے چھپایا تاکہ اس کے ذریعہ دنیوی فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں انہیں پھر تنبیہ کی کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ جس دنیوی فائدہ کے لئے وہ حق کو چھپا رہے ہیں اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ ایمان نہ لانے اور حق کو چھپانے کی سزائیں ان کو مل کر رہیں گی اور وہ بڑی دردناک سزائیں ہوں گی۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے جو عہد آپ کرلیں اسے پورا کیا کریں۔ حق کو نہ چھپایا کریں بلکہ اس کو برملا بیان

لیا کریں خواہ ایسا کرنے سے آپ کا کتنا ہی بڑا دنیوی نقصان کیوں نہ ہو۔

حق پوشی عموماً فرقہ پرست لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے غلط مسئلہ کو سہارا دینے کے لئے کبھی قیاس استعمال کرتے ہیں اور کبھی ضعیف بلکہ موضوع حدیث استعمال کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ صحیح حدیث کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اس کے اصل مطلب کو چھپاتے ہیں۔

اے لوگو، آپ ترقے میں شامل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان آپ سے حق پوشی کا ارتکاب کرادے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ
اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ
يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ
الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

ترجمہ جو لوگ اپنے مکر و فریب سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو بات انہوں نے (ظاہر) نہیں کی اس پر ان کی تعریف کی جائے ان کے متعلق ہرگز نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے (نہیں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۸۸﴾

معانی و مصادر (مَفَازَةٍ) فَازَ، يَفُوْزُ، فَوْزٌ (ن) کامیاب ہونا (مَفَازَةٌ = کامیابی)۔

شانِ نزول حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ .....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد (مبارک) میں جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے تشریف لے جاتے تو بعض منافقین آپ کے ساتھ نہ جاتے اور آپ کے جانے کے بعد (اپنے گھر میں) بیٹھے رہنے سے وہ (بہت) خوش ہوتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو عذر اور بہانے پیش کرتے اور (ان عذر اور بہانوں پر) قسم کھاتے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵ و صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جزء ۲ ص۵۱۲)

اس کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھُوْدَ فَسَاَلَھُمْ عَنْ شَیْءٍ فَکَتَمُوْہُ اِیَّاہُ وَاَخْبَرُوْہُ بِغَیْرِہٖ فَاَرَوْہُ اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا اِلَیْہِ بِمَآ اَخْبَرُوْہُ عَنْہُ فِیْمَا سَاَلَھُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا اَتَوْا مِنْ کِتْمَانِھِمْ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہ فی کتاب صفات المنافقین جزء ۲ ص۵۱۳) وفی روایۃ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (صحیح مسلم جزء ۲ ص۵۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے اُسے چھپایا اور اس کے علاوہ کوئی اور بات بتا دی۔ انہوں نے خیال کیا کہ جو (غلط) بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی ہے اس میں ان کی تعریف کی جائے گی (کہ خوب دھوکا دیا) اور اصلی بات چھپا کر انہوں نے جو جواب دیا اس سے (خود بھی) بہت خوش ہوئے۔ ان اہل کتاب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ثُمَّ قَرَأَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ..... بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (صحیح بخاری جزء ۶ ص۵ و صحیح مسلم جزء ۲ ص۵۱۳)

پھر ابن عباس نے یہ آیات تلاوت کیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ سے بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا تک۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین کے جھوٹے بہانے بنانے اور یہودیوں کی غلط خبر دینے کے واقعات تقریباً ایک ہی زمانے میں پیش آئے۔ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ آیت میں یہودیوں کے حق کو چھپانے کا تذکرہ فرما کر ان کو وعید سنائی اور آیت زیر تفسیر میں یہودیوں اور منافقین دونوں کی غلط بیانی اور مکر و فریب پر خوش ہونے کا تذکرہ فرمایا۔ غلط بیانی اور مکر و فریب پر خوش ہونے میں یہودی اور منافق دونوں شریک تھے لہذا آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو شریک کر کے بیک وقت دونوں کو وعید سنائی۔

تفسیر

اوپر دئے ہوئے شان نزول سے معلوم ہوا کہ :۔

(۱) منافقین جنگ میں شریک نہ ہونے کے جھوٹے بہانے بناتے تھے اور ان جھوٹے بہانوں پر یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے تھے۔ وہ اصل وجہ کو ظاہر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ اس سے ان کی منافقت کا راز فاش ہوتا تھا۔ اصل وجہ نہ بتانے پر وہ خوش ہوتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس مکر و فریب پر انکی جماعت میں ان کی تعریف کی جائے۔

(۲) یہودیوں سے جب کوئی بات پوچھی جاتی تھی تو وہ اس کا صحیح جواب نہیں دیتے تھے۔ صحیح جواب نہ دینے پر وہ خوش ہوتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی جماعت میں ان کی تعریف کی جائے۔ صحیح جواب وہ اس لئے نہیں دیتے تھے کہ صحیح جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق ہوتی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا) اے رسول جو لوگ اپنے (جھوٹے) جوابات سے خوش ہوتے ہیں (وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا) اور چاہتے ہیں کہ صحیح جواب نہ دینے پر (ان کی جماعت میں) ان کی تعریف کی جائے (فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ) ان کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ہرگز نہیں (وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

عمل

اے لوگو، جھوٹے بہانے نہ بنایا کیجئے، جب کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا صحیح جواب دیا کیجئے۔ صحیح بات کو چھپایا نہ کیجئے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

ترجمہ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۸۹﴾

معانی ومصادر (مُلْكٌ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلُكَةٌ (ض) مالک ہونا، متصرف ہونا (مُلْكٌ = بادشاہت)۔
(قَدِيْرٌ) قَدَرَ، يَقْدِرُ قُدْرٌ وقُدْرَةٌ ومَقْدُرَةٌ ومِقْدَارٌ وقِدَارَةٌ وقُدُوْرَةٌ وقُدُوْرٌ قُدْرَانٌ وقِدَارٌ (ض، ن، س) قدرت رکھنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کو عذاب کی وعید سنائی تھی۔ اس آیت میں بتایا کہ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے (یہ اس کی حدود مملکت سے بھاگ کر کہاں جائیں گے) (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ جو عذاب چاہے گا ان کو دے گا، یہ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتے)۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ
اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي
الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ
قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَ
يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ
إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ
وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ

إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ
أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ
الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ
لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۱۹۴﴾

ترجمہ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں ﴿۱۹۰﴾ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے ربّ اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا ﴿۱۹۱﴾ اے ہمارے ربّ، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اُسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کو من کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا ﴿۱۹۲﴾ اے ہمارے ربّ، ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان

لانے کے لئے پکار رہا تھا (وہ یہ کہہ رہا تھا) کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ، ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو مٹا دے، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں پورا پورا اجر عطاء فرما (۱۹۳) اور اے ہمارے ربّ، تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جن نعمتوں کے دینے کا ہم سے وعدہ کیا ہے وہ نعمتیں ہمیں عطاء فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا (۱۹۴)

معانی ومصادر (اَلْبَاب) لَبِبَ، یَلْبَبُ، لُبٌّ ولَبَابَۃٌ (س) باعقل ہونا (اَلْبَاب = لُبٌّ کی جمع، عقلیں)

(بَاطِلاً) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا، فاسد ہونا۔

(قِنَا) وَقٰی، یَقِیْ، وِقَایَۃٌ ووَقْیٌ۔ بچانا (ق۔ بچا)

(اَخْزَیْتَ) (لَاتُخْزِنَا) اَخْزٰی، یُخْزِیْ، اِخْزَاءٌ (باب افعال) رسوا کرنا۔

(مُنَادِیًا) (یُنَادِیْ) نَادٰی، یُنَادِیْ، مُنَادَاۃٌ (باب مفاعلہ) پکارنا (مُنَادِی = پکارنے والا)

(تَوَفَّنَا) تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی، تَوَفِّیٌ (باب تفعّل) پورا دینا، پورا لینا۔

(مِیْعَادُ) وَعَدَ، یَعِدُ، وَعْدٌ وعِدَۃٌ ومَوْعِدٌ ومَوْعِدَۃٌ ومَوْعُوْدٌ ومَوْعُوْدَۃٌ (ض) وعدہ کرنا (میعاد = وعدہ کا وقت یا جگہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ) آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصیحت وعبرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (عقل مند ہی ان نشانیوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں) (اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) یہ عقل مند لوگ وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے، غرض کہ ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں، (ہر وقت اس کے ذکر سے اُن کی زبان تر رہتی ہے یہی نہیں بلکہ) وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے رہتے ہیں (وہ سوچتے رہتے ہیں کہ آخر ان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں) (سُبْحَانَکَ) اے اللہ تو ہر برائی اور کمزوری سے پاک ہے، (تیرا کوئی کام بیکار نہیں ہوتا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَاخَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (الاحقاف - ۳)

ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ○ (الانبیآء - ۱۶)

اور (اے لوگو) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو ولعب کے طور پر پیدا نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً
(صٓ - ۲۷)
اور (اے لوگو) ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بے فائدہ نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ابراھیم - ۱۹)
(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔

پھر وہ عقل مند لوگ کہتے ہیں اے اللہ، تیرے ہر کام میں کوئی فائدہ ہوتا ہے، تیرے ہر کام میں کوئی مصلحت ہوتی ہے، تو نے ضرور آسمانوں کو اور زمین کو ہمارے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○
(الجاثیة - ۱۳)
اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
(لقمٰن -)
(اے لوگو) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
(البقرة - ۲۹)
وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ، تو نے یہ تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا کیں، ہمیں چاہیئے کہ ان کا حق ادا کریں، ان نعمتوں پر تیرا شکر ادا کریں، تیرا گن گائیں، تیری رضا جوئی میں لگے رہیں، تیری فرمانبرداری کریں، اے اللہ، ہم انسان ہیں، ہم سے غلطی ہو ہی جاتی ہے، اگر کہیں غلطی سے ہم تیری نافرمانی کر بیٹھیں (فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) تو (ہمیں معاف کر دینا) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لینا (رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ) اے ہمارے رب تو جس کو دوزخ میں داخل کر دے تو تو نے اُسے رسوا کر دیا (وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ) اور (وہاں) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا) اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنیوالے

کی آواز سنی جو ایمان کی دعوت دے رہا تھا (وہ کہہ رہا تھا) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے (ہم نے تیرے رسول کی دعوت پر لبیک کہا) (رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ) اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے (ہمارے نامہ اعمال سے ان کو مٹا دے) اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ پورا پورا اجر دے (نیک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر کر اور) (رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اے ہمارے رب ہمیں وہ سب نعمتیں عطا فرما جن کا تو نے اپنے رسول کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا ہے اور (اے ہمارے رب) ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا (تو نے جو وعدے کئے ہیں انہیں پورا کرنا) (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ) بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ عقل مند وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، تخلیق کائنات کی غرض و غایت پر غور کرتے رہتے ہیں اور پھر اپنے انجام کے متعلق ڈرتے رہتے ہیں، ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ○	بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔
(یونس ۔ ۶)	

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر غور و فکر کیجئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہا کیجئے اور اپنے انجام کے متعلق ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات ہماری آزمائش کے لئے پیدا کی ہے۔ اگر ہم آزمائش میں پورے نہیں اترے تو نتیجہ سوائے دوزخ کے اور کیا ہوگا، لہٰذا دوزخ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اور جو دعائیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں ان کا ورد رکھئے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا
وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ
عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ
الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

ترجمہ ایسے لوگوں کی دعاء کو ان کا ربّ شرف قبولیت بخشتا ہے (اور فرماتا ہے) میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کے اعمال تو قبول ہوں اور عورت کے اعمال قبول نہ ہوں) الغرض جو لوگ (میرے راستہ میں) ہجرت کریں، اپنے گھروں سے نکالے جائیں، میرے راستہ میں تکلیف دئے جائیں، لڑیں اور قتل کئے جائیں تو میں ان کے تمام گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے انہیں (ان کے نیک اعمال کا) بدلہ ملے گا اور اللہ کے ہاں (نیک اعمال کا) بہت اچھا بدلہ ہے (۱۹۵)

معانی ومصادر (اُضِیْعُ) اَضَاعَ، یُضِیْعُ، اِضَاعَۃٌ (باب افعال) ضائع کرنا۔
(اُوْذُوْا) اٰذٰی، یُؤْذِیْ، اِیْذَاءٌ (باب افعال) تکلیف دینا۔
(ثواب) ثَابَ، یَثُوْبُ، ثَوْبٌ وثُؤُوْبٌ (ن) لوٹنا، جمع کرنا۔

شان نزول حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَا اَسْمَعُ اللّٰہَ ذَکَرَ النِّسَآءَ فِی الْھِجْرَۃِ بِشَیْءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ.....
(رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء۲ ص۳۰۱)

انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: اے اللہ کے رسول، میں ہجرت کے سلسلہ میں اللہ کو عورتوں کا کچھ بھی ذکر کرتے نہیں سنتی۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے اپنے عقل مند بندوں کی چند دعاؤں کا ذکر فرمایا تھا، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ) جب وہ اس طرح دعاء کرتے ہیں تو ان کا ربّ ان کی دعائیں قبول فرما لیتا ہے (وہ فرماتا ہے کہ میں ان کی دعائیں ضائع نہیں کرتا اور نہ صرف دعائیں بلکہ اے ایمان والو) (اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ) میں تو تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا (عمل کرنے والے کے عمل کو قبول کرتا ہوں) (مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی) خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت (بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرد کے اعمال تو قبول کروں اور عورت کے اعمال قبول نہ کروں یا اس کے برعکس عورت کے اعمال تو قبول کروں اور مرد کے اعمال قبول نہ کروں)

دعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
(البقرۃ - ۱۸۶)

جب دعاء کرنے والا مجھ سے دعاء کرتا ہے تو میں اس کی دعاء کو قبول کرتا ہوں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (حٰمٓ المؤمن ۔ ۶۰)

اور (اے رسول، لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعاء کرو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔

اعمال کی قبولیت کے سلسلہ میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (التوبۃ ۔ ۱۲۰)

بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ (الکہف ۔ ۳۰)

ہم اس شخص کا اجر ضائع نہیں کرتے جو نیک عمل کرے۔

آگے فرمایا (فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) تو جن لوگوں نے (خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) ہجرت کی اور (جو) اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہیں میرے راستہ میں تکلیف دی گئی، جو لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) صلہ ہے (وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ) اور اللہ کے ہاں تو (نیک عملوں کا) اچھا صلہ ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ○ (آل عمران ۔ ۱۳۶)

اور عمل کرنے والوں کا اجر اچھا (ہی) ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ○ (بنی اسرآئیل ۔ ۹)

بیشک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے (آخرت میں بہت) بڑا اجر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیجئے، ہجرت کیجئے، ہر قسم کی تکلیف برداشت کیجئے، لڑیئے اور شہید ہونے کی تمنا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عملوں کو ضائع نہیں کریگا، اس کے ہاں نیک عملوں کا بہت اچھا بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي
الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ
اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

ترجمہ (اے رسول) شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے (۱۹۶) یہ تو تھوڑا سا عارضی فائدہ ہے، پھر (انجام کار تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (۱۹۷) البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی اور جو کچھ اللہ کے ہاں نیک لوگوں کے لئے ہے وہ بہت اچھا ہے (۱۹۸)

معانی و مصادر (لَا يَغُرَّنَّ) غَرَّ، يَغُرُّ، غَرٌّ و غِرَّةٌ و غُرُوْرٌ۔ دھوکہ دینا۔
(تَقَلُّبَ) تَقَلَّبَ، يَتَقَلَّبُ، تَقَلُّبٌ (باب تفعّل) پھرنا۔
(مَاْوٰى) اَوٰى، يَاْوِيْ، اُوِيٌّ (من) پناہ لینا، اترنا (مَاْوٰى = جائے پناہ)۔
(مِهَاد) مَهَدَ، يَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا (مِهَاد = بچھونا)
(نُزُلًا) نَزَلَ، يَنْزِلُ، نُزُوْلٌ (من) اترنا، کسی کے ہاں مہمان ہونا (نُزُلٌ = مہمانی)

(اَبْرَار) بَرَّ، یَبُرُّ، بِرٌّ (ن ض) نیکی کرنا، اطاعت کرنا (اَبْرَار = بَرٌّ کی جمع = نیکی کرنے والے)
بَرَّ، یَبُرُّ، بِرٌّ و بَرَارَۃٌ و بُرُوْرٌ (س ض) سچ کہنا، اطاعت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ) اے رسول کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا اور ان کی تاجرانہ چہل پہل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے (مَتَاعٌ قَلِیْلٌ) یہ تھوڑا سا ساز و سامان ہے جو ہم ان کو دے رہے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم ان سے خوش ہیں، نہیں بلکہ یہ تو ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ انہیں جو کچھ ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کے لئے کوئی حصّہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ○ نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۵۵ و ۵۶)

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ فراوانی کے ساتھ جو مال اور بیٹے ہم ان کو عطاء فرما رہے ہیں (اس میں ان کی بہتری ہے، نہیں) ہم تو ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (کیونکہ جو کچھ انہیں ملنا ہے دنیا میں مل جائے، آخرت میں تو ان کو کوئی بھلائی ملے گی ہی نہیں) لیکن وہ (ہماری مصلحت کو) سمجھتے نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَۃً یُعْطٰی بِھَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ یُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِھَا لِلّٰہِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ تَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُجْزٰی بِھَا (صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب جزاء المؤمن بحسناتہ فی الدنیا والاٰخرۃ جزء ۲ ص ۵۲۴)

اللہ نیکی کے معاملہ میں مؤمن کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا، اس کو اس (نیکی) کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی اور کافر جو نیکیاں اللہ کے لئے کرتا ہے اس کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں (پورا) دے دیا جاتا ہے پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہو گی کہ اس کا بدلہ اُسے دیا جائے۔

کافروں کو جو نعمتیں دی جا رہی ہیں ان کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○

(طٰہٰ ۔ ۱۳۱)

اور (اے رسول) ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کے سامان آرائش سے بہرہ ور کیا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں آپ ان (اسباب آرائش) کی طرف نظر نہ کرنا اور (یہ چیز ذہن میں رکھنا کہ) آپ کے رب کا (وہ)

رزق (جو آپ کو آخرت میں ملنے والا ہے وہ) اس سے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

یعنی جو کچھ کافروں کو مل رہا ہے اس کے دو سبب ہیں:۔

(۱) ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں دیا جا رہا ہے،

(۲) مال و دولت کے ذریعہ ان کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے اور وہ اور سرکشی میں بہک رہے ہیں۔

الغرض کافروں کی دولت کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ دنیا کا تھوڑا سا فائدہ ہے جو انہیں دیا جا رہا ہے اور یہ فائدہ آخرت کے فائدوں کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰهُ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنة باب فناء الدنیا وبیان الحشر جزء ۲ صـ۵۱)

اللہ کی قسم دنیا، آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی یہ انگلی (انگشت شہادت) دریا میں ڈال دے پھر (اسے نکال کر) دیکھے کہ وہ (دریا کا) کتنا (پانی لے) کر لوٹتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ صـ۱۲۲)

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

الغرض کافروں کو دنیا کا مال مل رہا ہے لیکن آخرت کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ (یہاں جو کچھ انہیں مل گیا مل گیا) (ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ) پھر (آخرت میں تو) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے (لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) برخلاف اس کے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ) اور جو نعمتیں نیک لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہت ہی اچھی ہیں۔ متقی لوگوں کو ان نعمتوں کا خیال رکھنا چاہیئے اور دنیا کو حقیر سمجھنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے (ان کا ذکر) سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال گذرا اور وہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے سامنے وہ چیزیں جن کی تمہیں خبر دی گئی ہے کچھ بھی نہیں۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
(الٓمّٓ السجدۃ - ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص ۱۲۵)

یہ حدیث گویا (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ) کی تفسیر ہے۔

عمل

اے ایمان والو! کافروں کے ساز و سامان کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آئیے، یہ چند روزہ تھوڑا سا فائدہ ہے جو انہیں مل رہا ہے۔ آخر کار ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ آپ کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی مہمانی نصیب ہو۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ان پر نازل کی گئی، وہ اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو بیچ کر تھوڑی قیمت حاصل نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے، بے شک اللہ جلدی حساب لینے والا ہے ﴿۱۹۹﴾

معانی ومصادر (خٰشِعِيْنَ) خَشَعَ، يَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) جھکانا، عاجزی کرنا۔
(سَرِيْع) سَرُعَ، يَسْرُعُ، سُرْعَةٌ وسَرَعٌ وسُرْعٌ وسَرَاعَةٌ (ك و س) جلدی کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں۔

نَزَلَ بِالنَّجَاشِيِّ عَدُوٌّ مِنْ اَرْضِهِمْ فَجَاءَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا اِنَّا نُحِبُّ اَنْ نَخْرُجَ اِلَيْهِمْ حَتّٰى نُقَاتِلَ مَعَكَ وَتَرٰى جُرْأَتَنَا وَنَجْزِيْكَ بِمَا صَنَعْتَ مَعَنَا فَقَالَ لَادَوَاءٌ بِنُصْرَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ دَوَاءٍ بِنُصْرَةِ النَّاسِ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ ص ۳۰۱)

نجاشی پر دشمن نے حملہ کیا۔ مہاجرین (حبشہ) اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان سے مقابلہ کے لئے نکلیں اور آپ کے ساتھ ہو کر (ان سے) جنگ کریں تاکہ آپ ہماری جرأت (وبہادری) بھی دیکھ لیں اور آپ نے جو احسان ہم پر کیا ہے اس کا بدلہ بھی ہم آپ کو ادا کر دیں۔ نجاشی نے کہا نہیں اللہ کی مدد سے علاج کرنا لوگوں کی مدد سے علاج کرنے سے بہتر ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کی بہت سی برائیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر فرمایا تو ساتھ ساتھ بعض اہل کتاب کی اچھائیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

(آل عمران۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (دراصل) صالحین میں سے ہیں جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی (ان کا تقویٰ وخلوص) اللہ (پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ) متقین (اور مخلص لوگوں) سے بخوبی واقف ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے ان اہل کتاب کی پھر تعریف فرمائی جو ایمان لے آئے تھے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ) (اے ایمان والو،) اہل کتاب میں (سب ہی برے نہیں ہیں) بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر (صحیح معنوں میں) ایمان رکھتے ہیں (وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ) اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو تمہاری طرف نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ان کی طرف نازل ہوئی یعنی وہ قرآن مجید پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور توریت اور انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہیں

(خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ) وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہیں (اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تکبر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

(بنی اسرآئیل ۔ ۱۰۱ تا ۱۰۹)

اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور) جب یہ قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بیشک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا (وعدہ کے مطابق قرآن آگیا) اور (یہ کہہ کر) وہ (پھر) روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل (سجدے میں) گر پڑتے ہیں اور (اس قرآن کے ذریعہ) ان کی عاجزی و انکساری اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا) وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بیچ کر یا ان کو چھپا کر یا ان کا انکار کر کے دنیا کا قلیل فائدہ حاصل نہیں کرتے، وہ حق کی خاطر دنیا کو قربان کر دیتے ہیں (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ) یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے رب کے پاس (بہت بڑا) اجر ہے (اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) بے شک اللہ تعالیٰ (بہت) جلد حساب لینے والا ہے (حساب وکتاب کا دن بہت قریب ہے، اس دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے اجر عطا فرمائے گا)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝

(القصص ۔ ۵۲ تا ۵۵)

جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جب ان کے سامنے (ہمارا فرمان) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے (یعنی اس کے نازل ہونے اور اس کے حق ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا عزم تھا کہ وہ اس پر جب بھی وہ نازل ہو ایمان لے آئیں گے)، ان لوگوں کو دگنا اجر دیا جائیگا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں (مزید برآں) برائی کو بھلائی سے

دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں، اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے رُوگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں تم پر سلام ہم نادانوں سے (اُلجھنا) نہیں چاہتے۔

وہ یہودی جو ایمان لے آئے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۵۹)

اور (اے رسول) قوم موسیٰ میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اسی حق کے مطابق عدل وانصاف کرتے ہیں۔

وہ عیسائی جو ایمان لے آئے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۸۲ تا ۸۵)

اور دوستی میں مؤمنین کے سب سے زیادہ قریب آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں اللہ پرست علماء ہیں اور تارک الدنیا مشائخ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے (حق بات تسلیم کر لیتے ہیں) اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کریگا۔ ان کے اس قول کے بدلہ میں جو انہوں نے کہا اللہ نے ان کو ایسے باغات عطاء فرمائے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نیکی کرنے والوں کی یہی جزاء ہے۔

عمل

اے لوگو۔ اللہ تعالیٰ پر، قرآن مجید پر اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیجئے، سرکشی و تکبر نہ کیجئے۔

اے لوگو، دنیا کے تھوڑے سے فائدے کی خاطر نہ تو حق کا انکار کیجئے اور نہ حق کو چھپائیے۔ دنیا فانی اور ہیچ ہے۔ آخرت دائمی اور بہت بڑی نعمت ہے لہذا آخرت کو ہیچ کر دنیا نہ خریدیئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

ترجمہ اے ایمان والو (خود بھی) ثابت قدم رہو اور (دوسروں کو بھی) ثابت قدم رکھو، مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۲۰۰﴾

معانی ومصادر (اِصْبِرُوْا) صَبَرَ، یَصْبِرُ، صَبْرٌ (ض) روکنا، ثابت قدم رہنا۔
(صَابِرُوْا) صَابَرَ، یُصَابِرُ، صِبَارٌ ومُصَابَرَةٌ (باب مفاعلہ) صبر میں غالب کرنا۔
(رَابِطُوْا) رَابَطَ، یُرَابِطُ، رِبَاطٌ ومُرَابَطَةٌ (باب مفاعلہ) دشمن کی سرحد پر پہرہ دینا، مواظبت کرنا۔

تفسیر سورۂ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف مقامات پر اور مختلف پیرایوں سے مؤمنین کی ہمت افزائی فرمائی اور جنگ احد میں جو نقصان پہنچا تھا اس کے اسباب، اس کی حکمتیں اور اس کے مقاصد سے مؤمنین کو مطلع کیا اور ان کی تسلی فرمائی۔ سورۂ آل عمران کی یہ آخری آیت اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا) اے ایمان والو، ثابت قدم رہو، جب تک دوسرا حکم نہ ملے پہلے حکم پر جمے رہو، اپنے کو اسی حالت پر روکے رکھو جس حالت پر رہنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
(الانفال۔ ۴۶)

اور (اے ایمان والو) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر واستقامت اختیار کرو، بے شک اللہ صبر واستقامت اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا (وَصَابِرُوْا) آپس میں ایک دوسرے کو احکام الٰہی پر جمے رہنے کی تاکید کرتے رہو، ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے رہو۔
ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ○

پھر وہ جو ایمان لائے صبر کی وصیت کرتے رہے اور (لوگوں پر) رحم وکرم کی وصیت کرتے رہے یہی لوگ داہنے ہاتھ والے ہیں۔

(لا اقسم بھذا البلد ۔ ۱۷و۱۸)

تیسرا حکم اللہ تعالےٰ نے یہ دیا (وَرَابِطُوْا) اور مورچوں پہ ڈٹے رہو۔ کیونکہ جنگ احد میں بعض لوگوں نے ان مورچوں کو چھوڑ دیا جن مورچوں پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں متعین فرمایا تھا اور کیونکہ ان کی اسی نافرمانی کی وجہ سے مسلمین کو شدید نقصان پہنچا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے آخر میں پھر اسی بات پہ زور دیا کہ مورچوں پہ جمے رہا کرو آئندہ کبھی مورچوں کو نہ چھوڑو جس مقام پہ تمہیں متعین کر دیا جائے تا حکم ثانی اسی مقام پہ جمے رہو، اسی مقام پہ پہرہ دیتے رہو، اسی مقام کی حفاظت کرو۔ وہیں رہ کر دشمن کے حملے کو روکو، میدان جنگ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ جزء۴ ص۴۳)

اللہ کے راستہ میں ایک دن پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، وَاِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ جزو۴ ص۴۲)

مبارک باد ہے اس بندے کے لئے جو اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس حال میں (شریک جنگ ہے) کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور قدم غبار آلود ہیں۔ اگر وہ پہرہ پہ ہے تو پہرہ دے رہا ہے اور اگر لشکر کے پچھلے دستہ میں ہے تو (بس) اسی میں (ڈٹا رہتا) ہے (جگہ نہیں چھوڑتا)، اگر وہ اجازت مانگے تو اُسے اجازت نہ دی جائے اور اگر وہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے (یعنی دنیوی طور پر وہ کتنا ہی حقیر ہو، اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ اور اجر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ

(اللہ کے راستہ میں) ایک دن اور ایک رات پہرہ دینا مہینہ بھر کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے۔

كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ مِنَ الْفُتَّانِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل جزء۲ ص۱۶۱)

اگر وہ مرجائے تو اس کا وہی عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا، اس کا رزق جاری کر دیا جائیگا اور وہ فتنۂ قبر سے مامون رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطُ فَاِنَّهٗ يَنْمُوْلَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الرباط جزء اول ص۳۴۵ وصححہ الترمذی)

ہر مرنے والے کا اپنے عمل پر خاتمہ ہوتا ہے سوائے پہرہ دینے والے کے اس لئے کہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ فلاح کا دارومدار تقوے پر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے امراء کے احکام پر جمے رہیئے ان پر سختی سے عمل کیجئے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیجئے کہ وہ بھی ان احکام پر جمے رہیں، جب تک امراء کی طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے پہلے حکم پر عمل کرتے رہیئے۔ مورچوں پر ڈٹے رہیئے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جب آپ تہجد کے لئے اٹھیں تو اٹھتے ہی سورۂ آل عمران کی آخری گیارہ آیات آسمان کی طرف منہ کر کے تلاوت کیا کیجئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّاَ وَاسْتَنَّ (صحیح بخاری ابواب تفسیر سورۃ آل عمران جزء ۶ ص۵۱) و

میں (ایک رات) اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں سویا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سے کچھ دیر باتیں کیں پھر سو گئے۔ پھر جب آخری تہائی رات باقی رہی تو آپ بیٹھ گئے، آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیات تلاوت فرمائیں : اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... پھر آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کیا اور مسواک کی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر آپ

فِي رِوَايَةٍ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَاتِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ اَتٰى شَنًّا مُعَلَّقًا فَاَخَذَهٗ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ (صحیح بخاری جزء ۶ صـ۵۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ جزء ۲ صـ۳۰۷ وصـ۳۰۹ واللفظ للبخاری)

بستر کے طول میں لیٹ گئے، پھر آپ نے نیند دور کرنے کے لئے چہرہ کو ملا، پھر آپ نے آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں یہاں تک کہ سورت کو ختم کیا۔

(نوٹ:۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے آخر سورۃ تک گیارہ آیتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قصداً یا بھول سے اکائی کا ہندسہ چھوڑ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۳

سورۂ نسآء اور سورۂ مائدہ

مرتّبہ

مسعود احمد

بی، ایس سی۔

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین سورۂ نساء

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینا	۶
۲	صلۂ رحمی (تفصیلی معلومات)	۶
۳	میراث (تفصیلی معلومات)	۴۲
۴	وصیت (تفصیلی معلومات)	۴۶
۵	محرمات (تفصیلی معلومات)	۶۸
۶	تجارت (تفصیلی معلومات)	۸۱
۷	کبیرہ گناہ	۱۰۵
۸	یتیم کے حقوق (تفصیلی معلومات)	۱۳۲
۹	پڑوسی کے حقوق	۱۳۶
۱۰	مسافر (تفصیلی معلومات)	۱۳۹
۱۱	لونڈی غلام کے حقوق	۱۴۲
۱۲	تکبر	۱۴۸
۱۳	تیمم کا طریقہ	۱۵۹
۱۴	شرک	۱۷۹
۱۵	امیر کی اطاعت (تفصیلی معلومات)	۱۰۶
۱۶	جنگ فی سبیل اللہ کی فضیلت	۲۰۶
۱۷	اطاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۴
۱۸	سفارش	۲۷۵
۱۹	سلام (تفصیلی معلومات)	۲۸۰
۲۰	قتل کرنے کا کفارہ	۲۹۹
۲۱	جہاد کی فضیلت	۳۱۳
۲۲	مسافر کی نماز	۳۲۶
۲۳	نماز خوف	۳۳۴
۲۴	اوقات نماز	۳۴۲
۲۵	بیویوں کے درمیان انصاف	۴۰۰
۲۶	ستر پوشی	۴۴۱
۲۷	عیسیٰ علیہ السلام کا نزول	۴۶۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین سورۂ مائدہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	قربانی کے جانور جو کعبہ روانہ کئے جائیں۔	۵۱۱
۲	حق کا ساتھ دینا ضروری ہے۔	۵۱۸
۳	مردار جانوروں کی تفصیل	۵۲۱
۴	فال نکالنا۔	۵۲۵
۵	دین کی تکمیل۔	۵۲۸
۶	شکار کے مسائل۔	۵۳۷
۷	مہر کے مسائل۔	۵۴۴
۸	وضوء کا طریقہ۔	۵۵۶
۹	نواقض وضوء	۵۶۸
۱۰	وضوء کے متفرق مسائل	۵۷۰
۱۱	غسل کا طریقہ۔	۵۷۲
۱۲	غسل کے متفرق مسائل۔	۵۷۶
۱۳	تیمم کا طریقہ۔	۵۸۱
۱۴	چوری کی سزا۔	۶۴۶
۱۵	قتل کے متعلق جملہ مسائل	۶۶۷
۱۶	فیصلہ کرنے کے جملہ مسائل	۶۸۲
۱۷	اذان اور اقامت کے جملہ مسائل	۷۰۱
۱۸	شرک کی برائی	۷۵۴
۱۹	ناجائز قسمیں	۷۷۹
۲۰	جائز قسموں کے جملہ مسائل	۷۸۲
۲۱	نشہ آور چیزوں کے جملہ مسائل	۷۹۳
۲۲	حالت احرام میں کون کون سی چیزیں یا کام حرام ہیں	۸۰۹
۲۳	حالت احرام کے بقیہ مسائل	۸۱۳
۲۴	کعبہ کے متعلق جملہ مسائل	۸۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۂ نسآء

زمانہ نزول | حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں :۔

وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ اِلَّا وَاَنَا عِنْدَهٗ (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب تألیف القرآن جز ۶ ص۲۲۸)

سورۂ بقرہ اور سورۂ نسآء ایسے زمانے میں نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔

یعنی سورۂ نساء مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ

الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱

ترجمہ اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (پیدا کر کے زمین پر) پھیلا دیا (اے لوگو) اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے بھی ڈرا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا میں تم پکڑے جاؤ) بے شک اللہ تم کو دیکھ رہا ہے (۱)

معانی و مصادر (بَثٌّ) بَثَّ، یَبُثُّ، بَثٌّ (ض ن) پھیلانا، پراگندہ کرنا۔
(اَرْحَامٌ) رَحِمَ، یَرْحَمُ، رَحْمَةٌ وَمَرْحَمَةٌ وَرُحْمٌ وَرُحُمٌ (س) رحم کرنا، شفقت کرنا (رَحِمٌ = رِحْمٌ۔ بچہ دانی، رشتہ۔ اس کی جمع اَرْحَامٌ ہے)
(رَقِيْبًا) رَقَبَ، یَرْقُبُ رُقُوْبٌ وَرَقَابَةٌ وَرِقْبَانٌ وَرِقْبَةٌ (ن) نگرانی کرنا، حفاظت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ) اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا (یعنی تم کو آدم سے پیدا کیا)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے جگہ جگہ انسانوں کو اسی بنیاد پر بنی آدم کہہ کر خطاب کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۔ ۳۱)

(بنی آدم کو جب ہم نے زمین پر اتارا تو اس وقت ان سے یہ بھی فرمایا تھا کہ) اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب

(اہل محشر) آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے آدم، آپ انسانوں کے باپ ہیں، آپ کو

بدء الخلق باب قول الله تعالیٰ انا ارسلنا نوحا الیٰ قومه جزء ۴ ص۱۶۴)

اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَنْسَابُکُمْ هٰذِهٖ لَیْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰی اَحَدٍ کُلُّکُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ (رواه البیهقی فی شعب الایمان. سنده صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوٰة جزء ۳ ص۱۳۷۵)

یہ نسب ایسے نہیں کہ ان کی وجہ سے کسی کو بُرا کہا جائے، تم سب اولادِ آدم ہو (تم سب آپس میں ایسے ہو جیسے) ایک صاع دوسرے صاع کے مقابلہ میں ہوتا ہے (سب صاع برابر ہوتے ہیں لہذا سب آدمی برابر ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ (رواه احمد ورجاله رجال الصحیح. بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص۲۲۶ وسنده صحیح)

اے لوگو، تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو شخص واحد یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیدا کیا۔ آگے فرمایا (خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا) اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول الله تعالیٰ واذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفة جزء ۴ ص۱۶۱)

عورتوں کے حق میں (نرمی کی) وصیت قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا۔ (الاعراف - ۱۸۹)

(اے لوگو) اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس کے لئے سکون (اور دلبستگی) کا باعث ہو۔

آگے فرمایا (وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا) ان دونوں سے اللہ (تعالیٰ) نے بہت سے مرد اور بہت سی عورتوں کو پیدا کر کے زمین پر پھیلا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ

اے لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک

اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات ۔ ۱۳)

عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (لیکن) اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ) اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو مرتبہ اپنی ذات سے ڈرایا ہے۔ ڈر اور خوف یعنی تقویٰ بہت ضروری چیز ہے اس کے بغیر ہدایت نہیں ملتی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ (البقرۃ ۔ ۲) متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔

نوٹ:۔ تقویٰ کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ اور آل عمران کی آیت ۱۷۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ کا واسطہ دے کر عموماً انسان ایک دوسرے سے رحم وکرم کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بہت بڑا ہے اور اس کی بہت بڑی شان ہے لہٰذا اس کا واسطہ بھی بہت باعظمت ہے۔ تمام انسانوں کو اس کے واسطے کی قدر ومنزلت کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰہِ فَأَعِیْذُوْہُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰہِ فَأَعْطُوْہُ (ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب عطیۃ من سأل باللہ عزوجل ۱/۲۴۳ ورواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۹ ص ۱۲۷)

جو اللہ کے واسطے پناہ چاہے اُسے پناہ دو اور جو اللہ کے واسطے مانگے اُسے دو۔

آگے فرمایا (وَالْاَرْحَامَ) اور رشتوں (کے قطع کرنے) سے ڈرو (رشتے کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّہُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَہُمْ ۝ (محمد ۔ ۲۲ و ۲۳)

(اے منافقو) اگر تم (لڑائی سے) منہ پھیرو تو تم سے بعید نہیں کہ تم زمین میں فساد برپا کرو اور رشتوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کردی ہے اور ان کو (حق بات سننے سے)

بہرا اور (راہ راست دیکھنے سے) اندھا کردیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع جزء ۸ صـ۶ وفی روایۃ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعُ رَحِمٍ رصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم جزء ۲ صـ۳۲۲)

رشتہ کا توڑنے والا جنت میں نہیں جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِہٖ قَالَتِ الرَّحِمُ ھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِیْعَۃِ ؟ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰی یَا رَبِّ قَالَ فَھُوَ لَكِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من وصل وصلہ اللہ ۶ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم جزء ۲ صـ۳۲۱)

بے شک اللہ نے (تمام) مخلوق کو پیدا کیا۔ جب اللہ تخلیق سے فارغ ہوا تو رشتہ نے کہا (اے اللہ) قطع رحمی سے تیری پناہ طلب کرنے کا یہی موقع ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہاں، کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ میں اُسے ملاؤں جو تجھے ملائے اور اسے توڑوں جو تجھے توڑے، رشتہ نے کہا ہاں، اے میرے رب، (میں راضی ہوں)۔" اللہ تعالےٰ نے فرمایا" تو بس یہ تیرے لئے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو (یہ آیت) پڑھو! فَھَلْ عَسَیْتُمْ..... الخ یعنی (اے منافقو) اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم سے بعید نہیں کہ زمین میں فساد برپا کرو اور رشتوں کو توڑ ڈالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰہُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُہٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من وصل وصلہ اللہ عن ابی ھریرۃ۔ جزء ۸ صـ۷)

(یعنی رشتہ اللہ تعالےٰ کے اسم گرامی) رحمٰن سے نکلا ہے، اللہ تعالےٰ نے (رشتہ سے) فرمایا تھا! جو تجھے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اُسے قطع کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلۂ رحمی کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

يَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعِفَافِ وَ الصِّلَةِ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء ۱ ص۶ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ھرقل ۲/۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کا، سچ بولنے کا، پاکدامنی کا اور صلۂ رحمی کا (یعنی رشتہ ملانے کا) حکم دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِىْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِىْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم جزء ۸ ص۶ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم جزء ۲ ص۳۲۲)

جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی موت میں تاخیر ہو تو اُسے صلۂ رحمی کرنی چاہیئے (یعنی رشتہ ملائے رکھے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے)۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِى الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب فضل صلة الرحم جزء ۸ ص۶)

ایک شخص نے کہا! اے اللہ کے رسول، مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ کو ملاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِىْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا (صحیح بخاری کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافیٔ جزء ۸ ص۷)

بدلہ میں رشتہ کو ملانے والا رشتہ ملانے والا نہیں بلکہ رشتہ ملانے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اُسے ملائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِىْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِىْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَىَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ

ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول، میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے رشتہ ملاتا ہوں اور وہ مجھ سے رشتہ توڑتے ہیں، میں

عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ الرحم جزء ۲ صـ۳۲۲)

ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا کر رہے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم ان کے منہ پر گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم اس حال پر قائم رہو گے ان کے مقابلہ میں تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ہمیشہ ایک مددگار رہے گا۔

نہ صرف مسلم رشتہ داروں بلکہ کافر رشتہ داروں کے ساتھ بھی صلۂ رحمی کرنی چاہیئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:۔

اَتَتْنِیْ اُمِّیْ رَاغِبَةً فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَئَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب صلۃ المرأۃ امّها ولها زوج جزء ۸ صـ۵)

جس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (قریش سے) صلح تھی اس زمانہ میں میری ماں اس حالت میں (میرے پاس) آئی کہ وہ اسلام سے بے رغبت تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا! کیا میں اس کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں (تم اس کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکتی ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ اَنْ يُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْیِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ (رواہ الترمذی فی ابواب صفۃ القیٰمۃ وصححہ جزء ۲ صـ۱۹۶)

کوئی گناہ بغاوت اور قطع رحمی سے زیادہ اس بات کا حق دار نہیں کہ اللہ اس کے کرنے والے کو دنیا میں عذاب دینے کی جلدی کرے باوجود اس کے کہ اس کے لئے عذاب کو آخرت میں بھی ذخیرہ رکھے۔

الغرض رشتہ ملانے کا بڑا ثواب ہے اور رشتہ توڑنا بہت بڑا گناہ ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) بے شک اللہ تم پر نگران ہے، (بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا)۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔ رشتہ ملائے رکھیئے۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہیئے۔ رشتہ توڑنے کے انجام سے ڈرتے رہیئے۔ جو آپ سے رشتہ توڑے آپ اس سے ملائیے، یہی درحقیقت رشتہ ملانا ہے۔

جو آپ کے ساتھ برا سلوک کرے، آپ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیئے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا
الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ، اِنَّهٗ كَانَ
حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲

ترجمہ اور (اے ایمان والو) یتیموں کا مال (جو تمہارے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہو اُن کے بالغ ہونے کے بعد پورا کا پورا) ان کے حوالے کر دیا کرو، (اُن کے) عمدہ مال کو (اپنے) ناکارہ مال سے نہ بدلا کرو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے (۲)

معانی ومصادر (خَبِيْثَ) خَبُثَ ، يَخْبُثُ ، خُبْثٌ وَخَبَاثَةٌ (ك) ناپسندیدہ ہونا۔
(طَيِّب) طَابَ ، يَطِيْبُ ، طِيْبٌ وَطَابٌ وَطِيْبَةٌ (ض) پاکیزہ ہونا، پسندیدہ ہونا۔
(حُوْبًا) حَابَ ، يَحُوْبُ ، حُوْبٌ وَحَوْبٌ وَحَوْبَةٌ وَحَابٌ (ن) گناہ کرنا۔
(كَبِيْرًا) كَبُرَ ، يَكْبُرُ ، كِبْرٌ وَكُبْرٌ وَكُبَارَةٌ (ك) قدر و منزلت میں بڑا ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے یتیموں کے حقوق کے سلسلہ میں فرمایا (وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ) یتیموں کے مال کو (جو تمہارے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہو اُن کے بالغ ہونے کے بعد پورا کا پورا) ان کے حوالہ کر دیا کرو (اس میں ذرا سی بھی کمی نہ کیا کرو)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النسآء۔ ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اے ایمان والو، جان بوجھ کر اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔

(انفال - ۲۷)

آگے فرمایا (وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ) اور ان کے عمدہ مال کو اپنے ناقص و ناکارہ مال سے نہ بدلا کرو (ان کا مال ہی ان کے حوالہ کیا کرو) (وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ) اور ان کا مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھا جایا کرو (اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا) یہ (بہت) بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ، وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○ (النسآء - ۱۰)

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے ہیں وہ گویا اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں، وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، اگر کسی یتیم کا مال آپ کے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہو تو اس میں خیانت نہ کیا کیجئے۔ رقم ہو یا اور کوئی چیز ہو پوری کی پوری ادا کر دیا کیجئے۔ ان کے مال میں سے کوئی عمدہ چیز نکال کر اس کے بدلے میں خراب چیز نہ رکھیئے۔ اور نہ ان کے مال کو ناجائز طریقہ سے کھایئے۔ یتیم کا مال ناجائز طریقہ سے کھانا (بہت) بڑا گناہ ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى
فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ، فَاِنْ خِفْتُمْ
اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ، ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝٣

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان سے نکاح نہ کرو) ان کے علاوہ اور عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو تین تین، چار چار نکاح کر لو پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ (تم تمام بیویوں میں) انصاف سے کام نہ لے سکو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا لونڈی (پر) جس کے تم مالک ہو (اکتفا کرو)، اس صورت میں زیادہ امکان ہے کہ تم حد سے تجاوز نہ کر سکو (اور غلط کاموں سے بچ جاؤ) ۝٣

معانی ومصادر (تُقْسِطُوْا) اَقْسَطَ ، يُقْسِطُ ، اِقْسَاطٌ (باب افعال) انصاف کرنا۔
(اَدْنٰى) دَنَا ، يَدْنُوْا ، دُنُوٌّ (ن) (دُنُوٌّ سے اَدْنٰى اسم تفضیل ہے)
(تَعُوْلُوْا) عَالَ ، يَعُوْلُ ، عَوْلٌ (ن) عیال زیادہ ہونا، عیال کی پرورش کرنا، حق سے عدول کرنا۔

شان نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِىْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشْرِكُهٗ فِىْ مَالِهٖ وَيُعْجِبُهٗ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ

یہ اس یتیم بچی (کے متعلق ہے جو) اپنے ولی کے ہاں پرورش پاتی تھی اور اس کے مال میں شریک

وَلِيُّهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا عَنْ اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص ۵۳ و صحیح مسلم کتاب التفسیر ۲/۶۶۶)

ہوتی تھی اس کا ولی اس کے مال وجمال کو پسند کرتا تھا اور اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے اور اسے اتنا ہی مہر دے جتنا دوسرا کوئی دیتا۔ (اس آیت کے ذریعہ) سے لوگوں کو روک دیا گیا کہ ان سے نکاح کریں سوائے اس صورت کے کہ وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور ان کو ان کے دستور کے مطابق پورا مہر ادا کریں اور انہیں حکم دیا گیا کہ (ایسی صورت میں) وہ ان کے سوا دوسری عورتوں سے جو انہیں پسند ہوں نکاح کر لیں۔

تفسیر باپ کے مرنے کے بعد اس کی یتیم بچی اپنے کسی رشتہ دار کے ہاں پرورش پاتی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ رشتہ دار اس بچی کا نامحرم ہوتا تھا لہذا جب وہ بچی جوان ہو جاتی اور مالدار اور خوبصورت ہوتی تو ولی چاہتا تھا کہ اس سے نکاح کر لے لیکن کیونکہ وہ خود ہی ولی ہوتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس لڑکی کی طرف سے زیادہ مہر کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہیں لہذا اس کو پورا مہر دینے میں بخل کرتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی ناانصافی کو روکنے کے لئے فرمایا (وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان یتیم بچیوں کے متعلق (جو تمہارے ہاں پرورش پا رہی ہیں) انصاف نہیں کر سکو گے یعنی ان کو پورا مہر نہیں دو گے (فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ) تو پھر ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے جو پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار (تک) نکاح کر لو (فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً) لیکن اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم (تمام بیویوں میں) انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔ (اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) یا لونڈیاں جن کے تم مالک ہو (ان پر اکتفا کرو) (ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا) لونڈیاں رکھنے کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ اس میں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم حد سے تجاوز نہ کر سکو اور غلط کام سے بچ جاؤ۔

اس آیت میں مندرجہ ذیل احکام دئے گئے ہیں:۔

(۱) یتیم لڑکیوں کو پورا مہر دو، ان کے ساتھ ناانصافی نہ کرو۔

(۲) اگر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں ان کے ساتھ ناانصافی کا اندیشہ ہو تو پھر ان کے علاوہ اپنی پسند کی دوسری عورتوں سے نکاح کر لو۔

(۳) دو یا تین یا چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کر سکتے ہو۔ چار سے زیادہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں :۔

إِنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا (احمد بلوغ جزء ۱۶ ص۱۹۵ و ابن ماجۃ کتاب النکاح باب الرجل یسلم وعندہ اکثر من اربع نسوۃ جزء اول ص۱۰۱ وسندہ صحیح التعلیقات جزء ۲ ص۹۴۸)

غیلان بن سلمہ اسلام لائے۔ اس وقت ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے چار کو پسند کرلو (باقی کو چھوڑ دو)۔

(۴) لونڈیاں جتنی چاہے رکھ سکتے ہو۔

(۵) بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک کرو۔

ہر بیوی کی باری مقرر کی جائے سفر میں جائے تو قرعہ اندازی کرے، جس کے نام قرعہ نکلے اس کو ساتھ لے جائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا (صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب ھبۃ المرأۃ لغیر زوجھا جزء ۳ ص۲۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس کا قرعہ نکلتا اُسے اپنے ساتھ لے جاتے اور آپ ہر بیوی کی باری ایک دن، ایک رات مقرر کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو اگر آپ یتیم لڑکیوں سے نکاح کریں تو ان کو دستور کے مطابق مہر دیجئے۔ کم مہر مقرر کرکے اُن کے ساتھ ناانصافی نہ کیجئے۔

اگر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں آپ کو اندیشہ ہو کہ مہر کے معاملہ میں کہیں ان لڑکیوں کے ساتھ ناانصافی نہ ہو جائے تو پھر ان سے نکاح نہ کیجئے بلکہ اپنی پسند کی دوسری عورتوں سے نکاح کر لیجئے۔

اے ایمان والو، بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں نہ رکھئے۔ البتہ آپ لونڈیاں رکھ سکتے ہیں" ان کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ﴿۴﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) عورتوں کو ان کے مہر برضا و رغبت دے دیا کرو، پھر اگر وہ خود دل کی کشادگی کے ساتھ اپنے مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اُسے ذوق و شوق کے ساتھ کھا لو ﴿۴﴾

معانی و مصادر (صَدُقَاتٌ) صَدُقَاتٌ ، صَدُقَةٌ کی جمع۔ مہر۔
(نِحْلَةٌ) نَحَلَ ، یَنْحَلُ ، نَحْلٌ (ف) دینا، مہر دینا۔
(طِبْنَ) طَابَ ، یَطِیْبُ ، طِیْبٌ وَطَابٌ وَطِیْبَةٌ (ض) پسند ہونا۔
(هَنِیْٓـًٔا) هَنِیَٔ ، یَهْنَیُٔ ، هَنَاءٌ (س) خوش ہونا، سیر ہونا (هَنِیٌٔ = خوشگوار)
مَرُؤَ ، یَمْرُؤُ ، مَرَاءَةٌ (ف، س، ک) خوشگوار ہونا (مَرِیٌٔ = خوشگوار)۔

تفسیر عورتوں کے مہر کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً) اے ایمان والو، اپنی بیویوں کو برضاء و رغبت ان کے (مقررہ) مہر ادا کر دیا کرو، مہر میں کمی نہ کیا کرو بلکہ پورا ادا کیا کرو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (النسآء۔ ۲۰)

اور (اے ایمان والو) اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی کرنا چاہو تو اگر پہلی بیوی کو تم کثیر مال و دولت دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، کیا تم (ان پر) بہتان لگا کر اور صریح گناہ کا ارتکاب کر کے اس مال کو لو گے۔

آگے فرمایا (فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا) اگر بیویاں اپنی مرضی سے مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں تو پھر تم اس چھوڑی ہوئی رقم کو ذوق و شوق سے کھا سکتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہر کی حقدار عورت ہے اور یہ کہ اس کو معاف کرنے کا اختیار بھی ہے۔

نوٹ:۔ مہر کے جملہ مسائل اسی سورت کی آیت ۲۵ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے ایمان والو، بیویوں کے مہر برضاء ورغبت پورے ادا کیا کیجئے۔ اگر بیویاں برضاء ورغبت کچھ معاف کردیں تو پھر اس معاف شدہ رقم کو آپ خوشی سے کھا سکتے ہیں۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ
الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ
فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا
مَّعْرُوْفًا ۝٥ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا
بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ
رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ
وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ
يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ
وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اپنے مال جن کو اللہ نے تمہارے لئے (زندگی کے) قیام کا سبب بنایا ہے نادانوں کے حوالہ نہ کیا کرو، البتہ اپنے مال میں سے ان کو کھلاتے رہو، پہناتے رہو اور ان سے اچھی طرح بات کیا کرو۔ اور (اے ایمان والو) یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، پھر (جب وہ بالغ ہو جائیں تو) اگر تم ان میں دیکھو کہ ان میں سوچنے سمجھنے (اور نفع نقصان میں تمیز کرنے) کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دو اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر (اپنا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لیں) فضول خرچی سے جلدی جلدی (ان کے) مال کو نہ کھا جایا کرو۔ جو غنی ہے اُسے یتیم کے مال سے بچنا چاہئے اور جو محتاج ہے وہ معروف کے مطابق (بقدر ضرورت) اس (مال میں سے) کھا سکتا ہے اور جب تم اُن کے مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو اور (آمد و خرچ کا حساب دے دیا کرو پھر قیامت کے روز تو) اللہ ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے ﴿۶﴾

معانی و مصادر

(قِيٰمًا) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَةٌ وقِيَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا۔

(اُكْسُوْا) كَسَا، يَكْسُوْ، كَسْوٌ (ن) پہنانا۔

(مَعْرُوْفًا) عَرَفَ، يَعْرِفُ، عِرْفَةٌ وعِرْفَانٌ وعِرِفَّانٌ ومَعْرِفَةٌ (ض) معلوم کرنا (معروف = مشہور، خیر، رزق، احسان، اچھا)

(اِبْتَلُوْا) اِبْتَلٰى، يَبْتَلِيْ، اِبْتِلَاءٌ (باب افتعال) آزمانا، امتحان لینا۔

(اٰنَسْتُمْ) اٰنَسَ، يُؤْنِسُ، اِيْنَاسٌ (باب افعال) دیکھنا، پانا، اُنس پانا۔

(رُشْدًا) رَشَدَ، يَرْشُدُ، رُشْدٌ ورَشَادٌ (ن) ہدایت پانا، حق پر قائم ہو جانا، سمجھ بوجھ، عقل و تمیز پیدا ہو جانا۔

(بِدَارًا) بَادَرَ، يُبَادِرُ، مُبَادَرَةٌ وبِدَارٌ (باب مفاعلہ) جلدی کرنا۔

(يَسْتَعْفِفْ) اِسْتَعْفَفَ، يَسْتَعْفِفُ، اِسْتِعْفَافٌ (باب افتعال) بچنا۔

(يَكْبَرُوْا) كَبِرَ، يَكْبَرُ، كِبَرٌ ومَكْبِرٌ (س) (عمر میں) بڑا ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ایمان والو (وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا) تم اپنے مال جن کو اللہ نے تمہاری زندگی قائم رکھنے کا سبب بنایا ہے نادانوں کے حوالہ نہ کردیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی سے وہ اُسے ضائع کردیں تو تم مصیبت میں پڑ جاؤ، تمہاری گذراوقات مشکل ہوجائے (وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا) البتہ اس مال میں سے انہیں کھلاتے رہو، پہناتے رہو اور ان سے اچھی اور مشفقانہ بات کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ بچوں کو جن کی عقل اور سمجھ بوجھ پختہ نہ ہوئی ہو یا ان لوگوں کو جن کو روپیہ کے صحیح استعمال کا کوئی تجربہ نہ ہو اپنے مال نہیں دینے چاہئیں، اسی طرح یتیم بچوں کو بھی ان کے مال نہیں دینے چاہئیں جب تک وہ بالغ اور پختہ کار نہ ہوجائیں آگے فرمایا (وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ) یتیم بچوں کی عقل اور سمجھ بوجھ کی جانچ کرتے رہا کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں (پھر جب وہ بالغ ہوجائیں) (فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا) (اور) تم یہ دیکھو کہ ان کی عقل پختہ ہوگئی ہے اور وہ نفع ونقصان کو سمجھنے لگے ہیں (فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ) تو پھر ان کے مال ان کے حوالہ کردو (وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا) اور اس (اندیشہ) سے کہ یہ بڑے ہوجائیں گے (ان کا مال ان کو واپس کرنا پڑے گا) ان کے مال کو فضول خرچی کے ساتھ اور جلدی جلدی نہ کھاجاؤ (وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ) جو غنی ہو وہ ان کے مال سے بچے (ان کے مال میں سے اخراجات کے لئے کچھ بھی نہ لے) (وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ) اور جو غریب ہو وہ دستور کے مطابق لے (زیادہ نہ لے) (فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ) پھر جب (یتیموں کے بالغ ہوجانے اور سمجھ بوجھ پختہ ہوجانے کے بعد) ان کے مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کرلیا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں کی البتہ دوسرے مواقع پر اللہ تعالےٰ نے گواہوں کی تعداد دو۲ مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ، فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى۔

(البقرۃ ۔ ۲۸۲)

ان گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرو اپنے مَردوں میں سے دو۲ مرد گواہ کرلیا کرو اگر دو۲ مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو۲ عورتیں گواہ کرلیا کرو (دو۲ عورتوں کی گواہی سے یہ فائدہ ہوگا) کہ ایک بھول جائے گی تو دوسری اُسے یاد دلادے گی۔

ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

پھر جب مطلقہ عورتیں (عدت کی) مدّت پوری کرلیں تو یا تو ان کو معروف کے مطابق

ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۔

(الطلاق - ۲)

(مطابق اپنی زوجیت میں) رہنے دو یا معروف کے مطابق انہیں (اپنے سے) علیحدہ کر دو اور اپنے میں سے دو عادل مَردوں کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی کو (سچائی کے ساتھ) قائم رکھو۔

نوٹ:۔ گواہی کے جملہ مسائل کے لئے سورۂ طلاق کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا) اور (اگر تم نے یتیم کے مال میں سے کچھ رکھ لیا اور گواہ وغیرہ تمہاری خیانت کو پکڑ نہ سکے تو یہ نہ سمجھ لینا کہ تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے) اللہ تعالیٰ (ضرور تم سے قیامت کے دن حساب لے گا اور وہ) حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ (تم اپنی خیانت کو اس سے چھپا نہیں سکتے۔ تمہاری ہر خیانت اس کے علم میں ہو گی اور وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے گا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ، وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝

(الانبیآء - ۴۷)

اور اگر (کسی نے) رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل کیا ہو گا ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اپنا مال نادانوں کے حوالہ نہ کیا کیجئے البتہ انہیں کھلاتے، پہناتے رہیئے اور ان سے مشفقانہ بات کیا کیجئے۔

اے لوگو، یتیموں کی عقل و تمیز کی جانچ کرتے رہا کیجئے۔ پھر جب وہ بالغ ہو جائیں اور آپ یہ دیکھیں کہ ان کی عقل پختہ ہو گئی ہے تو ان کے مال ان کے حوالہ کر دیا کیجئے۔

اے لوگو، اس ڈر سے کہ یتیم بڑے ہو جائیں گے تو ان کا مال ان کے حوالہ کرنا پڑیگا ان کے مال کو جلدی جلدی فضول خرچی کے ساتھ نہ اڑایا جائے۔ اگر غنی ہوں تو ان کے مال میں سے کچھ نہ لیجئے اور اگر آپ غریب ہوں تو دستور کے مطابق لے لیجئے، زیادہ نہ لیجئے۔

اے لوگو، جب آپ یتیموں کے مال ان کے حوالہ کریں تو گواہ کر لیا کیجئے۔ ان کے مال میں خیانت نہ کیجئے، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔ وہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ، وَلِلنِّسَآءِ
نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ
كَثُرَ، نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷

ترجمہ جو مال ماں، باپ اور رشتہ دار (بطور ورثہ) چھوڑیں اس میں مَردوں کا حصّہ ہے (اسی طرح) جو مال ماں، باپ اور رشتہ دار چھوڑیں اس میں عورتوں کا بھی حصّہ ہے، خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اور یہ سب) حصّے مقرر ہیں (کم و بیش نہیں ہو سکتے) ۝۷

معانی و مصادر (قَلَّ) قَلَّ، يَقِلُّ، قِلٌّ وقِلَّةٌ (ض) کم ہونا۔
(كَثُرَ) كَثُرَ، يَكْثُرُ، كَثْرَةٌ وكَثَارَةٌ (ك) زیادہ ہونا۔
(مَفْرُوْضًا) فَرَضَ، يَفْرِضُ فَرْضٌ (ض) واجب کرنا، مقرر کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے میراث میں مَردوں کے ساتھ عورتوں کا حصہ بھی مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ) جو مال والدین اور رشتہ دار (مرتے وقت) چھوڑیں اس میں مَردوں کا بھی حصّہ ہے اور عورتوں کا بھی (مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ) خواہ متروکہ مال کم ہو یا زیادہ۔ (ہر حال میں اس کو اللہ تعالےٰ کے مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم کرنا ہوگا) (نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا) یہ حصے (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) مقرر ہیں (لہٰذا ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی)۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مقررہ

حصوں کی تفصیل بیان نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ تفصیل اسی سورت کی آیت ۱۱ میں بیان کی ہے۔

عمل

اے ایمان والو ورثہ میں مَردوں اور عورتوں دونوں کا حصّہ ہے ۔ دونوں کو ان کے حصّہ کے مطابق دیا کیجئے۔ کسی کو محروم نہ کیجئے ۔ اے ایمان والو، ورثہ کم ہو یا زیادہ اُسے حصّہ داروں میں ضرور تقسیم کیجئے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ
مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

ترجمہ اور اگر (میراث کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مساکین (جن کا کوئی حصّہ مقرر نہیں) موجود ہوں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دے دیا کرو اور بحُسنِ اخلاق ان سے بات کیا کرو ۝۸

معانی ومصادر (حَضَرَ) حَضَرَ، یَحْضُرُ، حُضُوْرٌ وحَضَارَۃٌ (ن) حاضر ہونا۔
(قِسْمَۃٌ) قَسَمَ، یَقْسِمُ، قَسْمٌ (ض) تقسیم کرنا (قِسْمَۃٌ = تقسیم)

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ) اور (اے ایمان والو، جب ورثہ کی تقسیم کے وقت ایسے) رشتہ دار آجائیں (جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے) یا یتیم آجائیں یا مسکین آجائیں تو (ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ انہیں کچھ نہ دیا جائے بلکہ) (فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ) انہیں بھی اس (ترکہ میں) سے کچھ دے دیا کرو اور (ایسا نہ ہو کہ یہ دینا تمہیں ناگوار گذرے اور ناگواری کی وجہ سے تم انہیں برا بھلا کہہ بیٹھو اور بد اخلاقی سے پیش آؤ، نہیں بلکہ) ان سے شیریں کلامی کے ساتھ بات کرو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رشتہ دار، یتیم اور مسکین جو تقسیم کے وقت موجود ہوں ان کا بھی کچھ حق ہے، ان کا بھی حصّہ ہے، اگرچہ مقررہ حصہ نہ ہو۔ ان کو بھی کچھ نہ کچھ دینا فرض ہے اور خوش کلامی سے پیش آنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝
(بنی اسرآئیل - ۲۶)

اور رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہنا لیکن فضول خرچی نہ کرنا۔

اس آیت میں رشتہ دار کا حق بتایا گیا ہے اس حق میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر وہ تقسیم ورثہ کے وقت موجود ہو تو اُسے بھی کچھ دیا جائے، اسی طرح مسکین کا بھی حق ہے۔ اسی طرح یتیم کا بھی حق ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ، وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لاکر اعمال صالحہ کرنے کا نام ہے لہذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کو محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اُسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی (در حقیقت) متقی ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ○

(النسآء ۔ ۳۶)

اور (اے ایمان والو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، والدین، رشتہ دار، یتیم، مساکین، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، ہمنشین، مسافر اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اللہ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور اترانے والا ہو۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ ترکہ تقسیم کرنے کے لئے جمع ہوں اور اتفاق سے اس وقت ایسے رشتہ دار آجائیں جو وارث نہیں ہیں یا یتیم آجائیں یا مساکین آجائیں تو انہیں دھکا نہ دیجئے ان سے تلخ کلامی نہ کیجئے بلکہ ان سے خوش کلامی سے بات کیجئے اور اس ترکہ میں سے کچھ مال انہیں بھی دے دیجئے۔ انہیں محروم واپس نہ کیجئے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ
خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ،
فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹

ترجمہ (میراث کی تقسیم کرتے وقت یتیم بچوں کی حق تلفی کرنے والے) لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسا ہو کہ وہ اپنے بعد (اپنے) ناتواں (ناسمجھ) بچے چھوڑ جائیں اور انہیں ان کے متعلق اندیشہ ہو (کہ ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی تو اس اندیشہ سے ان پر کیا گذرے گی) لہذا انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے (کہ جب وہ اپنے بچوں کی حق تلفی نہیں چاہتے تو دوسرے کے بچوں کی حق تلفی نہ چاہیں) اور (ایسی) محکم بات کہیں (جس سے ناانصافی کے تمام رخنے بند ہو جائیں) ۝۹

معانی ومصادر (یَخْشٰی) خَشِیَ، یَخْشٰی، خَشْیٌ وخَشْیَةٌ ومَخْشِیَةٌ (س) ڈرنا۔
(ضِعْفًا) ضَعَفَ، یَضْعُفُ، ضُعْفٌ (ن) کمزور ہونا (ضعیف = کمزور۔ اس کی جمع ضِعَافٌ، ضُعَفَاءُ اور ضَعَفَةٌ ہیں)
(سَدِیْدًا) سَدَّ، یَسِدُّ، سَدَدٌ وسَدَادٌ (ف ض) صحیح ہونا، حق وثواب کو پہنچ جانا۔
(سَدِیْدٌ = صحیح اور حق کے مطابق بات)

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ) (میراث کی تقسیم کے وقت) لوگوں کو (یتیم بچوں کی حق تلفی سے) ڈرنا چاہیے، (انہیں سوچنا چاہیے کہ) اگر وہ (مرجائیں اور) چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو کیا (ان کے متعلق) انہیں فکر نہ ہوگا (کہ ہمارے بعد ان پر کیا گذرے گی، کیا ان کی حق تلفی کا انہیں ڈر نہیں ہوگا، ضرور ہوگا تو پھر اپنے بچوں کی حق تلفی کے تصور سے ان پر کیا گذرے گی، وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے یتیم بچوں کے ساتھ ناانصافی کی جائے۔ ان کا حق دوسرے لوگ ہڑپ کرلیں اور جب وہ اپنے بچوں کے معاملہ میں حق تلفی اور ناانصافی کو پسند نہیں کرتے تو انہیں چاہیے کہ دوسروں کے یتیم بچوں کے معاملہ میں بھی حق تلفی اور ناانصافی کو پسند نہ کریں، ان کے لئے بھی وہی بات پسند کریں جو اپنے بچوں کے لئے پسند کرتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ جزء اول ص۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من خصال الایمان جزء اول ص۳۸ واللفظ للبخاری)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے یتیم بچوں کے ساتھ ناانصافی کرنے والوں کو تنبیہ کی کہ انہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے، انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کے بچوں کے ساتھ یہی چیز پیش نہ آجائے۔

پہلے اللہ تعالےٰ نے ناانصافی کرنے والوں کو نفسیاتی جذبات کی روشنی میں ناانصافی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ فرمایا (فَلْیَتَّقُوا اللّٰہَ) انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈریں، انہیں آخر ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب وکتاب کے لئے پیش ہونا ہے اس دن ان کو تمام ناانصافیوں کی سزا دی جائے گی (وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا) لہٰذا انہیں چاہئے کہ حق وانصاف پر مبنی بات کہیں۔ انہیں صحیح اور سچی بات کہنی چاہئے، انہیں ایسی بات کہنی چاہئے جس سے کسی کی حق تلفی نہ ہو اور یتیموں کو ان کا پورا پورا حق مل جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔
وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ، وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○
(طٰہٰ - ۱۱۱)

(اس دن) حیّ وقیوم کے سامنے (سب کے) چہرے جھکے ہوں گے پھر اس دن وہی شخص ناکام ونامراد ہوگا جو ظلم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ، قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْہِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَہُنَّ مَا کُتِبَ لَہُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْہُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ، وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا ○
(النسآء - ۱۲۷)

اور (اے رسول) لوگ آپ سے (یتیم) لڑکیوں کے متعلق فتویٰ پوچھ رہے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان کے معاملہ میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے (کہ ان سے نکاح جائز ہے) رہا وہ حکم جو اس کتاب میں (پہلے) تم کو پڑھ کر سنایا گیا ہے وہ حکم ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے جن سے تم نکاح کی رغبت تو کرتے ہو لیکن ان کے مقررہ مہر ان کو ادا نہیں کرتے (اگر تم ان کے مقررہ مہر ادا کر دو اور ان کے ساتھ انصاف کر دو تو ان سے نکاح کرنے میں

کوئی حرج نہیں) اور (اللہ تمہیں) ناتواں بچوں کے سلسلہ میں بھی (فتوٰی دیتا ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کرو، ان کا حق وراثت ان کو دے دیا کرو) غرض یہ کہ تمام یتیموں کے ساتھ انصاف پہ قائم رہو (کسی کی حق تلفی نہ کرو ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو) اور جو نیکی بھی تم کروگے (وہ ضائع نہیں ہوگی) اللہ کو اس کا علم ہوگا (اور وہ اس کا اجر دیگا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (النسآء ۔ ۱۳۵)

اے ایمان والو، اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو۔

عمل

اے لوگو یتیموں کی حق تلفی نہ کیجئے، انصاف پر مبنی بات کیجئے۔ ڈرتے رہیئے کہیں آپ کے بچوں پہ ایسا وقت نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے کہیں وہ ناانصافی کی سزا میں آپ کو نہ پکڑ لے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى
ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ
نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۰﴾

ترجمہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق طریقہ پر کھا جاتے ہیں وہ گویا اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے ﴿۱۰﴾

معانی ومصادر (یَصْلَوْنَ) صَلِیَ ، یَصْلٰی ، صِلِیٌّ (س) آگ میں داخل ہونا۔
(سَعِیْرًا) سَعَرَ، یَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا (سَعِیْرٌ = شعلہ۔ جمع سُعُرٌ)۔

تفسیر یتیموں کے سلسلہ میں مختلف ہدایات دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا) جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھا جاتے ہیں (اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا) وہ اپنے پیٹوں میں (دوزخ) کی آگ بھر رہے ہیں (وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا) اور وہ عنقریب شعلہ والی دوزخ میں داخل ہوں گے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ یتیموں کا مال جائز طور پر کھا لینے میں مضائقہ نہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے :۔

وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (النسآء ۔ ۶)

اور جو محتاج ہے وہ معروف کے مطابق (بقدر ضرورت) اس (مال میں سے) کھا سکتا ہے۔

ناجائز طور پر مال کھانے کی مثالیں بھی اوپر گذر چکی ہیں مثلاً

① ان کے اچھے مال کو اپنے بُرے مال سے بدل لینا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ (النسآء ۔ ۲)

(ان کے) عمدہ مال کو (اپنے ناکارہ) مال سے نہ

بدل لیا کرو۔

② ان کے مال کو اپنے مال میں مِلا کر کھا جانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ (النسآء - ۲)

اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جایا کرو۔

③ جلدی جلدی یتیم کے مال کو فضول خرچی کے ساتھ استعمال کرنا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا (النسآء - ۶)

اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر (اپنا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لیں) فضول خرچی سے جلدی جلدی (ان کے) مال کو نہ کھا جایا کرو۔

④ یتیم بچیوں کو دستور کے مطابق مہر نہ دینا

یہ بھی ایک قسم کی حق تلفی ہے جس کا ذکر اوپر آیت ۳ میں گذر چکا ہے۔

⑤ یتیم بچوں کے ورثہ میں کمی کرنا۔

یہ بھی یتیم بچوں کی حق تلفی ہے اس کا ذکر آیت ۹ میں اوپر گذر چکا ہے۔

الغرض یتیم کا مال ناجائز طور پر کھا جانا خواہ اس کی صورت کچھ بھی ہو حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (النسآء - ۲)

یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ

سات ہلاک کرنے والے (گناہوں) سے بچو۔

صحابہؓ نے عرض کیا:۔

وَمَا هُنَّ ؟

وہ کون سے گناہ ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا،

وَالسِّحْرُ

(۲) جادو،

وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ الرِّبٰو، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ (ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما جزء ۴ ص۱۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا جزء اول ص۵۱)

(۳) جس جان کا اللہ نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے اس کو قتل کرنا سوائے اس صورت کے کہ اس کا قتل کرنا (از روئے شرع) جائز ہو،
(۴) سود کھانا،
(۵) یتیم کا مال کھانا،
(۶) لڑائی کے دن (دشمن سے) پیٹھ پھیر (کر بھاگ جانا)
(۷) اور پاک دامن غافل مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

عمل

اے لوگو یتیم کا مال ناجائز طور پر ہرگز نہ کھائیے۔ یہ بہت بڑا مہلک گناہ ہے۔ اس سے بچئے۔

نوٹ:۔ یتیموں کے جملہ مسائل تفصیل کے ساتھ ہم انشاء اللہ سورۃ فجر کی آیت ۱۷ کی تفسیر میں لکھیں گے۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ
مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ، فَاِنْ كُنَّ
نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا
مَاتَرَكَ ، وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا
النِّصْفُ ، وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ
كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ
وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ،
فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ
دَيْنٍ ، اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ، فَرِيْضَةً
مِّنَ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ
اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ
فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ
مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ
بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ، وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا

تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ، فَإِنْ
كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ
بِهَا أَوْ دَيْنٍ، وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ
كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ
أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ
فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ
شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ،

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ
يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے معاملہ میں حکم دیتا ہے کہ (میراث کو اس طرح تقسیم کرو کہ) ہر لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصّہ کے برابر حصہ ملے اگر (مرنے والے کی اولاد میں دو یا) دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں (لڑکا کوئی نہ ہو) (تو ایسی صورت میں) ان لڑکیوں کا (کل) حصہ متروکہ مال کا

دو تہائی ہوگا اور اگر (صرف) ایک ہی لڑکی ہو (لڑکا کوئی نہ ہو) تو اس لڑکی کا حصہ (متروکہ مال کا) نصف ہو گا، اگر مرنے والے کی اولاد موجود ہو (اور ماں باپ زندہ ہوں) تو ماں، باپ میں سے ہر ایک کو متروکہ مال کا چھٹا حصہ ملے گا، اگر (مرنے والے کی) اولاد نہ ہو صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کو (متروکہ مال کا) تہائی ملے گا (باقی باپ کو) (اگر مرنے والے کی نہ اولاد ہو اور نہ باپ صرف) بھائی ہوں (اور ماں ہو) تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یہ (تمام تقسیم) مرنے والے کی وصیت کی تعمیل اور (اس کے) قرضہ کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی (اے ایمان والو) تمہیں نہیں معلوم کہ باپوں اور بیٹوں میں سے تمہیں فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے کون (تمہارے) زیادہ قریب ہے (لیکن اللہ جانتا ہے اس لئے) اللہ نے (اپنے علم و حکمت سے) یہ حصے مقرر کر دئے ہیں، بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے (۱۱) اور (اے ایمان والو) اگر تمہاری بیویوں کے اولاد نہ ہو تو جو کچھ وہ چھوڑ جائیں اس کا نصف تمہیں ملے گا اور اگر ان کے اولاد ہو تو جو کچھ وہ چھوڑ جائیں اس کا چوتھائی تمہیں ملے گا۔ یہ تقسیم بھی ان کی وصیت کی تعمیل اور (ان کے) قرضہ کی ادائیگی کے بعد عمل میں آئے گی اور (اے ایمان والو) جو مال تم چھوڑ جاؤ تو اس کا چوتھائی تمہاری بیویوں کو ملے گا بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو تمہارے متروکہ مال میں سے انہیں آٹھواں حصہ ملے گا! یہ تقسیم بھی ان کی وصیت کی تعمیل اور (ان کے) قرضہ کی ادائیگی کے بعد عمل میں آئے گی اور (اے ایمان والو) اگر ایسا مرد یا ایسی عورت ورثہ چھوڑے جس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا البتہ اس کے بھائی بہن ہوں تو بھائی بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اگر بھائی بہن زیادہ ہوں تو (متروکہ مال کی) تہائی میں سب شریک ہوں گے، یہ تقسیم بھی میت کی وصیت کی تعمیل اور (اس کے) قرضہ کی ادائیگی کے بعد عمل میں آئے گی، (اے ایمان والو) یہ اللہ کا حکم ہے (اس کی تعمیل کرو)، اللہ (بہت) علم والا اور بہت بردبار ہے (۱۲) (اے ایمان والو) یہ اللہ کی حدیں ہیں (انہی کے مطابق تقسیم کرو) اور (یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا اللہ اُسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے گا تو اُسے اللہ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا (۱۴)

معانی و مصادر

(یُوْصِیْ) (یُوْصّٰی) (وَصِیَّۃ) (یُوْصِیْنَ) (تُوْصُوْنَ) اَوْصٰی، یُوْصِیْ، اِیْصَاءٌ (باب افعال) وصیّت کرنا۔

(حَظَّ) حَظَّ، یَحُظُّ، حَظٌّ (ف) بانصیب ہونا، حصہ دار ہونا۔

(وَرِثَ) وَرِثَ، یَرِثُ، وِرْثٌ وِاِرْثٌ وَوِرْثَۃٌ وَتُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔

(دَیْنٌ) دَانَ، یَدِیْنُ، دَیْنٌ۔ وقت معین تک کے لئے قرض دینا۔

(یُوْرِثُ) اَوْرَثَ، یُوْرِثُ، اِیْرَاثٌ (باب افعال) وارث کرنا۔

(کَلٰلَۃً) کَلَّ ، یَکِلُّ ، کَلٌّ وکِلَّۃٌ وکِلَالٌ و کُلُوْلٌ وکَلَالَۃٌ و کُلُوْلَۃٌ (ض) والدکا اور اولادکا نہ ہونا۔
(مُضَآرٍّ) ضَارَّ ، یُضَارُّ ، ضِرَارٌ ومُضَارَّۃٌ (باب مفاعلہ) نقصان پہنچانا (مُضَارٌّ = نقصان پہنچانے والا)۔

شان نزول

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَتَوَضَّاَ فَصَبَّ عَلَیَّ اَوْ قَالَ صَبُّوْا عَلَیْہِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا یَرِثُنِیْ اِلَّا کَلَالَۃٌ فَکَیْفَ الْمِیْرَاثُ فَنَزَلَتْ اٰیَۃُ الْفَرَائِضِ (صحیح بخاری کتاب الطب باب وضوء العائد للمریض جزء ۷ ص ۱۵۷ ، وفی روایۃ فَنَزَلَتْ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص ۲۲ وروی) مسلم فی صحیحہ نحوہ فی کتاب الفرائض باب میراث الکلالۃ جزء ۲ ص ۳)

میں مریض تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے وضو کیا پھر مجھ پر پانی ڈالا۔ یا پانی ڈالنے کے لئے کہا۔ (پانی ڈالتے ہی) میرے ہوش حواس بجا ہو گئے میں نے کہا میرا تو کوئی وارث نہیں ہوگا سوائے کلالہ کے (یعنی والد اور اولاد کے علاوہ میرا کوئی وارث ہو گا کیونکہ میرے والد زندہ نہیں ہیں اور نہ کوئی اولاد ہے) تو میری میراث کس طرح تقسیم ہوگی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ) اللہ تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ ورثہ میں ہر لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصّہ دیا جائے (فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ) اگر لڑکا نہ ہو، صرف لڑکیاں ہوں اور وہ دو سے زائد ہوں تو ان لڑکیوں کو ترکہ کا دو تہائی حصہ دیا جائے (جس کو وہ آپس میں مساویانہ طور پر تقسیم کر لیں۔

بیٹی، پوتی اور بہن کے ورثہ کے متعلق حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :۔

اَقْضِیْ فِیْھَا بِمَا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لِلْاِبْنَۃِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَۃِ ابْنِ السُّدُسُ تَکْمِلَۃَ الثُّلُثَیْنِ وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ ۸/۱۸۸)

میں اس مسئلہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ بیٹی کو نصف ملے گا، پوتی کو چھٹا حصّہ تاکہ دو تہائی پورا ہو جائے، باقی بہن کو ملے گا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔

جَاءَتِ امْرَأَۃُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِابْنَتَیْھَا اِلٰی رَسُوْلِ

سعد ابن الربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ رسول اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَاتَانِ ابْنَتَانِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ یَوْمَ اُحُدٍ شَهِیْدًا وَاِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ یَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ یَقْضِی اللّٰہُ فِیْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ اٰیَةُ الْمِیْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَمِّهِمَا فَقَالَ اَعْطِ ابْنَتَیْ سَعْدِ الثُّلُثَیْنِ وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِیَ فَهُوَ لَكَ (ترمذی ابواب الفرائض جزء ۲ ص۷۳ صححہ الترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، یہ سعد بن الربیع کی بیٹیاں ہیں ان کا باپ جنگ احد میں آپ کے ساتھ شہید ہوگیا۔ ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور بغیر مال کے ان کا نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس معاملہ میں فیصلہ فرمائیگا۔ الغرض میراث کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو بلایا اور فرمایا: سعد کی دو بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی والدہ کو $\frac{1}{8}$ دیدو اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دو بیٹیوں کو بھی دو تہائی ملے گا۔

اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے:۔

(وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ) اور اگر لڑکا نہ ہو صرف ایک لڑکی ہو تو اس کو کل مال کا نصف دیا جائے۔ (وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ) اور اگر میّت کے اولاد بھی ہو (اور ماں باپ بھی ہوں) تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو متروکہ مال کا چھٹا حصہ دیا جائے (باقی مال اولاد میں تقسیم کر دیا جائے) (فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ) اور اگر میّت کی اولاد نہ ہو صرف ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی مال دیا جائے (باقی مال باپ کو دے دیا جائے) (فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ) اور اگر میت کے بھائی ہوں (اور ماں ہو) تو ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے (باقی مال بھائیوں کو دے دیا جائے کہ وہ آپس میں برابر تقسیم کرلیں) آگے فرمایا (مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ) یہ تمام حصّے میّت کی وصیّت کو پورا کرنے یا میّت کا قرض ادا کرنے کے بعد باقی بچے ہوئے مال میں سے دئے جائیں (اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا) تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے باپوں اور تمہارے بیٹوں میں سے تمہیں نفع پہنچانے کے لحاظ سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے (یعنی اللہ ہی جانتا ہے کہ پس ماندگان کے لئے ان کو نفع پہنچانے کے لحاظ سے کون ان سے زیادہ قریب ہے کہ جو بوجہ قربت کے ان کے اخراجات کا کفیل ہو اسی لئے) (فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ) اللہ تعالےٰ نے خود یہ حصّے مقرر کر دئے ہیں (اللہ نے مقرر کردہ حصوں میں جو مصلحت ہے اس کا انسانوں کو علم نہیں۔ اس کا علم تو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ہی ہے (اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا) (کیونکہ) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (اس کی نظر سے کوئی حکمت پوشیدہ نہیں ہوسکتی)۔

آگے فرمایا (وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ) اور اے ایمان والو اگر تمہاری بیویاں (مر جائیں اور) کچھ مال بطور ورثہ چھوڑ جائیں بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو تو مال متروکہ کا نصف تمہیں ملے گا (باقی نصف عصبہ کو ملے گا) (فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ) اور اگر ان کی اولاد موجود ہو تو جو کچھ وہ چھوڑ جائیں اس کا چوتھائی تمہیں ملے گا آگے فرمایا (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ) یہ تقسیم بیویوں کی وصیت پورا کرنے یا ان کا قرضہ ادا کرنے کے بعد کی جائے گی (وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ) اور (اگر تم مر جاؤ تو) تمہارے متروکہ مال کا چوتھائی تمہاری بیوی کو ملے گا بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو (فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ) اور اگر تمہاری اولاد موجود ہو تو تمہاری (بیوہ) بیوی کو تمہارے متروکہ مال کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ آگے فرمایا (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ) یہ تقسیم بھی تمہاری وصیت کو پورا کرنے اور تمہارا قرضہ ادا کرنے کے بعد کی جائے گی (پہلے نہیں) (وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ) اور اگر کوئی مرد یا عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کی میراث پانے والا نہ باپ ہو، نہ اولاد (وَلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ) البتہ (اخیافی) بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا (فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ) اور اگر ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو وہ تہائی حصہ میں شریک ہوں گے، (ان کو تہائی حصہ دے دیا جائیگا جس کو وہ آپس میں تقسیم کرلیں گے۔ بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. (النسآء- ۱۱)

ہر لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر حصہ ملے گا۔

نوٹ:۔ اخیافی بھائی بہن سے مراد وہ بھائی بہن ہیں جن کی ماں ایک ہو، باپ علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اس آیت میں اخیافی بھائی بہنوں کے حصہ کا ذکر ہے حقیقی اور سوتیلے بھائی بہنوں کے حصہ کا ذکر سورۂ نسآء کی آخری آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

آگے فرمایا (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ) یہ تقسیم بھی میت کی وصیت اور اس کے قرضہ کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی (غَيْرَ مُضَآرٍّ) بشرطیکہ مرنے والے نے وصیت میں کسی کا نقصان یا کسی کی حق تلفی نہ کی ہو۔

مرنے والا صرف تہائی مال کی حد تک وصیت کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں ورنہ وارثوں کی حق تلفی تصور کی جائے گی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں:۔

مَرِضْتُ بِمَكَّةَ فَاَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ

میں مکہ میں بیمار ہو گیا اور موت کے قریب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت

فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَا لشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَبِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً (وَفِيْ رِوَايَةٍ تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ) اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث البنات جزء ۴ ص۱۸۷ وکتاب الایمان باب ماجاء ان الاعمال بالنیہ جزء اول ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب الوصیۃ بالثلث جزء ۲ ص۱۱ وفی روایۃ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ ..... قلت الثُّلُثُ قَالَ فَا لثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثتہ اغنیاء جزء ۴ ص۳ وصحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب الوصیۃ بالثلث جزء ۲ ص۱۳)

کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، میرے پاس بہت مال ہے اور میرا کوئی وارث نہیں سوائے ایک بیٹی کے تو کیا میں اپنا پورا مال (اللہ کے نام) دے دوں؟ فرمایا: نہیں. میں نے کہا دو تہائی دے دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا: نصف دے دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا تہائی دے دوں؟ فرمایا: تہائی (دیدو) لیکن یہ بھی بہت ہے (پھر آپ نے فرمایا) اگر تم اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ بے شک جو مال بھی تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کروگے اس پر تمہیں اجر دیا جائیگا حتی کہ اس نوالہ پر بھی تمہیں اجر دیا جائے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دوگے۔

آگے فرمایا (وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ) یہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے (اسی کے مطابق میراث تقسیم کی جائے) (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ) اللہ تعالےٰ جاننے والا اور حلم والا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ان حصوں میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں (تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) یہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدیں ہیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (ایسے لوگ) ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے (وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کریگا تو اللہ تعالےٰ اُسے دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

اللہ تعالےٰ نے عذاب کا تذکرہ کرنے سے پہلے اس آیت سے دو آیت پہلے اپنی ایک صفت حلم کا اظہار کر دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ حلیم ہے اور یہ اس کا حلم ہی ہے کہ وہ اپنی نافرمانیوں پر فوراً نہیں پکڑتا۔

اگر تقسیم میراث کے اس ضابطے کی تعمیل کے سلسلہ میں تم نے کوئی کوتاہی کی تو یاد رکھو اگر دنیا میں تمہیں اس حلیم و کریم نے تمہیں ڈھیل دے دی تو آخرت میں اللہ کے اہانت آمیز عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے مقررہ کردہ حصوں کے مطابق ورثہ کو تقسیم کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے، نافرمانی نہ کیجئے اور اپنے کو ذلت آمیز عذاب سے بچانے کی کوشش کیجئے۔

میراث کے جملہ احکام ایک نظر میں

میراث کے متعلق مندرجہ ذیل احکام گذر چکے ہیں:۔

(۱) ترکہ تھوڑا ہو یا بہت ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔ (النسآء۔ ۷)

(۲) پہلے مرنے والے کا قرضہ ادا کرے پھر اس کی وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو مال بچے وہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے (النسآء۔ ۱۱و۱۲)

(۳) ورثہ کی تقسیم کے وقت جو رشتہ دار یتیم اور مسکین موجود ہوں انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دیدے اور ان سے شیریں کلامی سے بات کرے (النسآء۔ ۸)

(۴) بیٹے کو بیٹی سے (بھائی کو بہن سے) دوگنا حصہ دیا جائے (النسآء۔ ۱۱)

(۵) اگر صرف لڑکیاں وارث ہوں تو ان کو دو تہائی دیا جائے (النسآء۔ ۱۱) باقی عصبہ کو ملے گا جس کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

(۶) اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کو نصف دیا جائے (النسآء۔ ۱۱) (باقی عصبہ کو)

(۷) اولاد کی موجودگی میں ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے (النسآء۔ ۱۱) (باقی اولاد میں تقسیم ہوگا)

(۸) اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو صرف ماں باپ ہوں تو ماں کو تہائی دیا جائے۔ (النسآء۔ ۱۱) (باقی باپ کو)

(۹) اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو صرف ماں اور بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے۔ (النسآء۔ ۱۱) (باقی بھائی کو دے دیا جائے)

(۱۰) اگر عورت مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو البتہ شوہر ہو تو شوہر کو نصف دیا جائے (النسآء۔ ۱۲)

(باقی عصبہ یعنی قریب ترین دوھیالی رشتہ دار کو ملے گا)

(۱۱) اگر عورت مر جائے اس کی اولاد بھی ہو اور شوہر بھی تو شوہر کو ترکہ کا چوتھائی دیا جائے (النسآء-۱۲) (باقی اولاد میں تقسیم ہوگا)

(۱۲) اگر مرد مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی (یا بیویاں) کو چوتھا حصہ دیا جائے (النسآء-۱۲) (باقی عصبہ کو ملے گا۔)

(۱۳) اگر مرد مر جائے اس کی اولاد بھی ہو اور بیوی بھی تو بیوی (یا بیویوں) کو آٹھواں حصہ دیا جائے۔ (النسآء-۱۲) (باقی اولاد میں تقسیم کر دیا جائے)

(۱۴) اگر مرنے والے یا مرنے والی کا نہ باپ ہو اور نہ اولاد صرف اخیافی (یعنی ماں جائے) بھائی یا بہن ہوں تو بھائی یا بہن میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ دیا جائے، اگر اخیافی بھائی بہن دو سے زیادہ ہوں تو تہائی ترکہ ان میں تقسیم کر دیا جائے (النسآء-۱۲)

(۱۵) اگر مرنے والا ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑے تو بیٹی کو نصف دیا جائے، پوتی کو چھٹا حصہ اور باقی بہن کو دیا جائے۔ (حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ حدیث جو صحیح بخاری کے حوالہ سے ص ۳۸ پر گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں)

اب ہم ورثہ کے بقیہ مسائل لکھتے ہیں

(۱۶) اگر کوئی مرد اس حالت میں مرے کہ نہ اس کی اولاد ہو اور نہ باپ صرف ایک حقیقی یا سوتیلی بہن ہو تو بہن کو ترکہ کا نصف دے دیا جائے (باقی عصبہ کو)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ (النسآء- ۱۷۷)

اگر کوئی مرد (ایسی حالت میں) مر جائے کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) صرف ایک بہن ہو تو اس کو اس مال کا جو مرنے والے نے چھوڑا ہے نصف ملے گا۔

(۱۷) اگر کوئی مرد ایسی حالت میں مرے کہ نہ اس کی اولاد ہو اور نہ باپ صرف بہنیں ہوں تو ان میں دو تہائی ترکہ تقسیم کر دیا جائے (باقی عصبہ کو ملے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ۔ (النسآء- ۱۷۷)

اگر (مرنے والے کی) دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو (بھائی کے) چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی ملے گا۔

(۱۸) اگر کوئی عورت اس حال میں مرجائے کہ اس کی نہ اولاد ہو، نہ باپ صرف حقیقی یا سوتیلا بھائی ہو تو اس بھائی کو پورا دے دیا جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ۔
(النسآء۔ ۱۷۷)

اور (اگر بہن بھائی سے پہلے مرجائے اور) اس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) تو بھائی بہن کا وارث ہوگا۔ (تمام مال اس کو مل جائے گا)

(۱۹) اگر مرنے والے کی نہ اولاد ہو اور نہ باپ، حقیقی یا سوتیلے بھائی بہن ہوں تو ترکہ ان میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دوگنا ملے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔
(النسآء۔ ۱۷۷)

اور اگر (مرنے والے کے) بھائی بہن دونوں موجود ہوں تو ہر مرد یعنی ہر بھائی کو دو عورتوں یعنی دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا۔

(۲۰) اگر مرنے والے کی صرف ایک بہن اور ایک بیٹی ہو تو بہن کو نصف ملے گا اور بیٹی کو نصف ملیگا۔

اسود بن یزید کہتے ہیں:۔

اَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا وَ اَمِيْرًا فَسَاَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهٗ وَاُخْتَهٗ فَاَعْطَى الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَ الْاُخْتَ النِّصْفَ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث البنات جزء ۸ ص۱۸۸) فی روایۃ ونبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَئِذٍ حَيٌّ (ابوداؤد کتاب الفرائض من کان لیس لہ ولد ولہ اخوات جزء ۲ ص۲۲۔ سکت عنہ المنذری سندہ صحیح)

حضرت معاذ بن جبلؓ ہمارے پاس یمن میں معلم اور امیر بن کر آئے۔ ہم نے ان سے اس شخص کے (ورثہ کے) متعلق دریافت کیا جس نے مرتے وقت ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ہے۔ انہوں نے بیٹی کو نصف دیا اور بہن کو بھی نصف دیا۔ (صحیح بخاری)

اور اس زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔ (ابوداؤد)

(۲۱) اگر مرنے والی کی ماں نہ ہو، دادی یا نانی ہو تو دادی یا نانی کو چھٹا حصہ دیا جائے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ اِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهَا اُمٌّ (ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی الجدۃ ۲/۵ وسندہ صحیح نیل ۶/۵)

جب ماں نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی (یا نانی) کا چھٹا حصہ مقرر فرمایا۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصّے تقسیم کرنے کے بعد جو مال بچے وہ عصبہ کو دے دیا جائے یعنی میّت کے قریب ترین مرد رشتہ دار یا رشتہ داروں کو دے دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث الولد من امّہٖ وابیہ جزء ۸ ص۱۸۷ وصحیح مسلم کتاب الفرائض باب الحقوا الفرائض باھلھا جزء ۲ ص۲)

حصہ داروں کے حصے ادا کرو، پھر جو کچھ بچے وہ قریب ترین مرد رشتہ دار کا ہے۔

(۲۳) مسلم کے متروکہ مال میں سے کافر کو حصہ نہ دیا جائے اور نہ کافر کے متروکہ مال میں سے مسلم کو حصہ دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب لَا یرث المسلم الکافر جزء ۸ ص۱۹۲ وصحیح مسلم کتاب الفرائض الحدیث الاول جزء ۲ ص۲)

کافر مسلم کا وارث نہیں ہوتا اور نہ مسلم کافر کا وارث ہوتا ہے۔

(۲۴) آزاد کردہ غلام کا وارث (بطور عصبہ) وہ ہوگا جس نے اُسے آزاد کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث السائبۃ جزء ۸ ص۱۹۲ وصحیح مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق جزء اول ص۶۵۳)

(آزاد کردہ غلام کے) ورثہ کا عصبہ کی حیثیت سے وہ شخص حقدار ہے جس نے (غلام) کو آزاد کیا تھا۔

(۲۵) دادا کو پوتے کی میراث میں سے چھٹا حصہ دیا جائے۔

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ ابْنِیْ مَاتَ فَمَا لِیْ مِنْ مِیْرَاثِهٖ قَالَ السُّدُسُ (ابوداؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجدّ جزء ۲ ص۴۵ وصححہ الترمذی)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا میرا پوتا مر گیا ہے۔ مجھے اس کی میراث میں سے کیا ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں چھٹا حصّہ ملے گا۔

(۲۶) اگر کسی میت کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں وارث ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَّا وَارِثَ لَہٗ یَعْقِلُ عَنْہُ وَیَرِثُہٗ (ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام جزء ۲ ص۴۶ ومنہ صحیح)

جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہوگا۔ وہی اس کی طرف سے دیت دے گا اور وہی اس کا وارث ہوگا۔

(۲۷) اپنی دی ہوئی چیز اگر ورثہ میں ملے تو اُسے لے لے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

بَیْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْہُ امْرَأَۃٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَۃٍ وَاِنَّہَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ وَجَبَ اَجْرُکِ وَرَدَّھَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ (صحیح مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیت جزء اول ص۳۶۴)

اس حالت میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی۔ اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی دی تھی۔ ماں کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا اجر ثابت ہوگیا اور میراث نے اس لونڈی کو تمہیں واپس کر دیا۔

وصیّت کے جملہ مسائل

وصیت کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں :۔

(۱) اگر مرتے وقت مال چھوڑے تو رشتہ داروں کے لئے معروف و مناسب طریقہ پر وصیت کرے (البقرۃ۔ ۱۸۰)

(۲) جن رشتہ داروں کے حصے اللہ تعالےٰ نے مقرر کر دئے ہیں ان کے لئے وصیت نہ کرے (تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۰)

(۳) ثلثی مال تک کی وصیت کرے۔ اس سے زیادہ کی وصیت نہ کرے بلکہ ثلثی مال سے بھی کم کی وصیت کرے تو بہتر ہے (تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۰ و تفسیر سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۲)

(۴) وصیت میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرے (البقرہ۔ ۱۸۱)

(۵) وصیت تحریر کرتے وقت کسی کی حق تلفی نہ کرے (النسآء۔ ۱۲)

(۶) اگر وصیت کرنے والے نے ناانصافی کی ہو تو ایسی صورت میں اگر کوئی شخص متعلقین کے مابین اصلاح کی غرض سے کوئی تبدیلی کر دے تو مضائقہ نہیں (البقرۃ۔ ۱۸۲)

(۷) اگر وصیت کرنی ضروری ہو تو دو راتیں بھی ایسی نہ گذرنی چاہئیں کہ اس کے پاس وصیت تحریر شدہ نہ ہو۔ (تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۸۰)

۸ ورثہ کی تقسیم سے پہلے وصیت کو پورا کرے (سورۃ النساء آیات ۱۱-۱۲)

اب ہم وصیّت کے متعلق باقی مسائل لکھتے ہیں

۹ کافر کی وصیت پوری نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰی اَنْ یُّعْتَقَ عَنْہُ مِائَۃُ رَقَبَۃٍ فَاَعْتَقَ ابْنُہٗ ھِشَامٌ خَمْسِیْنَ رَقَبَۃً فَاَرَادَ ابْنُہٗ عَمْرٌو اَنْ یُّعْتِقَ عَنْہُ الْخَمْسِیْنَ الْبَاقِیَۃَ فَقَالَ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبِیْ اَوْصٰی بِعِتْقِ مِائَۃِ رَقَبَۃٍ وَاِنَّ ھِشَامًا اَعْتَقَ عَنْہُ خَمْسِیْنَ وَبَقِیَتْ عَلَیْہِ خَمْسُوْنَ رَقَبَۃً اَفَاُعْتِقُ عَنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَوْکَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْتَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْحَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ (ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی وصیۃ الحربی جزء ۲ ص۴۳ و سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۶ ص۳۷)

عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اسکی طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ ان کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دئے تو ان کے دوسرے بیٹے عمروؓ نے ارادہ کیا کہ بقیہ پچاس غلام وہ آزاد کر دیں۔ پھر کہنے لگے (نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا) جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کروں الغرض وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا اے اللہ کے رسول، میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ (اس کی طرف سے) سو غلام آزاد کئے جائیں۔ ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دئے ہیں اور اب پچاس غلام رہ گئے ہیں جو آزاد کرنے ہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ مسلم ہوتا اور تم اس کی طرف سے آزاد کرتے، یا اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو وہ اس کو پہنچ جاتا۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ
نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ
اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا
فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی
یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ
اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کر بیٹھیں تو ان پر (اس سلسلہ میں) اپنے میں سے چار آدمیوں سے گواہی لو (جو اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان عورتوں کو بدکاری کرتے دیکھا ہے) اگر (ایسے چار آدمی) گواہی دیں تو پھر ان عورتوں کو گھروں کے اندر بند رکھو (کہیں جانے آنے نہ دو) یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل پیدا کر دے ﴿۱۵﴾

معانی ومصادر (فَاحِشَةَ) فَحُشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ و فَحَاشَةٌ (ک) بے حیائی کا کام کرنا (فَاحِشَةٌ۔ بے حیائی کا کام)

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ) اے ایمان والو، تمہاری عورتوں میں جو عورتیں کسی بے حیائی کا ارتکاب

کر بیٹھیں تو ان (کے اس فعل) پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو (فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ) اگر (چار گواہ اس بات کی) گواہی دیں (کہ انہوں نے بے حیائی کا ارتکاب کیا ہے تو پھر انہیں (اپنے) گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ یا تو موت ان کا کام تمام کر دے (اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا) یا اللہ تعالیٰ (موت سے پہلے) ان کے لئے کوئی اور سبیل پیدا کر دے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں :۔

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهٗ وَجْهُهٗ قَالَ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَقِيَ كَذٰلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ خُذُوْا عَنِّيْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ اَلثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزنی جزء ۲ ص ۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو اس کی سختی محسوس ہوتی تھی اور آپ کے چہرے کی رنگت بدل جاتی تھی۔ الغرض ایک روز آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے ایسی ہی سختی محسوس کی، پھر جب وحی کا آنا موقوف ہو گیا تو آپ نے فرمایا: مجھ سے (یہ حکم) لے لو، اللہ نے ان کے لئے سبیل پیدا کر دی شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ (زنا کرے) اور کنوارا مرد کنواری عورت کے ساتھ (زنا کرے) شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے پھر سنگسار کیا جائیگا اور کنوارے یا کنواری کو سو کوڑے مارے جائیں گے پھر ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائیگا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے جس سبیل کی طرف اشارہ فرمایا تھا اس حدیث میں اس سبیل کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر قید کی سزا کے بجائے اب یہ سزا مقرر فرمائی کہ عورت اگر شادی شدہ ہو تو اسے سو کوڑے مار کر سنگسار کر دیا جائے اور اگر کنواری ہو تو سو کوڑے مار کر ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے۔ مزید برآں اس سزا کو مردوں پر بھی نافذ کر دیا گیا۔

عمل

اے ایمان والو، جب کوئی زنا کرے تو پہلے اس پر چار گواہ قائم کیا کیجئے۔ اگر چار آدمی گواہی دیں تو پھر شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر سنگسار کر دیا کیجئے اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو کوڑے مار کر ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا کیجئے۔

نوٹ:۔ زنا کی حد کے سلسلہ میں مفصل معلومات ہم انشاء اللہ سورۂ نور کی آیت ۲ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا
فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم میں سے دو مرد و عورت جو (آپس میں) بدکاری کریں انہیں سزا دو، پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور (اپنی) اصلاح کرلیں تو ان سے رُوگردانی کرو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۶﴾

معانی ومصادر (اٰذُوْا) اٰذٰی، یُؤْذِیْ، اِیْذَاءٌ (باب افعال) تکلیف پہنچانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا) اور جو دو مرد و عورت تم میں سے بے حیائی کا کام کر بیٹھیں تو ان کو تکلیف پہنچاؤ (یعنی انہیں سزا دو) (فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا) پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے روگردانی کرو (ان کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ ان کو عار نہ دلاؤ، انہوں نے توبہ کرلی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردیگا) (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا) بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

پہلے صرف عورت پر سزا مقرر کی گئی۔ اس آیت میں عورت اور مرد دونوں پر سزا مقرر کی گئی اور دونوں کو سزا میں برابر کردیا گیا۔ سزا کا یہ دوسرا مرحلہ تھا۔ تیسرے مرحلے میں کوڑے، رجم اور جلاوطنی کی سزا مقرر کی گئی جس کی تفصیل گذشتہ آیت کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ
يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ
يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى
اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ
يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ اللہ کے ذمہ، توبہ قبول کرنا تو انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کر لیتے ہیں اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے ﴿۱۷﴾ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل) برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) میں اب (ان برے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتا جو کفر کی حالت میں مر رہے ہوتے ہیں ان (سب) لوگوں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۱۸﴾

معانی ومصادر (تَوْبَةٌ، تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبٌ وتَوْبَةٌ وتَابَةٌ ومَتَابَةٌ وتَتْوِبَةٌ (ن) گناہ سے رجوع کرنا۔
(السَّيِّئَات) (سُوْءٌ) سَاءَ، يَسُوْءُ سَوَاءٌ (ن) برا ہونا (سَيِّئٌ۔ برا۔ اس کا مؤنث سَيِّئَةٌ ہے اور سَيِّئَةٌ کی جمع سَيِّئَات ہے یعنی برائیاں)
(اَعْتَدْنَا) اَعْتَدَ، يُعْتِدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے توّاب ہونے کا ذِکر فرمایا۔ اس ذِکر سے جو غلط فہمی ہو سکتی تھی اس آیت میں اس کا ازالہ فرما دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ) انہیں لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں (ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ) پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں (دیر نہیں لگاتے) (فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ) اللہ تعالےٰ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے (وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا) اللہ علیم ہے (وہ جانتا ہے کہ کس کی توبہ خلوص پر مبنی ہے) وہ حکیم ہے (وہ جانتا ہے کہ اس حکم میں کیا حکمت (و مصلحت) ہے۔

متقیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (اٰل عمران-۱۳۵)

اور متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو

معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر
اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔

اس آیت میں بھی جلد توبہ کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے اور یہی اللہ تعالےٰ کو پسند ہے آگے فرمایا۔ (لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ) اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو برائیاں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے تو کہتا ہے میں اب توبہ کرتا ہوں (ایسے موقع کی توبہ بے سود ہے۔ جب زندگی کی امید ہی نہ رہے تو توبہ کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ توبہ کا مقصد تو یہ ہے کہ توبہ کرنے والا آئندہ اس کام کو نہ کرنے کا عہد کرے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ (الفرقان - ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور پھر نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

توبہ کرتے وقت نیک عمل کرنے کی نیت ہو اور یہ نیت اس وقت نہیں ہو سکتی جب موت کا یقین ہو جائے لہذا موت کے وقت توبہ فضول ہے۔ اللہ ایسی توبہ قبول نہیں فرماتا (وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ) اور (جس طرح گناہگاروں کی توبہ موت کے حاضر ہونے کے بعد قبول نہیں ہوتی اسی طرح) ان کفار کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی جو کفر کی حالت میں موت کے کنارہ جا لگے ہوں (اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عمل

اے لوگو، جان بوجھ کر گناہ نہ کیجئے۔ اگر نادانی سے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیجئے۔ اس گناہ پر اصرار نہ کیجئے۔ توبہ میں دیر نہ لگائیے۔

اے لوگو، اپنے تمام گناہوں کی توبہ ایسی حالت میں کیجئے کہ آپ کو زندگی کا یقین ہو۔ موت کا یقین ہو جانے کے بعد اگر آپ توبہ کریں گے تو توبہ قبول نہیں ہو گی۔

نوٹ:۔ توبہ کے جملہ مسائل ہم انشاء اللہ سورۂ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ
لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَ
لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ
مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ
فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ
اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور (اے ایمان والو) اپنی بیویوں کو تنگ نہ کرو کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ (واپس) لے لو سوائے اس صورت کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور (اے ایمان والو) ان کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ رہا کرو۔ اگر وہ تم کو

ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اسی میں تمہارے لئے خیر کثیر پیدا کردے (۱۹)

معانی ومصادر (یَحِلُّ) حَلَّ، یَحِلُّ حِلٌّ (ض) حلال ہونا، اترنا۔
(کَرْھًا) کَرِہَ، یَکْرَہُ، کُرْہٌ، کَرَاھَۃٌ، کَرَاھِیَۃٌ، مَکْرُھَۃٌ (س) ناپسند کرنا۔
(تَعْضُلُوْھُنَّ) عَضَلَ، یَعْضُلُ عَضْلٌ (ن) روکنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَآؤُهٗ اَحَقُّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۵۵)

جب کوئی مرد مرجاتا تھا تو اس کے وارث اس کی بیوی کے حقدار (بن جاتے) تھے، اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اس سے خود نکاح کرلیتا تھا اور اگر وہ چاہتے (کہ کسی دوسرے سے نکاح کردیں) تو دوسرے سے نکاح کردیا کرتے تھے اور اگر وہ چاہتے تو کسی سے بھی نکاح نہ کرتے تھے۔ الغرض وہ اس عورت کے گھر والوں سے زیادہ حقدار بن جاتے تھے، اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر اوپر دئے ہوئے شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ عورتیں ظلم وستم کا شکار ہوتی تھیں۔ وہ اپنی مرضی سے یا اپنے گھر والوں کی مرضی سے اپنا نکاح نہیں کرسکتی تھیں، مرنے والے کے ورثاء ورثہ کے مثل اس کے مالک بن جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کے ذریعہ بیوہ عورتوں پر جو ظلم ہوتا تھا اس کا سدّباب کردیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا) اے ایمان والو، تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم بیوہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ (وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ) اور (اے ایمان والو، تمہارے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ تم اپنی بیویوں کو تنگی وپریشانی میں مبتلا رکھو یعنی) ان کو جبراً روکے نہ رکھو تاکہ (وہ مجبور ہوکر خلع کے لئے آمادہ ہوجائیں اور اپنے چھٹکارے کے لئے اپنے مہر میں سے کچھ مال چھوڑدیں۔ تمہارے لئے یہ چیز جائز نہیں کہ تم بجائے طلاق دینے کے انہیں خلع لینے پر مجبور کرو اور (اس طرح) جو مال تم نے ان کو مہر میں دیا تھا اس میں سے کچھ مال ان سے (ظلماً) وصول کرلو (اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ) البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کریں تو تم انہیں روک سکتے ہو (وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ) اور اے ایمان والو بیویوں کے ساتھ عمدہ طریقہ سے رہا کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالےٰ کے کلام کے ساتھ (اپنے لئے) حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مارو لیکن اس طرح مارو کہ چوٹ نہ آئے۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں معروف کے مطابق کھانا کھلاؤ اور کپڑے پہناؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب المداراۃ مع النسآء جزء ۷ ص۳۳ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہٗ کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء جزء ۱ ص۶۲۵)

عورت مثل پسلی کے ہے اگر تم اسے سیدھا کروگے تو توڑ دوگے اور اگر تم اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو تو اس سے اسی حالت میں فائدہ حاصل کرلو کہ اس میں کجی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء جزء ۷ ص۳۴)

عورتوں کے حق میں نیکی کرنے کی وصیت قبول کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لزوجک علیک حق ۷/۴۱ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدھر جزء اول ص۴۶۹)

تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ (رواہ الترمذی فی ابواب الرضاع باب ماجآء فی حق المرأۃ علی زوجہا وصححہ۔ جلد اول ص۳۵۹)

مؤمنین میں ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ کامل وہ شخص ہے جو اخلاق میں ان سب سے زیادہ اچھا ہے اور (اے ایمان والو) تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر ہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ اگر تمہیں اپنی بیویاں ناپسند ہوں تو (یہ خیال نہ کرو کہ ان میں کوئی خیر نہیں) ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے خیر کثیر پیدا کر دے (اس طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن بیویوں کو تم ناپسند کرو انہیں اللہ تعالیٰ خیر کثیر کا باعث بنا دے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۱۶)

یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے حق میں اچھی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور یہ تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کونسی چیز تمہارے لئے اچھی ہے اور کونسی چیز بری) تمہیں اس کا علم نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء جزء اول ص۶۲۵)

کوئی مؤمن (اپنی) مؤمنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت اُسے ناپسند ہو گی تو دوسری پسند ہو گی۔

عمل

اے ایمان والو، زبردستی عورتوں کے وارث نہ بن جایا کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنی بیویوں پر محض اس لئے تشدّد نہ کیجئے کہ وہ مجبور ہو کر اپنا مہر چھوڑ دیں اور خلع کی درخواست کریں۔

اے ایمان والو، اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے۔ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے۔ ان پہ تشدّد نہ کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ نوبت خلع تک پہنچ جائے۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو اپنی بیویاں ناپسند ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ زندگی گذاریئے۔ آپ کو کیا معلوم کہ آپ انہیں ناپسند کریں اور اللہ تعالےٰ انہی کو خیر و برکت کا سبب بنا دے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ
مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ
قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا،
اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا
مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ
قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ
وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ اور اے (ایمان والو) اگر تم ایک بیوی کے بدلہ دوسری بیوی کرنا چاہو تو اگر پہلی بیوی کو تم کثیر مال و دولت دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، کیا تم ان پر بہتان لگا کر اور صریح گناہ کا ارتکاب کر کے اس مال کو لو گے (۲۰) اور (اے ایمان والو) (دیا ہوا مال) تم کیسے واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے (بوقت نکاح) مضبوط عہد لے چکی ہیں (کہ تم اُن کی حق تلفی نہیں کرو گے) (۲۱)

معانی ومصادر (قِنطَارًا) قَنطَرَ، یُقَنطِرُ، قَنطَرَۃٌ (باب فعللۃ رباعی مجرد) دولتمند ہونا (قِنطَارٌ = بہت مال ج قَنَاطِیرُ)
(بُھتَانًا) بَھَتَ، یَبھَتُ. بُھتَانٌ و بَھتٌ (ف) بہتان لگانا۔
(اَفضٰی) اَفضٰی، یُفضِی، اِفضَاءٌ (باب افعال) توسیع کرنا، ملنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنْ اَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَاْخُذُوا مِنْہُ شَیْئًا) اور اے ایمان والو، اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی لانی چاہو اور تم نے اپنی پہلی بیوی کو مہر میں مال کثیر دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو (پورا مہر ادا کرو)۔

تمہارا اپنی بیوی کو تکلیف دینا تاکہ وہ تم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے مہر میں سے کچھ رقم چھوڑ دے یا مہر کے سلسلہ میں وصول شدہ رقم میں سے کچھ رقم تم کو دے دے یا یہ کہ تم ویسے ہی اُسے کمزور سمجھ کر یا اس پر بہتان لگا کر اس کے مہر میں سے کچھ رکھ لو تو یہ سراسر تمہاری زیادتی ہے، یہ تمہارا ظلم ہے (اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِینًا) کیا تم ناجائز طور پر اور صریح گناہ کا ارتکاب کر کے ان کے مہر میں سے کچھ رقم لوگے؟ (نہیں، اے ایمان والو، تمہارے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں) (وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ) اور تم لے بھی کیسے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو (مہر کے بدلہ میں تم نے ان کو اپنی زوجیت میں لیا تھا) (وَاَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیظًا) اور انہوں نے تم سے ایک مضبوط عہد بھی کیا تھا (کہ وہ اس مہر کے بدلہ میں حقوق زوجیّت ادا کریں گی تو جب انہوں نے حقوق زوجیت کو ادا کر دیا اور آئندہ بھی حقوق زوجیّت کو ادا کرنے کے لئے تیار ہیں تو اس مضبوط عہد کے مطابق تمہیں بھی ان کا مقررہ مہر ادا کرنا چاہیئے اُن کو چھوڑ کر اگر تم دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہو تو اس میں ان کا کیا قصور ہے کہ حیلوں اور بہانوں سے یا محض ظلم وزیادتی سے ان کو ان کے مقررہ مہر سے محروم کر دو۔ اے ایمان والو، یہ صریح گناہ ہے اس سے بچو)۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہیں تو پہلی بیوی کو پورا مہر ادا کیجئے، محض حیلوں اور بہانوں سے ان کو ان کے مقررہ حق سے محروم نہ کیجئے۔
ان پر تشدّد نہ کیجئے کہ وہ مجبور ہو کر اپنا مہر چھوڑ دیں اور آپ سے خلع کا مطالبہ کریں۔

اے ایمان والو، آپ نے نکاح کے وقت اپنی بیویوں سے جو معاہدہ کیا تھا اسے پورا کیجئے۔ معاہدہ کے مطابق پورا مہر ادا کیجئے۔

اے ایمان والو، ناجائز طور پر کسی کی حق تلفی نہ کیجئے۔ یہ صریح گناہ ہے، اللہ تعالےٰ سے ڈریئے اور گناہ سے بچئے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ
مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ،
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ
سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) ان عورتوں سے نکاح نہ کرو (اور نہ ان کو اپنے نکاح میں رکھو) جن سے تمہارے آباء (واجداد) نکاح کر چکے ہیں مگر جو پہلے ہو چکا ہو وہ ہو چکا، یہ بڑی بے حیائی اور (اللہ کی) ناراضگی کی بات ہے (اور) یہ بہت برا طریقہ ہے ﴿۲۲﴾

معانی ومصادر (مَقْتًا) مَقَتَ ، يَمْقُتُ ، مَقْتٌ و مَاقَةٌ (ن) سخت ناراض کرنا۔

تفسیر آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام جاہلیت میں باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس رسم بد کو حرام کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح نہ کرو (اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) مگر یہ کہ جو ہو چکا وہ ہو چکا (آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا) (اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا) یہ بہت بے حیائی اور اللہ کو سخت ناراض کر دینے والی بات ہے اور بہت بری رسم ہے۔

عمل

اے لوگو، جس عورت سے آپ کے باپوں نے نکاح کیا ہو ان سے ہرگز نکاح نہ کیجئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والی بات ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ
وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ
وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ
وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيٓ أَرْضَعْنَكُمْ
وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ
نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ
حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ
أَصۡلَٰبِكُمۡ وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ
ٱلۡأُخۡتَيۡنِ إِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ
إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ﴿٢٣﴾
وَٱلۡمُحۡصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا
مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡ كِتَٰبَ ٱللَّهِ
عَلَيۡكُمۡ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ
ذَٰلِكُمۡ أَن تَبۡتَغُواْ بِأَمۡوَٰلِكُم
مُّحۡصِنِينَ غَيۡرَ مُسَٰفِحِينَ

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) تم پر (یہ عورتیں) حرام ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپیاں، تمہاری خالائیں، (تمہاری) بھتیجیاں، (تمہاری) بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے، تمہاری رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں اور جن بیویوں سے تم صحبت کر چکے ہو ان بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں (پرورش پاتی) رہی ہیں ہاں اگر تم نے صحبت نہ کی ہو تو (ایسی بیویوں کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کا تم پر) گناہ نہیں۔ تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں، اور تم پر یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو (اپنے نکاح میں) جمع کرو مگر جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا (اُسے اللہ نے معاف کر دیا) بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے ﴿۲۳﴾ اور تم پر شوہر والی عورتیں بھی حرام ہیں سوائے ان لونڈیوں کے جو تمہارے قبضہ میں آجائیں، (یہ تمام عورتیں) اللہ کی طرف سے تم پر حرام کر دی گئی ہیں اور ان کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں (اس طرح) کہ اپنا کچھ مال (ان کو بطور مہر دے کر) ان سے نکاح کر لو (اس شرط کے ساتھ کہ) تمہاری نیت ان کو اپنے نکاح میں روکے رکھنے کی ہو (چند دن تک) اُن سے زنا (کر کے چھوڑ دینے) کی نیت نہ ہو اور جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے ان کو ان کے مقررہ مہر ادا کر دیا کرو، اگر مہر مقرر کرنے کے بعد آپس کی

رضامندی سے (مہر میں کمی بیشی کرلو تو) تم پر کوئی گناہ نہیں، اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے (۲۴)

معانی ومصادر

(رَضَاعَۃ) رَضِعَ، یَرْضَعُ، رَضْعٌ ورَضِعٌ ورِضَاعٌ ورِضَاعَۃٌ (س وف وض) ماں کا دودھ پینا۔

(رَبَائِبُ) رَبَائِبُ = رَبِیْبَۃٌ کی جمع۔ بیوی کی بیٹیاں۔

(حُجُوْر) حَجَرَ، یَحْجُرُ، حَجْرٌ (ن) روکنا، پرورش کرنا (حِجْر= گود، اس کی جمع حُجُوْرٌ ہے)

(حَلَائِل) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا (حَلَائِل = حَلِیْلَۃٌ کی جمع، بیویاں)

(اَصْلَابٌ) اَصلاب = صُلْبٌ کی جمع، نسلیں۔

(مُسَافِحِیْنَ) سَافَحَ، یُسَافِحُ مُسَافَحَۃٌ وسِفَاحٌ (باب مفاعلہ) زنا کرنا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ان عورتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ) تمہاری مائیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں یعنی تم اپنی حقیقی ماؤں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ سوتیلی ماؤں سے بھی نکاح حرام ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذر چکا ہے۔

آگے فرمایا (وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ) تمہاری بیٹیاں بھی تم پر حرام ہیں تمہاری بہنیں بھی تم پر حرام ہیں، تمہاری پھوپیاں بھی تم پر حرام ہیں، تمہاری خالائیں بھی تم پر حرام ہیں تمہاری بھتیجیاں بھی تم پر حرام ہیں، تمہاری بھانجیاں بھی تم پر حرام ہیں، تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو وہ بھی حرام ہیں اور تمہاری رضاعی بہنیں بھی تم پر حرام ہیں (ان تمام عورتوں سے تم نکاح نہیں کر سکتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (صحیح بخاری کتاب الشہادات باب الشہادۃ علی الانساب جزء ۳ صـ۲۲۲)

جو عورت نسب سے حرام ہوتی ہے وہ عورت رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرَّضَاعَۃَ تُحَرِّمُ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَۃِ (صحیح بخاری کتاب الشہادات باب الشہادۃ علی الانساب جزء ۳ صـ۲۲۲)

ولادت سے جو عورتیں حرام ہوتی ہیں رضاعت بھی ان عورتوں کو حرام کر دیتی ہے۔

یعنی جس طرح نسب اور ولادت کے لحاظ سے حقیقی ماں حرام ہوتی ہے اسی طرح رضاعت کے لحاظ سے رضاعی ماں حرام ہوتی ہے اور جس طرح نسب اور ولادت کی بنیاد پر بیٹی، بہن، بھتیجی، بھانجی، وغیرہ حرام ہوتی ہیں اسی طرح رضاعت کی بنیاد پر بھی بیٹی، بہن، بھتیجی، بھانجی وغیرہ حرام ہو جاتی ہیں رضاعی بیٹی، بہن، بھتیجی، بھانجی وغیرہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

آگے فرمایا (وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ) اور تمہاری بیویوں کی مائیں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں یعنی اپنی ساس سے نکاح نہیں کر سکتے (وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ) اور جن بیویوں سے تم نے صحبت کی ہو ان کی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پاتی ہیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں، مگر جن بیویوں سے تم نے صحبت نہ کی ہو (صحبت سے پہلے ہی طلاق ہو گئی ہو) تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں (وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ) اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں یعنی تم اپنی بہو سے نکاح نہیں کر سکتے (وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ) اور تم پر یہ بھی حرام ہے کہ تم اختین کو بیک وقت اپنے نکاح میں جمع کرو۔ لغوی طور پر اختین سے مراد دو حقیقی بہنیں ہیں لیکن اصطلاح شرعی میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ، بھانجی بھی اسی میں شامل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا ینکح المرأة علی عمتها جزء ۷ ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها جزء اول ص۵۸۹)

پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو جمع نہ کیا جائے۔

اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کر لیا تھا تو اس کی موجودگی میں نہ اس کی پھوپھی یا خالہ سے نکاح کیا جائے نہ اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰی بِنْتِ اَخِیْهَا اَوِ الْمَرْاَةُ عَلٰی خَالَتِهَا اَوِ الْخَالَةُ عَلٰی بِنْتِ اُخْتِهَا وَلَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰی عَلَی الْكُبْرٰی وَلَا الْكُبْرٰی عَلَی الصُّغْرٰی (رواہ الترمذی فی کتاب النکاح فی باب ماجاء لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها جزء اول ص۳۲۶ وصححہ ورواہ ابوداؤد فی کتاب النکاح فی باب مایکرہ ان یجمع بینهن من النسآء جزء اول ص۲۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح کیا جائے یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی پر نکاح کیا جائے یا کسی عورت سے اس کی خالہ پر نکاح کیا جائے یا خالہ سے اس کی بھانجی پر نکاح کیا جائے (یعنی) نہ بڑی پر چھوٹی سے نکاح کیا جائے، نہ چھوٹی پر بڑی سے نکاح کیا جائے۔

آگے فرمایا (اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) مگر جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، اللہ تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا

(اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ) اور شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ شوہر کی موجودگی میں اس کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے (اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ) مگر ہاں لونڈیوں کو تم ایسی حالت میں بھی رکھ سکتے ہو کہ ان کے شوہر موجود ہوں (یعنی وہ لونڈیاں جو میدان جنگ میں قید کر لی جائیں اور اسلامی ضابطہ کے تحت کسی مسلم کی ملکیت میں آجائیں تو اب وہ مسلم اس لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے یا آزاد کر کے اس سے نکاح کر سکتا ہے باوجود اس کے کہ اس کا کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہو)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ بَعَثَ جَیْشًا اِلٰی اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْھُمْ فَظَھَرُوْا عَلَیْھِمْ وَاَصَابُوْا لَھُمْ سَبَایَا فَکَاَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْیَانِھِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِھِنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ ذٰلِکَ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَیْ فَھُنَّ لَکُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُھُنَّ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز وطء المسبیۃ حزء اول ص۶۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ ان کا مقابلہ دشمن سے ہوا۔ انہوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی۔ ان کو بہت قیدی ہاتھ آئے۔ صحابہ نے ان قیدی عورتوں سے (جو تقسیم کے بعد ان کے حصہ میں آئیں) صحبت کرنے کو گناہ سمجھا اس لئے کہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے۔ اللہ عزّ و جلّ نے یہ آیت نازل فرما کر عدّت کے بعد ان لونڈیوں کو ان کے لئے حلال کر دیا۔

آگے فرمایا (کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ) یہ احکام اللہ تعالےٰ نے تم پر فرض کر دئے ہیں (تمہیں ان کی پابندی کرنی ہوگی جن عورتوں کا ذکر اوپر گذرا ان سے تم نکاح نہیں کر سکتے ان سے نکاح کرنا تم پر حرام ہے)۔ (وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ) ہاں ان کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال ہیں (اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ) تم ان سے اپنے مالوں کے عوض نکاح کر سکتے ہو (یعنی مہر دے کر ان کو اپنی زوجیت میں لا سکتے ہو) مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ) بشرطیکہ ان کو اپنے نکاح میں قید رکھنا مقصود ہو، شہوت رانی کی نیت سے کچھ دن ان کو اپنی زوجیت میں رکھ کر چھوڑ دینے کی نیت نہ ہو (فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً) تو ان میں سے جن عورتوں سے تم نکاح کے بعد مہر کے عوض فائدہ حاصل کرو تو ان کا مہر دے دیا کرو۔ (وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ) البتہ مہر کے مقرر ہو جانے کے بعد اگر تم باہمی رضامندی سے اس میں کچھ کمی کر لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں (بیوی کی رضامندی کے بغیر مہر میں کمی نہیں کر سکتے) (اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (اسے ان احکام کی حکمتوں کا بخوبی علم ہے، تمہارا کام تو بس یہ ہے کہ تم ان پر عمل کرو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرو)۔

عمل

اے ایمان والو، جن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنا حرام کر دیا ہے ان سے ہرگز نکاح نہ کیجئے۔
جن عورتوں سے آپ نکاح کریں تو ان کو اپنی زوجیت میں رکھنے کے لئے نکاح کیجئے، محض لطف حاصل کرنے اور پھر چھوڑ دینے کی نیت سے نکاح نہ کیجئے۔
اے ایمان والو، اپنی بیویوں کو مقررہ مہر پورا ادا کر دیا کیجئے، اس میں کمی کرنے کا ارادہ نہ کیجئے سوائے اس صورت کے کہ بیویاں مہر میں کمی کر دینے پر رضا مند ہو جائیں۔

محرّمات

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان میں سے مندرجہ ذیل عورتوں کا ذکر اوپر گذر چکا ہے:۔

(۱) وہ یتیم لڑکیاں جن کے ساتھ مہر وغیرہ کے سلسلہ میں ناانصافی کا اندیشہ ہو۔ (النسآء۔۳)
(۲) چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے نکاح کرنا۔ (النسآء۔۳)
(۳) ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری عورت سے ایسی حالت میں نکاح کرنا کہ بیویوں میں ناانصافی کرنے کا اندیشہ ہو (النسآء۔۳)
(۴) باپ کی بیوی (النسآء۔ ۲۲)
(۵) ماں، بیٹی، بہن، پھوپی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، بیوی کی بیٹی، بہو (النسآء۔ ۲۳) رضاعی پھوپی۔ خالہ، بھتیجی، بھانجی (ص ۶۵)
(۶) بیوی کی حقیقی بہن سے اس حالت میں نکاح کرنا کہ بیوی زندہ ہو اور اس کی زوجیت میں ہو (النسآء۔ ۲۳)
(۷) بیوی کی حقیقی پھوپھی یا بھتیجی سے اس حالت میں نکاح کرنا کہ بیوی زندہ ہو اور اس کی زوجیت میں ہو (بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و ترمذی ص ۶۶ تفسیر ہذا)
(۸) بیوی کی حقیقی خالہ یا بھانجی سے اس حالت میں نکاح کرنا کہ بیوی زندہ ہو اور اس کی زوجیت میں ہو (ص ۶۶ تفسیر ہذا بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و ترمذی)
(۹) شوہر والی عورت (النسآء۔ ۲۴)

اب ہم اس سلسلہ میں مزید عورتوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

⑩ مشرکہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ، وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ، وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

(البقرۃ- ۲۲۱)

اور (اے ایمان والو) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو۔ مشرک عورت سے تو مؤمن لونڈی بہتر ہے خواہ وہ مشرک عورت تمہیں اچھی ہی کیوں نہ معلوم ہو اور (اے ایمان والو) مشرک مَردوں سے (مؤمن عورتوں کا) نکاح نہ کراؤ جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ مشرک مرد سے تو مؤمن غلام بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک مرد تمہیں اچھا ہی کیوں نہ معلوم ہو اور (اے ایمان والو خبردار ہو جاؤ) مشرک تو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ (لوگوں کو) اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں (اور مشرک کی صحبت میں رہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں)

⑪ اہل کتاب کے علاوہ دوسری کافر عورتیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ.

(الممتحنۃ -۱۰)

کافر عورتوں کی عصمتوں کو نہ روکے رکھو

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ، وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(المآئدۃ- ۵)

(اے ایمان والو) آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں۔ (مزید برآں) اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ مؤمنات میں سے پاکدامن عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی

پاک دامن عورتیں بھی (تم پر حلال ہیں)۔

(۱۲) زانیہ سے نکاح نہ کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّ الزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (النور۔۳)

زانی تو سوا زانیہ یا مشرکہ کے کسی سے نکاح نہیں کرتا اور زانیہ سے بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے زانی یا مشرک کے، اور یہ چیز مؤمنین پر حرام ہے۔

نوٹ:۔ رضاعت کے تمام مسائل انشاء اللہ سورۂ طلاق کی تفسیر میں بیان کئے جائیں گے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ
يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاِيْمَانِكُمْ ، بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ، فَاِذَآ

أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ
مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
الْعَنَتَ مِنْكُمْ، وَأَنْ تَصْبِرُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

ترجمہ | اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمنہ عورتوں سے نکاح کر سکو تو اپنی مؤمنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لو، اللہ تمہارے ایمان سے بھی خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی واقف ہے اور اُسے یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اس لئے کہ) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو (ہاں یہ ضروری ہے کہ) ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق ان کا مہر ادا کیا کرو۔ (لونڈیوں سے بھی نکاح اس شرط کے ساتھ ہو کہ) وہ (پاک دامن ہوں) پاکدامن رہیں، زناکاری نہ کریں اور نہ کسی (غیر مرد) کو (در پردہ) اپنا محبوب و آشنا بنائیں۔ پھر جب وہ کسی کی زوجیت میں آنے کے بعد بدکاری کر بیٹھیں تو ان کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے، (لونڈیوں سے نکاح کرنے کی) یہ اجازت اسی شخص کے لئے ہے جس کو گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور (اگر ایسا اندیشہ نہ ہو تو یہ بات) کہ (آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت پیدا ہونے تک) صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۲۵)

معانی ومصادر (نَسْتَطِیْعُ) اِسْتَطَاعَ ، یَسْتَطِیْعُ ، اِسْتِطَاعَۃٌ (باب استفعال) استطاعت ہونا ، کرسکنا ۔
(طَوْلًا) طَالَ ۔ یَطُوْلُ ، طَوْلٌ (ن) دراز ہونا (طَوْلٌ = غنیٰ ، فضل ، قدرت)
(اَخْدَانٌ) اَخْدَانٌ = خِدْنٌ کی جمع ، محبوب ، ساتھی ،
(عَنِتَ) عَنِتَ ، یَعْنَتُ ، عَنَتٌ (س) مشقت میں پڑ جانا ، گناہ کرنا ۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ) اے ایمان والو تم میں سے جو شخص (آزاد) مؤمنہ پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (اُسے اجازت ہے کہ) وہ مؤمنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرلے ۔ (شرافت کا حقیقی معیار آزادی یا غلامی نہیں بلکہ ایمان ہے اور جب تم مؤمنہ لونڈی سے نکاح کروگے تو یہ معیار تمہیں ہر حال میں میسر آجائے گا البتہ تم نہیں جان سکتے کہ کون حقیقی معنوں میں ایمان دار ہے اور کون نہیں) (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ ۔ ۔ ۔ (تعالیٰ) تمہارے ایمان سے بخوبی واقف ہے (اُسے معلوم ہے کون حقیقی معنوں میں ایمان دار ہے اور کون ایمان سے نہیں ہے ۔ دل کی حالت کا علم تمہیں نہیں ہوسکتا ، تم کو چاہیئے کہ ظاہری حالت دیکھ کر فیصلہ کرو اور اسی کے مطابق عمل کرو) ۔

(بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ) تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو (لہٰذا جو فائدہ تمہیں آزاد عورت سے ملنے کی امید ہے وہی لونڈی سے مل سکتا ہے ، لونڈی کے پاس بھی تمہاری خواہشات کی تسکین کا سامان فطری طور پر موجود ہے جس طرح ایک آزاد عورت کے پاس ہے) (فَانْکِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ) لیکن جب تم لونڈیوں سے نکاح کرو تو ان کے مالکوں سے اجازت لے کر نکاح کیا کرو (وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ) اور معروف دستور کے مطابق انہیں مہر بھی دیا کرو (مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ) (اور نکاح کرتے وقت یہ بھی دیکھ لیا کرو کہ وہ پاکدامن ہیں یا نہیں اگر وہ پاکدامن ہوں) پاکدامن رہیں ۔ کھلی بے حیائی اور شہوت رانی نہ کریں اور خفیہ طور پر کسی کو آشنا نہ بنائیں (تو پھر تم ان سے نکاح کر سکتے ہو) (فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَۃٍ فَعَلَیْھِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ) پھر جب وہ نکاح میں آجائیں اور اس کے بعد بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں تو ان کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ (النور ۔ ۲)

زانی اور زانیہ (میں سے) ہر ایک کو سو کوڑے مارا کرو ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آزاد عورتوں کی سزا سو کوڑے ہے لہٰذا آیت زیر تفسیر کی رو سے شادی شدہ

لونڈی اگر بدکاری کر بیٹھے تو اس کی سزا پچاس کوڑے ہوگی۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ) لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت اس شخص کے لئے ہے جس کو اپنے متعلق زنا کا اندیشہ ہو، اگر زنا کا اندیشہ نہ ہو تو لونڈی سے نکاح نہ کرے بلکہ آزاد عورت سے ہی نکاح کرے خواہ آزاد عورت سے نکاح کرنے میں دیر ہی کیوں نہ لگ جائے (وَاِنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ) اور اے ایمان والو، اگر تم صبر کرو (اور آزاد عورت سے نکاح کرنے کے انتظار میں اپنے آپ کو زنا سے اور لونڈی سے نکاح کرنے سے روکے رکھو اور جب آزاد عورت مل جائے تب ہی نکاح کرو) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (یہ اس لئے کہ اگر وہ لونڈی تمہاری زوجیت میں ہوگی تو دوسرے کی ملکیت میں ہوگی اور ایسی صورت میں حقوق ملکیت اور حقوق زوجیت میں نزاع کی صورت پیدا ہو جانے کا امکان ہے، مزید برآں تمہاری اولاد جو لونڈی کے بطن سے پیدا ہوگی اس کو فطری طور پر اپنے متعلق کچھ کمی کا احساس ہوگا اور دوسرے بھی اس کے متعلق اپنے ذہن میں اسی قسم کے خیال کو جگہ دیں گے۔ یہ چیز اگرچہ اسلامی اصول کے منافی تو ہوگی لیکن تمام لوگوں کے ذہن سے ایسے خیالات کلیۃً نکل جانا بھی مشکل ہے لہذا اپنی اولاد کو احساس کمتری کے تصورات سے بچانے اور اس کو معاشرے میں مناسب مقام دلانے کی خاطر آزاد عورت سے نکاح کرنا ہی ضروری ہے سوائے اس صورت کے کہ تم صبر نہ کر سکو اور تمہیں زنا کا اندیشہ ہو)۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اللہ تعالےٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (اگرچہ لونڈی سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند تو نہیں لیکن تمہاری خواہشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اپنی پسند پر تمہاری خواہشات کو ترجیح دی اور تم پر اپنا بڑا رحم و کرم فرمایا کہ تمہیں لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی)۔

عمل

اے ایمان والو آزاد عورتوں سے نکاح کیجئے۔ اگر آپ کو آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی مقدرت نہ ہو تو کسی لونڈی سے اس کے مالک سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر لیجئے بشرطیکہ وہ لونڈی پاکدامن ہو اور پاکدامن رہے اور اے ایمان والو، جب آپ کسی لونڈی سے نکاح کریں تو مہر اُسے بھی دیجئے۔ لونڈی سے صرف اس وقت نکاح کیجئے جب آپ جماع کی خواہش سے مجبور ہوں اور زنا کا اندیشہ ہو اور اگر آپ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھیں تو یہ آپ کے لئے بہتر ہے۔

اے ایمان والو اگر لونڈی نکاح کے بعد زنا کر بیٹھے تو اس پر آزاد عورت کی نصف سزا نافذ کیجئے یعنی اس کو پچاس کوڑے مارئیے۔

نوٹ:۔ زنا کی حد کے سلسلہ میں مفصل معلومات انشاء اللہ سورۃ نور آیت ۲ کی تفسیر میں بیان کی جائے گی۔

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ
يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾
وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ
وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ
اَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ
اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ
الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے (اپنے احکام) کی وضاحت کرے اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان کے حالات بتائے (تاکہ ان کے حالات سے تمہیں عبرت و نصیحت ہو) اور اللہ (یہ بھی چاہتا ہے کہ) تمہاری توبہ قبول کرتا رہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ﴿٢٦﴾ اور (اے

ایمان والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (گناہ کی طرف) بہت بڑے پیمانے پر مائل ہو جاؤ (تاکہ توبہ کی توفیق ہی مشکل ہو جائے) اور (اے ایمان والو) اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے (سخت احکام کا تم کو حکم نہ دے) اس لئے کہ انسان (بڑا) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

معانی و مصادر (تَمِيْلُوْا) (مَيْلًا) مَالَ، يَمِيْلُ، مَيْلٌ و مَيَلَانٌ وتَمَيَّالٌ و مَيْلُوْلَةٌ ومَمَالٌ و مَمِيْلٌ (ض) مائل ہونا، جھکنا، کسی چیز سے منہ پھیرنا اور اُسے چھوڑ دینا۔

(الشَّهَوٰتُ) شَهَا، يَشْهُوْ وشَهِيَ، يَشْهٰى، شَهْوَةٌ (ن دس) خواہش کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے احکام کو تمہارے لئے وضاحت کے ساتھ بیان کر دے (تاکہ تم کو ان کے سمجھنے میں کوئی اُلجھن نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (الحدید ۔ ۱۷)

اے لوگو ہم نے اپنی آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (اٰل عمران ۔ ۱۰۳)

اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ (الزمر ۔ ۲۷ و ۲۸)

اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔ وہ ایک سیدھی (اور درست

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝

(الکھف - ۱و۲)

راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں) کو اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور ان مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے (بہت) اچھا اجر (وثواب) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

(القمر - ۲۲)

اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی آیات کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ان میں کسی قسم کی کجی یا پیچیدگی نہیں رکھی تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

آگے فرمایا (وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ) اللہ تعالیٰ (یہ بھی چاہتا ہے کہ) تم کو ان لوگوں کے حالات بتائے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (تاکہ تمہیں عبرت اور نصیحت ہو اور تم گمراہی سے بچ جاؤ) (وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ) اور (اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتا ہے کہ) وہ تم پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو (تمہارے ساتھ نرمی و مہربانی کا برتاؤ کرے تاکہ اس کے احکام تم پر گراں نہ گذریں، اللہ تعالےٰ تم کو آسانیاں دینا چاہتا ہے، تم پر سختیاں ڈالنا نہیں چاہتا۔ لونڈی سے نکاح کرنے کی اجازت دینا یہ اللہ کی طرف سے ایک آسانی ہے۔ اس نے دین کو سخت نہیں بنایا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

(الحج - ۷۸)

اور (تمہارے) دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر جزء اول ص۱۶)

بے شک دین آسان ہے۔

کسی سخت حکم کے بعد اس میں نرمی پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔ تہجد کا حکم دینے کے بعد اس میں نرمی پیدا کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ

اس کو معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکو گے لہٰذا وہ تم پر مہربانی فرماتا ہے (اب) قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو، اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض بیمار بھی ہوں گے،

اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔
(المزمل ۔ ۲۰)

بعض اللہ کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرنے کے لئے زمین میں سفر بھی کریں گے اور بعض اللہ کے راستہ میں جنگ بھی کریں گے (تو رات کے وقت اتنا طویل قیام ان کے لئے بہت دشوار ہوگا، ان وجوہ کی بنا پر اللہ تم پر آسانی فرماتا ہے) تو (اب) قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔

نرمی کے جس ارادہ کا ذکر اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں فرمایا اس ارادہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بھی فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۸۵)

اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اللہ تعالےٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (اسے بخوبی علم ہے کہ اس کے احکام میں کیا کیا مصلحتیں ہیں) (وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ) اللہ تعالےٰ تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے (اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کے ارادہ کا دوبارہ ذکر فرما کر ایمان والوں کو مزید تسلی دی، مزید اطمینان دلایا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین پر ظلم و سختی کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ اس کا ارادہ تو نرمی ہی کرنے کا ہے)۔

اس بار بار کی وضاحت کے بعد اب ایمان والوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام پر سختی سے عمل کریں اور یہ سمجھ لیں کہ احکام میں جتنی نرمی اور رعایت ہو سکتی تھی وہ نرمی اور رعایت اللہ تعالےٰ نے دے دی۔ اب مزید نرمی اور رعایت کی خواہش کرنا بے سود اور منافیٔ ایمان ہے۔ مزید نرمی اور رعایت کی خواہش گویا اللہ تعالےٰ کی مصلحتوں اور حکمتوں سے اپنے آپ کو محروم کرنا ہے، لہٰذا اے ایمان والو، اپنی یا کسی دوسرے کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم پر رحمتوں اور حکمتوں کے دروازے کھول دے (وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا) لیکن جو لوگ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم کو (ان رحمتوں اور حکمتوں سے محروم کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف) مائل کر دیں اور تم گمراہی میں بہت دور جا پڑو، (پھر نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہارے حصہ میں آئے اور نہ اس کے احکام کی حکمتوں سے تم فائدہ حاصل کر سکو) (يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا) اللہ تعالےٰ نے (تو پہلے ہی) ارادہ کر لیا ہے کہ تم پر آسانی کرے اس لئے (کہ وہ جانتا ہے) کہ انسان بہت کمزور پیدا کیا گیا ہے، (اللہ تعالےٰ نے انسان کی کمزوری کا پوری طرح

لحاظ رکھا ہے اور ایسے احکام نہیں دئے جن پر عمل کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرۃ ۔ ۲۸۶)

اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اس جان کی وسعت (وطاقت) میں ہو۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے خود ہی اپنے احکام میں لچک اور نرمی رکھی ہے لہٰذا اب ان میں مزید لچک اور نرمی پیدا نہ کیجئے ورنہ آپ نہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی حکمتوں سے محروم ہو جائیں گے بلکہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔

اے ایمان والو، بس اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کیجئے۔ اپنی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور نہ خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی بات سنیئے، ان سے دور رہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو گمراہی میں مبتلا کر دیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ
اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ اے ایمان والو ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ سوائے اس صورت کے کہ آپس کی رضامندی سے تم تجارت کرو (اور اس کے ذریعہ نفع حاصل کرو) اور (اے ایمان والو) اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، بے شک اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۹) اور جو شخص

ظلم وزیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا (یعنی دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے کھائیگا) تو ہم اس کو عنقریب دوزخ میں داخل کریں گے اور یہ کام اللہ کے لئے (بالکل) آسان ہے (۳۰)

معانی ومصادر

(بَاطِلٌ) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) بگڑ جانا۔
(تِجَارَةٌ) تَجَرَ، یَتْجُرُ، تَجْرٌ وتِجَارَةٌ (ن) تجارت کرنا۔
(تَرَاضٍ) تَرَاضٰی، یَتَرَاضٰی، تَرَاضِی (باب تفاعل) باہم رضامند ہونا۔
(عُدْوَانًا) عَدَا، یَعْدُوْ، عَدْوٌ وعِدْوَانٌ وعُدْوٌ (ن) ظلم کرنا، زیادتی کرنا۔
(نُصْلِیْ) اَصْلٰی، یُصْلِیْ، اِصْلَاءٌ (باب افعال) آگ میں داخل کرنا۔
(یَسِیْرًا) یَسُرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ (ک) کم ہونا، آسان ہونا۔

تفسیر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ) اے ایمان والو، آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ البتہ باہمی رضامندی سے جو تجارت ہو (تو اس تجارت کے ذریعہ تم منافع لے سکتے ہو یعنی اگر تم کسی چیز کو اپنی قیمت خرید سے زیادہ قیمت میں بیچو تو یہ زیادہ رقم جو تم خریدار سے لوگے تمہارے لئے جائز ہے) (وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا) اور (اے ایمان والو، اس حکم کی خلاف ورزی کرکے) اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو (اپنی آخرت برباد نہ کرو اور اپنے کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا نہ کرو) اللہ تعالیٰ تم پر بڑا رحم وکرم کرنے والا ہے (یہ اس کا رحم وکرم ہی ہے کہ اس نے تم کو پہلے سے ہوشیار کر دیا تاکہ تم عذاب الٰہی سے بچنے کی فکر کرو اور دوزخ سے بچ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم دوزخ میں جاؤ، اسی لئے وہ تم کو ایسے کاموں سے مطلع کر رہا ہے جو دوزخ میں جانے کا سبب ہیں)۔

(وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا، وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا) اور جو شخص ظلم وزیادتی کے ساتھ ایسا کریگا تو ہم عنقریب اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔

عمل

اے ایمان والو، ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھائیے البتہ تجارت کے ذریعہ آپ منافع لے سکتے ہیں۔

تجارت کے مسائل

آیت زیر تفسیر میں تجارت کا مندرجہ ذیل اصول گذر چکا ہے:۔

(۱) تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہئے۔

اب ہم تجارت کے باقی مسائل بیان کرتے ہیں

(۲) پورا ناپ کردے اور پورا تول کردے، ناپ تول میں کمی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (بنی اسرآئیل - ۳۵)

اور جب تم ناپ کردو تو پورا پورا ناپ کردو اور (جب تول کردو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝

(ویل للمطففین - ۱ تا ۳)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (بڑی) خرابی ہے جو کہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

(۳) تجارت میں اتنا مشغول نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو بھول جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(المنافقون - ۹)

(اے ایمان والو) (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کردے اور جو لوگ ایسا کریں گے تو وہی (در حقیقت) نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝

(النور - ۳۷)

(اللہ کے گھر میں صبح و شام اللہ کی تسبیح پڑھنے والے ایسے) لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

(۴) تجارت کے دوران اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اس کا ذکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(الجمعۃ - ۱۰)

اور (اے ایمان والو تم) اللہ کا فضل تلاش کر سکتے ہو اور (اے ایمان والو) اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(۵) مشتبہ چیز کی تجارت سے بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلٰی مَا یَشُكُّ فِیْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ یُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِیْ حِمَی اللّٰهِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یُّوَاقِعَهٗ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب الحلال بیّن والحرام بیّن ۳/۷۰)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ کام ہیں، تو جس نے اس کام کو چھوڑ دیا جس میں گناہ کا شبہ ہے وہ اس کام کا زیادہ چھوڑنے والا ہوگا جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور جس نے اس کام پر جرأت کی جس میں گناہ کا شبہ ہے تو وہ قریب ہے کہ اس کام میں جا پڑے گا جس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں جو شخص چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے وہ عنقریب چراگاہ میں بھی جا پڑیگا (یعنی ظاہر گناہ کر بیٹھے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب اخذ الحلال وترك الشبهات جزء اول ص۶۹۷)

جو شخص شبہ کی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام چیزوں میں بھی جا پڑیگا۔

(۶) کُتّے، بلّی اور خون کی خرید و فروخت نہ کرے۔

ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب جزء ۳ ص۱۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون اور کُتّے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

ابو الزبیر کہتے ہیں:۔

سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ قَالَ زَجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم ثمن الکلب جزء اول ص۶۸۵)

میں نے جابرؓ سے کتّے اور بلّی کی قیمت لینے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر زجر و توبیخ کی ہے۔

(۷) زنا کا کاروبار نہ کرے۔

ابو جحیفہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت

نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْکَلْبِ وَکَسْبِ الْاَمَۃِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب جزء ۳ ص۱۱۱)

کتّے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

ابو مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَہْرِ الْبَغِیِّ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب جزء۳ ص۱۱۰ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم ثمن الکلب جزء اول ص۲۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

(۸) کہانت (یعنی آئندہ کی خبریں بتانے) کا پیشہ نہ کرے۔

ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَہْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاہِنِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ثمن الکلب جزء۳ ص۱۱۰ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم ثمن الکلب ۱/۲۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

(۹) پچھنے لگانے کا پیشہ نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَمَہْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ وَکَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم ثمن الکلب جزء ۱ ص۲۸۵)

کُتّے کی قیمت ناپاک ہے، زانیہ کی اجرت ناپاک ہے، پچھنے لگانے والے کی اجرت ناپاک ہے۔

(۱۰) شراب، مُردار، مردار کی چربی، خنزیر (سور) اور بتوں کا کاروبار نہ کرے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَۃِ فَاِنَّہَا یُطْلٰی بِہَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول، مردار کی

السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع المیتۃ والاصنام جزء۳ ص۱۱ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ جزء اول ص۶۸۹)

چربی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، اس سے کشتیوں پر روغن کرتے ہیں، کھالوں کو چکنا کرتے ہیں اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ نہیں وہ بھی حرام ہے۔

(۱۱) حرام چیزوں کے کاروبار میں کسی قسم کا تعاون نہ کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المآئدۃ - ۲)

گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا کرو۔

(۱۲) شرعی و تجارتی معاملات میں مکّہ معظمہ کے وزن (یعنی باٹ) اور مدینہ منورہ کے پیمانے کا اعتبار کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ الْمَكَّةِ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ (ابوداؤد کتاب البیوع باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکیال مکیال المدینۃ جزء۲ ص۱۱۸ وروی النسائی نحوھا وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار ص۱۶۸ ج۵)

وزن اہل مکّہ کا وزن ہے اور پیمانہ اہل مدینہ کا پیمانہ ہے۔

(۱۳) خرید و فروخت کے معاملات میں نرمی کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى (صحیح بخاری کتاب البیوع باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء جزء۳ ص۷۵)

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو نرمی کرتا ہو جب بیچے، جب خریدے اور جب تقاضہ کرے۔

(۱۴) بیچتے وقت زیادہ قسمیں نہ کھائے۔ اس سے برکت سلب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحِلْفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب یمحق اللہ الربا جزء۳ ص۷۵ وروی نحوہ مسلم فی کتاب البیوع باب النھی عن الحلف فی البیع جزء۱ ص۷۰۲)

قسم کھانا سامان بکوا دیتا ہے لیکن برکت کو سلب کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلِفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب النہی عن الحلف فی البیع جزء ۳ ص۷۰۲)

بیچتے وقت بہت قسمیں کھانے سے بچو اس لئے کہ قسم کھانا بکوا تو دیتا ہے لیکن (برکت کو) مٹا دیتا ہے۔

(۱۵) بیچتے وقت جھوٹی قسم ہرگز نہ کھائے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ، وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فَقَرَأَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْکَاذِبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْمَنَّانُ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّہٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم اسبال الازار جزء اول ص۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا آپ نے ان الفاظ کو تین دفعہ پڑھا۔ ابوذر (کہتے ہیں میں) نے کہا: یہ لوگ نامراد ہوگئے اور نقصان میں رہے۔ اے اللہ کے رسول، وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار لٹکانے والا، (دے کر) احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔

(۱۶) بیچنے والے کو چاہئے کہ صدقہ دیتا رہے تاکہ لغو باتوں اور قسموں کا کفارہ ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَیْعَ یَحْضُرُہُ اللَّغْوُ وَالْحَلِفُ فَشُوْبُوْہُ بِالصَّدَقَۃِ (ابوداؤد کتاب البیوع باب فی التجارۃ یخالطھا الحلف واللغو جزء ۲ ص۱۱۶ ورواہ النسائی والترمذی واحمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۵ ص۶۱)

اے تاجروں کی جماعت، کاروبار میں لغو بات اور قسم شامل ہو ہی جاتی ہے لہٰذا اس میں صدقہ کو شامل کر لیا کرو۔

(۱۷) بیچنے والے اور خریدنے والے کو اپنی بیع کے کالعدم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہے جب تک ان دونوں میں جدائی نہ ہو۔ جدائی ہونے کے بعد کالعدم کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا سوائے اس صورت کے کہ ناپسندیدگی کی صورت میں بیع کو کالعدم کرنے کی شرط کر لی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا جزء ۳ ص۸۴ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین جزء اول ص۶۶۳)

بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک وہ آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سوائے بیع خیار کے (یعنی جس بیع میں ناپسندگی کی صورت میں بیع کو کالعدم کرنے کی شرط کر لی ہو)۔

(۱۸) اگر بیع میں واپسی کی شرط ہو تو وہ چیز جب تک خریدار کے پاس رہے خریدار اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے مثلاً دودھ کے جانور کا دودھ پی سکتا ہے، سواری کے جانور پر سوار ہو سکتا ہے، غلام کی مزدوری لے سکتا ہے، کیونکہ اس زمانے میں وہ اس کا خرچ برداشت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِىْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهٗ (ترمذی کتاب البیوع باب الانتفاع بالرھن جزء ۱ ص۲۹۱)

اگر سواری رہن ہو تو اس پر سوار ہوا جا سکتا ہے اور اگر دودھ کا جانور رہن ہو تو اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو سوار ہو اور دودھ پئے اسی کے ذمہ اس کا خرچ ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب البیوع فی باب ماجاء فی من یشتری العبد ویستغلہ ثم یجد بہ عیبا ۱/۲۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کسی چیز کے نفع وغیرہ کا مستحق وہی ہے جس کی ضمان میں وہ چیز ہو (یعنی جو شخص اس چیز کے اخراجات برداشت کرے وہی اس سے فائدہ اٹھائے)۔

(۱۹) بائع اور مشتری کو چاہیئے کہ اپنی اپنی چیز کا عیب بیان کر دیں اور سچ بولیں تاکہ برکت ہو۔ اگر ایسا نہیں کیا تو برکت سلب ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِىْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا (صحیح بخاری کتاب البیوع باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا جزء ۳ ص۸۴ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان ۱/۶۶۲)

بیچنے والے اور خریدنے والے کو بیع کے کالعدم کرنے کا اختیار اس وقت تک ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور (اپنی اپنی چیز کی اچھائی و برائی صحیح صحیح) بیان کر دیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت دی جائے گی اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور

(عیب کو) چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت کی
برکت سلب کر دی جائے گی۔

(۲۰) ہم جنس اشیاء کے باہمی تبادلہ کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں پوری کرے۔
(الف) دونوں اشیاء کا وزن برابر ہو (مثلاً گیہوں کی دو اقسام میں باہمی تبادلہ کرے تو دونوں اقسام کا وزن برابر ہو، خواہ ان میں سے ایک قسم برطھیا ہو اور دوسری گھٹیا)۔
(ب) دونوں اشیاء کا تبادلہ دست بدست ہو (یعنی دونوں طرف سے اشیاء کی ادائیگی فوری اسی وقت ہو، قرض پر نہ ہو)۔
اگر ان دونوں شرطوں کو پورا نہ کیا تو یہ سودا سودی ہوگا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَ
الْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ
وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ
فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبَى اَلْاٰخِذُ
وَالْمُعْطِيْ فِيْهِ سَوَاءٌ (صحیح مسلم کتاب
البیوع باب الصرف و بیع الذھب بالوزن
نقدا جزء اول ص۶۹۲ وروی البخاری نحوہٗ
فی کتاب البیوع باب بیع الذھب بالذھب
جزء ۳ ص۹۷)

(جب) سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے (خریدا یا بیچا جائے تو دونوں وزن میں) برابر ہوں اور دست بدست ہوں (یعنی سودا نقد ہو) پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود لیا (یا دیا) لینے والا اور دینے والا دونوں (گناہ میں) برابر ہیں۔

(۲۱) اگر دونوں اشیاء کی جنسیں مختلف ہوں (مثلاً ایک جنس گیہوں ہو دوسری جو) تو ایسی صورت میں وزن مختلف ہو سکتے ہیں لیکن وقت مختلف نہیں ہو سکتے، دونوں جنسوں کا تبادلہ دست بدست ہونا چاہئے، قرض پر نہیں (یعنی ہر شخص اپنی جنس کو اسی وقت دوسرے کی تحویل میں دے دے، بعد میں کسی وقت دینے کے وعدہ پر خرید و فروخت نہ کرے)۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا
كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ (صحیح مسلم
کتاب البیوع باب الصرف جزء اول ص۶۹۲ و
روی البخاری نحوہ فی کتاب البیوع باب
الذھب بالذھب جزء ۳ ص۹۷)

جب جنسیں مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ سودا دست بدست یعنی نقد ہو۔

حضرت براء اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ وَاِنْ كَانَ نَسَاءً فَلَا يَصْلُحُ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب التجارۃ فی البر جزء ۳ ص ۷۲)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تاجر تھے ہم نے آپ سے صرف کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر دست بدست ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر قرض پر ہو تو جائز نہیں۔

(۲۲) اگر ایک جنس کے بدلہ اسی جنس کی دوسری قسم خریدنی ہو اور ہم وزن لینا نہ چاہے تو اپنی جنس کو روپیہ کے عوض فروخت کرے اور اس روپیہ سے اس جنس کی مطلوبہ قسم خرید لے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب استعمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اھل خیبر جزء ۵ ص ۱۷۹ وکتاب البیوع باب اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منہ جزء ۳ ص ۱۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر عامل بنایا۔ وہ جنیب کھجور لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم نہیں اے اللہ کے رسول (معمولی کھجور کے) دو صاع دے کر (اس قسم کی کھجور کا) ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے عوض دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو تمام کھجوروں کو دراہم میں بیچ دیا کرو، پھر ان دراہم سے جنیب خرید کرو۔

(۲۳) اگر کسی چیز کی مقدار یا وزن معلوم نہ ہو تو اس کو کسی جنس کی مقررہ مقدار یا وزن کے عوض نہ بیچے (کیونکہ اس صورت میں ہم جنس اشیاء کی مقدار یا وزن میں فرق ہونے کا امکان ہے۔ ہم جنس اشیاء کے تبادلہ کی صورت میں دونوں کی مقدار یا وزن برابر ہونا ضروری ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ (صحیح مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ڈھیر کو جس کی مقدار معلوم نہ ہو کھجور کی مقررہ مقدار کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

کتاب البیوع باب تحریم بیع الصبرۃ التمر المجہولۃ القدر بتمر، جزء اول ص۲۶۳)

(۲۴) نگینہ دار زیور کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کے نگینوں کو اور سونے (یا چاندی) کو علیحدہ نہ کرلے (یعنی نگینوں اور سونے کو علیحدہ علیحدہ فروخت کرے۔)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

اِشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فِيْهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب بیع القلادۃ فیہا خرز وذہب جزء اول ص۶۹۲)

میں نے (جنگ) خیبر کے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا جس میں سونا اور نگینے تھے۔ میں نے ان دونوں کو علیحدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں سے بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا۔ میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا جب تک دونوں کو علیحدہ نہ کیا جائے نہ بیچا جائے۔ سونا سونے کے بدلے وزن میں برابر ہو، جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے ہرگز کوئی ہم جنس چیز نہیں لینی چاہیئے مگر اتنی ہی جتنی اس کی (چیز کا) وزن ہو۔

(۲۵) تر جنس کو اسی جنس کی خشک قسم کے عوض نہ بیچے (مثلاً تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض نہ بیچے)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِيْسَ قَالُوْا نَعَمْ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ (ابوداؤد کتاب البیوع باب فی التمر بالتمر جزء ۲ ص۱۲۱ وروی نحوہٗ مالک و النسائی والترمذی وسندہٗ صحیح بلوغ الامانی جزء ۱۵ ص۳۸)

میں نے سنا (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجور کے عوض خشک کھجور کو خریدنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تر کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں (یہ سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسی) بیع سے منع فرما دیا۔

(۲۶) درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی پھل کی خشک، معین مقدار کے عوض نہ بیچے (مثلاً بیلوں میں لگے ہوئے انگور کو کشمش کی مقررہ مقدار کے عوض نہ بیچے)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا اَوْكَانَ زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب الزرع بالطعام کیلا جزء۳ ص۱۰۲ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا وفی روایۃ لہ بتمر بکیل مسمی، جزء اول ص۶۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا یعنی اپنے باغ کے پھل کو اگر وہ کھجور ہیں تو ان کو خشک کھجور کی معین مقدار کے عوض اگر انگور ہیں تو ان کو کشمش کی معین مقدار کے عوض اور اگر زراعت ہے تو اس کو غلہ کی مقررہ مقدار کے عوض بیچنے سے منع فرمایا بلکہ آپ نے اس قسم کی ہر خرید وفروخت سے منع فرمادیا۔

(۲۷) اگر درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اُس پھل کی مقررہ مقدار کے عوض بیچنے کے سلسلے میں بیچنے والا یہ شرط کرلے کہ اگر پھل زیادہ نکلیں تو میرے ہیں اور اگر کم نکلیں تو میرے ذمہ واجب الادا ہیں تو اس صورت میں بھی اس قسم کی خرید وفروخت نہ کرے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ اِنْ زَادَ فَلِيَ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام جزء۳ ص۹۶ وفی روایۃ ان یُّبَاعَ مَافِیْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا جزء اول ص۶۶۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھل کو مقررہ مقدار کے عوض بیچا جائے اگرچہ یہ شرط کرلی جائے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے اور اگر کم نکلے تو میرے ذمہ واجب الادا ہیں۔

(۲۸) درختوں پر لگے ہوئے پھل یا غلہ کو روپیہ کے عوض بیچنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ پھل یا غلہ پک چکا ہو اور آفات سے محفوظ ہو چکا ہو۔ جب تک پھل یا غلہ پک کر محفوظ نہ ہو جائے اس وقت تک اُسے روپیہ کے عوض بھی نہ بیچے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعَ شَيْءٌ مِّنْهُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ پک نہ جائے اور یہ بھی فرمایا

إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الثمر علی رءوس النخل بالذهب والفضة جزء ۳ ص۹۹)

کہ اس میں سے کچھ نہ بیچا جائے مگر دینار اور درہم کے عوض سوائے عرایا کے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها بغیر شرط القطع جزء اول ص۲۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ پک نہ جائے اور بالوں (میں غلہ) کو بیچنے سے بھی منع فرمایا جب تک وہ سفید نہ ہو جائے اور (ناگہانی) آفت سے محفوظ نہ ہو جائے، آپ نے بائع اور مشتری (دونوں کو) منع فرمایا۔

(۲۹) چاندی (سونے) کو کچھ نقد اور کچھ قرض پر نہ خریدے، صرف نقد قیمت پر خریدے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الفضة بالفضة جزء ۳ ص۹۷ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب الربا جزء اول ص۶۹)

سونے چاندی میں سے غائب کو حاضر کے عوض نہ خریدے۔

(۳۰) جانور کو جانور کے بدلہ قرض پر نہ بیچے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً (رواه الترمذی وصححه فی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة بیع الحیوان بالحیوان نسیئة جزء اول ص۳۸۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو جانور کے بدلے قرض پر بیچنے سے منع فرمایا۔

(۳۱) اگر کوئی شخص اپنے باغ کے کچھ درخت کسی مسکین کو کچھ عرصہ کے لئے فی سبیل اللہ ہبہ کر دے تو وہ مسکین اپنے درختوں کے تر پھل کو خشک پھل کے عوض اندازے سے بیچ سکتا ہے بشرطیکہ پھلوں کا وزن ۵ وسق (تقریباً ۳۰ من یا ۱۱۱۹ کلوگرام) یا اس سے کم ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا فِيْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْدُوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق یا اس سے کم عرایا کو بیچنے کی اجازت دی ہے۔

خَمْسَةِ اَوْسُقٍ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الثمر علی رؤس النخل بالذهب والفضة جزء ۳ صـ۹۹ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا جزء اول صـ۶۶۸)

سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ رَخَّصَ فِی الْعَرِیَّةِ یَبِیْعُهَا اَهْلُهَا بِخَرْصِهَا (صحیح بخاری کتاب البیوع باب الثمر علی رؤس النخل بالذهب والفضة جزء ۳ صـ۹۹) وفی روایة عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم رخص فی بیع العریة یخرصها تمرا (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا جزء ۱ صـ۶۶۸)

نوٹ:۔ عرایا وہ درخت جو کسی مسکین کو فی سبیل اللہ دے دئے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا والوں کو اپنے پھل اندازے سے بیچنے کی اجازت دی یعنی درخت پر لگے ہوئے تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض اندازے سے بیچنے کی اجازت دی۔

(۳۲) غلہ کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کا وزن نہ ہو جائے اور اس پر پوری طرح قبضہ کر کے اپنی دوکان پر منتقل نہ کر لے۔ جہاں خریدے اسی جگہ نہ بیچے اور جب اپنی دوکان پر منتقل کر لے تو پھر اسے تول کر بیچے۔ تول کر بیچنے سے برکت ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِیْعُهٗ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهٗ وَمَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِیْعُهٗ حَتّٰی یَقْبِضَهٗ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الطعام قبل ان یقبض جزء ۳ صـ۹ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب بطلان البیع المبیع قبل القبض جزء اول صـ۶۶۲)

جو شخص غلہ خریدے وہ اُسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک وہ اُسے پوری طرح وصول نہ کر لے اور جو شخص غلہ خریدے وہ اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اشْتَرٰی طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَکْتَالَهٗ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب بطلان البیع المبیع قبل القبض جزء اول صـ۶۶۳)

جو شخص غلہ خریدے وہ اُسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک اسے ناپ نہ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّبِيْعَهٗ حَتّٰى يَنْقِلَهٗ مِنْ مَّكَانِهٖ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب بطلان البیع المبیع قبل القبض جزء اول ص۶۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غلہ کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک ہم اسے اس کی جگہ سے منتقل نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

لَقَدْ رَاَيْتُ النَّاسَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُوْنَ جُزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُوْنَ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب من رأی اذا اشتری طعامًا جزافا ان لا یبیعه حتی یؤویه الی رحله جزء ۳ ص۹ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب بطلان بیع المبیع قبل القبض جزء ۱ ص۶۶۲ واللفظ للبخاری)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھا ہے کہ لوگ اندازے سے غلہ خریدتے تھے انہیں اس کو اپنی دوکان پر منتقل کرنے سے پہلے اسی مقام پر بیچنے پر مارا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما یستحب من الکیل جزء ۳ ص۸۸)

اپنے غلہ کو ناپو، تمہیں برکت دی جائے گی۔

(۳۳) تجارتی قافلہ سے شہر کے باہر جاکر خرید و فروخت کا معاملہ طے نہ کرے (انہیں شہر میں آجانے دے تاکہ وہ شہر کے بھاؤ سے واقف ہو جائیں)۔ اگر کسی شخص نے شہر کے باہر قافلہ والے سے سودا کر لیا تو شہر میں آنے کے بعد اس قافلہ والے کو اس سودے کے معاملہ کو ختم کرنے کا اختیار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب النهی عن تلقی الرکبان جزء ۳ ص۹۵ ورواه مسلم فی صحیحه عن ابن عمر فی کتاب البیوع باب تحریم تلقی الجلب جزء اول ص۶۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قافلہ والوں سے شہر کے باہر جاکر) ملاقات کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں:۔

كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَبِيْعَهُ حَتّٰى يُبْلَغَ بِهٖ سُوْقَ الطَّعَامِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب منتہی التلقی جزء۳ ص۹)

ہم (شہر کے باہر جاکر) قافلہ والوں سے ملاقات کرتے تھے اور ان سے غلہ خریدتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی خرید و فروخت سے منع فرمادیا جب تک وہ غلہ غلہ کی منڈی نہ پہنچ جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم تلقی الجلب جزء اول ص۶۶)

تجارتی سامان (کے لئے شہر کے باہر جاکر قافلہ) سے ملاقات نہ کرو۔ اگر کسی نے اس سامان میں سے کچھ (باہر جاکر) خرید لیا تو سامان کا مالک جب بازار پہنچے تو اسے اپنے سودے کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

(۳۴) اگر کوئی شخص اپنی چیز کا کسی سے سودا کر رہا ہو تو کوئی دوسرا شخص خریدار کو اپنی طرف راغب کرکے اپنی چیز نہ پیش کرے۔ جب تک بیچنے والے سے اجازت نہ لے لے یا خریدار اس کی چیز لینے کا ارادہ ترک کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب لا یبیع علی بیع اخیہ جزء۳ ص۹ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ جزء اول ص۶۵۸) وفی روایۃ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ (صحیح مسلم) وفی روایۃ حَتّٰى يَبْتَاعَ اَوْ يَذَرَ (نسائی کتاب البیوع باب الرجل علی بیع اخیہ جزء۲ ص۱۸۹ وسندہٗ صحیح)

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے (صحیح بخاری و مسلم) سوائے اس صورت کے کہ بیچنے والا اجازت دے دے (صحیح مسلم) یا خریدنے والا خرید لے یا (خریدنے کا ارادہ) ترک کردے (نسائی)

(۳۵) اگر کوئی شخص کسی چیز کا سودا کر رہا ہو تو کوئی دوسرا شخص اس چیز کو خریدنے کے لئے آمادگی کا اظہار نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَسُوْمُ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ ۱/۶۵۹)

مسلم اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔

(۳۶) دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے قیمت نہ بڑھائے (مثلاً خریدنا مقصود نہ ہو لیکن قیمت بڑھانے کے لئے بولی لگائے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب النجش ۳/۹۱ وصحیح مسلم باب تحریم بیع الرجل علیٰ بیع اخیہ جزء اول ص۶۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت بڑھانے کے لئے بولی لگانے سے منع فرمایا۔

(۳۷) شہر کا رہنے والا دیہاتی آدمی کا دلّال بنکر خرید و فروخت نہ کرے خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

نُهِينَا اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب لا یبیع حاضر لباد جزء ۳ ص۹۲ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الحاضر للبادی جزء اول ص۶۶ وزاد مسلم وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ اَوْ اَبَاهُ۔

ہمیں منع کر دیا گیا ہے کہ شہری دیہاتی کی طرف سے خرید و فروخت کرے (صحیح بخاری و صحیح مسلم) خواہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

(۳۸) دودھ کا جانور بیچنا ہو تو اس کے تھنوں میں سے دودھ جمع نہ کرے۔ اگر کسی نے ایسا جانور خرید لیا تو اُسے تین دن کے اندر واپس کرنے کا اختیار ہے۔ واپس کرتے وقت (جمع شدہ دودھ کے عوض) ایک صاع کھجور بیچنے والے کو دے دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَيْنَ اَنْ يَّحْتَلِبَهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب النہی للبائع ان لا یُحفل الابل والبقر والغنم جزء ۳ ص۹۲ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرجل مع بیع اخیہ جزء اول ص۶۵۹)

اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ نہ جمع کیا کرو۔ اگر کسی نے ایسا جانور خرید لیا تو دودھ دوہنے کے بعد اُسے ان دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے خواہ وہ اسے رکھ لے خواہ اُسے واپس کر دے (اگر واپس کرے تو بیچنے والے کو) ایک صاع کھجور (دے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ (صحیح بخاری

اس کا (جمع شدہ) دودھ دوہنے (کے بدلہ) میں

کتاب البیوع باب ان شاء ردالمصرۃ ۳/۹۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب حکم بیع المصراۃ ۱/۶۶۱)

ایک صاع کھجور (بیچنے والے کو) دی جائے۔

جس شخص نے ایسی بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا تھا تو اُسے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے اُسے رکھ لے اور اگر چاہے واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور دے دے۔

(۳۹) غیر معیّن مجہول چیز کی خرید و فروخت نہ کرے اور نہ ایسی چیز کی خرید و فروخت کرے جس کے ملنے میں شک ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع المنابذۃ جزء ۳ ص ۹۲ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب ابطال بیع الملامسۃ والمنابذۃ جزء اول ص ۲۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔
ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور وہ اس کے کپڑے کو ہاتھ لگائے تو بغیر تامل اور پسند کے بیع ہو گئی (دونوں کو وہ کپڑا خریدنا ہوگا)۔ منابذہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کپڑے کو کسی دوسرے شخص کی طرف پھینک دے اور وہ اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے تو بغیر تامل اور پسند کے بیع ہو گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر جزء اول ص ۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری کی بیع اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔
(کنکری کی بیع یہ ہے کہ خریدنے والا بیچنے والے سے کہے کہ جب تیری کسی چیز پر میری کنکری جا کر گرے تو اس چیز کی بیع ہو گئی۔ دھوکے کی بیع یہ ہے کہ مطلوبہ چیز ملنے کا شبہ ہو مثلاً تھنوں میں دودھ کی بیع یا دریا میں مچھلی کی بیع وغیرہ وغیرہ)

(۴۰) نر کے جفت کرانے کی اجرت نہ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب عسب الفحل جزء ۳ ص۱۲۳ وروی مسلم نحوہ عن جابر رضی اللہ عنہ کتاب البیوع باب تحریم فضل بیع الماء الذی یکون بالفلاۃ جزء اول ص۶۸۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ (سے اونٹنی کو حاملہ کرانے) کی اجرت لینے سے منع فرمایا۔

(۴۱) گھاس کو بچانے اور پھر اس کو فروخت کرنے کے لئے فاضل پانی سے جانوروں کو نہ روکے بلکہ فاضل پانی سے کسی حالت میں بھی جانوروں کو نہ روکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَاءُ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع فضل الماء الذی یکون بالفلاۃ ۱/۶۸۴)

گھاس کو بیچنے کے لئے فاضل پانی نہ بیچا جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ (صحیح بخاری کتاب البیوع جزء ۱ ص۶۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاضل پانی کو بیچنے سے منع فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاءِ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء جزء ۳ ص۱۴۴ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع فضل الماء جزء اول ص۶۸۴ واللفظ للبخاری)

فاضل گھاس کو بچانے کی خاطر فاضل پانی سے (جانوروں کو) نہ روکے۔

یعنی گھاس کو بچانے یا گھاس اگانے کی خاطر فاضل پانی سے کسی حالت میں بھی جانوروں کو نہ روکے۔

(۴۲) جو چیز بیچنے والے کے پاس نہ ہو اس کو نہ بیچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (ابوداؤد کتاب البیوع باب الرجل یبیع مالیس عندھا جزء ۲ ص۱۳۹ والنسائی والترمذی وسندہ صحیح۔ بلوغ ۱۵/۴۶)

جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اُسے نہ بیچو۔

(۴۳) غیر موجود چیز کی خرید و فروخت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ پیشگی رقم دے کر اس کے عوض میں کسی چیز کی مقررہ مقدار مقررہ وقت پر لی جائے (اسے بیع سَلَم کہتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَفِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ (صحیح بخاری کتاب السلم باب السلم فی وزن معلوم جزء ۳ ص۱۱۱ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب السلم جزء اول ص۱۰۷ واللفظ للبخاری)

جو شخص کسی چیز کی پیشگی قیمت دیدے تو اس چیز کی مقدار اور وزن اور اس چیز کے ملنے کا وقت مقرر ہونا چاہیئے۔

(۴۴) کسی چیز کو اس طرح نہ بیچے کہ نقد میں قیمت کم ہو اور قرض میں زیادہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب البیوع باب ماجاء فی النہی من بیعتین فی بیعۃ جزء اول ص۳۸۳ ورواہ مالك وابوداؤد والنسائی ایضًا وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۸۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا۔

(۴۵) کسی شخص کو کچھ رقم دے کر اپنی کوئی چیز اس کو اصلی قیمت سے زائد قیمت میں نہ بیچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَبَیْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِیْ بَیْعٍ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ یُضْمَنْ وَلَا بَیْعُ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندہ جزء اول ص۳۸۳ ورواہ ابوداؤد فی کتاب البیوع باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ جزء ۲ ص۱۳۹ ورواہ النسائی ایضًا)

قرض اور بیع حلال نہیں، ایک بیع میں دو شرطیں کرنی حلال نہیں، جو چیز ضمان یعنی قبضہ میں نہیں آئی اس کا نفع اٹھانا حلال نہیں اور نہ وہ چیز بیچنا حلال ہے جو تمہارے پاس موجود نہ ہو۔

(۴۶) اگر کسی شخص نے تابیر کے بعد کھجور کا درخت بیچا تو پھل بیچنے والے کے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ خریدنے والا پھلوں کی شرط کرلے (تابیر نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور کے شگوفہ پر چھڑکنے کو کہتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَیُّمَا امْرِیءٍ اَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ اَصْلَهَا فَلِلَّذِیْ اَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ اِلَّا اَنْ یَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع النخل باصلہ جزء ۳ ص ۱۰۲ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب من باع نخلا علیہ ثمر جزء اول ص ۶۶۹)

جس شخص نے اپنے کھجور کے درخت کو تابیر کیا، پھر اس کو بیچا تو اس کھجور کے درخت کے پھل بیچنے والے کے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ خریدنے والا پھلوں کی شرط کرلے۔

(۴۷) اگر کسی شخص نے اپنا غلام بیچا تو غلام کا مال بیچنے والے کا ہوگا سوائے اس صورت کے خریدنے والا اس مال کی شرط کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِیْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ یَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب من باع نخلا علیہ ثمر ۱/۶۷۰)

اگر کسی شخص نے کوئی غلام خریدا تو غلام کا مال بیچنے والے کا ہوگا سوائے اس صورت کے کہ خریدنے والا (اس مال کی) شرط کرلے۔

(۴۸) اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کو جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہوں بیچے تو ان کو اکٹھا بیچے۔ علیحدہ علیحدہ نہ بیچے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِیْعَ غُلَامَیْنِ اَخَوَیْنِ نَبِعْتُهُمَا فَفَرَّقْتُ بَیْنَهُمَا فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَدْرِكْهُمَا فَارْجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا اِلَّا جَمِیْعًا (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۵ ص ۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو غلاموں کے جو آپس میں بھائی تھے بیچنے کا حکم دیا، میں نے ان میں تفریق کردی پھر میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ان تک پہنچو، انہیں واپس لو اور ان کو نہ بیچو مگر اکٹھا (یعنی دونوں کو ایک ہی آدمی کے ہاتھ بیچو)۔

(۴۹) جب غلام کا کوئی وارث نہ ہو تو غلام کو آزاد کرنے والا غلام کا وارث ہوتا ہے۔ یہ حق وراثت نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب العتق باب بیع الولاء و ھبتہ جزء ۳ ص ۱۹۲ وصحیح مسلم کتاب العتق باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آقا کا حق وراثت بیچنے یا ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

النہی عن بیع الولاء وھبتہ جزء اول ص۶۵۵)

(۵۰) اگر بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہوجائے اور کوئی گواہ یا ثبوت نہ ہو تو بیچنے والے کے قول کا اعتبار ہوگا۔ خریدنے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ بیچنے والے کی شرط پر خریدے یا نہ خریدے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُوْلُ رَبُّ السِّلْعَةِ اَوْ يَتَتَارَكَانِ (رواہ ابوداؤد فی کتاب البیوع باب اذا اختلف البیعان والمبیع قائم جزء۲ ص۱۲ ورواہ الحاکم ایضاً وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء۱۵ ص۶۸)

جب خریدنے والے اور بیچنے والے میں اختلاف ہوجائے اور ان دونوں کے درمیان کوئی ثبوت (گواہ وغیرہ) نہ ہو تو اس چیز کے مالک یعنی بیچنے والے کی بات مانی جائے گی یا وہ دونوں اپنی بیع کو متروک قرار دیں۔

(۵۱) غلہ وغیرہ کو اس ارادہ سے روک کر نہ رکھے کہ جب خوب مہنگا ہوجائیگا تو بیچوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الاحتکار فی الاقوات جزء اول ص۲۰۳)

جس نے مہنگائی کے انتظار میں (اپنے غلہ وغیرہ کو) روک رکھا وہ گنہگار ہے۔

(۵۲) اگر ایسی زمین یا جائیداد بیچے جس میں دوسرے بھی شریک ہوں بشرطیکہ زمین یا جائیداد تقسیم نہ کی گئی ہو اور نہ ہر ایک شریک کے راستے علیحدہ علیحدہ ہوں تو بغیر شریکوں کی اجازت کے نہ بیچے۔ اگر شریکوں کی اجازت لئے بغیر زمین یا جائیداد بیچ دی تب بھی وہ شریک ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَآءَ اَخَذَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب الشفعۃ جزء اول ص۲۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ مشترکہ زمین ہو یا باغ اور تقسیم نہ کیا گیا ہو اس میں شریک کو حق شفعہ حاصل ہے۔ مالک کو اس کا بیچنا حلال نہیں جب تک اپنے شریک کو خبر نہ کردے، وہ چاہے تو اُسے خرید لے، اگر چاہے چھوڑ دے۔ اگر مالک نے شریک کو خبر کئے بغیر (اپنی زمین یا باغ کو) بیچ دیا تو شریک ہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ (صحیح بخاری کتاب البیوع ابواب الشرکۃ باب اذا اقتسم الشرکاء الدور فلیس لھم رجوع ولا شفعۃ جزء ۳ صـ۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس جائیداد میں شفعہ کا حکم دیا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔ اگر (تقسیم کے بعد) حد بندی ہو گئی اور راستے پھیر دئے گئے (یعنی علیحدہ علیحدہ ہو گئے) تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

(۵۳) شفعہ کا پڑوسی بھی حق دار ہے بشرطیکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اگر پڑوسی موجود نہ ہو تو پھر اس کا انتظار کیا جائے (اور اس کو خبر دینے کے بعد بیچے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ (صحیح بخاری کتاب الشفعۃ باب عرض الشفعۃ علی صاحبھا قبل البیع جزء ۳ صـ۱۱۵)

پڑوسی اپنے قرب کی بناء پر زیادہ حق دار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهٖ يَنْتَظِرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِنْ كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا (رواہ احمد۔ بلوغ جزء ۱۵ صـ۱۵۳ وسندہ صحیح ورواہ ایضًا ابوداؤد وغیرہ)

پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے اگر وہ غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے بشرطیکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔

(۵۴) اگر کوئی چیز دو آدمیوں کو بیچی جائے تو وہ چیز اس کو ملے گی جس کو پہلے بیچی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا (رواہ احمد عن سمرۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۵ صـ۴۶)

اگر کوئی شخص ایک ہی چیز دو آدمیوں کو بیچے تو وہ ان دونوں میں سے پہلے آدمی کی ہو گی۔

(۵۵) کسی آدمی کو زبردستی پکڑ کر نہ بیچے اور نہ اس کی قیمت استعمال کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین آدمی ایسے ہیں جن کا میں قیامت کے دن دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جو میرے نام سے عہد کرے پھر اُسے توڑ دے۔

مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهٗ (صحیح بخاری کتاب الاجارۃ باب اثم من منع اجر الاجیر جزء ۳ ص۱۱۸)

(دوسرا) وہ شخص جو کسی آزاد کو بیچے اور اس کی قیمت کھا جائے (تیسرا) وہ شخص جو کسی مزدور کو مزدوری پر رکھے، پھر اس سے کام پورا لے لیکن اسکی مزدوری اس کو نہ دے۔

(۵۶) ایک دینار کو دو دینار کے عوض اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض نہ بیچا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربا جزء اول ص۶۹۱)

ایک دینار کو دو دینار کے عوض اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض نہ بیچو۔

(۵۷) باغ وغیرہ کو ایک ہی وقت کئی سال کے لئے نہ بیچے اور نہ بیچی جانے والی چیز میں سے غیر معین مقدار اپنے لئے خاص کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَاوَمَةِ ..... وَعَنِ الثُّنْيَا (صحیح مسلم کتاب البیوع باب النہی عن المحاقلۃ جزء اول ص۶۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا..... معاومہ سے (یعنی ایک وقت میں کئی سال کے لئے بیع دینے سے) اور ثنیا سے (یعنی غیر معین مقدار اپنے لئے مستثنیٰ کرنے سے)۔

(۵۸) اگر کسی چیز کو کسی خاص سکہ میں بیچے اور قیمت دوسرے سکے میں لے تو اس دن کے بھاؤ کے حساب سے لے اور یہ سودا دست بدست ہو، نہ کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رُوَيْدَكَ اَسْئَلُكَ اِنِّيْ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ فَاَبِيْعُ بِالدَّنَانِيْرَ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَاَبِيْعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيْرَ وَآخُذُ هٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ وَاُعْطِيْ هٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَالَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ (ابوداؤد کتاب البیوع باب فی اقتضاء الذہب من الورق جزء ۲ ص۱۲ ورواہ النسائی ایضاً

میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں دیناروں میں اور (قیمت) درہموں میں وصول کرتا ہوں یا یہ کہ درہموں میں بیچتا ہوں اور قیمت دیناروں میں وصول کرتا ہوں یعنی ایک کے بدلہ دوسرے کو لیتا ہوں اور دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس دن کے بھاؤ سے لیتے (دیتے) ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تم دونوں ایک دوسرے سے

وسندہ صحیح ۔ نیل الاوطار جزء ۵ ص۱۳۳)

جدا نہ ہو اور تمہارے درمیان کوئی چیز ہو یعنی لین دین نقد ہو قرض پر نہ ہو۔

(۵۹) حکومت کو چاہیئے کہ بھاؤ مقرر نہ کرے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں :۔

قَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِيْ بِمَظْلِمَةٍ فِيْ دَمٍ وَّلَا مَالٍ (ابوداؤد کتاب البیوع باب التسعیر جزء ۲ ص۱۳۳ ورواہ الترمذی وابن ماجۃ ایضاً وسندہ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۸۷۵)

لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول، مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے آپؐ ہمارے لئے بھاؤ مقرر کر دیجیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی بھاؤ مقرر کرنے والا، فراخی کرنے والا اور رزق دینے والا ہے اور میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اللہ تعالےٰ سے ایسے حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی خون (کے معاملہ) میں اور مال (کے معاملہ) میں مجھ سے حق تلفی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہوگا۔

(۶۰) اگر کوئی شخص اپنے پھلوں کو پک جانے کے بعد بیچے لیکن اس سے پہلے کہ خریدار پھل توڑے کوئی ایسی آفت آجائے جس سے سارے پھل ضائع ہو جائیں تو بیچنے والا خریدار سے قیمت نہ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَوْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب وضع الجوائح جزء ۱ ص۶۷۹)

اگر تم اپنے بھائی کو پھل بیچو پھر ان پر کوئی آفت آجائے تو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اس سے کچھ بھی لو، (آخر) تم اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے عوض لو گے۔

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ
عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچتے رہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے ﴿۳۱﴾

معانی ومصادر (تَجْتَنِبُوْا) اِجْتَنَبَ ، يَجْتَنِبُ ، اِجْتِنَابٌ (باب افتعال) بچنا ، پرہیز کرنا۔

(كَبَائِرَ) كَبُرَ ، يَكْبُرُ ، كِبَرٌ وكُبْرٌ وكُبَارَةٌ (ك) قدر میں بڑا ہونا ، شاق گذرنا (كَبَائِر = جمع كَبِيْرَةٌ = بڑے گناہ)۔

تفسیر اوپر اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا) اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے، اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی مہربانیوں میں سے ایک مہربانی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچتے رہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہوں کو ویسے ہی معاف کردیں گے (وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا) اور تمہیں عزّت کی جگہ داخل کرینگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ
اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝

(اور اے لوگو) جو (مال ومتاع) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز وسامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (بہت بہتر) اور باقی رہنے والا ہے

(الشوریٰ ۔ ۳۶ و ۳۷)

اور وہ ایسے لوگ ہیں جو بڑے گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو (لوگوں کو) معاف کر دیتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ○ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ، اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۔

(والنجم ۔ ۳۱ و ۳۲)

اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (سب چیزوں پر اس کی حکومت ہے) تاکہ وہ لوگوں کو جنہوں نے بُرے عمل کئے ان کے (برے) عمل کی سزا دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو (ان کے نیک عمل کا) اچھا بدلہ دے (اے رسول) جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر (یہ کہ بعض) گناہ (ان سے سرزد ہو جائیں) تو آپ کا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے ۔

چھوٹے گناہ تو بہت سے ہیں اور یہ انسان سے ہوتے ہی رہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اُن سب پر گرفت کرتا ہے تو پھر انسان بڑی مصیبت میں پڑ جاتا اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم و کرم کیا کہ ان چھوٹے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دے دی مگر ایک شرط کے ساتھ ، وہ یہ کہ انسان بڑے گناہوں سے بچ جائے ۔ اگر انسان بڑے گناہوں سے نہیں بچتا تو پھر اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ نہیں کہ وہ چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیگا ، ہو سکتا ہے کہ بڑے گناہوں کی سزا کے ساتھ چھوٹے گناہوں کی سزا بھی بھگتنی پڑے ۔

بڑے گناہوں کی تعداد زیادہ نہیں لہذا ان سے بچنا بھی نسبتاً دشوار نہیں ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ بڑے گناہوں کا ذکر کیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ (لقمٰن ۔ ۱۳) بے شک شرک ظلم عظیم ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○ (الحج ۔ ۳۰ ۔ ۳۱)

(اے لوگو) بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو ۔ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کرو اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی

دور دراز مقام پر لے جاکر ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(النحل - ۱۱۶ و ۱۱۷)

اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پہ آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے (ان افتراء پردازیوں سے انہیں) تھوڑا سا فائدہ (تو ضرور پہنچ جائیگا) لیکن پھر ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ، نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ، ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

(الانعام - ۱۵۲ و ۱۵۳)

(اے رسول) آپ (ان سے) کہیئے آؤ میں تمہیں ان چیزوں کے نام پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں، وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرنا (شرک کرنا تم پر اللہ نے حرام کر دیا ہے)، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا (والدین کے ساتھ بدسلوکی کو اللہ نے حرام کر دیا ہے)، مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرنا (اللہ نے اولاد کو قتل کرنا تم پر حرام کر دیا ہے)، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ہم تمہیں بھی کھلاتے ہیں، انہیں بھی کھلائیں گے، ظاہر اور پوشیدہ جتنے بھی بے حیائی کے کام ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا، (بے حیائی کے کاموں کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے) اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے اُسے قتل نہ کرنا مگر ہاں حق کے ساتھ (ناحق قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے) یہ ہیں وہ باتیں جن کا حکم اللہ تعالےٰ تم کو دے رہا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو (اور آئندہ ان

ممنوعات کے قریب بھی نہ جاؤ) اور جب تک
یتیم جوانی کو نہ پہنچ جائے اس کے مال کے قریب
بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہت مستحسن ہو
(اللہ نے یتیم کا مال کھانا تم پر حرام کر دیا ہے)
اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو
(ناپ تول میں کمی کرنا بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)
(اللہ فرماتا ہے) ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس
کی طاقت کے مطابق اور جب تم کوئی بات کہو تو
انصاف کی بات کہو خواہ وہ شخص (جس کو انصاف
کی بات کہنے سے نقصان پہنچ رہا ہے) تمہارا
رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (ناانصافی کی بات منہ سے
نکالنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے) اور اللہ کے
(ساتھ جو) عہد (تم کر چکے ہو اس) کو پورا کرو
(عہد کو پورا نہ کرنا بھی اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے)
یہ وہ باتیں ہیں جن کا حکم اللہ (تعالیٰ) قرآن مجید
کے ذریعہ تم کو دے رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ
الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰٓئِكَ
مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ
اللَّهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

(البقرۃ - ۱۷۴)

بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں
سے کسی بھی حکم کو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعے
تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے
پیٹوں میں کچھ نہیں بھر رہے سوائے آگ کے،
قیامت کے روز اللہ ان سے بات بھی نہیں کریگا۔
اور نہ انہیں پاک کریگا (کہ گناہوں کی سزا دینے
کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دے) بلکہ ان
کے لئے (دائمی) دردناک عذاب ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ،
قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ (البقرہ - ۲۱۷)

(اے رسول) لوگ آپ سے حرمت والے مہینے
میں لڑنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف - ۲و۳)

اے ایمان والو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ، اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ○ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ. وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ، اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○ .وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ، وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ، ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○
(بنی اسرآئیل - ۳۱ - ۳۵)

اور (اے لوگو) مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی کھلائیں گے اور تمہیں بھی کھلائیں گے (رزق تو ہمارے ذمہ ہے تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور زنا کے قریب بھی نہ جانا بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بری روش ہے اور (اے لوگو) کسی جاندار کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر حق کے ساتھ اور جو شخص بحالت مظلومی قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دے) لیکن قتل کرتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے (اگرچہ) یہ ایک حقیقت ہے کہ (قصاص کے معاملہ میں) اُسے (قانون الٰہی کی) مدد حاصل ہے اور (اے لوگو) یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو (بہت) اچھا ہو (اور یتیم کی خیر خواہی پر مبنی ہو) یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے (جب وہ جوانی کو پہنچ جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو) اور (اپنے) عہد (و پیمان) کو پورا کیا کرو، بے شک عہد (و پیمان) کے بارے میں (قیامت کے دن باز پرس ہو گی اور جب تم ناپ کر دو تو پورا پورا

ناپ کر دو اور (جب تول کر دو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب الیمین الغموس جزء ۸ ص۱۷۱)

(یہ گناہ) کبیرہ (گناہ ہیں) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی شخص کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ
صحابہؓ نے کہا:۔
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ ؟

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔
اے اللہ کے رسول وہ کون سے گناہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصِنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ جزء ۸ ص۲۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا جزء اول ص۵۱)

اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، جس شخص کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔
خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ فَاکَبَّ کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا یَبْکِیْ حَزِیْنًا لِیَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَاْتِی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ وَیَجْتَنِبُ الْکَبَائِرَ السَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی اِنَّھَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا اور اس وقت آپ منبر پر تھے۔ آپ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی وجہ سے ہر شخص اوندھا ہو گیا اور بڑے رنج و غم کے ساتھ رونے لگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے

لَتَصْطَفِقُ ثُمَّ تَلَا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۲/۲۴۰)

روزے رکھے اور سات بڑے گناہوں سے بچے تو قیامت کے دن اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جائیں گے یہاں تک کہ جنت ہلنے لگے گی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (یعنی اگر تم بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچ جاؤ تو ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر جزء اول ص۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے سلسلہ میں فرمایا (کہ یہ ہیں) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا کسی شخص کو قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ۔

کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سے زیادہ بڑے گناہ نہ بتاؤں؟

صحابہؓ نے کہا:۔

بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے اللہ کے رسول، ہاں (بتائیے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ

اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں:۔

وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ (وفی روایۃ لمسلم یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت) (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر (آپ سیدھے) بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار ہوجاؤ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، خبردار ہوجاؤ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا پھر آپ بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کیا آپ خاموش نہیں ہوں گے (صحیح مسلم میں ہے

وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا جزء اول ص۵۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الفرقان جزء ۶ ص۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الشرک اقبح الذنوب جزء اول ص۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کا شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا! یہ تو واقعی بڑا (گناہ) ہے۔ پھر میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ڈر سے تم اپنے بچہ کو قتل کردو کہ وہ (بڑا ہوکر) تمہارے ساتھ کھائیگا، میں نے کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی:۔ (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ کو نہیں پکارتے (یعنی اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا الٰہ نہیں بناتے) جس شخص کو قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور جو نہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ گناہ کو پہنچ گیا۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

عمل

اے لوگو، بڑے گناہوں سے بچتے رہیئے۔ ان کے قریب بھی نہ جایئے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ
بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ، لِلرِّجَالِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ، وَلِلنِّسَآءِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْئَلُوا
اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جس چیز کے ذریعہ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کیا کرو، مردوں کو ان کے اعمال کا صلہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے اعمال کا صلہ ملے گا، ہاں (عمدہ طریقہ پر) اللہ سے اس کا فضل طلب کیا کرو اور بے شک اللہ ہر چیز کا عالم ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس فضل کا مستحق ہے)۔ ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر (تَتَمَنَّوْا) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیْ (باب تفعّل) تمنا کرنا، چاہنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ) اے ایمان والو اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن کو وہ فضیلت نہیں دی گئی وہ ایسا نہ کریں کہ اس فضیلت کی تمنا کریں۔ آیت زیر تفسیر کے اگلے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فضیلت سے

مراد وہ فضیلت ہے جو مردوں اور عورتوں کے مابین پائی جاتی ہے مثلاً مرد اللہ تعالےٰ کے راستے میں لڑتے ہیں، عورتیں نہیں لڑتی۔ مرد طلاق دے سکتے ہیں عورتیں طلاق نہیں دے سکتیں البتہ طلاق لے سکتی ہیں۔ مرد اذیت ماہانہ اور نفاس سے مبرّا ہیں، عورتوں کو یہ چیزیں لاحق ہوتی ہیں۔ مردوں کو وراثت میں دو حصّے ملتے ہیں، عورتوں کو ایک حصہ ملتا ہے مرد حاکم ہیں، عورتیں محکوم وغیرہ وغیرہ یا مثلاً اولاد پر حسن سلوک کے سلسلہ میں ماؤں کا حق زیادہ ہے، باپوں کا ماؤں کے مقابلہ میں کم ہے، لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے، لڑکوں کی پرورش کی فضیلت لڑکیوں کے مقابلہ میں کم ہے الغرض جو فضیلتیں مردوں کو حاصل ہیں عورتوں کو چاہیئے کہ ان فضیلتوں کی تمنا نہ کریں، اسی طرح جو فضیلتیں عورتوں کو حاصل ہیں مردوں کو چاہیئے کہ ان فضیلتوں کی تمنا نہ کریں۔ زندگی کا اصل مقصد تو نیکیاں کمانا ہے لہذا مردوں اور عورتوں دونوں کو چاہیئے کہ نیکیاں کماتے رہیں (لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ) جو نیکیاں مرد کمائیں گے تو ان کو ان کی نیکیوں کا صلہ ملے گا، اور جو نیکیاں عورتیں کمائیں گی تو ان کو ان کی نیکیوں کا صلہ ملے گا (کسی کی نیکی ضائع نہیں ہوگی، ہر ایک کا دائرہ عمل علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ مردوں کو ان کے فرائض کی ادائیگی کا اجر ملے گا، عورتوں کو ان کے فرائض کی ادائیگی کا اجر ملے گا۔ مگر بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ عورتیں ان سے محروم ہیں تو بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ مرد اُن سے محروم ہیں مثلاً حمل کی تکلیفیں، بچہ کو دودھ پلانا، بچہ کو پرورش کرنا، ان تکلیفوں کا ضرور عورتوں کو اجر ملے گا) (وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ) مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سے (مطلق) اس کے فضل کا سوال کیا کریں (وہ فضل جو خاص طور پر مردوں کو حاصل ہے یا وہ فضل جو خاص طور پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا سوال نہ کیا کریں (إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا) بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ (وہ خوب جانتا ہے کہ کونسی فضیلت کا کون خاص طور پر مستحق ہے اور کون مستحق نہیں ہے اور اس میں جو حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں ان سے بھی وہی واقف ہے لہذا مردوں اور عورتوں کو کسی ایسی فضیلت کا سوال نہیں کرنا چاہیئے کہ جس سے ان کی محرومی خاص حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے جن کو وہ نہیں جانتے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے فضل طلب کیا کیجئے۔

کسی ایسی فضیلت کا سوال اللہ تعالےٰ سے نہ کیا کیجئے جو کسی خاص جنس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس فضیلت کے کسی خاص جنس کے ساتھ مخصوص ہونے میں اللہ تعالےٰ کی جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں آپ ان سے واقف نہیں ایسی صورت میں اس فضیلت کا سوال اللہ تعالےٰ سے کرنا اللہ تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہوگا۔

اللہ تعالےٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے خلاف نہیں کرتا لہذا آپ کا سوال کرنا بیکار جائے گا، مزید برآں کیونکہ ایسا سوال کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

لہذا اللہ تعالےٰ کی نافرمانی بھی ہوگی اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی موجب عذاب ہے اس سے بچتے رہیئے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ ، وَالَّذِيْنَ
عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ
نَصِيْبَهُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جو مال والدین اور دوسرے قریبی رشتہ دار بطور ورثہ چھوڑیں تو ہم نے اس کے وارث مقرر کر دئے ہیں (وارثوں کو ان کا مقررہ حصہ دے دیا کرو) اور جن لوگوں سے تم نے اپنی قسموں کے ذریعہ کوئی عہد کر لیا ہے تو (اس عہد کے مطابق) ان کا حصہ ان کو دے دیا کرو، (کسی کی حق تلفی نہ کرنا) بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ﴿۳۳﴾

معانی ومصادر (مَوَالِيَ) وَلِيَ ، يَلِيْ ، وَلْيٌ (ح) قریب ہونا۔
(عَقَدَتْ) عَقَدَ ، يَعْقِدُ ، عَقْدٌ (ض) گرہ لگانا۔ عہد کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْاَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِيْ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب مہاجرین مدینہ آئے تو اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ قائم کر دی تھی، انصاری کا وارث بجائے

بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نُسِخَتْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۵۵)

اس کے رشتہ داروں کے مہاجر ہوتا تھا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ تو وہ (وراثت جو مہاجرین میں اور انصار کے درمیان قائم کر دی گئی تھی) منسوخ ہو گئی۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ مہاجرین اور انصار میں جو وراثت عارضی طور پر قائم کر دی گئی تھی اس کو منسوخ کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ) ماں باپ اور قریبی رشتہ دار مرتے وقت جو کچھ چھوڑ جائیں اس کے لئے ہم نے وارث مقرر کر دئے ہیں (متروکہ مال بطور میراث انہیں میں تقسیم ہوگا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ، نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ○ (النسآء۔ ۷)

جو مال ماں باپ اور قریبی رشتہ دار (بطور ورثہ) چھوڑیں اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اور یہ سب) حصے (اللہ کی طرف سے) مقرر ہیں (کم و بیش نہیں ہو سکتے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب ابنی عم احدھما اخ للام والآخر زوج جزو ۸ ص۱۹)

جن رشتہ داروں کے حصے مقرر کر دئے گئے ہیں ان کو میراث میں سے مقررہ حصے دے دو۔ فرائض دینے کے بعد جو مال باقی بچ جائے وہ قریب ترین مرد رشتہ دار کا حق ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيبَهُمْ) البتہ جن لوگوں سے قسمیں کھا کر تم نے عہد و پیمان کیا ہے (کہ ان کو اپنے مال میں کچھ مال دو گے) تو (اس عہد و پیمان کے ذریعہ) جو مال تم نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے وہ مال ان کو دے دو (معاہدہ کی بنیاد پر ان کا حق بدستور باقی رہے گا لیکن ورثہ کی بنیاد پر اب ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر معاہدہ کے مطابق یہ مال اپنی زندگی میں ان لوگوں کو نہیں دیا ہے جس سے معاہدہ کیا تھا تو مرتے وقت وصیت کرنی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ورثہ کی تقسیم سے پہلے وصیت پورا کرنے کا حکم بار بار دیا ہے)۔ مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا أَوْ دَيْنٍ (النسآء۔ ۱۲)

(یہ تمام تقسیم) مرنے والے کی وصیت کی تعمیل اور (اس کے) قرضہ کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا) اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تم سے کسی کے حق میں کسی قسم کی حق تلفی ہو گی تو اللہ تعالیٰ کو ضرور اس کا علم ہو گا اور پھر وہ تم سے اس حق تلفی کا مواخذہ کریگا۔

عمل

اے ایمان والو، وارثوں کے جو حصے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دئے ہیں وہ حصے ان کو دے دیا کیجئے۔
جن رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ نے وارث مقرر کر دیا ہے ان کے علاوہ کسی کو وارث نہ بنائیے۔
اے ایمان والو، جن لوگوں سے آپ نے کوئی معاہدہ کیا ہے تو اس معاہدہ کو ضرور پورا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام اعمال دیکھ رہا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا
فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ
بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ، فَالصّٰلِحٰتُ
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا
حَفِظَ اللّٰهُ ، وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ
فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ
سَبِيْلًا ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا
فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ
حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا، اِنْ يُّرِيْدَآ
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا،
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

ترجمہ | مرد عورتوں پر حاکم ہیں (مردوں کی یہ فضیلت) اس وجہ سے (ہے) کہ اللہ تعالےٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ مرد عورتوں پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیویاں ہیں وہ (اپنے شوہروں کی) فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہروں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (اپنی عصمت اور دولت کی) حفاظت کرتی ہیں، اور (اے ایمان والو) جن عورتوں کے متعلق تمہیں اندیشہ ہو کہ (تمہاری) نافرمانی پر آمادہ ہیں تو (پہلے) انہیں نصیحت کرو (پھر) ان کو علیحدہ سلاؤ اور (پھر) ان کو مارو، پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کرنے لگیں تو ان پر (سختی کرنے کا) کوئی بہانہ نہ تلاش کرو، بے شک اللہ بہت عالیشان اور (بہت) بڑائی والا ہے (اگر تم نے اُن پر سختی کی تو اللہ سے بچ کر کہاں جاؤ گے) ﴿۳۴﴾ اور (اے ایمان والو) اگر تمہیں میاں، بیوی میں (سخت) اختلاف کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف بیوی کے خاندان سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں (آئندہ کے لئے) اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ (تعالیٰ) ان کے مابین موافقت پیدا کر دیگا، بے شک اللہ علیم و خبیر ہے ﴿۳۵﴾

معانی ومصادر

(قَوَّامُوْنَ) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَةٌ وقِيَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، نگرانی کرنا (قَوّام = کفیل، امیر)
(نُشُوْز) نَشَزَ، يَنْشُزُ، نُشُوْزٌ (ن) بدمزاجی کرنا، نافرمانی کرنا۔
(عِظُوْا) وَعَظَ، يَعِظُ، وَعْظٌ وعِظَةٌ (ض) نصیحت کرنا (عِظْ = نصیحت کر)
(تَبْغُوْا) بَغٰى، يَبْغِيْ، بَغْيٌ (ض) تلاش کرنا، حق سے ہٹ جانا، زنا کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالےٰ نے پہلے فرمایا:۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النسآء۔ ۳۲)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو اس (فضیلت) کی تمنا نہ کیا کرو۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے اس فضیلت کی ایک مثال بھی ذکر کر دی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ) مرد عورتوں پر حاکم ہیں ان کے امیر ہیں، ان کی نگرانی کرنے والے ہیں، پھر اللہ تعالےٰ نے مردوں کی اس فضیلت کے دو سبب بتائے:۔

پہلا سبب تو یہ ہے کہ (بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) اللہ تعالےٰ نے (اپنی حکمت اور مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے) بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے (مردوں کی یہ فضیلت اللہ تعالےٰ کے اسی اصول کے مطابق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حکمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جو اللہ تعالےٰ کی حکمتوں سے واقف نہیں ان کو اللہ تعالےٰ کے اس اصول پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں)۔

دوسرا سبب یہ بتایا کہ (وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ) مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے (پہلے مال سے ان کا مہر ادا کیا ہے اور اس مہر کے عوض انہوں نے ان کو اپنی زوجیت میں لیا ہے، پھر نکاح کے بعد وہ ان کے تمام اخراجات کے کفیل ہیں لہٰذا جو شخص کسی کو حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کرے اور پھر اپنے مال سے اس کی کفالت کرے وہی زیادہ حقدار ہے کہ وہ حاکم ہو مملوک اور مکفول کو حاکم بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ (البقرۃ۔ ۲۲۸)

مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ

مرد اپنے اہل بیت پر حکمران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور عورت

زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم جزء ۹ ص۷۷ وکتاب النکاح باب قوا انفسکم جزء ۷ ص۳۴ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل جزء ۲ ص۱۲۵ واللفظ لمسلم)

اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر حکمران ہے، اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

آگے فرمایا (فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ) جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں (اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہیں) اس کی غیر موجودگی میں اللہ تعالےٰ کی حفاظت اور معیّت میں (اس کے مال اور اس کے ناموس) کی حفاظت کرتی ہیں۔

آگے فرمایا (وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ) اور اے ایمان والو، جن بیویوں کی سرکشی اور نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو (پہلے انہیں سمجھاؤ) انہیں نصیحت کرو اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو انہیں بستروں سے علیٰحدہ کر دو (یعنی انہیں ساتھ نہ سلاؤ) اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو انہیں مارو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنسآء جزء ۷ ص۳۴ و صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنسآء جزء اول ص۶۲۵)

عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہنے کی وصیّت قبول کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَا يُوَطِّئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۵۱۲)

بیویوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امان میں حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اور ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اس طرح مارو کہ ان کے چوٹ نہ لگے (یعنی نہ مار کا نشان پڑے اور نہ ہڈی ٹوٹے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ (رواہ الترمذی فی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجہا وصححہ جزء اول ص۳۵۹)

خبردار، عورتوں کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو وہ تمہارے پاس صرف تمہارے لئے مخصوص ہیں اس کے علاوہ تم ان کے کچھ بھی مالک نہیں سوائے اس صورت کے کہ اگر وہ کھلی بے حیائی کریں تو ان کو بستروں سے علیحدہ کردو اور ان کو اس طرح مارو کہ چوٹ نہ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجہا جزء اول ص۲۹۸ ورواہ ایضاً احمد والنسائی وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۴ ص۲۳۱)

(بیوی کے) چہرے پر نہ مارو اُسے برا بھلا نہ کہو اور اُسے نہ چھوڑو مگر گھر میں (یعنی گھر ہی میں اُسے اپنے بستر سے علیحدہ سلاؤ، گھر سے نہ نکالو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب ما یکرہ من ضرب النسآء جزء ۲ ص۷۱۲ وروی مسلم فی صحیحہ نحوہ فی کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون جزء ۲ ص۵۳۹)

تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح غلام کو مارتے ہیں پھر دن کے آخر میں اس سے جماع کرے (یعنی جس سے جماع کرنا ہو اس کو بری طرح مارنا جائز نہیں)

آیت زیر تفسیر اور احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ مارنے کی اجازت صرف سرکشی اور بے حیائی کی صورت میں دی گئی ہے، ذرا ذرا سی بات پر مارنا اچھا نہیں ہے اور نہ اس کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَضْرِبُوْهُنَّ وَلَا تُقَبِّحُوْهُنَّ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجہا جزء اول ص۲۹۹ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۶ ص۲۶۳)

نہ بیویوں کو مارا کرو اور نہ انہیں برا بھلا کہا کرو۔

الغرض مارنے کی اجازت مخصوص حالات میں ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ضرب ہلکی لگائے

تاکہ چوٹ نہ آئے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا) پھر اگر بیویاں تمہاری اطاعت کرنے لگ جائیں (اور سرکشی چھوڑ دیں) تو پھر ان پر سختی کرنے کا کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو (اطاعت کرنے کے بعد سختی کرنا ظلم ہوگا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیمۃ جزء ۳ ص ۱۶۹ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۴۳)

ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی (یعنی ظلم کرنے والوں کو جنت کا راستہ نہیں ملے گا)

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا) اللہ تعالےٰ (بہت) بلند اور (بہت) بڑا ہے (شوہر یہ نہ سمجھیں کہ ہم بیویوں پر حاکم ہیں، بیویاں ہمارے بس میں ہیں، ہم نے ان پر سختی بھی کر لی تو وہ ہمارا کیا کر سکتی ہیں تو اگر وہ کچھ نہیں کر سکتیں تو اللہ تعالےٰ تو سب کچھ کر سکتا ہے، وہ تو سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے وہ اس ظلم کا بدلہ ان سے لے گا لہذا بیوی پر سختی کرتے وقت انہیں اللہ کا خوف دامنگیر رہنا چاہئے اور سختی کرنے سے باز رہنا چاہئے)۔

پھر فرمایا (وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا) (اے ایمان والو) اگر تمہیں شوہر اور بیوی میں مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف شوہر کے خاندان سے اور ایک منصف بیوی کے خاندان سے مقرر کرو (جو ان دونوں کی شکایتیں سن کر ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں پھر اگر ان دونوں منصفوں نے شوہر اور بیوی میں صلح کرانے کی کوشش کی اور (اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا) اگر شوہر اور بیوی نے بھی اصلاح کا ارادہ کیا تو اللہ تعالےٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دیگا (اور اگر انصاف کرنے والوں نے کسی پر ظلم کیا یا شوہر اور بیوی کی نیت خراب ہوگی تو اللہ تعالےٰ کو اس کا علم ہو جائیگا کیونکہ) (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا) اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے (اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی، پھر جس کسی کی نیت میں فتور ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیگا)۔

عمل

اے مؤمنین، عورتوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے رہیئے۔ ان کے اخراجات کا پورا پورا خیال رکھیئے۔

اے مؤمنات، نیک عمل کرتی رہیئے، اللہ تعالیٰ کی اور شوہر کی اطاعت کرتی رہیئے، شوہر

کی عدم موجودگی میں بھی اس کے مال اور ناموس کی حفاظت کیجئے۔

اے مومنین، اگر آپ کو بیویوں سے سرکشی کا اندیشہ ہو، اگر وہ آپ کی اطاعت نہ کرتی ہوں اور اگر وہ بدزبانی اور بدخلقی کا مظاہرہ کرتی ہوں تو انہیں نرمی سے سمجھائیے، اگر وہ سمجھانے سے بھی اپنی سرکشی اور بدخلقی سے باز نہ آئیں تو انہیں اپنے بستر سے علٰحدہ کر دیجئے لیکن گھر سے نہ نکالیئے۔

اگر بیویاں بستر سے علٰحدہ کر دینے کے باوجود بداخلاقی سے باز نہ آئیں تو انہیں ماریئے لیکن اس طرح ماریئے کہ چوٹ نہ آئے۔ چہرہ پر ہرگز نہ ماریئے۔

اے ایمان والو، اگر بیویاں اطاعت کرنے لگیں تو پھر ان پر کسی قسم کی سختی کرنے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کیجئے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اگر آپ ان پر زبردست ہیں تو اللہ تعالےٰ بہت بڑا زبردست ہے وہ آپ سے اس زیادتی کا بدلہ لے سکتا ہے۔ اس سے ڈرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو شوہر اور بیوی میں اختلاف کا اندیشہ ہو تو ان میں صلح کرانے یا ان کو آپس میں ایک دوسرے سے نجات دلانے کے لئے دو حکم مقرر کیجئے۔ ایک حکم شوہر کے خاندان سے اور ایک حکم بیوی کے خاندان سے پھر وہ دونوں بالاتفاق جو فیصلہ کریں اس پر عمل کرائیے۔ شوہر اور بیوی کو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

شوہر اور بیوی کا فرض ہے کہ اگر وہ دونوں پھر ساتھ رہنے پر متفق ہو جائیں تو آپس میں خلوص کے ساتھ اصلاح کی نیت کریں۔ اگر اصلاح کی نیت نہ ہو تو پھر صلح سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا
بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَۨا ﴿٣٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ

وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
وَيَكْتُمُونَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ
يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ
قَرِيْنًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا

مِمَّا رَزَقْهُمُ اللّٰهُ، وَكَانَ اللّٰهُ
بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً
يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، والدین، رشتہ دار، یتیم، مساکین، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، ہمنشین، مسافر اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو؛ بے شک اللہ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور اترانے والا ہو (۳۶) (یعنی اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی دولت کے گھمنڈ میں ان لوگوں سے بے اعتنائی کرتے ہیں) خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں اور جو مال اللہ نے انہیں فضل سے عنایت کیا ہے اُسے چھپاتے ہیں، (یہ ہمارے دئے ہوئے مال کی صریح ناشکری ہے) اور ہم نے ناشکری کرنے والوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷) اور (اللہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتا) جو اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے دیتے ہیں وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، (یہ کام وہی کریگا جس کا ساتھی شیطان ہوگا) اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو وہ (بہت) بُرا ساتھی ہے (۳۸) اور ان پر کونسی آفت آجاتی اگر یہ اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لے آتے اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا ہے اُس میں سے (اللہ تعالےٰ کے راستے میں) خرچ کرتے، اللہ ان سے خوب واقف ہے (یہ سچ کر کہا جائیں گے؟ آخر ہمارے

پاس ہی آئیں گے) (۳۹) بے شک اللہ (کسی پر) ذرہ برابر بھی زیادتی نہیں کرے گا، اگر کسی نے نیکی کی ہوگی تو اُسے کئی گنا کر دیگا اور اُسے اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا (۴۰)

معانی و مصادر

(جُنُبٌ) جَنَبَ، یَجْنُبُ، جَنْبٌ (ن) دور کرنا (جُنُبٌ = اجنبی، مسافر، دور)

(مُخْتَالًا) اِخْتَالَ، یَخْتَالُ، اِخْتِیَالٌ (باب افتعال) اترانا، تکبر کرنا۔

(فَخُوْرًا) فَخَرَ، یَفْخَرُ، فَخْرٌ فَخَرٌ (ف) فخر کرنا (فَخُوْر = بہت فخر کرنے والا)

(اَعْتَدْنَا) اَعْتَدَ، یُعْتِدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔

(رِئَآءَ) رَاٰی، یُرَائِیْ، مُرَاءَاۃٌ وَرِئَآءٌ (باب مفاعلہ) دکھانا۔

(قَرِیْنًا) قَرَنَ، یَقْرُنُ، قَرْنٌ (ن وض) جمع کرنا (قَرِیْن = ساتھی، دوسرے کے ساتھ ملا ہوا)

(یَتِیْمٌ) یَتَمَ، یَیْتِمُ، یُتْمٌ (ض، س، ک) یتیم ہونا، باپ سے محروم ہونا، منفرد ہونا۔

(جَارٌ) جَاوَرَ، یُجَاوِرُ، جِوَارٌ، مُجَاوَرَۃٌ (باب مفاعلہ) نزدیک رہنا، ہمسایہ ہونا۔ (جَارٌ = پڑوسی)

تفسیر

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص ہو، اس میں کسی بھی قسم کا شرک نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ (بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل ۔ ۲۳)

اور (اے رسول) آپ کے رب نے حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

عبادت کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ تفصیل کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف نہیں کریگا، جس شخص نے شرک کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی نجات ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ○ (النسآء ۔ ۴۸)

بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ ہر گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے (بہت) بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

شرک کرنے والے کے تمام اعمال صالحہ ضائع کر دئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الزمر۔ ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

شرک کی تین بڑی قسمیں ہیں

(۱) شرک فی الذات،
(۲) شرک فی الصفات اور
(۳) شرک فی الحقوق۔

شرک فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کیا جائے مثلاً اس کی اولاد مانی جائے یا اس کی بیوی مانی جائے یا اس کا اوتار مانا جائے۔ وہ ان تمام چیزوں سے مبرّا اور بلند و بالا ہے۔

شرک فی الصفات یہ ہے کہ جو صفات کاملہ اللہ تعالےٰ کو حاصل ہیں ان میں کسی دوسرے کو اس کا شریک مانا جائے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے۔ اگر کسی دوسرے کو بھی قادر مطلق مانا جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کی صفت میں شرک ہوگا۔ اللہ تعالےٰ حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ اگر کسی دوسرے کو بھی حاجت روا اور مشکل کشا مانا جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کی صفت میں شرک ہوگا۔

شرک فی الحقوق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق میں کسی کو شریک کیا جائے مثلاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ عبادت صرف اس کی کی جائے اگر کسی اور کی بھی عبادت کی جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کے حق میں شرک ہوگا۔

شرک کی ان تینوں قسموں میں بہت سے اقسام کے شرک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی تفصیل ہم انشاءاللہ متعلقہ آیتوں کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

آگے فرمایا (وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اللہ تعالےٰ کے بعد والدین کا سب سے زیادہ حق ہوتا ہے اسی لئے تعالےٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کا بار بار ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (الانعام۔ ۱۵۲)

(اے رسول) آپ (ان سے) کہئے آؤ میں تمہیں ان چیزوں کے نام پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرنا (شرک کرنا تم پر اللہ نے حرام کر دیا ہے) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا (والدین کے ساتھ بدسلوکی کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ، اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝

(لقمٰن ۔ ۱۴)

اور (اے رسول) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ (حسن سلوک کرنے کا) حکم دیا ہے (خصوصاً ماں کے ساتھ اس لئے کہ) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر اُسے اٹھا (لئے پھرتی ہے پھر اُسے دودھ پلاتی ہے اور) دو برس میں اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے (اور ہم نے انسان کو یہ بھی حکم دیا ہے) کہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے والدین کا بھی (تم سب کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

والدین کے حقوق تفصیل کے ساتھ ہم انشاء اللہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۲۳ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

آگے فرمایا (وَبِذِي الْقُرْبٰى) رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کے دو حصّے ہیں ایک رشتہ کو ملانا، دوسرا ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ رشتہ کو ملانے کے سلسلہ میں ہم اسی سورت کی آیت ۱ کی تفسیر میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کے حقوق ادا کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

(بنی اسرآءیل ۔ ۲۶)

رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۲۸)

اور اگر اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں جس (کے ملنے) کی تمہیں (مستقبل قریب میں) امید ہو تمہیں ان سے (کچھ عرصہ کے لئے) اعراض کرنا پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا

اور اگر (میراث کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار یتیم اور مساکین (جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں) موجود

لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○
(النسآء - ۸)

ہوں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دے دیا کرو اور بحُسن اخلاق اُن سے بات کیا کرو۔

آگے فرمایا (وَالْيَتٰمٰى) اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى (صحیح بخاری کتاب الادب باب فضل من یعول یتیما جزء ۸ ص۱۰ وصحیح مسلم کتاب الزھد و الرقائق جزء ۲ ص۵۹۱ واللفظ للبخاری)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر بتایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○
(النسآء - ۲)

اور (اے ایمان والو) یتیموں کا مال (جو تمہارے پاس بطور امانت رکھا ہو، ان کے بالغ ہونے کے بعد پورا کا پورا) ان کے حوالے کر دیا کرو، (ان کے) عمدہ مال کو (اپنے ناکارہ) مال سے نہ بدل لیا کرو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جایا کرو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔
(النسآء - ۳)

اور (اے ایمان والو) اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان سے نکاح نہ کرو) ان کے علاوہ اور عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو تین تین چار چار نکاح کر لو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ، فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا

اور (اے ایمان والو) یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں پھر (جب وہ بالغ ہو جائیں تو) اگر تم ان میں دیکھو کہ ان میں سوچنے سمجھنے (اور نفع و نقصان میں تمیز کرنے) کا ملکہ پیدا ہو گیا ہے تو ان کا مال ان کے حوالے

دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○
(النسآء ۔ ۶)

کر دو اور اس ڈر سے کہ کہیں وہ بڑے ہو کر (اپنا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لیں) فضول خرچی سے جلدی جلدی ان کے مال کو نہ کھا جایا کرو۔ جو غنی ہے اُسے یتیم کے مال سے بچنا چاہیئے اور جو محتاج ہے وہ معروف کے مطابق (بقدر ضرورت) اس (مال میں سے) کھا سکتا ہے اور جب تم انکے مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو اور (آمد و خرچ کا حساب دے دیا کرو پھر قیامت کے روز تو) اللہ ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○
(النسآء ۔ ۸)

اور اگر (میراث کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مساکین (جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں) موجود ہوں تو انہیں بھی اس مال میں سے کچھ دے دیا کرو اور بحسنِ اخلاق ان سے بات کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (الانعام ۔ ۱۵۳)
(بنی اسرآئیل ۔ ۳۴)

اور جب تک یتیم جوانی کو نہ پہنچ جائے اس کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو (بہت) مستحسن ہو (اللہ نے یتیم کا مال ناحق کھا جانا تم پر حرام کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ○ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ○ (والفجر ۔ ۱۶و۱۷)

اور جب (اللہ) انسان کو آزماتا ہے اور اس پر اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا (اللہ بلاوجہ) ہرگز (ایسا) نہیں (کرتا) بلکہ (ایسا اس وقت کرتا ہے جب) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اور (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں سے

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
اللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ
وْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ○ (الانفال - ۴۱)

پانچواں حصہ اللہ، رسول، اقرباء، یتامٰی، مساکین، اور مسافر کے لئے ہے اگر اللہ پر تمہارا ایمان ہے اور اس نصرت پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن کہ دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی نازل کی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری فتح اسی کی قدرت و نصرت سے ہوئی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○
(والضحیٰ - ۹)

آپ یتیم پر سختی نہ کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا
وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا
(ھل اتی علی الانسان - ۸)

اور جو کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے اپنا کھانا مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے رہتے ہیں (وہ اللہ کے نیک بندے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ
يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ○ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○
(لا اقسم بھذا البلد - ۱۱ تا ۱۶)

لیکن وہ گھاٹی سے ہو کر نہ نکلا اور (اے انسان) تجھے کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے؟ (گھاٹی یہ ہے) غلام کا آزاد کرنا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا رشتہ دار یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو۔

مندرجہ بالا آیات و حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:۔

۱ یتیم کی کفالت کرے،
۲ یتیم کا مال بعینہ اس کے حوالہ کر دے، اس میں اچھے مال کے بدلہ خراب مال شامل نہ کرے،
۳ یتیم کا مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھا جائے،
۴ یتیم لڑکیوں سے اگر ناانصافی کا اندیشہ ہو تو ان سے نکاح نہ کرے بلکہ دوسری عورتوں سے کر لے۔
۵ یتیم جب تک بالغ نہ ہو جائے یتیم ہے۔

(۶) جب یتیم بلوغ کو پہنچ جائے اور اس کی عقل سمجھ بوجھ پختہ ہو جائے تو اس کا مال دو گواہوں کی موجودگی میں اس کے حوالہ کر دے۔

(۷) اگر ورثہ کی تقسیم کے وقت یتیم موجود ہوں تو انہیں بھی اس میں سے کچھ دے اور ان سے نرمی سے بات کرے۔

(۸) یتیم کا اکرام کرے۔ یتیم کا اکرام نہ کرنا رزق کی تنگی کا سبب ہے۔

(۹) یتیم کو جھڑکی نہ دے۔

(۱۰) یتیم کو کھلائے پلائے۔ نیک بندوں کی یہی علامت ہے۔ رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانے سے گھاٹی پار ہوتی ہے یعنی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

آگے فرمایا (وَالْمِسْكِيْنِ) اور مساکین کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔ مسکین کے ساتھ حسن سلوک پر بھی اللہ تعالیٰ نے بار بار زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ (البقرۃ ۔ ۲۱۵)

آپ کہہ دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرنا چاہتے ہو تو (اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ) اس کے (اصل) مستحق (تمہارے) والدین (تمہارے) قریبی رشتہ دار، یتیم بچے، مساکین اور مسافر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ (بنی اسرآءیل ۔ ۲۶)

اور (اے ایمان والو) رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا اَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتامی جزء ۲ ص۱۵۰ و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ما تخرج ما یخرج من زھرۃ الدنیا جزء اول ص۴۱۹ واللفظ للبخاری)

یہ مال ایک میٹھی سبزی ہے تو اس مسلم کا مال (کتنا) اچھا ہے جس مال میں سے وہ مسکین کو بھی دیتا ہے یتیم کو بھی دیتا ہے اور مسافر کو بھی دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ

مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے ہاں چکّر کاٹتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو

وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ ولا یسئلون الناس الحافا جزء ۲ صـ۱۵۱ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب المسکین الذی لا یجد غنیً جزء اول صـ۳۱۲ واللفظ للبخاری)

کھجور لے کر واپس چلا جاتا ہے بلکہ مسکین تو وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جو اُسے مستغنی کر دے نہ کسی کو اس کا حال معلوم ہوتا ہے کہ اسے صدقہ دے اور نہ وہ کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

مسکین کے متعلق مفصل بیان ہم انشاء اللہ سورۂ توبہ کی آیت ۶۰ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ) اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ پڑوسیوں کے بہت حقوق ہیں جن کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء جزء ۷ صـ۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار جزء اول صـ۳۹)

جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو (اسے چاہئے کہ) اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ۔

اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا:۔

وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے اللہ کے رسول وہ کون شخص ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یأمن جارہ بوائقہ جزء ۸ صـ۱۲)

وہ شخص جس کی ایذا دہی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا پڑوسی

بِوَائِقَہٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان تحریم ایذاء الجار جزء اول ص۳۸)

اس کی ایذاء دہی سے محفوظ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار جزء اول ص۳۹)

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو (اسے چاہیئے کہ) اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهٖ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علیٰ اکرام الجار جزء اول ص۳۹)

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو (اسے چاہیئے کہ) اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار جزء ۸ ص۱۲ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب الوصیۃ بالجار جزء ۲ ص۴۴۵)

جبریل پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ یہ اُسے وارث بھی بنادیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذرؓ سے فرماتے ہیں:۔

يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ (صحیح مسلم کتاب البر باب الوصیۃ بالجار جزء ۲ ص۴۴۵)

اے ابوذر، جب تم سالن پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ کردیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ (صحیح بخاری کتاب الشفعۃ باب عرض الشفعۃ علی صاحبہا قبل البیع جزء ۳ ص۱۱۵)

(جائیداد کی فروخت کے سلسلہ میں) پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے (اس جائیداد کا) زیادہ حق دار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا (صحیح بخاری کتاب الشفعۃ باب ای الجوار

میں نے کہا! اے اللہ کے رسول میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کو تحفہ بھیجوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا

اقرب جزء ۳ ص ۱۱۵)

دروازہ تم سے (بہ نسبت دوسرے کے دروازے کے) زیادہ قریب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
یَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب التحریض علیھا جزء ۳ ص ۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ جزء اول ص ۳۱۲)

اے مسلم عورتو، کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ ہدیہ بکری کا کھُر ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَهٗ فِیْ جِدَارِهٖ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یمنع جارجارہ ان یغرز خشبہ فی جدارہ جزء ۳ ص ۱۷۳)

کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی لگانے سے منع نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَكَ یَقُوْلُوْنَ اَنْ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ (رواہ ابن ماجۃ فی ابواب الورع والتقوی باب الثناء الحسن جزء ۲ ص ۵۵۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ ص ۱۳۹۱)

جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے نیکی کی تو تم نے یقیناً نیکی کی اور جب تم انہیں یہ کہتے سنو کہ تم نے برائی کی تو یقیناً تم نے برائی کی۔

مندرجہ بالا آیات اور احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

(۱) اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔
(۲) اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔
(۳) اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔
(۴) سالن میں شوربا زیادہ کرکے اپنے (ضرورت مند) پڑوسی کے ہاں بھی بھیج دے۔
(۵) جائداد کی فروخت کے وقت پڑوسی کے حق کی حفاظت کرے،
(۶) جس پڑوسی کا دروازہ زیادہ قریب ہو اس کا زیادہ حق سمجھے،
(۷) پڑوسن کے ہدیہ کو حقارت سے نہ دیکھے خواہ وہ بکری کا کھُر ہی کیوں نہ ہو،

(۸) اپنی دیوار میں پڑوسی کو کھونٹی ٹھوکنے سے منع نہ کرے اور
(۹) جب پڑوسی اچھا کہیں تو اپنے کو اچھا سمجھے، اگر پڑوسی بُرا کہیں تو اپنے کو بُرا سمجھے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ) اپنے پہلو میں بیٹھنے والے کے ساتھ حسن سلوک کرو یعنی اپنے ہمنشیں کے ساتھ نیکی کرو، اس کی خیر خواہی کرو، اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اگر اس کے پاس جگہ تنگ ہو تو اپنی جگہ میں سے اسے بھی جگہ دے دو۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَابْنِ السَّبِيْلِ) اور مسافر کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔

مسافر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اللہ تعالےٰ نے جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (بنی اسرآئیل ۔ ۲۶)

اور رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہو۔

مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس میں سے مسافر کی امداد کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ (الانفال ۔ ۴۱)

اور (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ جو چیز بھی تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ، رسول، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور مسافر کے لئے ہے۔

حکومت کو چاہیئے کہ زکوٰۃ میں سے بھی مسافر کی امداد کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبۃ ۔ ۶۰)

صدقات تو بس فقراء کے لئے ہیں، مساکین کے لئے ہیں، صدقات وصول کرنے والوں کے لئے ہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کی تالیف قلوب منظور ہو، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ہیں، قرض داروں کے لئے ہیں، اللہ کے راستہ میں (خرچ کرنے کے لئے) ہیں اور مسافروں کے لئے ہیں (یہ مدیں) اللہ کی طرف سے مقرر ہیں، (اور ان کی مصلحت بھی وہی جانتا ہے اس لئے کہ) وہ علم والا، حکمت والا ہے۔

حکومت کو چاہیئے کہ مال فَے میں سے بھی مسافر کی امداد کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ

ان بستی والوں سے جو مال اللہ نے اپنے رسول

الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (الحشر۔ ۷)

کو (بغیر لڑائی کے) دلوادیا ہے وہ اللہ کا، رسول کا، قرابتداروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ہے۔

ایسے مسافر کو جو ساتھ سفر کر رہا ہو ہر قسم کا آرام پہنچائے، اپنی فاضل سواری اپنا فاضل کھانا اور اپنا فاضل پانی اس کو دیدے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهٗ (صحیح مسلم کتاب اللقطہ باب استحباب المؤاساۃ بفضول المال جزء ۲ ص ۶۱۸)

جس شخص کے پاس فاضل سواری ہو اسے چاہئے کہ وہ فاضل سواری اُسے دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس فاضل کھانا ہو اسے چاہئے کہ فاضل کھانا اسے دے دے جس کے پاس کھانا نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: رَجُلٌ كَانَ لَهٗ فَضْلُ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهٗ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ (صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب اثم من منع ابن السبیل من الماء جزء ۳ ص ۱۲۵)

تین آدمی ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ نظر کریگا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا (ایک وہ) شخص جس کے پاس راستہ میں فاضل پانی ہو پھر بھی وہ مسافر کو پانی نہ دے۔

مسافر جب سفر سے واپس آئے تو کچھ دور جاکر اس کا استقبال کرے۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب استقبال الغزاۃ جزء ۴ ص ۹۳)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع (کی گھاٹی) تک گئے۔

جب کسی مسافر کو رخصت کرے تو اس طرح دعا کرے:۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔

میں تمہارا دین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت سالمؒ کہتے ہیں:۔

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا اُدْنُ مِنِّيْ أُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ اسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ (رواه الترمذی فی کتاب الدعوات باب ماجاء ما یقول اذا ودع انسانا جزء ۲ ص ۲۹۸ و سندہ صحیح الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول حدیث ۱۲)

جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو (حضرت) ابن عمر رضی اللہ عنہ اس سے کہتے تھے میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کردں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رخصت کیا کرتے تھے پھر وہ کہتے اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكَ وَ اَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا مَضٰى قَالَ اللّٰهُمَّ ازْوِلَهُ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۱/۴۴۶ و ۲/۹۸)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کا سفر پر جانے کا ارادہ تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور ہر بلند مقام پر تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ ازْوِلَهُ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ

اے اللہ اس کے لئے زمین کو لپیٹ دے اور اس پر سفر کو آسان کردے۔

مندرجہ بالا آیات واحادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) مسافر کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا جو حق مقرر کیا ہے وہ اس کو دے۔

(۲) زکوٰۃ، خمس، اور مال فَے میں سے مسافر کی امداد کرے،

(۳) اپنی فاضل سواری، فاضل کھانا اور پانی ضرورت مند مسافر کو دیدے۔

(۴) مسافر کا استقبال کرے۔

(۵) جب مسافر کو رخصت کرے تو مسنون الفاظ میں اس کے لئے دعاء کرے۔ یہ مسنون الفاظ اوپر گذر چکے ہیں، پھر اس کو تقوی اور ہر بلندی پر تکبیر کہنے کی وصیت کرے اور

(۶) جب مسافر رخصت ہو کر چلا جائے تو مسنون الفاظ میں اس کے لئے دعاء کرے۔ دعاء کے مسنون الفاظ اوپر گذر چکے ہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) اوران لونڈی غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو جو تمہارے قبضہ میں ہوں۔ ان کے ساتھ نیکی کرو، ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٌ كَلَامٌ وَكَانَتْ اُمُّهٗ اَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ) فَذَكَرَنِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ اَسَابَبْتَ فُلَانًا؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ اَفَنِلْتَ مِنْ اُمِّهٖ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ، قُلْتُ عَلٰى حِيْنِ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ اِخْوَانُكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ) جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینہی من السباب واللعن جزء ۸ ص ۱۹ وکتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاھلیۃ جزء اول ص ۱۴ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب اطعام المملوک مما یاکل .. ۔ جزء ۲ ص ۳ واللفظ للبخاری)

میرے اور فلاں (غلام) کے درمیان کچھ سخت کلامی ہوئی۔ (میں نے اسے برا بھلا کہا) اس کی ماں عجمی تھی میں نے اسے بھی برا بھلا کہا اور اس کو اس کی ماں کی بنیاد پر عار دلائی پھر اس نے اس واقعہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا؟: کیا تم نے اسے برا بھلا کہا؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کی ماں کو بھی برا بھلا کہا؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا! تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں (ابھی تک) جاہلیت موجود ہے۔ میں نے کہا اتنی بڑی عمر ہو جانے کے بعد اس وقت بھی (مجھ میں جاہلیت موجود ہے) آپ نے فرمایا! ہاں۔ وہ (یعنی تمہارے غلام) تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس شخص کے ماتحت اللہ اس کے کسی بھائی کو کر دے تو اسے چاہیئے کہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے، جو خود پہنے وہی اسے پہنائے اور اسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اسے مغلوب کر دے پھر اگر اسے ایسے کام کی تکلیف دے جو اسے مغلوب کر دے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اب ہم لونڈیوں، غلاموں اور خادموں کے بقیہ تمام مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں

آیت اور حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:۔

(۱) لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

(۲) غلاموں کو اپنا بھائی سمجھے۔
(۳) لونڈی غلاموں کو برا بھلا نہ کہے،
(۴) لونڈی غلاموں کو ماں (وغیرہ) کے سلسلہ میں عار نہ دلائے، نہ ماں (وغیرہ) کو برا بھلا کہے،
(۵) لونڈی غلاموں کو وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنے اور
(۶) ان سے مشکل کام کرنے کے لئے نہ کہے اگر کہے تو خود بھی اس کام میں شریک ہو جائے۔
(۷) اگر غلام کھانا پکا کر لائے تو اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلائے اگر کھانا کم ہو تو اس کے ہاتھ میں ایک دو لقمے رکھ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ) فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوحًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ) فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ) (صحیح بخاری کتاب العتق وفضلہ باب اذا اتاہ خادمہ لطعامہ جزء ۳ ص ۱۹۷ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب اطعام المملوک مما یاکل جزء ۲ ص ۳ واللفظ للبخاری)

جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو اسے چاہئے کہ خادم کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لے تاکہ وہ بھی کھائے اگر کھانا بہت کم ہو اور اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اس کے ہاتھ میں ایک یا دو لقمے رکھ دے اس لئے کہ اس نے (کھانے) کی گرمی اور دھوئیں کو اس نے برداشت کیا ہے۔

(۸) غلام کو اس کی غلطیوں پر ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً (ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک جزء ۲ ص ۳۵۵ واحمد۔ بلوغ ۱۴/۱۵۲ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ ج ۱ ۵/۲۵۶)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول، ہم خادم کو کتنی مرتبہ معاف کریں۔ آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر اپنی بات دہرائی، آپ پھر بھی خاموش رہے۔ جب اس نے تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ نے فرمایا خادم کو دن میں ستر مرتبہ معاف کرو۔

(۹) جب کسی غلام کو خرید کر لائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ

اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس خیر کو طلب کرتا ہوں جس خیر پر تو نے اسے پیدا کیا ہے اور میں اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمْ اِمْرَأَةً وَاشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الْيَاخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِی الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی جامع النکاح جزء اول ص۳۰۰ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی ۱۶/۲۱۴)

جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے ساتھ شادی کرے یا کوئی غلام خریدے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعاء کرے یعنی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ پڑھے۔

(۱۰) اگر غلام کو بے قصور طمانچہ مارے یا سزا دے تو اُسے آزاد کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَّهٗ حَدًّا لَمْ يَأْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يَّعْتِقَهٗ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المالیک جزء ۲ ص۲۷)

جو شخص اپنے غلام کو بغیر کسی قصور کے حد لگائے یا طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے۔

(۱۱) غلام کو بے دردی کے ساتھ نہ مارے، نہ اس پر ظلم و زیادتی کرے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِعْلَمْ

میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا، اتنے میں میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی ! اے ابو مسعود، خبردار ہو جاؤ۔ میں (اپنے) غصہ کی وجہ سے آواز کو نہ پہچان سکا۔ پھر جب وہ (یعنی خبردار کہنے والا) مجھ سے قریب ہوا تو

اَبَامَسْعُوْدٍ قَالَ فَاُلْقِيَتِ السَّوْطُ مِنْ يَدِیْ (وَفِیْ رِوَايَةٍ فَسَقَطَ مِنْ يَدِیْ السَّوْطُ مِنْ هَيْبَتِهٖ) فَقَالَ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا (وَفِیْ رِوَايَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْلَمَسَّتْكَ النَّارُ صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليك جزء ۲ صـ۲۹)

کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ فرما رہے ہیں اے ابو مسعود خبردار ہو جاؤ اے ابو مسعود خبردار ہو جاؤ۔ آپ کی ہیبت کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا پھر آپ نے فرمایا: اے ابو مسعود خبردار ہو جاؤ جتنی قدرت تم کو اس غلام پر ہے کہ اس سے زیادہ قدرت اللہ کو تم پر ہے۔ میں نے کہا: میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہ غلام اللہ کی رضاء کی خاطر آزاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو (دوزخ کی) آگ تم کو جھلس دیتی۔

(۱۲) غلام کے چہرے پر ہرگز نہ مارے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْهِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان ۲/۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

(۱۳) لونڈی اور اس کے بچہ میں تفریق نہ کرے یعنی ان کو علیحدہ علیحدہ نہ بیچے:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا فَنَهَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ (رواہ الحاکم وسندہٗ صحیح المستدرك جزء ۲ صـ۱۲۵)

میں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے میں تفریق کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا اور اس سودے کو رد کر دیا۔

(۱۴) دو ایسے غلاموں میں جو ایک دوسرے کے بھائی ہوں تفریق نہ کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُهُمَا فَفَرَّقْتُ بَيْنَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو غلام جو آپس میں بھائی تھے بیچنے کا حکم دیا۔ میں نے ان کو بیچ دیا اور ان میں تفریق کر دی پھر میں نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَدْرِكْهُمَا فَارْجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا اِلَّا جَمِيْعًا (مسند احمد وسندہ صحیح ۔ بلوغ جزء ۱۵ ص۵۲)

اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا! ان کو پکڑو اور ان (کی بیع) کو واپس کرو اور انہیں (علیحدہ علیحدہ) نہ بیچو بلکہ دونوں کو ساتھ بیچو۔

(۱۵) حاملہ لونڈی سے اس وقت تک جماع نہ کرے جب تک وہ وضع حمل کے بعد پاک نہ ہو جائے۔

حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ اُتِيَ بِامْرَاَةٍ مُجِحٍّ عَلٰى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ لَعَلَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يُلِمَّ بِهَا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَهٗ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهٗ قَبْرَهٗ كَيْفَ يُوَرِّثُهٗ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهٗ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهٗ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهٗ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم وطء الحامل المسبیۃ جزء اول ص۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیمہ کے دروازہ پر ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ آپ نے فرمایا شاید وہ شخص (یعنی جس کے حصہ میں وہ عورت آئی ہے) اس سے جماع کرنا چاہتا ہے۔ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایسی لعنت کروں جو قبر میں بھی اس کے ساتھ داخل ہو جائے۔ وہ کیسے اس بچہ کا وارث ہو سکتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں اور وہ کیسے اس بچہ کو غلام بنا سکتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں۔

(۱۶) اپنے غلام کو عبدی (میرا بندہ) نہ کہے اور لونڈی کو امتی (میری بندی) نہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَآئِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق لفظۃ العبد جزء ۲ ص۳)

تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے میرا بندہ اور میری بندی تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندیاں ہیں بلکہ یہ کہے! میرا لڑکا، میری لڑکی۔ میرا بچہ، میری بچی۔

(۱۷) لونڈی کو علم و ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو دوہرا اجر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ

اگر کسی شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب اتخاذ السراری جزء ۷ ص۷)

اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔

۱۸ غلام پر تہمت نہ لگائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب قذف العبید جزء ۷ ص۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب التغلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنا واللفظ للبخاری)

جو شخص اپنے غلام پر تہمت لگائے اور وہ بری ہو تو اسے قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے سوائے اس صورت کے کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا کہ اس نے کہا۔

نوٹ:۔ غلام کو آزاد کرنے کے سلسلہ میں ہم انشاء اللہ سورۂ لا اقسم کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں تمام مسائل تفصیل سے بیان کریں گے۔ مکاتبت کے مسائل ہم انشاء اللہ سورۂ نور کی آیت ۳۳ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کے بعد انسانوں کے حقوق کا ذکر کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ، اقرباء، یتیم، مساکین، پڑوسی، ہمنشین، مسافر اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا پھر فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور اترانے والا ہو یعنی اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی دولت کے گھمنڈ میں مستحق لوگوں سے بے اعتنائی برتتے ہیں (اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ) جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں۔ (وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) اور جو مال اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو عطاء فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھتے ہیں، اپنے مال و دولت کو لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کو دولت مند سمجھ کر سوال کر بیٹھیں۔ یہ ہے اللہ تعالےٰ کی نعمت کی ناشکری اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا) ہم نے ناشکری کرنے والوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ) متکبرین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ بھی کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے (وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر۔ (اگر اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے تو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے۔ شیطان نے ان کو غفلت میں ڈال رکھا ہے، وہی ان کا ساتھی ہے جو ہر وقت ان کو بہکاتا رہتا ہے)

(وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا) اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو وہ بہت برا ساتھی ہے۔

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ متکبرین اور اترانے والوں کی مندرجہ ذیل چار خصوصیات ہیں:۔

(۱) بخل کرتے ہیں،
(۲) دوسروں کو بخل کی ترغیب دیتے ہیں،
(۳) اپنے مال و دولت کو چھپاتے ہیں، اور
(۴) اگر خرچ کرتے ہیں تو شہرت اور نام و نمود کے لئے۔

مندرجہ بالا خصوصیات اس ہی شخص میں ہو سکتی ہیں جو اللہ تعالےٰ اور روز قیامت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا کبھی ایسا نہیں کر سکتا کہ بخل کرے، بخل کی ترغیب دے اور لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرے، گویا اللہ تعالےٰ اور یوم قیامت پر ایمان نہ رکھنا اگرچہ پانچویں خصوصیت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی اصل خصوصیت ہے اور اسی کے نتیجہ میں وہ چار خصوصیات پیدا ہوتی ہیں۔

تکبر بہت بری چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔

ایک شخص نے کہا:۔

اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً۔

(ہر) شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ جزء اول ص۵۱)

اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (یہ چیز تکبر نہیں ہے) تکبر تو حق کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔

جب کوئی شخص دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے تو ان سے بے اعتنائی برتتا ہے، مستحق لوگوں کو ان کے حقوق ادا نہیں کرتا، بخل کرتا ہے اور بخل کی ترغیب دیتا ہے اور اگر کبھی خرچ بھی کرتا ہے تو نام و نمود کے لئے گویا اس طرح وہ ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا

بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۶۴)

کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو (جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی (خیرات کی) مثال اس پتھر کی سی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور وہ بارش اُسے دھو کر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے ایسے ہی ریاء کار آدمی کا دیا ہوا اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے، قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہو گی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکیں) اللہ ایسے ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اس آیت سے بھی یہی چیز ثابت ہوئی کہ نام و نمود کے لئے خرچ کرنے والے کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہوتا۔ شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور اسے بخل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور مفلسی سے ڈراتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ۔

(البقرۃ - ۲۶۸)

(اے ایمان والو) شیطان تم کو تنگ دستی کا خوف دلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ○ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

(الزخرف - ۳۶ تا ۳۹)

اور (اے رسول) جو شخص رحمٰن کے ذکر سے منہ موڑے تو ہم اس پر ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے اور (اے رسول) یہ شیاطین ہی ہیں جو انسانوں کو (اللہ کے) راستے سے روکتے ہیں اور انسان یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب (وہ) انسان ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان کو دیکھ کر اس سے کہے گا) کاش میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کا (درمیانی) فاصلہ ہوتا، تو (اے لوگو،

اچھی طرح ہوشیار ہوجاؤ) وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور (اے رسول، اس وقت شیطان کی پیروی کرنے والوں سے کہا جائیگا) جب تم (دنیا کی زندگی میں) ظلم کرتے رہے تو آج تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ عذاب میں شریک ہونا تمہیں کوئی نفع نہیں دیگا۔

دنیا کا یہ ساتھی آخرت میں دشمن نظر آئے گا۔ انسان چاہیگا کہ کاش یہ مجھ سے دور رہے لیکن اس کی یہ خواہش اس کے کچھ کام نہیں آئے گی۔ اللہ تعالےٰ نے تو اس سے پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ (فاطر۔ ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم اسے دشمن سمجھو۔

دنیا میں شیطان نے بہکا کر گمراہی پر لگا دیا اور آخرت میں بھی وہ انسان کے کچھ کام نہ آئیگا بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے شکایت کرکے اس کے لئے اور زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۔ (ق ۲۔ ۲۷)

(وہ عرض کرے گا میرا کیا قصور ہے مجھے تو شیطان نے جو میرا ساتھی تھا گمراہ کیا) اسکا ساتھی (شیطان) کہے گا: اے ہمارے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی پرلے درجہ کی گمراہی میں بھٹک رہا تھا۔

الغرض شیطان انسان کا برا ساتھی ہے۔ وہی بُرے راستے پر لگاتا ہے۔ وہی تکبر اور بخل کی ترغیب دیتا ہے۔ بخل بہت بری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ، وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۔

(محمد۔ ۳۸)

دیکھو تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ (درحقیقت) اپنے نفس ہی سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے۔ اے لوگو) اللہ تعالےٰ تو غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ

پھیر دگے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ فاما من اعطیٰ جزء ۲ ص ۱۲۱ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی المنفق والممسك جزء اول ص ۳۲۰)

کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندے صبح کرتے ہوں مگر یہ کہ (ہر صبح کو) دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ خرچ کرنے والے کو (خرچ کرنے کی) عوض میں اور مال دے پھر دوسرا کہتا ہے: اے اللہ بخل کرنے والے (کے مال) کو تلف کر دے۔

دوسروں کو بخل کی ترغیب دینا بہت بری خصلت ہے۔ یہ عادت بھی اس ہی شخص میں پائی جائے گی جس کا ایمان صحیح نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ، فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ، وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ،

(ارءیت الذی۔ ۱ تا ۳)

(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزاء کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

آگے فرمایا (وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ) اور ان پر کونسی آفت آجاتی اگر یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لے آتے اور جو رزق اللہ (تعالےٰ) نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ماں باپ اقرباء، یتیم، مساکین وغیرہ) پر خرچ کرتے (آفت تو خرچ نہ کرنے سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ، بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ، سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔

(اٰل عمران۔ ۱۸۰)

اور جو لوگ اپنے مالوں میں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء فرمایا ہے بخل کرتے ہیں (اور اللہ کے راستہ میں اُسے خرچ نہیں کرتے) وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ اُن کے حق میں اچھا ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے۔ جس مال کو خرچ کرنے میں یہ بخل کر رہے ہیں قیامت کے دن وہ مال (ان کی گردنوں میں) طوق بنا کر ڈالا جائے گا (یہ اس مال کو دنیا ہی میں چھوڑ کر چلے

جائیں گے پھر اللہ ہی اس کا وارث ہوگا) اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین (غرض کہ ہر چیز) کا وارث ہے اور (اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے) بلکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ
اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبُخْلِ، وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ،

(الحدید ۔ ۲۳و۲۴)

اور (اے لوگو اس بات کو یاد رکھو کہ) اللہ تمام اترانے والوں اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو شخص (اللہ کے دین سے) منہ موڑ لے تو اللہ غنی اور تعریف والا ہے (اُسے تمہارے منہ موڑنے کی کوئی پرواہ نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ
بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۙ

(واللیل اذا یغشی ۔ ۸ تا ۱۰)

اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی اختیار کی اور نیک بات کو جھٹلایا ہم اس کے لئے سختی تک پہنچنے کا راستہ آسان کر دیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۙ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ
الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تٰٓحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ
الْمِسْكِيْنِ ۙ

(والفجر ۔ ۱۶ ۔ ۱۸)

اور جب اللہ انسان کو آزماتا ہے اور اس پر اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا (اللہ بلاوجہ) ہرگز (ایسا) نہیں (کرتا) بلکہ (ایسا اسی وقت کرتا ہے جب) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔

الغرض خرچ نہ کرنا مصیبت کو دعوت دینا ہے، معاش کی تنگی بھی اسی کا نتیجہ ہوتی ہے آگے فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ بِهٖ عَلِيْمًا) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ (یہ لوگ اپنی بداعمالی کی سزا سے بچ نہیں سکتے لیکن سزا انہیں اتنی ہی ملے گی جتنی سزا کے یہ مستحق ہیں) (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ) اللہ تعالےٰ ذرہ برابر بھی (کسی پر) ظلم نہیں کرتا (نہ وہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے اور نہ کسی پر زیادتی کرتا ہے وہ اگر زیادتی کرتا ہے تو نیکیوں کا ثواب دینے میں زیادتی کرتا ہے وہ نیکیوں

کا بدلہ بڑی فیاضی کے ساتھ دیتا ہے) (وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا) اگر (کسی نے) نیکی (کی) ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو کئی گنا کر دیگا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کریگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۶۱)

جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا اس کو ایک ہی برائی کی سزا ملے گی اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○

(سبا۔ ۳۷)

اور (اے لوگو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد (میں ایسی کوئی خوبی) نہیں جس کے ذریعہ وہ تم کو ہمارا مقرب بنادیں مگر ہاں جو ایمان لے آئے اور عمل صالح کرتا رہے (تو ایمان اور اعمال صالح اس کو ہمارا مقرب بنادیں گے) ایسے لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے باعث دگنا بدلہ ہے اور وہ (جنت کے بالاخانوں میں امن (و چین) سے ہوں گے۔

عمل

اے لوگو صرف اللہ کی عبادت کیجئے، اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی قسم کا ذرا بھی شرک نہ کیجئے۔
اے لوگو، ماں باپ، رشتہ دار، یتیم، مساکین، پڑوسی، ہم نشین، مسافر اور لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیئے۔ اپنا مال خرچ کرنے میں بخل نہ کیجئے نہ کسی دوسرے کو بخل کرنے کی ترغیب دیجئے۔ ریاکاری کے لئے مال خرچ نہ کیجئے۔
خالص طور پر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے مال خرچ کیجئے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ
أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ
يَّوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا
الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ
وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿۴۲﴾

ترجمہ (اور اے رسول اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے (۴۱) اس دن جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی وہ یہ چاہیں گے کہ کاش انہیں مٹی میں ملا کر برابر کر دیا جائے (تاکہ نہ ان کا نشان باقی رہے اور نہ ان پر عذاب ہو) اور وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے (ہر بات کا اللہ کو علم ہوگا اور ہر بات کا مؤاخذہ ہوگا) (۴۲)

معانی و مصادر (جِئْنَا) جَاءَ، يَجِيءُ و يَجِيءُ، مَجِيءٌ، مَجِيئَةٌ وَجَيٌّ وَجِيئَةٌ (ن ض) آنا (اس مصدر کے ساتھ ب لگانے سے لانے کے معنی ہو جاتے ہیں)۔

(عَصَوْا) عَصَى، يَعْصِي، عَصْيٌ مَعْصِيَةٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

(تُسَوّٰی) سَوّٰی، یُسَوِّیْ ، تَسْوِیَۃٌ (باب تفعیل) برابر کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا) میدان محشر میں اس وقت کیا کیفیت ہوگی (کیسا منظر ہوگا) جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور ان گواہوں پر آپ کو بطور گواہ کے بلائیں گے۔

قرآن مجید میں گواہوں کا ذکر اللہ تعالےٰ نے کئی جگہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

(الزمر ۔ ۶۹)

اور (اے رسول اس وقت تمام) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی، اعمال نامہ (سامنے) رکھ دیا جائیگا، انبیاء اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ○

(النحل ۔ ۸۴)

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے تو اس دن کافروں کو نہ تو اجازت ملے گی (کہ وہ اپنے عذر پیش کریں) اور نہ ان کے عذر قبول کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ○

(النحل ۔ ۸۹)

اور (اے رسول وہ دن یاد کیجئے) جس دن ہم ہر امت (کے لوگوں) میں ان (کی بداعمالیوں پر گواہی دینے کے لئے) انہیں میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور پھر ان (گواہوں کی تائید) کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور (اے رسول ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے (اسی بیان کی بنیاد پر آپ ان گواہوں کی تائید کریں گے) اور (اے رسول یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں) مسلمین کے لئے ہدایت رحمت اور بشارت ہے۔

آیت زیر تفسیر اور آیات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر امت میں سے ایک گواہ طلب کیا جائیگا

اور اُن گواہوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور گواہ پیش کیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان گواہوں کی تصدیق اور تائید کریں گے۔ اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ! فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ مَآ اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ، فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۲۶)

قیامت کے دن نوح (علیہ السلام) کو بلایا جائیگا! وہ کہیں گے اے میرے رب میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا! کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے! ہاں (میں نے تبلیغ کی تھی) پھر ان کی امت سے کہا جائیگا: کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے! (نہیں) ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ (نوح سے) فرمائیگا: تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کریں گے محمد اور ان کی امت پھر (اس امت کے لوگ) گواہی دیں گے کہ بے شک انہوں نے تبلیغ کی تھی پھر (اے میری امت کے لوگو) تم پر (تمہارا) رسول گواہ ہوگا (یعنی میں تمہاری تصدیق کروں گا) یہی مراد ہے اللہ جل جلالہ کے اس فرمان کی کہ: تم کو معتدل امت بنایا گیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ آیت زیر تفسیر میں گواہ سے مراد نبی ہے۔ ہر نبی اس بات کی گواہی دیگا کہ اس نے اپنی امت کو اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچائے تھے۔ امت کے لوگ اپنے نبی کی تکذیب کریں گے تو اس امت کے لوگ اُس نبی کی تصدیق کریں گے اور پھر آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق کے ساتھ ان تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کریں گے (يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ) تو پھر اس دن جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش انہیں زمین میں دفن کر کے مٹی کو برابر کر دیا جائے (تاکہ ان کا نام و نشان مٹ جائے اور وہ عذاب الٰہی سے بچ جائیں)

ان کی اس خواہش کا ذکر ایک اور جگہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۔ (عم يتساءلون۔ ۴۰)

کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہو جاتا۔

لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں ہو گی ان کی ہر بات اور ان کے ہر عمل کی پرسش ہو گی۔ وہ اگر چاہیں گے بھی کہ ان کی بعض باتوں کی اللہ تعالےٰ کو خبر نہ ہو لیکن وہ ایسا کر نہیں سکیں گے (وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا) وہ اللہ تعالےٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے، اللہ تعالےٰ کو ان کی ہر بات کا علم ہو گا اور ہر بات کا ان سے مؤاخذہ ہو گا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے۔
اللہ تعالےٰ آپ کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ سے اپنا کوئی عمل چھپا نہیں سکتے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى
تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا
اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک تم اس چیز کو جس کو تم کہو سمجھنے نہ لگو اور نہ جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جاؤ جب تک غسل نہ کرلو سوائے اس صورت کے کہ تم مسافر ہو (اور غسل کے لئے تمہیں پانی میسر نہ ہو) اور اے ایمان والو اگر تم بیمار ہو (تو بھی تیمم کرلیا کرو) اور اگر تم میں سے کوئی سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو تو (ان تینوں صورتوں میں) اگر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لے کر (اس سے) اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو (ایسی صورت میں وضوء یا غسل کی تم کو معافی دی جاتی ہے) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے ﴿۴۳﴾

معانی ومصادر (لَا تَقْرَبُوْا) قَرِبَ يَقْرَبُ قُرْبٌ وقُرْبَانٌ (س دك) قریب ہونا۔
(سُكٰرٰى) سَكِرَ، يَسْكَرُ، سَكَرٌ (س) نشہ میں ہونا (سُكٰرٰى = سَكْرَانُ کی جمع، نشہ والے)۔
(جُنُبًا) جَنَبَ، يَجْنُبُ، جَنَابَةٌ (ف، ن، ض) نجس ہونا (جُنُبٌ = ناپاک۔ اس کی جمع، مثنیٰ اور واحد اور مذکر اور مؤنث سب ایک ہے)۔
(عَابِرِيْ) عَبَرَ، يَعْبُرُ، عَبْرٌ وعُبُوْرٌ (ن) راستہ طے کرنا، گذرنا (عَابِرِيْنَ = عَابِر کی جمع۔ راستہ پر گذرنے والے)۔
(غَائِطٌ) غَاطَ، يَغُوْطُ، غَوْطٌ (ن) کھودنا، داخل ہونا، غوطہ لگانا (غائط = قضائے حاجت کی جگہ)
(لٰمَسْتُمُ) لَامَسَ، يُلَامِسُ مُلَامَسَةٌ (باب مفاعلہ) چھونا۔
(تَيَمَّمُوْا) تَيَمَّمَ، يَتَيَمَّمُ، تَيَمُّمٌ (باب تفعّل) ارادہ کرنا، تیمم کرنا (مادّہ: ی م م)
(صَعِيْدًا) صَعِيْدٌ = مٹی، راستہ، سطح مرتفع۔

شانِ نزول آیت زیر تفسیر میں شراب پینے کے سلسلہ میں پابندی عائد کی گئی ہے گویا شراب کی حرمت کے سلسلہ میں یہ دوسرا مرحلہ ہے۔ پہلے مرحلہ کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۲۱۹ میں گذر چکا ہے۔ شراب کی حرمت کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء کو بڑا دخل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا۔ اے اللہ شراب کے سلسلہ میں کوئی واضح حکم صادر فرمادے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ۔

تو پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے۔ (یعنی) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان میں بڑا نقصان ہے)۔

حضرت ابومیسرہ کہتے ہیں:۔
فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى فَكَانَ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ نَادٰى اَنْ لَّا يَقْرَبَنَّ الصَّلٰوةَ سَكْرَانُ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۸ ص ۸۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے پھر وہی دعاء کی: اے اللہ شراب کے سلسلہ میں واضح حکم صادر فرمادے، پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ النساء میں ہے یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے جب نماز کی اقامت کہی تو یہ اعلان کیا کہ کوئی شخص جو نشہ کی حالت میں ہو ہرگز نماز کے قریب نہ آئے۔ پھر (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ انہوں نے پھر وہی دعا کی: اے اللہ شراب کے معاملہ میں واضح حکم صادر فرمادے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَاَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَدَّمُوْنِيْ فَقَرَاْتُ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

عبدالرحمٰن نے ہمارے لئے کھانا پکایا پھر ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی۔ شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، انہوں نے مجھے امام بنادیا میں نے پڑھا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ اس وقت

وَاَنْتُمْ سُكَارٰى (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء۲ ص۳۲۵)

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت زیر تفسیر کے نازل ہونے کے بعد بھی شراب کو حرام نہیں کیا گیا۔ آیت کے نزول سے صرف اتنا ہوا کہ شراب پینے پر ایک پابندی عائد ہو گئی۔ نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے نماز کے اوقات یا نماز کے اوقات قریب آنے کی صورت میں شراب پینا چھوڑ دیا۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ) یہاں تک کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اسے سمجھ سکو یعنی جب تک نشہ باقی رہے نماز نہ پڑھو، البتہ جب نشہ اتر جائے اور جو کچھ تم منہ سے ادا کر رہے ہو اُسے سمجھ سکو تو پھر نماز پڑھ سکتے ہو۔

آگے فرمایا (وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا، وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ) اور نہ اس حالت میں نماز پڑھو کہ تم جنبی ہو یعنی اگر تم نے اپنی بیویوں سے صحبت کی ہو تو جب تک غسل نہ کر لو نماز کے قریب نہ جاؤ سوائے اس صورت کے کہ تم مسافر ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان تمام حالات کا ذکر کیا جن حالات میں تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ تم بیمار ہو تو بجائے غسل کے تیمم کر لیا کرو۔ اس صورت میں پانی ملنے یا نہ ملنے کی کوئی شرط نہیں بیمار کے لئے ہر حال میں تیمم جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ (تم تندرست ہو) لیکن تمہیں غسل یا وضو کے لئے پانی نہ مل سکے تو بحالت سفر بھی تم تیمم کر سکتے ہو اور بحالت اقامت بھی تیمم کر سکتے ہو۔ اگر تم پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو کر آئے ہو (اور پانی نہ ملے) تو بجائے وضوء کے تیمم کر لیا کرو اور اگر تم نے اپنی بیویوں سے صحبت کی ہو (اور پانی نہ ملے) تو بجائے غسل کے تیمم کر لیا کرو یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کرو۔

آگے فرمایا! تیمم پاک مٹی سے کیا کرو۔ پھر اس مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو۔

ابتدائے اسلام میں تیمم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ وضوء اور غسل کے احکام نازل ہو چکے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ (وَفِيْ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں میں سے کسی سفر میں آپ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار جو میں

بِرِوَايَةٍ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ) فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَصَلُّوْا) وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ (صحیح بخاری کتاب التیمم باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا مآءً جزء اول ص۹۱ وباب اذا لم یجد مآءً ولا ترابا جزء اول ص۹۲ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۵۷ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب التیمم جزء اول ص۱۵۸ واللفظ للبخاری)

نے اسماء سے عاریۃً لیا تھا ٹوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لئے پڑاؤ کیا۔ صحابہ کے پاس پانی نہیں تھا اور نہ وہ پانی کے مقام پر تھے لہذا انہوں نے بغیر وضوء کے نماز پڑھ لی، پھر لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور ان سے کہا: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عائشہ نے کیا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو ایسے مقام پر ٹھہرا دیا جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ (یہ سن کر) ابوبکر (میرے پاس) آئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر (سو رہے) تھے۔ ابوبکر نے مجھ پر خفگی کا اظہار کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا انہوں نے کہا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کو میری کوکھ میں چبھویا۔ مجھے حرکت سے صرف اس چیز نے باز رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے ہوئے (سو رہے) تھے۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بیدار ہوئے تو صحابہ نے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ اسی وقت اللہ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ سب لوگوں نے تیمم کیا (اور نماز ادا کی) اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے آل ابی بکر، یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) پھر ہم نے اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ ہار مل گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پانی نہ ملے اور نہ مٹی دستیاب ہو تو بغیر وضوء نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز نماز کا مقررہ

وقت ہے۔ نماز کا وقت نہیں گذرنا چاہیئے خواہ دوسرے شرائط مفقود ہی کیوں نہ ہوں۔

پانی نہ ہونے کی صورت میں یا بیماری کی حالت میں تیمم کی اجازت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ ایک بہت بڑی سہولت ہے جو اس امت کو دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ، وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ، وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ، وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَآمَّةً (صحیح بخاری کتاب التیمم باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء فتیمموا جزء اول ص۴۹ وصحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص۲۱۲ واللفظ للبخاری)

(یہ) پانچ چیزیں مجھے ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں! مجھے رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے (جو) ایک ماہ کی مسافت سے (دشمن پر پڑتا ہے)، میرے لئے روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور (تیمم کے ذریعہ) پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے جس جگہ بھی کسی کو نماز (کا وقت) پالے تو اسے چاہیئے کہ (وہیں) نماز پڑھ لے (یعنی مسجد اور پانی ملنے کا انتظار نہ کرے)، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا، مجھے شفاعت (کبریٰ) دی گئی ہے اور ہر نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز مقررہ وقت کے اندر پڑھ لینی چاہیئے۔ نہ مسجد ملنے کا انتظار کیا جائے اور نہ پانی دستیاب ہونے کا انتظار کیا جائے۔ مقررہ وقت سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں۔

آیت زیر تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مریض کو بھی تیمم کر کے نماز مقررہ وقت کے اندر ہی ادا کرنی چاہیئے۔ صحت یاب ہونے کا انتظار نہ کیا جائے۔

تیمم کا طریقہ

جب تیمم کرے تو دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ پاک مٹی پر مارے، پھر دونوں ہاتھوں (کو اٹھا کر) ان پر پھونک مارے، پھر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کرے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ پر مسح کرے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِی الصَّعِیْدِ کَمَا تَمَرَّغُ الدَّآبَّۃُ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا یَکْفِیْکَ اَنْ تَصْنَعَ ھٰکَذَا فَضَرَبَ بِکَفِّیْہِ ضَرْبَۃً (وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُسْلِم ضَرْبَۃً وَاحِدَۃً) عَلَی الْاَرْضِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ اَدْنَاھُمَا مِنْ فِیْہِ) ثُمَّ نَفَضَھَا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ نَفَخَ فِیْھِمَا) ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا ظَھْرَ کَفِّہٖ بِشِمَالِہٖ اَوْ ظَھْرَ شِمَالِہٖ بِکَفِّہٖ ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب التیمم باب التیمم ضربۃ جزء اول ص۹۶ وباب التیمم للوجہ والکفین جزء اول ص۹۳ وباب المتیمم ھل ینفخ فیھما جزء اول ص۹۳ وروی مسلم فی باب التیمم نحوہٗ جزء اول ص۱۵۹)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے بھیجا (اس اثناء میں) میں جنبی ہوگیا۔ مجھے (کہیں) پانی نہیں ملا تو میں نے مٹی میں اس طرح لوٹ لگائی جس طرح چوپایہ لوٹ لگاتا ہے پھر میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اس طرح کرنا کافی تھا۔ پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (ایک) مرتبہ مٹی پر مارا، پھر ان کو منہ کے قریب کیا اور ان پر پھونک ماری، پھر ان دونوں پر مسح کیا، بائیں ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کی پشت پر اور (داہنی) ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت پر پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں سے اپنے چہرہ کا مسح کیا۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ تیمم غسل کا بھی قائم مقام ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی اسی پر دال ہے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
نَزَلَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِہٖ اِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ یُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَکَ یَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَلَا مَآءَ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَیَمَّمَ بِالصَّعِیْدِ) (صحیح بخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں سواری پر تھے) آپ (سواری سے) اترے اور وضوء کے لئے پانی منگایا، پھر آپ نے وضوء کیا اور نماز کے لئے اذان دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص (صف سے) علیحدہ (بیٹھا ہوا) ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے

جزء اول ص۹۲ وکتاب بدء الخلق باب علامات النبوة فی الاسلام جزء ۴ ص۲۳۲،

باز رکھا؟ اس نے کہا مجھے جنابت ہو گئی ہے اور (نہانے کے لئے) پانی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر مٹی سے تیمم کرنا لازمی تھا اس لئے کہ وہ (یعنی تیمم) تمہارے لئے کافی تھا، پھر آپ نے اُسے مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا۔

تیمم کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا) بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔ (یہ اس کی معافی ہی ہے کہ اس نے تیمم کی آسانی عطاء فرمائی ہے، بیماری میں یا پانی نہ ملنے کی صورت میں وضوء اور غسل کو معاف کر دیا اور اس کوتاہی کو جو مجبوراً ہوتی ہے درگذر فرما دیا)

تیمّم کے احکام کا خلاصہ

(۱) تیمم وضوء کا بھی قائم مقام ہے اور غسل کا بھی۔ اگر بیماری ہو یا پانی نہ ملے تو غسل کے بجائے بھی تیمم ضروری ہے اور وضوء کے بجائے بھی۔

(۲) تیمم کرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر ایک دفعہ مارے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر ان میں پھونک مارے، پھر ہاتھوں پر مسح کرے، پھر چہرہ پر۔

(۳) نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات کے اندر ہی تیمم کر کے پڑھ لینا چاہئے۔ صحت یابی یا پانی کے ملنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں اوقات مقررہ تمام شرائط سے زیادہ اہم ہیں۔

(۴) تیمم کرنے سے پہلے پانی تلاش کرنا چاہئے۔ اگر پانی نہ ملے تو وقت کے اندر تیمم کر کے نماز ادا کرے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ پیشاب یا پاخانہ کر کے آئے ہوں اور پانی نہ ملے تو وضوء کے بجائے تیمم کر کے نماز کو اس کے وقت کے اندر ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ جنبی ہوں اور پانی نہ ملے تو غسل کے بجائے تیمم کر کے نماز اس

کے وقت مقررہ کے اندر ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر غسل یا وضوء کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو پانی کو تلاش کیا کیجئے۔ اگر باوجود تلاش کے پانی نہ ملے تو تیمم کر کے وقت مقررہ کے اندر نماز پڑھ لیا کیجئے۔ پانی کے ملنے کا انتظار نہ کیجئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ
وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا (کہ ان کی کیا حالت ہے) وہ خود تو گمراہی خرید ہی رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ (حق) سے گمراہ ہو جاؤ ﴿۴۴﴾ (اے ایمان والو) اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) تمہارے لئے کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے اور مددگار ہونے کے لئے بھی اللہ ہی کافی ہے ﴿۴۵﴾

معانی و مصادر (نَصِيْبًا) نَصَبَ، يَنْصِبُ، نَصْبٌ (ض) کھڑا ہونا، مقرر کرنا، (نَصِيْبٌ = حصّہ)۔
(يَشْتَرُوْنَ) اِشْتَرٰى، يَشْتَرِيْ، اِشْتِرَاءٌ (باب افتعال) خریدنا، بیچنا۔
(يُرِيْدُوْنَ) اَرَادَ، يُرِيْدُ، اِرَادَةٌ (باب افعال) ارادہ کرنا، چاہنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو یہودیوں کی شرارتوں سے متنبہ کیا تاکہ مسلمین ان سے ہوشیار رہیں، ان کو اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے میں نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ) اے رسول، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں

دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا، (جن کو شریعت الٰہیہ کی سعادت سے نوازا گیا تھا کہ ان کی کیا حالت ہے) (یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ) وہ خود تو گمراہی کو خرید ہی رہے ہیں (وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ) اور چاہتے ہیں کہ تم بھی (گمراہی خرید کر ان کی طرح گمراہ ہو جاؤ) اور صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ

اللہ تعالےٰ نے اسی سورۃ میں ان کی گمراہی اور ایمان والوں کو گمراہ کرنے کی ایک چال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ (النساء - ۵۱)

اور (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی سے بہرہ مند کیا گیا تھا، وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ (اللہ پر) ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں۔

کافروں کو ایمان والوں سے زیادہ ہدایت یاب بتانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ایمان والے متزلزل ہو جائیں اور یہودیوں کی مرعومہ ہدایت کو تلاش کرنے کے لئے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ان کی ظاہر اور پوشیدہ مختلف سازشوں کا ذکر کیا ہے جس کے ذریعہ وہ مسلمین کو بہکا کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرۃ - ۱۱۱)

اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا۔ یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں۔ (اے رسول) آپ (ان سے) کہیئے کہ اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا۔ (البقرہ - ۱۳۵)

اور (اے رسول) اہل کتاب کہتے ہیں یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ تو تمہیں ہدایت مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا۔ (البقرۃ - ۱۴۲)

عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ مسلمین جس قبلہ کی طرف اب تک منہ کرتے رہے اب کس چیز نے ان کو اس سے پھیر دیا۔

تحویل قبلہ پر اعتراض بھی درحقیقت مسلمین کو اسلام سے متزلزل کرنے کی ایک کوشش تھی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○
(اٰلِ عمران - ۷۲)

اور (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا تھا کہ صبح کے وقت اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ایمان والوں پر اتاری گئی ہے اور شام کو اس کا انکار کر دو شاید اس طرح ایمان والے بھی (کفر کی طرف) لوٹ آئیں۔

اس سازش کا مقصد یہی تھا کہ مسلمین جب یہودی علماء کو دیکھیں گے کہ انہوں نے ایمان قبول کر کے پھر یہودی مذہب قبول کر لیا تو یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ یہودی علماء نے اسلام میں یقیناً کوئی ایسی برائی دیکھی جس کی وجہ سے انہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ اس برائی کے تصور سے ایمان والے بھی اسلام کے متعلق متزلزل ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اسلام کو چھوڑ بیٹھیں۔

الغرض یہودی اس قسم کی اور بھی بہت سی خفیہ تدبیریں کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں ان کی سازشوں سے مسلمین کو ہوشیار کیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ مسلمین کو یہودیوں کی سازشوں سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○
(اٰل عمران - ۱۰۰)

(اور) اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب کی ایک جماعت کا (جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں) کہنا مان لو گے تو یہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔

ان تمام تدابیر سے یہودیوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ مؤمنین کو بھی گمراہ کر دیں جس طرح وہ خود گمراہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۔ (البقرۃ - ۱۰۹)

(اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے (قلبی) حسد کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔
(اٰل عمران - ۶۹)

(اے ایمان والو) اہل کتاب کی ایک جماعت کی تو یہ خواہش ہے کہ کاش وہ تم کو گمراہ کر دیں لیکن وہ (تم کو) گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ) (یہودی تمہارے دشمن ہیں وہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے کہ) اللہ (تعالیٰ) تمہارے ان دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ (وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری کارسازی فرمائے گا) (وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا) اور (اے ایمان والو) اللہ تمہاری کارسازی کے لئے کافی ہے (وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا) اور تمہاری مدد کے لئے بھی کافی ہے (لہذا ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور ان سے ہوشیار رہو)۔

عمل

اے ایمان والو یہودیوں سے ہوشیار رہئے۔ یہ آپ کے دشمن ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کی دلفریب باتوں سے دھوکا کھا جائیں اور دین اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔ اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ پر پورا بھروسہ رکھئے، وہ آپ کا کارساز اور مددگار ہے۔ وہ آپ کے دشمنوں کی تمام تدابیر کو ناکام کر دے گا۔

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ
مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ
طَعْنًا فِى الدِّيْنِ ، وَلَوْ اَنَّهُمْ
قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ
وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ
اَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٤٦﴾

ترجمہ (اے رسول) یہودیوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو باتوں کو ان کے موقع محل سے بدل ڈالتے ہیں، کہتے ہیں ہم نے سن لیا لیکن اطاعت نہیں کریں گے اور (وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) آپ سنیئے (لیکن اللہ کرے) آپ سن نہ سکیں اور وہ اپنی زبانوں کو موڑ کر دین (اسلام) پر طنز کرنے کی نیت سے (آپ سے گفتگو کرتے وقت) راعنا بھی کہتے ہیں اور اگر وہ یہ کہتے ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور (اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ کی جگہ صرف) اِسْمَعْ کہتے (یعنی آپ سنیئے) اور (راعنا کی جگہ) اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظر کیجئے) کہتے تو ان کے لئے بہتر اور مناسب ہوتا، لیکن (انہوں نے ایسا نہیں کیا) تو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی لہذا قلیل ہی لوگ ہوں گے جو ایمان لائیں گے (۴۶)

معانی ومصادر (راعنا) رَعٰی، یَرْعٰی، رَعْیٌ ورِعَایَةٌ ومَرْعًی (ف) نگرانی کرنا، رعایت کرنا، چرانا، نظر کرنا۔

رَعَنَ، یَرْعُنُ، رَعْنٌ (ن) ورَعُنَ، یَرْعُنُ، رُعُوْنَةٌ (ک) احمق ہونا۔

(لَیًّا) لَوٰی، یَلْوِیْ، لَیٌّ ولَوًی ولُوِیٌّ (ض) موڑنا۔

(طَعْنًا) طَعَنَ، یَطْعُنُ، طَعْنٌ وطَعْنَانٌ (ف، ن) طعن کرنا، عیب نکالنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض یہودیوں کی تحریف مکانی کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ) بعض یہودی ایسے ہیں کہ وہ کتاب الٰہی کی باتوں کو ان کے اصل مقامات سے بدل دیتے ہیں۔ یعنی اپنی مقصد برآری کے لئے وہ آیتوں میں ردّوبدل کر کے اللہ تعالےٰ کے دین کو بدل دیتے ہیں۔

اس قسم کے یہودیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۷۵)

(اے ایمان والو! کیا تم توقع رکھتے ہو کہ اہل کتاب تمہاری خاطر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا ہے جو اللہ کا کلام سنتا ہے پھر سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا ہے (ایسے لوگوں سے ایمان کی توقع رکھنا فضول ہے)۔

آگے فرمایا (وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا) ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سُنکر کہتے ہیں: ہم نے سن لیا (لیکن) ہم نافرمانی کریں گے۔ وہ زبان سے کہتے تھے سَمِعْنَا (ہم نے سن لیا) اور یہ کہہ کر وہ یہ تاثر قائم کرتے تھے کہ وہ اس کے مطابق عمل بھی کریں گے لیکن ان کی نیت اس کے مطابق عمل کرنے کی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ایمان والوں کو فریب میں مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس بدنیتی کا پردہ فاش کر دیا اور مؤمنین کو ان

سے ہوشیار کر دیا۔

پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی دوسری بدنیتی کا ذکر فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ) وہ اس طرح بھی کہتے ہیں کہ آپ ہماری بات سنیں لیکن دل میں یہ نیت رکھتے ہیں کہ آپ سن نہ سکیں یعنی آپ بہرے ہو جائیں۔

پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی تیسری بدعنوانی کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ) یہ لوگ جب اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو زبان کو مروڑ کر "رَاعِنا" کہتے ہیں۔ متوجہ کرنے کے لئے راعنا کہنے میں کوئی برائی تو نہیں تھی لیکن وہ اس کلمہ کو ادا کرتے وقت زبان کو اس طرح مروڑتے تھے کہ کلمہ کچھ سے کچھ بن جاتا اور معنیٰ بدل جاتے۔ اس بگڑے ہوئے کلمہ کے معنی یا تو یہ ہوتے "اے احمق" یا یہ ہوتے "اے ہمارے چرواہے" وہ اپنی اس حرکت پر کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور آپ کا مذاق اڑایا اور آپ ہماری بات کو سمجھ ہی نہ سکے دین پر طعن کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتے۔ آگے فرمایا (وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ) اگر وہ (نیک نیتی) کے ساتھ یہ کہتے کہ ہم نے آپ کا حکم سن لیا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے اور صرف یہ کہتے کہ ہماری بات سنئے "غیر مسمع" نہ کہتے اور راعِنا کے بجائے "اُنْظُرْنَا" (ہماری طرف نظر فرمائیے) کہتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی مناسب ہوتی (وَلٰكِن لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا) لیکن (انہوں نے ایسا نہیں کیا تو) اللہ تعالےٰ ان پر ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کر دی (یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا) اب یہ کم ہی ایمان لائینگے

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں یہودیوں کو آداب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دی اور ایسا نہ کرنے پر لعنت اور عذاب الٰہی کی وعید سنائی۔ بہرحال اللہ تعالےٰ نے مؤمنین پر تو آداب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرض کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

(البقرۃ - ۱۰۴)

اے ایمان والو (اللہ کے رسول کو مخاطب کرتے وقت) راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو اور پھر سنا کرو (کہ آپ کیا فرماتے ہیں) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے دین میں تحریف نہ کیجئے احکام الٰہی کو بے محل و بے موقع استعمال نہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا مذاق نہ اڑائیے۔ اللہ تعالےٰ

کے دین پر طعن کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت آمیز کلمات استعمال نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام ملحوظ رکھئے۔ آپ کی شان اقدس کے منافی کوئی بات زبان سے نہ نکالیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا گویا اللہ تعالےٰ کے دین پر طعن کرنا ہے اور دین اسلام پر طعن کرنا کفر ہے، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرکے اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کیجئے اور فلاح دارین حاصل کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(الاعراف۔ ۱۵۷)

الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا
فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَا اَوْ نَلْعَنَهُمْ
كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ، وَكَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

ترجمہ اے اہل کتاب اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کی ہے اور جو تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ کر ان کو (ان کی) پیٹھوں کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی لعنت کریں جیسی لعنت کہ ہم نے ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے ﴿۴۷﴾

معانی و مصادر (نَطْمِسَ) طَمَسَ، يَطْمِسُ، طَمْسٌ (ض) مٹنا، مٹانا۔

تفسیر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کی بیجا حرکات کا ذکر فرمایا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کو اسلام کی دعوت دی اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ) اے اہل کتاب اس کتاب پر جو ہم نے نازل فرمائی ہے ایمان لے آؤ۔ یہ کتاب اس کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے جو تمہارے

پاس ہے لہذا تمہارا اس سے روگردانی کا کوئی جواز نہیں۔ آگے فرمایا (مِنْ قَبْلِ اَنْ نَطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَا اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ) اے اہل کتاب اس سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم (تمہارے) چہروں کو بگاڑ دیں، پھر انہیں پیٹھ کی طرف موڑ دیں یا ہم ان (لوگوں پر جو ایمان نہ لائیں) ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ہفتہ والوں پر کی تھی (وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا) اور اللہ جس کام کا فیصلہ کر لیتا ہے وہ کام ہو کر رہتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو وعیدوں کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو ڈرایا کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو مندرجہ ذیل دو عذابوں میں سے کوئی ایک عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لیگا، پھر وہ ناکام اور نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔

(۱) ان کے چہروں کو مٹا کر ان کی پیٹھ کی طرف پھیر دیا جائیگا۔

(۲) ان پر ایسی لعنت ہو گی جیسی لعنت ہفتہ والوں پر ہوئی تھی۔

اہل کتاب دین اسلام سے منہ موڑتے تھے تو اسی مناسبت سے اللہ تعالےٰ نے بھی ان کے لئے ان کے منہ کو پیٹھ کی طرف موڑنے کا عذاب مقرر فرمایا۔

اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کے لئے حیلے اور بہانے تراشتے تھے ان کے ایک بہانہ کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ، قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۸۳)

(اللہ نے ان لوگوں کی بات بھی سن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آکر جلا ڈالے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لیکر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے۔

ہفتہ والوں سے مراد بنی اسرائیل کی ایک جماعت ہے جن کو ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار میں حد سے تجاوز کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ

اور (اے رسول) ہم نے ان سے عہد و پیمان لیتے وقت ان کے اوپر (کوہ) طور کو بلند کر دیا تھا،

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

(النسآء ۔ ۱۵۴)

ہم نے ان سے کہا تھا دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا، ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتے کے دن (حدود شرعی سے) تجاوز نہ کرنا غرض یہ کہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا (لیکن انہوں نے اسے بھی توڑ ڈالا)۔

اس آیت میں اس عہد کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل سے ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرنے کے سلسلہ میں لیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور ہفتہ کے دن زیادتی کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۱۶۶)

(یعنی) جب وہ ان کاموں سے جن سے ان کو منع کیا گیا (باز نہ آئے اور) سرکشی کرنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل وخوار بندر بن جاؤ (ہمارا یہ کہنا تھا کہ وہ بندر بن گئے)۔

الغرض ہفتہ والوں نے اپنے عہد کو توڑ دیا اور وہی کام کیا جس سے انہیں منع کیا گیا تھا ان پہ اللہ تعالےٰ نے لعنت کی اور ان کو بندر بنا دیا۔ اس لعنت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ایک اور جگہ فرمایا :۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ، مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ، اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝

(المائدۃ ۔ ۶۰)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھیے: کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو بدلہ پانے کے لحاظ سے اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر (مقام پر) ہیں (جو مقام کہ تم نے اپنے زعم باطل میں ہمارے لئے تجویز کیا ہے) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی جن پر اللہ کا غضب ہے اور جن میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی، یہ لوگ مقام کے لحاظ سے (بہت) برے ہیں اور (یہ اس وجہ سے کہ) سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

اہل کتاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا لیکن انہوں نے ہفتہ والوں کی طرح اپنے عہد کو توڑ ڈالا اللہ تعالےٰ نے ان کو دھمکی دی کہ وہ اگر ایمان نہیں لائے اور اپنے عہد کی خلاف ورزی کی تو ان پر بھی اسی طرح لعنت ہوگی جس طرح سبت والوں پر ہوئی تھی جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑ ڈالا تھا۔

مندرجہ بالا دو عذابوں کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا) اور اللہ تعالےٰ جس کام کا فیصلہ کرلیتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے (اُسے کوئی روکنے والا نہیں لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ اہل کتاب ایمان لے آئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان دو عذابوں میں سے کوئی عذاب آجائے تو اس وقت ایمان لانا ان کے لئے مفید نہ ہو اور وہ خائب وخاسر ہو کر رہ جائیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝

(المؤمن۔ ۸۴و۸۵)

جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لاتے ہیں اور جن لوگوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں، لیکن جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو (اس وقت) ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوا۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا چلا آیا ہے کہ (عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ) ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝

(الٓمٓ تنزیل۔ ۲۹)

(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ بھی نفع نہیں دے گا اور نہ (اس دن) انہیں مہلت دی جائے گی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو عذاب کے آنے سے پہلے ایمان لانے کی دعوت دی۔

عمل

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیے، ایسا نہ ہو کہ عذاب الٰہی نازل ہو جائے اور آپ تباہ و برباد ہو جائیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مان لیجئے اپنے آبائی فرقہ وارانہ مذہب پر نہ اڑیئے۔ اپنے مذہب کی خاطر قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نہ چھوڑیئے اور عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔ اس سے پہلے کہ عذاب نازل ہو حق کو قبول کر لیجئے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ
وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ
يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ
افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿۴۸﴾

ترجمہ بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ ہر گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے (بہت) بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ﴿۴۸﴾

معانی ومصادر (اِثْمًا) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ وَاَثَامٌ وَمَاثَمٌ (س) گناہ کرنا۔

(عَظِیْمًا) عَظُمَ، یَعْظُمُ عِظَمٌ وَعِظَامَۃٌ (ک) بڑا ہونا، گراں گذرنا۔

تفسیر شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کی برائی بیحد وحساب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ ھَدٰنَا اللّٰہُ کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ۔

(الانعام ۔ ۷۱)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھیئے کیا ہم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان اور جب کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو کیا ہم الٹے پیر (پھر کفر کی طرف واپس) لوٹ جائیں (ایسی صورت میں) ہماری کیفیت اس شخص جیسی ہوگی جس کو شیاطین نے زمین (کے کسی خطّہ) میں بدحواس کر دیا ہو (اور وہ) حیران

(دربدر پریشان پھر رہا) ہو (اس کی سمجھ ہی میں نہ آرہا ہو کہ منزل مقصود تک پہنچانے والا کونسا راستہ ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۔

(بنی اسرآئیل ۔ ۲۲)

اور (اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ بھی مذموم اور (اللہ کی نصرت سے) محروم ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۔

(بنی اسرآئیل ۔ ۳۹)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ نہ بنانا ورنہ آپ بھی ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ کر کے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۔

(الکہف ۔ ۴ و ۵)

اور (اللہ نے یہ کتاب اس لئے بھی صاف اور واضح بنائی ہے تاکہ) اللہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اس معاملہ میں نہ ان کو خود علم ہے اور نہ ان کے آباؤ اجداد کو علم تھا۔ بہت بُری بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے، وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۔

(الحج ۔ ۳۱)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اسکو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا اس کو کسی دور دراز مقام پر لے جاکر ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔

(لقمٰن ۔ ۱۳)

بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ۔
(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب فی الجنائز
ومن کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ جزء ۲ ص ۹۰
وصحیح مسلم کتاب الایمان باب من مات
لا یشرک باللہ شیئًا جزء اول ص ۵۲)

جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہوا مرجائے وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَدْ سَاَلْتُكَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ جزء ۴ ص ۱۶۲ وروی مسلم نحوہ فی کتاب صفۃ القیامۃ فی باب طلب الکافر الفداء جزء اول ص ۵۲۲)

اللہ سب سے کم عذاب والے دوزخی سے فرمائیگا: اگر زمین کی تمام چیزیں تیرے پاس ہوتیں تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لئے (ان سب کو) دے دیتا۔ وہ عرض کرے گا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا: میں نے تجھ سے اس سے (بہت) زیادہ آسان چیز کا سوال کیا تھا اور تو اس وقت صلب آدم میں تھا کہ میرے ساتھ شرک نہ کرنا (لیکن) تو شرک کئے بغیر نہ مانا۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص ۷ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا جزء اول ص ۵۱ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سے بڑے گناہ نہ بتاؤں! ہم نے کہا: ہاں یا رسول اللہ (بتائیے) آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا پھر آپ برابر ان کلمات کو دوہراتے رہے، یہانتک کہ میں نے کہا (کیا) آپ خاموش نہیں ہوں گے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزناۃ جزء ۸ ص۲۰ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الشرک اقبح الذنوب جزء اول ص۵)

میں نے کہا! اے اللہ کے رسول کونسا گناہ سب سے بڑا ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! (سب سے بڑا گناہ یہ ہے) کہ تم اللہ کا شریک بناؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

شرک سے اعمال صالح ضائع ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (الانعام۔ ۸۹)

اور اگر یہ (انبیاء) بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر۔ ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہوجائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

مشرک پر جنت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ۔ (المآئدۃ ۔ ۷۲)

اور مسیح نے تو کہا تھا: اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کردیگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

وہ ایمان نفع بخش نہیں ہوگا جس میں شرک کی آمیزش ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ (الانعام۔۸۳)

جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (یعنی شرک) کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

شرک کی تین قسمیں ہیں :۔

(۱) شرک فی الذات۔
(۲) شرک فی الصفات۔
(۳) شرک فی الحقوق۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی اس کا شریک نہیں ۔ وہ اکیلا اور یکتا ہے ۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ۔ صرف اس کا علم کامل اور لا محدود ہے، وہ ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے، اُسے ہی اختیار ہے جو چاہے کرے ۔ حاکم وہی ہے حکم اسی کا چلتا ہے، وہ لازوال ہے اور باقی رہنے والا ہے، کائنات کی بادشاہت صرف اس کے لئے ہے، قیامت کے دن کا صرف وہی مالک ہے، ہر قسم کی تعریف کا صرف وہی مستحق ہے، سیدھے راستے پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچانا صرف اس کا کام ہے، ہدایت کی طرف مائل ہونا صرف اسی کی توفیق سے ہو سکتا ہے، شفاعت صرف اُس کے قبضہ میں ہے، کارساز صرف وہ ہے، ہر چیز اور ہر کام پر صرف اسے قدرت ہے ، نفع و نقصان پہنچانا صرف اس کے ہاتھ میں ہے، پکارنا صرف اُسی کو چاہئے، ہر طرح کی قوت کا صرف وہ مالک ہے ، مدد صرف وہ کر سکتا ہے، بادشاہت دینا یا بادشاہت چھین لینا صرف اس کے اختیار میں ہے، عزت دینا صرف اس کے ہاتھ میں ہے، عظمت و کبریائی صرف اس کے لئے ہے، رازق و داتا صرف وہ ہے، اس کی وسعت لا محدود ہے، نظام کائنات کی تدبیر صرف وہ کرتا ہے، مشکل کشا صرف وہ ہے، صرف اس کا کلام عدیم المثال ہے، صرف وہی بے مثل ہے، صرف اس کی مشیت سے تمام کام ہوتے ہیں بحر و بر میں وہی رہنمائی کرتا ہے، تمام خزانوں کا مالک صرف وہ ہے، اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، مارنا اور زندہ کرنا صرف اس کی صفت ہے، معجزہ دکھانا اُسی کے ہاتھ میں ہے، وہی اوّل ہے وہی آخر ہے، شفا دینا صرف اس کا کام ہے وغیرہ وغیرہ ۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں عبادت اور اطاعت صرف اس کا حق ہے، تمام نیک کام صرف اس کی رضاء کے لئے کئے جائیں، صرف اس سے ڈرا جائے اور اسی پر بھروسہ کیا جائے، اعتکاف کرنا صرف اس کے لئے ہے، تمام لوگ صرف اس کے محتاج ہیں، امام مقرر کرنا صرف اس کا حق ہے، رجوع صرف اس کی طرف کیا جائے، سب سے زیادہ محبت کا صرف وہ مستحق ہے، نذر و قربانی صرف اس کے لئے کی جائے، شریعت سازی صرف اس کا حق ہے، دین خالص طور پر اس کا ہے، مدد صرف اس سے مانگی جائے، قسم صرف اُسی کی کھائی جائے، رکوع و سجود اور جھکنا صرف اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے، بے حس و حرکت قیام صرف اللہ تعالےٰ کے سامنے کیا جا سکتا ہے، عید کی طرح اجتماع صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے وغیرہ وغیرہ ۔

شرک کے ان مختلف عنوانات کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے اور وہیں اس پر تفصیلی بحث بھی کی گئی ہے ۔

آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز معاف نہیں کریگا ۔ شرک کا تو ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ دنیا ہی میں شرک سے توبہ کر کے توحید کامل اختیار کر لی جائے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔

(الفرقان ۔ ۶۸ تا ۷۰)

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے جاندار کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور وہ جو زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دُگنا کر دیا جائیگا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا مگر جو توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ) شرک کے علاوہ اللہ تعالےٰ ہر گناہ کو بخش دیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

مَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الذکر جزء ۲ صـ۳۴۷)

جو شخص مجھ سے زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ ملے لیکن اس نے میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیا ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ساتھ اس سے ملوں گا۔

(لِمَنْ يَّشَآءُ) جس کے لئے چاہے گا یعنی شرک کے علاوہ دوسرے گناہ ہر شخص کے نہیں بخشے جائیں گے بلکہ صرف اس شخص کے بخشے جائیں گے جس کے گناہ معاف کرنا اللہ چاہے گا۔ دوسرے گناہوں کی بخشش بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت اس کے قوانین مغفرت ہی کی ایک شاخ ہے اور اس کا استعمال بھی ہر ایک کے لئے یکساں ہوگا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ دو آدمیوں کے نیکی و بدی کے تمام حالات یکساں ہوں پھر ایک کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور دوسرے کو نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ناانصافی سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(قٓ ۔ ۲۹)

اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا) جس نے اللہ

کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔ اس سلسلہ میں تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

عمل

اے لوگو، شرک ہرگز نہ کیجئے۔ شرک کی بخشش کبھی نہیں ہوگی۔ دنیا کی زندگی ہی میں شرک سے توبہ کر لیجئے اور فوراً کر لیجئے ایسا نہ ہو کہ ناگہانی طور پر موت آجائے اور آپ شرک کی حالت میں مر جائیں۔

اے ایمان والو، اے توحید پر کاربند رہنے والو، اس خوش فہمی میں نہ رہئے کہ ہر شخص کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے، نہیں بلکہ صرف اسی شخص کے گناہ معاف ہوں گے جس کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کرنا چاہے گا اور اے توحید والو آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرنا چاہے گا یا نہیں اور جب یہ بات آپ کو نہیں معلوم تو کوشش کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیّت کے دائرے میں آپ آجائیں۔ گناہوں سے بچتے رہیئے اور خلوص کے ساتھ نیکیاں کرتے رہیئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ
اَنْفُسَهُمْ، بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ
يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾
اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو (بہت) مقدس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تو اللہ (کا کام) ہے کہ جس کو چاہے مقدس بنائے (انہیں اس فخر، گھمنڈ کی ضرور سزا ملے گی) لیکن ان پر کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (یعنی جرم کے مناسبت سے سزا ملے گی، کسی پر زیادتی نہیں ہوگی) ﴿۴۹﴾ (اے رسول) دیکھئے یہ لوگ کس طرح اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے رہتے ہیں اور یہ ایسا کھلا گناہ ہے کہ (ان کی شامت کے لئے) یہی کافی ہے ﴿۵۰﴾

معانی ومصادر (يُزَكُّوْنَ) (يُزَكِّيْ) زَكّٰى، يُزَكِّيْ، تَزْكِيَةٌ (باب تفعیل) پاک کرنا، مدح کرنا۔
(فَتِيْلًا) فَتَلَ، يَفْتِلُ، فَتْلٌ (ض) رسّی بٹنا (فَتِيْلٌ = بتّی، کھجور کی گٹھلی کا غلاف)۔
(مُبِيْنًا) اَبَانَ، يُبِيْنُ، اِبَانَةٌ (باب افعال) واضح کرنا، واضح ہونا، کاٹنا (مُبِيْنٌ = واضح)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ) اے رسول، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو بہت مقدّس سمجھتے ہیں (اپنے تقوٰی

اور طہارت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقدس ہیں یا نہیں۔ وہ اپنے آپ کو مقدس بنانے کی کتنی ہی کوشش کریں وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے، وہ اپنے کو مزکّی و مقدس نہیں بنا سکتے) (بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ) ہاں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے تزکّی و مقدس بنا سکتا ہے (یہ سب کچھ اس کی توفیق پر منحصر ہے، جو کچھ ہوتا ہے اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ اس کی مشیت سب کے لئے یکساں ہے۔ وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا) (وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا) اور نہ ان لوگوں کے ساتھ ذرا سی بھی ناانصافی ہوگی۔ قوانین مشیّت کے ماتحت جو شخص جس چیز کا حق دار ہوگا وہ چیز اُسے دی جائے گی۔

زہد و تقوے کے دعویداروں کو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں سخت تنبیہ کی ہے۔ کس شخص میں کتنا زہد اور تقوےٰ ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے زہد و تقویٰ کو بہت کچھ سمجھے اور وہ کچھ نہ ہو۔ محض فریب نفس ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتّقٰى ۝ (النجم ۔۳۲)

تم اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو۔ متقیوں کو وہ خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنے زہد و تقوے کو جتانے اور اس پر ناز کرنے کی ممانعت کر دی، انسان خود اپنے تقوی کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا، تقوی کا صحیح علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ کسی شخص کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں متقی ہوں، متقی وہ ہے جسے اللہ تعالےٰ متقی سمجھے لہٰذا ہر وقت اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور تقوے اور نیک عمل کی توفیق اسی سے طلب کرنی چاہئے۔ اپنے متعلق یہ کہنا کہ میں متقی ہوں گویا اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔ اس نے تو نہیں کہا کہ فلاں شخص متقی ہے (اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ) اے رسول آپ دیکھئے کہ یہ زہد و تقوے کے دعویدار کس طرح اللہ تعالےٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں (کیا اللہ تعالےٰ پر افتراء کرنا معمولی گناہ ہے (وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا) افتراء پردازی صریح گناہ ہے اور یہ صریح گناہ ہی ان کی بربادی کے لئے کافی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے زہد و تقوے کو نہ جتاؤ، اپنے کو مطہر اور مزکی نہ سمجھو، تقوی اور تزکیہ کو ناپنے کا نہ تو پیمانہ آپ کے پاس ہے اور نہ توفیق الٰہی کے بغیر آپ متقی بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے اور متقی بننے کی کوشش میں لگے رہئے۔ نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیجئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ
وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝۵۱ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ
يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝۵۲
اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ
فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝۵۳

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَآ
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ
اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾
فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ
مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ، وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ
سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ، كُلَّمَا
نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا (۵۶)

ترجمہ اور (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی سے بہرہ مند کیا گیا تھا وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ (اللہ پر) ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راستہ پر ہیں (۵۱) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ (تعالےٰ) نے لعنت کی اور جن پر اللہ لعنت کر دے تو پھر (اے رسول) آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے (۵۲) کیا ان کو بادشاہت میں سے کچھ حصّہ ملا ہے (نہیں ملا اور) اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو تل کے برابر بھی کوئی چیز نہ دیتے (۵۳) کیا یہ (ایمان دار) لوگوں سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں (قرآن مجید جیسی دولت) عطا فرمائی ہے (اس میں حسد کی کونسی بات ہے) ہم نے (اپنے فیصلہ کے مطابق پہلے بھی) آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور عظیم بادشاہت عطاء کی تھی (اور اب بھی انہیں کو عطاء کی ہے) (۵۴) ان اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس (پر ایمان لانے) سے رُکے ہوئے ہیں، (ایسے لوگوں کے لئے بطور سزا) جہنم کی دھکتی ہوئی آگ کافی ہے (۵۵) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم عنقریب ان کو دوزخ میں داخل کریں گے (پھر) جب کبھی ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم (جلی ہوئی کھال کو) دوسری کھال سے بدل دیں گے تاکہ وہ (مسلسل) عذاب کا مزہ چکھتے رہیں، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۵۶)

معانی و مصادر (جِبْت) جِبْت = بت
(طاغوت) طَغٰی، يَطْغُوْ، طُغْوٌ، طُغُوٌّ طُغْوَانٌ (ن) وطَغِيَ يَطْغٰى طَغْيٌ وطُغْيَانٌ (س) حد سے گذر جانا (طاغوت = باطل معبود، شیطان)
(نَقِيْرًا) نَقَرَ، يَنْقُرُ، نَقْرٌ (ن) مارنا، چونچ سے پھاڑنا، کھودنا (نَقِيْرٌ = گٹھلی کی پیٹھ پر تل یا نقطہ)
(سَعِيْرًا) سَعَرَ، يَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا (سَعِيْر = شعلہ)
(نَضِجَتْ) نَضِجَ، يَنْضَجُ، نَضْجٌ (س) پک جانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا) اے

رسول کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا (اتنی بڑی نعمت مل جانے کے بعد ان کا) یہ (حال ہے کہ) بُت پر اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے) کفار کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ایمان والوں سے زیادہ ہدایت کے راستہ پر ہیں (بت پرستوں کو ایمان والوں سے زیادہ حق پر سمجھتے ہیں۔ بت پرستوں کو حق پر سمجھنا بتوں پر ایمان لانے ہی کے مترادف ہے یہ شیطانی حرکت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ شیطان کے بندے بنے ہوئے ہیں اور اس کے کہنے پر چل رہے ہیں) (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ (تعالیٰ) نے لعنت کردی ہے اور (اے رسول) جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کردے آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے (اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا) کیا ان کو بادشاہت سے بہرہ مند کیا گیا ہے (کہ وہ جس کو چاہیں اپنی بخشش سے نوازیں اور جس کو چاہیں محروم کردیں) اگر ایسا ہوتا تو یہ (اتنے بخیل ہیں کہ) لوگوں کو تل کے (برابر) بھی (کوئی چیز) نہیں دیتے (یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ایمان والوں کو حکومت دے رہا ہے، اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ حکومت اور دوسری نعمتوں سے بہرہ مند کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو کیا یہ کسی کو کچھ دیتے، ہرگز نہیں اور جب یہ خود کسی کو کچھ دے نہیں سکتے تو (اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) کیا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو عطاء فرمایا ہے اس پر ان سے حسد کرتے ہیں (فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا) تو اس میں حسد کرنے کی کونسی بات ہے ہم نے پہلے بھی آلِ ابراہیم (علیہ السلام) ہی کو کتاب و حکمت دی تھی (ان کو نبوت) اور ایک بڑی سلطنت سے سرفراز فرمایا تھا (اور اب بھی یہ نعمتیں آل ابراہیم (علیہ السلام) ہی کو دی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے اور جس کو مستحق سمجھتا ہے اپنے فضل سے بہرہ مند کرتا ہے اور نا اہلی کی بناء پر جن سے چاہتا ہے اپنی نعمتوں کو چھین لیتا ہے ۔

اہل کتاب یعنی بنی اسرائیل کے حسد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(البقرۃ ۔ ۱۰۵)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہیں نہ وہ چاہتے ہیں اور نہ مشرکین کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو، حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے ۔

نبوت اور امامت کسی قوم کی جاگیر نہیں کہ ہر حال میں اس کے پاس رہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس بات کی وضاحت پہلے ہی کر دی تھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ، قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ، قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۲۴)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم کے رب نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ ان سب میں پورے اترے۔ اللہ نے کہا (اے ابراہیم) میں تم کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا) اللہ نے فرمایا (ہاں بناؤں گا) لیکن میرے اس عہد کا اطلاق ظالموں پر نہیں ہوگا۔

جب تک بنی اسرائیل اس منصب کے اہل رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق یہ منصب انہیں عطاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۲۰)

اور (اے اہل کتاب اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، اللہ کے احسان کو یاد کرو اس نے تم میں انبیاء کو مبعوث فرمایا اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دیں جو اقوام عالم میں سے کسی کو نہیں دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(الدخان ۔ ۳۲)

اور (اے رسول) ہم نے (اپنے) علم کی (بنیاد) پر بنی اسرائیل کو تمام اقوام عالم میں منتخب کیا تھا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے اپنے علم کی بنیاد پر جب تک انہیں اہل سمجھا نبوت اور حکومت سے نوازا اور اپنے علم ہی کی بنیاد پر جب انہیں اہل نہیں سمجھا تو نبوت اور حکومت ان سے چھین کر دوسری قوم کو دے دی۔

آگے فرمایا (فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ) تو ان اہل کتاب میں (سب ہی برے نہیں) بعض وہ ہیں جو اس (کتاب پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لے آئے ہیں (وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ) اور بعض وہ ہیں جو اس (کتاب اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے سے رُکے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً، مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ

(لیکن) یہ سب یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، رات کے اوقات

وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ۔ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۱۳ و ۱۱۴)

میں اللہ کی (کتاب قرآن مجید کی) آیات تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور نیکیوں کی طرف بڑی سرعت (کے ساتھ سبقت) کرتے ہیں، یہی لوگ (در اصل) صالحین میں سے ہیں۔

آگے فرمایا (وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا) جو لوگ اللہ کے دین کو قبول نہیں کرتے اُن کے لئے دھکتی ہوئی دوزخ کافی ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا) جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم عنقریب ان کو دوزخ میں داخل کریں گے (كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ) (دوزخ میں ان کی کھالیں جلیں گی اور جلتی ہی رہیں گی) جب کبھی کھالیں جل کر پک جائیں گی یا گل جائیں گی تو ہم ان کے بدلے میں ان کو دوسری کھالیں دے دیں گے تاکہ وہ مسلسل عذاب کا مزا چکھتے رہیں (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) بے شک اللہ غالب ہے، زبردست ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس غالب اور زبردست اللہ سے بچ کر یہ کافر کہاں جائیں گے۔ آخرت میں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اگر دنیا میں ان کو مہلت دے دی گئی ہے تو یہ دھوکا نہ کھائیں۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے) وہ بڑی حکمت والا ہے۔ (اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا)۔

عمل

اے لوگو، آپ اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں۔ حق و باطل میں تمیز کریں۔ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے باطل کو حق سے بہتر نہ کہیں۔ آپس کے تعلقات کی بناء پر فرقہ وارانہ مذاہب اور فقہوں کے ماننے والوں کو اصل اسلام کے ماننے والوں سے بہتر قرار نہ دیں۔ اصل اسلام پیش کرنے والوں سے محض اس بناء پر حسد نہ کریں کہ یہ سعادت ان کو کیسے مل گئی آپ بھی اصل اسلام پر ایمان لے آئیں اور فرقہ وارانہ مذاہب اور مسالک چھوڑ دیں تو اس سعادت میں آپ بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ محض حسد، ضد اور ہٹ دھرمی یا اپنی خفّت کے خیال سے حق والوں کے مقابلہ پر نہ آجائیں اور حق کو قبول کرنے سے نہ رُکیں۔ حق سے روگردانی کرنے والوں کی بہت سخت سزا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اُن کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو ہمیشہ باقی رہنے والے سایہ میں داخل کریں گے۔ ﴿۵۷﴾

معانی ومصادر (ظِلًّا) (ظَلِيْل) ظَلَّ ، يَظَلُّ ، ظَلَالَةٌ (ف) سایہ دار ہونا۔ (ظِلٌّ = سایہ۔ ظَلِيْلٌ = ہمیشہ سایہ والا)۔

تفسیر اوپر اللہ تعالےٰ نے کافروں کا انجام بتایا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نیک عمل کرنے والے مؤمنین کا انجام بتایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا) اور جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

نہروں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۔ فِيْهَآ — جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی

أَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ، وَأَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ، وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى۔

(محمد ۔ ۱۵)

صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بُو نہیں آئے گی، دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہوں گی اور صاف وشفاف شہد کی نہریں ہیں۔

آگے فرمایا (لَهُمْ فِيْهَآ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ) ان جنتوں میں ان لوگوں کے لئے پاک بیویاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ، فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ، حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ، فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ، لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ،

(الرحمٰن ۔ ۷۰ تا ۷۴)

ان میں نیک اور خوبصورت عورتیں ہوں گی (تو اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (وہ عورتیں) حوریں ہوں گی جو خیموں میں بند بیٹھی ہوں گی، تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اہل جنت سے پہلے نہ انہیں کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

آگے فرمایا (وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا) اور ہم انہیں ہمیشہ باقی رہنے والے سایہ میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ، فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ، وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ، وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ،

(الواقعہ ۔ ۲۷ تا ۳۰)

اور داہنے ہاتھ والے، کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے! وہ (وہاں) بغیر کانٹے والی بیریوں میں تہ بتہ کیلوں (میں) اور لمبے لمبے سایوں (میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا

(الرعد ۔ ۳۵)

اس کے پھل اور اس کے سائے (ہمیشہ) قائم رہنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْأَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ،

(یٰسٓ ۔ ۵۶)

وہ اور ان کی بیویاں (درختوں) کے سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ○

(المرسلٰت ۔ ۴۱)

بے شک متقی سایوں اور چشموں میں (لطف اندوز) ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ عن انسؓ جزء ۴ ص۱۲۴ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ان فی الجنۃ شجرۃ عن سہل بن سعد جزء ۲ ص۵۳۱)

جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کے سایہ کے نیچے سوار اگر سو سال چلتا رہے تو اسے قطع نہیں کر سکے گا۔

جنت کی نہروں، جنت میں ہمیشہ رہنے اور جنت کی ازواج کے سلسلہ میں تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۳۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے ایمان والو، جنت کی نعمتیں ایمان لاکر نیک عمل کرنے والوں کے لئے ہیں، لہٰذا آپ صحیح معنوں میں ایمان لاکر خوب نیک عمل کیجئے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا
الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ
بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا
بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ
بِهٖ ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۵۸﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں کے حوالہ کر دیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تم کو اچھی اچھی نصیحتیں کر رہا ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے ﴿۵۸﴾

معانی و مصادر (یَأْمُرُ) اَمَرَ، یَأْمُرُ، اَمْرٌ (ن) حکم دینا۔
(تُؤَدُّوْا) أَدّٰی، یُؤَدِّیْ، تَأْدِیَةٌ (باب تفعیل) پورا ادا کرنا۔
(نِعِمَّا) نَعِمَ، یَنْعَمُ، ونَعْمَةٌ ومَنْعَمٌ (س، ف، ن) اچھا ہونا (نِعِمَّا = اچھا)

تفسیر (اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَهْلِهَا) اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو (امانت میں خیانت نہ کیا کرو، امانت کو بعینہ واپس کر دیا کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ۔
(البقرۃ ۔ ۲۸۳)

اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے پاس اپنی امانت (بطور رہن) رکھوائے تو

امانت دار کو چاہئے کہ (قرضہ کی ادائیگی کے بعد) اس کی امانت اس کے حوالہ کر دے اور اپنے رب اللہ سے ڈرتا رہے (کہیں ایسا نہ ہو کر خیانت کر بیٹھے اور پھر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (الانفال۔ ۲۷)

(اور) اے ایمان والو اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو (یعنی جان بوجھ کر خیانت نہ کرو)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○

(المؤمنون۔۸) (المعارج۔ ۳۲)

جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔

امانت میں خیانت کرنا مسلم کی شان نہیں۔ یہ تو منافق کی علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (وفی روایۃ لمسلم اِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ) (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب خصال المنافق جزء اول ص۴۴)

منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے اور جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (ایسا آدمی منافق ہوگا) اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب

یہ چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ (۱) جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے جھوٹ بولے (۳) جب عہد کرے تو اُسے توڑ دے اور

علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق جزء اول ص۴۲)

(۴) جب لڑے تو گالی بکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ۔ یَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَۃَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَۃُ مِنْ قَلْبِہٖ فَیَظَلُّ اَثَرُھَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَکْتِ ثُمَّ یَنَامُ النَّوْمَۃَ فَتُقْبَضُ فَیَبْقٰی اَثَرُھَا مِثْلَ الْمَجْلِ کَجَمْرٍ دَحْرَجْتَہٗ عَلٰی رِجْلِکَ فَنَفِطَ فَتَرَاہُ مُنْتَبِرًا وَلَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ فَیُصْبِحُ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ فَلَا یَکَادُ اَحَدٌ یُؤَدِّی الْاَمَانَۃَ فَیُقَالُ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ اَمِیْنًا وَیُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَہٗ وَمَا اَظْرَفَہٗ وَمَا اَجْلَدَہٗ وَمَا فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ جزء ۸ ص۱۲۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانۃ جزء اول ص۷۱)

امانت لوگوں کے دلوں کے اندر نازل کی گئی، پھر لوگوں نے اس کو قرآن سے سیکھا، پھر سنت سے سیکھا (پھر اس کا دل سے نکل جانا اس طرح ہوگا کہ) آدمی ایک نیند لے گا، امانت اس کے قلب سے نکال لی جائے گی، (بس) ایک دھبہ کے مانند اس کا نشان رہ جائیگا، پھر وہ شخص ایک اور نیند لے گا تو باقی امانت بھی نکال لی جائے گی اور آبلہ جیسا ایک نشان باقی رہ جائیگا اس کی مثال ایسی ہے جیسے تم کوئی انگارا اپنے پاؤں پر لڑکاؤ اور وہ جل کر پھول جائے اور تمہیں ابھرا ہوا نظر آئے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہ ہو (ایسے زمانہ میں) لوگ خرید وفروخت کریں گے لیکن امانت ادا کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگ (تعجب سے) کہیں گے فلاں قبیلہ میں فلاں شخص امانت دار ہے اور کیسا عقلمند، کیسا ظریف اور کتنا قوی وصابر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ امانت دل میں ہوتی ہے۔ جب امانت دل سے نکل جاتی ہے تو نفاق کی ایک خصلت دل میں داخل ہوجاتی ہے ایسی حالت میں دل کے اندر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔

امانت کی ادائیگی کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ) اور جب تم لوگوں کے مابین فیصلہ کیا کرو تو انصاف سے کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ

اے ایمان والو اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝
(النسآء۔ ۱۳۵)

گواہی دیا کرو خواہ گواہی تمہارے یا (تمہارے) والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے، اگر کوئی شخص غنی ہے یا فقیر (اس کی خیر خواہی میں جھوٹی گواہی نہ دو) اللہ (تم سے) زیادہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے لہذا (اے ایمان والو) تم خواہشات کی پیروی نہ کرنا (ایسا نہ ہو) کہ تم ناانصافی کر بیٹھو اور (اے ایمان والو) اگر تم نے (سچی گواہی کو) چھپایا، یا (گواہی دینے سے) اعراض کیا تو (پھر سمجھ لو کہ تمہیں اللہ کے پاس آنا ہے) اللہ تمہارے تمام کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (وہ تمہیں تمہارے بُرے اعمال کی سزا دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
(المآئدۃ۔ ۸)

اے ایمان والو (محض) اللہ (کی رضاء) کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کیا کرو، یہی تقوے کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى
(الانعام۔ ۱۵۳)

اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ شخص (جس کو انصاف کی بات کہنے سے نقصان پہنچ رہا ہے) تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (ناانصافی کی بات منہ سے نکالنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

(اور اے ایمان والو) اللہ انصاف کا، احسان کا اور رشتہ داروں کو (مالی امداد)

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○
(النحل ۔ ۹۰)

دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بُری بات اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے۔ (اے ایمان والو) اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم (ان باتوں کا خاص) خیال رکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ، فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○
(الحجرٰت ۔ ۹)

اور (اے ایمان والو) اگر مؤمنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور (دیکھو ہر حال میں) انصاف ہی کیا کرو، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔
(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل جزء ۲ ص ۱۲۴)

بے شک انصاف کرنے والے جو اپنے حکم میں، اپنے اہل وعیال میں اور رعایا میں انصاف کرتے ہیں اللہ کے نزدیک رحمٰن عزوجل کے سیدھے ہاتھ کی طرف نور کے منبروں پہ ہوں گے اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ سیدھے ہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ) اللہ تعالےٰ تم کو اچھی اچھی نصیحتیں کر رہا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا) بے شک اللہ تعالےٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (اور اے ایمان والو اگر تم نے مقدمات میں ناانصافی کی تو اللہ تعالےٰ تمہارے فیصلہ کو سن لیگا اور اگر تم امانت میں خیانت کروگے تو خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری اس پوشیدہ حرکت کو بھی دیکھ لے گا، پھر وہ تمہیں ان غلط کاریوں کی سزا دیگا)۔

عمل

اے لوگو، امانت میں خیانت نہ کیا کیجئے۔ امانت کو بجنسہ واپس کر دیا کیجئے۔
اے لوگو، جب آپ فریقین میں فیصلہ کیا کریں تو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کیجئے
کسی کی رورعایت نہ کیا کیجئے خواہ وہ آپ کا عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى
الْاَمْرِ مِنْكُمْ، فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ
الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے امیر ہوں (ان کی اطاعت کرو) پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی احسن ہے ﴿۵۹﴾

معانی و مصادر (تَاْوِيْلًا) اَوَّلَ يُؤَوِّلُ تَاْوِيْلٌ (باب تفعیل) لوٹانا، تفسیر کرنا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :۔

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ ابْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ ص۵۷ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۲۹)

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا تھا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو امیر ہوں ان کی اطاعت کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین اطاعتوں کا حکم دیا۔

(۱) اللہ تعالےٰ کی اطاعت

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور

(۳) امیر کی اطاعت

پہلی دو اطاعتوں کے ساتھ "اَطِیْعُوْا" کا لفظ استعمال کیا، تیسری اطاعت کے ساتھ "اَطِیْعُوْا" کا لفظ استعمال نہیں کیا گویا پہلی دو اطاعتیں مستقل اطاعتیں ہیں، دائمی اطاعتیں ہیں، تیسری اطاعت نہ مستقل بالذات ہے اور نہ دائمی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے خالق اور مالک ہونے کی حیثیت سے اسی کا حق ہے کسی دوسرے کو اپنی اطاعت کرانے کا کوئی حق نہیں۔

رسول کی اطاعت اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرض ہے یعنی جس کا حق ہے وہی حکم دے رہا ہے کہ میرے رسول کی اطاعت کرو لہٰذا یہاں نہ حق تلفی کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ شرک فی الاطاعت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النسآء ۔ ۶۴)

اور (اے رسول) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

رسول بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ رسول اپنی اطاعت خود نہیں کرواتا بلکہ رسول کی اطاعت اللہ تعالےٰ کرواتا ہے۔ رسول اللہ کا نمائندہ ہوتا

ہے لہٰذا وہ وہی کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○
(النجم۔۳و۴)

رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، وہ جو کچھ کہتا ہے وحی ہوتی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

جب رسول اپنی طرف سے کچھ کہتا ہی نہیں بلکہ وہ صرف وہی بات کہتا ہے جس کے کہنے کا اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے یا وحی ہوتی ہے تو پھر اس کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا
(النسآء۔۸۰)

جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور (اے رسول) جو شخص (آپ کی فرمانبرداری سے) منہ موڑے تو ہم نے آپ کو ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا (کہ آپ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں)۔

مندرجہ بالا مباحث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔
مندرجہ بالا مباحث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہوتا ہے یعنی احادیث میں جو احکام ہیں وہ دراصل اللہ تعالےٰ ہی کے احکام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام جو احادیث میں محفوظ ہیں ان احکام میں اور اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکام میں صرف لفظی فرق ہے۔ حقیقی فرق کچھ نہیں لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ قرآن مجید میں جو احکام ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے احکام ہیں اور احادیث میں جو احکام ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے احکام نہیں۔ احادیث میں جو احکام ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے احکام ہیں۔

آگے اللہ تعالےٰ نے مسلم امیروں کی اطاعت کا حکم دیا لیکن ان کی اطاعت کو غیر مشروط طور پر فرض نہیں کیا بلکہ (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ) کہہ کر ان سے اختلاف کو جائز رکھا اور اس اختلافی بات کو (فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) فرما کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امیر کی ایسی کوئی بات نہیں مانی جائے گی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو۔

یہ حکم (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) اگرچہ شانِ نزول کے لحاظ سے امیر سے اختلاف کرنے کے متعلق ہے لیکن حکم اس کا عام ہے۔ تمام مسلمین کو چاہئے کہ جب

آپس میں اختلاف ہو تو فیصلہ کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کریں۔

امیر کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امیر کی اطاعت پر بہت زور دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ (وفی روایۃ لمسلم وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ) (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرسول واولی الامر منکم جزء ۹ ص۷۷ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۲۹)

جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے درحقیقت میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے درحقیقت میری ہی نافرمانی کی۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ کَاَنَّ رَاْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام جزء ۹ ص۷۸)

سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کے برابر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَیْکَ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ فِیْ عُسْرِکَ وَ یُسْرِکَ وَمَنْشَطِکَ وَمَکْرَھِکَ وَاُثْرَۃٍ عَلَیْکَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳)

تم پر (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا لازم ہے، اپنی مشکل میں بھی اور اپنی آسانی میں بھی، اپنی خوشی میں بھی اور اپنی ناخوشی میں بھی اور ایسی صورت میں بھی کہ تم پر دوسرے کو ترجیح دی جائے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ خَلِیْلِیْ اَوْصَانِیْ اَنْ اَسْمَعَ وَاُطِیْعَ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْاَطْرَافِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳)

مجھے میرے خلیل (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی ہے کہ میں (امیر کا حکم) سنوں اور اس کی اطاعت کروں خواہ (وہ امیر) ہاتھ پاؤں کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:۔

لَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص ۱۳)

اگر تم پر کسی غلام کو بھی امیر بنا دیا جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء جزء ۲ ص ۱۳۴)

(امیروں کی) بات سنو اور اطاعت کرو ان کا بار ان پر ہے اور تمہارا بار تم پر ہے (وہ اپنے فرائض کے متعلق پوچھے جائیں گے اور تم اپنے فرائض کے متعلق پوچھے جاؤ گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ لِلْاَمِيْرِ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَ اُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزء ۲ ص ۱۳۵)

امیر کا حکم سنو اور مانو اور اگر تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں اور تمہارا مال چھین لیا جائے پھر بھی سنو اور اطاعت کرو۔

الغرض امیر ظلم و زیادتی کرے پھر بھی امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ امیر کی نافرمانی کرنا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونہا جزء ۹ ص ۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باالامر بلزوم الجماعۃ جزء ۲ ص ۱۳۶ واللفظ للبخاری)

جس شخص کو امیر کی کوئی بات ناگوار گذرے تو اسے صبر کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی امیر (کی اطاعت) سے باہر ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً وَ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا۔

میرے بعد عنقریب تم دیکھو گے (کہ دوسروں کو تم پر) ترجیح (دی جائے گی) اور تم ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا سمجھو گے۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا:۔

فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟

اے اللہ کے رسول تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَدُّوْا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔

ان کا حق ان کو دو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونھا جزء۹ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء جزء۲ ص۱۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول جزء۲ ص۱۳۲)

ان کا حق ان کو دو اس لئے کہ جو ذمہ داری ان کو سونپی گئی ہے اس کے متعلق اللہ خود ان سے باز پرس کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونھا جزء۹ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء۲ ص۱۳۶)

جو شخص امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اُسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء۲ ص۱۳۶)

جس نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس کی گردن میں بیعت نہیں تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَاِنَّ

جماعت کو لازم پکڑو اور افتراق سے بچو اس لئے

الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الفتن باب لزوم الجماعۃ جزء۲ ص۹۶)

کہ شیطان ایک (آدمی) کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دور رہتا ہے اور جو شخص جنت کے وسط کا خواہشمند ہے اُسے چاہئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰهُ اَمَرَنِیْ بِهِنَّ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ (رواہ الترمذی عن الحارث وصححہ فی ابواب الامثال جزء۲ ص۲۹۶)

میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، ان پانچ چیزوں کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے: (امیر کا حکم) سننا، اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا، اور جماعت (سے چمٹے رہنا) کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا اُس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ واپس لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذِی الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ الحاکم عن جبیر وسندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۸۷ ورواہ الحاکم عن النعمان ابن بشیر وسندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۸۸)

تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو خالص اللہ کے لئے کرنا، امیروں کی اطاعت کرنا اور جماعت المسلمین سے چمٹے رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْاِمَارَةَ لَقِیَ اللّٰهَ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ الحاکم عن حذیفۃ وسندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۱۱۹)

جس نے جماعت چھوڑی اور امارت کی توہین کی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی حجت نہیں ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ حَتّٰى يُرَاجِعَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامُ

جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ نکال دیا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس پر جماعت کا امیر

جَمَاعَةٍ فَاِنَّ مَوْتَتَهٗ مَوْتَةٌ الْجَاهِلِيَّةِ
(رواہ الحاکم عن ابن عمرو سندہ صحیح
المستدرک جزء اول ص۷۷)

نہیں تھا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ۔
(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر
اذا لم تکن جماعۃ جزء ۹ ص۶۵ وصحیح مسلم
کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ ص۱۳۵ ج۲)

جماعت المسلمین اور اس کے امام سے چمٹے رہنا۔

الغرض امیر کی اطاعت کی بہت سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ امیر کی نافرمانی سے بہت ڈرایا گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ امیر کی اطاعت مستقل اطاعت نہیں ہے بلکہ مشروط اطاعت ہے۔ اگر وہ کسی ایسے کام کا حکم دے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اس کا حکم نہیں مانا جائیگا، اس کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ ایسی صورت میں اس کا حکم ماننا حرام ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ جزء ۹ ص۸ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ جزء ۲ ص۱۳۱)

ہر مسلم شخص پر (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا لازم ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا ناپسند ہو جب تک اُسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ (امیر کا حکم) سُنا جائے اور نہ (اس کی) اطاعت کی جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِيْ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَّاَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر ایک انصاری کو امیر بنا دیا۔ آپ نے اہل لشکر کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔ وہ (کسی بات پر) ان سے خفا ہوگیا۔ اس نے کہا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم نہیں دیا کہ میری اطاعت کرنا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔

دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ) (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع و الطاعة للامام مالم تکن معصیة جزء ۹ ص۸۳ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة جزء ۲ ص۱۳۱ واللفظ للبخاری)

اس نے کہا میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ جب تم لکڑیاں جمع کرلو اور آگ جلالو تو تم اس آگ میں داخل ہو جانا۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں پھر آگ جلائی پھر جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو (ہر ایک) کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا ان میں سے بعض نے کہا: ہم نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آگ سے بچنے ہی کے لئے کی ہے تو کیا اب ہم آگ میں داخل ہو جائیں۔ وہ اسی (گفتگو) میں (مشغول) تھے کہ وہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو اس میں سے کبھی نہیں نکلتے۔ اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف معروف (یعنی اچھے) کاموں میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَلَ كَانَ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرٌ وَإِنْ يَأْمُرْ بِغَيْرِهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب یقاتل من وراء الامام جزء ۶ ص۴۵ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب فی الامام اذا امر بتقوی الله جزء ۲ ص۱۳۲ واللفظ لمسلم)

امام (رعایا کے لئے) ڈھال ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے (یعنی اس کی سپہ سالاری میں) جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ (دشمن سے، انتشار سے، بدنظمی سے بداعمالی وغیرہ سے) بچا جاتا ہے تو اگر وہ اللہ عزوجل کے تقویٰ کے ساتھ حکم دیگا اور عدل کریگا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اگر اس کے علاوہ کسی اور کام کا حکم دیگا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت (جائز)

(رواہ البغوی فی شرح السنۃ وسندہ صحیح۔ نہیں۔
التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۱۰۹۲)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں امیر کی اطاعت کی جائے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں امیر کی اطاعت نہ کی جائے۔

امیر سے اس کی امارت کے معاملہ میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کیا جائے سوائے اس صورت کے کہ وہ نماز چھوڑ دے یا اور کوئی صریح کفر کا کام کرے جس کو کفر کہنے کے لئے مامور کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل موجود ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَ يُحِبُّونَكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ۔

تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے لئے دعاء کرو اور وہ تمہارے لئے دعاء کریں۔ تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا:۔

يَارَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ (وفی روایۃ بِالسَّيْفِ) عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلٰوةَ أَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَأْتِي شَيْئًا مِّنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةٍ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب خیار الائمۃ وشرارھم جزء ۲ ص ۱۳۸)

اے اللہ کے رسول، کیا ہم ایسی حالت میں انہیں تلوار سے نہ ہٹا دیں۔ فرمایا نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں، نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار جس شخص پر (کوئی) حاکم ہو اور وہ حاکم کو گناہ کرتے دیکھے تو اس گناہ سے کراہت کرے لیکن اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَآءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِيَ وَتَابَعَ

تم پر بعض ایسے امیر مقرر کئے جائیں گے جن کی بعض باتوں کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے تو جس شخص نے ان کی (بُری) باتوں سے کراہت کی وہ بری ہو گیا اور جس شخص نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو شخص ان سے

راضی ہوگیا اوران کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوگیا)

صحابہ کرام نے پوچھا:۔
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا نُقَاتِلُھُمْ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
لَا مَا صَلَّوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب الانکار علی الامراء فیما یخالف الشرع جزء۲ ص۱۳۷)

کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟

نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا امیر کے ہر بُرے کام کو برداشت کیا جائے سوائے ترک نماز کے۔ جب وہ نماز چھوڑے تو اس سے جنگ کرے، اور اگر وہ ترک نماز کے علاوہ کوئی اور گناہ کا کام کرے تو اس کی اطاعت کرتا رہے، اس کی نافرمانی نہ کرے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
دَعَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاہُ فَقَالَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ بَایَعَنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَکْرَھِنَا وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَۃً عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونھا جزء۹ ص۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃٍ جزء۲ ص۱۳۲)

ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہم نے آپ سے بیعت کی تو آپ نے ہم سے جن باتوں کی بیعت لی ان میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ ہم (امیر کا حکم) سُنیں اور اطاعت کریں، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی، تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی اور اس حالت میں بھی کہ (دوسروں کو) ہم پر ترجیح دی جائے اور یہ کہ امیر سے امارت کے سلسلہ میں جھگڑا نہ کریں سوائے اس صورت کے کہ تم ان کو ایسا کفر صریح کرتے دیکھو جس کو کفر قرار دینے کے لئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل موجود ہو۔

الغرض ہر حالت میں امیر کی اطاعت کرنی ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے۔ امیر کی تمام برائیوں پر صبر کرنا ہے، اس کا ساتھ دینا ہے، اس کی اطاعت کرنا ہے، اس کو برقرار رکھنا ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ نماز چھوڑ دے یا اور کوئی صریح کفر کا ارتکاب کرے۔

امارت کے سلسلہ میں مزید یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص امیر سے جھگڑتا ہے، مندرجہ بالا دو وجوہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے اور اسکو اس کے منصب امارت سے ہٹانے کی کوششیں کرتا ہے

تو اُسے قتل کردو خواہ وہ کوئی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اذا بویع لخلیفتین جزء۲ ص۱۳۷)

جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے (یعنی بعد والے) کو قتل کردو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهٗ سَتَكُوْنُ هُنَاتٌ وَّهُنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ۔ (وفی روایۃ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ) فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین وھو مجتمع جزء۲ ص۱۳۶)

عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے تو جو شخص اس امت کے امر میں رخنہ ڈالنا چاہے ایسی حالت میں کہ وہ متفق ہو یا طاقت کو منتشر کرنا چاہے یا تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالنا چاہے اس حالت میں کہ تم ایک شخص کی امارت پر متفق ہو تو تلوار سے اس کی گردن اڑا دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

الغرض اسلام کا اجتماعی و سیاسی نظام بیحد مضبوط و مربوط ہے۔ اگر امت اس پر سختی سے کاربند رہتی تو اللہ تعالےٰ نے جو وعدے کئے تھے وہ یقیناً پورے ہوتے۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) اگر تم میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس مختلف فیہ مسئلہ کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ امیر اور مامور کے مابین اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس اختلاف کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا کر فیصلہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام دائمی اور فیصلہ کن ہیں۔ ان سے اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد قرآن مجید اور احادیث نبوی ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کو ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اگر فیصلہ کیا جائے تو تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور جب اختلافات ختم ہو جائیں تو فرقے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ فرقوں کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ ان فرقوں نے قرآن مجید اور حدیث نبوی کی طرف رجوع نہیں کیا اور اگر کیا تو ہٹ دھرمی اور آپس کی ضد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کیا بلکہ اپنے اختلاف پر اڑے رہے۔ انہوں نے وہی کیا جو گذشتہ امتوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ (لم یکن الذین کفروا ۔۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔

(الشوریٰ ۔ ۱۴)

اور (اے رسول) لوگ متفرق نہیں ہوئے مگر آپس کی ضد میں اور وہ بھی اس وقت جب ان کے پاس علم آچکا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ، فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔

(البقرۃ ۔ ۲۱۳)

(پہلے) سب لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ (ان میں کوئی فرقہ نہیں تھا) پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنالئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بناکر (ان کی اصلاح کے لئے) بھیجا اور ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ اختلاف بھی محض آپس کی ضد میں آکر ان لوگوں نے کیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی۔

آگے فرمایا (اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں قرآن مجید اور حدیث نبوی کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ صرف تقاضا ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا فرض ہے۔ جو لوگ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے وہ اس فرض کے تارک ہیں اور جو لوگ ایسا کرنا ضروری نہیں سمجھتے وہ اس آیت کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہ ماننا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کھلے دلائل مل جانے کے بعد بھی اپنے اختلاف پر جمے رہنا ایمان کے منافی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت زبانی دعویٰ اور فریب نفس کے علاوہ کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا) {اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرنا} یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی یہی اچھا ہے {اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرنے سے اختلافات ختم ہوجاتے ہیں، فرقہ بندی کا استیصال ہوجاتا ہے اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا ہوجاتی ہے، قوت بحال ہوجاتی ہے، دشمن مرعوب ہوجاتا ہے اور آخرت میں بھی فلاح نصیب ہوتی ہے اور جس کام سے دین و دنیا کی فلاح نصیب ہو وہ اچھا نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا}۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کیجئے ، رسول کی اطاعت کیجئے اور اپنے امیر کی (اطاعت کیجئے) اور اگر کسی معاملہ میں آپ میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائیے ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ
اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ
اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ،
وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ
ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝٦٠ وَاِذَا قِيْلَ
لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ

يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾
فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ
بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ
جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ
أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾
أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا
فِى قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ
قَوْلًۢا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور (ان کتابوں پر بھی ایمان لائے) جو آپ سے پہلے نازل کی گئی تھیں (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ (اپنے مقدمات کو) فیصلہ کے لئے طاغوت کے پاس (لے) جائیں حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں لیکن شیطان (ان پر غالب ہے اور وہ) یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہی میں بہت دور لے جاکر ڈال دے (۶۰) اور (اے رسول) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے اور (اس کے) رسول کی طرف (آؤ) تو آپ ان منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے بڑی سختی سے گریز کرتے ہیں (۶۱) پھر جب ان کے اعمال کی سزا میں ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو ان کی حالت کیسی (عجیب وغریب) ہوتی ہے۔ اس وقت (اے رسول) یہ (بھاگے ہوئے) آپ کے پاس آتے ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کھا کر آپ سے کہتے ہیں کہ ہماری نیت سوائے بھلائی اور موافقت کے اور کچھ نہیں تھی (۶۲) (اے رسول، یہ جھوٹ بولتے ہیں) جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے، آپ ان سے اعراض کیجئے، انہیں نصیحت کرتے رہیئے اور ان کی جانوں کے معاملہ میں اُن سے ایسی بات کہیئے جو (ان کے) دل میں اتر جائے (۶۳)

معانی ومصادر (یَزْعُمُوْنَ) زَعَمَ، یَزْعُمُ زَعْمٌ و مَزْعَمٌ (ف،ن) دعویٰ کرنا۔
(یَتَحَاکَمُوْ) تَحَاکَمَ یَتَحَاکَمُ تَحَاکُمٌ (باب تفاعل) مقدمہ کو حاکم کے پاس لے جانا۔
(یَصُدُّوْنَ) (صُدُوْدًا) صَدَّ، یَصُدُّ، صَدٌّ و صُدُوْدٌ (ن) رُکنا۔
(عِظْهُمْ) وَعَظَ، یَعِظُ، وَعْظٌ، عِظَةٌ (ض) نصیحت کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ایک قبیح خصلت کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ) اے رسول، کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی تھیں، (لیکن ان کا حال یہ ہے کہ) (يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مقدمات کو فیصلے کے لئے طاغوت کے پاس لے جائیں (اور جو فیصلہ وہ کرے اس کو مان لیں) (وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ) حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانیں اور کسی دوسرے کے فیصلہ کو نہ مانیں۔ تمام مقدمات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق تسلیم کریں جو اس کے خلاف ہو اس کا انکار کردیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کے ایمان کا دعویٰ سراسر فریب ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَقُولُونَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(النور۔ ۴۷)

اور (اے رسول) منافق کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم اطاعت کریں گے، پھر اس (اقرار کے بعد) ان میں سے ایک جماعت (احکام الٰہی سے) منہ موڑ لیتی ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔

آگے فرمایا (وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا) (یہ شیطان کے بہکائے میں آ گئے ہیں) اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر گمراہی میں بہت دور لے جا کر چھوڑ دے (وہ گمراہی میں اتنی دور پہنچ جائیں کہ پھر وہاں سے واپسی مشکل ہو جائے) (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا) اور جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ فیصلہ کے لئے اس (شریعت) کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف آؤ (جو منزل من اللہ شریعت کی روشنی میں فیصلہ کر دیں تو اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کی طرف آنے سے گریز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۔

(النّور۔ ۴۸)

اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (اللہ کے رسول) انکے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک جماعت روگردانی کرتی ہے۔

یہ ایمان والوں کی صفت نہیں ہے۔ ایمان والوں کی صفت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ فوراً اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

(النور۔ ۵۱)

مؤمنین کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف (اس لئے) بلایا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان کا بس یہ قول ہونا چاہئے کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

کیونکہ منافقین اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع نہیں کرتے لہذا ان کے ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

آگے فرمایا (فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا) اے رسول پھر جب ان کی بداعمالی کی

وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو ان کی حالت کیسی (عجیب وغریب) ہوتی ہے۔ یہ (دوڑے ہوئے) آپ کے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر اپنی خیر خواہی جتاتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ ہمارے اس عمل میں جس کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے) ہماری نیت اچھی تھی (ہم نے برائی کی نیت سے یہ کام نہیں کیا تھا بلکہ) ہم نے موافقت اور صلح کی نیت سے یہ کام کیا تھا۔ (آپ ہمیں معاف کر دیں)۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ) اے رسول اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے۔ (یہ زبان سے اپنی خیر خواہی اور نیک نیتی کا اظہار کر رہے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔ ان کے دل اسلام کی دشمنی سے معمور ہیں اور یہ چیز اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے اعراض کر رہا ہے، ان کو کسی فوری سزا میں نہیں پکڑتا) (فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ) تو اے رسول، آپ بھی ان (کی حرکتوں) سے اعراض کریں (وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِیْ اَنْفُسِھِمْ قَوْلًا بَلِیْغًا) ان کو نصیحت کرتے رہیں اور ان کی جانوں کے معاملہ میں ان کو اس طرح سمجھائیں کہ ان کے دل میں اتر جائے (وہ راہ راست پر آجائیں اور ان کی جانیں دوزخ میں جلنے سے بچ جائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے اختلافات کے فیصلہ کے لئے قرآن مجید اور احادیث نبوی کی طرف رجوع کیا کیجئے۔

قرآن مجید اور حدیث نبوی کے علاوہ جس کسی چیز کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کیا جائے وہ طاغوت ہے۔ طاغوت کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، آپ منافقین کی طرح نہ ہو جائیے کہ قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کریں لیکن اپنے اختلاف میں ان کو حکم نہ مانیں۔ ایسا نہ کیجئے کہ آپ اپنے اختلاف پر جمے رہیں اور قرآن مجید اور حدیث نبوی کے فیصلہ کو نہ مانیں۔

اے ایمان والو، جب آپ سے کہا جائے کہ آئیے قرآن مجید اور حدیث نبوی سے فیصلہ کرائیں تو آپ فوراً اسے تسلیم کر لیا کیجئے اور پھر اس پر عمل کرتے ہوئے قرآن مجید اور حدیث نبوی سے جو فیصلہ ملے اُسے برضاء ورغبت قبول کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، ایسا نہ کیا کیجئے کہ اپنے مطلب کی احادیث کو تو آپ تسلیم کریں اور جن احادیث سے آپ کی مطلب براری نہ ہوتی ہو بلکہ وہ آپ کے مفاد اور آپ کے مذہب کے خلاف ہوں تو انہیں احادیث الخصوم کہہ کر ٹال دیں۔ نہیں تمام احادیث نبوی کو

آپ کی ہیں آپ کو سب پر عمل کرنا ہے اور سب کو حجت ماننا ہے۔ آپ کا ایمان منزل من اللہ پر ہے نہ کہ علماء
ومشائخ کے اجتہادات پر، لہٰذا جس چیز پر ایمان ہے اسی پر عمل بھی کیجئے اور اپنے مذہب اور طریقت کو
چھوڑ دیجئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَلَوْ اَنَّهُمْ
اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آتے، پھر وہ خود بھی اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش کی دعاء کرتے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا پاتے ﴿٦٤﴾

تفسیر اوپر منافقین کی قبیح حرکات کا ذکر تھا وہ معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آتے تھے بلکہ کسی دوسرے شخص کے پاس جس سے انہیں امید ہوتی تھی کہ فیصلہ ان کے حق میں کر دیگا چلے جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ان کو چاہئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ان کے فیصلہ کو

مانتے اور یہ سمجھ کر مانتے کہ ان کے فیصلہ کو ماننا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اگر رسول کے فیصلہ کو نہ مانا جائے اور اس کی اطاعت نہ کی جائے تو پھر رسول کے بھیجنے کا مقصد ہی کچھ نہیں رہتا۔ اطاعت کا اصل مستحق اللہ تعالےٰ ہے اور جب اسی نے حکم دے دیا کہ رسول کی اطاعت کی جائے تو اب رسول کی اطاعت سے فرار کی کوئی صورت نہیں سوائے کفر اور نفاق کے۔ منافقین کو سوچنا چاہیئے کہ ان کی روش کس قدر غلط ہے (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا) (اے رسول اگر یہ اب بھی اپنی اس غلط روش سے باز آجائیں) اور اپنی جانوں پر جو ظلم کر بیٹھے ہیں (اس کی تلافی کے لئے) آپ کے پاس آجائیں، پھر اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگیں اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) سے معافی طلب کریں تو وہ اللہ (تعالیٰ) کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے (اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے، اگر بندے توبہ کریں تو اللہ تعالےٰ اپنے رحم وکرم سے ان کو معاف کر دیگا)۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہے۔ بندے کی اطاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم یا اس کی اجازت شرط ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے کی اطاعت کے متعلق حکم یا اجازت نہیں تو اس بندے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ اطاعت اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہذا جب تک وہ خود کسی بندے کی اطاعت کے متعلق حکم یا اجازت نہ دے اس بندے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص کسی بندے کو خود اپنا مطاع بنا لیتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالےٰ کے حق میں اسے شریک کرتا ہے۔ یہ ایک قسم کا شرک ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے اور یہ سمجھ کر کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے۔ آپ اس حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو اس کی اطاعت کیجئے اور اس کے حکم سے اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت بھی کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ نے اپنی خواہش کی بناء پر یا اپنے مذہب کی وجہ سے یا اپنے مولوی اور پیر کے کہنے کی وجہ سے احادیث صحیحہ سے اعراض کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور ان کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے تو اب بھی وقت ہے۔ آپ اپنی غلطی کی معافی مانگیئے۔ اللہ تعالےٰ تواب اور رحیم ہے وہ اپنے رحم وکرم کی صفت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کی غلطی کو معاف کر دے گا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى
يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ
لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کے رب کی قسم، لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حکم نہ مان لیں پھر جو کچھ فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ برضاء ورغبت اُسے تسلیم کریں ﴿٦٥﴾

معانی ومصادر (یُحَکِّمُوْا) حَکَّمَ، یُحَکِّمُ تَحْکِیْمٌ (باب تفعیل) منصف ماننا۔
(شَجَرَ) شَجَرَ، یَشْجُرُ، شَجْرٌ، شُجُوْرٌ (ن) جھگڑا کرنا۔
(حَرَجًا) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا۔

شانِ نزول حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَیْرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شِرَاجِ الْحَرَّۃِ الَّتِیْ یَسْقُوْنَ بِہَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ سَرِّحِ الْمَاءَ یَمُرُّ فَاَبٰی عَلَیْہِ، فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَیْرِ: اَسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ

ایک انصاری شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حرّہ کی ایک نہر کی بابت جس سے لوگ کھجور کے درختوں کو سینچتے تھے زبیر سے جھگڑا کیا انصاری نے کہا! تم پانی سینچ لیا کرو مگر وہ بہتا رہے (اس کو روکو نہیں) زبیر نے انکار کر دیا۔ پھر دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمہ پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

إِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ : اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ (وَفِي رِوَايَةٍ فَاسْتَوْعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ اَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْاَنْصَارِيِّ فَلَمَّا اَحْفَظَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيْحِ الْحُكْمِ) فَقَالَ الزُّبَيْرُ إِنِّي لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اُنْزِلَتْ فِي ذٰلِكَ) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب سکر الانہار جزء ۳ ص ۱۲۵ وباب شرب الاعلیٰ الی الکعبین جزء ۳ ص ۱۲۶ و باب اذا اشار الامام بالصلح جزء ۳ ص ۲۴۵ وروی مسلم فی کتاب الفضائل فی باب وجوب اتباعه الاعبارۃ فی القوسین جزء ۲ ص ۳۳۷)

وسلم نے زبیر سے فرمایا! اے زبیر تم پانی سینچ لیا کرو پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دیا کرو۔ (اس فیصلہ پر) انصاری کو غصہ آگیا۔ اس نے کہا: یہ فیصلہ آپ نے اس لئے کیا ہے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ آپ نے فرمایا! اے زبیر تم سینچو پھر پانی کو روک لو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔ عروہ کہتے ہیں! اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو ان کا پورا حق دلا دیا اور پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو ایسی رائے دی تھی جس میں ان کے اور انصاری کے لئے آرام تھا مگر جب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا تو آپ نے زبیر کو صریح حکم میں ان کا حق ان کو پورا دے دیا۔ زبیر کہتے ہیں اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی! فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم میں نہیں ہے)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) اے رسول، لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حکم نہ مان لیں یعنی جب تک وہ اپنے تمام اختلافات میں آپ کی طرف رجوع نہ کریں (ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ) پھر جو فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ دل کی خوشی کے ساتھ اسے مانیں (وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) اور برضاء و رغبت اسے تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلٰى مؤمنین کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ جب انہیں

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(النور ۔ ۵۱)

اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے سُن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

(الاحزاب ۔ ۳۶)

کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اس بات کے سلسلہ میں انہیں کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

فیصلہ ہر حاکم اور قاضی کا ماننا پڑتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر فریق حاکم یا قاضی کے فیصلہ کو دل سے بھی تسلیم کرے، دل میں حاکم یا قاضی کے فیصلہ سے کوئی انقباض یا بے چینی نہ ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی کیفیت دوسری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل سے ماننا پڑتا ہے۔ کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو اس حالت میں نہ مانے کہ اس کے دل میں کسی قسم کا انقباض یا تنگی نہ ہو، نہ کوئی تذبذب ہو اور نہ پس و پیش۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل کی خوشی سے مانے بغیر کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کیوں نہ کرے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر کہ جب ان کے سامنے کوئی صحیح حدیث پیش کی جاتی ہے جس کی صحت کو وہ تسلیم کرتے ہیں لیکن کیونکہ وہ ان کے مذہب کے خلاف ہوتی ہے تو دل کی تنگی سے ماننا تو کجا اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اپنے مذہب پر اڑے رہتے ہیں، وہ خود سوچیں کہ ایسی حالت میں وہ مؤمن رہتے ہیں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ تمام مسائل میں جن میں اختلاف چلا آ رہا ہے وہ حدیث کے فیصلہ کو برضاء و رغبت مان لیتے اور اختلاف ختم کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو نہ اختلاف باقی رہتا اور نہ یہ فرقے باقی رہتے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ فرقے وجود میں ہی نہ آتے۔ اس آیت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کا نتیجہ وہی نکلتا جو فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النسآء (۵۹) پر عمل کرنے کا نتیجہ نکلتا لیکن افسوس کہ ان دونوں آیتوں پر عمل نہیں ہوا اور نتیجہ وہ نکلا جو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے خلاف تھا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ کو برضاء و

رغبت مانیئے۔ جب کوئی صحیح حدیث آپ کے سامنے آئے جو آپ کے نظریہ کے خلاف ہو یا آپ کے مذہب کے خلاف ہو یا آپ کے آبائی دستور ورواج کے خلاف ہو تو حدیث کو مانیئے۔ اپنے نظریہ کو خیرباد کہہ دیجئے، اپنے مذہب کو چھوڑ دیجئے اور اپنے رسم ورواج کو توڑ دیجئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ مؤمن ہیں اور اگر آپ ایسا نہ کریں تو اپنے ایمان کی خیر منائیے، اللہ تعالےٰ نے تو اپنی قسم کھا کر ایسے لوگوں کے ایمان کی نفی کر دی۔ آپ ان لوگوں میں نہ ہو جائیے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ
تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ
النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان (احکام) پر کوئی عمل نہ کرتا سوائے چند لوگوں کے (حالانکہ اللہ کا حکم کیسا ہی ہو اس پر عمل کرنا ہی ایمان کی شان ہے) اور اگر یہ لوگ اس نصیحت پر عمل کرتے جو ان کو کی جا رہی ہے تو ان کے حق میں بہتر بھی ہوتا اور زیادہ ثابت قدمی کا باعث ہوتا (۶۶) اور اس صورت میں ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم بھی عطا کرتے (۶۷) اور ان کو صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے (۶۸) اور جو شخص بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو ایسے لوگوں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین کی اور ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی رفاقت ہے (۶۹) یہ فضل ہے جو اللہ کی طرف سے عطاء ہوتا ہے اور (وہی خوب جانتا ہے کہ اپنا فضل کس کو عطاء کرے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس بات کو) جاننے کے لئے اللہ ہی کافی ہے (۷۰)

معانی و مصادر (تَثْبِيْتًا) ثَبَّتَ ، يُثَبِّتُ ، تَثْبِيْتٌ (باب تفعیل) ثابت کرنا، ثابت رکھنا۔

(لَدُنْ) لَدُن = پاس، زیادہ خاص اور زیادہ قریب۔

(رَفِيقًا) رَفُقَ يَرْفُقُ رَفَاقَةٌ (كـ) رَافَقَ، يُرَافِقُ، مُرَافَقَةٌ وَرِفَاقٌ (باب مفاعلہ) رفیق ہونا (رفیق = ساتھی)

تفسیر اوپر آیات ۶۰ و ۶۱ میں اللہ تعالےٰ نے منافقین کی بے ایمانی کا ذکر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ منافقین اپنے مقدمات کے فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے مقدمات کو طاغوت کی طرف لے جاتے ہیں اور ان سے فیصلہ طلب کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ان کے مزید دو خصائل کا ذکر فرمایا، (وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ) اگر ہم منافقین کو حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو چند لوگوں کے علاوہ یہ لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہ نہ اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں اور نہ اپنے مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں نہ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور نہ ہجرت (وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) حالانکہ اگر وہ اس نصیحت پر عمل پیرا ہوتے جو انہیں کی جا رہی ہے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا (وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا) اور ان کے ایمان کے لئے زیادہ پختگی اور استقامت کا باعث ہوتا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے تو دین و دنیا کی فلاح حاصل کرتے۔ دین و دنیا کی فلاح تو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل ہی میں منحصر ہے۔ آگے فرمایا (وَاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا) اگر وہ ہمارے احکام کی تعمیل کرتے تو آخرت میں ہم انکو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتے (وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا) اور دنیا میں ان کو سیدھے راستے پر چلاتے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی میں دین و دنیا کی فلاح موقوف ہے (وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں تو ان کو ایک مزید خوشخبری سنائی جاتی ہے کہ وہ آخرت میں نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے (وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا) اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی اچھی چیز ہے "حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا" گویا "مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر ہے یعنی "مع" سے مراد "رفاقت" ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے جنت میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کی معیت اور رفاقت میں زندگی گذاریں گے۔ (ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ) یہ فضل و کرم یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں کی رفاقت اللہ کی طرف سے (ایک بڑا انعام) ہوگا (وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا) اور اللہ تعالےٰ علیم ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اُسے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اُسے خود علم ہے کہ کون کسی مرتبہ کا مستحق ہے۔

٭ ٭ ٭

عمل

اے ایمان والو، جب اللہ تعالےٰ کے راستے میں جنگ کے لئے بلایا جائے تو فوراً آجایا کیجئے۔

اے ایمان والو، جب اللہ تعالےٰ کے راستہ میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے کی ضرورت ہو تو گھر بار کو چھوڑ دیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیئے تاکہ آخرت میں آپ کو اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ بندوں کی معیّت حاصل ہو۔ یہ معیّت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل اور انعام ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ
اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ
مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

ترجمہ اے ایمان والو (جنگ کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو (فوج کے) دستے (علٰحدہ علٰحدہ) روانہ ہوں یا سب اکٹھے روانہ ہوں (جیسا مناسب ہو کر لیا کرو) (۷۱) بیشک تم میں بعض آدمی ایسا بھی ہے جو (جنگ کیلئے نکلنے میں) دیر لگاتا ہے، پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتا ہے اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میں ان کے ساتھ (وہاں) موجود نہ تھا (۷۲) اور (اے ایمان والو) اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہوتا ہے تو (اس طرح باتیں بناتا ہے) گویا تم میں اور اس میں کوئی دوستی ہی نہیں (بالکل غیروں کی طرح حسرت و افسوس کے ساتھ) کہتا ہے، اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا (۷۳) تو جو لوگ آخرت کے لئے دنیا کی زندگی کا سودا کر رہے ہیں انہیں چاہئے کہ اللہ کے راستہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کے راستہ میں جنگ کرے، پھر قتل ہو جائے یا غالب ہو جائے تو ہم اسے عنقریب اجر عظیم عطاء کریں گے (۷۴)

معانی و مصادر (حِذْر) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حِذْرٌ و مَحْذُوْرَةٌ (س) بچنا۔ بچانا۔
(اِنْفِرُوْا) نَفَرَ، یَنْفِرُ، نَفْرٌ و نُفُوْرٌ و نِفَارٌ و نَفِیْرٌ (ض) لڑائی کے لئے نکلنا۔
(یَشْرُوْنَ) شَرٰی، یَشْرِیْ، شِرَاءٌ و شِرًی (ض) خریدنا، بیچنا۔
(ثُبَاتٌ) ثَبَی، یَثْبِیْ، ثَبْیٌ (ض) جمع کرنا (ثُبَات = ثُبَةٌ کی جمع: جماعتیں) (مادہ ث ب ی یا ث ب و ہے)

(یُبَطِّئَنَّ) بَطَّأَ ، یُبَطِّئُ ، تَبْطِئَۃٌ (باب تفعیل) موخر کرنا۔
(مَوَدَّۃٌ) وَدَّ ، یَوَدُّ ، وِدٌّ ، مَوَدَّۃٌ مَوْدُوْدَۃٌ (ف) محبت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا) اے ایمان والو، جب کبھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کے لئے نکلو تو ہتھیار لے لیا کرو، پھر خواہ تم مختلف فوجی دستوں کی شکل میں نکلو، خواہ سب اکٹھے ہو کر نکلو، جیسا مناسب ہو کر لیا کرو لیکن ہتھیار ہر حال میں لینا ضروری ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا (وَاِنَّ مِنْکُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ) اور (اے ایمان والو تم میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو لڑائی کے لئے نکلنے میں قصداً دیر لگاتا ہے تاکہ تم لڑائی کے لئے روانہ ہو جاؤ اور وہ آرام سے گھر میں بیٹھا رہے (فَاِنْ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَکُنْ مَّعَھُمْ شَھِیْدًا) پھر اگر لڑائی میں تم پر کوئی مصیبت آجائے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ شریک نہ تھا اگر میں شریک جنگ ہوتا تو یہ مصیبت مجھ پر بھی آتی، (وَلَئِنْ اَصَابَکُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوْلَنَّ کَاَنْ لَّمْ تَکُنْۢ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا) اور اے ایمان والو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر کوئی فضل ہوتا ہے تو کہتا ہے اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا، میں بھی مال غنیمت میں حصہ دار ہوتا اور مال کثیر حاصل کرتا! اس کے اس قول سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تم میں اور اس میں کوئی رشتۂ محبت و اخوت تھا ہی نہیں کہ جس کی وجہ سے وہ شرکت سے محروم رہا اگر کوئی رشتۂ محبت و اخوت ہوتا تو وہ ضرور شریک ہوتا حالانکہ بات یہ نہیں ہے ظاہری طور پر تو محبت اور دینی اخوت کا اُسے پہلے بھی دعویٰ تھا اور اب بھی ہے لیکن یہ صرف زبان کی حد تک ہے۔ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا نہ محبت ہے، نہ دینی اخوت۔ محبت و دوستی کے دعوی کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ جنگ کے لئے نکلتا اور اپنے دوستوں اور دینی بھائیوں کی مصیبت میں شریک ہوتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تو اب کف افسوس ملنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگ دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں (فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ) لیکن جو لوگ اپنی آخرت کو برباد کرنا نہیں چاہتے بلکہ آخرت کو حاصل کرنے کے لئے وہ دنیا کی زندگی کو بیچ دیتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے رہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کو بلند کرنے کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا کوئی آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے، کوئی شہرت اور ناموری کے لئے

مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا جزء ۴ ص ۲۵ و صحیح مسلم کتاب الامارة باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا جزء ۲ ص ۱۵۶)

لڑتا ہے، کوئی اپنی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے تو (ان میں سے) کون اللہ کے راستے میں لڑتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو بس وہ اللہ کے راستہ میں (لڑتا) ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستے میں لڑنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے لڑنا ہے۔ اگر لڑنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کی نہیں تو اس کا لڑنا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہیں کہا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہر جگہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا چرچا ہو، ہر جگہ اللہ تعالےٰ کی حاکمیت تسلیم کی جائے، ہر جگہ اس کا قانون نافذ ہو، ہر جگہ کامل توحید پر عقیدہ اور عمل ہو، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر جگہ دین اسلام کو مانا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اگر کوئی شخص دین اسلام کو اختیار نہیں کرتا تو نہ کرے لیکن پھر بھی اسے اسلامی حکومت کے تابع بن کر رہنا ہوگا۔

الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو جنگ فی سبیل اللہ کے لئے ابھارا ہے اور اگلی آیت میں اس کے بدلہ میں اجر عظیم کا وعدہ کر کے اس کی ترغیب دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑے پھر وہ قتل ہو جائے یا غالب ہو جائے ہر صورت میں ہم اُسے اجر عظیم عطاء کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْتَدَبَ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَّعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! جو شخص میرے راستہ میں (جنگ کے لئے) نکلے اس حالت میں کہ اس کو میرے اوپر ایمان لانے میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کے علاوہ کسی اور چیز نے نہ نکالا ہو تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں جو اجر اور مال غنیمت اس نے حاصل کیا ہے اس کے ساتھ لوٹاؤں گا یا (اگر وہ شہید ہو گیا تو) اُسے جنت میں داخل کر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ ضمانت بیان کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح بخاری)

اگر میری امت مشقت میں مبتلا نہ ہوتی تو میں کسی لشکر کے پیچھے نہ رہتا (بلکہ ہر لشکر میں شریک ہوتا) اور میری تو یہ خواہش ہے کہ کاش میں اللہ کے راستہ

کتاب الایمان باب الجہاد من الایمان حزء اول ص۱۶ وکتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء ۴ ص۱۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ جزء ۲ ص۱۲۵ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء ۴ ص۱۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجاہد کو دن کو روزہ رکھنے اور رات کو نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۱۹ و رواہ مسلم فی صحیحہ نحوہ فی کتاب الامارۃ باب بیان ما اعدہ اللہ تعالیٰ للمجاھد ۲/۱۴۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجنۃ تحت بارقۃ السیوف ص۴۲)

میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے اور یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ میں جہاد کرتا ہے جیسے مثال (دن کو) روزہ رکھنے والے کی اور (رات کو) نماز پڑھنے والے کی۔

جنت میں سو درجے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیا ہے (بلندی کے لحاظ سے) ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

جس بندے کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ پھر اُسے آگ بھی چھوئے۔

خبردار ہو جاؤ کہ جنت تو تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔

مندرجہ بالا احادیث گویا اجر عظیم کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں نکلئے اور جہاد کیجئے جہاد کرنے کا بڑا اجر ہے۔
اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں نکلنے کے لئے دیر نہ لگایا کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ پیچھے رہ جائیں اور ثواب سے محروم رہ جائیں۔
اے ایمان والو، منافقین کی طرح جہاد سے پہلوتہی نہ کیا کیجئے بلکہ بڑے جوش وجذبہ کے ساتھ جہاد کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کیجئے، اگر آپ فتحیاب ہوئے تو بھی اجر عظیم آپ کے لئے تیار ہے اور اگر آپ شہید ہو گئے تو بھی اجر عظیم آپ کے لئے تیار ہے اور شہادت کے جو درجات ہیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔ اے ایمان والو اگر جنگ کا موقع نہ آئے تو جنگ (وجدال) کا خیال ضرور آپ کے دل میں آنا چاہئے آپ کی یہ نیت ہونی چاہئے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جنگ کا موقع ملا تو ہم ضرور اس میں شریک ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز جزء ۲ صـ ۱۵۸)

جو شخص اس حالت میں مرے کہ نہ اس نے (اللہ تعالےٰ کے راستہ میں) جنگ کی ہو اور نہ اس کے دل میں کبھی اس کا خیال گذرا ہو تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ
يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ
الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ الَّذِينَ
آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي

سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ
ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں اور ان بے بس (مسلم) مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر (کافروں سے) جنگ نہیں کرتے جو اس طرح دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نجات دے جہاں کے رہنے والے ہم پر ظلم کر رہے ہیں ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی بنا دے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا دے ﴿۷۵﴾ جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کے راستے میں لڑتے ہیں تو (اے ایمان والو) تم شیطان کے دوستوں سے لڑو (اور ان کے مکر و فریب سے ذرا بھی خوفزدہ نہ ہو اس لئے کہ) شیطان کا مکر و فریب بہت کمزور ہوتا ہے ﴿۷۶﴾

معانی و مصادر (مُسْتَضْعَفِيْنَ) اِسْتَضْعَفَ ، يَسْتَضْعِفُ ، اِسْتِضْعَافٌ (باب استفعال) ضعیف گننا، ضعیف سمجھنا۔ (مُسْتَضْعَفِيْنَ = وہ لوگ جو ضعیف سمجھے گئے ہوں، کمزور لوگ جو بے بس ہوں)۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو جنگ کے لئے ابھارا تھا اور جنگ کرنے والوں کو اجر عظیم کی خوشخبری سنائی تھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنگ فی سبیل اللہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے پھر مؤمنین کو جنگ فی سبیل اللہ پر اکسایا اور بہت زوردار طریقہ پر اکسایا۔ اللہ نے فرمایا (وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا) اور اے مؤمنین تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ نہیں کرتے، تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہیں نکلتے حالانکہ بے بس کمزور مرد، عورتیں اور بچے (کافروں کے ہاں قید ہیں، ان پر ظلم ہو رہا ہے، تمہیں ان کی بے بسی اور مظلومیت پر ترس کیوں نہیں آتا، وہ

سوائے دعاؤں کے اپنی نجات کے لئے کچھ نہیں کر سکتے، وہ) اس طرح دعائیں کر رہے ہیں کہ: اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نجات دے (اے ہمارے رب) اپنے پاس سے ہمارا کوئی دوست بنا دے اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی مددگار بنا دے۔ لہٰذا اے ایمان والو، ان بے بس لوگوں کی نجات کے لئے اٹھو اور جنگ کرو۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ) جو لوگ مؤمن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے ہیں (وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ) اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کے راستہ میں لڑتے ہیں (فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ) تو اے ایمان والو، تم کافروں سے یعنی شیطان کے دوستوں سے لڑو اور گھبراؤ نہیں فتحیاب تم ہی ہو گے (اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا) اس لئے کہ شیطان کی تدبیر بڑی کمزور ہوتی ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو کتنا ہی ابھارے وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لئے اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ○
(الانفال ۔ ۱۸)

(اور اے ایمان والو تمہاری مدد کے سلسلے میں جو کچھ ہوا) یہ سب کچھ (اس لئے تھا) کہ اللہ تعالےٰ کافروں کی تدبیروں کو کمزور کر دے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ○
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۲۵)

اور کافروں کی تدبیر رائیگاں ہی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًا فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ○
(الطور ۔ ۴۲)

کیا یہ کوئی تدبیر کرنا چاہتے ہیں تو (یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ) یہ (خود ہی اللہ کی) تدبیر میں گرفتار ہوتے رہیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کرتے رہئے۔ مظلوموں کی مدد کیجئے اور ان کو ظلم سے نجات دلائیے۔
اے ایمان والو، آپ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھئے، اسی سے مدد طلب کیجئے۔ وہ آپ کی مدد فرمائیگا اور کافروں کی ساری تدبیروں کو خاک میں ملا دیگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا
أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا
الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ
كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَ
قَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ
لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۷۷﴾

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ
وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَإِنْ
تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ
كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ
الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿۷۸﴾
مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
وَمَآ أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ

نَّفْسِكَ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۷۹

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے (پہلے) کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو (ابھی جنگ نہ کرو) بس نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو (تو لڑنے کے لئے بے تابی کا اظہار کرتے تھے) پھر جب ان پر لڑائی کو فرض کر دیا گیا تو ان میں سے ایک جماعت کافروں سے اس طرح ڈرنے لگی جیسا اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کہنے لگے اے ہمارے رب تو نے ہم پر جنگ کو (ابھی سے) کیوں فرض کر دیا، کچھ مدت کے لئے اور ہمیں مہلت کیوں نہ دی (تاکہ کچھ دن اور دنیا کے مال و متاع سے فائدہ اٹھاتے، اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع بہت تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو بہت (زیادہ اور بہت) بہتر ہے اور (ہاں) کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں گا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزا ملے گی) (۷۷) اور (اے لوگو) تم کہیں بھی ہو موت تم کو آ کر رہے گی خواہ تم (بڑے بڑے) اونچے برجوں ہی میں کیوں نہ (محفوظ) ہو اور (اور اے رسول ان منافقین کا تو یہ حال ہے کہ) اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے (آپ کی غلط تدبیر سے ہمیں نقصان اٹھانا پڑا۔ اے رسول) آپ کہہ دیجئے (بھلائی برائی) سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے، افسوس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اتنی سی) بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی (۷۸) (اے انسان) جو بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیری طرف سے ہوتی ہے (یعنی تیری ہی بداعمالی کی وجہ سے اللہ اس برائی میں تجھ کو مبتلا کرتا ہے) اور (اے رسول بھلائی یا برائی آپ کی طرف سے نہیں ہوتی ہے) آپ کو تو ہم نے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے (۷۹)

معانی و مصادر (کُفُّوْا) کَفَّ، یَکُفُّ، کَفٌّ (ن) روکنا۔
(مُشَیَّدَۃٍ) شَیَّدَ، یُشَیِّدُ، تَشْیِیْدٌ (باب تفعیل) عمارت کو بلند کرنا۔
(یَفْقَهُوْنَ) فَقِهَ، یَفْقَهُ، فَقَهٌ (س) جاننا اور فقیہ ہونا۔
(سَیِّئَۃٌ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوْءٌ (ن) بُرا ہونا (سَیِّئَۃٌ = گناہ، برائی)۔
(حَسَنَۃٌ) حَسُنَ، یَحْسُنُ، حُسْنٌ (ک ن) اچھا ہونا۔

(اَجَلٌ) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) (اَجَلٌ = موت کا وقت، مقررہ وقت)۔

شانِ نزول حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَصْحَابًا لَهٗ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِیْ عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُوْنَ فَلَمَّا اٰمَنَّا صِرْنَا اَذِلَّةً فَقَالَ اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللّٰهُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ اُمِرْنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ (رواہ النسائی فی کتاب الجہاد باب وجوب الجہاد جزء ۲ ص ۲۲ وسندہ صحیح ورواہ الحاکم وسندہ صحیح جزء ۲ ص ۶۶ وص ۳۰۷)

عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھی مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ہم عزت والے تھے حالانکہ ہم مشرک تھے، پھر جب ہم ایمان لے آئے تو ذلیل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا جنگ نہ کرو، پھر جب اللہ نے ہمیں مدینہ منتقل کر دیا تو ہمیں جنگ کا حکم دیا گیا۔ بعض لوگ جنگ سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر آیت زیرِ تفسیر کے الفاظ "لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ" سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جنگ فرض نہیں تھی کافروں کے ظلم و زیادتی پر ایمان والوں کو صبر و درگذر کرنے کا حکم تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًی كَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (اٰل عمران ۔ ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ

(اور خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ تم کو تمہارے ایمان لانے

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۱۰۹)

کے بعد کافر بنادیں (تو اے ایمان والو، تم ان کی اس بات پر صبر کرو) ان کو معاف کرتے رہو درگذر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی (اور) حکم صادر فرمائے، بے شک (اللہ اگر چاہے تو ان کو نیست و نابود کر سکتا ہے، کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کفار کا ظلم و ستم جاری رہا تو حالات سازگار ہونے پر اللہ تعالیٰ نے جنگ فی سبیل اللہ کی اجازت دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ○

(الحج - ۳۹)

جن لوگوں سے (کافر) برسرِ پیکار رہتے ہیں (اب) انہیں بھی اجازت دی جاتی ہے کہ (وہ جوابی کارروائی کریں) اس لئے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اللہ (ضرور ان کی مدد کریگا) بے شک (وہ) ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

آیت زیرِ تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے بوقت ضرورت جنگ فی سبیل اللہ کو فرض کر دیا۔

جنگ فی سبیل اللہ کو فرض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۱۶)

(اے ایمان والو) تم پر (اللہ کے راستہ میں) لڑنا فرض کیا جاتا ہے اگرچہ یہ تم کو ناگوار تو ضرور گذرے گا لیکن یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو وہ تمہارے حق میں اچھی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور یہ تو اللہ ہی خوب جانتا ہے (کہ کونسی چیز تمہارے لئے اچھی ہے اور کونسی چیز بری ہے) تمہیں اس کا علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ) اے رسول کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے ابتداءِ اسلام میں کہا جاتا تھا اپنے ہاتھ روکے رکھو فی الحال بس نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو تو وہ لڑنے کی اجازت طلب کرتے تھے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرنے کے لئے بیتاب تھے (فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً) لیکن جب ان پر جنگ کو فرض کر دیا گیا تو اب ان میں سے ایک جماعت کافروں سے اس طرح ڈر رہی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے

بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈر رہی ہے (وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ) اس جماعت کے افراد اس طرح کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ تو نے (ابھی سے) ہم پر جنگ کیوں فرض کر دی (لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ) کیوں نہ ہمیں تھوڑی سی مدت کے لئے مہلت دی، کیوں نہ ہمیں کچھ اور زندہ رہنے دیا کہ کچھ دن اور دنیا کے مزے اڑاتے اور فائدہ حاصل کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى) اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اگر تم چند دن اور زندہ رہ بھی گئے تو بالآخر وہ فائدہ ختم ہو جائیگا، اصل فائدہ اور دائمی فائدہ تو آخرت کا فائدہ ہے اور وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، تقویٰ شعار ہوتے ہیں، تم دنیا کی زندگی کی محبت میں آخرت کی زندگی کو تباہ کر رہے ہو ایسی صورت میں تمہیں سزا ملے گی لیکن (وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا) تم پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا، تمہاری سزا تمہارے جرم کی مناسبت سے ہوگی۔

منافقین کی بزدلی کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ ○

(محمد ۔ ۲۰)

اور (اے رسول) ایمان والے کہتے ہیں کہ (جنگ کے متعلق) کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوتی تو جب (ان کی خواہش کے مطابق) ایسی صاف و واضح سورت جس میں جنگ کا ذکر ہوتا ہے نازل ہوتی ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس شخص کی طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص جس پر موت کی غشی طاری ہو (دیکھتا ہے) ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے ۔

منافقین کا خیال تھا کہ جنگ میں گئے اور موت آئی وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آسکتی اور جب اس کا وقت آجائیگا تو ٹل نہیں سکتا، اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جب موت کا وقت آجائیگا تو (اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ) خواہ تم کہیں بھی ہو موت تمہیں آکر رہے گی، تم اس سے بچ نہیں سکتے (وَلَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ) خواہ تم عالی شان برجوں میں ہی پناہ گزین کیوں نہ ہو (وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ) اور اے رسول، ان کا بھی عجیب حال ہے کہ جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے (وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ) اور جب انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ برائی آپ کی وجہ سے ہمیں پہنچی ۔ (قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ) اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ بھلائی برائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے (فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا) ان لوگوں کو

کیا ہو گیا کہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے، برائی کو آپ کی طرف منسوب کر کے کتنی غلط بات کہہ رہے ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت صرف اللہ تعالےٰ کو ہے کسی دوسرے کو نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس میں انسانوں کے اعمال کو بھی دخل ہے۔ تو (مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ) اے رسول، جو بھلائی آپ کو پہنچتی ہے یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے (وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ) اور اگر کوئی برائی آپ کو پہنچ جائے تو وہ آپ کی طرف سے ہی ہو گی یعنی وہ آپ کے کسی عمل کا نتیجہ ہو گی اور کیونکہ اعمال کے نتائج اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہیں لہٰذا وہ برائی بھی حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آئے گی۔ اے رسول اگرچہ بھلائی برائی آپ کے اعمال کا نتیجہ ہو گی لیکن بھلائی برائی یا نفع نقصان پہنچانے کا اختیار آپ کو نہیں (وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا) آپ کو تو ہم نے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ کا کام نفع نقصان پہنچانا نہیں۔ آپ کا کام تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے، انہیں چاہئے کہ آپ کو رسول مانیں، آپ کی رسالت پر ایمان لائیں اور اگر یہ ایمان لا کر آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں تو کوئی پرواہ نہیں (وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا) آپ کی رسالت کی گواہی کیلئے اللہ تعالےٰ کافی ہے۔

اے ایمان والو، دنیا کا فائدہ چند روزہ ہے اس کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ نہ چھوڑیئے۔ موت سے نہ ڈریئے موت تو اپنے وقت پر آئے گی، وقت سے پہلے نہیں آسکتی اور جب آئے گی تو اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

اے ایمان والو، لوگوں سے نہ ڈریئے اس لئے کہ موت کے وقتِ مقررہ سے پہلے وہ آپ کی موت کا باعث نہیں بن سکتے اور نہ وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس لئے کہ نفع نقصان پہنچانے کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہی خیر و شر کا مالک ہے اور خیر و شر اسی کی طرف سے آتی ہے۔

اے ایمان والو، اگرچہ برائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے لیکن اس کا سبب آپ کے اعمال بھی ہوتے ہیں۔ آپ نیک عمل کرتے رہیئے تاکہ برائیوں اور نقصان سے بچ سکیں۔

عمل

اے ایمان والوں، نہ دشمن سے ڈریئے اور نہ موت سے۔ موت تو وقت مقررہ پر آئیگی وقت مقررہ سے پہلے نہیں آسکتی۔ اے ایمان والو، اس بات پر یقین رکھیئے کہ بھلائی برائی اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

ترجمہ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے (اے رسول) جو شخص (آپ کی فرمانبرداری سے) منہ موڑے تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا (کہ آپ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں) ﴿۸۰﴾

معانی ومصادر (تَوَلّٰى) تَوَلّٰى، يَتَوَلّٰى، تَوَلِّيْ (باب تفعّل) منہ پھیرنا اور چھوڑ دینا۔ پیٹھ پھیرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔ رسول کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتا ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جاتا ہے لہذا وہ وہی باتیں بتاتا ہے جو اس کے بھیجنے والے کے پاس سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

اور نہ وہ اپنی خواہش سے بات کرتے ہیں بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

(النجم ۔ ۳و۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم منہ موڑو تو رسول پر (ان ہی باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے وہ مکلف بنائے گئے ہیں اور تم پر (ان باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے مکلف تم بنائے گئے ہو

(النور ۔ ۵۴)

اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤگے اور رسول کے ذمہ تو بس (اللہ کے احکام کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (النور۔ ۵۶)

اور (اے ایمان والو) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

جَاءَتْ مَلٰئِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۹ صـ۱۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے اس حال میں کہ آپ سو رہے تھے۔ ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا! یہ سو رہے ہیں اور ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا! (نہیں صرف) آنکھ سو رہی ہے، دل جاگ رہا ہے پھر ان فرشتوں نے کہا تمہارے ان دوست کی ایک مثال ہے تو وہ مثال بیان کرو ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا: یہ سو رہے ہیں اور بعض فرشتوں نے کہا (نہیں ان کی صرف) آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا رہتا ہے۔ پھر ان فرشتوں نے کہا: ان کی مثال ایسی ہے جیسی مثال ایک شخص کی جس نے مکان بنایا اور اس میں کھانے کا اہتمام کیا پھر ایک بلانے والے کو بھیجا، تو جس نے بلانے والے کا کہنا مان لیا تو وہ اس مکان میں داخل ہو گیا اور اس کھانے میں سے کھایا اور جس نے بلانے والے کا کہنا نہ مانا تو وہ نہ مکان میں داخل ہوا اور نہ کھانے میں سے کچھ کھایا، پھر انہوں نے کہا: ان کے لئے اس کی تشریح کر دو تاکہ وہ بھی سمجھ لیں۔ ان میں سے بعض نے کہا: وہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا: آنکھ سو رہی ہے، دل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ مکان تو جنت ہے اور بلانے والے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی

اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں (یعنی جو آپ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ جنتی ہے اور جو آپ کی اطاعت نہیں کرتا وہ دوزخی ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا اَنَا قَاعِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَسِّدٌ فَخِذِيْ اِذَا اَنَا بِرِجَالٍ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيْضٌ اَللّٰهُ اَعْلَمُ مَا بِهِمْ مِنْ جَمَالٍ فَانْتَهَوْا اِلَيَّ فَجَلَسَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالُوْا بَيْنَهُمْ مَا رَاَيْنَا عَبْدًا قَطُّ اُوْتِيَ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ اِضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا مَثَلُ سَيِّدٍ بَنٰى قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَاْدُبَةً فَدَعَا النَّاسَ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ فَمَنْ اَجَابَهٗ اَكَلَ مِنْ طَعَامِهٖ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِهٖ وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهٗ اَوْ قَالَ عَذَّبَهٗ ثُمَّ ارْتَفَعُوْا وَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ مَا قَالَ هٰؤُلَاءِ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنْ هُمْ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هُمُ الْمَلَآئِكَةُ اَفَتَدْرِيْ مَا الْمَثَلُ الَّذِيْ ضَرَبُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمَثَلُ الَّذِيْ ضَرَبُوْهُ الرَّحْمٰنُ بَنَى الْجَنَّةَ وَدَعَا اِلَيْهَا عِبَادَهٗ فَمَنْ اَجَابَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهٗ اَوْ عَذَّبَهٗ (رواہ

اس حالت میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران سے تکیہ لگائے ہوئے (لیٹے) تھے کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ آدمی ہیں جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں ان کی خوبصورتی کا جو عالم تھا اُسے تو بس اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ میرے پاس آئے اور ان میں سے کچھ آدمی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھ گئے اور کچھ آدمی آپ کے پیروں کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے آپس میں کہا! "ہم نے کبھی کوئی بندہ ایسا نہیں دیکھا جس کو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل دیا گیا ہو۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے (پھر کہنے لگے) ان کی کوئی مثال بیان کرو (ان کی مثال ایک سردار کے مثل ہے جس نے ایک محل بنایا پھر اس میں ایک دسترخوان بچھایا پھر لوگوں کو ان کھانے پینے کی چیزوں کی طرف بلایا جو اس دسترخوان پر رکھی گئی تھیں پھر جس نے اس دعوت کو قبول کیا تو اس نے دسترخوان پر (بیٹھ کر) کھایا اور پیا اور جس نے دعوت کو قبول نہیں کیا تو اسے بلانے والے نے سزا دی"۔ (یہ باتیں کہنے کے بعد) وہ آدمی اوپر چڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا! تم نے سنا جو کچھ ان لوگوں نے کہا اور تمہیں

الترمذی وصححہ فی ابواب الامثال فی باب ماجآء فی مثل اللہ عزوجل لعبادہ (جزء ۲ صـ۲۹۲)

معلوم ہے یہ کون لوگ تھے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتے تھے پھر آپ نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو انہوں نے کیا مثال بیان کی ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا جس کی مثال بیان کی گئی ہے تو وہ تو رحمٰن ہے اس نے جنت بنائی اور اس کی طرف اپنے بندوں کو دعوت دی۔ جس نے اس کا کہنا مان لیا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اس کا کہنا نہیں مانا تو وہ سردار اس کو سزا دیگا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ خود نہیں بلاتا بلکہ اپنے رسولوں کے ذریعہ بلاتا ہے لہذا اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ جو شخص آپ کی اطاعت کرے گا وہی جنت میں جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّاْبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ جزء ۹ صـ۱۱۲)

میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کر دیا صحابہ کرام نے پوچھا اے اللہ کے رسول ایسا کون ہے جو انکار کریگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ

میری اور جس چیز کو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسی مثال اس آدمی کی جو اپنی قوم کے پاس آیا، اس نے کہا! اے میری قوم، میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے اور میں (تمہیں) صاف صاف ڈرانے والا ہوں تو (اب تم) کہیں نجات کی جگہ (چلے جاؤ)۔ اس قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور راتوں رات آسانی سے کہیں چلے گئے اور نجات پا گئے۔

عَصَانِیْ وَکَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۹ ص۱۱۵ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ جزء ۲ ص۲۱۴)

ان میں ایک گروہ نے اس کو جھٹلایا، صبح تک اپنے گھروں میں رہے پھر صبح کو وہ لشکر آگیا اس نے ان کو مار ڈالا اور تباہ و برباد کر دیا تو بس یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور جس شریعت کو لے کر میں آیا ہوں اس کی پیروی کی اور یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور جس شریعت کو لے کر میں آیا ہوں اس کی تکذیب کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم جزء ۹ ص۷۷ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ جزء ۲ ص۱۲۹)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ (تعالیٰ) کی نافرمانی کی۔

آگے فرمایا (وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا) اور اے رسول جو شخص آپ کی اطاعت سے روگردانی کریگا تو آپ اس کی نافرمانی کے ذمہ دار نہیں، آپ کا کام تو پہنچا دینا ہے۔ منوانا آپ کا کام نہیں، ہم نے آپ کو ان پر نگران یا داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے کہ آپ سے ان کی نافرمانی کا جواب طلب کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○ (الرعد - ۴۰)

آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی کو) پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَكَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ○ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ○ (هل اتاك حديث الغاشية - ۲۱ تا ۲۶)

تو (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئے، آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ ان پر داروغہ نہیں ہیں مگر ہاں جس نے (اس نصیحت سے) منہ موڑا اور کفر کیا تو اللہ اس کو بہت بڑا عذاب دیگا۔ بے شک ان (سب) کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم کو ان (سب) کا حساب

لینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
(النحل - ۸۲)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اب بھی اللہ سے منہ موڑیں تو آپ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا
اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔
(الشوریٰ - ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام جو کتب احادیث میں محفوظ ہیں ان پر عمل کرتے رہیئے۔ ان احکام پر عمل کرنے ہی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوگی، ان احکام پر عمل کرنا عین اللہ کی اطاعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہرگز نہ کیجئے ورنہ آپ نقصان اٹھائیں گے۔

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ
الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا
يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾

ترجمہ (اے رسول ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آپ سے تو) کہتے ہیں ہم اطاعت کریں گے لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت آپ سے جو عہد کر کے آئی تھی بالکل اس کے خلاف باتوں میں رات گذارتی ہے اور یہ جن باتوں میں رات گذارتے ہیں اللہ انہیں لکھ رہا ہے۔ (اے رسول) آپ ان سے اعراض کریں اللہ پر بھروسہ رکھیں کارسازی کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے (۸۱)

معانی و مصادر (بَرَزُوا) بَرَزَ، يَبْرُزُ، بُرُوزٌ (ن) فضا میں جانا۔
(بَيَّتَ) (يُبَيِّتُونَ) بَيَّتَ، يُبَيِّتُ، تَبْيِيتٌ (باب تفعیل) رات کو عمل کرنا یا تدبیر کرنا۔
(وَكِيلًا) وَكَلَ، يَكِلُ، وَكْلٌ وَوُكُولٌ (ض) سپرد کرنا (وکیل = جس کو سپرد کیا جائے اور جس پر بھروسہ کیا جائے)۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ منافقین کس کس طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے سے پہلو تہی کرتے تھے اور مختلف قسم کے بہانے بناتے تھے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی خفیہ تدبیروں کا

رازفاش کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ) اور اے رسول ان منافقین کا یہ حال ہے کہ جب آپ کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے (فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ) لیکن جب یہ آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت رات کو ایسی باتوں کے متعلق غور وفکر کرتی ہے جو ان باتوں کے بالکل برعکس ہوتی ہیں جو یہ آپ سے کہہ کر گئے تھے یعنی آپ سے یہ عہد کیا تھا کہ آپ کی اطاعت کریں گے، اسلام کی وفاداری کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑیں گے لیکن پھر ان تمام باتوں کے برخلاف رات کو آپ کے اور اسلام کے خلاف سازشوں میں گذارتے ہیں، ان تدابیر پر غور وفکر کرتے ہیں جن سے اسلام کو نقصان پہنچے، آپ سے کئے ہوئے وعدوں کو توڑ دیتے ہیں۔

(غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ) کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نیکی کی جو باتیں آپ ان سے کہتے ہیں یہ ان میں اپنی رات نہیں گذارتے ان میں غور وفکر نہیں کرتے بلکہ انہیں چھوڑ کر لغویات خرافات اللہ تعالیٰ کی معصیت میں اور آپ کے خلاف سازشوں میں رات گذارتے ہیں (وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ) اللہ تعالیٰ ان کی تمام لغو خرافات اور سازشوں کو جن میں یہ رات گذار رہے ہیں لکھ رہا ہے، ان کا خمیازہ ان کو ایک دن بھگتنا پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کی ان کو ضرور سزا دے گا۔ کافروں نے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے خلاف سازشیں کیں لیکن ان کی سازشیں سب ناکام ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

(ابراھیم ۔ ۴۶ و ۴۷)

اور (اے رسول) ان ظالموں نے (اپنے اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدبیریں اللہ کی نظر میں تھیں (وہ رسولوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے) اگرچہ ان کی تدبیریں (اس بلا کی تھیں کہ ان) سے پہاڑ ٹل جاتے۔ (اے رسول) آپ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کریگا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(التغابن ۔ ۵)

(اے لوگو) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے (تم سے) پہلے (اللہ کے رسولوں کا) انکار کیا تھا، انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھا اور

(قیامت کے دن) ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ) اے رسول ان سے روگردانی کیجئے، ان کی سازشوں کی پرواہ نہ کیجئے (وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ) اللہ تعالےٰ پر توکل کیجئے (وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا) اللہ تعالےٰ کارسازی اور آپ کی مدد کے لئے کافی ہے۔

عمل

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ منافقین کی طرح اطاعت کا صرف زبانی وعدہ نہ کیجئے بلکہ عمل سے بھی اُسے کرکے دکھائیے۔ کلمہ شہادت پڑھ کر آپ نے جو عہد کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کیجئے۔ کلمہ کے تمام تقاضوں کو پورا کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے، اسی کو اپنا کارساز سمجھئے، اگر آپ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی کارسازی فرمائیگا اور وہ کارسازی کے لئے کافی ہے آپ کے خلاف کافروں کی تمام تدبیریں اور سازشیں خاک میں مل جائیں گی۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ یہ کافر قرآن میں تدبّر کیوں نہیں کرتے، اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے ﴿۸۲﴾

معانی و مصادر (یَتَدَبَّرُوْنَ) تَدَبُّرٌ، یَتَدَبَّرُ تَدَبُّرٌ (باب تفعل) کسی کام پر اس کے انجام کے لحاظ سے غور کرنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام انسانوں کو قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○

(تو آخر) یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

(اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ) کیا بات ہے کہ یہ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے کیا اس کے مضامین میں انہیں کوئی اختلاف اور تضاد نظر آتا ہے (وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا) اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ ضرور اس میں کثیر اختلاف پاتے۔ قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہے اس جیسا کلام دنیا والے نہیں بنا سکتے خواہ کتنی ہی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید میں غور و فکر کیجئے اس کے مضامین میں تدبر کیجئے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات کا کلام ہے۔ اور جب آپ اس نتیجہ پر پہنچ جائیں تو اس پر ایمان لائیے، اس پر عمل کیجئے۔

اے ایمان والو، آپ بھی جب تلاوت کریں تو اس کے معانی میں تدبّر کیا کیجئے تاکہ آپ صحیح معنوں میں اس پر عمل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○
(صٓ - ۲۹)

(اور اے رسول) یہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے بہت بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر کریں اور اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ
اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ
اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ
لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

ترجمہ اور (بعض لوگوں کی یہ کیا حالت ہے کہ) جب ان کے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو (اسے عوام میں) پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اس بات کو رسول کی طرف یا ان میں سے جو امراء ہیں ان کی طرف لوٹا دیتے تو ان میں سے جو تحقیق کے وسائل رکھتے ہیں اس کی تحقیق کر لیتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو اس غلط افواہ کی بنیاد پر) تم میں سے چند لوگوں کے علاوہ سب شیطان کے پیرو بن جاتے (یعنی کوئی غلط اقدام کر بیٹھتے) ﴿۸۳﴾

معانی و مصادر (اَمْن) اَمِنَ ، یَاْمَنُ ، اَمْنٌ وَاَمَنٌ وَاَمَانٌ وَاَمَنَةٌ (س) مطمئن ہونا۔
(اَذَاعُوْا) اَذَاعَ ، یُذِیْعُ ، اِذَاعَةً (باب افعال) پھیلانا، نشر کرنا (ذ ی ع حروف اصلی ہیں)
(یَسْتَنْبِطُوْنَ) اِسْتَنْبَطَ ، یَسْتَنْبِطُ ، اِسْتِنْبَاطٌ (باب استفعال) **نکالنا، ظاہر کرنا۔**

شان نزول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَہٗ فَوَجَدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَہٗ نِسَآءٌ وَاجِمًا سَاکِتًا

عمر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے اور اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد آپ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ھُنَّ حَوْلِیْ کَمَا تَرٰی یَسْاَلْنَنِی النَّفَقَۃَ

یہ میرے اردگرد بیٹھی ہوئی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اعْتَزَلَھُنَّ شَھْرًا (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ لایکون طلاقا الا لفیۃ جزء اول ص۴۷۲ و ص۴۷۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مطالبہ پر ناراض ہو کر) ان سے ایک مہینہ کے لئے علیحدگی اختیار کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی خبر نہیں ہوئی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ کُنْتُ وَجَارٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ ابْنَ زَیْدٍ وَھِیَ مِنْ عَوَالِی الْمَدِیْنَۃِ وَکُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَنْزِلُ یَوْمًا وَاَنْزِلُ یَوْمًا فَاِذَا اَنْزِلْتُہٗ جِئْتُہٗ مِنْ خَبَرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مِنَ الْاَمْرِ وَغَیْرِہٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَہٗ وَکُنَّا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی الْاَنْصَارِ اِذَا ھُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُھُمْ نِسَآءُھُمْ فَطَفِقَ نِسَآءُنَا یَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَی امْرَاَتِیْ فَرَاجَعَتْنِیْ فَاَنْکَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِیْ فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْکِرُ

میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی مدینہ کی بلندی پر بنو امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے اور ہم باری باری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے اور ایک دن میں آتا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو اس دن کے (تمام) احکام وغیرہ میں انصاری کو سنا دیتا تھا اور جب وہ آتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے لیکن جب ہم انصار کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں پر ان کی بیویاں غالب ہیں ہماری عورتوں نے انصار کی عورتوں کی روش اختیار کرنی

اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ
لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتّٰى اللَّيْلَ فَاَفْزَعَنِيْ فَقُلْتُ
خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيْمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ
عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ اَيْ
حَفْصَةُ اَتُغَاضِبُ اِحْدَاكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ
فَقَالَتْ نَعَمْ، فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ،
اَفَتَاْمَنُ اَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ بِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْنَ، لَا تَسْتَكْثِرِيْ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيْهِ وَاسْاَلِيْنِيْ
مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ
هِيَ اَوْضَاُ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا
اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ
صَاحِبِيْ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضَرَبَ
بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ! اَنَائِمٌ هُوَ؟
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ
اَمْرٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ مَا هُوَ اَجَاءَتْ غَسَّانُ
قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْهُ وَاَطْوَلُ، طَلَّقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ
قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ
اَظُنُّ اَنَّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ تَكُوْنَ فَجَمَعْتُ
عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهٗ
فَاعْتَزَلَ فِيْهَا (صحیح بخاری و روی مسلم
نحوہ) (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَتَيْتُ الْحُجَرَ

شروع کر دی۔ (ایک دن ایسا ہوا کہ) میں اپنی بیوی
پر چیخا، اس نے مجھے سخت جواب دیا، مجھے اس کا
جواب دینا بہت برا معلوم ہوا، بیوی نے کہا تم کو
میرا جواب دینا کیوں ناگوار گذرا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیویاں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہیں
اور بعض ان میں سے دن دن بھر آپ کو چھوڑ دیتی
ہے یہاں تک کہ رات آجاتی ہے۔ یہ خبر سنکر میں
ڈر گیا میں نے کہا ان میں سے جس نے ایسا کیا وہ
بہت نامراد ہو گئی، پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے۔
میں حفصہؓ کے پاس گیا میں نے کہا اے حفصہؓ، کیا تم
میں سے کوئی دن دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ناراض رکھتی ہے حفصہؓ نے کہا ہاں، میں نے کہا
وہ نامراد ہو گئی اور خسارہ میں رہے گی۔ کیا اسے یہ
ڈر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی
سے اللہ ناراض ہو جائیگا اور وہ ہلاک ہو جائیگی۔
(اے حفصہ) تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیادہ بات نہ کیا کرو اور نہ کسی بات میں الٹ کر جواب
دیا کرو اور نہ آپ کو چھوڑا کرو۔ تمہیں جو کچھ ضرورت
ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور دیکھو تم دھوکے میں
نہ آجانا کہ تمہاری پڑوسن (یعنی عائشہ) تم سے زیادہ
حسین اور تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی محبوبہ ہیں!
ان دنوں میں ہم اس بات کا چرچا کرتے تھے کہ
غسان ہم سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔
ایک دن ایسا ہوا کہ میرا (انصاری) ساتھی اپنی باری
کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا
اور جب رات کو واپس آیا تو میرے دروازے
کو بہت زور سے کھٹکھٹایا اور کہا "کیا وہ سو گئے؟

فَاِذَا فِي كُلِّ بَيْتٍ بُكَاءٌ) (وفی روایۃ للبخاری وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ، عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ اَهْلُهَا) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى وَيَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ فَقُلْتُ لَاَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَاْنِكِ اَنْ تُؤْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَالِيْ وَمَالَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ بِعَيْبَتِكَ) (وفی روایۃ للبخاری فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ قُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ) (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَاْنِكِ اَنْ تُؤْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ لَقَدْ عَلِمْتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّكِ وَلَوْلَا اَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَتْ اَشَدَّ الْبُكَاءِ) وفی روایۃ للبخاری اَوَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ) (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَقُلْتُ لَهَا اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ هُوَ فِيْ خِزَانَتِهٖ فِي الْمَشْرُبَةِ (وفی روایۃ للبخاری هُوَذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَاِذَا حَوْلَهٗ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ

میں ڈر گیا اور (فوراً) ان کے پاس باہر گیا۔ انہوں نے کہا، بہت بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا "کیا حادثہ ہوا" کیا غسان نے حملہ کر دیا؟ انہوں نے کہا اس سے بھی بڑا اس سے بھی طویل حادثہ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی میں نے کہ حفصہ نامراد ہو گئی اور خسارے میں پڑ گئی۔ میں سمجھتا تھا کہ ایسا ہو گا" (صبح کو) میں نے اپنے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، آپ نماز کے بعد اپنے بالاخانہ میں چلے گئے اور اس میں تنہا بیٹھ گئے۔ (صحیح بخاری و دوی مسلم نحوہ) میں حجروں کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر گھر میں ازواج مطہرات رو رہی ہیں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور ہر ایک کے پاس اس کے گھر والے بیٹھے ہوئے ہیں (صحیح بخاری) پھر میں مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ (رنج واندوہ کی حالت میں) کنکریوں کو کرید رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا میں آج (ضرور اس بات) سے واقفیت حاصل کروں گا (کہ آج معاملہ کیا ہے) پھر عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے ان سے کہا! اے ابوبکر کی صاحبزادی، تمہارا کیا حال ہو گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی ہو انہوں نے کہا!" اے ابن خطاب، تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب؟ تم اپنی بیٹی کی خبر لو" (صحیح مسلم) میں (وہاں سے اٹھ کر)

الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيهَا) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدْلٍ عَلَيْهِ وَعَلَى نَقِيرٍ مِنْ خُشُبٍ وَهُوَ جِذْعٌ يَرْقَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنْحَدِرُ) وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِي فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَنَّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ وَاللَّهِ لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِي فَلَمَّا وَلَيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي، قَالَ ائْذَنْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ

حفصہ کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہیں، میں نے پوچھا تم کیوں رو رہی ہو (صحیح بخاری) کیا نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ تم اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے لگی ہو اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو تمہیں کبھی کی طلاق دے دی ہوتی۔ وہ اور زیادہ شدت سے رونے لگیں (صحیح مسلم) کیا میں نے تم کو متنبہ نہیں کیا تھا (کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں)۔ اچھا یہ بتاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب کو طلاق دے دی انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم (صحیح بخاری) میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) کہاں ہیں انہوں نے کہا وہ بالاخانہ میں اپنے گودام میں ہیں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اردگرد کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ رو رہے ہیں۔ میں کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا پھر میری بے چینی نے مجھ پر غلبہ کیا۔ میں اس بالاخانے کے قریب پہنچا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام پذیر تھے (صحیح بخاری) کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح بالاخانہ کی چوکھٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کھوکھلی لکڑی کی ایک ڈنڈے پر اپنی ٹانگیں لٹکائے ہوئے تھے اور وہ ایک تنہ تھا جس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھتے اترتے تھے (صحیح مسلم) میں نے اس حبشی غلام سے کہا، عمر کے لئے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر آ گئے انہوں نے کہا میں نے

طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهٗ إِلَيَّ فَقَالَ لَا (وَفِي رِوَايَةٍ لَهٗ وَلٰكِنِّي اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا) ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صحيح بخاری وردی مسلم نحوہ) (وفی روایۃ لمسلم قَالَ نَعَمْ) (فَقُلْتُ) لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَذَرَهٗ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ إِنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ (النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهٗ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وَسُّعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي (صحيح بخاری وردی مسلم نحوہ) (وفی روایۃ لمسلم فَنَظَرْتُ بَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيْرٍ نَحْوَ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَإِذَا أَفِيْقٌ مُعَلَّقٌ فَابْتَدَرَتْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا ذکر کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا میں واپس چلا آیا اور جو لوگ منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس بیٹھ گیا پھر میری بے چینی نے مجھ پر غلبہ کیا، میں پھر بالاخانہ گیا اور پھر وہی واقعہ پیش آیا۔ میں پھر ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میری بے چینی نے مجھ پر غلبہ کیا۔ میں پھر اس غلام کے پاس گیا اور اس سے کہا عمر کے لئے اجازت طلب کرو، اس نے پھر وہی بات کی (صحیح بخاری) میں نے بلند آواز سے کہا: "اے رباح میرے لئے اپنی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرو، میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے کہ میں حفصہ کے لئے (سفارش کرنے) آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیں کہ حفصہ کی گردن اڑا دو تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دوں گا" (صحیح مسلم) میں یہ کہہ کر واپس ہوا تو غلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی، میں آپ کے پاس اندر چلا گیا میں نے دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اس پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر چٹائی کی بناوٹ کے نشان پڑ گئے تھے۔ آپ چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تکیہ لگائے ہوئے تھے، میں نے سلام کیا، پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے پوچھا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، آپ نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: نہیں، میں نے ایک مہینہ کے لئے ان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے کہا! اے اللہ کے رسول، کیا میں دل بہلانے کی باتیں کروں (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

عَيْنَايَ قَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَا لِيَ لَا أَبْكِي وَهٰذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفْوَتُهُ وَهٰذِهِ خَزَانَتُكَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا قُلْتُ بَلَى ..... قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُونَ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى يَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ أَفَأَنْزِلُ فَأُخْبِرُهُمْ إِنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَلَمْ أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتَّى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ وَحَتَّى كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ ثَغْرًا ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلْتُ اتَّشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا يَمَسُّهُ بِيَدِهِ فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي لَمْ يُطَلِّقْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذٰلِكَ الْأَمْرَ (صحیح مسلم)

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ والعلیۃ المشرفۃ جزء ۳ ص ۱۷۲ تا ص ۱۷۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (کرد) (صحیح مسلم) میں نے کہا: آپ دیکھئے، ہم قریشی مرد عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر ہم ایسے مردوں کے پاس آئے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں، پھر اپنی بیوی کا سارا قصہ بیان کیا یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے کہا دیکھئے میں حفصہ کے پاس گیا تھا، میں نے ان سے کہا: تم کسی گھمنڈ میں نہ رہنا، تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسکرائے۔ جب میں نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے نظر اٹھا کر آپ کے گھر کو دیکھا۔ تو اللہ کی قسم مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کے (صحیح بخاری و روی مسلم نحوہ) اور ایک صاع کے قریب جو اور کچھ سلم نامی درخت کے پتے جو گھر کے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ عسرت دیکھ کر میں رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابن خطاب، کیوں رو رہے ہو، میں نے عرض کیا! اے اللہ کے نبی، آخر کیوں نہ روؤں آپ کے پہلو پر اس چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں اور آپ کے گھر کے ساز و سامان کو بھی میں نے دیکھا آپ اپنی امت کے لئے فراخی کی دعاء کیجئے۔ فارس اور روم والوں کو تو فراخی دی گئی ہے اور دنیا انہیں خوب ملی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ قیصر اور کسریٰ پھلوں اور نہروں میں (مزے اڑا رہے) ہیں اور آپ اللہ کے رسول اور اللہ کے برگزیدہ ہیں لیکن آپ کی تمام کائنات یہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے، کیا تم شک میں مبتلا

وکتاب النکاح باب موعظة الرجل ابنته لحال زاوجها جزء ۷ ص ۳۶ تا ۳۸ وباب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ فی غیر بیوتھن جزء ۷ ص ۴۱ و ص ۴۲ وکتاب اللباس باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتجوز من اللباس والبسط جزء ۷ ص ۱۹۶ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء جزء اول ص ۴۳۳ تا ص ۴۳۸)۔

ہو؟ ان لوگوں کو ان کی نعمتیں دنیا کی زندگی میں ہی دے دی گئی ہیں (صحیح بخاری و روی مسلم نحوہ) اے خطاب کے بیٹے، کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا میں نے کہا کیوں نہیں (صحیح مسلم) پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول، میرے لئے استغفار کیجئے ..... (صحیح بخاری) پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں مسجد میں گیا تھا (تو میں نے دیکھا کہ) مسلمین کنکریاں کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی۔ کیا میں اتر کر جاؤں اور انہیں خبر دوں کہ آپ نے انہیں طلاق نہیں دی ہے آپ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو تو (جاکر مطلع کر دو) پھر میں برابر آپ سے بات کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کا غصہ زائل ہو گیا حتیٰ کہ آپ مسکرائے اور مسکراتے وقت آپ اتنے اچھے معلوم ہوتے تھے کہ اتنا اچھے دوسرے نہیں معلوم ہوتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور میں بھی اترا میں کھجور کے تنے کو پکڑ کر اتر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اتر رہے تھے گویا کہ زمین پر چل رہے ہیں۔ آپ نے تنے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ..... پھر میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اور (ان لوگوں کی کیا حالت ہے کہ) جب ان کے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے (عوام میں) پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ اس بات کو رسول کی طرف یا اپنے امراء کی طرف لوٹاتے تو ان میں سے جو تحقیق و تفتیش کے وسائل رکھتے ہیں وہ اس کی تحقیق و تفتیش کر لیتے۔ (صحیح مسلم)

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر سنی سنائی خبر کو بغیر تحقیق بیان کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ) اور (یہ کیا بات ہے کہ) جب ان کو امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اس کو (عوام الناس میں) پھیلا دیتے ہیں (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ) اور اگر یہ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے امراء کی طرف لوٹاتے، ان کو اس خبر سے مطلع کرتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی تحقیق کر سکتے ہیں وہ تحقیق کر کے اس کی حقیقت معلوم کر لیتے اور اس طرح غلط خبر کا چرچا نہ ہوتا غلط خبر اگر امن کی بھی ہو تو اس سے اندیشہ ہے کہ دفاعی انتظامات ڈھیلے پڑ جائیں، لوگ آرام سے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور دھوکا کھا جائیں اور اگر غلط خبر خوف کی ہو تو اندیشہ ہے کہ عوام میں دہشت پھیل جائے اور وہ گھبرا کر کم ہمتی اور بزدلی کا مظاہرہ کر بیٹھیں۔ غرض یہ کہ دونوں صورتوں میں نقصان کا اندیشہ ہے لہذا بغیر تحقیق کسی خبر کی اشاعت نہ کی جائے (وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔ یہ اللہ کا فضل و کرم ہی ہے کہ وہ تم کو ایسی روش اختیار کرنے سے روک رہا ہے جس سے معاشرہ میں خرابی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو تم افواہیں پھیلا کر امت کے بیشتر حصہ کو انتشار میں مبتلا کر دیتے اور پھر بہت سے لوگ ہمت ہار جاتے اور گمراہی کی راہ پر چل پڑتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ○

(الحجرات - ۶)

اے ایمان والو، اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو (اس کی خوب) تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ لاعلمی میں تم کسی قوم پر جا پڑو پھر (بعد میں) تمہیں اپنے فعل پر نادم ہونا پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم مقدمۃ الصحیح باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع جزء اول ص۷)

کسی آدمی کے لئے بلحاظ جھوٹ کے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو نہ پھیلائیے، نہ اُسے کسی سے بیان کرے بلکہ خود تحقیق کرے یا اسے حکام تک پہنچا دے تاکہ ان میں سے جو تحقیق کر سکتے ہوں وہ تحقیق کریں اور عوام کو صحیح بات سے مطلع کریں۔

عمل

اے ایمان والو افواہوں کو نہ پھیلایا کیجئے اگر کوئی افواہ آپ سنیں تو اسے اپنے حکام تک پہنچایا کیجئے تاکہ وہ تحقیق کر کے صحیح بات سے عوام کو مطلع کریں بغیر تحقیق افواہوں کے پھیلانے سے اندیشہ ہے کہ کہیں بے موقع اطمینان یا خوف و ہراس پھیل جائے اور عوام کوئی غلط اقدام کر بیٹھیں ۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ
اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ
تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ اللہ کے راستے میں جنگ کیجئے (اگرچہ) آپ اپنے علاوہ کسی کے ذمّہ دار نہیں (تاہم ترغیب دینا آپ کے فرائض میں سے ہے) آپ مؤمنین کو جنگ کی ترغیب دیجئے (ان کو جنگ کے لئے ابھاریئے) قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو روک دے اللہ لڑائی کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے اور سزا دینے کے لحاظ سے بہت سخت ہے (یہ کافر کہاں بچ کر جائیں گے) ﴿۸۴﴾

معانی ومصادر (حَرِّضْ) حَرَّضَ، يُحَرِّضُ، تَحْرِيْضٌ (باب تفعیل) اکسانا، ترغیب دینا۔
(يَكُفَّ) كَفَّ يَكُفُّ كَفٌّ (ن) رکنا، روکنا، بھرنا، جمع کرنا اور ملانا۔
(تَنْكِيْلًا) نَكَّلَ، يُنَكِّلُ، تَنْكِيْلٌ (باب تفعیل) ایسی سزا دینا جو باعث عبرت ہو۔
(بَاْسًا) بَؤُسَ، يَبْؤُسُ، بَاْسٌ (ك) بہادر ہونا (باسٌ = بہادری، قوت، شدت)

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ منافقین لڑائی سے پہلوتہی کرتے تھے اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا: (فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اے رسول اگر وہ نہیں لڑتے تو نہ لڑیں آپ تو اللہ تعالےٰ کے

راستہ میں لڑتے رہئے (لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ) آپ اپنے علاوہ کسی کے ذمہ دار نہیں، نہ منافقین کے پہلوتہی کے آپ جواب دہ ہیں اور نہ آپ کو اس بات کا مکلف کیا گیا ہے کہ دوسروں کو ضرور جنگ میں شریک کریں ہاں آپ اس بات کے مکلف ہیں کہ خود بہر حال جنگ کریں۔ دوسروں کے سلسلہ میں آپ صرف اس بات کے مکلف ہیں کہ ان کو جنگ کی ترغیب دیں (وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ) لہذا آپ مؤمنین کو جنگ کی ترغیب دیں، وہ منافقین کی طرح جنگ سے پہلوتہی نہیں کریں گے وہ ضرور آپ کا ساتھ دیں گے (عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے حملہ کو روک دے، ان کے زور اور ان کی قوت کو توڑ دے اور وہ صرف مدافعانہ جنگ کرنے پر مجبور ہو جائیں ان کو شکستوں پر شکستیں ہوں اور وہ نقصان پر نقصان اٹھائیں اور یہ بالکل عین ممکن ہے اس لئے (وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا) کہ اللہ تعالیٰ بہت زبردست قوت والا ہے اس کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ (ھود - ۱۰۲)

بے شک اس کی گرفت بڑی دردناک اور شدید ہوتی ہے۔

آگے فرمایا (وَاَشَدُّ تَنْكِيْلًا) اور اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بہت سخت ہے اور سزا بھی ایسی کہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو وہ ایسی سخت سزا دیتا ہے کہ پھر اس کو دیکھ کر دوسروں کو ہمت نہ ہو کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جس کی وجہ سے وہ اس جیسی سزا کے مستوجب ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

(البقرۃ - ۶۵ و ۶۶)

اور (اے بنی اسرائیل) تم میں سے جن لوگوں نے ہفتہ کے دن (حدود شرعیہ) سے تجاوز کیا تھا انہیں تم اچھی طرح جانتے ہو، ہم نے ان سے کہا تھا تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ (وہ بندر بن گئے) پھر ہم نے اس سزا کو اس وقت کے لوگوں کے لئے اور بعد میں آنے والوں کے لئے باعث عبرت اور متقیوں کے لئے باعث نصیحت بنا دیا۔

ایسی عبرت ناک سزاؤں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(الرعد - ۶)

اور (اے رسول) یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کی جلدی کر رہے ہیں (حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ) ان سے پہلے عبرتناک عذاب آچکے ہیں (ایسا ہی عذاب ان پر بھی آسکتا ہے لیکن) آپ کا رب (تاخیر کر رہا ہے محض اس لئے کہ وہ) لوگوں کو ان کے ظلم کے باوجود معاف کرتا رہتا ہے (اگر وہ

ایسا نہ کرتا تو کبھی کا عذاب آگیا ہوتا) بے شک
آپ کا رب عذاب بھی سخت دیتا ہے۔

کافروں کی پے در پے شکستوں اور ایمان والوں کی مسلسل فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّاْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

(الفتح - ۲۰ تا ۲۳)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے تو یہ غنیمت تو اللہ نے تم کو جلدی ہی دلوادی اور لوگوں کے ہاتھوں کو (تم پر وار کرنے) سے روک دیا اور (اے رسول، اس کا مقصد یہ تھا) کہ (یہ فتح) مؤمنین کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی ہو اور (یہ کہ) اللہ تم کو صراط مستقیم پر (استقامت کے ساتھ) چلاتا رہے اور (اس غنیمت کے علاوہ) اور بھی غنیمتیں ہیں جن پر تم نے (ابھی) قابو نہیں پایا (لیکن) اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ہم نے کافروں کو لڑنے سے باز رکھا) لیکن اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے، پھر نہ کسی کو دوست پاتے اور نہ مددگار۔ (اے رسول) اللہ کی یہ سنت پہلے سے چلی آرہی ہے اور آپ اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمین کو ترغیب دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑتے رہیں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ عنقریب اللہ تعالےٰ کافروں کا زور توڑ دیگا اور ان کو پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مؤمنین کی فتوحات اور کافروں کی شکستوں کی پیشین گوئی مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے اور یہ حدیث گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهٗ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ

میں (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں دو شخص آئے۔ ایک تنگیٔ معیشت کی شکایت کرتا تھا اور دوسرا رہزنی کی شکایت کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِیْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ (وَفِیْ رِوَايَةٍ يَا عَدِیُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ اَرَهَا وَقَدْ اُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ نَفْسِیْ فَاَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ) وَاَمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ (وفی روایۃ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ) (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرد جزء ۲ صـ۱۳۵ وکتاب بدء الخلق (احادیث الانبیاء) باب علامات النبوۃ فی الاسلام جزء ۴ صـ۲۳۹)

نے فرمایا! عنقریب اتنا امن ہو جائیگا کہ مکہ جانے والا قافلہ کسی نگہبان کے بغیر محافظ کے جائیگا اور اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا! نہیں! مجھے اس کی خبر ملی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی لیکن اُسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: قبیلہ طے کے ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے کہاں چلے جائیں گے۔ اور رہی معیشت کی تنگی تو قیامت نہیں آنے پائے گی کہ ایک شخص اپنا صدقہ لے کر چکر لگائیگا کہ لینے والا مل جائے لیکن کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا اور (اے عدی) اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہرمز۔ اور (اے عدی) اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو ضرور ایسے شخص کو دیکھو گے جو مٹھی پر سونا یا چاندی لے کر ایسے آدمی کی تلاش میں نکلے گا جو اُسے قبول کرلے لیکن اسے ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرلے۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ جزء ۴ صـ۲۳۹)

(میں نے دو باتیں تو دیکھ لیں) میں نے حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرنے والی عورت کو دیکھا اُسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کافروں کا زور ٹوٹ جانے کا جو وعدہ کیا تھا وہ حرف بحرف پورا ہو گیا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے راستے میں لڑتے رہیئے۔ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے کی ترغیب دیتے رہیئے۔ ہمت نہ ہاریئے، اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہے وہ اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی مدد فرمائیگا اور کافروں کی قوت کو پامال کر دیگا۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ
لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً
سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

ترجمہ جو شخص اچھی بات کی سفارش کرے تو اس (اچھی بات کے ثواب) میں سے اُسے بھی حصّہ ملے گا اور جو شخص بری (بات کی) سفارش کرے تو اس (بری بات کے عذاب) میں سے اُسے بھی حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ﴿۸۵﴾

معانی ومصادر (سَيِّئَةً) سَآءَ يَسُوْءُ سَوْآءٌ (ن) بُرا ہونا۔
(سَيِّئٌ) قبیح۔ سَيِّئَةٌ، سَيِّءٌ کا مؤنث ہے، = بدی، برائی)
(كِفْلٌ) كَفَلَ، يَكْفُلُ كَفَالَةٌ (ن) کفالت کرنا (كِفْلٌ = حصہ)
(مُقِيْتًا) اَقَاتَ، يُقِيْتُ، اِقَاتَةٌ (باب افعال) حفاظت کرنا۔ اقتدار حاصل کرنا (مُقِيْتٌ = حافظ۔ مقتدر)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا) جو شخص کسی اچھی بات کی سفارش کرے تو وہ بھی اس کے ثواب کا حقدار ہے، اُسے بھی اس کے ثواب میں سے حصہ ملے گا یعنی جو شخص سفارش کی بنیاد پر کوئی اچھا عمل کریگا تو عمل کرنے والے کو تو ثواب ملے گا ہی، سفارش کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا (وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا) اور جو شخص کسی بری بات کی سفارش کریگا تو سفارش کرنے والا بھی ماخوذ ہوگا یعنی عمل کرنے والا بھی گنہگار ہوگا اور سفارش کرنے والا بھی گنہ گار ہوگا۔ اس عمل کے گناہ میں سفارش کرنے والا بھی حصّہ دار ہے، عمل کرنے والے کو عمل کی سزا ملے گی اور سفارش کرنے والے کو اپنے عمل سفارش کی سزا ملے گی۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ (صلى الله عليه وسلم) مَا شَآءَ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی الصدقۃ والشفاعۃ فیہا جزء ۲ صـ۱۳ وصحیح مسلم کتاب البر باب استحباب الشفاعۃ جزء ۲ صـ۴۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے تھے! تم سفارش کرو، تمہیں (بھی) ثواب ملے گا اور اللہ تو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان پر جو چاہتا ہے جاری کر دیتا ہے۔

سفارش کرنے کے بعد اس شخص سے جس کے لئے سفارش کی تھی کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ شَفَعَ لِأَخِيْهِ شَفَاعَةً فَأَهْدٰى لَهٗ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا (ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الہدیۃ لقضاء الحاجۃ جزء ۲ صـ۱۴۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ صـ۱۱۰۹)

جو شخص اپنے بھائی کے لئے سفارش کرے پھر وہ اس سفارش کرنے کے سلسلہ میں سفارش کرنے والے کو کوئی ہدیہ دے اور سفارش کرنے والا اُسے قبول کر لے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے پر پہنچ گیا۔

ناجائز کام میں کسی کی سفارش نہ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں کسی کی سفارش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ أَمْرِهٖ (رواہ احمد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بلوغ الامانی مع شرح فتح الربانی کتاب الحدود باب الحث علی اقامۃ الحدود والنہی عن الشفاعۃ جزء ۶ صـ۶۲ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۷ صـ۸۹)

جس شخص کی سفارش اللہ عزوجل کی حدوں میں سے کسی حد کے نفاذ میں حائل ہو جائے تو اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم میں اللہ کی مخالفت کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ

ایک مخزومی عورت کے سلسلہ میں جس نے چوری

الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ یُّکَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ یَّجْتَرِیْٔ عَلَیْہِ اِلَّا اُسَامَۃُ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُسْلِمٍ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد جزء ۸ ص ۱۹۹ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ جزء ۲ ص ۷۴)

کی تھی قریش کو بہت فکر میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے کہا کون اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر سکتا ہے اور کون اس معاملہ میں آپ سے سفارش کی جرأت کر سکتا ہے سوائے اسامہ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں الغرض انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی (آپ کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا) آپ نے فرمایا! کیا تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو (کہ وہ ناقذ نہ کی جائے) (نوٹ) خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

الغرض نیک کام میں سفارش کرنے کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سفارش کرنا گناہ ہے۔ آگے فرمایا (وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اقتدار رکھتا ہے، اُسے ہر کام کی قدرت ہے وہ ثواب بھی دے سکتا ہے اور عذاب بھی دے سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، نیک کام میں سفارش کیا کیجئے تاکہ آپ کو بھی ثواب ملے اور برے کام میں یا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو ٹالنے کے لئے سفارش نہ کیا کیجئے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو خواہ آپ کی سفارش مانی جائے یا نہ مانی جائے آپ گنہگار ہوں گے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جب تمہیں کوئی سلام کرے تو سلام کا جواب اس سے بہتر دیا کرو یا جواب میں سلام کے وہی الفاظ کہہ دیا کرو (جو سلام کرنے والے نے کہے تھے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو کہ) بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ﴿۸۶﴾

معانی ومصادر (حُيِّيْتُمْ) (تَحِيَّةٌ) (حَيُّوْا)
حَيًّا، يُحَيِّيْ، تَحِيَّةً (باب تفعیل) سلام کرنا، درازئ عمر کی دعاء دینا۔
(تَحِيَّةٌ = تحفہ۔ دعاء)
(حَسِيْبًا) حَسَبَ، يَحْسُبُ، حَسْبٌ وحِسَابٌ وحُسْبَانٌ وحِسَابَةٌ وحِسْبَةٌ (ن) گننا (حَسِيْبٌ = حساب لینے والا، محاسب)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ) اے ایمان والو، جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر سلام کرو یعنی اس سے بہتر دعاء دو (اَوْ رُدُّوْهَا) یا وہی لوٹا دو یعنی اتنی ہی دعاء دے دو جتنی دعاء اس نے تمہیں دی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب ضرور دیا جائے خواہ وہ جواب سلام کرنے والے کے سلام سے بہتر ہو یا بالکل اسی جیسا ہو، دونوں طرح جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الامر

مسلم کے مسلم پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنے کا جواب دینا۔

باتباع الجنائز جزء۲ ص۹ وصحیح مسلم
کتاب السلام باب من حق المسلم
للمسلم ردّ السلام جزء۲ ص۲۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ۔

راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا!

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا۔

اے اللہ کے رسول راستوں میں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے (بیٹھنا ضروری ہوتا ہے) ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ۔

اگر تم بغیر بیٹھے نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کرو۔

صحابہ کرام نے پوچھا!

وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟

اے اللہ کے رسول راستے کا حق کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب قول اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوتا۔ جزء۸ ص۶۳ وصحیح مسلم کتاب السلام باب من حق الجلوس علی الطریق ردالسلام جزء۲ ص۲۶۶)

آنکھیں نیچی رکھنا اذیت دینے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیک بات کا حکم دینا بری بات سے روکنا۔

الغرض سلام کا جواب سلام کرنے والے کے سلام کے مثل دینا ضروری ہے (اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا) بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اگر سلام کا جواب دینے میں کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی حساب لے گا، یعنی سلام کا جواب دینا کوئی معمولی چیز نہیں کہ اگر نہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ نہیں اس کے ترک پر قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ طُوْلُہٗ سِتُّوْنَ

اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا ان کا

ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب بدء السلام جزء ۸ ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب یدخل الجنۃ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الطیر جزء ۲ ص۵۳۵ واللفظ للبخاری)

قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ پھر جب ان کو پیدا کر چکا تو ان سے فرمایا! جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا دعاء دیتے ہیں اس لئے کہ جو جواب وہ دیں گے وہی جواب تمہارے لئے تحفۂ سلام ہوگا الغرض انہوں نے فرشتوں سے کہا: السلام علیکم، فرشتوں نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ گویا انہوں نے (جواب میں) رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔

اس حدیث سے سلام کی کیفیت معلوم ہوئی۔ یعنی جب کسی کو سلام کرے تو کہے! "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" اور وہ جب جواب دے تو بہتر جواب دے یعنی وہ کہے! "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ" اس حدیث میں "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ "بِاَحْسَنَ مِنْهَا" کی گویا تفسیر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ کو کوئی سلام کرے تو یا تو اس سے بہتر سلام کا جواب دیا کیجئے یا کم از کم اتنا ہی کہہ دیا کیجئے جتنا اس نے کہا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص السلام علیکم کہے تو یا تو اس سے بہتر جواب دیجئے یعنی یہ کہیئے "وعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" یا اتنا ہی لوٹا دیجئے یعنی یہ کہیئے وعلیک السلام اور اگر کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو پھر یا تو اس سے بہتر جواب دیجئے ورنہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہہ دیجئے۔ اس سلسلہ میں کوتاہی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کوتاہی کے متعلق باز پرس کریگا۔

سلام کے متعلق مفصّل مسائل

سلام کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل اوپر گذر چکے ہیں:۔

(۱) سلام کا جواب ضرور دے، خواہ اس سے بہتر دے یا اسی کو لوٹا دے (النسآء۔ ۸۶)

(۲) سلام کرتے وقت یہ کہے:۔ السلام علیکم (ص۲۸۰)

(۳) سلام کے جواب میں بہتر یہ ہے کہ اس طرح کہے:۔ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یا صرف وعلیک السلام کہہ دے (ص۲۸۰ و آیت زیر تفسیر)

(۴) سلام ضرور کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ

مسلم کے مسلم پر چھ حق ہیں

صحابہ کرام نے پوچھا!

مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ (صحیح مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم ردّ السلام جزء ۲ صـ۲۶۶)

جب متسلم (مسلم سے) ملاقات کرے، تو اسے سلام کرے، جب وہ دعوت کرے تو قبول کرے، جب وہ مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرے، جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو اسے یرحمک اللہ کہے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ مرے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔

مندرجہ بالا حدیث اور آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ سلام کرنا بھی ضروری ہے اور سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

(۵) جب اہل کتاب سلام کریں تو جواب میں صرف وعلیکم کہے۔ اگر وہ بدعاء دیں تو بھی وعلیکم ہی کہے انہیں بددعاء نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ (صحیح مسلم کتاب السلام باب النہی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام جزء ۲ صـ۲۶۶)

جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم جواب میں یہ کہہ دیا کرو: وَعَلَيْكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَاِنَّ اللّٰهَ

کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: تم پر موت طاری ہو میں سمجھ گئی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں میں نے کہا تم پر موت اور لعنت طاری ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ

يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب کیف یرد علی اھل الزمۃ السلام جزء ۸ ص۷ و صحیح مسلم کتاب السلام باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام جزء ۲ ص۲۶۷)

ٹھہرو اللہ نرمی کو ہر کام میں پسند کرتا ہے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ نے سُنا نہیں انہوں نے کیا کہا: آپ نے فرمایا: میں نے وعلیکم کہہ تو دیا تھا۔

⑥ اہل کتاب کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَبْدَءُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ (صحیح مسلم کتاب السلام باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام جزء ۲ ص۲۶۸)

یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو۔

⑦ مسلم کو سلام کرے خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام جزء اول ص۱۱ وکتاب الاستئذان باب السلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ جزء ۸ ص۶۵)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بہترین اسلام کونسا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بہترین اسلام یہ ہے کہ) تم کھانا کھلاؤ اور جسکو جانتے ہو اور جس کو نہ جانتے ہو (دونوں کو) سلام کرو۔

⑧ اگر کوئی شخص پیشاب کرنے والے کو سلام کرے تو پیشاب کرنے والا سلام کا جواب نہ دے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب التیمم جزء اول ص۱۵۹)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سلام کیا کہ آپ پیشاب کر رہے تھے آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

⑨ جب سلام کرے تو ان الفاظ سے سلام کرے: السلام علیکم اس کے کہنے سے دس نیکیاں

ملتی ہیں یا اس طرح سلام کرے السلام علیکم ورحمة اللہ۔ اس کے کہنے سے بیس نیکیاں ملتی ہیں یا اس طرح سلام کرے! السّلام علیکم ورحمة اللہِ وبرکاتہٗ۔ اس کے کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ وَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرُوْنَ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُوْنَ (رواہ الترمذی فی ابواب الاستیذان باب ما ذکر فی فضل السلام جزء ۲ ص۲۵۱ ورواہ ابوداؤد والنسائی وسندہٗ صحیح - فتح الباری جزء ۱۳ ص۲۴۱)

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا السلام علیکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس۔

(۱۰) جب ملاقات ہو تو چھوٹا بڑے کو سلام کرے، سوار پیدل کو سلام کرے، چلنے والا کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں (یعنی چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب تسلیم الصغیر علی الکبیر وباب تسلیم الماشی علی القاعد جزء ۸ ص۵ وروی مسلم الا یسلم الصغیر علی الکبیر کتاب السلام باب یسلم الراکب علی الماشی جزء ۲ ص۲۶۵ وفی روایۃ الترمذی والماشی علی القائم (الترمذی فی ابواب الاستیذان وصححہ۔ ۲/۲۵۵)

چھوٹا بڑے کو سلام کرے چلنے یا گذرنے والا بیٹھنے والوں کو سلام کرے، تھوڑے آدمی کثیر آدمیوں کو سلام کریں اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔
اور چلنے والا کھڑے ہوئے کو سلام کرے (ترمذی)
نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں)

(۱۱) بہت سے آدمی ایک آدمی کو سلام کر سکتے ہیں۔

حضرت ابو واقد کہتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا ھُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَہٗ اِذَا اَقْبَلَ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا (رواہ الترمذی فی ابواب الاستیذان جزء ۲ ص۲۶ ورواہ مالک فی الموطأ باب جامع السلام ص۳۸ وصححہ الترمذی)

اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع کچھ لوگوں کے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی آئے۔ دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور ایک چلا گیا۔ پھر جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تو ان دونوں نے سلام کیا۔

(۱۲) اگر بڑا آدمی بچوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کرے اگرچہ وہ کھیل رہے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ (صحیح مسلم السلام باب استحباب السلام علی الصبیان جزء ۴ ص۲۶۸ وروی البخاری نحوہ فی کتاب الاستیذان باب التسلیم علی الصبیان جزء ۸ ص۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے پاس سے گذرے اور انہیں سلام کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل انس رض جزء ۲ ص۳۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ میں لڑکوں میں کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہم کو سلام کیا۔

(۱۳) اگر ایسی مجلس ہو جس میں مسلمین اور کفار دونوں شامل ہوں تو السلام علیکم کہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

مَرَّ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فِیْ مَجْلِسٍ فِیْہِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گذرے جس میں مسلمین، مشرکین یعنی بتوں کے

الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ۔ ---- فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین جزء ۱۷ ص ۶۹)

پوجنے والے اور یہودی بیٹھے ہوئے تھے۔ ---- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا۔

(۱۴) نمازی کو اگر سلام کہا جائے تو اُسے چاہیئے کہ ہاتھ کے اشارہ سے جواب دے۔

زید بن اسلم کہتے ہیں:۔

سَأَلْتُ صُهَيْبًا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ (فِي الصَّلٰوةِ) قَالَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ (رواہ احمد وسندہ صحیح بلوغ جزء ۱۷ ص ۲۳۵ وروی النسائی نحوہ۔)

میں نے صہیب (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (نماز میں) سلام کیا جاتا تھا تو آپ کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

(۱۵) سلام کے جواب میں "وعلیکم السلام" یا "وعلیك السلام" کہے۔ اگر سلام کرنے والے نے دعائیہ کلمات کا اضافہ کیا ہے تو جواب میں بھی ان کا اضافہ ضروری ہے مثلاً السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہنا ضروری ہے اور یہ آیت زیر تفسیر سے ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ (رَجُلٌ) إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ جزء اول ص ۸۶۹)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا وعلیکَ السلام۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے پھر آپ عائشہ کے حجرہ کی طرف گئے اور آپ نے کہا! اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے جواب دیا وعلیك

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۶ ص ۱۴۹) السلام ورحمۃ اللہ۔

(۱۶) ملاقات کرنے والوں میں سے ہر ایک کو سلام کرنے میں سبقت کرنا بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَھُمْ بِالسَّلَامِ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی فضل من بدء بالسلام جزء ۲ ص ۳۶۰ وسندہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ ص ۱۳۱۸) لوگوں میں اللہ سے وہ زیادہ قریب ہے جو ان میں پہلے سلام کرتا ہے۔

(۱۷) سلام کو خوب پھیلائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون جزء اول ص ۴۲) کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اُسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ سلام کو اپنے درمیان پھیلاؤ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِیْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب افشاء السلام جزء ۸ ص ۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، چھینکنے والا حمد کرے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا، ضعیف کی مدد کرنا، مظلوم کی اعانت کرنا، سلام کو پھیلانا اور قسم دلانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْھَامَ تُوْرِثُوا الْجِنَانَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاطعمہ ۲/۱۷) سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، (جہاد میں) کھوپڑیوں پر مارو، جنتوں کے وارث بن جاؤ۔

حدیث بالا کا منشاء یہ ہے کہ اگر تم یہ تین کام کرو۔ سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور جہاد کرو تو تم جنت کے وارث ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (رواہ الترمذی فی ابواب الاطعمہ وصحح جزء ۲ ص ۱۷/۱۸)

رحمٰن کی عبادت کرو کھانا کھلاؤ اور سلام پھیلاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

یعنی اگر یہ تین کام کرو گے تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (رواہ الترمذی فی ابواب صفۃ القیمۃ وصحح جزء ۲ ص ۱۸۹)

اے لوگو، سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور اس حالت میں نماز پڑھو کہ لوگ سوتے ہوں، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(۱۸) جب کوئی شخص کسی دوسرے کا سلام پہنچائے تو اس طرح جواب دے۔

عَلَیْكَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:۔

یَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِیْلُ وَهُوَ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (وَفِیْ رِوَایَةٍ اَحْمَدَ عَلَیْكَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ) (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب تسلیم الرجال علی النساء جزء ۸ ص ۸۹ و بلوغ الامانی جزء ۲۲ ص ۱۲۵ وسندہ صحیح)

اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں یہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (مسند احمد میں ہے کہ انہوں نے کہا علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

(۱۹) اگر پہلی مرتبہ ملاقات کرنے کے بعد درمیان میں کوئی درخت، دیوار یا پتھر آجائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا لَقِیَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرجل یفارق الرجل ثم

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے۔ پھر اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر آجائے پھر اس سے ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

یلقاہ ... لم علیہ جزء ۲ ص ۳۶۰ وسندہ صحیح۔
الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول
جزء ۲ ص ۱۵۲)

(۲۰) اگر کوئی آدمی لیٹا ہوا ہو اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے تو اسے اتنی آواز سے سلام کرے کہ وہ جاگے نہیں، اگر جاگتا ہو تو سن لے۔ اسی طرح اگر کئی آدمی لیٹے ہوئے ہوں تو اتنی آواز سے سلام کرے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والے نہ جاگیں۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

يَجِيْءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَيَسْمَعُ الْيَقْظَانُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ جزء ۲ ص ۲۲۳)

رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سونے والے کو نہ جگاتے اور جاگنے والا سن لیتا۔

(۲۱) رخصت کے وقت بھی سلام کرے۔

اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَقُوْمَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی السلام اذا قام من المجلس جزء ۲ ص ۳۶۱ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء ۲ ص ۱۴۶)

جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو اُسے چاہئے کہ سلام کرے، پھر جب وہاں سے اُٹھ کر جانے کا ارادہ کرے تو پھر سلام کرے۔ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ ضروری نہیں ہے (یعنی دونوں برابر ضروری ہیں)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾

ترجمہ اللہ (ہی الٰہ ہے) کوئی الٰہ نہیں سوائے اس کے، وہ ضرور تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا (اللہ کی بات بالکل سچ ہے) اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

معانی و مصادر (حَدِيْثًا) حَدَثَ يَحْدُثُ حُدُوْثٌ (ن) ایسی چیز کا وجود میں آنا جو پہلے سے موجود نہ ہو، کسی نئی چیز کا واقع ہونا۔ (حدیث = جدید، بات۔ بات کو حدیث اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ نئی نئی زبان سے نکلی ہوتی ہے)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ) اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ الٰہ ایک جامع لفظ ہے جس کے معانی بہت ہیں، مثلاً معبود، حاکم، بادشاہ، حاجت روا، مشکل کشا، عالم الغیب وغیرہ وغیرہ۔

(نوٹ) تفصیل کے لئے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ) اللہ تعالیٰ ضرور تم سب کو قیامت کے دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں جمع کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○
(یٰسٓ - ۳۲)

اور (قیامت کے روز) یہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○
لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○
(الواقعۃ - ۴۹ و ۵۰)

(اور کیا ہمارے آباء و اجداد بھی زندہ کئے جائیں گے۔ اے رسول) آپ کہہ دیجئے! بے شک اگلے پچھلے سب ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کئے جائیں گے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔ وہ جو بات کہتا ہے سچ ہوتی ہے، صحیح ہوتی ہے، جب اس نے کہہ دیا کہ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو پھر شک کیسا؟ پھر تو یہ حقیقت ہے کہ قیامت آکر رہے گی، اس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے، پھر حساب کتاب ہوگا اعمال کی جزا و سزا دی جائے گی، اس دن سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر کر کے دنیا والوں کو ہوشیار کر دیا، اللہ تعالیٰ کی جو ذمہ داری تھی وہ اس نے پوری کر دی، اب انسانوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس دن کی تباہی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے مالک روز جزا کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اسی کا حکم مانیئے، اسی کی نذر کیجئے، اسی سے مدد مانگیئے اسی سے فریاد کیجئے، اسی کے قانون پر چلتے رہئے۔

اے لوگو، قیامت ایک دن آنے والی ہے اس دن کے آنے میں شک نہ کیجئے اس دن آپ حساب و کتاب کے لئے جمع کئے جائیں گے لہٰذا آپ کو چاہئے کہ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" کے مصداق توحید پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ توحید میں کسی قسم کا شگاف نہ آنے دیں، توحید کی خلاف ورزی کر کے اللہ تعالیٰ کے دائمی عذاب کو دعوت نہ دیں۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ
وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا
فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا
مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿۸۹﴾
إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ
حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ
أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ
لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ فَإِنِ
اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا
إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُونَ

أُخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ
وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى
الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ
يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ
وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَ
اقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَ
أُولَئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۹۱

ترجمہ (اے ایمان والو) تمہیں کیا ہو گیا کہ منافقین کے بارے میں تم دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہو اللہ تعالیٰ نے تو ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا ہے (وہ ہدایت حاصل نہیں کر سکتے) تو کیا تم ان لوگوں کو ہدایت پر لانا چاہتے ہو جن کو اللہ نے (ان کے کرتوتوں کے نتیجہ میں) گمراہی میں ڈال دیا اور جس کو اللہ گمراہی میں ڈال دے تو (اے رسول) پھر اس کے لئے آپ کو (نجات کا) کوئی راستہ نہیں ملے گا (۸۸) منافقین تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ کافر ہیں کاش اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ پھر (جب) وہ اور تم سب برابر ہو جائیں (تو وہ تم کو اپنا

دوست بنالیں) لیکن (اے ایمان والو ان کے ظاہری ایمان کے دھوکے میں آکر) تم ان میں سے کسی کو بھی اپنا دوست نہ بنانا جب تک وہ اللہ کے راستہ میں ہجرت نہ کریں پھر اگر وہ (ترک وطن سے) منہ موڑیں تو (ان کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں) انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو بھی نہ اپنا دوست بناؤ اور نہ مددگار (بھلا جو لوگ وطن کی قربانی نہیں دے سکتے وہ تمہاری مدد کے لئے اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے کس طرح آمادہ ہو سکتے ہیں لہٰذا ان کے دھوکے میں نہ آنا) (۸۹) البتہ (ان لوگوں کو قتل نہ کرنا) جو ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں جس قوم سے تمہارا باہمی (صلح کا) معاہدہ ہو یا وہ تمہارے پاس ایسی حالت میں آجائیں کہ دل سے نہ وہ تم سے لڑنا گوارا کرتے ہوں اور نہ اپنی قوم سے اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے ضرور لڑتے (لیکن یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ان کو لڑائی سے روک دیا) تو وہ اگر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کریں اور تم سے نہ لڑیں بلکہ صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر (زیادتی کرنے کے لئے) کوئی عذر یا بہانہ فراہم نہیں کیا (۹۰) اور (اے ایمان والو) تم کچھ اور لوگ اس قسم کے بھی پاؤ گے کہ وہ تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں (لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ) جب کبھی ان کو فتنہ انگیزی کی طرف لوٹایا جاتا ہے تو اوندھے منہ (بغیر کسی پس و پیش کے) اس میں جا گرتے ہیں، اگر ایسے لوگ تمہارا مقابلہ کرنے سے کنارہ کشی اختیار نہ کریں نہ تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں اور (نہ جنگ سے) اپنے ہاتھوں کو روکیں تو ان کو جہاں پاؤ گرفتار کر کے (ضرور) قتل کر دو ہم نے تمہارے لئے ان پر (سختی کرنے کی) صریح دلیل مہیا کر دی (۹۱)

معانی ومصادر

(اَرْکَسَ) (اُرْکِسُوْا) اَرْکَسَ، یُرْکِسُ، اِرْکَاسٌ (باب افعال) الٹا کر دینا۔
(یَصِلُوْنَ) وَصَلَ، یَصِلُ، وُصْلٌ وصِلَۃٌ (ض) ملانا، ملنا۔
(حَصِرَتْ) حَصِرَ، یَحْصَرُ، حَصَرٌ (س) تنگ ہونا۔
(سَلَّطَ) سَلَّطَ، یُسَلِّطُ، تَسْلِیْطٌ (باب تفعیل) غالب کرنا۔
(یَأْمَنُوْا) اَمِنَ، یَأْمَنُ، اَمْنٌ واَمَنٌ واَمَانٌ واَمَانَۃٌ (س) مطمئن ہونا، امن میں ہونا۔
(ثَقِفْتُمُوْھُمْ) ثَقِفَ، یَثْقَفُ، ثَقْفٌ (س) پالینا، قابو پالینا۔

شان نزول

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَہٗ وَاَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُھُمْ وَفِرْقَۃٌ تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُھُمْ فَنَزَلَتْ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ گئے تھے ان میں سے کچھ لوگ میدان جنگ سے واپس چلے آئے (ان کے چلے جانے کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک نے کہا ہم

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد جزء ۵ ص ۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جزء ۲ ص ۵۱۲ واللفظ للبخاری)

ان سے لڑیں گے اور دوسرے نے کہا ہم ان سے نہیں لڑیں گے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا (تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے معاملہ میں تم دو گروہ ہو گئے ہو اللہ نے تو ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان کو اوندھا کر دیا ہے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے جو منافقین کے میدان جنگ سے واپس چلے آنے پر دو گروہ میں تقسیم ہو گئے تھے فرمایا (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ) اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہو تم میں سے کوئی ان سے لڑنے کا ارادہ کر رہا ہے اور کوئی ان کی حمایت کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ یہ اختلاف کیسا؟ منافقین کے بارے میں مؤمنین کی دو رائیں نہیں ہونی چاہئیں سب کو باتفاق رائے ان سے عداوت رکھنی چاہئے۔ منافقین کی حمایت ایمان والوں کی شان نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

(المجادلۃ - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

(اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (و اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں

عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(التوبۃ ۔ ۲۳)

کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقینا) ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ۔

(الممتحنۃ ۔ ۱)

اے ایمان والو اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا) اللہ تعالیٰ نے تو ان کو ان کی بداعمالی کے نتیجہ میں اوندھا کر دیا ہے ان کی عقلوں کو الٹا کر دیا ہے اور اب وہ حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ انہیں اس دنیا کی زندگی سے محبت ہے اور اس میں وہ کھوٹے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حمایت کیسے ہو سکتی ہے اور ان لوگوں کی ہدایت کی امید کیسے رکھی جا سکتی ہے (اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ) کیا تم چاہتے ہو کہ ان لوگوں کو ہدایت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تو ان کے بُرے اعمال کے نتیجہ میں انہیں گمراہی کے گڑھے میں اوندھے منہ ڈال دیا ہے اور (اے ایمان والو) تم یہ توقع رکھتے ہو کہ تمہاری ہمدردی اور حمایت سے وہ سیدھے راستے پر آجائیں گے۔ ہدایت یابی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین ہیں۔ انہوں نے ان قوانین کی کھلی خلاف ورزی کی ہے تو اب وہ ان قوانین کی خلاف ورزی کے نتائج میں گرفتار ہیں۔ وہ ان قوانین ہدایت کی پابندی کرنی نہیں چاہتے تو ان کا ہدایت یاب ہونا ناممکن ہے اب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گمراہی کی مہر لگ گئی ہے (وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا) اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو (اے رسول) آپ اس کے لئے ہدایت کی کوئی سبیل نہیں پائیں گے۔ جو شخص ہدایت یابی کے لئے قوانین ربانی کی پیروی نہیں کرتا تو اس کا ہدایت پر لانا کسی کے بس کی بات نہیں جو شخص ہدایت یابی کی سمت کے مخالف قصداً چلا جا رہا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق گمراہ ہی رہے گا۔ اس کا ہدایت پر لانا ناممکن ہے۔ جو شخص ہدایت یابی کے ضوابط توڑ دے تو اللہ تعالیٰ بھی اُسے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ آگے فرمایا (وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا) منافقین تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ (فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً) پھر تم اور وہ سب برابر ہو جائیں یہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں (فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) لہٰذا ان کو دوست نہ

بناؤ جب تک یہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ہجرت نہ کریں۔ ہجرت کرنے سے معلوم ہوگا کہ انہیں اسلام کے مقابلہ میں وطن عزیز نہیں ہے اس قربانی کے بعد ہی ان کے صحیح الایمان ہونے کی توقع ہوسکتی ہے جو شخص اسلام کی خاطر وطن کو چھوڑ دیتا ہے وہی ولایت کا مستحق ہوسکتا ہے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اس کا ایمان ہی معتبر نہیں (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ) اگر وہ ہجرت اور ترک وطن سے منہ موڑیں تو پھر تم جنگ کی حالت میں جہاں کہیں انہیں پاؤ گرفتار کرلو اور انہیں قتل کر دو (وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا) اور ان میں سے کسی کو بھی نہ اپنا دوست بناؤ اور نہ اپنا مددگار (اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ) مگر جو منافقین کسی ایسی قوم سے جا ملے ہوں یعنی کسی ایسی قوم کے ہاں پناہ گزین ہو گئے ہوں جن سے تمہارا صلح کا عہد و پیمان ہو تو اس عہد کا لحاظ کرتے ہوئے تم انہیں نہ گرفتار کرو اور نہ قتل کرو جس قوم سے تمہارا معاہدہ ہو تو اس قوم کی پناہ میں آنے والے بھی معاہدہ میں شامل ہوں گے اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جائے گا (اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ) اسی طرح وہ لوگ بھی گرفتاری اور قتل سے مستثنیٰ ہوں گے جو نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے وہ تمہارے مقابلہ میں صرف اس لئے آگئے ہیں کہ وہ اپنی قوم سے مجبور ہیں۔ نہ وہ انکار کرکے اپنی قوم سے لڑائی مول لینا چاہتے ہیں اور نہ ان کے ساتھ مل کر تم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ کسی سے بھی جنگ نہ ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ان کو لڑائی سے بیزار کر دیا ہے ان کو پست ہمت کر کے تمہارے مقابلہ پر آنے سے روک دیا ہے، (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ بھی کر سکتا تھا کہ ان کو تم پر غالب کر دیتا پھر وہ تم سے بغیر لڑے نہ رہتے (فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ) تو اگر وہ واقعی تم سے نہ لڑیں، لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کرلیں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو پھر تم بھی ان سے جنگ نہ کرو (فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا) ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کو گرفتار کرنے یا قتل کرنے کی کوئی سبیل نہیں رکھی۔

آگے فرمایا (سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ) اے ایمان والو، ان منافقین میں تم ایسے لوگ بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ (كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا) جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف انہیں بلایا جاتا ہے تو فوراً بغیر کسی پس و پیش کے اس میں اوندھے منہ جا گرتے ہیں، یہ لوگ باوجود امن کی خواہش کے امن برپا کرنے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے (فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ) یہ لوگ نہ تو تم سے جنگ کرنے سے باز رہیں، نہ تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں

اور نہ اپنے ہاتھوں کو قتل وخونریزی سے روکیں تو تم انہیں جہاں پاؤ گرفتار کر لو اور قتل کر دو یہ کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔ صرف امن کی خواہش رکھنا جبکہ عملاً وہ فساد میں حصہ لیتے ہوں ان کے تحفظ کا ضامن نہیں اگر ان کا عمل بھی ان کی خواہش کا آئینہ دار ہو تو ان کی خواہش کا احترام کیا جائیگا اور اگر ان کا عمل ان کی خواہش کے خلاف ہوگا تو ان کی خواہش کا کوئی احترام نہیں کیا جائیگا بلکہ انہیں قتل کر دیا جائے گا (وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا) اے ایمان والو، ایسے لوگوں پر سختی کرنے کی ہم نے تمہیں کھلی سند عطاء کر دی (ہے اب ان کو قتل کرنے کے معاملہ میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا)۔

عمل

اے ایمان والو، منافقین تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کی طرح آپ بھی کافر ہو جائیں لہذا آپ انہیں اس وقت تک دوست نہ بنائیے جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ اگر وہ ہجرت نہ کریں تو ان کے ایمان کا اعتبار نہ کیجئے بلکہ جنگ چھڑ جانے کے بعد آپ انہیں جہاں پائیں گرفتار کر کے قتل کر دیجئے۔

اے ایمان والو، اگر منافقین یہ چاہیں کہ آپ سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن وہ اس کے تقاضے پورے نہ کریں یعنی نہ لڑائی سے باز رہیں، نہ صلح کا پیغام بھیجیں تو پھر آپ ان لوگوں کو بھی بغیر کسی رورعایت جہاں پائیں پکڑ کر قتل کر دیں۔

اے ایمان والو، منافقین میں سے دو قسم کے لوگوں کو قتل نہ کیجئے۔

۱۔ ایک تو وہ جو کسی ایسی قوم کی پناہ میں ہوں جس سے آپ صلح کا عہد و پیمان کر چکے ہیں،

۲۔ دوسرے وہ جو جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر لیں اور آپ کو صلح کا پیغام بھیجدیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا
اِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا
فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ
كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

ترجمہ کسی مؤمن کو زیبا نہیں کہ کسی مؤمن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے تو جو شخص کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے تو (اس کے کفارہ میں قاتل) ایک مؤمن غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو پوری دیت ادا کرے سوائے اس صورت کے کہ مقتول کے وارث دیت معاف کر دیں اگر مقتول مؤمن ہو لیکن اس کا تعلق تمہاری دشمن قوم سے ہو تو اس صورت میں بھی (بطور کفارہ) ایک مؤمن غلام آزاد کرے (دیت کی ضرورت نہیں) اور اگر مقتول اس قوم کا فرد ہو جس قوم سے تمہارا عہد و پیمان ہے تو (قاتل) اس کے وارثوں کو پوری دیت ادا کرے اور (بطور کفارہ) ایک مؤمن غلام بھی آزاد کرے اگر قاتل کو غلام میسر نہ ہو تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھے، یہ اللہ کی طرف سے (ایک) معافی ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ اس کفارہ اور دیت میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں) ﴿۹۲﴾

معانی و مصادر

(خَطَأٌ) خَطِئَ، يَخْطَئُ، خَطَأٌ (س) خطا ہونا۔
خَطِئَ، يَخْطَئُ، خِطْأٌ وخِطْأَةٌ (س) خطا کرنا۔
(دِيَةٌ) وَدَى، يَدِي، وَدْيٌ ودِيَةٌ (ض) دیت دینا۔
(مُسَلَّمَةٌ) سَلَّمَ، يُسَلِّمُ، تَسْلِيْمٌ (باب تفعیل) سلام کرنا، دینا، بچانا۔
(يَصَّدَّقُوْا) اصَّدَّقَ، يَصَّدَّقُ اِصَّدُّقٌ (باب اِفْعُلٌ) معاف کرنا، مسلسل کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا) کسی مؤمن کو یہ زیبا نہیں کہ کسی مؤمن کو قتل کرے یعنی کسی مؤمن کا یہ کام نہیں کہ کسی مؤمن کو قصداً قتل کر دے، مؤمن کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ — بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر ایک

دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا (صحیح بخاری کتاب الحدود باب ظہر المؤمن حمیٰ الا فی حد جزء ۸ صـ۱۹۸ و صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدماء جزء ۲ صـ۴۲ واللفظ للبخاری)

دوسرے کے خون، مال اور آبروئیں اسی طرح حرام کردی ہیں جس طرح تمہارے اس دن (یعنی یوم النحر) کی حرمت تمہارے اس شہر (یعنی مکہ) میں تمہارے اس مہینہ (یعنی ذوالحجہ) میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر جزء ۸ صـ۲۰۱)

کوئی بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو، کوئی بندہ جب چوری کرتا ہے تو اس حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مومن ہو، کوئی بندہ جب شراب پیتا ہے تو اس حالت میں شراب نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو اور نہ کوئی شخص قتل کرتا ہے اس حالت میں کہ وہ مؤمن ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهٖ مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا (صحیح بخاری کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمنا متعمدا جزء ۹ صـ۲)

مؤمن اپنے دین کے معاملہ میں ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک خون ناحق نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم جزء ۲ صـ۴۲۲)

ہر مسلم کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلم پر حرام ہیں۔

الغرض کسی مؤمن کا قصداً قتل کرنا کسی مؤمن کے لئے جائز نہیں (اِلَّا خَطَأً) مگر یہ کہ غلطی سے ہوجائے یعنی ایک مؤمن دوسرے مؤمن کو غلطی سے تو قتل کر سکتا ہے لیکن جان بوجھ کر قتل نہیں کر سکتا (وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ) اور جو شخص کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کردے تو اسے بطور کفارہ کے ایک مؤمن غلام کو آزاد کرنا ہوگا (وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا) اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنی ہوگی سوائے اس صورت کے کہ وہ دیت کو معاف کردیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی مؤمن کسی دوسرے مؤمن کو خطا سے قتل کردے تو اُسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائیگا۔ خطا سے قتل

کرنے سے مراد یہ ہے کہ قتل کرنے والے کی نیت قتل کرنے کی تو نہ تھی لیکن اتفاق سے وہ شخص قتل ہوگیا مثلاً کسی کے لکڑی ماری اور یہ سمجھ کر ماری کہ وہ شخص لکڑی کی مار سے نہیں مریگا لیکن اتفاق سے وہ شخص لکڑی کے ضرب کو برداشت نہ کرسکا اور مرگیا تو یہ قتل، قتل خطا ہوگا اسی طرح اگر کسی شکار پر بندوق چلائی لیکن اتفاق سے کوئی شخص گولی کی زد میں آکر ہلاک ہوگیا تو یہ قتل بھی قتل خطا ہوگا۔ قتل خطا کی صورت میں قاتل کو دو کام کرنے ہوں گے۔

۱۔ ایک مؤمن غلام یا لونڈی آزاد کرے۔

۲۔ مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے۔

دیت کی مقدار کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِی النَّفْسِ الدِّیَۃَ مِائَۃٌ مِنَ الْاِبِلِ — جان کے بدلہ میں دیت سو اونٹ ہیں۔

(رواہ النسائی فی کتاب القسامۃ والقود والدیۃ، باب ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۷ ص۴۸)

دیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک آسانی بھی رکھ دی وہ یہ کہ اگر مقتول کے ورثاء دیت معاف کردیں تو قاتل کے ذمہ سے دیت کا دینا ساقط ہوجائیگا، گویا دیت کا معاف کرنا یا معاف نہ کرنا مقتول کے ورثاء کے اختیار میں ہے۔

آگے فرمایا (فَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ) اگر مقتول مؤمن ہو لیکن اس کا تعلق ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے تو (دیت دینے کی ضرورت نہیں) البتہ کفارہ میں ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہوگا (وَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰٓی اَھْلِہٖ وَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ) اور اگر مقتول مؤمن ہو لیکن اس کا تعلق ایسی کافر قوم سے ہو جس سے مسلمین کا عہد و پیمان ہو تو اس صورت میں مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرے اور کفارہ میں مؤمن غلام آزاد کرے (فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ تَوْبَۃً مِّنَ اللّٰہِ) اگر کفارہ میں لونڈی یا غلام آزاد کرنے کی وسعت نہ ہو یا لونڈی غلام میسر نہ ہوں تو پھر اس کے بدلہ میں مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معافی ہے جو قاتل کو دی گئی ہے یعنی اس کی توبہ قبول ہونے کا یہ ایک ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے (وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا) اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ کفارے اور دیت کے مسائل اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے عین مطابق ہیں۔ وہی خوب جانتا ہے کہ ان مسائل میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ میں کسی سے کوئی مؤمن غلطی سے قتل ہو جائے تو مندرجہ ذیل کفارہ اور دیت ادا کیجئے۔

(۱) اگر مقتول دارالاسلام کا رہنے والا ہو تو مقتول کے ورثاء کو پوری دیت ادا کیجئے اور ایک مؤمن لونڈی یا غلام آزاد کیجئے۔

(۲) اگر مقتول دارالحرب کا رہنے والا ہو یعنی دشمن قوم کا فرد ہو تو صرف کفارہ ادا کیجئے یعنی ایک مؤمن لونڈی یا غلام آزاد کیجئے۔

(۳) اگر مقتول اس قوم سے تعلق رکھتا ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو کفارہ میں ایک مؤمن لونڈی یا غلام آزاد کیجئے اور مقتول کے ورثاء کو پوری دیت ادا کیجئے۔

اے ایمان والو اگر مقتول کے ورثاء دیت معاف کر دیں تو دیت ساقط ہو جائیگی۔ اگر معاف نہ کریں تو دیت میں سو اونٹ ادا کیجئے۔

اگر لونڈی یا غلام میسر نہ ہو تو کفارہ میں متواتر دو مہینے کے روزے رکھئے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا
فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَ
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ
اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

ترجمہ اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اللہ اس پر (سخت) غضبناک ہوگا اور اس پر (سخت) لعنت کریگا اللہ نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے ﴿۹۳﴾

معانی و مصادر (مُتَعَمِّدًا) تَعَمَّدَ، يَتَعَمَّدُ، تَعَمُّدٌ (باب تفعّل) ارادہ کرنا۔
(اَعَدَّ) اَعَدَّ، يُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کرنے کا ذکر کیا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن کو قصداً قتل کرنے کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا) جو مؤمن کسی مؤمن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوگا اور اس پر لعنت کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی مؤمن کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَوْقَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ (صحیح بخاری	بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا یا جھوٹی

کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن احیاھا جزء ۹ ص۵)

گواہی دینا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔

جب دو مسلم تلوار لے کر ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَابَالُ الْمَقْتُوْلِ۔

میں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ قاتل (تو خیر دوزخ میں جانا ہی چاہئے) لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّهٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِهٖ۔

وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا (یعنی وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا)

(صحیح بخاری کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن احیاھا۔۔۔ جزء ۹ ص۵ و صحیح مسلم کتاب الفتن باب اذا تواجہ المسلمان بسیفھما جزء ۲ ص۵۵۱ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُهْرِیْقَ دَمَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من طلب دم امرئ بغیر حق جزء ۹ ص۷)

تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غضب ناک ہوگا: حرم میں الحاد کرنے والا اسلام میں جاہلیت کے طریقہ کا متلاشی اور کسی شخص کے خون کو ناحق بہانے کا طالب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

کُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّغْفِرَهٗ اِلَّا الرَّجُلُ یَمُوْتُ کَافِرًا اَوِ الرَّجُلُ یَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا (رواہ الحاکم عن معاویۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص۳۵۱)

ہوسکتا ہے کہ اللہ ہر گناہ کو معاف کردے مگر وہ شخص جو کافر رہتے ہوئے مرجائے یا وہ شخص جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے (اس کے گناہ کو معاف نہیں کریگا)۔

نوٹ:۔ قتل عمد کے سلسلہ میں قصاص اور دیت وغیرہ کے مسائل سورۃ بقرہ کی آیت ۱۷۸ کی تفسیر میں گذر چکے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، کسی مؤمن کو ہرگز قتل نہ کیجئے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور عذاب عظیم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا
تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ
لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ
كَثِيْرَةٌ، كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾

ترجمہ اے ایمان والو جب تم اللہ کے راستے میں سفر کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو، جب تم کو کوئی سلام کرے تو (بغیر تحقیق) یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے، کیا تم دنیوی زندگی کے مال و اسباب کے متلاشی ہو (کہ اسے قتل کر کے اس کے مال کو لوٹنا چاہتے ہو) تو (سُن لو)

اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں (وہ تم کو جائز طریقہ سے دیگا، پس وہی تمہارے لئے کافی ہیں اور یہ تو سوچو کہ) پہلے تم بھی تو اسی حالت میں تھے، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا (تم ایمان لے آئے، تمہارا ایمان قبول کر لیا گیا محض شک وشبہ کی بنیاد پر تمہیں قتل نہیں کیا گیا) لہذا (اے مؤمنین) خوب تحقیق کر لیا کرو (محض شک وشبہ کی بنیاد پر کسی کو قتل نہ کر دیا کرو اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے جو تم کر رہے ہو باخبر ہے۔

معانی ومصادر

(تَبَیَّنُوْا) تَبَیَّنَ، یَتَبَیَّنُ، تَبَیُّنٌ (باب تفعّل) واضح ہونا، واضح کرنا، تحقیق کرنا۔

(اَلْقٰی) اَلْقٰی، یُلْقِیْ، اِلْقَاءٌ (باب افعال) ڈالنا۔ پہنچانا۔

(لَسْتَ) لَیْسَ اصل میں لَیِسَ تھا یہ فعل ہے جس میں تصرف نہیں ہوتا۔ لَیْسَ زمانہ حال میں نہیں کے معنیٰ دیتا ہے۔ یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ لَسْتَ لَیْسَ سے واحد حاضر ہے۔

(مَغَانِمَ) غَنِمَ، یَغْنَمُ، غَنْمٌ وغَنَمٌ وغَنِیْمَۃٌ وغُنْمَانٌ (س) غنیمت پانا۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَجُلٌ فِیْ غُنَیْمَةٍ لَهٗ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوْا غُنَیْمَتَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اِلٰی قَوْلِهٖ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۹)

ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا۔ (چند) مسلم اس کے پاس پہنچے۔ اس نے کہا السلام علیکم۔ (مسلمین نے اس کے مؤمن ہونے کا یقین نہیں کیا اور) اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا یعنی اگر کوئی شخص تم کو سلام کرے تو یہ نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے (کیا) تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا) اے ایمان والو جب تم اللہ کے راستہ میں سفر کیا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو، (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا) اگر کوئی شخص تم کو سلام کرے تو تم نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔ بغیر تحقیق کے ایسی بات کہہ دینا صحیح نہیں۔ پہلے تحقیق کر لو کہ وہ واقعی مؤمن ہے یا نہیں، محض شبہ کی بناء پر اسے بے ایمان قرار نہ دو (تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) (کیا) تم دنیا کی زندگی

کے ساز و سامان کے متلاشی ہو کہ محض مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے اُسے بے ایمان قرار دو اور اس کے مال پر قبضہ کرنے کے لئے وجہ جواز پیدا کر لو۔ اگر تمہیں مال غنیمت چاہیئے (فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ) تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں جو تمہیں بالکل جائز طریقہ پر ملنے والی ہیں لہذا تم بس جائز غنیمتوں کے طلب گار رہو اور کسی کے مال پر ناجائز طریقہ سے قبضہ کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کر دیا اور بہت سی غنیمتوں پر مؤمنین کو قبضہ دلا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

(الفتح - ۱۸ و ۱۹)

(اور اے رسول) جب مؤمنین ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے (تو اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی) اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا، اللہ کو معلوم ہو گیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا، پھر اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی اور (مستقبل) قریب میں انہیں (کافروں پر) فتح عنایت کی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی (انہیں عطا فرمائیں) جن کو انہوں نے حاصل کیا اور (اے رسول) اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید غنیمتوں کا وعدہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝

(الفتح - ۲۰ و ۲۱)

اور (اے ایمان والو) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے تو یہ غنیمت تو اللہ نے تم کو جلدی ہی دلوا دی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم (پر وار کرنے) سے روک دیا اور (اے رسول اس کا مقصد یہ تھا) کہ یہ فتح مؤمنین کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی ہو اور (یہ کہ) اللہ تم کو صراط مستقیم پر (استقامت کے ساتھ) چلاتا رہے۔ اور (اس غنیمت کے علاوہ) اور بھی غنیمتیں ہیں جن پر تم نے (ابھی) قابو نہیں پایا (لیکن) اللہ نے انکا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

رسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان میں سے بعض اموال غنیمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔

وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى۔

اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو ضرور کسریٰ کے خزانے فتح کئے جائینگے۔

حضرت عدی فرماتے ہیں:۔

وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ جزء۴ ص۲۳۹ و ص۲۴۰)

(وہ خزانے فتح ہوئے) اور میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا تھا۔

اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا (كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ) اے ایمان والو، تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے یعنی تم بھی تو پہلے کافر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا کہ تم ایمان لے آئے، تمہارا ایمان قبول کرلیا گیا اور محض شک وشبہ کی بنیاد پر تمہیں قتل نہیں کیا گیا تو اے ایمان والو تم بھی محض شک وشبہ کی بنیاد پر کسی کو قتل نہ کیا کرو (فَتَبَيَّنُوْا) بلکہ تحقیق کرلیا کرو (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا) اور خبردار ہوجاؤ جو عمل تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے وہ تم سے تمہارے تمام اعمال کا حساب وکتاب لے گا لہٰذا اے ایمان والو دنیا کی لالچ میں کوئی غلط کام نہ کیا کرو۔ مکافات عمل سے ڈرتے رہا کرو۔

عمل

اے ایمان والو، جب کوئی شخص آپ کو سلام کرے تو بغیر تحقیق یہ نہ کہہ دیا کیجئے کہ تو مؤمن نہیں بلکہ تو منافق ہے، تو نے محض جان بچانے کے لئے سلام کیا ہے۔

اے ایمان والو، محض دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی کے ایمان کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کیجئے، دنیاوی فائدہ تو بہت قلیل فائدہ ہے اور وہ بھی چند روزہ ہے۔ اس قلیل فائدہ کی خاطر اپنی آخرت کو خراب نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جائز طریقہ سے بہت سامال دینے پر قادر ہے۔ اس پر بھروسہ رکھیئے۔

اے ایمان والو، آپ جب ایمان لائے تھے تو آپ کے ایمان پر بھی شبہ ہوسکتا تھا لیکن آپ کے ایمان پر کسی نے شبہ نہیں کیا لہٰذا آپ بھی کسی کے ایمان پر شبہ نہ کیجئے ہر بات تحقیق سے کیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ آپ کی نیتوں سے بھی واقف ہے اس سے ڈرتے رہئے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ
وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً

وَّرَحْمَةً، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۹۶)

ترجمہ وہ مؤمنین جو بغیر کسی عذر کے (گھروں میں) بیٹھے رہیں (جہاد کو نہ جائیں) اور وہ مؤمنین جو اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے اللہ نے ان مجاہدین کو جو اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں ان لوگوں پر جو (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہتے ہیں ایک درجہ فضیلت بخشی ہے اور (ویسے تو) اللہ کا ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ ہے البتہ اللہ نے مجاہدین کو اجر عظیم کے لحاظ سے جہاد نہ کرنے والوں پر فضیلت بخشی ہے (۹۵) لیکن دونوں کے لئے اللہ کی طرف سے (بلند) درجات ہیں، مغفرت اور رحمت ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۹۶)

معانی ومصادر (یَسْتَوِی) اِسْتَوٰی، یَسْتَوِیْ، اِسْتِوَاءٌ (باب افتعال) برابر ہونا، اعتدال پر آنا، غالب ہونا، قرار پکڑنا، ارادہ کرنا، متوجہ ہونا، بادشاہت کرنا۔ (ضَرَرٌ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ (ن) نقصان پہنچانا (ضَرَرٌ = نقصان، تنگی، بدحالی)۔

شان نزول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ فَجَاءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ وَكَانَ اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِىْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِىْ ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ نساء جزء ۶ صفحہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لکھوا رہے تھے کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم اگر مجھ میں استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا، اور وہ نابینا تھے۔ اسی وقت اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی: آپ کی ران میری ران پر تھی، وہ مجھ پر اتنی بھاری ہوگئی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے۔ پھر اللہ نے یہ الفاظ

نازل کئے : غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ) معذور لوگوں کے علاوہ مؤمنین جو گھروں میں بیٹھے رہیں اور جنگ کے لئے نہ جائیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے (فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً) اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے ہیں اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کرتے ہیں بے عذر گھروں میں رہ جانے والوں پر درجہ کے لحاظ سے فضیلت بخشی ہے۔ جہاد کرنے والوں کا درجہ جہاد نہ کرنے والوں سے بہت زیادہ ہے البتہ وہ لوگ جو عذر حقیقی کی بناء پر جہاد نہ کر سکیں لیکن نیت ان کی یہی ہو کہ اگر عذر نہ ہوتا تو وہ بھی جہاد کرتے وہ جہاد نہ کرنے والوں میں شامل نہیں بلکہ وہ جہاد کرنے والوں ہی میں شمار کئے جائیں گے، انہیں وہی ثواب ملے گا جو جہاد کرنے والوں کو ملے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ ! قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک جزء ۶ ص ۱۰ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض او عذر آخر جزء ۲ ص ۱۵۹)

(جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں (وہ دل سے نہیں رُکے ہیں بلکہ) انہیں کسی عذر نے روک لیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنگ میں جانے کی نیت رکھیں لیکن کسی عذر کی وجہ سے رُک جائیں تو وہ بھی گویا مجاہد ہی ہیں۔ وہ بھی ثواب میں مجاہدین کے شریک ہیں۔

آگے فرمایا (وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ) اگرچہ جہاد کرنے والوں کا درجہ جہاد نہ کرنے والوں سے زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ دونوں سے اچھا ہے۔ جنت میں دونوں جائیں گے۔ فرق صرف ثواب و درجات کا ہے (وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا) ثواب و درجات میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو جہاد نہ کرنے والوں پر فضیلت بخشی ہے (دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً) لیکن دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجات ہیں مغفرت اور رحمت ہے۔ خلوص دل سے ایمان لانے والے اگر

جہاد کو نہ جائیں تو انہیں جہاد کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی لیکن یہ نہیں کہ انہیں مؤمن نہیں سمجھا جائیگا یا ان کو جنت میں داخل نہیں کیا جائیگا۔ جنت میں داخل ہونے کے لئے ایمان شرط ہے اور اس کا بدلہ انہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(التوبۃ - ۷۲)

مؤمن مردوں اور عورتوں سے اللہ تعالےٰ نے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور دائمی (سرسبز شاداب رہنے والے) باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا وعدہ بھی کیا ہے (وہاں اللہ ان سے راضی ہوگا) اور اللہ کی رضاء تو سب سے بڑی (نعمت) ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً) یہ گویا "حُسْنٰی" کا بدل ہے۔ دونوں سے اچھا وعدہ کیا گیا ہے وہ درجات، مغفرت اور رحمت کا وعدہ ہے۔ لیکن جہاد میں نہ جانے والوں کے سلسلہ میں دو باتیں ضروری ہیں۔

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد سے پہلوتہی نہ کریں، جھوٹے عذر اور بہانے نہ بنائیں جہاد کی نیت رکھیں اللہ اور رسول کی خیر خواہی کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز جزء ۲ ص ۱۵۸)

جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس نے نہ تو جنگ کی ہو اور نہ دل میں جنگ کرنے کا خیال آیا ہو تو اس کی موت نفاق کی ایک شاخ پر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ○ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ

(جہاد میں شریک نہ ہونے کا) کمزوروں پہ کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پہ کوئی گناہ ہے اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے جن کو خرچ کرنے کے لئے روپیہ پیسہ میسّر نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں ان نیکی کرنے والوں پہ (اللہ کی طرف سے) کوئی الزام نہیں (اللہ نے ان کا عذر قبول کرلیا اور انکو معاف کردیا) اور اللہ تو بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور (اے رسول) نہ ان

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(التوبۃ ۔ ۹۱ تا ۹۳)

لوگوں پر کوئی (الزام) ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سواری دے دیں (تو وہ بھی جہاد میں شریک ہو جائیں) آپ نے کہہ دیا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے کہ تمہیں سواری کے لئے دے دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس صدمہ سے ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو مالدار ہونے کے باوجود آپ سے (جہاد پر نہ جانے کی) اجازت مانگتے ہیں (انہوں نے) اس بات کو پسند کیا کہ عورتوں کے ساتھ وہ بھی (گھروں میں بیٹھے) رہیں، اللہ نے انکے دلوں پر مہر لگادی ہے لہذا وہ (اپنے نفع و نقصان کو) سمجھتے ہی نہیں۔

(۲) دوسری بات یہ کہ جنگ میں شرکت کا حکم عام نہ ہو بلکہ خلیفہ کی طرف سے اجازت ہو کہ جو چاہے شریک ہو جائے اور جو چاہے شریک نہ ہو۔ اگر شرکت کا حکم عام ہو تو پھر جنگ میں نہ جانے کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ
انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ
اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا
قَلِيْلٌ ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ
شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○
(التوبۃ ۔ ۳۸، ۳۹)

اے ایمان والو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کی طرف جھک جاتے ہو، کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (تو کان کھول کر سن لو کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے۔ (اے ایمان والو) اگر تم (اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے کے لئے) نہیں نکلو گے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دیگا اور تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئیگا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ (سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔

الغرض آیت زیر تفسیر میں جہاد کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(التوبۃ - ۸۸ و ۸۹)

لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے رہے اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کرتے رہے انہی کے لئے (دنیا اور آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ ان کے لئے اللہ نے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء ۱۴ ص۱۸)

کہا گیا اے اللہ کے رسول لوگوں میں افضل کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ) مؤمن جو اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهٖ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَّعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد فی سبیل اللہ جزء ۱۴ ص۱۸)

اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور یہ لوگ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ میں جہاد کرتا ہے ایسی ہے جیسی روزے دار اور نماز قائم کرنے والے کی اور اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لئے ضمانت دے دی ہے کہ اگر اسے موت دے گا تو جنت میں داخل کرے گا یا اسے صحیح وسالم اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ جزء ۱۴ ص۲۵)

ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوں اور اسے آگ چھوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ جزء ۲ ص۱۳۸)

اللہ کے راستہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجنۃ تحت بارقۃ السیوف جزء ۴ ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ تمنی لقاء العدو جزء ۲ ص۷۲)

خبردار ہو جاؤ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔

مندرجہ بالا احادیث گویا (فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً) اور (فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا) کی گویا تفسیر ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّةَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرے یا اپنی زمین میں جہاں وہ پیدا ہوا تھا بیٹھا رہے۔

لوگوں نے کہا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ۔

اے اللہ کے رسول، کیا ہم لوگوں کو (یہ) خوشخبری نہ سنا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ

جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار

الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ جزء۴ ص۱۹ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الامارۃ باب بیان اعداد اللہ تعالیٰ للمجاھد ۲/۱۴۸)

کئے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

(۱) مؤمن جو نماز روزے کا پابند ہو جنت میں جائیگا خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے۔

(۲) مجاہدین فی سبیل اللہ کو ان لوگوں پر جو جہاد نہیں کرتے اجر کے لحاظ سے بڑی فضیلت ہے۔

یہ حدیث گویا (وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى) اور فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا) کی تفسیر ہے۔

مجاہدین کی فضیلت اور مجاہدین اور غیر مجاہدین کو درجات، مغفرت اور رحمت کی بشارت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر مؤمنین سے کوئی کوتاہی بھی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف بھی کر سکتا ہے اور رحم و کرم بھی کر سکتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و مال سے جہاد کرتے رہیئے۔ جہاد کرنے کا بڑا ثواب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا۟ فِيمَ كُنتُمْ
قَالُوا۟ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى الْأَرْضِ
قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَٰسِعَةً
فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ
حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ
عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾
وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ
مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ
عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، جب فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں (بہت) کمزور اور ناتواں تھے (دشمنوں کے ڈر سے اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تھے) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ تم اس میں (کسی اور جگہ) ہجرت کر کے چلے جاتے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (بہت) بُرا ٹھکانہ ہے (۹۷) (اس سزا سے) البتہ وہ مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو (واقعی) اتنے کمزور و بے بس تھے کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے تھے اور نہ راستہ ہی جانتے تھے (۹۸) قریب ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو معاف کر دے (بے شک اللہ) معاف کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے (۹۹) اور جو شخص اللہ کے راستہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت سی پناہ کی جگہیں اور (بہت کشادگی پائیگا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو پھر اگر اُسے (راستے ہی میں) موت آجائے تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا اور اللہ بڑا غفور رحیم ہے (۱۰۰)

معانی و مصادر (حِیْلَۃٌ) حَالَ، یَحِیْلُ حُیُوْلٌ (ض) بدل جانا (حِیْلَۃٌ = دانائی و باریک بینی، ذریعہ)

(مُرٰغَمًا) رَاغَمَ، یُرَاغِمُ، مُرَاغَمَۃٌ (باب مفاعلہ) بھاگ کر چلے جانا (مُرٰغَمٌ = پناہ گاہ) (سَعَۃً) وَسُعَ، یَوْسُعُ، سَعَۃٌ، وسَاعَۃٌ (ک) کشادہ ہونا۔ وَسِعَ، یَسِعُ، سَعَۃٌ (س، ح) کشادہ ہونا۔ احاطہ کرنا۔

شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

اَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانُوْا مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ یُکَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِی السَّہْمُ فَیُرْمٰی بِہٖ (وَفِیْ نُسْخَۃٍ فَیُدْمٰی بِہٖ) فَیُصِیْبُ اَحَدَہُمْ فَیَقْتُلُہٗ اَوْ یُضْرَبُ فَیُقْتَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اِنَّ الَّذِیْنَ ..... (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ صلا)

مسلمین میں سے بعض لوگ مشرکین کے ساتھ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر مشرکین کی جماعت کی تکثیر کا سبب بنے ہوئے تھے۔ تیر آتا تھا تو ان کے بھی لگ جاتا تھا اور وہ اس سے زخمی بھی ہوتے تھے (تلوار وغیرہ) کی ضرب انہیں پہنچتی تو وہ قتل ہو جاتے تھے۔ اسی سلسلہ میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ .....

تفسیر حدیث بالا میں ان مسلمین کا ذکر ہے جو کسی دنیوی مفاد کی خاطر مشرکین کے ساتھ رہتے تھے۔ دنیوی مفاد نے انہیں ہجرت سے روک رکھا تھا، مشرکین کے ساتھ وہ بھی بادلِ ناخواستہ میدان جنگ میں آگئے تھے اور کفار کی تعداد کو بڑھا رہے تھے۔ ان ہی لوگوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ) جب فرشتے ان لوگوں کی جان نکالتے ہیں جنہوں نے دنیا کی خاطر اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو ان سے پوچھتے ہیں۔ تم کس حال میں تھے؟ تم نے اپنے ایمان کا اظہار کر کے اسلام پر پوری طرح عمل کیوں نہیں کیا؟ تو جواب میں وہ اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے بجائے (قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ) کہتے ہیں ہم کیسے ایمان کا اظہار کرتے اور کس طرح اسلام پر عمل کرتے ہم تو اپنی سرزمین میں بہت کمزور تھے کافروں کے ڈر سے اس پر عمل نہیں کر سکتے تھے، اور اسلام کے خلاف عمل کرنے پر مجبور تھے (قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ ہجرت کر کے تم وہاں منتقل ہو جاتے اور بآسانی پورے اسلام پر عمل کرتے (فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ) (خبردار ہو جاؤ) ایسے لوگ جو (دنیا کی خاطر) ہجرت نہیں کرتے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (وَسَآءَتْ مَصِیْرًا) اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ (اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا) مگر ہاں وہ مرد، عورتیں اور بچے اس سزا سے مستثنیٰ ہیں جو واقعی اتنے کمزور اور بے بس ہوں کہ نہ ہجرت کرنے کی کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ راستہ ہی جانتے ہوں کہ کسی طرح نکل کھڑے ہوں (فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا) تو ایسے لوگوں کے لئے توقع کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے اور وہ کیسے ان لوگوں کو معاف نہیں کریگا جبکہ وہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ (وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہجرت کرے تو اسے زمین میں بہت سی ایسی جگہیں مل جائیں گی جہاں وہ پناہ لے سکے اور اسے ہر قسم کی فراخی اور کشادگی بھی نصیب ہوگی۔ نیک نیتی کے ساتھ ہجرت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

(الطلاق ۲و۳)

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے (مصائب سے) بچنے کی سبیل پیدا کر دیگا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے (رزق ملنے کا) اُسے وہم وگمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کا وہ ارادہ کرے) پورا کر کے رہتا ہے (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے سے پیدا کیا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ) اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو پھر اُسے راستے ہی میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا، ہجرت گاہ تک

نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ ماخوذ نہیں ہوگا، اس کی یہ ناکامی قابل معافی ہوگی اللہ تعالیٰ اُسے معاف کردیگا (وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

(الانفال۔ ۷۴)

جو لوگ ایمان لائے (پھر) انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ سچے مؤمن ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(النحل۔ ۱۱۰)

اس کے برخلاف جن لوگوں نے آزمائشوں میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے تو بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں کے) بعد ان کے حق میں بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دنیا کو دین پر ترجیح نہ دیا کیجئے، اگر کسی مقام پر آپ اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل نہیں کرسکتے تو اُس مقام سے ہجرت کیجئے اور ایسی جگہ چلے جائیے جہاں آپ پورے اسلام پر عمل کرسکیں۔ دنیوی مفاد کی خاطر ہجرت کو نظر انداز نہ کیجئے۔ ہجرت کی ضرورت ہو اور ہجرت نہ کی جائے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ہاں جب وہ علاقہ جہاں آپ رہتے ہیں اسلامی حکومت کے قبضہ میں آجائے تو پھر ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ وہیں رہئے اور اسلام پر عمل کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب وقول الله تعالےٰ ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم ..... جزء۴ ص۱۸ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب المبايعة بعد فتح مكة جزء۲ ص۱۲۱)

فتح کے بعد ہجرت نہیں۔

اے ایمان والو، ہجرت کرنے والوں کو اپنے ہاں ٹھکانہ دیجئے، ان کو اپنا دوست سمجھیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۔

(الانفال ۔ ۷۲)

جو لوگ ایمان لائے (پھر انہوں نے) ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتے رہے اور وہ لوگ جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

اے ایمان والو، جب آپ ہجرت کریں تو صرف ملک ہی نہ چھوڑیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام ممنوعات کو چھوڑ دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَانَھَی اللّٰہُ عَنْہُ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون جزء اول ص۹)

مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ
الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ
كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

ترجمہ اور اگر تم سفر میں ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں قصر کرو بشرطیکہ تمہیں یہ خوف ہو کہ کافر (اچانک تم پر حملہ کر کے) تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دیں گے، بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں (۱۰۱)

معانی و مصادر (ضَرَبْتُمْ) ضَرَبَ، يَضْرِبُ، ضَرْبٌ (ض) مارنا، بیان کرنا، سفر کرنا، قیام کرنا، نصب کرنا۔

(جُنَاحٌ) جَنَحَ، يَجْنَحُ، جُنُوْحٌ (ن ف ض) جھکنا (جُنَاحٌ: گناہ، حرج)

(تَقْصُرُوْا) قَصَرَ، يَقْصُرُ، قُصُوْرٌ (ن) کم کرنا۔

(يَفْتِنَكُمْ) فَتَنَ، يَفْتِنُ، فَتْنٌ (ض) زنا کا ارادہ کرنا، فتنہ میں مبتلا ہونا یا مبتلا کرنا۔
فَتَنَ، يَفْتُنُ، فِتْنَةٌ (ن ض) گمراہ کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور (اے ایمان والو) جب تم سفر کرو اور تمہیں یہ خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دیں گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنی نماز میں قصر کر لیا کرو یعنی اپنی نماز میں کمی کر دیا کرو۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی ہے۔ بحالت جنگ نماز کے لئے وقت نکالنا

مشکل ہوتا ہے لہذا اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو اجازت دی کہ وہ نماز کی رکعات میں کمی کر لیں)۔

سفر دو قسم کے ہوتے ہیں:۔ ایک سفر وہ جو امن کی حالت میں کیا جائے۔ ایک سفر وہ جو بحالت جنگ کیا جائے اور ہر وقت خطرہ ہو کہ کہیں دشمن حملہ نہ کر دے۔

امن کی حالت میں جو سفر کیا جائے اس میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت فرض ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافرین جزء اول ص۲۷۷ وروی البخاری نحوہٗ فی کتاب الصّلوۃ باب یقصر اذا خرج من موضعہ جزء ۲ ص۵۵)

(ابتداء میں حضر اور سفر دونوں میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر کی نماز تو اتنی ہی برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر کی نماز ابتداء ہی سے دو رکعت ہے۔ حضر کی نماز میں اضافہ ہوا اور وہ بجائے دو کے چار کر دی گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ اَرْبَعًا وَصَلَّیْتُ مَعَہُ الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْنِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافرین جزء ۲ ص۲۷۹ وروی البخاری نحوہٗ فی کتاب الصلوۃ باب یقصر اذا خرج من موضعہ جزء ۲ ص۵۴)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب القراءۃ فی الظھر والعصر جزء اول ص۱۹۱ وروی البخاری نحوہ فی کتاب الصلوۃ باب اذا اسمع الامام الآیۃ جزء اول ص۱۰۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ اور پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سنا دیا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز بحالت اقامت چار رکعتیں ہیں۔ اوپر کی دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز سفر میں دو دو رکعتیں ہیں اور حضر میں چار رکعتیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَمَّا اَنَا وَاللّٰہِ فَاِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ بِھِمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَخْرِمُ عَنْھَا اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ فَاَرْکُدُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاُخِفُّ فِی الْاُخْرَیَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراۃ للامام والماموم جزء اول ص۱۹۲)

اللہ کی قسم میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھایا کرتا تھا، اس میں ذرا سی بھی کمی نہیں کرتا تھا میں انہیں عشاء کی نماز پڑھاتا تو پہلی دو میں طول دیتا تھا اور آخری دو میں تخفیف کرتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بحالت اقامت عشاء کی نماز میں بھی اضافہ ہوا اور دو کے بجائے چار کر دی گئیں۔

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں میں اضافہ ہوا۔ سفر میں دو رکعتیں مقرر ہوئیں اور حضر میں چار چار۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِالْمَدِیْنَۃِ سَبْعًا وَثَمَانِیًا الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر جزء اول ص۲۸۴ وروی البخاری نحوہٗ فی کتاب الصلوٰۃ باب وقت المغرب ۱/۱۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں سات اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ ظہر اور عصر (کی ملا کر آٹھ) اور مغرب اور عشاء (کی ملا کر سات)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بحالت اقامت ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں ہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز بحالت اقامت تین رکعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَہُ السَّیْرُ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَیُصَلِّیْھَا ثَلَاثًا ثُمَّ یُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا یَلْبَثُ حَتّٰی یُقِیْمَ الْعِشَآءَ فَیُصَلِّیْھَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یصلی المغرب ثلاثا فی السفر جزء ۲ ص۵۵)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کو مؤخر کرتے، پھر مغرب کی تین رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے یہاں تک کہ عشاء کی اقامت ہوتی تو آپ عشاء کی دو رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز سفر کی حالت میں بھی تین رکعت ہے۔ اس میں قصر جائز نہیں۔

حضرت معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

اَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا (ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب الرجل یعید سورۃ واحدۃ فی الرکعتین جزء اول ص۱۲۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۱ ص۲۷۳)

جہینہ کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھتے ہوئے سنا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

كُنْتُ اَقُوْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِيْ يَا عُقْبَةُ اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قَرَئَتَا فَعَلَّمَنِيْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ..... فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلٰوةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی معوذتین جزء اول ص۲۱۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۲۶۸)

میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے اس کے آگے چل رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں دو بہترین سورتیں نہ بتاؤں جو (میرے سامنے) پڑھی گئیں۔ پھر آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھائیں ..... پھر جب آپ صبح کی نماز کے لئے اترے تو آپ نے ان ہی دو سورتوں کے ساتھ لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز سفر اور حضر دونوں میں دو دو رکعت ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

(۱) فجر کی نماز سفر اور حضر دونوں حالتوں میں دو رکعت ہے۔

(۲) مغرب کی نماز سفر اور حضر دونوں حالتوں میں تین رکعت ہے۔

(۳) ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں حضر میں چار چار رکعت ہیں اور سفر میں دو دو رکعت ہیں اور یہی وہ نمازیں ہیں جو ابتداء میں صرف دو دو رکعت تھیں۔ بعد میں حضر میں اضافہ کر کے چار کر دی گئیں اور سفر میں دو رہنے دی گئیں۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں

اَمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب القصر جزء ۲ ص۵۳ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قصر الصلوٰۃ بمنیٰ جزء اول ص۲۸۰)

دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ آپ بالکل امن میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافرین جزء اول ص۲۷۸)

اللہ نے تمہارے نبی کی زبان سے حضر میں چار، سفر میں دو اور خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر میں مستقل دو رکعتیں ہیں۔ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سفرِ خوف میں قصر کرنے کی اجازت ہے یعنی دو کے بجائے ایک رکعت پڑھی جا سکتی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث سے بھی یہی چیز ثابت ہو رہی ہے یعنی سفرِ خوف میں صرف ایک رکعت فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً بھی یہ ثابت ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِذِيْ قَرَدٍ فَصَفَّ خَلْفَهٗ صَفًّا وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوْا اِلٰى مَصَافِّ اُولٰٓئِكَ وَجَآءَ اُولٰٓئِكَ اِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَآءِ وَصَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ (رواہ الحاکم فی کتاب صلوٰۃ الخوف وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۳۳۵ وروی النسائی نحوہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوقرد میں نماز خوف پڑھائی ایک صف آپ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور ایک صف دشمن کے مقابلہ پر کھڑی رہی۔ آپ کے پیچھے کھڑے ہونے والوں نے آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ پر چلے گئے اور وہ لوگ ان کی جگہ پر آ گئے اور انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، پھر آپ نے سلام پھیرا۔

ثعلبہ بن زہدم کہتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ فَقَالَ اَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَامَ حُذَيْفَةُ

ہم سعید بن العاص کے ساتھ طبرستان میں (مصروف جنگ۔) تھے سعید نے کہا: تم میں سے کون ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهٗ وَصَفًّا مُوَازِی الْعَدُوِّ فَصَلّٰی بِالَّذِیْنَ خَلْفَهٗ رَکْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَآءِ مَکَانَ هٰؤُلَآءِ وَجَآءَ اُولٰٓئِکَ فَصَلّٰی بِهِمْ رَکْعَةً وَلَمْ یَقْضُوْا (رواہ الحاکم فی کتاب صلوٰۃ الخوف وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۳۳۵ ورواہ ابوداؤد والنسائی نحوہ)

کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہو حضرت حذیفہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہو گئے۔ ایک صف انکے پیچھے رہی اور ایک صف دشمن کے سامنے۔ انہوں نے اپنے پیچھے والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ ان لوگوں کی جگہ چلے گئے اور وہ لوگ (نماز کے لئے) آ گئے۔ حضرت حذیفہ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی اور ان لوگوں نے مزید کوئی رکعت ادا نہیں کی۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں دو رکعت فرض ہیں لیکن اگر سفر میں دشمن کا خوف ہو تو اس میں کمی کی جا سکتی ہے۔ آیت کے الفاظ "فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ" سے ثابت ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں اگر قصر کر لیا جائے یعنی بجائے دو رکعت کے ایک رکعت پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ان الفاظ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اگر خوف کے سفر میں دو رکعت پوری بھی پڑھ لی جائیں تو کوئی حرج نہیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض مواقع پہ دو رکعت بھی پڑھائی ہیں اس کا ذکر اگلی آیت کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض خوف کے سفر میں ایک رکعت فرض ہے اگر دو رکعت پڑھ لی جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو رکعت پڑھائیں ان میں ایک نفل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نماز میں ان لوگوں کی فرض نماز کی امامت کی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدیوں کی فرض نماز میں امامت کر سکتا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا) بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں وہ نماز کی حالت میں تم پر حملہ کر کے تمہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں لہذا تم ان سے ہوشیار رہو اور جب خطرہ ہو تو اگر تم نماز میں کمی کر لو تو کوئی حرج نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، نماز کو ہر حالت میں ادا کیجئے حضر میں بھی سفر میں بھی سفر امن کا ہو تو بھی نماز کو ادا کیجئے اور اگر خوف کا ہو تو بھی ادا کیجئے۔

اے ایمان والو، حضر میں ظہر، عصر، اور عشاء کی پوری چار رکعت پڑھیئے اور سفر میں چار کے بجائے دو رکعت پڑھنے کی اجازت کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھیئے۔

یعلی بن امیہ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین ۲۷۲/۱)

میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا (قرآن مجید میں تو یہ ہے کہ) اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں مبتلا کریں گے تو اگر تم نماز میں کمی کر لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں (اس آیت) میں امن کے سفر کا تو کوئی ذکر نہیں پھر ہم امن کے سفر میں کیوں چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھتے ہیں) انہوں نے کہا جس چیز سے تمہیں تعجب ہوا مجھے بھی اس چیز سے تعجب ہوا تھا۔ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے فرمایا (اس آیت میں اگرچہ امن کے سفر کا ذکر نہیں ہے تاہم) یہ ایک احسان ہے جو اللہ نے تم پر کیا ہے لہذا اس کے احسان کو قبول کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امن کے سفر میں صرف دو رکعت کا فرض ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صدقہ ہے، یہ اس کا رحم ہے کہ اس نے امن کے سفر میں بھی تخفیف رکھی۔

اے ایمان والو، ہر سفر میں دو رکعت فرض ہیں لیکن خوف کے سفر میں آپ اس میں قصر کر سکتے ہیں یعنی بجائے دو کے ایک پڑھ سکتے ہیں اور اگر پوری دو پڑھ لیں تو بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ
الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ
فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن
وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ
لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ
وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ
وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ
عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ
بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ
وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ ان (مجاہدین کے لشکر) میں موجود ہو اور ان کو نماز پڑھائیں تو مجاہدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز میں کھڑی ہو جائے (اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑی رہے) نماز میں شامل ہونے والوں کو چاہئے کہ اپنے ہتھیار پہنے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہو جائیں اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی آپ کے ساتھ نماز پڑھے انہیں بھی چاہئے کہ اپنی دفاع کا سامان اور ہتھیار پہنے رہیں (اے ایمان والو) کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیار اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں اور (اے ایمان والو) اگر بارش کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہو یا تم مریض ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (نماز میں) اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو لیکن دفاعی سامان پھر بھی پہنے رہو اللہ (کافروں سے خوب واقف ہے اُس) نے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۱۰۲﴾

معانی ومصادر

(اَسْلِحَة) اَسْلِحَة = سِلَاحٌ کی جمع۔ ہتھیار۔
(حِذْرٌ) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حِذْرٌ و مَحْذُوْرَةٌ (س) بچنا، بچانا۔
(اَمْتِعَة) اَمْتِعَة = متاع کی جمع، دنیا کا چند روزہ ساز وسامان۔

شان نزول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلٰوةً هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَبْنَآئِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً وَاَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّقْسِمَ اَصْحَابَهٗ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمُ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى وَرَآءَهُمْ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ثُمَّ يَاْتِي الْاٰخَرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَاْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنَ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ (رواہ الترمذی فی ابواب تفسیر سورۃ النساء جزء ۲ ص ۳۴۹ وصحح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ کیا مشرکین نے کہا: ان لوگوں کی ایک نماز ہے جو ان کو ان کے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے اور وہ عصر ہے لہذا تم اپنے اسباب کو جمع کرو اور ان پر یکبارگی حملہ کر دو (اسی اثناء میں) جبریل (علیہ السلام) نازل ہوئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کے دو حصے کر دو ایک حصہ کو نماز پڑھائیں اور ایک حصہ دشمن کے مقابل ان کے پیچھے کھڑا رہے اور اپنی ڈھالیں اور اپنے ہتھیار پہن لیں پھر دوسرا حصہ آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے، پھر یہ لوگ اپنی ڈھالیں اور اپنے ہتھیار پہن لیں۔ اس طرح ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں ہوں۔

گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بحالت خوف نماز میں قصر کرنے کی اجازت دی۔ اس آیت میں نماز کا طریقہ بتایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاِنْ كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ) اور (اے رسول) جب آپ میدان جنگ میں مجاہدین کے ساتھ ہوں اور ان کو نماز پڑھائیں تو ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو جائے (اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہے) (وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ) نماز پڑھنے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ہتھیار پہنے رہیں، نماز پڑھتے وقت ہتھیاروں کو نہ اتاریں (فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ) جب وہ لوگ جو نماز میں شریک ہوں سجدے کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں (اور دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑے ہو جائیں) (وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ) پھر وہ جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی اور جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے (وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ) یہ لوگ بھی نماز

پڑھتے وقت اپنی دفاع کا سامان اور ہتھیار پہنے رہیں (وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً) یہ اس لئے کہ کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور دفاعی ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایک دم ٹوٹ پڑیں اور تم کو سخت نقصان پہنچائیں لہذا تمہیں ہوشیار رہنا چاہئے اور نماز میں بھی ہتھیار وغیرہ پہنے رہنا چاہیئے (وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ) البتہ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو اور ہتھیار وغیرہ کا بوجھ اٹھانے میں تکلیف محسوس ہو تو ہتھیار اتار کر رکھ دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ) لیکن اس حالت میں بھی دفاعی سامان پہنے رہو۔ دفاعی سامان سے کسی حالت میں بھی غافل نہ ہو ایسا نہ ہو کہ کافر تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائیں اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو ناکام بنانا چاہتا ہے اور آخرت میں تو (اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں اس بات کی دلالت ہے کہ مقتدیوں نے ایک رکعت پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھیں لہذا اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حالت خوف میں صرف ایک رکعت فرض ہے۔ مزید برآں اس آیت میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ امام نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدی اس کی قیادت میں اپنی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں۔

گذشتہ آیت کی تفسیر میں ایک حدیث گذر چکی ہے جسمیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے اور دو حدیثیں ایسی گذر چکی ہیں جن سے مقتدیوں کا صرف ایک رکعت پڑھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو رکعت پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ یہ تینوں حدیثیں گویا اس آیت کی تفسیر ہیں۔

کیونکہ خوف کی نماز میں قصر کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام نے دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔ اب ہم ان دو رکعت کی ادائیگی کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہیں۔

① پہلی صورت :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :۔

غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَّعَهٗ تُصَلِّيْ وَاَقْبَلَتْ طَآئِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّآئِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُوْا فَرَكَعَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کی۔ ہم دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ پہ رہی۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے ان کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کئے (یعنی ایک رکعت پڑھائی) پھر یہ لوگ ان

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الخوف جزء ۲ ص۱۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الخوف جزء اول ص۳۳۴ واللفظ للبخاری)

لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اور وہ لوگ (نماز کے لئے) آگئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کئے (یعنی ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی) پھر آپ نے سلام پھیرا پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے لئے رکوع کیا اور دو سجدے کئے (یعنی ایک نے ایک ایک رکعت ادا کی)۔

② دوسری صورت :۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع جزء ۵ ص۱۲۵ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الخوف جزء اول ص۳۳۵)

ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف بنائی اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی رہی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والی جماعت کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے اور ان لوگوں نے (ایک رکعت اور پڑھ کر) اپنی اپنی نماز پوری کر لی، پھر یہ لوگ چلے گئے اور دشمن کے مقابلہ پر صف بنالی اور دوسری جماعت آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز میں باقی رہ گئی تھی، پھر آپ بیٹھے رہے اور انہوں نے اپنی اپنی نماز پوری کی، پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

③ تیسری صورت :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الخوف جزء ۱ ص۳۳۶)

نماز کے لئے اذان دی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر یہ جماعت پیچھے ہٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور سب لوگوں کی دو دو رکعتیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے مقتدی اپنی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں۔

④ چوتھی صورت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ وَقَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ الَّذِيْ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نُحُوْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الخوف جزو اول ص۳۳۴)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔ ہم نے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھی۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان میں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا ہم سب نے اللہ اکبر کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، سب نے رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی سر اٹھایا پھر آپ سجدے کے لئے جھکے اور جو صف آپ کے قریب تھی وہ بھی جھکی اور پچھلی دشمن کے مقابل کھڑی رہی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کر لئے تو جو صف آپ کے قریب تھی وہ کھڑی ہوگئی اور پچھلی صف سجدہ کے لئے جھک گئی پھر وہ لوگ سجدہ کر کے کھڑے ہوگئے، پھر پچھلی صف آگے آگئی اور اگلی صف پیچھے چلی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور ہم سب نے رکوع کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا! ہم سب نے سر اٹھایا پھر آپ جھکے اور جو صف آپ کے قریب تھی وہ بھی سجدے کے لئے جھکی یعنی اس صف نے سجدہ کیا جو پہلے پیچھے تھی، دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اگلی صف نے سجدے کر لئے تو پچھلی صف سجدے کے لئے جھک گئی، انہوں نے سجدے کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم سب نے سلام پھیرا۔

⑤ **پانچویں صورت:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهٗ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ اُخْرٰى مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ ظُهُوْرُهُمْ اِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرَ جَمِيْعًا الَّذِيْنَ مَعَهٗ وَالَّذِيْنَ يُقَابِلُوْنَ الْعَدُوَّ ثُمَّ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ رَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ تَلِيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ تَلِيْهِ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ مَعَهٗ اِلَى الْعَدُوِّ فَذَهَبُوْا اِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوْهُمْ وَاَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ قَائِمٌ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً اُخْرٰى وَرَكَعُوْا مَعَهٗ وَسَجَدُوْا مَعَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ وَمَنْ تَبِعَهٗ ثُمَّ كَانَ التَّسْلِيْمُ فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوْا جَمِيْعًا فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ (رواہ احمد ورواہ ایضًا ابوداؤد ورواہ النسائی فی کتاب الصلوٰۃ الخوف ۱/۱۷۳ وسندہ صحیح۔ بلوغ ۷/۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ دوسری جماعت دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ ان کی پیٹھ قبلہ کی طرف تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے اور جو دشمن کے مقابل تھے سب نے اللہ اکبر کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو جو صف آپ کے قریب تھی اس نے بھی رکوع کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی۔ باقی لوگ دشمن کے مقابل کھڑے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور جو جماعت آپ کے ساتھ تھی دشمن کی طرف چلے گئے اور ان کے مقابل صف آرا ہوگئے اور جو صف اب تک ان کے مقابلہ پر تھی وہ نماز کے لئے آگئی، انہوں نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھڑے رہے پھر وہ لوگ کھڑے ہوگئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے رکوع کیا اور آپ کے ساتھ سجدے بھی کئے، پھر جو جماعت دشمن کے مقابل تھی وہ آئی اور اس نے رکوع کیا اور سجدے کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو آپ کے تابع تھے وہ بیٹھے رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں جماعتوں کی بھی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز خوف کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ پانچ صورتیں جو اوپر بیان ہوئیں ان میں مقتدیوں کی دو رکعتیں ہوتی ہیں اور ایک صورت ان پر مستزاد ہے جس میں مقتدیوں کی صرف ایک رکعت ہوتی ہے اور یہ صورت گذشتہ آیت کی تفسیر میں بیان ہو چکی ہے۔

ان صورتوں کے علاوہ ایک صورت اور بھی ہے اور وہ یہ کہ جب جنگ شدت سے جاری ہو اور جماعت سے نماز پڑھنے کا موقع نہ مل سکے اور نہ انفرادی طور پر زمین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو تو سواری پر یا پیدل جس طرح بھی ہو سکے نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

(البقرۃ۔ ۲۳۹)

پھر اگر تمہیں (دشمن کا) خوف ہو (اور تم اس کے پورے آداب کے ساتھ ادا نہ کر سکو) تو پیدل یا سواری پر (جس طرح ہو سکے نماز پڑھ لو) پھر جب تمہیں امن نصیب ہو تو اللہ کا ذکر اس طریقہ سے کرو جس طریقہ سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

سواری پر نماز پڑھنے کے کل مسائل کی تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض نماز خوف مختلف صورتوں سے پڑھی جا سکتی ہے کونسی صورت کس وقت اختیار کی جائے یہ لڑائی کے حالات پر منحصر ہے۔

عمل

اے ایمان والو، نماز کسی حالت میں نہ چھوڑیئے۔ عین حالت جنگ میں اگر نماز کا وقت آجائے تو مندرجہ بالا صورتوں میں سے جس صورت سے ممکن ہو نماز ادا کیجئے، نماز کو اختتام جنگ تک کے لئے ملتوی نہ کیجئے بلکہ وقت پر ادا کیجئے نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرنا ضروری ہے اور اسی چیز پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں خاص طور پر زور دیا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) جب تم (میدان جنگ میں) نماز پڑھ چکو تو پھر کھڑے بیٹھے اور لیٹے (غرضکہ ہر حالت میں) اللہ کو یاد کرتے رہو، پھر جب (دشمن کی طرف سے) اطمینان ہو جائے تو نماز کو (اس کے اصلی طریقہ کے مطابق) پڑھو، بے شک مؤمنین پر نماز کا مقررہ وقت پر پڑھنا فرض کر دیا گیا ہے ﴿۱۰۳﴾

معانی و مصادر (قَضَيْتُمْ) قَضٰى، يَقْضِيْ، قَضَاءٌ (ض) پورا کرنا، فارغ ہونا، ادا کرنا، فیصلہ کرنا۔

(اِطْمَاْنَنْتُمْ) اِطْمَاْنَّ، يَطْمَئِنُّ، اِطْمِئْنَانٌ (رباعی مزید فیہ کا باب اِفعلاّل) مطمئن ہونا۔

(مَّوْقُوْتًا) وَقَتَ، يَقِتُ وَقْتٌ (ض) وقت مقرر کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کا طریقہ بتایا۔ آگے فرمایا (فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ) جب تم نماز خوف ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل نہ رہو بلکہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے غرض یہ کہ ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر کا یہ فائدہ ہوگا کہ اطمینان قلب پیدا ہوگا

دہشت اور گھبراہٹ دور ہو جائیگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرعد - ۲۸)

خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) جب اطمینان ہو جائے اور دشمن کا خوف جاتا رہے تو پھر نماز قائم کرو یعنی اس طریقہ سے نماز ادا کرو جس طریقہ سے حالت امن میں ادا کی جاتی ہے۔

اسی چیز پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ - ۲۳۹)

پھر اگر تمہیں (دشمن کا) خوف ہو (اور تم نماز کو پورے آداب کے ساتھ ادا نہ کر سکو) تو پیدل یا سواری پر (جس طرح ہو سکے نماز پڑھ لو) پھر جب تمہیں امن نصیب ہو تو اللہ کا ذکر اس طریقہ سے کرو جس طریقہ سے اللہ نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

اس آیت کا بھی وہی منشاء ہے یعنی امن و اطمینان کی حالت پیدا ہوتے ہی نماز کو اسکے مخصوص طریقہ سے پڑھنا ہوگا۔ نماز خوف کو جماعت سے پڑھنے کے مختلف طریقے یا جنگ کی شدت کے وقت انفرادی طور پر سواری پر یا پیدل نماز پڑھنے کی اجازت ایک آسانی ہے جو مجاہدین کو دی گئی ہے لیکن یہ آسانی صرف اسی وقت تک ہے جب تک دشمن کے حملہ کا خوف باقی ہو جب دشمن کے حملہ کا خوف نہ رہے تو پھر نماز کو اپنی اصلی ہیئت سے ادا کرنا ہوگا۔

خوف کی حالت میں جو آسانی دی گئی ہے وہ اس لئے ہے کہ نماز وقت مقررہ پر ادا ہو (اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا) کیونکہ مؤمنین پر نماز اوقات مقررہ ہی میں پڑھنا فرض ہے۔ نماز کو وقت مقررہ پر پڑھنا اتنا ضروری ہے کہ نماز کی کیفیت میں تبدیلی آسکتی ہے لیکن وقت مقررہ کو نہیں ٹالا جا سکتا۔

نماز میں اطمینان اور یکسوئی بہت ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام جزء اول ص ۲۲۵)

کھانا حاضر ہونے کے بعد نماز نہیں ہوتی اور نہ ایسے آدمی کی نماز ہوتی ہے جو پیشاب پاخانہ کو روک کر نماز پڑھ رہا ہو۔

اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:۔

إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ جزء اول ص۳۰ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام جزء اول ص۲۲۵)

جب رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو کھانے سے ابتداء کرو۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سکون و اطمینان بہت ضروری ہے، سکون و اطمینان کی خاطر کھانے کو نماز پر مقدم رکھا جائیگا حتیٰ کہ اسی سکون اور اطمینان کی خاطر کھانا حاضر ہو جانے کی صورت میں جماعت کو چھوڑنا پڑیگا۔ لیکن سکون و اطمینان اسی حد تک ضروری ہے کہ نماز کا وقت نہ جاتا ہو، اگر نماز کا وقت جاتا ہو تو نماز کو پہلے پڑھنا پڑیگا کیونکہ بموجب آیت زیر تفسیر مؤمنین پر نماز پڑھنا اوقات مقررہ میں فرض ہے۔

جنگ میں نہ اطمینان ہوتا ہے، نہ سکون لیکن نماز پھر بھی پڑھنی پڑتی ہے۔ نہ اطمینان کا انتظار کیا جاتا ہے اور نہ سکون کا۔ نماز کو وقت ہی پر ادا کیا جاتا ہے۔ نماز کو وقت پر ادا کرنا اتنا ضروری ہے کہ نہ صرف اطمینان و سکون کو نظر انداز کیا جاتا ہے بلکہ نماز کے طریقہ کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے نماز خوف کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ نماز کو وقت ہی پر پڑھنا ہوگا کیونکہ نماز تو مؤمنین پر اوقات مقررہ ہی پر فرض ہے نماز خوف کا حکم دیا اسی لئے کیا گیا ہے کہ نماز وقت پر ادا ہو۔ وقت کو ٹالا نہیں جاتا وقت کی خاطر دوسرے فرائض ہی نہیں بلکہ شرائط کو بھی ٹالا جا سکتا ہے۔ مثلاً:۔

(۱) پانی نہ ہو تو پانی کے ملنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا بلکہ خواہ غسل کی حاجت ہو یا صرف وضوء کی نماز کو تیمم کر کے وقت ہی پر ادا کرنا ہوگا۔

(۲) بیماری کی صورت میں صحتیابی کا انتظار نہیں کیا جائیگا بلکہ بیماری ہی کی حالت میں تیمم سے نماز ادا کی جائے گی، اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھی جا سکتی ہے تو پھر بیٹھ کر پڑھی جائے گی۔ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھی جا سکتی تو کروٹ کے بل لیٹ کر ادا کی جائے گی۔

(۳) اگر ضروری کپڑے نہیں تو اسی حالت میں نماز وقت پر ہی ادا کی جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے اوقات مقررہ کا ذکر فرمایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ اوقات کب سے کب تک رہتے ہیں۔ اوقات کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے لہٰذا اب ہم احادیث سے اوقات کی تفصیل بیان کرتے ہیں:۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ جِبْرِیْلَ نَزَلَ فَصَلّٰی، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ

جبریل نازل ہوئے، انہوں نے نماز پڑھی، رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقولہ: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا جزء اول ص۱۳۹)

النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی، پھر انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر آپ نے فرمایا مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ (یہ بھی مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس جزء اول ص۲۴۵)

جبریل نازل ہوئے۔ انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَأَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ (وَفِي رِوَايَةٍ فَاَذَّنَ بِغَلَسٍ) فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ يَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (وَفِي رِوَايَةٍ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا دو دن ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ پھر جب سورج ڈھلا تو آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی، پھر آپ نے ان کو اقامت کا حکم دیا، انہوں نے ظہر کی اقامت کہی پھر آپ نے انہیں اقامت کا حکم دیا انہوں نے عصر کی اقامت کہی اس وقت سورج بلند، سفید اور شفاف تھا، پھر آپ نے مغرب کی اقامت کا حکم دیا، انہوں نے جب سورج غائب ہوگیا تو اقامت کہی پھر آپ نے انہیں اقامت کا حکم دیا، انہوں نے عشاء کی اقامت کہی جب شفق غائب ہوگئی پھر آپ

صُفْرَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ) ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس جزء اول ص۲۴۷)

نے انہیں اذان کا حکم دیا (انہوں نے اندھیرے میں اذان دی) اور فجر کی اقامت کہی جب صبح طلوع ہوگئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ ظہر کو ٹھنڈا کریں، انہوں نے ٹھنڈا اور خوب ٹھنڈا کیا اور عصر میں پہلے دن کے مقابلہ میں تاخیر کی اور ایسے وقت پڑھی کہ سورج بلند صاف و شفاف تھا، اس میں زردی نہیں آئی تھی اور مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز تہائی رات گذرنے کے بعد پڑھی، اور صبح کی نماز پڑھی اور اُسے خوب روشن کیا۔ پھر آپ نے فرمایا! نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا! اے اللہ کے رسول میں (موجود ہوں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نماز کے) جو اوقات تم نے دیکھے ان کے درمیان تمہاری نماز کے اوقات ہیں۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے:۔

نمبر	نماز	ابتدائے وقت	انتہائے وقت
①	ظہر	سورج ڈھلنا	وقت کا خوب ٹھنڈا ہو جانا
②	عصر	سورج کا بلند، صاف اور چمکدار ہونا۔	سورج کا اتنا بلند صاف چمکدار ہونا کہ اس میں زردی نہ آئی ہو۔
③	مغرب	سورج کا غائب ہونا	شفق کا غائب ہونا۔
④	عشاء	شفق کا غائب ہونا	تہائی رات کے بعد کچھ دیر تک
⑤	فجر	طلوع صبح	صبح کا خوب روشن ہونا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ

ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھلے اور اس وقت تک رہتا ہے جب

وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرِّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَسْقُطْ نُوْرُ الشَّفَقِ) وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب اوقات الصلوۃ الخمس جزء اول ص۲۳۶)

تک آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر نہ ہو جائے (یعنی جب تک عصر کا وقت نہ آجائے) اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج میں زردی نہ آجائے، مغرب کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جبتک شفق کی تیزی غائب نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کا وقت ٹھیک آدھی رات تک رہتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔

یہ حدیث اوقات نماز کے سلسلہ میں نص قاطع ہے مندرجہ بالا دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے:

نمبر	نماز	ابتدائے وقت	انتہائے وقت
۱	ظہر	جب سورج ڈھلے	جب سایہ ایک مثل ہو جائے۔
۲	عصر	جب سایہ ایک مثل ہو جائے۔	جب سورج میں زردی آجائے۔
۳	مغرب	جب آفتاب غروب ہو جائے	جب شفق کی تیزی غائب ہو جائے۔
۴	عشاء	جب شفق کی تیزی غائب ہو جائے۔	جب آدھی رات ہو جائے۔
۵	فجر	جب فجر طلوع ہو	جب آفتاب طلوع ہو۔

اب ہم نماز کے اوقات کے سلسلہ میں مزید مسائل لکھتے ہیں:۔

۱ جب سخت گرمی ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھے:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر جزء اول ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر جزء اول ص۲۳۸)

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

۲ نماز کو اصلی وقت پر پڑھے، اگر امام تاخیر سے نماز پڑھائے تو اصلی وقت پر تنہا نماز پڑھ لے، پھر اگر مسجد میں ہو اور جماعت قائم ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جائے، یہ نہ کہے کہ میں نے پڑھ لی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِيْتَ فِيْ قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایسے لوگوں میں

الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا۔

رہ جاؤ گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:۔

مَا تَاْمُرُ

آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَاِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ (وفي رواية وَلَا تَقُلْ اِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا اُصَلِّيْ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التکبیر بالصبح جزء اول ص۲۵۹)

تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لینا، پھر اپنے کام پر چلے جانا، پھر اگر نماز قائم کی جائے اور تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھ لینا، یہ نہ کہنا کہ میں پڑھ چکا ہوں اس لئے نہیں پڑھتا۔

(۳) اگر صبح کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے مل جائے تو اس نماز کو پورا کرلے اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے مل جائے تو اسے پورا کرلے اور اس صورت میں وہ یہ سمجھے کہ اس نے یہ نمازیں اپنے وقت میں پالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهٗ) وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ) صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب جزء اول ص۱۳۶ وباب من ادرک من الفجر رکعۃ جزء اول ص۱۵۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ جزء اول ص۲۲۲)

جس نے صبح کی نماز ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالی تو اس نے نماز صبح پالی، اسے چاہئے کہ اپنی نماز کو پورا کرے اور جس نے عصر کی نماز غروب آفتاب سے پہلے پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی، اسے چاہئے کہ اپنی نماز پوری کرے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)

مندرجہ بالا حدیث کا منشاء یہ نہیں کہ جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کرے بلکہ نماز پالینے سے مراد ہی یہی ہے کہ اگر اتفاق سے نیند یا بھول وغیرہ کی وجہ سے رہ جائے تو جاگنے کے بعد یا یاد آنے کے

بعد ایک رکعت وقت کے اندر پالے تو اس نے نماز پالی۔ قصداً نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر جزء اول ص۲۵)

یہ منافق کی نماز ہے کہ سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان آجاتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے، اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر تھوڑا سا۔

(۴) جو شخص بھول جائے یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے تو یاد آتے ہی یا جاگتے ہی فوراً نماز پڑھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۷۷)

جو شخص نماز کو بھول جائے یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آتے ہی اسے ادا کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب من نسی صلوٰۃ فلیصل اذا ذکرھا جزء اول ص۱۵۵)

جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آتے ہی پڑھ لے، اس کے سوا اس کا کوئی اور کفارہ نہیں۔

(۵) اگر کئی نمازیں فوت ہوجائیں تو انہیں ترتیب سے ادا کرے۔

فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر ایک (دن جنگ خندق میں فوت ہوگئی) تو آپ نے سورج غروب ہوجانے کے بعد اسے پڑھا پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

عمل

اے ایمان والو، میدان جنگ میں نماز خوف ادا کرنے کے بعد کھڑے، بیٹھے اور لیٹے غرض یہ کہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، امن واطمینان کی حالت میں نماز کو اپنی اصلی صورت میں ادا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، نماز مقررہ اوقات میں فرض ہے لہذا نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ہی پڑھیئے سوائے اس صورت کے کہ آپ مسافر ہوں تو ظہر اور عصر کو ملا کر اور مغرب اور عشاء کو ملا کر آپ پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَىٰ أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر جزء اول ص۲۸۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ ظہر کو عصر کے اول وقت تک مؤخر کرتے پھر دونوں کو ملا کر پڑھتے، اسی طرح مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ جب شفق غائب ہوتی تو مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے۔

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ
إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ
يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ
مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) کافر قوم کا پیچھا کرنے میں بزدلی نہ دکھایا کرو اگر تم کو تکلیف پہنچی ہے تو جس طرح تمہیں تکلیف پہنچی ہے انہیں بھی پہنچی ہے (تکلیف کے لحاظ سے دونوں برابر ہو) لیکن جو امیدیں تم کو اللہ سے وابستہ ہیں انہیں نہیں ہیں (لہذا اللہ کے راستہ میں تمہیں بہت زیادہ جوش وخروش سے لڑنا چاہیئے) اللہ (بہت) علم والا اور حکمت والا ہے ﴿١٠٤﴾

معانی ومصادر (تَهِنُوا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض، ح، ك) کمزوری دکھانا۔
وَهِنَ، يَوْهَنُ، وَهَنٌ (س) کمزوری دکھانا۔
(تَأْلَمُونَ) اَلِمَ، يَأْلَمُ، اَلَمٌ (س) تکلیف پانا۔
(تَرْجُونَ) رَجَا، يَرْجُو، رَجَاءٌ (ن) امید کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ) اور اے ایمان والو، دشمن قوم کا پیچھا کرنے میں کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ نہ کیا کرو بلکہ پوری بے باکی اور دلیری کے ساتھ ان کا تعاقب کیا کرو (إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ) اگر تمہیں زخموں کی تکلیف پہنچی ہے تو جس طرح تمہیں تکلیف پہنچی ہے انہیں بھی تو پہنچی ہے اگر تم تازہ دم نہیں ہو

تو وہ بھی تازہ دم نہیں ہیں، تم اور وہ اس مقابلہ میں برابر ہو پھر کمزوری دکھانا کیسا! (وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ) بلکہ تمہیں تو ثواب کی امید ہے، انہیں تو اس کی بھی امید نہیں۔ ایسی صورت میں تمہیں پورے جوش وخروش سے ان کا پیچھا کرنا چاہیئے اور کسی حالت میں بھی ہمت ہارنی نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰل عمران ۔ ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت) کمزوری نہ دکھانا اور نہ غمگین ہونا اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

دشمن قوم کا پیچھا کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے ثواب کی امید رکھنے کی ترغیب ہی نہیں دی بلکہ ایک موقع پر تو صاف صاف ثواب کا وعدہ فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اٰل عمران ۔ ۱۷۲)

جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا ان میں سے نیکی کرنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے۔

آگے فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا) اللہ تعالےٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ دشمن کا تعاقب کرنے کے سلسلہ میں جو حکم اس نے دیا ہے اس میں کیسی کیسی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اس کے تمام احکام علم وحکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایمان والوں کا بس یہ کام ہے کہ اسکے احکام پر بے چون وچرا عمل کرتے رہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ زخم خوردہ ہوں پھر بھی دشمن کا پیچھا کرنے میں بزدلی نہ دکھایا کیجئے۔ دشمن تو اس حالت میں بھی لڑتا ہے کہ اسے ثواب کی کوئی امید نہیں ہوتی اور آپ کو تو ثواب کی بھی امید ہوتی ہے پھر آپ اللہ تعالےٰ کے راستے میں کیوں نہ لڑیں، آپ کو تو اور زیادہ شوق وذوق سے لڑنا چاہیئے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ
لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ
ٱللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾
وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ
غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلْ
عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ
خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ
ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ

اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ
مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ
اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾
هَٰأَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ
اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَّن
يَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَن
يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ
إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ
يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ إِثْمًا ثُمَّ
يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ
بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ
لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ
يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَاَنْزَلَ
اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ
كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾

ترجمہ (اے رسول) ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے تاکہ جو کچھ اللہ آپ کو سمجھائے اس کے مطابق آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور (اے رسول) خیانت کرنے والوں کی (حمایت میں) کبھی نہ جھگڑیئے (۱۰۵) اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہیئے بے شک اللہ بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۰۶) اور (اے رسول) ان لوگوں کی طرف سے بھی نہ جھگڑیئے جو اپنی جانوں کے ساتھ خیانت کرتے ہیں (یعنی گناہ کرکے اپنی جانوں کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں) بے شک اللہ اس شخص سے محبت نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا گنہگار ہو (۱۰۷) یہ لوگ لوگوں سے چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتے اللہ اس وقت بھی اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب رات کو یہ لوگ ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جس کو اللہ پسند نہیں کرتا (وہ اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے) اللہ ان کے تمام کاموں کو گھیرے ہوئے ہے (۱۰۸) دیکھو دنیا کی زندگی میں تو تم ان کی طرف سے جھگڑ لیتے ہو لیکن قیامت کے دن اللہ سے ان کے معاملہ میں کون جھگڑے گا یا (اس دن) ان کا کون وکیل ہوگا (۱۰۹) اور جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش طلب کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا (۱۱۰) اور جو شخص کوئی گناہ کرے تو وہ اپنی جان پر مصیبت مول لے رہا ہے اللہ (کے تمام کام علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ) علم والا، حکمت والا ہے (۱۱۱) اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر اس (خطا یا گناہ) کا اتہام لگائے تو اس نے (بہت بڑے) بہتان اور صریح گناہ (کے بوجھ) کو اپنے اوپر لاد لیا (۱۱۲) اور (اے

رسول) ان میں ایک گروہ آپ کو گمراہ کرنے کی فکر میں تھا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو ہو سکتا تھا کہ یہ آپ کو گمراہ کر دیتے لیکن اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی موجودگی میں یہ آپ کو کیسے گمراہ کر سکتے ہیں) اور (اے رسول) یہ (آپ) کو گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ تو اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور (اے رسول) یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے (۱۱۳)

معانی ومصادر

(خَائِنِيْنَ) (خَوَّانًا) خَانَ يَخُوْنُ خَوْنٌ وخِيَانَةٌ (ن) خیانت کرنا (خَوَّان خائن سے اسم مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ خیانت کرنے والا)۔

(خَصِيْمًا) خَصَمَ، يَخْصِمُ، خَصْمٌ (ض) جھگڑے میں غالب آنا (خَصِيْمٌ = جھگڑنے والا)۔

(اَثِيْمًا) اَثِمَ، يَاْثَمُ، اِثْمٌ واَثَمٌ واَثَامٌ ومَاْثَمٌ (س) گناہ کرنا (اَثِيْمٌ = گنہگار)۔

(يَرْمِ) رَمَى، يَرْمِيْ، رَمْيٌ ورِمَايَةٌ (ض) پھینکنا، تہمت لگانا۔ زیادہ ہونا۔

(بَرِيْٓـًٔا) بَرِئَ، يَبْرَئُ، بُرْءٌ وبَرَاءَةٌ (س) بری کرنا۔

(بُهْتَانًا) بَهَتَ، يَبْهَتُ بَهْتٌ وبُهْتَانٌ (ن) تہمت لگانا۔

(هَمَّتْ) هَمَّ، يَهُمُّ هَمٌّ ومَهَمَّةٌ (ن) فکر میں ڈالنا۔

(يَخْتَانُوْنَ) اِخْتَانَ، يَخْتَانُ، اِخْتِيَانٌ (باب افتعال) خیانت کرنا۔

تفسیر

ان آیات میں منافقین کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ یہ لوگ مقدمات میں مجرم کی حمایت کرتے تھے، اس کو بری کرانے کے لئے بحث ومباحثہ کرتے تھے، راتوں کو ایسی باتوں کا مشورہ کرتے تھے جو باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، جو خود جرم کرتے تھے اور اس جرم کی تہمت کسی اور کو لگا کر اپنے آپ کو بری ٹھہراتے تھے، اور غلط وکالت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط فیصلہ کرانے کی کوششیں کرتے تھے۔

ان کی ان تمام کاوشوں اور سازشوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مؤمنین کو ہوشیار کر دیا اور مقدمات کے فیصلہ کے سلسلہ میں رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ) اے رسول، ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل کر دی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کی روشنی میں آپ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیا کریں ایمان والوں پر فرض ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں فیصلہ کیا کریں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے ان کا ایمان صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ (المائدۃ۔۴۴)

جو اشخاص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہ دیں (یا فیصلہ نہ کریں) ایسے

لوگ کافر ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔

(المآئدۃ ۔ ۴۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے دشمنان اسلام کی تحریف کی نشان دہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے)، جو حق آپ کے پاس آچکا اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا) اور اے رسول، مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت کسی خائن کے حمایتی نہ بنئے مجرم کے ساتھ کسی رُو رعایت کا برتاؤ نہ کیجئے، اس پر اس کے جرم کی سزا کو ضرور نافذ کیجئے (وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) اور (اگر ذرا سی دیر کے لئے بھی کسی مجرم کی طرفداری کا خیال آجائے تو) اللہ تعالےٰ سے معافی طلب کیجئے (وہ معاف کردیگا) اس لئے کہ وہ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ) اور اے رسول جو لوگ اپنی جانوں کے ساتھ خیانت کرتے ہیں یعنی جرم کا ارتکاب کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کو مستحق عذاب بناتے ہیں ان کی طرف سے کبھی نہ جھگڑیئے، ان کی وکالت نہ کیجئے (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے مجرم کو پسند نہیں کرتا اور جس کو اللہ تعالےٰ پسند نہ کرے کیا کسی ایمان والے کے لئے زیبا ہے کہ اس کو پسند کرے، اس کی حمایت کرے اور اس کو سزا سے بچانے کی کوشش کرے گویا اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے امت کے لوگوں کو مجرمین کی طرفداری سے منع فرمادیا۔ آگے فرمایا (يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ) یہ (منافق جرم کرکے) لوگوں سے چھپنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالےٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے کہ وہ مجرم ہیں۔ اگر وہ یہاں دنیا میں سزا سے بچ جائیں گے تو کیا آخرت میں بھی بچ جائیں گے۔ آخرت میں انہیں سزا مل کر رہے گی۔

آگے فرمایا (وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ) رات کو جب منافق ایسی باتوں کا مشورہ کرتے ہیں جن باتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا تو کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی

ان باتوں کا علم نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ کو ان تمام باتوں کا علم ہوتا ہے وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے ان کے تمام اعمال سے واقف ہوتا ہے (وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا) اور اس نے ان کے تمام اعمال کا احاطہ کرلیا ہے ان کا کوئی جرم ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ نہ ہو اور جس کی سزا سے وہ بچ جائیں۔

(وَهُوَ مَعَهُمْ) اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے کی تشریح میں ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

(المجادلۃ۔ ۷)

(اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ اس کو (خوب) جانتا ہے جب تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چھٹا اللہ ہوتا ہے غرض یہ کہ اس سے کم ہوں یا زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔ پھر قیامت کے دن وہ انہیں بتائیگا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

منافقین رات کے وقت اسلام کے خلاف جو مشورہ کرتے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ، فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ،

(النسآء۔ ۸۱)

(اے رسول ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آپ سے تو) کہتے ہیں ہم اطاعت کریں گے لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت آپ سے جو عہد کر کے آئی تھی بالکل اس کے خلاف باتوں میں رات گذارتی ہے اور جن باتوں میں یہ رات گذارتے ہیں اللہ انہیں لکھ رہا ہے (اے رسول) آپ ان سے اعراض کریں، اللہ پر بھروسہ رکھیں کارسازی کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے۔

آگے فرمایا (هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) اے ایمان والو، بتاؤ اگر تم مجرمین کی حمایت میں یہاں جھگڑتے ہو (فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) تو قیامت کے دن کوئی ہے جو ان کی طرف سے جھگڑ سکے یا ان کی حمایت کر سکے (اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا) بتاؤ اس دن کون ان کی وکالت کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئیگا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائیگی نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائیگا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(النسآء ۔ ۱۲۳)

جو شخص بھی برا عمل کریگا اس کو اس کی سزا ملے گی، اور اُسے (وہاں) نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (الاحزاب ۔ ۱۷)

اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ نہ کسی کو اپنا کارساز پائیں گے اور نہ مددگار۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مجرمین کے برے انجام کی طرف اشارہ فرمایا اور ان کی حمایت کرنے والوں کو ایک قسم کی سرزنش فرمائی تو اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مجرمین کو ایک بشارت بھی سنائی اور ان کی ناامیدی کو امید سے بدلنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) اور جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے یعنی کوئی بڑا گناہ کر کے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال لے غرض یہ کہ کتنا ہی برا کام کیوں نہ کرے لیکن جب وہ اللہ تعالےٰ سے معافی مانگے، اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو وہ اللہ تعالےٰ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(الزمر ۔ ۵۳ و ۵۴)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے) اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اللہ تمام گناہوں کو معاف کریگا بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور (اے میرے بندو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب

کی طرف رجوع کرو اور اس کے لئے اسلام
لے آؤ (ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر
تمہیں (کہیں سے) مدد نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ
الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ
فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ
تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ
اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں
پکارتے اور نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں
جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر
حق کے ساتھ اور وہ جو زنا نہیں کرتے اور جو
ایسا کرے گا وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ قیامت
کے دن اس کے لئے عذاب کو دگنا کر دیا جائیگا
اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا۔
مگر جو توبہ کر کے ایمان لے آئے اور نیک
عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو
اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بہت
بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور
جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا
رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ
کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ) اور جو شخص گناہ کرے (اور توبہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگے) تو پھر اس کے گناہ کا وبال اُسی پر ہوگا (وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا) اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اس کے تمام کام علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کو لوگوں کے تمام گناہوں کا علم ہوتا ہے لیکن وہ فوراً سزا نہیں دیتا، سزا میں تاخیر اس کی حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔ (وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا) اور جو شخص کوئی خطا کرے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے پھر وہ اس گناہ کو کسی بے قصور آدمی کی طرف منسوب کر دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھا لیا (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ) اور اے رسول ان منافقین میں سے ایک گروہ اس بات کا تہیہ کر چکا تھا کہ آپ کو غلط راستے پر ڈال دے یا آپ سے کسی مقدمہ میں غلط فیصلہ کرا دے اور اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ہو سکتا

تھا کہ یہ لوگ آپ کو غلط راستہ پر ڈالنے میں کامیاب ہوجاتے یا آپ سے غلط فیصلہ کرا لیتے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کی موجودگی میں یہ آپ کو کیسے غلط راستے پر ڈال سکتے ہیں یا آپ سے غلط فیصلہ کرا سکتے ہیں (وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ) اور اے رسول یہ منافقین آپ کو گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ اپنے آپ کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝
(البقرۃ ۔ ۹)

یہ لوگ (زبان سے اسلام کا دعوی کر کے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دے رہے ہیں حالانکہ (در حقیقت) وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں (اس بات کا) شعور نہیں (کہ یہ دھوکا ہی دنیا اور آخرت دونوں جگہ خود اُن کے لئے مضر ہے)۔

آگے فرمایا (وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ) اور اے رسول یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ آپ کو غلط راستے پر ڈال سکتے ہیں (وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) اور اے رسول آپ پر تو اللہ نے کتاب نازل فرمائی ہے حکمت نازل فرمائی ہے اور ایسی ایسی باتوں کی آپ کو تعلیم دی ہے جن کو آپ پہلے نہیں جانتے تھے (وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) اور آپ پر تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے۔ بھلا اس کرم و فضل کی موجودگی میں کیسے ممکن ہے کہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکے اور کتاب و حکمت کی موجودگی میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آپ کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوجائے۔ کتاب و حکمت کی روشنی میں تاریکی کیسے آسکتی ہے صحیح راستہ کا علم ہوجانے کے بعد آپ کیسے غلط راستہ پر جا سکتے ہیں۔ غلط راستے پر تو وہی جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہو لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہرہ ور ہو وہ کیسے غلط راستہ پر جا سکتا ہے اور پھر اے رسول آپ پر تو محض فضل ہی نہیں بلکہ فضل عظیم ہے پھر بھلا یہ منافقین آپ کو کیسے گمراہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝
(بنی اسرآئیل ۔ ۸۶ و ۸۷)

اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اُسے اٹھا لے جائیں پھر آپ کو اس (کی بازیابی) کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی کارساز نہیں ملے گا مگر یہ آپ کے رب کی رحمت (ہی) ہے (کہ وہ اس کتاب کو آپ کے دل میں محفوظ کئے ہوئے ہے) بیشک

آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

عمل

اے لوگو، تمام معاملات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق کیا کیجئے۔

اے لوگو، مجرموں کی حمایت نہ کیجئے، ان کی وکالت نہ کیجئے، ان کو سزا سے بچانے کی کوشش نہ کیجئے، اگر آپ نے یہاں ان کی وکالت کر بھی لی تو قیامت کے دن ان کی وکالت کون کریگا، وہاں تو ان کو سزا مل کر رہے گی۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس کے ناپسندیدہ کاموں کو کرنے کے سلسلہ میں مشورہ نہ کیجئے۔

اے لوگو، اگر آپ سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کیجئے، اپنے گناہ کی معافی مانگئے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا رحیم و کریم ہے وہ معاف کر دیگا۔

اے لوگو، گناہ نہ کیجئے اگر آپ گناہ کریں گے تو گناہ کا وبال آپ ہی پر پڑیگا۔ آپ ہی کو اس کی سزا ملے گی۔

اے لوگو، خود گناہ کر کے اس کو کسی دوسرے بے گناہ کی طرف منسوب نہ کیجئے کسی بے قصور پر کسی جرم کا اتہام لگانا بہت بڑا گناہ ہے اس سے بچئے۔

اے ایمان والو کتاب و حکمت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری طرف رُخ نہ کیجئے۔ تمام فیصلے کتاب و حکمت کے مطابق کیجئے اس فضل عظیم کا شکر ادا کیجئے یاد رکھیے کہ اس کا شکر اس پر عمل کرنے ہی سے ہوگا۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ
إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ
أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن
يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ
اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾

ترجمہ ان کی بہت سی سرگوشیاں ایسی ہیں جن میں کوئی خیر نہیں ہے، مگر جو صدقہ کا، نیک بات کا حکم دے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دے (تو اس کی سرگوشی میں خیر ہو سکتی ہے) اور جو شخص اللہ کی رضاء جوئی کی خاطر ایسا کرے تو ہم اس کو اجر عظیم عطاء کریں گے ﴿۱۱۴﴾

معانی ومصادر (نَجْوٰی) نَجَا، يَنْجُوْا، نَجْوٌ، نَجْوٰی (ن) سرگوشی کرنا۔
(مَرْضَات) رَضِيَ، يَرْضٰى، رِضًى وَرِضْوَانٌ وَمَرْضَاةٌ (س) راضی ہونا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ منافقین رات کو اسلام کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے سے خفیہ طور پر مشورہ کرتے ہیں کہ اسلام اور مسلمین کو نقصان پہنچانے کے لئے کونسی تدابیر اختیار کی جائیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرگوشی اور مشورہ کے سلسلہ میں ایک اٹل قانون نازل فرما کر دنیا والوں کی رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ) لوگوں کی سرگوشیوں اور خفیہ مشوروں میں سے بہت سی سرگوشیاں اور بہت سے مشورے ایسے ہوتے ہیں جن میں خیر نہیں ہوتا عموماً لوگ شر پھیلانے اور عوام الناس کو نقصان پہنچانے کے لئے سرگوشیاں

اور خفیہ مشورے کرتے ہیں (اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ) مگر ہاں اس شخص کی سرگوشی اور مشورہ میں خیر ہے جو اپنی سرگوشی اور مشورہ میں صدقہ وخیرات کا یا کسی اور نیک کام کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے۔

صدقہ وہ مال ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام دیا جائے۔ صدقہ دینا ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صدقہ دینے والوں کی جگہ جگہ تعریف کی ہے اور ان کے اجر وثواب کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

(الحدید ۔ ۱۸)

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور (وہ لوگ جو) اللہ کو اچھا قرض دیتے ہیں ان کے لئے (ان کا ثواب) کئی گنا کر دیا جائیگا اور ان کے لئے باعزت اجر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(الاحزاب ۔ ۳۵)

بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (بہت ذکر کرنے والی) عورتیں ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ جزء ۲ ص ۱۳۶ و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ جزء اول ص ۳۲۶)

دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے کر سہی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت قلیل صدقہ خیرات بھی دوزخ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں۔ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک کام کا حکم کرنا بھی خیر ہے اور یہ کام اس امت کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(آل عمران ۔ ۱۱۰)

(اور اے ایمان والو) جتنی امتیں لوگوں کے لئے پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو تم نیک کام کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(التوبۃ ۔ ۷۱)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(التوبۃ ۔ ۱۱۲)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے ہیں، برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (ایسے لوگ تو بس مؤمنین ہی ہو سکتے ہیں لہذا اے رسول) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ

(تو اے لوگو) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے جس میں اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو

كَبِيْرٌ ○

(الحدید ۔ ۷)

تو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں گے اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہیں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

تیسرا نیک کام جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ ہے "لوگوں کے درمیان صلح کرانا" لوگوں کے درمیان صلح کرانا بھی بہت اجر و ثواب کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(انفال ۔ ۱)

اللہ سے ڈرتے رہو اور (مال کی محبت میں اپنے تعلقات کو نہ بگاڑو بلکہ) اپنے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھو اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(الحجرات ۔ ۹ و ۱۰)

اور (اے ایمان والو) اگر مؤمنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو، پھر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور (دیکھو ہر حال میں) انصاف کیا کرو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مؤمنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان (ضرور) صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ (اللہ کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ ۔ ۲۲۴)

اور (اے ایمان والو) اپنی قسموں میں (اللہ کا نام لے کر) اللہ کو نیکی اور پرہیز گاری نہ کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح نہ کرانے کا بہانہ نہ بناؤ اللہ (تمہاری قسموں کو سنتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ)

سننے والا ہے اور (تمہاری نیت کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ) جاننے والا ہے (کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا (صحیح بخاری) کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس جزء ۳ ص ۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الکذب وبیان مایباح منہ جزء ۲ ص ۳۲۸)

وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے کسی اچھی بات کو (کسی کی طرف) منسوب کر دے یا کوئی اچھی بات کہدے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا اتنا مفید اور اہم کام ہے کہ اسکی خاطر خلاف واقعہ بات کہنے یا توریہ کرنے کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ۔

کیا میں تمہیں اس عمل کی خبر نہ دوں جو روزے نماز اور صدقے سے افضل ہے۔

لوگوں نے کہا بتائیے۔ آپ نے فرمایا:۔

صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ (رواہ الترمذی فی ابواب صفۃ القیمۃ وصححہ جزء ۲ ص ۱۹۵)

دو شخصوں کے درمیان صلح کرانا اس لئے کہ دو شخصوں کے درمیان فساد ڈلوانا (دین کو) مونڈنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے یہ کام کرے یعنی صدقہ، خیرات کا حکم کرے، نیک کاموں کا حکم دے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے تو اسے ہم اجر عظیم عطاء کریں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام اجر و ثواب کے لحاظ سے بہت اہم ہیں اور جو شخص ان تینوں باتوں کی ادائیگی کے لئے مشورے کرے تو وہ بہت اچھا کام کرتا ہے۔

عمل

اے لوگو، جب کبھی آپ مشورہ یا سرگوشی کریں تو صدقہ وخیرات، امر معروف اور لوگوں کے درمیان اصلاح کے لئے مشورہ یا سرگوشی کیا کریں۔ ایسی باتوں کے لئے مشورہ یا سرگوشی نہ کیا کریں جن باتوں سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

اللہ تعالےٰ کی رضاء جوئی کو اپنا نصب العین بنائیے اور اللہ تعالےٰ کی رضاء جوئی کے لئے ہی کام کیجئے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ
يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

ترجمہ اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنین کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے تو ہم اُسے اُدھر ہی جانے دیں گے جس طرف جانے کے لئے اس نے رُخ پھیر لیا ہے پھر ہم اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے ﴿۱۱۵﴾

معانی و مصادر (يُشَاقِقْ) شَاقَّ، يُشَاقِقُ، مُشَاقَّةٌ وشِقَاقٌ (باب مفاعلہ) مخالفت کرنا۔

(نُوَلِّ) وَلّٰى، يُوَلِّيْ، تَوْلِيَةٌ (باب تفعیل) والی بنانا، پھیر دینا، روگردانی کرنا، پیٹھ پھیرنا۔
(تَوَلّٰى) تَوَلّٰى، يَتَوَلّٰى، تَوَلِّيْ (باب تفعل) روگردانی کرنا، پیٹھ پھیرنا، والی ہونا، دوست ہونا۔
(مَصِيْرًا) صَارَ، يَصِيْرُ، صَيْرٌ وصَيْرُوْرَةٌ ومَصِيْرٌ (ض) لوٹنا، واپس ہونا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو بہت سخت دھمکی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى) اور (اے لوگو) جو شخص ایسی حالت میں کہ ہدایت اس کے لئے واضح ہو گئی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے (وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور

مؤمنین کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلے (نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى) تو ہم اُسے ادھر ہی جانے دیں گے جس طرف وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا ہے (وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا) اور پھر رسول کی مخالفت کی سزا میں اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور جہنم بہت بُری جگہ ہے۔

آیت کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ایمان والوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ کھلے دلائل مل جانے کے بعد وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی خلاف ورزی نہیں کرتے لیکن جو شخص کھلے دلائل مل جانے کے بعد پھر بھی اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف چلتا ہے وہ گویا مؤمنین کے راستہ سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ کھلے دلائل مل جانے کے بعد راہ راست سے پیٹھ پھیر لینا مؤمنین کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو ضد ہٹ دھرمی اور حق پوشی تو کہا جا سکتا ہے، مؤمنانہ شیوہ نہیں کہا جا سکتا۔ کھلے دلائل مل جانے کے بعد سنت کی پیروی کرنا ایمان ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی سے دلائل کو تسلیم نہ کرنا اور سنت کو ترک کر دینا ایمان کی ضد ہے۔ جو شخص ضد اور ہٹ دھرمی سے حق بات کو تسلیم نہیں کرتا اس کو راہ راست پر لانے کا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ ایسا آدمی راہ راست پر نہیں آ سکتا، فطری قوانین کے مطابق وہ ہدایت سے محروم رہتا ہے۔ فطری قوانین کے مطابق اسے ہدایت صرف اسی صورت میں مل سکتی تھی کہ وہ کھلے دلائل کو مان لیتا۔ جب اس نے کھلے دلائل کو نہیں مانا تو جس غلط راستہ پر وہ جا رہا ہے اسی پر چلتا رہے گا اور بالآخر جہنم میں داخل ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا بہت ضروری ہے اور ہٹ دھرمی سے آپ کی پیروی نہ کرنا کفر کا راستہ اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

اتباع رسول پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

(آل عمران ۔ ۳۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو۔ (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔

(الاعراف ۔ ۱۵۸)

اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
(الزخرف ۔ ۶۱)

اور (اے رسول آپ کہہ دیجئے) میری پیروی کئے چلے جاؤ صراط مستقیم یہی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ چلیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے رہیئے، جب کسی سنت کے متعلق واضح دلائل موجود ہوں تو محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کی خلاف ورزی ہرگز نہ کیجئے۔ یہ ایمان کی شان نہیں بلکہ یہ تو کفر کی ایک شاخ ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ
بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾

ترجمہ بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کریگا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو معاف کر دے گا جس کے لئے چاہے گا، اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا ۱۱۶

معانی ومصادر (ضَلَّ) (ضَلٌّ) ضَلَّ يَضِلُّ ضَلٌّ وضَلَالَةٌ (ف وض) گمراہ ہونا، بھول جانا، گم ہو جانا، مرکر مٹی ہو جانا۔

تفسیر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ شرک کی برائی سے مملو ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ) یقینا اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور شرک کے علاوہ تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا بخش دیگا۔ (لِمَنْ يَّشَآءُ) "جس کے لئے چاہے گا" میں ایک بہت بڑی تنبیہ ہے۔ لوگ یہ سمجھ لیں کہ ہر شخص کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ نہیں بلکہ اسی شخص کے گناہ معاف ہونگے جس کے گناہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ چاہے گا اس میں قوانین مغفرت کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔ یہ بخشش بے ضابطہ نہیں ہوگی بلکہ ایک خاص ضابطہ کے مطابق ہوگی تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پائے اگر یہ بخشش بے ضابطہ ہوتی تو ممکن تھا کہ کسی شخص کی بخشش ہو جاتی اور بالکل اسی جیسے اعمال وخلوص والے شخص کی بخشش نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ناانصاف نہیں اس کے ہاں کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی کی جائے گی (وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا) اور جس

نے شرک کیا وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے پوچھا:۔

يَا مُعَاذُ اَتَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ۔

اے معاذ، کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے۔

حضرت معاذؓ نے عرض کیا:۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔

اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی توحید اللہ تبارک وتعالیٰ جزء ۹ ص۱۲۰)

(اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے) کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں۔

اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے اسی سورت کی آیت نمبر ۴۸ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہرگز نہ کیجئے۔ شرک کسی صورت میں معاف نہیں ہوگا۔ اے لوگو، اگر آپ شرک کر رہے ہیں تو فوراً اس سے توبہ کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ شرک پر آپ کی موت واقع ہو جائے اور آپ ہمیشہ کے لئے جہنم کا کندہ بن جائیں۔

إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ
إِنٰثًا وَإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا
مَّرِيْدًا ﴿١١٧﴾ لَعَنَهُ اللّٰهُ، وَقَالَ
لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا
مَّفْرُوْضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَ
لَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ
اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ، وَمَنْ
يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ

دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ
وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ بے شک یہ لوگ اللہ کے علاوہ عورتوں کو پکارتے ہیں (اور عورتوں کو کیا پکارتے ہیں حقیقت میں تو) یہ لوگ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں ﴿۱۱۷﴾ اللہ نے اس پر لعنت کر دی ہے، اس نے اللہ سے کہا تھا کہ (اے اللہ) میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ تعداد کو (اپنے بندے) بنا لوں گا ﴿۱۱۸﴾ میں ضرور انہیں گمراہ کرونگا انہیں امیدیں دلاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور انہیں حکم دوں گا تو وہ یقیناً اللہ کی بنائی ہوئی (صورتوں) کو بدلتے رہیں گے اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائیگا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑے گا ﴿۱۱۹﴾ شیطان اُن سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں امید دلاتا ہے اور شیطان جو وعدے بھی کر رہا ہے وہ سب دھوکہ ہیں ﴿۱۲۰﴾ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے ﴿۱۲۱﴾

معانی و مصادر (اِنٰثًا) اَنُثَ، یَاْنُثُ، اَنَثٌ (ک) نرم ہونا (اِنَاث = اُنْثٰی کی جمع۔ عورتیں)۔

(مَرِیْدًا) مَرُدَ، یَمْرُدُ، مُرَادَۃٌ و مَرْدُوْدَۃٌ (ک) و مَرَدَ یَمْرُدُ مَرْدٌ (ن) سرکشی اور

نافرمانی کرنا۔

(مَفْرُوْضًا) فَرَضَ، یَفْرِضُ، فَرْضٌ (ض) مقرر کرنا۔

(اُمَنِّیَنَّھُمْ) (یُمَنِّیْ) مَنّٰی، یُمَنِّیْ، تَمْنِیَۃٌ (باب تفعیل) تمنا کی ترغیب دینا۔

(یُبَتِّکُنَّ) بَتَکَ، یُبَتِّکُ، تَبْتِیْکٌ (باب تفعیل) کاٹنا۔

(مَحِیْص) حَامَ، یَحِیْصُ، حَیْصٌ وحِیْصَۃٌ وحُیُوْصٌ ومَحِیْصٌ (ض) بھاگنا۔

تفسیر اوپر کی آیت میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے شرک کے متعلق اپنے اٹل قانون کا ذکر فرمایا۔ ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کے مختلف اقسام شرک میں سے چند اقسام شرک کی نشان دہی فرمائی اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا) یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے علاوہ چند عورتوں کو پکارتے ہیں ان کی دہائی دیتے ہیں، ان سے مدد مانگتے ہیں پھر یہ لوگ جن عورتوں کو پکارتے ہیں ان کو عورتوں کا نام بھی انہوں نے خود ہی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ○ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ○ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ○ تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی ○ اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَھْوَی الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَھُمْ مِّنْ رَّبِّھِمُ الْھُدٰی ○

(النجم - ۱۹ تا ۲۳)

(اے کافرو) تم نے لات اور عزّٰی کو دیکھا اور ان کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں) تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں، یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے۔ یہ کچھ نہیں بس نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری، یہ لوگ محض ظن (وگمان) اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے ربّ کی ہدایت آچکی ہے۔

جنگ احد کے اختتام پر کافروں کے سپہ سالار نے عزّٰی ہی کا نعرہ لگایا تھا۔ اس نے کہا تھا۔

لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ

ہماری (مددگار) عزّٰی ہے اور تمہاری (مددگار) عزّٰی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:۔

قُوْلُوْا اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد ۵/۱۲۱)

کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

کفار شرک فی الذات کے بھی مرتکب تھے انہوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ۔ (النجم۔ ۲۷)

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (اور انہیں اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ اِنَاثًا اِنَّکُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ۔ (بنی اسرآءیل۔ ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے (خاص کیا) اور (اپنے لئے) فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ

(النحل۔ ۵۷)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں حالانکہ وہ (اولاد سے) مبرّا اور منزّہ ہے اور اپنے لئے وہ (بیٹے) پسند کرتے ہیں) جن (کی پیدائش) کا انہیں بڑا ارمان ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا) اور یہ کفار، ان عورتوں کو کیا پکارتے ہیں بلکہ اصل میں تو یہ سرکش شیطان کو پکارتے ہیں اسی کے بہکانے سے اس قسم کے شرک میں مبتلا ہیں یہ لوگ ان عورتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ یہ تو درحقیقت شیطان کی عبادت کرتے ہیں اس کا کہنا مانتے ہیں اور اس کا کہنا ماننا اس کی عبادت کرنا ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (یٰسٓ۔ ۶۰)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آگے فرمایا (لَعَنَهُ اللّٰهُ) اللہ تعالےٰ نے اس پر لعنت کر دی ہے (وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا) اس نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے اللہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ تعداد کو اپنا بندہ بنالوں گا، وہ تجھے چھوڑ کر میرا کہنا مانیں گے، میں تیرے بندوں سے ان کے مال کا ایک مقررہ حصہ اپنے لئے مخصوص کرلوں گا، یعنی وہ میرے کہنے سے غیر اللہ کی نذر و نیاز کریں گے (وَلَاُضِلَّنَّهُمْ) میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا (وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ) میں ضرور ان کو امیدیں دلاؤں گا، میں ان سے کہوں گا اگر تم نے ایسا کرلیا تو تمہارا کام ہو جائیگا، اگر تم نے فلاں کی نذر مان لی تو تمہاری مراد پوری ہو جائے گی، اگر تم نے فلاں گناہ کر بھی لیا تو کیا ہوا اللہ تعالےٰ بڑا غفور رحیم ہے۔

وہ معاف کردیگا (وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ) میں انہیں حکم دونگا یعنی انکو بہکاؤنگا تو میرے حکم یعنی بہکانے سے جانوروں کے کان کاٹیں گے (وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ) اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ میرے حکم کی تعمیل میں اللہ تعالےٰ کی تخلیق کو بدل ڈالیں گے، کوئی جانور کا کان کاٹ دے گا، کوئی کسی جانور کو خصّی بنائیگا، کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھے گا غرض یہ کہ مختلف کام کریں گے اور اس امید میں کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی باتوں سے خوش ہوگا شیطان ان کی بداعمالیوں کو ان کے لئے مزیّن کردیگا اور وہ بڑے اطمینان سے ان بداعمالیوں کا ارتکاب کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

فَتَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (النحل ۔ ۶۳)

(اور اے رسول) اللہ کی قسم، ہم نے آپ سے پہلے بھی (مختلف) امتوں کی طرف جو رسول بھیجے تو (ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ) شیطان نے ان امتوں کے عملوں کو (ان کی آنکھوں میں) مزیّن کرکے دکھایا۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا) اور جس شخص نے شیطان کو اپنا دوست بنالیا، اس کے کہنے پر چلتا رہا، اس کے وعدہ پر بھروسہ کیا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑا، اس نے اپنی آخرت خراب کرلی اور اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوگا (يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ) وہ ان سے وعدے کرتا ہے، ان کو امیدیں دلاتا ہے انہیں گناہوں پر ابھارتا ہے اور مغفرت کی امیدیں دلاتا ہے (وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا) لیکن شیطان کے تمام وعدے دھوکا اور فریب ہوتے ہیں۔ شیطان کے وعدے پر بھروسہ کرنا فریب نفس کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی ہمیں ہوشیار کردیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ (فاطر۔ ۵ و ۶)

اے لوگو اللہ کا وعدہ سچّا ہے (قیامت آکر رہے گی) لہٰذا (کہیں ایسا نہ ہو) دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں ڈال دے اور نہ (ایسا ہو کہ) دغاباز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں فریب میں مبتلا کردے۔ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اُسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ (کے لوگوں) کو (غلط راستہ کی) دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی بن جائیں۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ) ایسے لوگ جو شیطان کے دھوکے میں آجائیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا) وہ ایسی کوئی جگہ نہیں پائیں گے جہاں وہ بھاگ

کر چلے جائیں اور جہنم کے عذاب سے نجات مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ○
(الشوریٰ - ۴۷)

(اے لوگو) اپنے رب (کے احکام) کو قبول کر قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں اس دن تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم (گناہوں کا) انکار ہی کر سکو گے۔

عمل

اے لوگو، شیطان کے دھوکے میں نہ آئیے، شیطان کا کہنا نہ مانیئے، خوش فہمیوں اور خام خیالیوں سے بچیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ جانوروں کے کان کاٹ کر غیر اللہ کے نام پر نہ چھوڑیئے، ان کو غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیجئے، غیر اللہ کی نذر و نیاز نہ کیجئے۔

اے لوگو شیطان کے فریب میں آجانے والے بڑے نقصان میں رہیں گے۔ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے اور اس سے نجات پانے کے لئے انہیں کوئی جائے فرار نہیں ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا، وَمَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (یہ اللہ کا وعدہ ہے) اور اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے اور اللہ سے زیادہ (اپنی بات کا) سچا کون ہو سکتا ہے ﴿۱۲۲﴾

معانی ومصادر (قِيْلًا) قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلٌ وقَالٌ وقِيْلٌ وقَوْلَةٌ ومَقَالٌ ومَقَالَةٌ (ن) کہنا، بات کرنا، لینے کے لئے (ہاتھ بڑھانا) گر جانا، اشارہ کرنا، جھکنا

تفسیر اوپر کی آیات میں مشرکین اور ان کے انجام بد کا ذکر تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کرنے والے مؤمنین کے انجام نیک کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا) جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کرنے والے مؤمنین کے لئے دو نعمتوں کا خاص طور پر ذکر کیا۔

۱ - وہ ایسے باغات میں رہیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔
۲ - ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

انہی دو نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○

(لم یکن الذین کفروا - ۷ و ۸)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ (قائم) رہنے والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، یہ (بدلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

ان دونوں نعمتوں کی تفصیل کے لئے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا) اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ایمان لاکر نیک عمل کرنے والوں کو یہ نعمتیں ضرور ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات (اور وعدہ) کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور ایمان لاکر نیک عمل کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، نیک عمل کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ آپ سے کیا ہے وہ اسے پورا کرے اور آپ کو جنت میں داخل کرے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ
اَهْلِ الْكِتٰبِ، مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا
يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾

ترجمہ

(اے ایمان والو کامیابی کا دارومدار) نہ تمہاری خوش فہمیوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی خوش فہمیوں پر جو شخص بھی برا عمل کریگا اس کو اس کی سزا ملے گی، اور اسے (وہاں) نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار (۱۲۳) اور جو شخص نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت

بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہیں ہوگا

معانی ومصادر (اَمَانِیُّ) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیْ (باب تفعل) تمنا کرنا (اَمَانِیُّ: اُمْنِیَّۃٌ کی جمع، آرزوئیں، تمنائیں)۔
(یُجْزَ) جَزٰی، یَجْزِیُ جَزَاءٌ (ض) جزا دینا۔
(نَقِیْرًا) نَقَرَ، یَنْقُرُ، نَقْرٌ (ن) چونچ سے پھاڑنا، کھودنا (نَقِیْر: گٹھلی کی پیٹھ پر تل یا نکتہ)۔

تفسیر اہل کتاب طرح طرح کی خوش فہمیوں میں مبتلا تھے۔ ان کی بعض خوش فہمیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○
(البقرۃ - ۸۰)

اہل کتاب کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چند روز سے زیادہ ہرگز نہیں چھوئے گی (اے رسولؐ) آپ (ان سے پوچھئے) کیا تم نے اللہ سے (اس قسم کا) کوئی عہد لے لیا ہے (اگر عہد لے لیا ہے تو پھر تو تمہارا دعویٰ صحیح ہے اس لئے) اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کریگا (اور اگر عہد نہیں لیا ہے تو) کیا تم اللہ پر ایسی بات کا افتراء کرتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (اللہ کے ہاں کسی کے لئے امتیازی رعایت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
(البقرۃ - ۱۱۱)

اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اسی قسم کے بعض خوش فہمیوں میں ایمان والے بھی مبتلا ہوں گے اور اس کے علم کے مطابق ایسا ہو کر رہا اس امت کے بعض لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب کی امت میں ہیں لہذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کی امت کو آگ میں جلائے بعض اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم نے فلاں پیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور پیر نے یہ کہا ہے کہ تم میرا دامن پکڑ لو تو میں تمہیں بخشوا لوں گا۔ اللہ تعالےٰ نے ان خوش فہمیوں کی تردید کرتے

ہوئے فرمایا (لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ) نہ تمہاری خوش فہمیاں، ارمان اور آرزوئیں کام آئیں گی اور نہ اہل کتاب کی خوش فہمیاں ارمان اور آرزوئیں کام آئیں گی۔ (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ) جو شخص بھی بُری برا عمل کریگا اس کو اس کی سزا ملے گی۔ خوش فہمیاں اور خام خیالیاں سزا کو دفع نہیں کر سکتیں۔ سزا ضرور ملے گی خواہ دنیا میں ملے یا آخرت میں یا توبہ وغیرہ سے کوئی صورت مغفرت کی پیدا ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَبْلَغًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَفِيْ كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ ۲/۳۲۸)

جب یہ آیت (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ) یعنی جو شخص کوئی برا عمل کریگا تو اسے اس کی سزا مل کر رہے گی" نازل ہوئی تو مسلمین بہت سخت پریشان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"میانہ روی اور استقامت اختیار کرو۔ مسلم کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ (اسکے گناہوں کا) کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو ٹھوکر لگتی ہے یا کانٹا بھی چبھتا ہے (تو وہ بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے)"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلم کو بہت سے گناہوں کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے۔ جتنی مصیبتیں اسے پہنچتی ہیں وہ دراصل اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (الشوریٰ۔ ۲۵)

اور (اے رسول) وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، ان کی بداعمالیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ
(ھود۔ ۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝
(الشوریٰ - ۳۰)

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں بعض گناہوں کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی توبہ، نیکی وغیرہ کے ذریعہ معاف کرتا رہتا ہے۔ الغرض آیت زیر تفسیر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر گناہ توبہ یا کسی نیکی کی وجہ سے معاف نہ ہوا تو سزا ضرور مل کر رہتی ہے خواہ وہ سزا دنیا میں کسی مصیبت کی شکل میں ملے یا اگر دنیا میں نہ ملے تو آخرت میں عذاب کی صورت میں ملے۔

آگے فرمایا (وَلَا يَجِدُ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا) اور گناہگار کو اللہ کے علاوہ نہ کوئی کارساز میسر ہوگا اور نہ مددگار کہ دنیا یا آخرت کے عذاب سے اُسے بچالے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ) اور جو شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے (وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا) اور ان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا یعنی ان کی حق تلفی نہیں کی جائے گی، ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائیگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝
(النجم - ۳۹ تا ۴۱)

اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ وہ اپنی کوشش کو (قیامت کے دن) دیکھ لے گا۔ پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
(یٰسٓ - ۵۴)

اس روز کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا اور (اے لوگو) تمہیں انہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

عمل

اے لوگو، خوش فہمیوں اور خام خیالیوں سے بچیئے اور یہ یاد رکھیئے کہ اگر دنیا کی زندگی میں آپ کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوا یا توبہ وغیرہ سے معاف نہ ہوئے تو سزا ضرور مل کر رہے گی۔

اے لوگو، قیامت کے دن نسب نامے کام نہیں آئیں گے، بلکہ صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کام آئیں گے لہذا آپ اپنے عقائد کو صحیح کیجئے اور اعمال صالحہ کرتے رہیئے۔

اے لوگو، عقائد کا صحیح ہونا ہی درحقیقت ایمان ہے اور ایسا ایمان ہی مفید ہے۔ اسی ایمان کی موجودگی میں اعمال صالحہ قبول ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایمان رکھنے والے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہیں ہوگی۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ
خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

ترجمہ اور دین کے لحاظ سے اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، نیک عمل کرتا رہے اور ابراہیم کی ملّت کی جو خالص توحید پر قائم تھے پیروی کرے (کیونکہ ابراہیم یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ تھے یہی وجہ ہے کہ) اللہ نے ابراہیم کو (اپنا) دوست بنایا تھا ﴿۱۲۵﴾ (اور کیوں نہ اللہ اکیلے کی طرف رجوع کیا جائے جبکہ) آسمان میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ﴿۱۲۶﴾

معانی و مصادر (حَنِيْفًا) حَنِفَ. يَحْنَفُ، حَنَفٌ (س) جھکنا، مائل ہونا،

(حَنِیفٌ ۔ موحّد)

(خَلِیلًا) خَالَّ، یُخَالُّ مُخَالَّۃٌ وخِلَالٌ (باب مفاعلہ) دوست بنانا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ خاندانی شرافت وغیرہ کی وجہ سے لوگوں کو اپنے متعلق جو خوش فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان خوش فہمیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ قیامت کے روز یہ خوش فہمیاں کام نہیں آئیں گی اس دن تو صرف ایمان اور عمل صالح کام آئیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس ایمان اور عمل صالح کی نشاندہی بھی فرما دی جو ایمان اور عمل اس سلسلہ میں مطلوب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ) دین کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے اس کے احکام کو واجب التعمیل سمجھے اور ان پر عمل کرنے کا عہد کرے (وَهُوَ مُحْسِنٌ) اور نہ صرف سر تسلیم خم کرے اور عمل کرنے کا عہد کرے بلکہ ان احکام پر عمل بھی کرتا رہے، اللہ تعالےٰ کے دین کے مطابق نیکیاں کرتا رہے (وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا) یعنی ابراہیم کی ملت پر عمل کرتا رہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام جو ایک اللہ تعالیٰ کے ماننے والے اور یکسو ہو کر صرف اسی کی طرف رجوع کرنے والے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام جو شرک سے بیزار اور توحید کے علمبردار تھے (وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا) وہ ابراہیم علیہ السلام جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔

الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ ایمان اور عمل صالح آخرت میں نجات کا ضامن ہے جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملّت کے مطابق ہو۔ اہل کتاب اور مشرکین سب اپنے خود ساختہ مذاہب کو ملّت ابراہیمی کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن حقیقت یہ تھی کہ ان کے مذاہب کو ملّت ابراہیمی سے دور کی بھی نسبت نہیں تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کا توحید خالص پر پختہ یقین تھا برخلاف اس کے اہل کتاب اور مشرکین نے توحید میں شرک کی ملاوٹ کر دی تھی ابراہیم علیہ السلام نے احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تھا لیکن اہل کتاب اور مشرکین نے احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا تھا اور اپنے خود ساختہ رسوم اور مشرکانہ عبادات پر عمل پیرا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ ان کے دعوی کا ابطال فرمایا۔ اسی طرح اور بھی کئی جگہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دعوے کو باطل قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (آل عمران ۔ ۶۷)

ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ بڑے پکے موحّد مسلم تھے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○
(النحل - ۱۲۰)

(اور اے رسول) بے شک ابراہیم (اپنی ذات میں ایک انجمن اور) ایک جماعت تھے، وہ اللہ کے فرمانبردار اور صرف اسی ایک کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور وہ (ہرگز) مشرک نہیں تھے۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان والوں کو چاہئے کہ وہ ملت ابراہیمی کی پیروی کرتے رہیں۔
ایک اور جگہ اس کا صاف صاف حکم بھی دے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○
(النحل - ۱۲۳)

پھر (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ بھی ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں، وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

آگے فرمایا (وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا) اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ کافر اگر ایمان نہیں لائیں گے تو یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مملکت سے باہر نکل کر نجات کی جگہ تلاش کر لیں گے۔ نہیں ہر جگہ اسی کی حکومت ہے اور وہ صرف ان کو نہیں بلکہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے یہ اس سے بچ نہیں سکتے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیجئے، اس کے تمام احکام کو بسر و چشم قبول کیجئے، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیجئے یعنی دوسرے الفاظ میں مسلم بن جائیے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق نیکیاں کرتے رہیئے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی طرح صحیح معنوں میں موحد بن جائیے، صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے اور صرف اسی کے ہو جائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی بغاوت کر کے آپ یہ نہ سمجھئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کی حدود سے باہر نکل کر پناہ حاصل کر لیں گے۔ آپ نکل نہیں سکتے، اس کی سلطنت کی حدود لامحدود ہیں مزید برآں وہ آپ کو گھیرے ہوئے بھی ہے آپ نکل کیسے سکتے ہیں۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ
يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ
لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ
تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ
وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

ترجمہ اور (اے رسول) لوگ آپ سے (یتیم) لڑکیوں کے متعلق فتویٰ پوچھ رہے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کے معاملہ میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے (کہ ان سے نکاح جائز ہے) رہا وہ حکم جو اس کتاب میں (پہلے) تم کو پڑھ کر سنایا گیا ہے (اور تمہیں ان سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے) وہ حکم ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے جن سے تم نکاح کی رغبت تو کرتے ہو لیکن ان کے مقررہ مہر ان کو ادا نہیں کرتے (اگر تم ان کے مقررہ مہر ادا کر دو اور ان کے ساتھ انصاف کرو تو ان سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں) اور (اللہ تمہیں) ناتواں بچوں کے سلسلہ میں بھی (فتویٰ دیتا ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کرو ان کا حق وراثت ان کو دے دیا کرو) غرض یہ کہ تمام یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو (کسی کی حق تلفی نہ کرو ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو) اور جو نیکی بھی تم کرو گے (وہ ضائع نہیں ہوگی) اللہ کو اس کا علم ہوگا (اور وہ اس کا اجر دے گا) (۱۲۷)

معانی ومصادر نَكَحَ، يَنْكِحُ، نَكْحٌ ونِكَاحٌ (ض) نکاح کرنا، عقد کرنا، جماع کرنا۔

(يُتْلٰى) تَلَا، يَتْلُوْ، تِلَاوَةٌ (ن) تلاوت کرنا، پڑھنا۔

شان نزول حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ) قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى اِلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا (وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ تُشَارِكُهٗ فِيْ مَالِهٖ) فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَ يُرِيْدُ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا (وفي رواية مُسْلِمٍ فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيْهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ

میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، اے میری ماں، (اس آیت کا کیا مطلب ہے) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم (لڑکیوں کے معاملہ) میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان کے علاوہ) جو عورتیں بھی تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لیا کرو، دو دو سے تین تین سے، چار چار سے پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (ان سب میں) عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا لونڈی جو تمہارے قبضہ میں ہو عائشہؓ نے فرمایا! اے میرے بھانجے یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں

سِوَاهُنَّ) فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّآ اَنْ يُقْسِطُوْا
لَهُنَّ فِيْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ
سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِسْتَفْتَى
النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ
فِي النِّسَآءِ اِلٰى وَتَرْغَبُوْنَ (وَفِيْ نُسْخَةٍ اَنْ
تَنْكِحُوْهُنَّ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ
فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ
ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا
وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ
مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ
تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ
قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ
عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا
فِيْهَا اِلَّآ اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا
حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ (صحیح
بخاری کتاب النکاح باب تزویج
الیتیمۃ جزء ۷، ص۲۳ و صحیح مسلم
کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۰۶) ۔

نوٹ :۔ خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم
میں نہیں ہے ۔

ہے جو ولی کے ہاں پرورش پائے (اور وہ اپنے
ولی کے مال میں شریک ہو) ولی اس لڑکی کے
مال اور جمال کی وجہ سے اس سے (نکاح کرنے
کی) رغبت کرے اور مہر تھوڑا دینا چاہے
یعنی مہر دینے میں انصاف نہ کرے اور اتنا مہر
(نہ) دے جتنا اس کے علاوہ دوسرے مرد
دینے کے لئے تیار ہوں تو ایسی صورت میں
ان یتیم لڑکیوں سے ولیوں کو نکاح کرنے کی
ممانعت کر دی گئی سوائے اس صورت کے
کہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور ان کے دستور
کے مطابق انہیں مہر ادا کریں۔ (اگر وہ مہر میں
انصاف نہ کر سکیں تو) انہیں حکم دیا گیا ان کے
علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لیں۔ اس
آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حکم کی وضاحت
چاہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ! وَ
يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ
فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ
يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ
لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (اے
رسول، لوگ آپ سے (یتیم) لڑکیوں کے
متعلق فتویٰ پوچھ رہے ہیں، آپ ان سے کہہ
دیجئے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں فتویٰ
دیتا ہے (کہ ان سے نکاح جائز ہے) رہا
وہ حکم جو اس سے پہلے تمہیں اس کتاب میں
دیا گیا ہے وہ ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے
جن سے تم نکاح کی رغبت تو کرتے ہو
لیکن ان کے مقررہ مہر ان کو ادا نہیں کرتے)

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ) لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں دریافت کرتے ہیں (قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ) آپ کہہ دیجئے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے (کہ ان سے نکاح کرنا جائز ہے) (وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) رہا وہ حکم جو اس سے پہلے تمہیں اس کتاب میں دیا گیا ہے کہ ان سے نکاح نہ کرو تو وہ ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے جن سے تم نکاح تو کرنا چاہتے ہو لیکن دستور میں جو ان کے لئے مہر مقرر ہے وہ نہیں دیتے بلکہ یتیم سمجھ کر کم مہر دیتے ہو۔ اگر تم انہیں دستور کے مطابق پورا مہر دو تو پھر تمہیں ان سے نکاح کرنے کی ممانعت نہیں۔ ممانعت تو صرف اسی صورت میں ہے کہ مہر کے معاملہ میں تم ان کے ساتھ ناانصافی نہ کرو (وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ) اور انصاف کرنے کا یہ حکم صرف یتیم لڑکیوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ناتواں لڑکوں کے متعلق بھی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمام یتیموں کے ساتھ خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں انصاف پر قائم رہو انصاف پر قائم رہنا ایک نیکی ہے (وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا) اور جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوگا۔ وہ نیکی ضائع نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائیگا۔

عمل

اے لوگو، یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف کیا کیجئے یہ خیال کر کے کہ ہم خود ہی ان یتیموں کے ولی ہیں لہذا کوئی دوسرا ہم سے ان کے ساتھ ناانصافی کرنے کے سلسلہ میں جواب طلبی نہیں کر سکتا ان کے ساتھ ناانصافی نہ کیجئے۔

اے لوگو، جو یتیم لڑکیاں آپ کے ہاں پرورش پا رہی ہیں اور آپ ان کے ولی ہیں تو آپ صرف اسی صورت میں نکاح کیجئے کہ ان کو وہی مہر ادا کریں جو مہر کہ دستور کے مطابق ان کے لئے مقرر ہے۔ اگر آپ ان کا نکاح کسی دوسرے مرد سے کرتے تو جو مہر وہ دیتا وہی مہر آپ بھی دیجئے۔ یتیم لڑکی سمجھ کر مہر میں کمی نہ کیجئے اگر یتیم لڑکیوں کے مہر میں کمی کرنے یا کسی اور معاملہ میں ان کے ساتھ ناانصافی کرنے کا آپ کو اندیشہ ہو تو پھر ان سے نکاح نہ کیجئے بلکہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لیجئے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ
بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا
بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ
وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ
وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾

ترجمہ اور اگر عورت کو اپنے شوہر سے ظلم و زیادتی یا روگردانی کا اندیشہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں بحسن و خوبی صلح کر لیں اور صلح کر لینا ہی بہتر ہے (ویسے یہ سر درد ہے کہ تمام) انسان (فطرۃً) حرص کی طرف مائل ہوتے ہیں (زن مرد مہر دینا چاہے گا اور نہ عورت اپنا حق چھوڑنا پسند کرے گی لیکن اللہ حرص کو پسند نہیں کرتا وہ تو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی و احسان کرتے رہو) اور اگر تم نیکی و احسان کرتے رہے اور (اللہ سے) ڈرتے رہے تو اللہ (تمہاری نیکیوں کو ضائع نہیں کریگا وہ) تمہارے اعمال سے باخبر ہے ﴿١٢٨﴾

معانی ومصادر

(شُحٌّ) شَحَّ، يَشُحُّ، شُحٌّ (ف، ن وض) بخل کرنا۔ حرص کرنا۔
(بَعْل) بَعَلَ، يَبْعُلُ، بَعَالَةٌ وبُعُوْلَةٌ (ن) شوہر ہونا، شوہر والی ہونا (بَعْلٌ = شوہر)۔
(نُشُوْزًا) نَشَزَ، يَنْشُزُ، نُشُوْزٌ (ن ض) شوہر کا عورت کو مارنا، ستم کرنا۔

شانِ نزول

۱ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْاَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ اَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ (فی روایۃ مسلم لَا تُطَلِّقْنِیْ وَاَمْسِكْنِیْ) اَجْعَلُكَ مِنْ شَاْنِیْ فِیْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِیْ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ النسآء جزء ۶ ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۰۷ واللفظ للبخاری)۔

اگر کسی مرد کے پاس کوئی عورت ہوتی اور اب وہ اس کے پاس مزید رہنا نہ چاہتا اور اُسے طلاق دینے کا ارادہ کرتا تو وہ عورت یہ کہتی! مجھے طلاق نہ دے، مجھے اپنے نکاح میں رہنے دے، میں اپنی باری کے معاملہ میں تجھے اجازت دیتی ہوں (کہ تو جس بیوی کے پاس چاہے رہے) اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

خَشِيَتْ سَوْدَةُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِیْ وَاَمْسِكْنِیْ وَاجْعَلُ يَوْمِیْ لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فَمَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ (رواہ الترمذی فی ابواب تفسیر سورۃ النسآء جزء ۲ ص۳۵۳ وصححہ)

سودہ رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق نہ دے دیں، انہوں نے آپ سے عرض کیا: مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے نکاح ہی میں رہنے دیجئے میں اپنی باری کا دن عائشہ کے لئے کئے دیتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر میاں بیوی آپس میں صلح کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بلکہ صلح ہی بہتر ہے لہٰذا جس شرط پر بھی وہ صلح کرلیں تو صلح جائز ہے۔

مندرجہ بالا واقعات کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت

سودہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ اور اس قسم کے دوسرے تمام واقعات کی تائید ہی نہیں کی بلکہ ان کو بہتر قرار دیا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا) اگر عورت کو اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو اور بے رغبتی کی صورت میں اُسے یہ ڈر ہو کہ کہیں شوہر اسے طلاق نہ دے دے (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا) تو ایسی صورت میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں صلح کر لیں یعنی اگر مرد ظالم ہو اور عورت اس کے ظلم و ستم سے ڈرتی ہو تو اگر وہ اپنے مہر میں سے بعض یا کل مہر معاف کر کے شوہر سے طلاق لے لے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح اگر مرد عورت سے بے رغبتی کا اظہار کرے اور عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ اسے طلاق دیدے گا اور وہ چاہتی ہو کہ اسی کی زوجیت میں رہے تو ایسی صورت میں اگر وہ اپنے بعض حقوق مثلاً نان، نفقہ، باری وغیرہ سے دستبردار ہو جائے اور شوہر اس بات کو منظور کر لے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں (وَالصُّلْحُ خَيْرٌ) صلح (تو ہر حال میں) بہتر ہے۔ صلح سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہر وقت کے جھگڑے فساد ختم ہو جائیں گے اور ایک پُر سکون زندگی میسر ہو گی۔

آگے فرمایا (وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ) اور مال کی دولت کی حرص تو (تھوڑی یا بہت) سب ہی لوگوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ عورت چاہے گی کہ اُسے پورا مہر اور پورا خرچ ملے، مرد چاہے گا کہ وہ مہر کی ادائیگی سے بچ جائے اور بیوی کے جملہ اخراجات سے سبکدوش ہو جائے لیکن یہ خواہش انسان کی حرص و طمع کی غمّاز ہے یہ حرص و طمع اگرچہ فطری ہے لیکن اس فطری حرص و لالچ سے حتی الامکان بچنا بھی بڑا ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (التغابن۔ ۱۶)	اور جو شخص نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا (نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ جزء ۲ ص۲۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ جزء ۲ ص۱۱۲۵)	حرص اور ایمان کسی بندے کے دل میں کبھی جمع نہیں ہوتے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا) اور اگر تم ایک دوسرے پر احسان کرو اور ایک دوسرے کا بوجھ ہلکا کر دو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو

کوئی کسی پر نہ زیادتی کرے، نہ حق تلفی کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ تمہارے نیک اعمال ضائع نہیں ہوں گے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
(البقرۃ ۔ ۱۹۵)

نیکی کرتے رہو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
(النحل ۔ ۹۰)

(اور اے ایمان والو) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

عمل

اے لوگو، حرص و طمع سے بچئے، حرص و طمع بہت بری اور برباد کرنے والی خصلت ہے، ایک دوسرے پر احسان کرتے رہیئے۔ کسی کو تکلیف میں نہ ڈالیئے، کسی کی حق تلفی نہ کیجئے اگر آپ کا حق کسی دوسرے پر واجب الادا ہے اور وہ اس کے ادا کرنے کی قوت نہیں رکھتا تو کل یا اس میں سے کچھ معاف کر دیجئے۔

اگر بیوی کو اندیشہ ہو کہ شوہر اُسے طلاق دیدیگا یا اُس سے بے اعتنائی برتے گا تو اُسے چاہئے کہ شوہر سے صلح کرلے۔ دونوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر احسان کرتے ہوئے ایسے شرائط پر صلح کرلیں کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں آسانی ہو۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے۔ نہ کسی کی حق تلفی کیجئے اور نہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَن تَسْتَطِيعُوٓا۟ أَن تَعْدِلُوا۟
بَيْنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَمِيلُوا۟ كُلَّ ٱلْمَيْلِ
فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ وَإِن
تُصْلِحُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِن
يَتَفَرَّقَا يُغْنِ ٱللَّهُ كُلًّا مِّن
سَعَتِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ وَٰسِعًا
حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾

ترجمہ اور تم خواہ کتنا ہی چاہو (کہ بیویوں کے درمیان انصاف کرو) لیکن تم ہرگز (سو فیصد) انصاف نہیں کر سکتے تو ایسا بھی نہ کرو کہ ایک (بیوی) کی طرف بالکل ہی ڈھلک جاؤ اور دوسری کو معلق چھوڑ دو اور اگر تم (آپس میں) صلح کرلو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو (تھوڑی بہت کوتاہی تو اللہ معاف کر دیگا کیونکہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۲۹) اور اگر میاں بیوی علیحدہ ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت و فراخی سے دونوں کو غنی کر دے گا (بے شک) اللہ وسعت والا اور حکمت والا ہے (۱۳۰)

معانی و مصادر (حَرَصْتُمْ) حَرَصَ، یَحْرِصُ حِرْصٌ (ض س) حرص کرنا، لالچ اور بخل کرنا۔

(تَمِیْلُوْا) (مَیْلَ) مَالَ، یَمِیْلُ، مَیْلٌ و مَیَلَانٌ و مَیْلُوْلَۃٌ و مَمَالٌ و مَمِیْلٌ (ض) مائل ہونا، جھکنا۔

(مُعَلَّقَۃ) عَلَّقَ، یُعَلِّقُ، تَعْلِیْقٌ (باب تفعیل) لٹکانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے چار بیویاں بیک وقت رکھنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ شوہر ان کے درمیان عدل و انصاف کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (النسآء۔ ۳)

اور (اے ایمان والو) اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان سے نکاح نہ کرو) ان کے علاوہ اور عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار نکاح کر لو پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ (تم تمام بیویوں میں) انصاف سے کام نہ لے سکو گے تو ایک عورت سے نکاح کرو۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کی اس حالت کی طرف اشارہ فرمایا جس کا قائم رکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت سے واقف ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ انسان پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ ڈالا جائے۔ اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (البقرۃ۔ ۲۸۶)

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

بیویوں کے درمیان عدل و مساوات شوہر پر فرض ہے لیکن کیونکہ اس پر سو فیصدی عمل

ناممکن تھا اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ) اے ایمان والو، تم بیویوں کے درمیان ہرگز عدل و مساوات کو قائم نہیں رکھ سکتے خواہ تم اس کے کتنے ہی حریص کیوں نہ ہو (فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ) تو ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ بالکل ایک ہی کی طرف جھک جاؤ اور دوسری کو بالکل معلق چھوڑ دو کہ اس کی طرف بالکل التفات ہی نہ کرو اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرو۔ محبت میں ہو سکتا ہے کہ بیویوں کے درمیان مساوات نہ کر سکو لیکن عملی مساوات میں کوتاہی جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ إِمْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ (دارمی کتاب النکاح باب فی العدل بین النساء جزء ۲ ص ۱۴۳ و سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص ۹۶۵)

جس شخص کی دو بیویاں ہوں پھر وہ ان میں سے ایک کی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ جھکا ہوا ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ من اھدی الی صاحبہ و تحری بعض نسائہ دون بعض جزء ۳ ص ۲۰۴)

مسلمین کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ سے کتنی محبت کرتے ہیں تو جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ بھیجنا ہوتا تو اسکے بھیجنے میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے گھر میں ہوتے تو وہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ کے گھر میں بھیجتے۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:۔

أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

إِلَيْكَ ؟ قَالَ عَائِشَةُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذات السلاسل جزوہ ص۲۰۹)

میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! عائشہ سے۔

مندرجہ بالا احادیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) بیویوں کے درمیان محبت میں تفاوت ہو سکتا ہے۔

(۲) لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ کسی شخص کو ہدیہ بھیجنا چاہیں تو اس بیوی کی باری کے دن ہدیہ بھیجیں جس بیوی سے وہ شخص سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

یہ دونوں حدیثیں گویا (وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ) کی تفسیر ہیں۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا) اور اگر آپس میں صلح کر لو (تو بہتر ہے) اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو کہ کہیں صلح کے شرائط کی تکمیل میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ اگر پوری کوشش کے بعد بھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالےٰ معاف کرنے والا ہے اس لئے کہ وہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ) اور اگر میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکے اور دونوں طلاق یا خلع کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ اپنی وسعت سے ان کو غنی کر دیگا۔ (وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيمًا) اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے ہاں دولت کی کمی نہیں لیکن وہ ہر ایک کو اتنی ہی دولت دیتا ہے جتنی دولت کہ اس کے لئے مناسب ہوتی ہے۔

بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کے مسائل

مندرجہ ذیل مسائل اوپر گذر چکے ہیں

(۱) بیویوں کے درمیان مساوات و برابری کو قائم رکھا جائے (النسآء۔ ۳)

(۲) بیویوں کے درمیان ہر لحاظ سے برابر رکھنا اگر ممکن نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں مثلاً اگر تمام بیویوں سے برابر محبت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں (النسآء۔ ۱۲۹)

(۳) کسی بیوی کو معلق نہ چھوڑ دے کہ اسے پوچھے ہی نہیں۔ بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ (النسآء۔ ۱۲۹)

(۴) بیویوں کے درمیان باری مقرر کرے (النسآء آیت ۳ کی تفسیر)

۵: اگر سفر کو جائے اور تمام بیویوں کو ساتھ نہ لیجا سکے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے جس کا نام نکلے اسے ساتھ لے جائے (النساء۔ آیت ۳ کی تفسیر)

اب ہم اس موضوع کے باقی مسائل لکھتے ہیں

۶ اگر شوہر بیمار ہو جائے تو بیویوں کی رضامندی سے کسی ایک بیوی کے ہاں رہ سکتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

لما ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشتد وجعہ استاذن ازواجہ ان یمرض فی بیتی فاذن لہ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب ھبۃ الرجل لامراتہ والمراۃ لزوجھا جزء ۳ ص ۲۰۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے۔ تمام بیویوں نے آپ کو اجازت دی۔

۷ اگر کوئی بیوی اپنی باری کا دن کسی اور بیوی کو ہبہ کر دے تو پھر شوہر ہبہ کرنے والی بیوی کی باری کے دن اس بیوی کے ہاں رہ سکتا ہے جس کو وہ دن ہبہ کیا گیا ہے۔

ان سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا (وفی روایۃ یومھا ولیلتھا) لعائشۃ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشۃ بیومھا ویوم سودۃ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا جزء ۷ ص ۴۳ وکتاب الھبۃ باب ھبۃ المرأۃ لغیر زوجھا جزء ۳ ص ۲۰۸)

سودہ بنت زمعہؓ نے اپنی باری کے دن اور رات عائشہ کو ہبہ کر دئے تھے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے ہاں دو دن رہتے تھے: ایک دن ان کا اپنا دن اور ایک دن سودہؓ کا دن۔

۸ اگر پہلی بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں کسی کنواری سے نکاح کرے تو اس کے ہاں سات دن رہے پھر باری مقرر کرے اور کسی بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے ہاں تین دن رہے پھر باری مقرر کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

من السنۃ اذا تزوج البکر اقام عندھا سبعا (وفی روایۃ وتسم واذا تزوج الثیب اقام عندھا ثلاثا (وفی روایۃ

یہ سنت ہے کہ جب کسی کنواری سے نکاح کرے تو اس کے ہاں سات دن رہے پھر باری مقرر کرے اور جب کسی بیوہ سے نکاح

ثُمَّ قَسَمَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب اذا تزوج البکر علی الثیب وباب اذا تزوج الثیب علی البکر جزء ۷، ص۴۳)

کرے تو اس کے ہاں تین دن رہے پھر باری تقسیم کرے۔

(۹) اگر دن و رات میں کوئی ایسا وقت مقرر کرلے جس میں ہر بیوی کے پاس جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب دخول الرجل علی نسآئہ فی الیوم جزء ۷، ص۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کیجئے۔ اگر کسی ایسی بات میں جس کا آپ کو اختیار نہیں برابری نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔

اے ایمان والو، کسی بیوی کو بالکل معلق نہ چھوڑیئے بلکہ اس کے حقوق پوری طرح ادا کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ بیوی سے صلح کرلیں تو اچھا ہے، پھر جب صلح ہو جائے تو شرائطِ صلح کو پوری طرح نباہیئے۔

اور اگر صلح نہ ہو سکے تو پھر طلاق یا خلع کے ذریعہ علیحدہ ہو جایئے، اسی میں حکمت ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ
وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾

إِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا
النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ١٣٣
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا
بَصِيْرًا ١٣٤

ترجمہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (یعنی اس کی ملکیت بے پایاں ہے) اور (اے ایمان والو) ہم نے ان لوگوں کو بھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی یہی حکم دیا تھا اور تم کو بھی یہی حکم دیا ہے کہ (ہر حال میں) اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کر دو گے تو (پھر تمہیں کون دیگا اس لئے کہ) آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں تو اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ ہی غنی ہے اور تعریفوں والا ہے ۱۳۱ اور (اے لوگو پھر سن لو کہ) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے (سب) اللہ کا ہے (لہٰذا اللہ ہی پر بھروسہ کرو) بھروسہ کے لئے اللہ ہی کافی

ہے ۱۳۲ اے لوگو، (اس کو قدرت ہے کہ) اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسرے لوگوں کو پیدا کر دے اور (یہی کیا) اللہ تو ہر کام پر قادر ہے (۱۳۳) اور جو شخص دنیا میں اجر ملنے کا خواہاں ہو (تو اسے دنیا میں اجر مل جائے گا) اللہ کے پاس تو دنیا کا اجر بھی ہے اور آخرت کا اجر بھی (اب یہ لینے والے کی مرضی ہے کہ وہ کونسے اجر کو پسند کرتا ہے، عمل کرنے والے کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا اس لئے کہ) اللہ سننے والا ہے (ہر بات کو سن رہا ہے اور دیکھنے والا ہے) (ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہاں ہر ایک عمل اور ہر ایک بات محفوظ ہے) (۱۳۴)

معانی و مصادر (وَصَّيْنَا) وَصّٰى، يُوَصِّيْ، تَوْصِيَةٌ (باب تفعیل) وصیت کرنا، حکم کرنا، حکم دینا، عہد لینا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے۔ اس آیت میں اس وسعت کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالےٰ کا ہے وہ جس کو چاہے جتنا چاہے رزق فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے خزانہ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ ایسی صورت میں بس اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھ کر بے دھڑک اس کے احکام پر عمل کرنا چاہئے۔ احکام کے انجام سے ڈرنا نہیں چاہئے، اس لئے کہ جب وہ احکام اللہ تعالےٰ نے دئے ہیں تو ان کا انجام برا نہیں ہو سکتا۔ ڈرنا صرف اللہ تعالےٰ سے چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے کہیں اس کا غضب نازل ہو جائے (وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ) اور اے ایمان والو، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی حکم دیا تھا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور یہی حکم تم کو دیا گیا ہے۔ انجام بد تو اللہ تعالےٰ سے بے خوفی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کا تو انجام اچھا ہی اچھا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور اچھا انجام تو متقیوں ہی کا ہوتا ہے۔

(الاعراف ۔ ۱۲۸)

آگے فرمایا (وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) اور اے لوگو، تم نے اللہ تعالےٰ کے احکام کا انکار کیا تو اللہ تعالےٰ کی ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئے گی، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالےٰ کا ہے (وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا) اور اے لوگو تمہارے انکار سے اللہ تعالےٰ کا کیا بگڑے گا، وہ تو بے نیاز ہے، تعریف والا ہے وہ نہ تمہارے ایمان کا محتاج ہے اور نہ تمہارے کفر کا اُسے کوئی خدشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِیْ مُلْكِیْ شَيْئًا يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِیْ شَيْئًا يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۴۲۹)

اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے تمہارے پچھلے تمہارے انس اور تمہارے جن سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوگا (اور) اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے، تمہارے پچھلے، تمہارے انس اور تمہارے جن، سب سے زیادہ بدکار آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہیں آئے گی (اور) اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے، تمہارے پچھلے، تمہارے انس اور تمہارے جن ایک ہموار میدان میں کھڑے ہو کر مانگنا شروع کریں اور میں ہر انسان کو اس کی سلطنت چیزیں دے دوں تو اس سے جو کچھ میرے پاس ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی مگر اتنی کہ جتنی سوئی کو سمندر کے پانی میں ڈبونے سے آئے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے تیسری مرتبہ پھر بطور تاکید کے فرمایا (وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالےٰ کا ہے (وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا) اور اللہ تعالیٰ ہی کارسازی کے لئے کافی ہے۔ جب تمام خزانے اور تمام اختیارات اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں اور وہی ان کا واحد مالک ہے تو پھر کوئی دوسرا کیا کارسازی کرے گا، کارسازی تو وہی کر سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک ہو، ہر چیز پر اقتدار اور اختیار رکھتا ہو۔ دوسروں کی ملکیت میں کچھ نہیں، نہ انہیں اختیار و اقتدار حاصل ہے تو وہ کیا دیں گے اور کیا کارسازی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (الانعام۔ ۱۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر آپ کو خیر سے نوازے (تو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ہے وہی نفع بھی پہنچا سکتا ہے اور

نقصان بھی پہنچا سکتا ہے اور جو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ نہیں وہ نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی کارساز نہیں۔ اس کو تو قدرت حاصل ہے (اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ) اگر اے انسانو وہ چاہے تو تم سب کو دنیا سے لے جائے اور تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے (وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا) اور اللہ تعالےٰ ایسا کرنے پر قادر ہے (مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ) (تو) جو شخص صرف دنیا میں اجر و ثواب چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کے پاس تو دونوں اجر موجود ہیں، دنیا کا اجر بھی موجود ہے اور آخرت کا اجر بھی موجود ہے، اللہ تعالےٰ اسے دنیا کا اجر دے گا لیکن پھر ایسے شخص کو آخرت میں کیا ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(ھود - ۱۵و۱۶)

(اور اگر تم دنیا کی خاطر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں ہم تو ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں، ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (لیکن) ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب رائیگاں گئے اور جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے سب باطل (و بے سود) تھا۔

دنیا کے طالب کو صرف دنیا ملتی ہے اور آخرت کے طالب کو دنیا بھی ملتی ہے اور آخرت بھی ملتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ دعاء سکھائی ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(البقرة - ۲۰۱)

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نعمتیں عطاء فرما اور آخرت میں بھی نعمتیں عطاء فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

آگے فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا) اور اللہ تعالےٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ سب کی باتیں سن رہا ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے پھر ان کے اعمال کے مطابق ان کو اجر دیگا۔ نہ ان کی باتیں ضائع ہوں گی اور نہ ان کے اعمال۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے، صرف اسی کو اپنا کارساز سمجھیئے۔

اے لوگو، دنیا کے طلب گار نہ بنیئے بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کے طلب گار بنیئے۔ اگر دنیا اور آخرت میں مقابلہ ہو تو آخرت کو ترجیح دیجئے۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا اچھا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
(سبح اسم ربك الاعلى۔ ۱۵ و ۱۶)

(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟
قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ
وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ
وَٱلْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا
أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا
فَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلْهَوَىٰٓ أَن
تَعْدِلُوا۟ ۚ وَإِن تَلْوُۥٓا۟ أَوْ
تُعْرِضُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو خواہ گو ہی تمہارے یا (تمہارے) والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے، اگر کوئی شخص غنی ہے یا فقیر (اس کی خیر خواہی میں جھوٹی گواہی نہ دو) اللہ (تم سے) زیادہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے لہٰذا (اے ایمان والو) تم خواہشات کی پیروی نہ کرنا (ایسا نہ ہو) کہ تم ناانصافی کر بیٹھو اور (اے ایمان والو) اگر تم نے (سچی گواہی کو) چھپایا یا گواہی دینے سے اعراض کیا تو (پھر سمجھ لو کہ تمہیں اللہ کے پاس آنا ہے) اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے (وہ تمہیں تمہارے برے اعمال کی سزا دے گا) (۱۳۵)

معانی و مصادر (قَوَّامِیْنَ) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقُوْمَةٌ وقِیَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا (قوّام = قدر قامت کے لحاظ سے اچھا، کفیل، کسی کام کی نگرانی پر قدرت رکھنے والا)۔

(هَوًی) هَوِیَ، یَهْوٰی، هَوًی (س) خواہش کرنا۔

(غَنِیًّا) غَنِیَ، یَغْنٰی، غِنًی وغَنَاءٌ (س) مالدار ہونا۔

(فَقِیْرًا) فَقُرَ، یَفْقُرُ، فَقَارَةٌ (ک) محتاج ہونا۔

(اَوْلٰی) وَلِیَ، یَلِیْ، وَلْیٌ (ح) قریب ہونا (اَوْلٰی = زیادہ حقدار)

(تَلْوٗا) لَوٰی، یَلْوِی، لَیٌّ (ض) پیچیدہ کرنا، سر موڑنا، حق کا انکار کرنا۔

(تَعْدِلُوْا) عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ (ض) حق سے انحراف کرنا، انصاف کرنا۔

عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدَالَةٌ عُدُوْلَةٌ ومَعْدَلَةٌ (ض) انصاف کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو (یعنی اے ایمان والو تم ایسے گواہ بن جاؤ گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہی دینے کے لئے بھیجے گئے ہو اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہی دینے کے لئے بھیجا جائے وہ کس طرح جھوٹی گواہی دے سکتا ہے۔ الغرض اے ایمان والو سچی گواہی دو) (وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ) خواہ تمہاری گواہی تمہارے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا) اگر وہ شخص جس کے خلاف تم گواہی دے کر اُسے اس کے کسی دنیوی فائدہ سے محروم کر رہے ہو مالدار ہو یا محتاج، تو تمہیں اس کی فکر نہیں کرنی چاہیئے، اللہ تعالیٰ تم سب سے زیادہ اس کا خیر خواہ اور کارساز ہے۔ اس کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو (فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا) اور اے ایمان والو اپنی خواہش کی پیروی نہ کرنا

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ناانصافی کر بیٹھو۔ (وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا) اور اے ایمان والو اگر تم نے زبان کو موڑ کر ایسی گواہی دی جو حق پر مبنی نہیں تھی یا تم نے گواہی دینے ہی سے منہ موڑ لیا اور گواہی کو چھپائے رکھا (فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا) تو اللہ تعالےٰ سے تم چھپ نہیں سکتے اللہ تعالےٰ کو تمہارے اس عمل کی خبر ہو جائے گی اور پھر تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دینا بڑا ضروری ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ۔
(الطلاق - ۲)

اور اللہ کے لئے گواہی کو (سچائی کے ساتھ) قائم رکھو،

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝
(البقرۃ - ۱۴۰)

اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہے چھپاتا ہے (کیا اس کو نہیں معلوم کہ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی) اور اے اہل کتاب جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالےٰ اس سے غافل نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

(البقرۃ - ۲۸۳)

(اے ایمان والو) گواہی کو نہ چھپایا کرو جو شخص گواہی کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا، اللہ (کو تمہارے دل کا حال بھی معلوم ہوتا ہے اور وہ) جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بھی واقف ہوتا ہے۔

جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ۔

کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔

صحابہ نے کہا:۔

بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

ہاں، اے اللہ کے رسول (بتائیے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا قُلْتُ لَا يَسْكُتُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر جزء ۱ ص۵۰)

آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: خبردار جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، خبردار جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا پھر آپ برابر یہی کہتے رہے۔ میں نے کہا آپ خاموش نہیں ہوں گے۔

نوٹ:- گواہی کے تمام آداب، ہم انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ طلاق کی آیت ۲ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر انصاف کے ساتھ گواہی دیجئے خواہ آپ کی گواہی سے آپ کا، آپ کے والدین کا یا آپ کے اقرباء کا نقصان ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اے لوگو، اپنی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔

اے لوگو، زبان کو مروڑ کر غلط گواہی نہ دیجئے سچی گواہی دینے سے اعراض نہ کیجئے۔ سچی گواہی دے کر حقدار کو اس کا حق دلائیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ
نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ
اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ
رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ اے ایمان والو اللہ پر، اس کے رسول پر، اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی گئی ایمان لاؤ اور جو شخص (ایمان نہ لائے بلکہ) اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔

معانی ومصادر (بَعِيْدًا) بَعُدَ، يَبْعُدُ بُعْدٌ (ك)
بَعِدَ، يَبْعَدُ، بَعَدٌ (س) دور ہونا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ) اے ایمان والو اللہ تعالےٰ پر ایمان لاؤ، اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اللہ تعالےٰ نے پہلے نازل فرمائی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو خطاب کیا اور ان کو "ایمان والو" کہہ کر پکارا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان تو لا چکے تھے۔ ایمان لانے کے بعد پھر انہیں ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں ایمان لائیں۔ ظاہری ایمان ہی پر اکتفا نہ کریں۔ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(الحدید۔ ۲۸)

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر دیگا، تمہارے لئے نور پیدا کر دیگا جس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور تمہاری مغفرت فرمائیگا اور اللہ (تو) بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

اسی ضمن میں اللہ تعالےٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۶۲)

بے شک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو لوگ یہودی ہیں، عیسائی ہیں یا صابئی ہیں (غرض یہ کہ وہ کسی بھی مذہب، جماعت یا فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں ان کا یہ تعلق ان کے کچھ کام نہ آئیگا بلکہ) جو شخص بھی اللہ پر ایمان لائے گا، قیامت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

اس آیت میں بھی ایمان والوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں

تو ان کے لئے آخرت میں کوئی خوف نہیں۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) ایک ظاہری اور زبانی ایمان

(۲) دوسرا حقیقی اور قلبی ایمان

حقیقی اور قلبی ایمان ذرا بعد میں پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(الحجرٰت۔ ۱۴و۱۵)

دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم (ابھی) ایمان نہیں لائے (لہٰذا یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے) بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے۔ (اس لئے کہ) ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے (اجر) میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے شک اللہ (بڑا) بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان بعد میں پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حقیقی ایمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے پیدا ہوتا ہے

حقیقی ایمان پیدا ہوجانے کے بعد دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

غرض صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ایمان لانا چاہئے۔

آگے ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (اور جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس

رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ صرف اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا ضروری ہے بلکہ فرشتوں پر، اللہ تعالےٰ کی کتابوں پر، اللہ تعالےٰ کے تمام رسولوں پر اور روز قیامت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَبِلِقَآئِهٖ وَبِرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان جزء اول ص۱۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ماھو جزء اول ص۲۳ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر لوگوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جبریل آئے اور انہوں نے کہا! ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کی ملاقات پر، اس کے رسولوں پر اور دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔

عمل

اے لوگو، صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔ صرف کلمہ پڑھ لینے کو کافی نہ سمجھیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالےٰ کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن زندہ ہونے اور اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہونے پر بھی ایمان لائیے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٣٧﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا اور کفر میں بہت بڑھ گئے تو اللہ ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ان کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچائے گا ﴿١٣٧﴾

معانی ومصادر (اِزْدَادُوْا) اِزْدَادَ، یَزْدَادُ، اِزْدِیَادٌ (باب افتعال) زیادہ ہونا، بڑھ جانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا) جو لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے، پھر کفر کیا اور کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے (لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا) اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نہیں بخشے گا اور نہ راہ راست پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچائیگا۔ اللہ تعالےٰ کا کام راستہ بتانا ہے۔ راستہ بتانے کے بعد اللہ تعالےٰ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص راہ راست کو اختیار کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے اور خلوص کے ساتھ راہ راست کو تلاش کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوتی ہے اور وہ صحیح راستہ کو پالیتا ہے اور اس پر چلنے لگتا ہے پھر صحیح راستہ پر چلتے چلتے وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ — اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے)

سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
(العنکبوت ۔ ۶۹)

میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور راہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

لیکن جو شخص راہ راست کو تلاش کرنے اور اختیار کرنے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس کا دل خلوص سے خالی ہوتا ہے تو پھر ایسے شخص کو راہ راست پر چلنے کی توفیق نہیں ملتی۔ وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے راہ راست کو تسلیم نہیں کرتا۔ نتیجۃً گمراہی میں مبتلا رہتا ہے۔ ایسے ہی شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝
(اذا جاءک المنٰفقون ۔ ۳)

یہ اس لئے کہ یہ لوگ (دل سے) ایمان لائے (یعنی حق کو پہچان لیا لیکن) پھر کفر کیا (یعنی حق کو چھپایا) تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

الغرض جو شخص راہ راست سے منہ موڑ لے اور مخالف سمت اختیار کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے راہ راست کی توفیق کیسے دے سکتا ہے۔

کسی شخص کا ایمان لا کر کفر اختیار کرنا، پھر ایمان لا کر کفر اختیار کرنا اور کفر میں بڑھتے چلے جانا دراصل اس شخص کی سازشی ذہنیت کا غماز ہے۔ ایسا کرنے والے دراصل اسلام کے دشمن ہیں۔ وہ کمزور ایمان والوں کو ڈگمگا دینے کا سبب بنتے ہیں۔

کافروں کی اس قسم کی ایک سازش کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
(اٰل عمرٰن ۔ ۷۲)

اور (اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا تھا کہ صبح کے وقت اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ایمان والوں پر اتاری گئی ہے اور شام کو اس کا انکار کر دو، شاید اس طرح ایمان والے بھی (کفر کی طرف) لوٹ آئیں۔

غرض یہ کہ ایسا شخص جو ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے اور کفر کی حالت ہی میں مر جائے تو وہ راہ راست پر چل کر منزل مقصود کو نہیں پا سکتا اور جو شخص راہ راست پر نہ چلا ہو اس کی

مغفرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور صحیح معنوں میں خلوص کے ساتھ ایمان لائیے۔ ایمان لاکر پھر کفر اختیار نہ کیجئے۔ ایمان لانے اور کفر کو اختیار کرنے کو ایک کھیل اور تماشہ نہ بنائیے اور یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مرتد کی ہرگز بخشش نہ ہوگی۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ﴿۱۳۸﴾ اَلَّذِيْنَ
يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ
عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ
لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے ﴿۱۳۸﴾ جو مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں (ایسا کرکے) کیا وہ کافروں کے پاس عزّت تلاش کرتے ہیں (ان کے پاس عزّت کہاں ملے گی، عزت تو اللہ کی طرف سے عطاء ہوتی ہے) بے شک اللہ ہی تمام عزّتوں کا مالک ہے ۱۳۹

معانی و مصادر (عِزَّةَ) عَزَّ، يَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّةٌ وعَزَازَةٌ (من) قوی ہونا باعزت ہونا، گراں ہونا۔

تفسیر جو لوگ زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دل ان کا ایمان سے خالی ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ

(اذا جاءك المنٰفقون ۔ ۱)

(اے رسول) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل سے گواہی نہیں دیتے)۔

منافقین کی چند خصوصیات تھیں جن میں سے بعض کا ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے۔ آیات زیر تفسیر اور ان سے آگے اگلی چند آیات میں اللہ تعالےٰ نے منافقین کی چند خصوصیات کو بیان کیا ہے اور ان کو دردناک انجام کی خوشخبری سنائی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا) اے رسول، منافقین کو یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے (اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ) یہ وہ لوگ ہیں، کہ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ مؤمنین کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنائے۔ انہوں نے کافروں کو دوست بنا رکھا ہے تو پھر ان کا دعوئے ایمان کیسے صحیح ہو سکتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(المجادلۃ ۔ ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے انکے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

آگے فرمایا (اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا) کیا یہ کافروں کو اس لئے دوست بناتے ہیں کہ ان کے ہاں عزت حاصل کریں لیکن ان کی یہ کوشش بیکار ہے اس لئے کہ عزت

تو ساری اللہ تعالٰے کے لئے ہے۔ اللہ تعالٰے ہی عزت کا مالک ہے۔ وہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ منافقین کے لئے عزت کہاں؟ عزت تو ایمان والوں کو ملا کرتی ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(اذا جآءك المنٰفقون ۔ ۸)

(یہ عزت والے کب ہیں) عزت تو اللہ کی ہے اس کے رسول کی ہے اور مؤمنین کی ہے لیکن منافقین جانتے نہیں۔

کافر عزت کے مالک نہیں اور نہ کسی کو عزت دے سکتے ہیں۔ منافقین کا ان سے عزت طلب کرنا خام خیالی کے سوا اور کچھ نہیں۔

عمل

اے لوگو، خلوص کے ساتھ ایمان لائیے، زبان سے بھی ایمان کا اقرار کیجئے اور دل سے بھی ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالٰی ہی تمام عزّت کا مالک ہے لہٰذا اسی سے عزّت طلب کیجئے اور اس سے عزت طلب کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے خلوص کے ساتھ ایمان لانا لہٰذا اللہ تعالٰے پر اور اس کے احکام پر خلوص کے ساتھ ایمان لائیے۔

اے ایمان والو، منافقین کے رویّہ سے بچئے، کافروں کو دوست نہ بنائیے اور نہ کافروں کے ہاں عزت کے طلب گار بنیئے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ
اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ
فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۱۴۰

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ (اپنی) کتاب میں (پہلے ہی یہ حکم) نازل فرما چکا ہے کہ جب تم (کسی محفل میں) سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں (اگر تم ایسے

لوگوں کے ساتھ ایسی حالت میں بیٹھے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں اور ان کا مذاق اڑا رہے ہیں) تو پھر اس صورت میں تم بھی انہی کے مثل ہو (تمہارا شمار بھی اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں اور مذاق اڑانے والوں میں کیا جائے گا) بے شک اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرے گا ۱۴۰

معانی ومصادر (یَخُوْضُوْا) خَاضَ، یَخُوْضُ، خَوْضٌ وخِیَاضٌ (ن) غوطہ لگانا۔ غور کرنا، ملانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ) اے ایمان والو اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں یہ حکم تم پر پہلے نازل کر چکا ہے کہ جب تم کسی مجلس میں سنو کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان اہل مجلس کے ساتھ نہ بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالےٰ کی آیات کے انکار اور ان کے ساتھ مذاق کرنے کے مشغلہ کو چھوڑ کر کسی اور بات میں غور وخوض نہ کرنے لگ جائیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے جس حکم کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

(الانعام۔ ۶۸)

اور (اے رسول) جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں پر (نکتہ چینی کیلئے) غور وخوض کر رہے ہوں تو آپ ان سے منہ موڑ لیجئے (ان سے علیحدہ رہیئے) یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے (اور آپ بھول سے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں) تو یاد آنے کے بعد ان ظالم لوگوں کے ساتھ (ہرگز) نہ بیٹھئے۔

آیت زیر تفسیر گویا پہلے حکم کی یاددہانی ہے۔ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے یا ان کا مذاق اڑانے میں مشغول ہوں۔ ہاں اگر وہ کوئی اور بات کرنے لگیں تو ان کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ) اگر تم ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھے جو اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار یا ان کے ساتھ استہزاء کر رہے ہوں تو تم بھی انہی کے مثل ہو اگرچہ اس انکار اور استہزاء میں تم ان کے شریک نہ ہو۔ ایسی مجلس میں بیٹھنا اور اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار اور استہزاء سننا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا بڑا گناہ کہ آیات کا انکار اور استہزاء ہے۔ یہ کام

تو منافقوں اور کافروں کا ہی ہو سکتا ہے کہ ایسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور استہزاء سنیں (اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا) اور منافقوں اور کافروں کو تو اللہ تعالیٰ جہنم میں جمع کریگا وہاں اللہ تعالیٰ ان کو آیات کا مذاق اڑانے اور مذاق سننے کی سزا دیگا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور ان کا مذاق اڑانا بہت بڑا گناہ ہے لہذا آپ ایسی مجلس میں کبھی شرکت نہ کیجئے، جس مجلس میں یہ کام ہو رہا ہے۔ اگر آپ ایسی مجلس میں شریک ہو گئے تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور استہزاء کرنے والوں ہی میں شمار ہوں گے اگرچہ آپ خود نہ آیات کا انکار کریں اور نہ استہزاء۔ کفر کی باتیں خاموشی کے ساتھ سنتے رہنا اور ان کا سدّباب نہ کرنا بھی کفر کی باتیں کرنے ہی کے مثل ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ
كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ
مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ
اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) منافقین تمہارے (انجام کے) منتظر رہتے ہیں (کہ فتح ہوئی یا شکست) اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح ملتی ہے تو تم سے کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوتی ہے تو (کافروں سے) کہتے ہیں کیا ہم تمہارے امور پر چھائے ہوئے نہیں تھے اور کیا ہم نے تم کو مؤمنین سے نہیں بچایا (اے ایمان والو) اللہ قیامت کے دن تمہارے (اور ان کے) درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ (دنیا میں بھی) کافروں کو مؤمنین پر ہرگز غلبہ نہیں دیگا۔

معانی ومصادر (نَسْتَحْوِذْ) اِسْتَحْوَذَ، یَسْتَحْوِذُ، اِسْتِحْوَاذٌ (باب استفعال) کسی پر غالب آنا۔ کسی کی امور پر غالب آنا اور اس کی محبت کا حق ادا کر دینا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے منافقین کی ایک اور خصلت کا بیان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اَلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِکُمْ) (اے ایمان والو) منافقین (تمہاری اور کافروں کی لڑائی کے دوران) تمہارے انجام کے منتظر رہتے ہیں (فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ) اگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے تمہاری فتح ہوتی ہے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بغیر کچھ کئے ہی مال غنیمت میں حصہ دار بن جائیں (وَاِنْ کَانَ لِلْکٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْکُمْ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہوتی ہے تو ان سے کہتے ہیں کیا ہم تمہارے امور اور تمہارے مفاد کی نگرانی میں غالب نہیں تھے، کیا ہم نے تمہاری دوستی کا حق ادا نہیں کیا اور تم کو مؤمنین سے نہیں بچایا۔ اگر ہم تمہیں نہ بچاتے تو مؤمنین تمہارا صفایا کر دیتے۔ الغرض منافقین دونوں سے ملے رہنے کا قصد رکھتے ہیں تاکہ جس کسی کی فتح ہو اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ ایک اور جگہ ان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّکَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمْ۔ (العنکبوت ۔ ۱۰)	اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آجائے (اور فتح نصیب ہو جائے) تو (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ تم سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کریگا، وہاں ان منافقین کو اپنے کرتوت کی پوری پوری سزا مل جائے گی، اور اے ایمان والو، تم اطمینان رکھو دنیا میں بھی یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا) اللہ تعالےٰ ہرگز کافروں کو مؤمنین پر غلبہ عطاء نہیں فرمائیگا ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ	اور (اے ایمان والو، کافروں سے مقابلہ

الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

کرتے (وقت) کمزوری نہ دکھاؤ اور غمگین ہو
اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو سچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا کر کے بھی دکھا دیا جب تک ایمان والے حقیقی معنوں میں مؤمن رہے فتح ان کے قدم چومتی تھی لیکن جب سے ایمان والوں کے ایمان کا دیوالیہ نکل گیا، کفر، شرک اور نفاق قلوب میں جاگزیں ہو گیا اور عملی طور سے وہ تمام خصلتیں پیدا ہو گئیں جو منافقین کا طرّہ امتیاز ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والے تباہ و برباد ہو گئے کافروں نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس وقت ان ایمان والوں کی جو حالت ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ کثرت سے لوگ قلبی نفاق کا شکار ہیں اور عملی نفاق سے تو بہت ہی کم بچے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت کیسے پورا ہو سکتا ہے۔ وعدہ نصرت تو مؤمنین کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ
(حٰمٓ المؤمن ۔ ۵۱)

(اور اے رسول) ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جس دن گواہ (گواہی دینے کے لئے) کھڑے ہوں گے۔

عمل

اے ایمان والو، منافقین کے خصائل اور ان کا طرز عمل اختیار نہ کیجئے۔ آپ ایسا نہ کیجئے کہ اسلام کے بعض احکام کو اختیار کرنے سے فائدہ اگر حاصل ہوتا نظر آیا تو ان پر عمل کر لیا ورنہ روگردانی اختیار کر لی۔

اے ایمان والو، دل میں ایمان کو پختہ کیجئے کفریہ اور شرکیہ عقائد کو دل سے نکال کر پھینک دیجئے عملی شرک اور عملی نفاق سے بچئے، پورے اسلام پر خلوص کے ساتھ عمل کیجئے پھر انشاء اللہ نصرت الٰہی آپ کے شامل حال ہو گی اور اللہ تعالیٰ اپنا وعدۂ نصرت پورا کریگا اور جب اللہ تعالیٰ اپنا وعدۂ نصرت پورا کریگا تو پھر کون آپ پر غالب آ سکتا ہے۔ آپ غالب ہوں گے اور کافر اور منافق مغلوب ہوں گے۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ
وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْٓا
إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى
يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ
بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ
وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾

ترجمہ منافقین اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں (حالانکہ وہ اللہ کو کیا دھوکہ دیں گے) عنقریب اللہ ان کو دھوکے کی سزا دیگا (ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا بہت تھکے ہوئے ہیں۔ لوگوں کے دکھانے کے لئے

(نماز میں شامل ہوتے ہیں) لیکن اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم (۱۴۲) (ایمان والوں اور کافروں کے) درمیان لٹک رہے ہیں (حیران ہیں کہ کدھر جائیں) نہ ان میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ان میں اور (اے رسول) جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے آپ کو کہیں راہ ہدایت نہیں ملے گی۔

معانی ومصادر (کُسَالیٰ) کَسِلَ، یَکْسَلُ، کَسَلٌ (س) تھک جانا (کُسَالیٰ = کَسِلٌ وکَسْلَانُ کی جمع، تھکنے والے) (۱۴۳)

(مُذَبْذَبِیْنَ) ذَبْذَبَ، یُذَبْذِبُ ذَبْذَبَةٌ (باب فعللۃ رباعی مجرد) معنی ہیز کا ہلنا، ہلانا، دو چیزوں میں حیرانی کے ساتھ تردد اور پس و پیش کرنا)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے منافقین کی چند مزید خصلتوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ) منافقین اللہ تعالےٰ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالےٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے البتہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کے کرتوت کے نتیجہ میں فریب نفس میں مبتلا کر رکھا ہے اور عنقریب ان کو اس دھوکا دہی کی سزا دیگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ○ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۹ و ۱۰)

یہ لوگ (زبان سے اسلام کا دعویٰ کر کے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ (درحقیقت) وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں بلکہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں (اس بات کا) شعور نہیں (کہ یہ دھوکا دہی دنیا اور آخرت دونوں جگہ خود ان کے لئے مضر ہے)۔ ان کے دلوں میں (حسد کی) بیماری ہے اللہ نے (ایمان والوں کو فتح و نصرت دے کر) ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا (وہ ایمان والوں کی ترقی دیکھ کر اور زیادہ حسد کی آگ میں جل بھن رہے ہیں) اور جو جھوٹ یہ بول رہے ہیں اس کی وجہ سے ان کے لئے درد ناک عذاب (تیار) ہے۔

دوسری خصلت ان کی یہ ہے کہ (وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰی) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا بہت تھکے ہوئے ہیں۔ سستی اور کاہلی ان پر سوار

ہے نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا لیکن (یُرَآءُوْنَ النَّاسَ) لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھ لیتے ہیں (وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا) اور نماز میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ منافقین کی نماز کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے آخری مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!

تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَھَا اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر جزء ۱ ص۲۵)

یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آجاتا ہے (یعنی غروب ہونے کے قریب ہو جاتا ہے) تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے پھر ان میں اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر تھوڑا۔

تیسری خصلت منافقین کی یہ بتائی کہ (مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ) اہل ایمان اور اہل کفر کے درمیان لٹک رہے ہیں حیران ہیں کدھر جائیں نہ اہل ایمان ہی کی طرف پوری طرح مائل ہوتے ہیں اور نہ اہل کفر ہی کیطرف پوری طرح مائل ہوتے ہیں۔ انہیں تو دنیا چاہیئے۔ جدھر دنیا کا فائدہ نظر آتا ہے ادھر ہی رُخ اختیار کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْمُنَافِقِ کَمَثَلِ الشَّاۃِ الْعَائِرَۃِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ تَعِیْرُ اِلٰی ھٰذِہٖ مَرَّۃً وَاِلٰی ھٰذِہٖ مَرَّۃً (صحیح مسلم کتاب صفات المنافق واحکامھم ۲/۵۱۵)

منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو گلّوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے، کبھی اس گلّے میں جاتی ہے اور کبھی اس گلّے میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما قیل فی ذی الوجھین جزء ۸ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب البر باب ذم ذی الوجھین وتحریم فعلہ جزء ۲ ص۴۳۸)

تم قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے بدتر اس شخص کو پاؤ گے جو دو رُخا ہو۔ اِن کے پاس آئے تو ان کی سی کہے اور اُن کے پاس جائے تو اُن کی سی کہے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا) اور اے رسول جس کو اللہ تعالےٰ اس کے اعمال بد کے نتیجہ میں گمراہ کر دے تو آپ ہرگز اس کے لئے راہ ہدایت نہ پائیں گے۔

کوئی شخص زہر کھائے تو اللہ تعالےٰ اس کو مار دیگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے زہر کھانے کا نتیجہ موت مقرر کر دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ محض اس لئے کہ اس نے زہر میں مار ڈالنے کی تاثیر رکھی اس کی موت کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ موت کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ نہ وہ زہر کھاتا نہ مرتا۔ اسی طرح گمراہی کا ذمہ دار خود منافق ہے۔ نہ وہ منافقت کرتا نہ گمراہ ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے گمراہ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے تو منافقت کا نتیجہ مقرر کیا ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کیجئے۔ آپ اس کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اس کو دھوکا دینے کی کوشش میں آپ اپنا نقصان کرینگے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ، اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ
تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۴۴

ترجمہ اے ایمان والو۔ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو
اللہ کو اپنے اوپر (عذاب بھیجنے کے لئے) کوئی کھلی دلیل فراہم کر دو ۴۴

معانی ومصادر (سُلْطَانًا) سَلِطَ، يَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ وسُلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا۔
(سُلْطَانٌ) دلیل۔ غلبہ، قدرت، بادشاہ)

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ منافقین ایمان والوں سے بھی ملے رہتے تھے اور کافروں سے بھی ساز باز رکھتے تھے۔ ان کی حقیقی دوستی کافروں سے تھی نہ کہ ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ) اے ایمان والو۔ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اس حکم میں سچے مؤمن بھی آگئے اور منافق بھی آگئے۔ کیونکہ ظاہر تو منافق بھی اپنے کو مؤمن ہی کرتے تھے۔ کافروں کو دوست بنانے کے سلسلہ میں منافقین پر یہ ایک قسم کی بندش تھی۔ وہ بظاہر ایسا کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے جس سے ان کے متعلق بے ایمانی کا ثبوت مہیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو دوست بنانے کی جگہ جگہ ممانعت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ، بَعْضُهُمْ	اے ایمان والو۔ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ ایک دوسرے کے

أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ،

(المآئدۃ - ۵۱)

دوست تو ہو سکتے ہیں (تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائیگا تو اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا (وہ بھی ظالم ہو جائیگا) اور اللہ تعالےٰ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ،

(المجادلۃ - ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(التوبۃ - ۲۳)

(اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (و اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ، اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ

اے ایمان والو، اگر تم میرے راستہ میں

وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا
فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ
وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

(الممتحنۃ۔۱)

جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کرے گا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے کافروں کو دوست بنانے سے منع فرمایا پھر فرمایا (اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے اوپر عذاب بھیجنے کی کوئی صریح دلیل فراہم کر دو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ایسا کوئی کام کر گذرو کہ پھر اللہ تعالےٰ کو عذاب بھیجنا ہی پڑے، اے ایمان والو کوئی ایسا کام نہ کرو کہ اللہ تعالےٰ کا غضب بھڑک اُٹھے اور عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔

عمل

اے ایمان والو، مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ اے ایمان والو، کافروں کو دوست بنا کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانا شیوۂ مؤمن نہیں۔ یہ تو اسلام کے ساتھ غداری ہے اور اسلام کے ساتھ غداری کو اللہ تعالےٰ کیسے معاف کریگا۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ
الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ
لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ
اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ
اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ
شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ

شَاكِرًا عَلِيمًا ۱۴۷

ترجمہ بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے حصہ میں ہوں گے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے ۱۴۵ مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی (اپنی) اصلاح کر لی، اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے قرار دے لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ جنت میں رہیں گے اور مؤمنین کو اللہ عنقریب اجر عظیم عطاء کرے گا ۱۴۶ اور (اے لوگو) اگر تم (اللہ کا) شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب کر کے کیا کرے گا وہ تو (تمہاری شکر گذاریوں اور نیکیوں کا بڑا) قدر دان اور (تمہارے ایمان و خلوص کا خوب) جاننے والا ہے ۱۴۷

معانی و مصادر (دَرَكٌ) دَرْكٌ = درجہ۔
(اَسْفَلَ) سَفَلَ، يَسْفُلُ، سُفُوْلٌ و سَفَالٌ (ن) نیچے ہونا۔ (اَسْفَلُ = سب سے نیچے)۔

تفسیر منافقین ایمان والوں کو دھوکا دیتے تھے اور ایمان والوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کافروں کو دوست بناتے تھے اور ان سے ساز باز رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) بیشک منافقین دوزخ میں سب سے نیچے والے طبقے میں ہوں گے (وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا) اور اے رسول آپ وہاں ان کا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کے بہت سے طبقات ہیں اور جو طبقہ جتنا زیادہ نیچے ہے اس میں اتنا ہی زیادہ سخت عذاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيْهَا يَهْوِيْ بِهَا فِي النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صحیح مسلم کتاب الزہد باب التکلم بالکلمۃ یھوی لما فی النار جزء ۲ صـ۵۶۲ وروی البخاری نحوہ فی کتاب الرقاق باب حفظ اللسان جزء ۸ صـ۱۲۵)

بندہ بعض مرتبہ ایسی بات کہہ دیتا ہے اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں کتنا (بڑا گناہ) ہے (لیکن) اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں مشرق اور مغرب کی دوری سے بھی زیادہ نیچے گر جاتا ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دوزخ میں جتنی گہرائی میں کوئی شخص رہے گا اسی کو اسی تناسب سے عذاب بھی ہوگا۔ گہرائی کی زیادتی سے عذاب میں بھی زیادتی ہوتی جلے گی۔

آگے فرمایا (اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ) مگر یہ عذاب ان منافقین کو نہیں ہوگا جو توبہ کرلیں، اپنی اصلاح کرلیں، اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیں اور دین کو خالص اللہ کے لئے کرلیں بلکہ ایسے لوگ تو پھر مؤمنین کے ساتھ ہونگے (وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا) اور مؤمنین کو اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطاء کرے گا لہذا جو منافق توبہ کرکے صحیح معنوں میں ایمان لے آئیں گے ان کے لئے بھی اجر عظیم ہوگا۔ وہ پھر اپنے پچھلے نفاق کی وجہ سے دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ دوسرے مؤمنین کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ منافقین کو جس اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے تین شرطیں رکھی ہیں۔

(۱) کفر و نفاق سے توبہ کرنا اور صحیح معنوں میں ایمان لاکر اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔
(۲) کفر و نفاق کی وجہ سے جو برے خصائل پیدا ہوگئے ہوں ان کی اصلاح کرلینا اور
(۳) دین کو خالص اللہ کے لئے کرلینا۔

دین کو خالص اللہ تعالےٰ کے لئے کرلینے پر اللہ تعالےٰ نے کئی جگہ زور دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر۔ ۳) — خبردار ہوجاؤ اللہ (تعالیٰ) کا تو خالص دین ہے (وہی اس کا واحد شارع ہے)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (الاعراف۔ ۲۹) — اور (اے لوگو، اس نے یہ بھی حکم دیا ہے) کہ ہر نماز کے وقت اپنے چہروں کو سیدھا رکھا کرو اور دین کو خالص اس کے لئے سمجھتے ہوئے اسی کو پکارا کرو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ (حٰمٓ المؤمن۔ ۱۴) — تو (اے ایمان والو) دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے (صرف) اللہ کو پکارو خواہ (یہ بات) کافروں کو کتنی ہی بری کیوں نہ معلوم ہو۔

دین کو خالص اللہ تعالےٰ کے لئے کرلینے کے معنی یہ ہیں کہ دین کے معاملہ میں صرف اللہ

کی بات مانی جائے۔ کسی دوسرے کی رائے، قیاس، اجتہاد، اور فتووں کو دین میں شامل نہ کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝
(الاعراف۔ ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اُسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

آگے فرمایا (مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ) اے لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس کی نعمتوں کی قدردانی کرکے صرف اُسی کے ہو جاؤ اور ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں عذاب دے (وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا) اللہ تعالیٰ تو بڑا قدردان ہے، اگر تم ایمان لاکر اس کے احکام کی تعمیل کرو تو وہ تمہارے ایمان اور عمل صالح کی ناقدری نہیں کرے گا۔ وہ علیم وخبیر ہے وہ جانتا ہے کون خلوص دل سے اس کی رضا کی خاطر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔

عمل

اے لوگو، خلوص دل سے ایمان لائیے۔ کفر ونفاق کو دل سے نکال کر پھینک دیجئے پھر اس کے قریب بھی نہ جائیے۔

اے لوگو، خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے رہئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے۔ وہ آپ کے خلوصِ دل سے کئے ہوئے عملوں کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ
مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ
كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾
اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

ترجمہ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ (کوئی کسی کی) علی الاعلان برائی کرے مگر جس شخص پر ظلم کیا گیا ہو (وہ ظالم کی برائی کرسکتا ہے) اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ۱۴۸ اگر تم کسی نیکی کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ یا تم (کسی کی) برائی کو معاف کردو (تو یہ بڑی عمدہ بات ہے) اللہ (تمہاری برائیوں کو معاف کردیگا کیونکہ وہ) معاف کرنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے (وہ باوجود انتقام کی قدرت کے معاف کردیتا ہے تو تم کیوں نہ معاف کرو) ۱۴۹

معانی ومصادر (يُحِبُّ) اَحَبَّ ۔ يُحِبُّ ، اِحْبَابٌ (باب افعال) محبت کرنا، پسند کرنا۔

جَهَرَ ۔ يَجْهَرُ ۔ جَهْرٌ وَجِهَارٌ وَجَهَرَةٌ (ف) اعلان کرنا، ظاہر کرنا، علانیہ، بلند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ) اللہ تعالےٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی برائی کو ظاہر کیا جائے یا اس کا اعلان کیا جائے یا اس کو شہرت دی جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

بے شک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنین میں بے حیائی (کی بات) پھیلے ان کے لئے دنیا اور (آخرت دونوں میں) دردناک عذاب ہے، اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔ (النور - ۱۹)

اللہ تعالےٰ کا منشاء یہ ہے کہ برائی کو دبا دیا جائے۔ اس کا چرچا نہ کیا جائے، کسی کی پردہ دری نہ کی جائے، کسی کے عیب کو ظاہر نہ کیا جائے بلکہ اگر کسی کے عیب کا علم بھی ہو جائے تو عیب کو چھپائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم جزء ۳ ص۱۶۸ وصحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص۳۱۷)

جس شخص نے کسی مسلم کی عیب پوشی کی اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائیگا۔

اللہ تعالیٰ تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ اپنی برائی بھی ظاہر کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرِیْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ یَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ یُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَیُصْبِحُ یَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ستر المؤمن علی نفسه جزء ۸ ص۲۶ وصحیح مسلم کتاب الزهد باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه جزء ۲ ص۴۱۴)

میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا سوائے ان کے جو ظاہر کرنے والے ہیں اور ظاہر کرنا یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا) عمل کرے پھر جب صبح ہو تو اگرچہ اللہ نے اس کی برائی پر پردہ ڈال دیا تھا وہ کہے اے فلاں میں نے رات کو ایسا ایسا کیا۔ اللہ نے تو اس پر پردہ ڈال دیا تھا اس نے اپنے (عیب) سے اللہ کے پردہ کو کھول دیا۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی برائیوں کو دبانا چاہتا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ میں برائی پھیلنے نہ پائے اور برائی کرنے والا بے غیرت ہوکر برائی کرنے پر دلیر نہ ہوجائے۔ برائی پھیلنے سے دوسروں کو بھی اس برائی کی طرف کشش ہوتی ہے اور اس طرح برائی کو فروغ ہوتا ہے۔ اگر برائی کے ذکر کو پھیلنے نہ دیا جائے تو برائی ختم ہوکر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم گویا اسلامی معاشرہ کے لئے بڑا حکیمانہ حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے تو تمام احکام حکیمانہ ہی ہوتے ہیں۔

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ گناہ کو ظاہر کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ معاف نہیں ہوتا۔ گناہ کو ظاہر کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے قانون سے کھلم کھلا بغاوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کی بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی کھلی توہین ہے۔ یقیناً یہ جرم ایسا ہے جو ناقابل معافی ہے جرم کرکے اپنا جرم چھپانے، اللہ تعالیٰ کے قانون کا احترام کرنے اور اپنی برائی کو برائی سمجھنے سے جرم کی شدت کم ہوجاتی ہے اور پھر وہ ایسا جرم نہیں رہتا کہ معاف نہ ہوسکے بلکہ امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے معاف کردیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَدْنُوْا اَحَدُكُمْ مِنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ستر المؤمن علی نفسہ جزء ۸ صـ۲۱ وکتاب المظالم باب قول اللہ تعالیٰ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین جزء ۳ صـ۱۶۸)

تم میں سے ایک شخص اپنے رب سے بہت قریب ہوجائیگا یہاں تک کہ اللہ اپنا بازو اس پر رکھ دیگا پھر فرمائے گا تو نے فلاں فلاں عمل کیا تھا وہ شخص کہے گا ہاں، پھر اللہ فرمائے گا تو نے فلاں فلاں عمل کیا تھا، وہ کہے گا ہاں۔ الغرض پھر وہ اپنے ہر جرم کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے جرموں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج اُنہیں معاف کرتا ہوں۔

آگے فرمایا (اِلَّا مَنْ ظُلِمَ) مگر ہاں جس پر ظلم ہوا ہو وہ ظالم کے ظلم کو علانیہ بیان کرسکتا ہے۔ وہ چارہ جوئی کرسکتا ہے اور عدالت میں جاکر ظالم کی شکایت کرسکتا ہے (وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا) اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے (اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ) اگر تم نیکی ظاہر کروگے تو اس کا بھی اسے علم ہوگا اور اگر چھپاؤ گے تو اس کا بھی اُسے علم ہوگا۔ (تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ) اور اگر تم (کسی کی) برائی کو معاف کردوگے تو (یہ بھی ایک نیکی ہے) اس کا بھی اُسے علم ہوگا۔ تمہاری نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی بلکہ اس سمیع وعلیم کے علم میں سب محفوظ ہوں گی اور اگر کسی اور وجہ سے ضائع نہیں ہوئیں تو ان سب کا اجر تمہیں ملے گا۔ عفو ودرگذر ایک بہت اچھی صفت ہے۔ اگر مظلوم بھی ظالم کو معاف کردے تو یہ بڑے

عزم وہمت کا کام ہے ۔ اللہ تعالےٰ حضرت لقمان کا قول نقل فرماتا ہے :۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمٰن ۔ ۱۷)

اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر بیشک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (الاعراف ۔ ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو جزء ۲ صفحہ ۳۲۲)

معاف کرنے سے اللہ (معاف کرنے والے) بندے کی کوئی چیز زیادہ نہیں کرتا سوائے عزت کے (یعنی معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں معاف کرنے کی ترغیب دی آگے فرمایا (فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے اللہ تعالےٰ باوجود قادر ہونے کے معاف کرتا ہے تو بندوں کو بھی چاہیئے وہ انتقام پر قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دیا کریں، اللہ تعالےٰ انہیں معاف کر دیگا۔

عمل

اے لوگو، بری بات کو علانیہ نہ بیان کیا کیجئے نہ کسی اور کے عیب کو ظاہر کیجئے اور نہ اپنے عیب کو ظاہر کیجئے ۔ اپنے اور دوسرے کے ذاتی عیبوں پر پردہ ڈالیئے ۔

اے لوگو، بہتر تو یہی ہے کہ اگر آپ پر کوئی ظلم و زیادتی کرے، تو آپ اسے معاف کر دیں اور اگر معاف کرنا نہیں چاہتے تو ظالم کے ظلم و زیادتی کو بیان کرنے یا اس کی شکایت کرنے میں آپ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ
وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ
اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ
بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ
يُرِيدُونَ أَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ
ذَٰلِكَ سَبِيلًا ١٥٠ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْكَافِرُونَ حَقًّا وَ أَعْتَدْنَا
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ١٥١
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ
اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۱۵۲

ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان میں تفریق کریں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض (رسولوں) پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ درمیان میں کوئی (نئی) راہ نکالیں (۱۵۰) ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کی ایسے لوگوں کو اللہ عنقریب ان کے اجر عطاء فرمائے گا (ان کے گناہوں کو بخش دیگا) کیونکہ اللہ (بڑا) بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۵۲)

معانی و مصادر (اَعْتَدْنَا) اَعْتَدَ، یَعْتَدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالرسل کی اہمیت کو بہت شدّ و مد سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ) جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں (وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان جدائی ڈالنا چاہتے ہیں (وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ) یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے) انکا یہ کہنا ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں

کے درمیان جدائی ڈالنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولوں کے مابین رسالت کا عظیم الشان تعلق قائم ہوتا ہے وہ اس تعلق کو بعض رسولوں کے حق میں ختم کرنا چاہتے ہیں (وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا) وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایک درمیانی راستہ نکال لیں۔ نہ تمام رسولوں کا انکار کریں اور نہ تمام رسولوں پر ایمان لائیں اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھیں کہ وہ بعض رسولوں پر ایمان لانے کی وجہ سے مؤمن ہیں تو یہ بات ان کی صحیح نہیں (أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا) وہ لوگ یقیناً کافر ہیں (وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا) اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس عذاب میں وہ لوگ بھی مبتلا ہوں گے جو کسی ایک رسول کا بھی انکار کرتے ہیں اس لئے کہ ایک رسول کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ غرض یہ ہے کہ جو لوگ تمام رسولوں پر ایمان لانے کا دعویٰ کریں لیکن اللہ تعالےٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں تو ان کا تمام رسولوں پر ایمان لانا بیکار ہوگا۔ وہ یقیناً کافر ہوں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننا ایمان کی شرائط میں سے ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتا وہ بلا شک وشبہ کافر ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ) جو لوگ اللہ تعالےٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں کے درمیان کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں۔ کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ان کا اجر عطاء فرمائے گا (وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا) اور (اے لوگو) اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اگر اب بھی تم تمام رسولوں پر بلا تفریق ایمان لے آؤ منجملہ ان کے آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی ایمان لے آؤ تو تمہارے گناہ بخش دئے جائیں گے اور تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفریق نہ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو اس طرح حکم دیتا ہے:۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ

اور (اے ایمان والو ان لوگوں سے) کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ہم ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۳۶)

موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئیں تھیں اور (نہ صرف ان کتابوں پر بلکہ ہم تو ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں) جو تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھیں، ہم ان نبیوں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے (کسی کو مانیں اور کسی کو نہیں، ہم تو سب کو مانتے ہیں) اور ہم سب اللہ اکیلے کے مسلم ہیں۔

عمل

اے لوگو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے تمام رسولوں پر بلا تفریق ایمان لائیے، کسی ایک کا بھی انکار نہ کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے آخری رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر ایمان کا دعوٰی باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ
تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ
السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى أَكْبَرَ
مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالُوٓا أَرِنَا اللّٰهَ
جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ
بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ، وَاٰتَيْنَا
مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿١٥٣﴾ وَرَفَعْنَا

فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ
قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ
وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ (اے رسول) اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار کر لائیں (تو وہ ایمان لے آئیں گے آپ ان کے اس مطالبہ پر ملال نہ کریں) موسٰے سے تو انہوں نے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا وہ یہ کہ انہوں نے کہا تھا کہ اللہ کو علی الاعلان دکھا دیجئے تو اُن کے (اس) گناہ کے سبب ایک بجلی نے ان کو پکڑ لیا پھر (موسٰی کو اذیت دینے والی ایک اور حرکت کر بیٹھے وہ یہ کہ) کھلی نشانیاں آنے کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا بہرحال ہم نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا اور (تو اور) موسٰی کو ہم (ان کی نبوت کی) کھلی ہوئی دلیل دی تھی (تاہم یہ لوگ طرح طرح کی باطل حرکتیں کرتے رہے ان کو ہمیشہ سے ہی یہ عادت ہے لہٰذا اے رسول آپ آزردہ نہ ہوں) ﴿۱۵۳﴾ اور (اے رسول) ہم نے ان سے عہد و پیمان لیتے وقت ان کے اوپر (کوہ) طور کو بلند کر دیا تھا، ہم نے ان سے کہا تھا دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا، ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ کے دن (حدود شرعی سے) تجاوز نہ کرنا۔ غرض یہ کہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا لیکن انہوں نے اُسے بھی توڑ ڈالا ﴿۱۵۴﴾

معانی و مصادر (اَرِ) اَرٰی، یُرِیُ، اِرَائَۃٌ (باب افعال) دکھانا۔ (اَرِ = دکھا امر کا صیغہ ہے)۔

(صَاعِقَۃ) صَعَقَ، یَصْعَقُ، صَاعِقَۃٌ (ف) بجلی یا آگ کا عذاب نازل کرنا۔

(مِیْثَاق) وَثَقَ، یَثِقُ، وَثَاقَۃٌ (ک) قوی ہونا، مضبوط ہونا۔

وَاثَقَ ، يُوَاثِقُ ، مُوَاثَقَةٌ وَوِثَاقٌ (باب مفاعلہ) عہد کرنا (میثاق = مضبوط عہد)۔
(غَلِيْظًا) غَلُظَ ، يَغْلُظُ ، غِلَظٌ وغِلْظَةٌ وغِلَاظَةٌ (ك) گاڑھا ہونا، سخت ہونا۔

تفسیر آیت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے لئے آسمان سے کوئی لکھی لکھائی کتاب اتار کر لائیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے مطالبہ کے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ) اے رسول اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار کر لائیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ کفار مکہ نے بھی ایسا ہی سوال کیا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝
(بنی اسرآئیل۔ ۹۳)

اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی تسلیم نہ کریں گے یہاں تک کہ آپ کوئی کتاب ہم پر نازل کریں جس کو ہم خود پڑھیں، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب (عجز و لاچاری سے) پاک ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے) میں تو بس (اس کی طرف سے) ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (میرے اختیار میں کچھ نہیں)۔

آگے فرمایا (فَقَدْ سَأَلُوْا مُوْسٰٓى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ) اے رسول، آپ ان کے مطالبہ سے ملول نہ ہوں، موسیٰ (علیہ السلام) سے تو ان لوگوں نے اس سے بھی بڑی بات کا مطالبہ کیا تھا۔ انہوں نے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کہا تھا کہ آپ ہمیں کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کو دکھائیں (تو پھر ہم ایمان لائیں گے) (اے رسول) انہوں نے اس قسم کا مطالبہ کر کے بہت بڑی گستاخی اور زیادتی کی، ایسی گستاخی کے باعث بجلی نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور انہیں ہلاک کر دیا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

(اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ (اے موسیٰ) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں، (تمہارے اس مطالبہ پر)

تَشْكُرُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۵۵ و ۵۶)

تمہارے دیکھتے دیکھتے بجلی نے تمہیں آپکڑا، بجلی سے تمہاری موت واقع ہو گئی۔ پھر اللہ نے تمہاری موت کے بعد تمہیں پھر زندہ کر دیا تاکہ (اللہ کا احسان مانو اور) شکر گذار (بندے) بن جاؤ۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ) اور اے رسول، آپ ان کی حرکتوں سے ملول نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا جائے تو یہ ایمان لے آئیں گے، یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے بہت سے معجزات اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور کفر اور شرک میں ملوث ہو گئے بہرحال ہم نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا (وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا) اور اے رسول ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو (ان کی نبوت کی) کھلی دلیل دی تھی لیکن یہ پھر بھی صحیح معنوں میں ایمان نہیں لائے (وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ) اور اے رسول یہ تو بڑی بڑی عجیب قسم کی حرکتیں کرتے رہے مثلاً ہم نے ان کے اوپر طور پہاڑ کو مثل سائبان کے کھڑا کر کے مضبوط عہد لیا لیکن انہوں نے اس عہد کو بھی توڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الاعراف ۔ ۱۷۱)

اور (اے رسول، بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ان کے اوپر کوہ (طور) کو بلند کیا (وہ ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا کہ وہ ایک سائبان ہے۔ بنی اسرائیل نے خیال کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے (ایسے موقع پر ہم نے ان سے کہا) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے اُسے یاد رکھو تاکہ (اس کے مطابق عمل کر کے) تم متقی بن جاؤ۔

اور دوسری حرکت انہوں نے یہ کی کہ (وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا) ہم نے ان سے کہا تھا کہ شہر کے دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا تو یہ لوگ بجائے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کے کولہوں کے بل داخل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُونَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ البقرہ جزء ۶ ص ۲۳ و صحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص ۶۰۵)

(یہودی شہر کے) دروازے میں کولہوں کے بل داخل ہوئے۔

نوٹ :۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے۔

اور (اے رسول) تیسری حرکت انہوں نے یہ کی کہ (وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ) اور ہم نے ان سے عہد لیا تھا کہ ہفتہ دن ہمارے حکم سے تجاوز نہ کرنا لیکن انہوں نے یہ عہد بھی توڑ دیا (وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا) حالانکہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا تھا۔ اہل کتاب سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ

(الاعراف - ۱۶۳)

اور (اے رسول ذرا) ان سے اس بستی کا حال دریافت کیجئے جو ساحل سمندر پر واقع تھی کہ جب وہ ہفتہ کے دن (کے احکام کے سلسلہ) میں حد سے تجاوز کرنے لگے (تو ان کا کیا حشر ہوا، یعنی) جب ہفتہ کے دن مچھلیاں واضح طور پر ان کے سامنے آتیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو (سامنے) نہ آتیں (اور اے رسول کیونکہ) وہ پہلے ہی سے) فسق (و فجور) میں مبتلا تھے ہم نے اس طریقہ سے ان کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیا۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے ان کے کفر و شرک، ظلم و زیادتی اور عہد شکنی کے واقعات کو بیان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں لہذا ان کے مطالبہ کی کوئی پرواہ نہ کیجئے۔

عمل

اے ایمان والو، آپ یہودیوں کی طرح نہ ہو جائیے کہ عہد و پیمان کر کے اسے توڑ ڈالیں۔

کلمہ شہادت پڑھ کر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دین پہنچا ہے اس پر عمل کرنے کا جو عہد کیا ہے اُسے پورا کیجئے۔ احکام الٰہی پر سختی سے عمل کئے جائیے۔ احکام الٰہی سے پہلوتہی کرنے کے لئے حیلے اور بہانے نہ تلاش کیجئے۔

اے لوگو، قرآن مجید ایک بہت بڑا معجزہ ہے دنیا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے، لہذا ایمان لانے کے لئے مزید کسی معجزہ کی ضرورت نہیں اور نہ کسی اور معجزہ کا خیال دل میں لائیے بلکہ قرآن مجید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے اسی کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا
غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا
قَلِيْلًا ۝١٥٥ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ
عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝١٥٦
وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ
شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ
مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ
يَقِيْنًا ۝١٥٧ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١٥٨
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ

الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ
لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَّاَخْذِهِمُ
الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ
اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ
يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ
الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ
وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾

ترجمہ پھر ہم نے (ان پر لعنت کی) ان کے (۱) عہد توڑ دینے کی وجہ سے (۲) اللہ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے (۳) نبیوں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور (۴) ان کے اس بات کے کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (حالانکہ بات یہ نہیں ہے) بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے لہٰذا ان میں سے چند ہی لوگ ایمان لاتے ہیں ﴿۱۵۵﴾ اور (۵) ان کے کفر کرنے اور (۶) مریم پر بہتان عظیم لگانے کے سبب سے ۱۵۶ اور (۷) ان کے اس قول کے سبب سے کہ (انہوں نے کہا) ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس سلسلہ میں مطلق کوئی علم نہیں

محض وہم وگمان کی پیروی کررہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسٰی کو قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا (اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل ہے) وہ غالب ہے (ہر کام کرسکتا ہے اور وہ) حکیم ہے (ان کا زندہ اٹھا نا اللہ کی مصلحت وحکمت پر مبنی ہے) (۱۵۸) اور (ایک وقت آئے گا کہ اس وقت) ہر اہل کتاب عیسٰی پر عیسٰی کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئیگا اور (پھر وہ) قیامت کے دن ان کے ایمان کی شہادت دیں گے (۱۵۹) اور (۸) (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے ظلم کے سبب سے (جس ظلم کی وجہ سے) ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کردی تھیں اور (۹) بہت زیادہ اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے (۱۶۰) اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس سے منع کردیا گیا تھا اور (۱۰) اس سبب سے بھی کہ وہ لوگوں کے مال ناجائز طور پر کھا جایا کرتے تھے (ہم نے ان پر لعنت کی، ان پر غضب کیا) اور ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (اور آخر وقت تک توبہ نہیں کی) ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۶۱) (اہل کتاب ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جو لوگ ان میں سے علم میں رسوخ رکھتے ہیں اور جو مؤمن ہیں وہ تو اس کتاب پر بھی ایمان لائے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی اور (ایسے لوگ جو) نماز ادا کرنے والے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان لوگوں کو ہم اجر عظیم عطاء کریں گے (۱۶۲)

معانی ومصادر

(نَقْض) نَقَضَ، يَنْقُضُ، نَقْضٌ (ن) توڑنا۔
(غُلْفٌ) غَلَفَ، يَغْلُفُ، غَلْفٌ (ن) ڈھانکنا (غُلْفٌ = اَغْلَفُ کی جمع، غلاف)۔
(بُهْتَانًا) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بُهْتَانٌ (ف) تہمت لگانا۔
(صَلَبُوْا) صَلَبَ، يَصْلِبُ، صَلْبٌ (ض ن) پھانسی دینا۔
(شُبِّهَ) شَبَّهَ، يُشَبِّهُ، تَشْبِيهٌ (باب تفعیل) مشابہ کرنا۔
(اَلرّٰسِخُوْنَ) رَسَخَ، يَرْسُخُ، رُسُوْخٌ (ن) اپنی جگہ ثابت ہونا، بارش کا زمین کی نمی تک پہنچ جانا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے بعض جرائم اور ان کی عہد شکنی کا حال بیان کیا ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کے مزید جرائم بیان کئے ہیں پھر ان کی عہد شکنی اور بدکرداری کی سزا میں اس عذاب کا ذکر کیا ہے جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں ان کے جرائم کی ایک فہرست دی ہے جن جرائم کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ وہ جرائم یہ ہیں:۔

① (فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ):۔ عہد شکنی،
② (وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ) :۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا،
③ (وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ):۔ انبیا علیہم السلام کا ناحق قتل کرنا،
④ (وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ):۔ ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (اس لئے ہم پر قرآن مجید کا کوئی اثر نہیں ہوگا) (بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دل غلاف میں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے (فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا) یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔ ایمان نہ لانے کی وجہ غلاف نہیں ہیں بلکہ وہ مہر ہے جو ان کی بداعمالی اور بدعہدی کی وجہ سے ان کے دلوں پر لگا دی گئی ہے۔

الغرض فخر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا کہ ہمارے دل محفوظ ہیں یہ بھی ایک جرم ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔

⑤ (وَبِكُفْرِهِمْ):۔ ان کا کفر کرنا۔ آیات اللہ کے ساتھ کفر کرنے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اس جگہ ان کے عام کفر کا بیان ہے۔

⑥ (وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا):۔ ان کا حضرت مریم پر تہمت لگانا۔

⑦ (وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ):۔ ان کا جھوٹا دعویٰ کرنا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے (وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) حالانکہ وہ نہ تو ان کو قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے بلکہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی ایک شبیہ بنا دی گئی تھی وہ اس شبیہ کو قتل کر کے ہی فخر کر رہے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا (وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ) حالانکہ جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے، یہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں شک میں مبتلا ہیں (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) ان کے پاس کوئی یقینی علم تو ہے نہیں کہ اس کی بنا پر ان کے قتل کا دعویٰ کر سکیں، ان کے دعویٰ کی بنیاد محض ظن و گمان پر ہے۔ صحیح علم تو اللہ کو ہے اور وہ کہتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) بلکہ ان کو اللہ تعالےٰ نے صحیح وسالم اپنی طرف اٹھا لیا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اور اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ان کے اس طرح زندہ اٹھا لینے اور ان کی شبیہ کو قتل کرا دینے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی۔ وہ زندہ ہیں انہیں موت نہیں آئی ہے (وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) ایک وقت آنے والا ہے کہ اہل کتاب کا ہر شخص ان کی موت

سے پہلے ان پر ایمان لے آئیگا (وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا) پھر قیامت کے دن عیسٰی علیہ السلام ان کے ایمان کی شہادت دیں گے۔

⑧ (فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا) یہودیوں کا شرارتیں کرنا (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) ان شرارتوں کی وجہ سے ہم نے دنیا میں بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں۔ یہ تو دنیا میں ان کو سزا دی گئی اور آخرت کی سزا ابھی باقی ہے،

⑨ (وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا) بہت سے لوگوں کو اللہ تعالٰے کے راستے سے روکنا،

⑩ (وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ) سود لینا حالانکہ ان کو سود لینے سے منع کر دیا گیا تھا،

⑪ (وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ)۔ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جانا۔

غرض یہ کہ اہل کتاب خصوصًا یہودی مختلف جرائم کے مرتکب تھے (وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اب ہم ان جرائم پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں:۔

① مندرجہ بالا گیارہ جرائم کی فہرست میں ان کا سب سے پہلا جرم یہ بتایا گیا کہ وہ عہد شکنی کرتے تھے۔ جو عہد ان سے لئے گئے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(البقرہ۔ ۶۳ و ۶۴)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا اس حالت میں کہ ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کر کے (مثل سائبان کے) کر دیا تھا اور تم سے کہا تھا کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُسے قوت کے ساتھ پکڑو اور جو (ہدایات) اس میں (لکھی ہوئی) ہیں انہیں یاد رکھو (ان پر عمل کرتے رہو) تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ پھر (ہوا یہ کہ) تم اس کے بعد اس عہد سے پھر گئے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

(النسآء۔ ۱۵۴)

اور (اے رسول) ہم نے ان سے عہد و پیمان لیتے وقت ان کے اوپر (کوہ) طور کو بلند کر دیا تھا، ہم نے ان سے کہا تھا دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا، ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتہ کے دن (حدود شرعی سے) تجاوز نہ کرنا، غرض یہ کہ ہم نے ان سے بڑا مضبوط عہد لیا (لیکن انہوں نے اسے بھی توڑ ڈالا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۸۳ تا ۸۵)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا، والدین، اقرباء یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا، لوگوں سے اچھی بات کہنا، نماز کو قائم رکھنا، زکوٰۃ کو ادا کرتے رہنا تو (اے بنی اسرائیل) چند لوگوں کے علاوہ تم سب (اس عہد سے) پھر گئے اور (ابھی تک اس سے) روگردانی کر رہے ہو۔ اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو اس کے ملک سے نکالنا تو تم نے (ان باتوں کا اقرار کیا تھا اور تم بھی اس بات پر گواہ ہو۔ (اور اے بنی اسرائیل) پھر تم ہی ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو، اپنے میں سے بہت سے لوگوں کو ان کے وطن سے نکال دیتے ہو، ان پر گناہ اور ظلم کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو

(تم سمجھتے ہو کہ فدیہ دے کر نہ چھڑانا حرام ہے)
حالانکہ ان کو (ان کے ملک سے) نکالنا بھی
تو تم پر حرام ہے (ایک حرام کام سے پرہیز کرتے
ہو اور دوسرے حرام کو بے دھڑک کر گذرتے
ہو) تو کیا تم کتاب (الٰہی) کے بعض (احکام)
پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو (خبردار
ہو جاؤ) جو لوگ تم میں سے ایسا کام کریں ان
کے لئے اور کوئی بدلہ نہیں سوائے اس کے کہ دنیا
کی زندگی میں رسوائی نصیب ہوگی اور قیامت
کے دن اس سے بھی زیادہ سخت عذاب میں
مبتلا کئے جائیں گے (اور اے بنی اسرائیل
خبردار ہو جاؤ) جو عمل تم کر رہے ہو اللہ اس سے
غافل نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ
اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ
عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ
قٰسِيَةً، يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ
تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اور (اے ایمان والو، عبرت کے لئے اس بات
کو ذہن میں رکھو کہ) اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی
عہد و پیمان لیا تھا (پھر) ان ہی میں سے (ان پر)
بارہ سردار مقرر کئے تھے پھر اللہ نے (ان سے)
فرمایا تھا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر
تم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ دیتے رہے، میرے
رسولوں پر ایمان لائے ان کا ادب و احترام
کرتے رہے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہے تو
میں تمہارے گناہوں کو مٹا دونگا اور تمہیں ایسے
باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ
رہی ہیں پھر تم میں جس نے (اس وعظ و نصیحت)
کے بعد بھی کفر کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک
گیا۔ (انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو
ان کے عہد و پیمان کو توڑ دینے کی وجہ سے ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا
بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۱۲ تا ۱۴)

نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے ہیں اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا ہے اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور (اے ایمان والو) ہم نے ان لوگوں سے بھی جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں مضبوط عہد لیا تھا، (لیکن جب) انہوں نے بھی ان باتوں میں سے ایک (بہت بڑے) حصہ کو فراموش کر دیا تو ہم نے (بطور سزا کے) ان کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا اور عنقریب (قیامت کے دن) اللہ انہیں بتائے گا کہ انہوں نے (دنیا میں) کیا کیا عمل کیے تھے۔

الغرض اہل کتاب خصوصاً یہودیوں سے بہت سے عہد لئے گئے لیکن انہوں نے کسی عہد کو پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۰۰)

(ان کے فسق کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو گا کہ) ان لوگوں نے جب کبھی (اللہ سے) کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اس کو (توڑ) پھینکا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر ان خود دو شبہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو ان کے عہد و پیمان یاد دلا رہا ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کریں اور اسلام قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

(البقرۃ - ۴۰ و ۴۱)

اے بنی اسرائیل، میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں اور اُس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا (اگر تم ایسا کروگے تو) میں اس عہد کو پورا کرونگا جو میں نے تم سے کیا تھا اور تم صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور (اے بنی اسرائیل) اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے (وہ ایسی کتاب ہے) جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے (سب سے) پہلے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور (اے بنی اسرائیل) تھوڑے فائدے کے خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو، اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(۲) دوسرا جرم اہل کتاب کا یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے ہے

(۳) تیسرا جرم ان کا یہ بتایا گیا کہ وہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۸۷)

جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن پر عمل کرنے کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم نے سرکشی کی (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا۔

(۴) چوتھا جرم ان کا یہ ہے کہ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، ان پر کسی کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے ان فخریہ کلموں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دلوں پر غلاف نہیں ہے بلکہ مہر ہے جو ان کی بدکرداری کی وجہ سے لگا دی گئی۔ وہ حق پوشی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں، اس وجہ سے انہیں حق نظر نہیں آتا یہ اپنے جواب پر فخر نہ کریں بلکہ اچھی طرح سن لیں کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۸۸)

اہل کتاب (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں (محفوظ) ہیں، (ان پر تمہارا رنگ نہیں چڑھ سکتا، نہیں بات یہ نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں) بلکہ ان کی (ہٹ دھرمی

اور) حق پوشی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے (یہ رحمت سے دور کر دئے گئے ہیں) یہی وجہ ہے کہ یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

(۵) پانچواں جرم ان کا عام کفر ہے مثلاً:۔

۱ | بعض انبیاء علیہم السلام کا انکار خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۰۱)

اور (اب) جبکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آگیا جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پس و پشت ڈال دیا (اور اب وہ ایسے ہو گئے) گویا انہیں معلوم ہی نہیں (کہ پس پشت کوئی چیز پڑی ہے)

۲ | جادو کرنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۰۲)

(اہل کتاب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ (جادو ٹونے کے) ان خرافات کے پیچھے لگ گئے جو خرافات کہ شیاطین سلیمان کے عہد حکومت کی طرف منسوب کر کے تلاوت کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے (کبھی جادو جیسے) کفر کا ارتکاب نہیں کیا یہ تو شیاطین ہی تھے جنہوں نے (جادو کر کے خود بھی) کفر کیا (اور اس کفر کو فروغ بھی دیا اور وہ اس طرح کے) انسانوں کو (بھی) جادو سکھانے لگے، (مزید برآں اہل کتاب اس علم سحر کے پیچھے بھی لگ گئے) جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔ یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے

تھے جب تک ان سے یہ نہ کہتے کہ ہم تو (تمہارے لئے ذریعۂ) امتحان و آزمائش ہیں لہذا (تم جادو سیکھ کر) کفر نہ کرو اور امتحان و آزمائش پر پورے اترجاؤ لیکن اہل کتاب ان کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے)، ان سے جادو کی وہ باتیں سیکھتے تھے جن کے ذریعے شوہر اور بیوی میں تفریق پیدا کر دیں، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر جادو کے ذریعے کسی کو (ذرا سا بھی) نقصان نہیں پہنچا سکتے بہر حال یہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے ایسی باتیں سیکھتے تھے جو انہیں نقصان پہنچائیں، فائدہ (کچھ) نہ پہنچائیں اور وہ (اچھی طرح) جانتے تھے کہ جو شخص جادو کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (اسکے باوجود وہ جادو کے کاروبار میں مشغول تھے) اور بے شک جس چیز کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بہت بری چیز ہے کاش انہیں اس بات کا علم ہوتا۔

۳ حضرت جبریل علیہ السلام سے دشمنی رکھنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

(البقرۃ - ۹۸)

(خبردار) جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا، جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو (ایسے) کافروں کا اللہ تعالےٰ دشمن ہے۔

۶ چھٹا جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مریم پر تہمت لگائی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝

(مریم ۲۷ و ۲۸)

پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں (قوم کے لوگوں نے) کہا اے مریم یہ تو تم نے (بہت ہی) برا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی۔

⑦ ساتواں جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی کوشش کی اور باوجود اس کے کہ وہ انہیں قتل نہیں کر سکے لیکن دعویٰ ان کا یہی ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ کسی رسول کو قتل کرنا اور پھر جسارت یہ کہ اس کو فخریہ طور پر بیان کرنا کتنا بڑا جرم ہے لیکن ان کو اس بات کا احساس تک نہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے لہٰذا وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالےٰ نے ان کے دعویٰ کو باطل قرار دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہودی نہیں قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے (وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) ہاں یہ ضرور ہوا کہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنا دی گئی، وہ اس شبیہ کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ (وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ) اور جو لوگ اس معاملہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ اس معاملہ میں محض شک میں پڑے ہوئے ہیں (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) انہیں علم تو کچھ ہے نہیں محض ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں صحیح علم تو صرف اللہ تعالےٰ کو ہے اور وہ خبر دیتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) بلکہ انہیں تو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا یعنی روح مع جسم کے اٹھائی گئی۔ اگر صرف روح اٹھائی جاتی اور جسم نیچے رہ جاتا تو پھر یہ تو موت ہوتی اور موت ہوتی تو پھر اُسے قتل ہی کہا جاتا اور یہودیوں کی تصدیق ہو جاتی کہ انہوں نے واقعی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور یہ ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ تو یہودیوں کی تردید فرما رہا ہے اور قتل کی نفی فرما رہا ہے لہٰذا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔

جب فعل "رفع" ہو فاعل اللہ تعالےٰ ہو، مفعول انسان ہو اور حرفِ جار اِلیٰ کے مجرور ضمیر کا مرجع اللہ تعالےٰ ہو تو پھر سوائے زندہ اٹھانے کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ مرتبہ کی بلندی کے لئے حرف جار نہیں آتا مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا

(الزخرف ۔ ۳۲)

اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے بلندی عطاء کی گئی ہے تاکہ ایک دوسرے کو (اپنا) خادم بنائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

(الاعراف ۔ ۱۷۶)

اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(المجادلۃ - ۱۱)

(اور) اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی عطا فرمائیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تعالےٰ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء بین السجدتین وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص ۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) یہ دعا پڑھتے تھے:۔ اللھم اغفرلی ..... یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میری حالت کی اصلاح فرما، میرا مرتبہ بلند کر مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ جب فعل "رفع" درجات کی بلندی کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ حرف جار "الیٰ" استعمال نہیں ہوتا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جب فعل "رفع" حرف جار کے ساتھ استعمال ہو تو معنی رفع درجات کے نہیں ہوتے بلکہ مفعول کو پورا کا پورا اٹھانا مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع "آسمانی" کا ایک اور جگہ ذکر فرمایا ہے اور وہاں بھی حرف جار "الیٰ" استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔

(اٰل عمران - ۵۵)

(اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا، اے عیسیٰ میں تمہیں پوری طرح لینے والا ہوں یعنی تمہیں (پورے جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم اطہر کے ساتھ اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ یہ چیز بہت تعجب خیز ہے لہذا فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اللہ تعالیٰ زبردست

وغالب اور حکمت والا ہے۔ وہ اپنے ارادے اور اپنے کام پر غالب ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے اس کے لئے یہ کام کچھ مشکل نہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت ہے بنا در الوقوع کاموں میں اللہ تعالےٰ کی خاص مصلحت ہوا کرتی ہے اور یہ ان نادر الوقوع کاموں میں سے ایک ہے۔

یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔

نوٹ:۔ عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں تفصیلی بحث انشاء اللہ سورۃ مریم کی تفسیر میں کی جائے گی۔

آگے فرمایا (وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس وقت جتنے بھی اہل کتاب ہوں گے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے سب عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت کے اس جزء سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت ابھی واقع نہیں ہوئی وہ ابھی زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسٰی ابن مریم علیہما السلام جزء ۱۲ ص ۲۰۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسٰی بن مریم جزء اول ص ۷۶)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے، سوروں کو قتل کر دیں گے، جزیہ ہٹا دیں گے ان کے زمانہ میں مال اتنا زیادہ ہوگا کہ بے گا کوئی اُسے قبول نہیں کرے گا۔ (مال کے بجائے لوگ عبادت کو ترجیح دیں گے) یہاں تک کہ (ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

میری امت کی ایک جماعت (کے لوگ) ہمیشہ حق پر جنگ کرتے رہیں گے اور قیامت تک غالب رہیں گے پھر عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے ان کا امیر کہے گا: آئیے ہمیں نماز پڑھائیے، وہ کہیں گے نہیں۔

اُمَرَآءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم جزء اول ص۷۷)

اللہ کی طرف سے یہ اس امت کا شرف ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر امیر ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِيْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَآءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ فَلَوْ تُرِكَ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فتح قسطنطنیہ جزء ۲ ص۵۵۵)

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا بدابق میں نہ اتریں، پھر مدینہ سے ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے گا یہ اس زمانے کے بہترین لوگ ہوں گے۔ پھر جب دونوں لشکر صف آرا ہو جائیں گے تو رومی کہیں گے تم لوگ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو قیدی بنایا۔ مسلمین کہیں گے: نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے لئے تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ پھر وہ سب (مل کر) لڑیں گے۔ ان میں سے تہائی بھاگ جائیں گے اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا، تہائی قتل ہو جائیں گے۔ یہ اللہ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے اور تہائی فتح یاب ہوں گے یہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے بالآخر وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے پھر اسی اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکا دیا ہوگا کہ ان میں شیطان چیخ کر کہے گا تمہارے بعد تمہارے اہل و عیال میں دجال آگیا۔ (یہ سنکر) مسلمین وہاں سے روانہ ہوں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ الغرض جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال خروج کرے گا۔ پھر اس اثناء میں کہ وہ جنگ کی تیاری میں ہوں گے

کر نماز کی اقامت ہوگی اور عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے وہ مسلمین (کے اصرار پر مسلمین) کی امامت کرینگے پھر جب اللہ کا دشمن (دجّال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر وہ اُسے چھوڑ دیں تو وہ گھلتے گھلتے خود ہی ہلاک ہو جائے لیکن اللہ اُسے عیسی (علیہ السلام) کے ہاتھ سے قتل کرائیگا پھر وہ مسلمین کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ: مَا تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات تکون قبل الساعۃ جزء ۲ صـ۵۵۸)

اس حالت میں کہ ہم ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانک کر دیکھا آپ نے پوچھا تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ ہرگز قائم نہیں ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، دُخان (دھواں) دجال، دابۃ (الارض)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول، یاجوج وماجوج، تین (جگہ) زمین کا دھس جانا: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ ہو گی جو یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر ان کے جمع ہونے کی جگہ لے جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا پھر فرمایا:۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ

دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ دمشق کے مشرق

الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء۲ ص۵۷۲)

کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو ان کے سانس کی خوشبو پہنچے گی اسے زندہ رہنا حلال نہ ہوگا بلکہ وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پھر وہ دجال کی تلاش کریں گے تو اسے باب لُد پر پائیں گے پھر اسے قتل کردیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا (وَفِي رِوَايَةِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا) فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال جزء۲ ص۵۷۵ وباب ذکر الدجال جزء۲ ص۵۷۲)

دجال میری امت میں نکلے گا پھر وہ چالیس رہے گا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال (نواس بن سمعان کی روایت میں ہے کہ چالیس دن رہے گا) پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ ایسے ہوں گے گویا عروہ ابن مسعود ہیں۔ عیسیٰ اُسے تلاش کریں گے پھر اُسے مار ڈالیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں دشمنی نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ مَتٰى هِيَ فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ

جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اس رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے آپس میں قیامت کے متعلق مذاکرہ کیا

عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ فَسَأَلُوْا مُوْسٰى فَلَمْ يَكُنْ
عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمٌ فَرَدُّوا الْحَدِيْثَ اِلٰى
عِيْسٰى فَقَالَ عَهِدَ اللّٰهُ اِلَيَّ فِيْهَا دُوْنَ
وَجْبَتِهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
ثُمَّ ذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ وَقَالَ فَاَهْبِطُ
فَاَقْتُلُهٗ (رواہ الحاکم فی کتاب الفتن
والملاحم باب من ذکرہ الانبیاء فی
امر الساعۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک
جزء ۴ ص۴۸۸ ورواہ ابن ماجۃ فی باب
فتنۃ الدجال وسندہ صحیح ابن
ماجۃ مع حاشیۃ السندی جزء ۲ ص۵۱۷)

کہ وہ کب ہوگی۔ انہوں نے ابراہیم سے ابتداء کی اور ان سے قیامت کے وقوع کے متعلق دریافت کیا لیکن ان کے پاس اس کا علم نہیں تھا، پھر انہوں نے موسیٰ سے پوچھا ان کے پاس بھی اس کا علم نہیں تھا بالآخر انہوں نے اس بات کو عیسیٰ کی طرف لوٹایا۔ عیسیٰ نے کہا: قیامت کا وقت بتائے بغیر اللہ نے مجھ سے قیامت کے سلسلہ میں (ایک) عہد لیا ہے۔ قیامت کے وقوع کا علم تو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا، پھر انہوں نے دجال کے خروج کا ذکر کیا اور کہا (وہ عہد جو اللہ نے مجھ سے لیا ہے وہ یہ ہے کہ) میں اتروں گا اور اسے قتل کروں گا۔

الغرض آیات زیر تفسیر اور مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو قتل ہوئے نہ انہیں پھانسی دی گئی بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں صحیح وسالم اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ وہ زندہ ہیں، قیامت کے قریب اتریں گے اور منجملہ اور فرائض کی ادائیگی کے دجال کو قتل کریں گے۔

جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے تو تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ قیامت کے دن ان کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

۸ آٹھواں جرم ان کا یہ تھا کہ شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں ٹال مٹول کرتے تھے مثلاً جب ان سے کہا گیا کہ ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے اس حکم کو ٹالنے کے لئے مختلف قسم کے سوال کئے جن کا ذکر سورۂ بقر کی آیات ۶۷ تا ۷۱ میں گذر چکا ہے۔ مزید برآں احکام الٰہی کو ٹالنے کے لئے وہ حیلوں سے کام لیا کرتے تھے۔ ہفتہ کے دن شکار کے سلسلہ میں ان کے حیلہ کا ذکر سورۂ بقرہ کی آیت ۶۵ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔ الغرض اس قسم کے جرائم کی سزا میں ان پر (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ

(الانعام۔ ۱۴۷)

اور (اے رسول) ہم نے یہودیوں پر ناخن والے جانوروں کو حرام کر دیا تھا اور ہم نے ان پر گائے بکری کی چربی بھی حرام کر دی تھی سوائے اس چربی کے جو اُن کی پیٹھوں پر یا اوجھڑی پر لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے چمٹی ہوئی ہو، یہ سزا تھی جو ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور ہم یقیناً سچ بات کہتے ہیں۔

(وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا

۹ نواں جرم ان کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے۔

۱۰ دسواں جرم یہ تھا کہ سود کھاتے تھے اور

۱۱ گیارھواں جرم یہ تھا کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جایا کرتے تھے۔ ان جرموں کی سزا میں اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

اہل کتاب کے ان مجرم لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان نیک لوگوں کا بھی ذکر کیا جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ) اور اے رسول اہل کتاب میں سب ہی یکساں نہیں ہیں ان میں سے جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں وہ حق کو تسلیم کرتے ہیں وہ (وَالْمُؤْمِنُوْنَ) اور جو مومن ہیں وہ (يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے اتاری گئی، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کوئی عذاب نہیں ہوگا بلکہ (اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا) یہ تو وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں اجر عظیم ہے

عمل

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیجئے، کلمۂ شہادت پڑھ کر آپ نے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کیجئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہئے اور ہرگز اپنے عہد کو نہ توڑیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر نہ کیجئے، حق کے مقابلہ میں تکبر نہ کیجئے حق کا استہزاء نہ کیجئے بلکہ اسے تسلیم کیجئے۔

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھئے کہ حضرت مریم نہایت با عصمت خاتون تھیں، عیسیٰ علیہ السلام زندہ اٹھا لیا گیا تھا ان کے دشمن ان پر قابو نہ پا سکے تھے وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور پھر ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو کسی بہانے سے حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کردہ چیزوں کو کسی حیلے سے حلال کیجئے

اے لوگو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے کسی کو نہ روکیئے جو شخص اسلام قبول کرتا ہے اُسے اسلام قبول کرنے دیجئے اُسے دھوکا دے کر فرقہ وارانہ مذاہب کی بھول بھلیوں میں نہ الجھائیے۔

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور ان تمام کتابوں پر ایمان لائیے جو اس سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھیئے۔ نماز پڑھتے رہیئے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے۔

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ
إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۢ بَعْدِهٖ ۚ
وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرٰهِيمَ وَ
إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسٰى وَأَيُّوبَ
وَيُونُسَ وَهٰرُونَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ
وَءَاتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا
قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ
قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

عَلَيْكَ، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى
تَكْلِيْمًا ١٦٤ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ
بَعْدَ الرُّسُلِ، وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ١٦٥
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ
اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ
بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾

ترجمہ (اے رسول ان لوگوں پر کتاب نازل کرنے کا مطالبہ صحیح نہیں) ہم نے آپ پر بالکل اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، ان کی اولاد، عیسٰی، ایوب، یونس ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی تھی اور (اسی طرح) ہم نے داؤد کو زبور دی تھی ۱۶۳ اور ان ہی پر کیا منحصر ہے، ہم نے تمام رسولوں پر اسی طرح وحی نازل کی تھی، بہت سے رسولوں کا قصہ تو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور (موسٰی کو بھی ہم نے اسی طرح وحی کی تھی البتہ) موسٰی سے اللہ نے باتیں بھی کی تھیں (ان تمام رسولوں پر یہ ایمان لاتے ہیں حالانکہ ان میں سے کسی رسول نے بھی اپنی امت پر کتاب نہیں اتاری تو اب ان کا یہ مطالبہ کہ آپ ان پر کتاب اتار دیں کسی طرح سے بھی صحیح نہیں) ﴿۱۶۴﴾ (تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اللہ تعالےٰ غالب ہے اور حکمت والا ہے ﴿۱۶۵﴾ (اے رسول، کافر اس کتاب کی تکذیب کر رہے ہیں) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کتاب آپ پر نازل کی ہے اُسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور (اللہ ہی نہیں) فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں (کہ یہ کتاب حق ہے) اور (فرشتوں کی گواہی کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں) گواہی کے لئے اللہ (اکیلا ہی) کافی ہے ۱۶۶

معانی و مصادر (قَصَصْنَا (نَقُصُّ) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصٌّ و قَصَصٌ (ن) قدم بقدم چلنا، آثار قدم پر چلنا، بیان کرنا۔
(حُجَّةٌ) حَجَّ، یَحُجُّ، حَجٌّ (ن) دلیل سے غالب آنا، حج کرنا (حُجَّةٌ = دلیل)

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

(اے رسول) اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب اتار کر لائیں (تو وہ ایمان لے آئیں گے آپ ان کے اس مطالبہ پر ملال نہ کریں) موسٰے سے تو انہوں نے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا وہ

الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○
(النسآء - ۱۵۳)

یہ کہ انہوں نے کہا تھا ہمیں اللہ کو علی الاعلان دکھا دیجئے۔ ان کے (اس) گناہ کے سبب ایک بجلی نے ان کو پکڑ لیا پھر (موسیٰ کو اذیت دینے والی ایک اور حرکت کر بیٹھے وہ یہ کہ) کھلی نشانیاں آنے کے بعد بچھڑے کو معبود بنالیا بہرحال ہم نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا اور (تو اور) موسیٰ کو ہم نے (ان کی نبوت کی) کھلی دلیل دی تھی (تاہم یہ لوگ طرح طرح کی باطل حرکتیں کرتے رہتے ہیں ان کی ہمیشہ ہی سے یہ عادت ہے لہذا اے رسول آپ آزردہ نہ ہوں)

آیت زیر تفسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اہل کتاب کے مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا) اے رسول ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر بھیجی تھی اور جس طرح ہم نے ابراہیم اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان پر بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی وہ بھی اسی طرح وحی کی گئی تھی (وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ) ان کے علاوہ ہم نے بہت سے رسول بھیجے جن کا ذکر ہم اے رسول، آپ سے پہلے کر چکے ہیں اور بہت سے رسول ایسے ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا۔ ان سب کے پاس ہم نے اسی طرح سے وحی بھیجی تھی جس طرح آپ کی طرف وحی بھیجی ہے۔ جب وحی کے ارسال کے طریقہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو اعتراض کی کیا بات ہے اور یہ کیوں مطالبہ کرتے ہیں کہ آسمان سے کوئی کتاب نازل ہو، ان کا اعتراض برائے اعتراض ہے اور اے رسول آپ پر ایمان نہ لانے کا ایک بہانہ ہے (وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا) ہر نبی پر وحی کے ارسال کا ایک ہی طریقہ رہا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے باتیں بھی کی تھیں۔ اگر یہ اہل کتاب محض اس وجہ سے آپ پر ایمان نہیں لاتے کہ ہم پر آسمان سے کتابی شکل میں وحی نازل نہیں ہوئی یا آپ سے اللہ تعالےٰ نے باتیں نہیں کیں تو پھر یہ اعتراض تو دوسرے نبیوں پر بھی ہو سکتا ہے۔ ان پر تو انہوں نے ان شرطوں کو لازم نہیں کیا۔

بغیر ان شرطوں کے بھی ان کو نبی مانتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ اے رسول آپ کو نبی نہ مانیں۔ ان کا مطالبہ لایعنی اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے اے رسول آپ ان باتوں کی طرف توجہ نہ دیجئے اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے کا جو کام آپ کے فرائض میں شامل ہے اسے پورا کرتے رہئے (رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ) تمام رسولوں کو ہم نے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے بھیجنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ پر کوئی حجت باقی نہ رہے۔ وہ قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا لہٰذا ہم بے قصور ہیں۔ اگر ڈرانے والا آتا پھر بھی ہم گمراہ ہوتے تو بے شک ہم مجرم تھے اور دوزخ کے عذاب کے مستحق ہوتے۔ اللہ تعالےٰ نے رسولوں کا سلسلہ اسی لئے قائم کیا کہ دنیا والوں پر اتمام حجت ہو جائے میدان محشر میں اللہ تعالےٰ ان پر حجت قائم کر دے اور وہ اپنے بچاؤ کے لئے اللہ تعالےٰ کے سامنے کوئی حجت یا دلیل پیش نہ کر سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب بذکر فی الذات والنعوت واسامی اللہ جزء ۹ ص ۱۵۱ ورواہ مسلم نحوہ فی کتاب التوبۃ باب غیرۃ اللہ جزء ۲ ص ۲۹۶)

اللہ سے زیادہ عذر کو پسند کرنے والا کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے (رسول) بھیجے (تاکہ لوگوں کے لئے کوئی عذر نہ باقی رہے)۔

(وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اور اے رسول اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے رسولوں کا بھیجنا بھی حکمت پر مبنی ہے ورنہ اللہ تعالےٰ بغیر رسولوں کے بھیجے بھی ان کو عذاب دینے پر قدرت رکھتا ہے۔

آگے فرمایا (لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ) اے رسول، اس وضاحت کے بعد بھی کہ آپ پر اسی طریقہ سے وحی بھیجی جا رہی ہے جس طریقہ سے آپ سے پہلے تمام نبیوں پر وحی بھیجی جاتی رہی ہے یہ لوگ آپ کی رسالت کی شہادت نہیں دیتے تو نہ دیں اللہ تعالےٰ شہادت دیتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور بے شک جو کچھ اس نے آپ پر نازل کیا ہے وہ اپنے علم سے نازل کیا ہے، بھول چوک سے نازل نہیں کیا ہے بلکہ آپ کو اس کا اہل سمجھ کر نازل کیا ہے اور نازل کرنے کے طریقہ کو بھی ہم بھولے نہیں ہیں اور نہ ہم بھول سکتے ہیں، وہ ہمارے علم میں ہے اور اسی علم کے مطابق ہم نے وحی کے نزول کا طریقہ اختیار کیا ہے ہم اس کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں (وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ) اور فرشتے بھی اس کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں (وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا)

اور اے رسول، فرشتوں کی گواہی کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالےٰ اکیلا ہی گواہی کے لئے کافی ہے۔ اس کی گواہی کے بعد کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر ایمان رکھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طریقہ سے وحی نازل ہوئی جس طریقہ سے گذشتہ تمام انبیاء پر نازل ہوئی تھی۔

اے لوگو، رسولوں کا بھیجنا اتمام حجت کے لئے ہوتا ہے لہٰذا اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اگر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کی تو قیامت کے دن آپ کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے نہ کوئی عذر ہوگا اور نہ کوئی حجت۔

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے رہیئے تاکہ آپ روز محشر عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا
ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ
لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، وَكَانَ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾

ترجمہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑے (۱۶۷) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم (وزیادتی) کرتے رہے اللہ نہ تو ان کو بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتائے گا (۱۶۸) سوائے دوزخ کے راستہ کے جس میں

وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ کے لئے (کچھ مشکل نہیں بالکل) آسان ہے ۱۱۹

معانی و مصادر (طَرِیْقٌ) طَرَقَ، یَطْرُقُ، طَرْقٌ وطُرُوْقٌ (ن) رات کو آنا (طَرِیْقٌ: راستہ۔ طَرِیْقَةٌ: سیرت، حالت، ملت)۔

تفسیر اوپر کی آیات میں اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب میں سے اہل ایمان کا بھی ذکر کیا اور اہل کفر کا بھی مزید برآں اللہ تعالےٰ نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اہل کتاب صرف یہی نہیں کہ خود ایمان نہیں لاتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ سے روکتے تھے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا) جن لوگوں نے کفر کیا اور دوسروں کو اللہ تعالےٰ کے راستہ سے روکا وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑے۔ گمراہی میں اتنی دور چلے جانے کے بعد یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ صحیح راستہ پر لوٹ آئیں۔ اسی لئے آگے بطور نتیجہ کے فرمایا کہ (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم و زیادتی کرتے رہے تو اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کہ انہیں بخش دے اور انہیں سیدھے راستہ پر لگا دے۔ یہ لوگ اپنی بداعمالی کے نتیجہ میں دوزخی بن چکے ہیں لہٰذا (اِلَّا طَرِیْقَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا) اب اگر اللہ تعالےٰ انہیں کوئی راستہ بتائے گا بھی تو وہ سوائے جہنم کے راستہ کے اور کونسا راستہ ہو سکتا ہے۔ وہ جہنم میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے (وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا) اور یہ کام اللہ تعالےٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے غلط طرز عمل اور حق پوشی کی وجہ سے گمراہی میں دور جا پڑے اس کے لئے پھر دوزخ کا ہی راستہ آسان ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی (واللیل اذا یغشٰی۔ ۸ تا ۱۰)	اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی اختیار کی اور نیک باتوں کو جھٹلایا، ہم اس کے لئے سختی تک پہنچنے کا راستہ آسان کر دیں گے۔

اور جو شخص حق کے لئے جدوجہد کرے اور جب حق مل جائے تو خندہ پیشانی سے اسے تسلیم کرے تو اس کے لئے ہدایت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ○ (واللیل اذا یغشٰی۔ ۵ تا ۷)	تو جس نے (اللہ کے راستہ میں) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور نیک بات کی تصدیق کی ہم اس کے لئے آسانی تک پہنچنے کا راستہ آسان کر دیں گے۔

مزید برآں ہدایت کا راستہ آسان ہی نہیں ہوتا بلکہ اُسے ہدایت کا راستہ مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(العنکبوت۔ ۶۹)

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

عمل

اے لوگو کفر نہ کیجئے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے نہ روکیئے، اگر اب تک آپ کفر کرتے رہے تو کفر سے توبہ کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ
فَـَٔامِنُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن
تَكْفُرُوا۟ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِى
السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

ترجمہ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق کے ساتھ رسول آگیا، (اس پر) ایمان لے آؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم (اس کا) انکار کرو تو (تم اللہ کا کیا بگاڑ لوگے) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے (۱۷۰)

معانی ومصادر (جَآءَ) جَآءَ ، يَجِيْءُ ويَجُوْءُ ، مَجِيْءٌ ومَجِيْئَةٌ وجَيْءٌ وجَيْئَةٌ (ض ن) آنا۔

تفسیر اوپر (آیت نمبر ۱۵۳ میں) گذر چکا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ ان پر آسمان سے کوئی کتاب نازل ہو تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے (آیت نمبر ۱۶۳ میں) جواب دیا کہ ہم نے اپنے رسول پر اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح

اور انبیاء پر بھیجی تھی لہذا اہل کتاب کا مطالبہ لایعنی ہے۔ پھر (آیت نمبر ۱۶۶ میں) فرمایا کہ اللہ تعالے گواہ ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے وہ اپنے علم سے نازل کیا ہے اور وہ بالکل حق ہے لہذا اہل کتاب کو اب اس کے نزول میں کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے۔ اتمام حجت کے بعد اہل کتاب اور دوسرے تمام انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ) اے لوگو، تمہارے پاس (اللہ کا) رسول اپنے رب کی طرف سے حق کے ساتھ آگیا ہے تو اب تمہیں ایمان لے آنا چاہیئے، اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(المآئدۃ - ۱۹)

اے اہل کتاب کافی عرصہ تک رسولوں کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد (اب) تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو (ہمارے احکام) وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے، (یہ اس لئے) کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ ڈرانے والا تو (اب خبردار ہو جاؤ) کہ تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے، (اب بھی اگر تم نہ سنبھلے تو سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(الاعراف - ۱۵۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور اگر تم انکار کرو اور ایمان نہ لاؤ تو اللہ تعالے کا کچھ نہیں بگڑتا اس کی بادشاہت میں کوئی کمی نہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے

سب اس کا ہے، سب پر اس کی حکومت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

يَا عِبَادِي أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَىٰ أَتْقَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَىٰ أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم ۲/۳۲۹)

اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے انسان اور تمہارے جن سب ایک ایسے آدمی کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہو تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا سی بھی زیادتی نہیں ہوگی اور اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے، تمہارے انسان اور تمہارے جن سب ایک ایسے آدمی کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا سی بھی کمی نہیں آئے گی۔

الغرض کسی کے ایمان لانے سے نہ اللہ تعالیٰ کا کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ کسی کے کفر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ بگڑتا ہے۔ جو ایمان لاتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے اور جو کفر کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے (وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا) وہ علم والا ہے اور حکمت والا ہے، اُسے علم ہے کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون کفر پر اڑا رہتا ہے۔ وہ کفر کرنے والوں کو فوری سزا نہیں دیتا اس میں بھی اس کی حکمت ہے۔

عمل

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں، ان پر ایمان لائیے، اسی میں آپ کی بہتری ہے۔

اے لوگو، اگر آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا، آپ اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ نقصان سے اپنے آپ کو بچائیے اور ایمان لاکر فلاح دارین حاصل کیجئے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى
ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ
اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَلَا
تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ، اِنْتَهُوْا خَيْرًا
لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٧١﴾
لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ
يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ۗ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ
عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ
اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿١٧٢﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ
اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ

فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا
وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

ترجمہ اے اہل کتاب اپنے دین (کے معاملہ) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کی طرف حق کے علاوہ کسی بات کو منسوب نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم (الٰہ نہیں ہیں وہ) تو بس اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف القا کر دیا تھا اور (وہ) اللہ کی طرف سے (ایک) روح ہیں لہذا (اے اہل کتاب) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (رسولوں نے کبھی تین الٰہ نہیں کہے) لہذا تم (بھی) تین الٰہ نہ کہو (اگر) تم اس (عقیدہ سے) باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اللہ واحد الٰہ ہے، وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے اور کارساز ہونیکے لحاظ سے اللہ (تعالےٰ) اکیلا کافی ہے ﴿۱۷۱﴾ اللہ کا بندہ ہونے میں مسیح کو کوئی عار نہیں اور نہ ملائکہ مقربین کو کوئی عار ہے اور جو شخص اللہ کی بندگی سے عار کرے اور تکبر کرے تو اللہ تمام لوگوں کو (ایک دن) اپنے پاس جمع کرے گا ﴿۱۷۲﴾ پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو ان کا پورا اجر دیگا اور اپنے فضل سے ان کو کچھ اور بھی دیگا اور جن لوگوں نے (اللہ کا بندہ ہونے سے) عار محسوس کی اور تکبر کیا، ان کو اللہ دردناک عذاب دے گا ﴿۱۷۳﴾ (وہاں) اللہ کے علاوہ نہ اپنا کوئی دوست

پائیں گے اور نہ مددگار ۔

معانی ومصادر (تَغْلُوْا) غَلَا، یَغْلُوْ، غُلُوٌّ (ن) حد سے نکل جانا۔
(یَسْتَنْکِفُ) (اِسْتَنْکَفُوْا) اِسْتَنْکَفَ، یَسْتَنْکِفُ، اِسْتِنْکَافٌ (باب استفعال) تکبر کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ) اے اہل کتاب اپنے دین میں حدّ اعتدال سے آگے نہ بڑھو، افراط تفریط سے بچو (وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ) اور اللہ تعالےٰ کی طرف صرف حق بات کو منسوب کرو، ناحق بات کو اس کی طرف منسوب نہ کرو۔ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا بنایا ہے محض افتراء ہے۔ وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہیں۔

(اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ) وہ یعنی عیسیٰ مسیح تو مریم کے بیٹے ہیں اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القا کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روح ہیں ان کو الٰہ، معبود اور اللہ تعالےٰ کا بیٹا بنانا عیسائیوں کا غلو ہے۔

کیونکہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اس لئے عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کو ان کا باپ قرار دیا اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ یہ محض افتراء تھا اللہ تعالےٰ نے نہ ان کو بیٹا بنایا تھا، نہ وہ اللہ تعالےٰ کے بیٹے تھے۔ رہا بے باپ کے پیدا ہونا تو یہ ایسی چیز نہیں کہ محض اس کی وجہ سے ان کو اللہ تعالےٰ کا بیٹا قرار دیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○
(اٰل عمران ۔ ۵۹)

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسی آدم کی، اللہ نے آدم (کے پتلے) کو مٹی سے بنایا، پھر اس (مٹی کے پتلے) سے کہا (زندہ) ہوجا، وہ (زندہ) ہوگیا۔

آدم علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور وہ اہل کتاب عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کے بیٹے نہیں تھے تو پھر عیسیٰ علیہ السّلام کس طرح اللہ تعالےٰ کے بیٹے ہو سکتے ہیں، عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی عقیدہ رکھنا چاہئے جو وہ آدم علیہ السلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ یہی چیز انصاف پر مبنی ہے۔ اس کے خلاف نا انصافی، حد اعتدال سے تجاوز اور غلو فی الدین ہے۔

اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ابنیت کے عقیدہ کی تردید کرنے کے بعد ان کی

صحیح حیثیت کی وضاحت فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں، رسالت کے منصب پر فائز ہیں اور یہ منصب بذات خود انسانیت کا بلند ترین مقام ہے۔ اس سے زیادہ بلند مرتبہ کسی کو دینا اس کو الوہیت کے درجہ تک پہنچانا ہے اور یہ غلو ہے اور کھلا شرک ہے۔

دوسری صفت ان کی یہ بتائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں یعنی وہ کلمۂ کن سے پیدا ہوئے ہیں عام انسانوں کی طرح وہ مرد و عورت کے اختلاط سے پیدا نہیں ہوئے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کلمۂ کن سے پیدا ہوئے تھے بالکل اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی کلمۂ کن سے پیدا ہوئے اور یہ مضمون سورۂ بقرہ کی آیت ۵۹ کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کے "کلمۂ کن" سے پیدا ہونے کی بشارت حضرت مریم کو دے دی گئی تھی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ (آل عمران ۔ ۴۵)

(فرشتوں نے کہا) اللہ تمہیں اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (آل عمران ۔ ۴۷)

مریم نے کہا اے میرے رب میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا اللہ نے فرمایا اسی حالت میں ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں) وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اس کام سے اتنا کہہ دیتا ہے "ہو جا" وہ ہو جاتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدائش کے عام قانون کو نظر انداز کر کے کلمۂ "کُنْ" سے پیدا کر دیا۔ آدم علیہ السلام کو بھی اسی طرح پیدا کیا تھا۔ جب وہ اسی طرح ہونے کے باوجود الٰہ نہ بن سکے اور نہ انہیں اللہ تعالےٰ کا بیٹا بنایا گیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بالکل انہی حالات میں الوہیت اور ابنیت کے مرتبہ تک پہنچا دیا گیا۔

تیسری صفت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ بتائی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک روح ہیں ہر انسان کی زندگی روح کی رہین منت ہے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی بھی روح کی رہین منت ہے۔ فرق صرف روح پھونکنے کی کیفیت میں ہو سکتا ہے لیکن کیفیت کے فرق سے یہ کب لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت یا ابنیت کا درجہ دے دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ (وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ وَابْنُ اَمَتِهٖ) وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالٰے اذ قالت الملٰئکۃ یامریم جزء ۴ ص۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک جزء اول ص۳۳

جس نے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، عیسٰی اللہ کے بندے، اسکی بندی کے بیٹے اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القا کر دیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں اور اس بات کی شہادت دے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق تو اللہ اس کو جنت میں داخل کریگا خواہ وہ جس عمل پر بھی ہو۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

آگے فرمایا (فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) اے اہل کتاب اللہ تعالٰے پر حقیقی معنوں میں ایمان لاؤ اس کی ذات وصفات اور اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہ کرو اللہ تعالٰے کو اس کی ذات وصفات وحقوق میں یکتا مانو، کسی کو اس کا بیٹا نہ بناؤ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، رسولوں میں تفریق نہ کرو کہ کسی پر ایمان لاؤ کسی کا انکار کرو۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی رسول مانو اور رسول مان کر ہی ان پر ایمان لاؤ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاؤ وہ بھی اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
(المائدۃ)

اے اہل کتاب کافی عرصہ تک رسولوں کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد (اب) تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو (ہمارے احکام) وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے (یہ اس لئے) کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ ڈرانے والا تو (اب خبردار ہو جاؤ) کہ تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے، (اب بھی اگر نہ سنبھلے تو سمجھ لو

کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ) اور تین (الٰہ) نہ کہو، الٰہ تو صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(المائدۃ - ۷۳)

(اور) ان لوگوں نے بھی کفر کیا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین (الٰہوں) میں سے ایک ہے حالانکہ الٰہ کوئی نہیں سوائے ایک الٰہ کے اور اگر یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے باز نہیں آئے تو ان سے جو لوگ (بدستور) کفر کرتے رہیں گے وہ دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

عیسائیوں نے تین الٰہ بنا رکھے تھے۔ ایک الٰہ اللہ تعالیٰ دوسرا الٰہ عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرا الٰہ حضرت مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے الٰہ بنانے کا ذکر قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

(المائدۃ - ۱۱۶)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے علاوہ الٰہ بنا لینا تو وہ جواب دیں گے (اے اللہ) تو پاک و بے عیب ہے، میرے لئے یہ کب سزاوار تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھے تو علم ہو گا تو جانتا ہے میرے دل میں کیا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے بے شک غیبوں کا جاننے والا (صرف) تو ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے تین الٰہ بنانے کی تردید کی۔ ایک اور جگہ تین الٰہ بنانے کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ

مسیح ابن مریم تو بس رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں (ان میں سے کوئی الٰہ

صِدِّيقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ
كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ
اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا
وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(المائدۃ ۔ ۷۵)

نہیں تھا) ان کی والدہ صدیقہ تھیں، وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (پھر الٰہ کیسے ہو گئے، الٰہ تو کھانے کا محتاج نہیں ہوتا۔ اے رسول) دیکھئے ہم کس کس طرح ان کے لئے (اپنی) آیات کو وضاحت سے بیان کر رہے ہیں لیکن آپ دیکھئے یہ کس طرح بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے شخص کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا نہ وہ تمہاری پکار سنتا ہے بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے اور اسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ) سننے والا جاننے والا ہے۔

آگے فرمایا اے اہل کتاب (اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ) تین الٰہ کے عقیدہ سے باز آ جاؤ (اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) الٰہ تو صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اور اے اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھنے کے عقیدہ سے بھی باز آ جاؤ (سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ) اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک و منزّہ ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہے (لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) اس کی تو یہ شان ہے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کا ہے، سب پر اس کی حکومت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تو کسی چیز پر حکومت نہیں (وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا) اور کارساز ہونے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اکیلا کافی ہے۔ اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا
وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ
تَكْبِيْرًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۱۱۱)

اور (اس طرح کہا کیجئے) سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ تو کوئی بیٹا بنایا، نہ (اس کی) بادشاہت میں کوئی (اس کا) شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے (اے رسول) اس کی بڑائی خوب بیان کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا

(الفرقان ۔ ۱و۲)

بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے۔ (وہ اللہ) جس کی بادشاہت ہے (تمام) آسمانوں میں اور زمین میں اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کر دیا۔

آگے فرمایا (لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ) عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار نہیں اور نہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے کوئی عار ہے (وَمَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَكْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے عار کرے اور اپنے کو بڑا سمجھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو اپنے پاس جمع کریگا۔ (فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ) پھر جو لوگ دنیا میں ایمان لے آئے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے اس دن اللہ تعالیٰ ان کو ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیگا اور اپنے فضل سے کچھ اور بھی دیگا (وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا) اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے عار کی اور اپنے کو بڑا سمجھتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کو دردناک عذاب دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۶۰)

اور (اے رسول لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کریں گے وہ لوگ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے

الغرض اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے کو بڑا سمجھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سے عار کرنے والے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے (وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا) انہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی کارساز ملے گا اور نہ مددگار۔ نہ دنیا میں کوئی کارساز اور مددگار ہے اور نہ آخرت میں کوئی کارساز اور مددگار ہوگا دونوں جہان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور مددگار ہے اسے ہی اختیار ہے کہ وہ بگڑی بنا دے اور مدد کرے لیکن آخرت میں

کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ کارسازی کرے گا اور نہ مدد اس لئے کہ وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ کافر دوزخ سے نہیں نکالے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۔

(الفاطر ۔ ۳۶)

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے نہ ان کے متعلق (موت کا) فیصلہ کیا جائیگا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہی کی جائے گی (انعرض) ہر ناشکرے کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝

(الفاطر ۔ ۳۹)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تو جو شخص کفر کرے تو اس کے کفر (کا وبال) اسی پر ہوگا اور کافروں کے کفر سے ان کے رب کے ہاں کسی چیز میں زیادتی نہیں ہوگی سوائے (اللہ کی) ناراضگی کے اور کافروں کے کفر سے تو بس نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۙ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۚ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ جَزَاۗءً وِّفَاقًا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۙ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۚ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝

(یَتَسَآءَلُوْنَ ۔ ۲۱ تا ۳۰)

بے شک دوزخ گھات میں ہے، وہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے وہ اس میں سالہا سال تک رہیں گے۔ وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ پینے کی کسی چیز کا، سوائے گرم پانی کے اور بہتی ہوئی پیپ کے، (ان کو ان کی بداعمالیوں کا) پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ انہیں حساب اور کتاب کی کوئی توقع نہیں تھی، [illegible] کی شدت کے ساتھ جھٹلایا کرتے تھے ہم نے (ان کی) ہر بات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا تو (اس دن ہم ان سے کہیں گے اپنی بداعمالیوں کا) مزا چکھو، ہم تم پر کسی چیز کو زیادہ نہیں کرینگے سوائے عذاب کے۔

عمل

اے لوگو، اپنے دین میں غلو نہ کیجئے۔ اللہ کی طرف کسی غلط بات کو منسوب نہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف اسی بات کو منسوب کیجئے جو حق ہو۔ اس کے دین میں کسی غلط بات کو شامل نہ کیجئے۔

اے لوگو، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھئے۔ ان کے مرتبہ کو بڑھا کر انہیں الوہیّت کے درجہ تک نہ پہنچائیے، انہیں اللہ کا بندہ سمجھئے۔ انہیں اللہ تعالےٰ کا بیٹا نہ بنائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ ص ۲۰۴)

مجھے اتنا نہ بڑھانا جتنا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کو بڑھایا میں تو اس کا بندہ ہوں لہذا تم (میرے متعلق بس یہ کہا کرو) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّيْنِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِی الدِّيْنِ (نسائی کتاب الحج باب التقاط الحصی ۲/۴۷۰ وسندہ صحیح)

دین میں غلو کرنے سے بچو اس لئے کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا۔

اے لوگو، الٰہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو الٰہ نہ بنائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی بندگی سے عار نہ کیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ
بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ
اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٥﴾ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ
وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٦﴾

ترجمہ

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے (اے لوگو) ہم نے تم پر (ایک واضح نور (ہدایت) نازل کردیا ہے ﴿١٧٥﴾ تو (اب) جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل

کرے گا اور ان کو اپنی طرف پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی رہنمائی کریگا (۷۶)

معانی و مصادر

(بُرْهَانٌ) بَرِهَ، يَبْرَهُ، بَرَهٌ و بُرْهَانٌ (س) ہماری کے بعد جسم کا چمکدار ہو جانا (بُرْهَانٌ = دلیل)

تفسیر

اوپر آیت نمبر ۱۷۰ میں اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے لوگو، ایمان لے آؤ۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے قرآن مجید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پھر اسی دعوت کو دوہرایا۔ اللہ تعالے نے فرمایا (يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ) اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حجت آچکی ہے (وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا) یعنی ہم نے تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور نازل کر دیا ہے۔ یہ نور ہدایت یعنی قرآن مجید تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید نازل کر کے اتمام حجت کر دیا۔ اب اللہ تعالے کے عذاب سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ اس حجت پر ایمان لائے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے اور یہ معجزہ اس بات کی دلیل و برہان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے سچے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب فضائل القرآن جزء ۶ ص ۲۲۴)

نبیوں میں سے ہر نبی کو جو معجزہ دیا گیا اُسی کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف کی ہے لہذا میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں تابعین کے لحاظ سے ان انبیاء سے بڑھ جاؤں گا۔

الغرض قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بہت بڑی دلیل ہے یہی وہ نور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اور جس کی روشنی میں چل کر لوگ منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف - ۱۵۷)

الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، انکا احترام کیا ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح

پائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ، قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(المآئدۃ۔ ۱۵و۱۶)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے وہ (اللہ کی) کتاب میں سے جو کچھ تم چھپایا کرتے تھے ان میں سے بہت سی باتوں کو کھول کھول کر بیان کر رہا ہے اور تمہاری بہت سی خطاؤں کو معاف بھی کرتا رہتا ہے۔ (اے اہل کتاب) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) اور روشن کتاب آچکی ہے۔ (وہ ایسی کتاب ہے) جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کے راستے بتادیتا ہے جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے ہیں پھر اپنے حکم سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور ان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمادیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

(التغابن۔ ۸)

تو (اے کافرو، اب بھی وقت ہے) اللہ پر اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ اور (اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو) اللہ (تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے وہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے (اچھی طرح) باخبر ہے۔

الغرض قرآن مجید ایک جگمگاتا ہوا نور ہے (فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کریگا اور انہیں اپنی طرف پہنچنے کے سیدھے راستہ پر چلائیگا یعنی وہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید آپ کے لئے نورہدایت ہے۔ اس کی روشنی میں چلتے رہیئے تاکہ آپ منزل مقصود پر پہنچ سکیں۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ پر ایمان لائیے، اللہ تعالےٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ قرآن مجید پر سختی سے عمل کرتے رہیئے۔ قرآن مجید پر عمل کرنے سے دین و دنیا دونوں میں کامیابی و کامرانی ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے دین و دنیا دونوں میں تباہی و بربادی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل من یقوم بالقرآن جزء اول ص۳۲۵)

بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو عروج پر پہنچائیگا اور اس کے ذریعہ بہت سے قوموں کو ذلیل کریگا۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ
فِى الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ
لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ
فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ
يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ
فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا
الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ، وَاِنْ
كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

ترجمہ (اے رسول) لوگ آپ سے (کلالہ کے متعلق) فتوٰی طلب کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ کلالہ کے سلسلہ میں اللہ تم کو فتوٰی دیتا ہے (وہ یہ کہ) اگر کوئی مرد (ایسی حالت میں) مرجائے کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ صرف ایک بہن ہو تو اس کو اس مال کا جو مرنے والے نے چھوڑا ہے نصف ملے گا اور (اگر بہن بھائی سے پہلے مرجائے اور) اس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) تو بھائی بہن کا وارث ہوگا (تمام مال اس کو مل جائے گا) اگر (مرنے والے کی) دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو (بھائی کے) چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی ملے گا اور اگر (مرنے والے کے) بھائی بہن دونوں موجود ہوں تو ہر مرد یعنی ہر بھائی کو دو عورتوں یعنی دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا، اللہ تمہارے لئے (اپنے احکام کو) وضاحت سے بیان کر رہا ہے تاکہ تم کہیں گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے ﴿۱۷۷﴾

معانی ومصادر (كَلَالَة) كَلَّ، يَكِلُّ، كَلٌّ وكِلَّةٌ وكَلَالٌ وكُلُولٌ وكَلَالَةٌ وكُلُولَةٌ (ض) لاولد اور لاوالد ہونا، مصیبت اٹھانا (كَلَالَة = وہ شخص جس کی موت کے وقت نہ اس کا والد ہو اور نہ اولاد)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَسْتَفْتُوْنَكَ) اے رسول، لوگ آپ سے فتوٰی پوچھتے ہیں کہ کلالہ کی میراث کس طرح تقسیم کی جائے (قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ) آپ کہہ دیجئے کہ کلالہ کی میراث کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ فتوٰی دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ (اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ) اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو، صرف ایک بہن ہو تو اس بہن کو متوفّٰی بھائی کی میراث کا نصف دے دیا جائے (باقی عصبہ کو دے دیا جائے) (وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ) اور اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو صرف ایک بھائی ہو تو بھائی اس کے کل مال کا وارث ہوگا (فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ) اور اگر کوئی مرد اس حالت میں مرے کہ اس کی اولاد نہ ہو صرف دو بہنیں ہوں تو انہیں متوفی بھائی کی میراث

کا دوتہائی ملے گا (باقی عصبہ کو دے دیا جائیگا) (وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ) اور اگر کوئی مرد اس حالت میں مرے کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو صرف بھائی اور بہنیں ہوں تو متوفّٰی کا چھوڑا ہوا مال ان بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دوگنا حصہ ملے۔

آگے فرمایا (يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا) اللہ تعالیٰ ان احکام کو واضح طور پر بیان کر رہا ہے تاکہ تم کہیں گمراہ نہ ہو جاؤ اور غلط طریقہ سے تقسیم کر کے کسی کی حق تلفی کے مرتکب نہ ہو جاؤ (وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ اس کی یہ تقسیم اس کے علم کے مطابق ہے۔ وہی جانتا ہے کہ اس میں کیا کیا حکمتیں ہیں ایمان والوں کا کام یہ ہے کہ بس اس کے احکام کی تعمیل کریں اور ان احکام کی حکمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ نے کلالہ کے حقیقی اور سوتیلے بھائی بہنوں کا حصہ مقرر کیا ہے۔ کلالہ کے اخیافی (یعنی ماں جائے) بھائی بہنوں کے حصوں کا ذکر اسی سورت کی آیت نمبر ۱۲ میں گذر چکا ہے۔

نوٹ:۔ میراث کے جملہ مسائل کے لئے سورۃ نسآء کی آیات نمبر ۱۱ تا ۱۴ کی تفسیر صـ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، کلالہ کے ورثہ کو حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں میں اسی طرح تقسیم کیجئے جس طرح اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ راہ راست سے بھٹک جائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مائدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا
بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ
بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي
الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①

ترجمہ: اے ایمان والو، اپنے عہدوں کو پورا کیا کرو تمہارے لئے (اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی قسم کے تمام چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے ان کے جو تم کو پڑھ کر سنائے جانے والے ہیں، البتہ جب تم احرام باندھے ہوئے ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا

(یعنی حالت احرام میں حلال جانوروں کا شکار بھی حرام ہے یہ اللہ کا حکم ہے اور) اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے ①

معانی ومصادر بَهِيْمَةٌ = درندوں کے علاوہ ہر قسم کا چوپایہ، اس کی جمع بہائم ہے۔
اَنْعَام = نَعَمٌ کی جمع، اونٹ (گائے، بکری، بھیڑ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے)۔
(حُرُمٌ) حَرِمَ، يَحْرَمُ، حَرَامٌ (س ك) حرام ہونا (حُرُمٌ = حرام کی جمع، حرمت والے، احرام باندھنے والے)
(مُحِلِّي) اَحَلَّ، يُحِلُّ، اِحْلَالٌ (باب افعال) حلال کرنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ) اے ایمان والو (اپنے) عہدوں کو پورا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝
(بنی اسرآءیل ۔ ۳۴)

اور (اپنے) عہد (و پیمان) کو پورا کیا کرو، بے شک عہد (و پیمان) کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی۔

اس حکم میں وہ تمام عہد آجاتے ہیں جو اللہ تعالےٰ سے کئے جائیں یا بندوں سے کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝
(الرعد ۔ ۱۹ و ۲۰)

(اور اے رسول) کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو (روحانی) بینائی سے محروم ہے (اُسے کچھ عقل وشعور نہیں ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اور اے رسول حق سے تو) وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جنہیں عقل وشعور ہوتا ہے (یعنی وہ لوگ) جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو کبھی نہیں توڑتے۔

اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے توڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○
(الرعد - ۲۵)

ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے مضبوط عہد کرنے کے بعد اُسے توڑ ڈالتے ہیں جس چیز کو ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور جو ملک میں فساد برپا کرتے ہیں (آخرت میں) لعنت (اور پھٹکار) ہے اور اس دار (فانی میں بدکرداری) کی (سزا میں برائی ہی) برائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت تسلیم کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے قوانین کا وفادار رہنا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا اور حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھنا وغیرہ وغیرہ۔

بندوں سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○
(آل عمران - ۷۶)

البتہ وہ لوگ جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں تو (وہ فلاح پا سکتے ہیں کیونکہ) اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○ (المؤمنون - ۸)

جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ) اے ایمان والو، تمہارے لئے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ (کی قسم) کے تمام چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں۔ ان چوپایوں میں درندے شامل نہیں ہیں اور اس کی دو وجہیں ہیں:۔

۱۔ پہلی یہ کہ "بھیمہ" لغوی معنی کے اعتبار سے صرف ان چوپایوں کو کہتے ہیں جو درندے نہ ہوں۔

۲۔ دوسری یہ کہ "انعام" کی قسم میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اونٹ، بکری، گائے، بھیڑ کی طرح کے چوپائے یعنی ایسے جانور ہوں جو شکار نہ کرتے ہوں۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ
(صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

باب اکل کل ذی ناب من السباع جزء ۷
ص۱۲۲ وصحیح مسلم کتاب الصید والذبائح
باب تحریم اکل کل ذی ناب جزء ۲ ص۱۶۷)

آگے فرمایا (اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ) ان حلال جانوروں میں سے وہ جانور حلال نہیں جن کی تفصیل تم سے آگے بیان کی جانے والی ہے (غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ) مزید برآں جب تم حالت احرام میں ہو تو ان حلال جانوروں کا شکار بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔ تم ان جانوروں کے شکار کو حالت احرام میں جائز نہ سمجھ لینا۔

شکار کی اس ممانعت میں صرف خشکی کے جانور مراد ہیں، بحری جانور مراد نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○
(المآئدۃ - ۹۶)

(اے ایمان والو) تمہارے لئے بحری شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور مسافروں کا بھی فائدہ ہے البتہ جب تک تم حالت احرام میں ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم (قیامت کے دن) جمع کئے جاؤ گے۔

نوٹ:۔ حالت احرام میں شکار کے تمام مسائل کو ہم انشاء اللہ اسی سورت کی آیت نمبر ۹۶ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ بندوں کا کام تو بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کرتے رہیں۔ جس چیز کو وہ حلال کر دے اُسے حلال سمجھیں اور جس چیز کو وہ حرام کر دے اُسے حرام سمجھیں اور اس کے کھانے سے پرہیز کریں

عمل

اے ایمان والو، اپنے عہد و میثاق کو پورا کیا کیجئے۔

جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے انہیں حرام سمجھئے اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے انہیں حلال سمجھئے۔

اے ایمان والو، درندوں کے علاوہ تمام چوپایوں کو حلال سمجھئے۔
ان حلال جانوروں کو ذبح کرکے کھائیے۔ یا شکار کرکے کھائیے البتہ حالت احرام میں شکار نہ کیجئے۔
نوٹ:۔ شکار کے تمام مسائل اسی سورت کی آیت نمبر ۴ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا
شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ
وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ
وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا، وَ

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى
وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ
اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۲)

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کیا کرو اور نہ قربانی کے جانوروں کی (جن کو اللہ کی نذر کر دیا گیا ہو اور نہ ان کو) جن کے گلے میں (بطور علامت) پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو مسجد حرام کی زیارت کی نیت سے اپنے رب کا فضل اور (اسکی) رضاء تلاش کرتے ہوئے چلے جا رہے ہوں اور (اے ایمان والو حالت احرام میں تم کو شکار سے روک دیا گیا ہے لیکن) جب تم احرام اتار دو تو پھر شکار کر سکتے ہو اور (اے ایمان والو) اس قوم کی دشمنی جس قوم نے تمہیں مسجد حرام جانے سے روک دیا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انکے ساتھ زیادتی کرو اور (اے ایمان والو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو لیکن گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ۲

معانی و مصادر

(تُحِلُّوْا) اَحَلَّ، يُحِلُّ، اِحْلَالٌ (باب افعال) احرام سے نکلنا، حلال کرنا، واجب کرنا، بے حرمتی کرنا۔

(شَعَآئِرَ) شَعَرَ، يَشْعُرُ، شُعْرٌ و شِعْرٰى و شَعْرَةٌ و شُعُوْرٌ (ن، ك) جاننا۔
(شَعَآئِرَ = شَعِيْرَةٌ کی ج) علامات۔

(هَدْىَ) هَدٰى، يَهْدِىْ، هِدَاءٌ (ض) دلہن کو دولہا کے پاس بھیجنا، تحفہ دینا (هَدْىٌ = حرمت والا، سیرت، وہ جانور جو حرم بھیجا جائے)۔

(قَلَآئِد) قَلَدَ يَقْلِدُ قَلْدٌ (ض) بٹنا (قَلَائِد = قَلَادَةٌ کی جمع، پٹے، ہار)۔
(آمِّيْن) اَمَّ، يَؤُمُّ، اَمٌّ (ن) قصد کرنا آگے ہونا (اَمٌّ = قصد کرنے والا)۔
(حَلَلْتُمْ) حَلَّ، يَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا۔ احرام سے نکلنا، کسی جگہ اترنا یا اتارنا، سبکدوش ہونا۔
(اِصْطَادُوْا) اِصْطَادَ، يَصْطَادُ، اِصْطِيَادٌ (باب افتعال) شکار کرنا (اس کا مادہ ص ی د ہے)
(يَجْرِمَنَّ) جَرَمَ، يَجْرِمُ، جَرِيْمَةٌ (ض) آمادہ ہونا، آمادہ کرنا، گناہ گار ہونا۔
(شَنَاٰنُ) شَنَأَ، يَشْنَأُ و شَنِئَ يَشْنَئُ، شَنَاٰنٌ و شِنْأٌ (ف و س) دشمنی کے ساتھ بغض رکھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو۔ شعائر ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے کسی نہ کسی قسم کا کوئی خاص تعلق ہو اور اس تعلق کی بناء پر ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام شعائر کا ادب و احترام لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام شعائر کا ادب و احترام تقویٰ کی علامت ہے۔ جو متقی ہوگا وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم و توقیر کریگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ
(الحج - ۳۲)

یہ (سن چکے تو اب مزید سنو کہ) جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقوے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ.
(الحج - ۳۰)

یہ (حکم تو اے لوگو تم نے سن لیا، مزید سنو! اللہ کی طرف سے جن چیزوں کا ادب و احترام فرض کر دیا گیا ہے ان کی تعظیم کرو) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محترم قرار دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے ان شعائر میں سے بعض کا ذکر بھی خاص طور پر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینوں کو، قربانی کے جانوروں کو جو حرم جا رہے ہوں خصوصاً ان جانوروں کو جن کے گلے میں بطور علامت کے پٹے ڈال دئے گئے ہوں اور ان لوگوں کو جو بیت الحرام کی زیارت کے قصد سے سفر کر رہے ہوں شعائر میں شمار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ) حرمت

والے مہینے کی بے حرمتی نہ کرو۔ حرمت والے مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ ان چار مہینوں کی خاص حرمت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(التوبۃ - ۳۶)

اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی بارہ ہے، اس میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (صحیح اور) سیدھا دین یہی ہے لہذا (اے ایمان والو) ان مہینوں میں (ناحق خونریزی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا (البتہ جب مشرکین تم سے ان مہینوں میں لڑیں تو) تم سب مل کر ان مشرکین سے اسی طرح لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑیں (ہاں تم لڑائی کی ابتداء نہ کرنا) اور (اسے اچھی طرح) جان لو کہ (تقویٰ یہی ہے اور یہ کہ) اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

ان چار مہینوں کی حرمت یہی ہے کہ ان میں قتل وخونریزی سے بچا جائے۔

(نوٹ:۔ حرمت والے مہینوں کے متعلق جملہ مسائل انشاء اللہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۶ کی تفسیر میں لکھے جائیں گے)۔

دوسری چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے شعائر میں شمار کیا وہ ھَدْی اور قَلَائد ہیں۔ ھَدْی ہر اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لئے بیت اللہ روانہ کیا جائے۔ قلائد قربانی کے ان جانوروں کو کہتے ہیں جو بیت اللہ جا رہے ہوں اور جن کے گلے میں بطور علامت کے پٹے پڑے ہوں گویا ھدی کے بعد قلائد کا ذکر عام کے بعد خاص کی مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (الحج - ۳۶)

اور (اے ایمان والو) قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ مقرر کیا ہے۔

ان جانوروں کا احترام کس طرح کیا جائے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ ان کو بے ضرورت مقررہ مقام پر پہنچنے سے پہلے ذبح نہ کیا جائے البتہ اگر کوئی جانور راستے میں قریب الموت ہو جائے تو اسے ذبح کر دے، پھر اس کی جوتی کو اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر (تھپا پہ) مار دے اور بٹوں کو خون میں ڈال دے پھر اس کو نہ خود کھائے اور نہ اس کے ساتھی

کھائیں۔ اس جانور کو دوسرے لوگوں کے کھانے کے لئے چھوڑ دے۔

حضرت ذویبؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبْعَثُ مَعَہٗ بِالْبُدُنِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنْ عَطِبَ مِنْھَا شَیْءٌ فَخَشِیْتَ عَلَیْہِ مَوْتًا فَانْحَرْھَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَھَا فِیْ دَمٍ ثُمَّ اضْرِبْ بِہٖ صَفْحَھَا وَلَا تَطْعَمْھَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ رُفْقَتِکَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب مایفعل بالھدی اذا عطب فی الطریق جزء اول ص۴۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ قربانی کے اونٹ بھیجتے تھے پھر فرماتے تھے اگر ان میں کوئی اونٹ چل نہ سکے اور تمہیں اس کے مرجانے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کردو پھر اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر مار دو اور نہ تم اس کو کھاؤ اور نہ کوئی تمہارا ساتھی اُسے کھائے۔

حضرت جریدؓ فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْھَدْیِ قَالَ انْحَرْھَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَھَا فِیْ دَمِھَا (وفی روایۃ مالک ثُمَّ اتْرُکْ قِلَادَتَھَا فِیْ دَمِھَا) ثُمَّ خَلِّ بَیْنَ النَّاسِ وَبَیْنَھَا فَیَاْکُلُوْھَا (رواہ الترمذی فی کتاب الحج باب ماجاء اذا عطب الھدی وصححہ جزء اول ص۲۸۲ ومؤطا امام مالک کتاب الحج باب العمل فی الھدی اذا عطب اوضل ص۱۴۱ واللفظ للترمذی)

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اگر قربانی کا کوئی جانور چل نہ سکے تو میں کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نحر کردو پھر اس کی جوتی کو اس کے خون میں ڈبو دو، پھر اسے لوگوں کے لئے چھوڑ دو تاکہ وہ اسے کھائیں۔ موطا امام مالک میں ہے کہ اس کے پٹھوں کو خون میں ڈال دو۔

پہلو پر خون آلود جوتی کا چھاپہ لگانا اس بات کی علامت ہوگی کہ یہ جانور بیت اللہ جارہا تھا لیکن راستے میں چل نہ سکنے کے باعث ذبح کردیا گیا ہے اس راستے سے گذرنے والے سمجھ لیں گے کہ یہ جانور حلال ہے وہ اس میں سے بلا کھٹکے کھا سکیں گے۔

جانور کی جوتی سے مراد وہ جوتی ہے جو جانور کے گلے میں ڈال دی جاتی ہے تاکہ وہ جانور پہچانا جا سکے کہ قربانی کا جانور ہے کوئی اس سے تعرض نہ کرے اور نہ اُسے لوٹے اگر وہ جانور راستہ میں نڈھال ہو کر مرنے کے قریب ہو جائے تو اسی جوتی کو خون میں ڈبو کر اس جانور کے پہلو میں چھاپہ لگادے۔

(۲) میقات پہنچ کر قربانی کے اونٹ کے داہنے کوہان کو تھوڑا سا کھول دے، خون کو بہا دے پھر اس اونٹ کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِہٖ فَاَشْعَرَھَا فِیْ صَفْحَۃِ سَنَامِھَا الْاَیْمَنِ وَ سَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَھَا نَعْلَیْنِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب تقلید الھدی جزء ۱ ص۵۲۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی کو منگوایا، پھر اس کے داہنے کوہان کو (کچھ) کھول دیا اور خون کو بہا دیا، پھر اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دیں۔

(۳) اگر خود قربانی کے جانور کے ساتھ نہ جائے تو کسی دوسرے کے ہمراہ قربانی کے جانور کو بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ان جانوروں کے گلے میں بھی پٹے ڈال دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْدِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ ھَدْیِہٖ ثُمَّ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مِمَّا یَجْتَنِبُہُ الْمُحْرِمُ (صحیح بخاری کتاب المناسک باب فتل القلائد للبدن جزء ۲ ص۲۰۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب بعث الھدی الی الحرام جزء ۱ ص۵۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قربانی کے جانور (بیت اللہ) بھیجا کرتے تھے میں آپ کی قربانی کے جانوروں کے لئے پٹے بٹا کرتی تھی پھر آپ ان چیزوں سے نہیں بچتے تھے جن چیزوں سے محرم بچتا ہے (یعنی حالت احرام میں جو کام حرام ہوتے ہیں وہ بدستور حلال رہتے تھے)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَھَا وَاَشْعَرَھَا وَاَھْدَاھَا (صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اشعر وقلد بذی الحلیفۃ جزء ۲ ص۲۰۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب بعث الھدی الی الحرم جزء اول ص۵۵۲ واللفظ للبخاری)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں کے لئے پٹے بٹے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے گلے میں پٹے ڈال دئے ان کے کوہان سے خون نکالا اور پھر انہیں (بیت اللہ) روانہ کر دیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

کُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَلِّدُ الْغَنَمَ (صحیح بخاری کتاب المناسک باب تقلید الغنم جزء ۲ ص۲۰۸

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی قربانی کے جانوروں) کے لئے پٹے بٹتی تھی پھر آپ (وہ پٹے) بکریوں کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب بعث الھدی الی الحرم جزء اول ص۵۵۲ واللفظ للبخاری)

④ قربانی کے جانور پر سوار نہ ہو۔ اگر دوسرا کوئی جانور سواری کے لئے نہ ہو اور قربانی کو حرم لے جانے والا پیدل چلنے میں تکلیف محسوس کر رہا ہو تو معروف کے مطابق قربانی کے جانور پر سوار ہو جائے، پھر جیسے ہی دوسری سواری مل جائے تو اس پر سوار ہو جائے قربانی کے جانور پر سے اتر جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَی رَجُلًا یَسُوْقُ بَدَنَۃً فَقَالَ ارْکَبْہَا فَقَالَ اِنَّہَا بَدَنَۃٌ فَقَالَ ارْکَبْہَا فَقَالَ اِنَّہَا بَدَنَۃٌ قَالَ ارْکَبْہَا وَیْلَکَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوْ فِی الثَّانِیَۃِ (صحیح بخاری کتاب المناسک باب رکوب البدن جزء۲ ص۲۰۵ و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنۃ المھداۃ جزء اول ص۵۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے اونٹ کو ہانکتا ہوا چلا جا رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے دوسری یا تیسری مرتبہ میں فرمایا! تیری خرابی، اس پر سوار ہو جا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِرْکَبْہَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَیْہَا حَتّٰی تَجِدَ ظَہْرًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز رکوب البدنۃ المھداۃ جزء اول ص۵۵۴)

قربانی کے جانور پر معروف کے مطابق سوار ہو جایا کرو بشرطیکہ تم اس پر سوار ہونے کے لئے مجبور ہو جاؤ پھر جب تمہیں دوسری سواری مل جائے (تو اس پر سے اتر جایا کرو)

نوٹ:۔ قربانی کے جملہ مسائل ہم انشاء اللہ سورۂ حج کی آیت نمبر ۳۴ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

تیسری چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ میں شمار کیا وہ لوگ ہیں جو بیت اللہ کی طرف جا رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرِضْوَانًا) اور اے ایمان والو ان لوگوں کی بھی بے حرمتی نہ کرو جو مسجد الحرام کی زیارت کی نیت سے اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں سفر کر رہے ہوں یعنی نہ ان سے جنگ کرو، نہ ان کو قتل کرو، نہ ان کا اسباب چھینو نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچاؤ اور نہ انہیں مسجد الحرام میں جانے سے روکو۔

آگے فرمایا (وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا) اور اے ایمان والو، جب تم احرام اتار دو تو پھر شکار کر سکتے ہو۔ گذشتہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا (غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ) جب تم احرام باندھے ہوئے ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا یعنی حالت احرام میں اللہ تعالےٰ نے شکار کرنے کی ممانعت کر دی تھی اس آیت میں (فَاصْطَادُوْا) فرما کر اس بندش کو ختم کر دیا (وَاصْطَادُوْا) اگرچہ امر کا صیغہ ہے لیکن کیونکہ بندش کے بعد واقع ہوا ہے لہذا اس سے شکار کرنے کی اجازت نکلتی ہے نہ کہ شکار کرنے کا حکم۔

حالت احرام میں جس شکار کی پابندی ہے وہ خشکی کا شکار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ (المآئدۃ۔ ۹۶)

البتہ جب تک تم حالت احرام میں ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے۔

(نوٹ:۔ احرام کے جملہ مسائل اور حالت احرام کی تمام پابندیوں کا ذکر ہم انشاء اللہ العزیز اسی سورت کی آیت نمبر ۹۶ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

آگے فرمایا (وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا) اور اے ایمان والو اگر کسی قوم نے تم کو مسجد الحرام سے روکا تھا اور اس وجہ سے تمہیں اس قوم سے بغض ہو گیا ہے تو یہ بغض تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرو یا ان کے ساتھ ناانصافی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ (المآئدۃ۔ ۸)

اے ایمان والو! (محض) اللہ (کی رضاء) کیلئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کیا کرو یہی تقوےٰ کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

آگے فرمایا (وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) اور اے ایمان والو نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارا قبیلہ تمہارے دوست یا تمہاری قوم غلطی پر ہے تو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ان کی حمایت نہ کرو بلکہ حق کا ساتھ دو، بے سوچے سمجھے بغیر تحقیق کے اپنے لوگوں کی حمایت کے لئے کود پڑنا انصاف کا خون کرنا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ اَوْيَدْعُوْا اِلٰى عَصَبَةٍ اَوْيَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَيْسَ مِنْ اُمَّتِيْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ ۲/۱۳۵)

جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے (یعنی بے سوچے سمجھے اپنے قبیلہ کی حمایت کرے) اپنے قبیلہ کے لئے غصہ میں آئے یا عصبیت کی دعوت دے یا عصبیت کے باعث اپنے قبیلہ کی مدد کرے تو ایسا شخص اگر قتل ہو جائے تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہوگا۔ ایسا شخص میری امت میں سے نہیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهٗ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ اَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ اِقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَغُلَامٌ مِنَ الْاَنْصَارِ) وَنَادَى الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَنَادَى الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَاْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِيْثَةٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما ینہی من دعوۃ الجاھلیۃ جزء ۴ ص۲۲۳ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاخ ظالما او مظلوما جزء ۲ ص۳۲۱ وص۳۳۱ واللفظ للبخاری)

ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا۔ آپ کے ساتھ بہت سے مہاجرین ہو گئے یہاں تک کہ ان کی کثرت ہو گئی۔ مہاجرین میں ایک شخص (یعنی ایک لڑکا) بہت مذاق کیا کرتا تھا اس نے (مذاق میں) ایک انصاری (لڑکے) کی پیٹھ پر ہاتھ مارا۔ انصاری لڑکے کو بہت غصہ آگیا دونوں لڑکے لڑنے لگے یہاں تک کہ دونوں نے (اپنے قبیلوں کو) پکارا۔ انصاری نے پکارا اے انصار اور مہاجر نے پکارا اے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نے یہ پکاریں سنیں تو آپ) باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا: یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ پھر آپ نے پوچھا؛ ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ایک مہاجر (لڑکے) نے ایک انصاری (لڑکے) کی پیٹھ پر ہاتھ مار دیا (بس اسی بات پر وہ دونوں لڑنے لگے اور ہر ایک نے اپنے اپنے قبیلہ کو پکارا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اس (قسم کی پکار) کو چھوڑ دو یہ بڑی خبیث پکار ہے۔

الغرض آیت زیر تفسیر اور احادیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ ہمیشہ حق کا ساتھ دینا چاہیئے ناانصافی میں کسی کی حمایت نہیں کرنی چاہیئے اور نہ بے تحقیق اپنے قبیلہ کی حمایت میں کود پڑنا چاہیئے۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ) اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو، ناانصافی نہ کرو زیادتی نہ کرو گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو، یہ گناہ کے کام ہیں اور اگر تم نے یہ کام کئے تو اچھی طرح سمجھ لو (اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) اللہ تعالےٰ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کیجئے۔ حرمت والے مہینے، قربانی کے جانوروں اور مسجد الحرام جانے والوں کی بے حرمتی نہ کیجئے۔ حرمت والے مہینہ میں قتل وخونریزی نہ کیجئے۔ قربانی کے جانوروں کو نہ لوٹیے اور بیت اللہ کی زیارت کے قصد سے سفر کرنے والوں پر کسی قسم کی زیادتی نہ کیجئے اور نہ ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائیے۔

اے ایمان والو، حالت احرام میں برّی شکار نہ کیجئے۔ احرام اتارنے کے بعد آپ شکار کر سکتے ہیں۔

اے ایمان والو، کسی قوم سے اگر تمہاری عداوت ہو تو اس عداوت کو ان پر زیادتی کرنے کا بہانہ نہ بنائیے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کیجئے، برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا کیجئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے اور ان احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہرگز نہ کیجئے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ
وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ
وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا
مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى
النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ
وَاخْشَوْنِ، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ
الْاِسْلَامَ دِيْنًا، فَمَنِ اضْطُرَّ
فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣﴾

ترجمہ (اے ایمان والو اب تم کو ان جانوروں کے نام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو تم پر حرام کر دئے گئے ہیں، سنو) تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کر دیا

گیا ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام زد کر دیا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مر جانے والا جانور، چوٹ لگ کر مر جانے والا جانور، گر کر مر جانے والا جانور، سینگ لگ کر مر جانے والا جانور اور وہ جانور بھی جس کو کسی درندے نے کھایا ہو حرام کر دیا گیا ہے سوائے اس جانور کے جو (تمہیں زندہ مل جائے اور) تم (اسے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی (تم پر حرام کر دیا گیا ہے) جو (غیر اللہ کے) آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو اور (سنو تم پر یہ بھی حرام ہے) کہ تم تیروں کے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرو، یہ سب گناہ کے کام ہیں، اب کافر تمہارے دین (کو ناکام کرنے) سے مایوس ہو چکے ہیں تو ان سے نہ ڈرو بس مجھ سے ڈرتے رہو آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا (اور کیونکہ دین کامل ہو گیا لہٰذا اب اور کوئی چیز حرام نہیں ہو گی، جو چیزیں حرام کر دی گئی ہیں، بس انہیں حرام سمجھ لو انہیں ہرگز نہ کھاؤ) البتہ جو شخص سخت بھوک سے پریشان ہو (تو وہ شخص ان حرام چیزوں میں سے کھا سکتا ہے) بشرطیکہ گناہ کی طرف مائل ہونے کی نیت نہ ہو (ایسی حالت میں حرام چیز کھانے کو اللہ معاف کر دیگا کیونکہ) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

معانی ومصادر

(اُهِلَّ) اَهَلَّ، يُهِلُّ، اِهْلَالٌ (باب افعال) ظاہر ہونا، آواز بلند کرنا، ہلال دیکھنا۔

(مُنْخَنِقَةُ) اِنْخَنَقَ، يَنْخَنِقُ، اِنْخِنَاقٌ (باب انفعال) گلا گھٹ جانا۔

(مَوْقُوْذَةُ) وَقَذَ، يَقِذُ، وَقْذٌ (ض) چوٹ سے مار ڈالنا۔

(مُتَرَدِّيَةُ) تَرَدّٰى، يَتَرَدّٰى، تَرَدِّيٌ (باب تفعّل) کنویں میں گر پڑنا۔

(نَطِيْحَةُ) نَطَحَ، يَنْطِحُ ويَنْطَحُ، نَطْحٌ (ض ف) سینگ مارنا۔

(ذَكَّيْتُمْ) ذَكّٰى، يُذَكِّيْ، تَذْكِيَةٌ (باب تفعیل) ذبح کرنا، سلگانا۔

(تَسْتَقْسِمُوْا) اِسْتَقْسَمَ، يَسْتَقْسِمُ، اِسْتِقْسَامٌ (باب استفعال) قسم کھانے کے لئے کہنا، قسمت معلوم کرنا۔

(اَزْلَام) زَلَمَ، يَزْلِمُ، زَلْمٌ (ن) خطاء کرنا، کاٹ دینا، بھرنا (اَزْلَامٌ زَلَمٌ کی جمع: بے پر کے تیر)۔

(يَئِسَ) يَئِسَ، يَيْئَسُ، يَأْسٌ (س) ناامید ہونا۔

(اِضْطُرَّ) اِضْطَرَّ، يَضْطَرُّ، اِضْطِرَارٌ (باب افتعال) مضطر و پریشان ہونا۔

(مَخْمَصَةٌ) خَمُصَ، يَخْمُصُ، خَمْصٌ وخُمُوْصٌ و مَخْمَصَةٌ (ک) پیٹ خالی ہونا۔ (مَخْمَصَةٌ: بھوک جس سے پیٹ پچک جائے)۔

(مُتَجَانِف) تَجَانَفَ، يَتَجَانَفُ، تَجَانُفٌ (باب تفاعل) جھکنا، مائل ہونا۔

تفسیر آیت ۱ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا (اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ) تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کر دئے گئے، پھر فرمایا تھا (اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ) مگر وہ مویشی چوپائے حلال نہیں جو تم کو پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں۔ اس آیت میں جن جانوروں کو حلت سے مستثنیٰ کیا گیا تھا ان کی وضاحت آیت زیر تفسیر میں بیان کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ (اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ) میں جن جانوروں کے متعلق پڑھ کر سنائے جانے کا وعدہ تھا آیت زیر تفسیر میں اس وعدہ کو پورا کیا گیا۔ آیت زیر تفسیر گویا (اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ) کی تفسیر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ چیز جو غیر اللہ کے نام کر دی گئی ہو حرام کر دی گئی ہے۔

اَلْمَيْتَةُ اس جانور کو کہتے ہیں جو بغیر ذبح کئے خود بخود مر جائے۔ بغیر ذبح مر جانے والے جانوروں کی مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں چند خاص قسموں کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَالْمُنْخَنِقَةُ) وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مر جائے (وَالْمَوْقُوْذَةُ) وہ جانور جو چوٹ لگنے سے مر جائے (وَالنَّطِيْحَةُ) وہ جانور جو سینگ لگنے سے مر جائے (وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ) اور وہ جانور جس کو درندوں نے پھاڑ کھایا ہو۔ اَلْمَيْتَةُ کے بعد ان جانوروں کا ذکر گویا عام کے بعد خاص کی مثال ہے اَلْمَيْتَةُ سے تمام مردار جانور مراد ہیں جو ان پانچ اقسام کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں مثلاً بیماری سے مرنے والا، بھوک سے مرنے والا، آگے فرمایا (اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) البتہ یہ تمام جانور خواہ ان کا گلا گھٹ گیا ہو یا انہیں چوٹ لگ گئی ہو یا کسی اور وجہ سے مر رہے ہوں اگر انہیں مرنے سے پہلے ذبح کر لیا جائے تو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہو جائیں گے اور ان کا کھانا حلال ہو گا۔

مردہ جانوروں کی تفصیل کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان جانوروں کی تفصیل بھی کر دی جو باوجود ذبح کئے جانے کے حرام ہیں۔ ان میں ایک کا ذکر اوپر گذر چکا ہے یعنی وہ جانور جن پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا جن کو غیر اللہ کی نذر کر دیا گیا ہو، یہ جانور حلال نہیں ہیں۔ دوسرا جانور وہ ہے (وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ) جو کسی تھان یا آستانہ پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہ جانور باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو حرام ہی رہتا ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ کے تھان یا آستانہ پر ذبح ہونے کی وجہ سے شرک کی بو آتی ہے۔

حضرت ثابت بن الضحاکؓ فرماتے ہیں:۔

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک

وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلاً بِبُوَانَةَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنِ انْحَرَ اِبِلاً بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا، قَالَ هَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ (ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب یومر بہ من وفاء النذر جزء۲ ص۱۱۳ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء۲ ص۱۰۲۱)

شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر ایک اونٹ کو نحر کریگا (جب نذر پوری کرنے کا وقت آیا) تو وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں نے بوانہ کے مقام پر ایک اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی تھی (کیا میں وہ نذر پوری کردوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کیا وہاں ایام جاہلیت کے بتوں میں سے کسی بت کی پوجا ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا وہاں مشرکین کی عیدوں میں سے کوئی عید تھی؟ لوگوں نے کہا! نہیں۔ آپ نے (اس شخص سے) فرمایا اپنی نذر پوری کرو البتہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں اور نہ اس چیز میں نذر پوری کرنا (جائز) ہے جو ابن آدم کی ملکیت میں نہ ہو۔

الغرض غیر اللہ کے آستانوں پر، بتوں کے مقامات پر خواہ اب وہاں ان کی پوجا نہ بھی ہوتی ہو اور ان مقامات پر جہاں کفار کی عید ہوتی تھی یا ہوتی ہو جانوروں کا ذبح کرنا حرام ہے اور ایسا ذبیحہ کھانا حرام ہے۔

آگے فرمایا (وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ) اور اے ایمان والو! تم پر یہ بھی حرام ہے کہ تم تیروں کے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرو۔

کفار مکہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے تو تیروں کے ذریعہ معلوم کرتے کہ وہ کام ان کے لئے مناسب ہے یا نہیں، اس کام کا نتیجہ ان کے لئے مفید ہوگا یا مضر اگر تیر کے ذریعہ انہیں معلوم ہوتا کہ وہ کام مضر ہوگا تو اُسے نہ کرتے۔

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ

(جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو) کفار قریش کے (چند) قاصد ان کے پاس آئے

قَتَلَهٗ اَوْ اَسَرَهٗ

(انہوں نے کہا کہ) کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر میں سے ہر ایک کو قتل کرنے یا گرفتار کر کے لانے کا انعام سو اونٹ مقرر کئے ہیں۔

حضرت سراقہؓ کہتے ہیں:۔

اَتَیْتُ فَرَسِیْ فَرَکِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰی دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِیْ فَرَسِیْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَیْتُ یَدِیْ اِلٰی کِنَانَتِیْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِیْ اَکْرَهُ فَرَکِبْتُ فَرَسِیْ وَعَصَیْتُ الْاَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰی اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا یَلْتَفِتُ وَ اَبُوْبَکْرٍ یُکْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ یَدَا فَرَسِیْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی بَلَغَتَا الرُّکْبَتَیْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَکَدْ تُخْرِجُ یَدَیْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً اِذَا لِاَثَرِ یَدَیْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْاَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِیْ اَکْرَهُ فَنَادَیْتُهُمْ بِالْاَمَانِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۷)

(یہ سنکر میں) اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ اس پر سوار ہوا اسے اٹھایا تا کہ وہ مجھے (ان لوگوں کے) قریب کر دے (میں اُسے دوڑاتا رہا) یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ اتنے میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر میں اٹھا۔ میں نے اپنا ہاتھ اپنے ترکش میں ڈالا اس میں سے تیر نکالے اور ان سے فال نکالی کہ میں ان کو نقصان پہنچاؤں یا نہیں۔ فال میں وہ چیز نکلی جو مجھے پسند نہیں تھی۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور فال کی کوئی پرواہ نہ کی۔ گھوڑا مجھ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ مجھے آپ کی قرأت کی آواز آنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے اور ابوبکر کثرت سے ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھس گئیں۔ میں اس پر گر پڑا، پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا تو بڑی مشکل سے اس کی ٹانگیں باہر نکلیں جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی وجہ سے بہت سا غبار دھوئیں کے مثل آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔ میں نے پھر تیروں کے ذریعہ فال نکالی اور پھر وہی نکلا جو مجھے پسند نہیں تھا۔ پھر میں نے ان کو امان کے

ساتھ پکارا (یعنی حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا)۔

مندرجہ بالا واقعہ سے تیروں کے ذریعہ فال نکالنے کے طریقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَی الصُّوَرَ فِی الْبَیْتِ لَمْ یَدْخُلْ حَتّٰی اَمَرَ بِھَا فَمُحِیَتْ وَرَأَی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ بِاَیْدِیْھِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ وَاللّٰہِ اِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص ۱۶۹)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں تصویروں کو دیکھا تو آپ اندر داخل نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ کے حکم سے (وہ تمام) تصویریں مٹا دی گئیں اور جب آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے تو آپ نے فرمایا! اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے فال نکالنے کو حرام کر دیا۔ فال نکال کر یہ معلوم کرنا کہ کوئی کام مفید ہوگا یا مضر ایک لغو کام ہے۔ اس کی حیثیت کچھ نہیں۔ اس سے بلاوجہ محض وہم کی بنیاد پر انسان اپنے کام سے رُک جاتا ہے، اپنے ارادے کو فسخ کر دیتا ہے اور یہ چیز پست ہمتی کی علامت اور حوصلے کے منافی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر عزم و ہمت کے ساتھ جس کام کا ارادہ کیا ہے اس کام کو کرنے کی سعی بلیغ کرے اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

آئندہ کا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو بس اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہوگا لہٰذا ایسی چیز کے پیچھے پڑنا جس کو کوئی جان ہی نہیں سکتا لغو ہی نہیں بلکہ بے ایمانی کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (المائدۃ۔۹۰)

اے ایمان والو، نشہ لانے والی چیز، جوا، (غیر اللہ کے) آستانے اور (فال نکالنے کے) تیر (یہ سب) ناپاک، شیطانی اعمال میں سے ہیں، ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا سکو۔

آگے فرمایا (ذٰلِکُمْ فِسْقٌ) یہ سب گناہ کے کام ہیں، یعنی جن جانوروں کا گوشت کھانا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے ان کو کھانا اور تیروں کے ذریعہ فال نکالنا یہ گناہ کے کام ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

آگے فرمایا (اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ) اے ایمان والو اب کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں، انہیں امید نہیں رہی کہ وہ تمہارے دین کو نقصان پہنچا سکیں گے لہٰذا ان سے نہ ڈرو، بس مجھ ہی سے ڈرو (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین کے لحاظ سے اسلام کو پسند کر لیا۔ اب جو دین اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہوگا وہ صرف اسلام ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ
(اٰل عمران ۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝
(اٰل عمران ۔ ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

(اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا) بڑی اہم آیت ہے۔ یہ آیت عرفہ کے دن بروز جمعہ نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِکَ الْیَوْمَ وَالْمَکَانَ الَّذِیْ نَزَلَتْ فِیْہِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَۃَ یَوْمَ جُمُعَۃٍ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ نَزَلَتْ یَوْمَ عَرَفَۃَ) (صحیح بخاری کتاب الایمان باب زیادۃ الایمان ونقصانہ جزء اول ص۱۸ وکتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ جزء ۹ ص۱۱۲ و صحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۰۵ و (اللفظ للبخاری)

ہمیں وہ دن بھی یاد ہے اور وہ جگہ بھی یاد ہے جس دن اور جس جگہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ پر نازل ہوئی۔ آپ عرفات میں سوار تھے اور جمعہ کا دن تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عرفہ کا دن تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو سال تک (مدینہ

مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِى النَّاسِ فِى الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۴۱۰)

ہیں) رہے لیکن حج نہیں کیا۔ پھر دسویں سال لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے والے ہیں۔ (یہ خبر سنکر) مدینہ میں کثرت سے لوگ جمع ہو گئے (تاکہ آپ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوں)۔

مندرجہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ۱۰ھ کو بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز جمعہ بمقام عرفات نازل ہوئی اتمام نعمت اور دین کی تکمیل کی خوشخبریاں پہلے سے دی جا رہی تھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِىْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۰)

اور (اے رسول) آپ جہاں کہیں چلے جا رہے ہوں اور اے ایمان والو، آپ کہیں بھی ہوں (نماز کی حالت میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو (یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ لوگوں کے لئے تم پر کوئی حجت باقی نہ رہے (وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ تحویل قبلہ کی نشانی پوری نہیں ہوئی لہذا تم حق پر نہیں ہو، تحویل قبلہ کے بعد اب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے) سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں (وہی لایعنی اعتراض کریں تو کریں) تو تم ان لوگوں سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا اور (تحویل قبلہ کا یہ بھی مقصد ہے) کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور یہ کہ تم ہدایت پر چلتے رہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تحویل قبلہ اتمام نعمت کی ایک کڑی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی طرح بتدریج اتمام نعمت ہونے والا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِنْ كُنْتُمْ

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہوا کرو تو (پہلے) اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پیر بھی دھو لیا کرو

جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(المآئدۃ - ٦)

اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نماز سے پہلے) نہالیا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا تو تیمم کرلیا کرو اور) اگر تم سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تمہیں (نہانے یا وضوء کرنے کے لئے) پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو (یعنی) پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو، اللہ تم پر کسی قسم کی سختی کرنا نہیں چاہتا بلکہ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم (اس نعمت اور نرمی کا) شکر ادا کرتے رہو۔

اس آیت میں بھی اتمام نعمت کی خوشخبری دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وضو غسل اور تیمم کے احکام اسی اتمام نعمت کی کڑیاں ہیں۔

جس اتمام نعمت کی خوشخبریاں پہلے دی جارہی تھیں بالآخر وہ وقت آیا کہ اتمام نعمت ہوا اور دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا، تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کردیا اور تمہارے لئے بلحاظ دین اسلام کو پسند کرلیا۔

خوشخبری کے علاوہ آیت زیر تفسیر کے مندرجہ ذیل مقاصد بھی ہیں۔

(۱) دین کے کامل ہونے کی خبر کا مقصد یہ ہے کہ اب ایمان والوں کے لئے دین کی تمام باتوں کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ دین میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے کہ اس نقص کو پورا کرنے کی ضرورت ہو۔ دین میں اب کوئی اور چیز شامل نہیں کی جا سکتی۔ کسی اور چیز کا اس میں شامل کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ دین کامل نہیں، ناقص ہے اور یہ عقیدہ اس آیت کی رُو سے کفر ہے کیونکہ یہ آیت کا انکار ہے۔

(۲) اتمام نعمت کی خبر کا مقصد یہ ہے کہ اچھی، مفید اور خیر کی تمام باتیں پوری کردی گئیں۔ دین و دنیا کی تمام بھلائیوں کا اتمام ہوگیا، دین و دنیا کی اب کوئی نعمت ایسی باقی نہیں رہی کہ جس کے بغیر دین و دنیا میں فلاح و بہبود سے کوئی آدمی محروم رہ سکے۔

مندرجہ بالا دونوں باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں اضافہ نہیں ہوسکتا، کسی نیکی کو دین میں

شامل نہیں کیا جاسکتا، نیکی بس وہی نیکی ہے جو دین میں شامل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَدُلَّ اُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول جزء ۲ صـ ۱۳۳)

مجھ سے پہلے ایسا کوئی نبی نہیں گذرا مگر یہ کہ اس پر حق تھا کہ اپنی امت (کے لوگوں) کو خیر کی تمام باتیں بتادے جو ان کے لئے اس کے علم میں تھیں اور شر کی ان تمام باتوں سے ان کو ڈرائے جو ان کے لئے وہ جانتا تھا۔

مندرجہ بالا حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نبی اپنی امت کو خیر کی تمام باتیں بتا کر جاتا ہے لہذا نبی کے جانے کے بعد مزید کوئی بات ایسی نہیں رہتی جو خیر ہو اور اس نبی نے نہ بتایا ہو۔

الغرض آیت زیر تفسیر نے اجتہادات، قیاسات، فیصلوں اور فتووں کو دین میں داخل کرنے کے دروازے بند کر دئے۔ مزید برآں نعمت اور خیر کی تمام باتوں کی تعلیم کے بعد اب محدثات، بدعات اور استحسانات کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس دین میں کمی بیشی کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لہذا جو شخص بھی اپنے یا کسی دوسرے کے فتوے یا رائے کو دینی قانون کا درجہ دیتا ہے یا کسی نئی نیکی کو ایجاد کر کے اس پر عمل کرتا ہے یا کسی دوسرے کی ایجاد کردہ نیکی پر عمل کرتا ہے وہ گویا ایک قسم کے شرک کا مرتکب ہوتا ہے

نوٹ:۔ بدعت کے متعلق پوری تفصیل انشاء اللہ العزیز سورہ حدید کی آیت نمبر ۲۷ کی تفسیر میں بیان کی جائے گی۔

جس دین کو کامل کیا گیا اس دین کا نام اسلام ہے اور اللہ تعالےٰ بس اسی دین اسلام سے راضی ہے۔ اسلام پر عمل کرنے والا ہی نجات پا سکتا ہے۔ فلاح کی اب کوئی اور راہ نہیں سوائے اسلام کے۔

حرام چیزوں کا ذکر چل رہا تھا۔ درمیان میں اللہ تعالےٰ نے دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کی خوشخبری سنائی۔ مقصد یہ تھا کہ اب حلال و حرام کے لئے ایمان والوں کو کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے۔ وہ حرام ہے اور حلال و حرام کی تمام تفصیلات اسلام میں ہیں لہذا اسلام پر عمل کرنے ہی سے حلال و حرام کے احکام پر عمل ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جن حرام چیزوں کا ذکر فرمایا یہ چیزیں ہر حالت میں حرام نہیں بلکہ (فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) جب کوئی شخص

بھوک سے مضطر و پریشان ہو اور کوئی حلال چیز کھانے کے لئے نہ ملے تو ایسی حالت میں وہ ان حرام چیزوں میں سے بھی بقدر ضرورت کھا سکتا ہے بشرطیکہ گناہ کرنے کے لئے اسکا طبعی میلان نہ ہو۔ وہ حرام چیز کو بادل ناخواستہ مجبوراً کھا رہا ہو، موقع کو غنیمت سمجھ کر دل کی خوشی سے نہ کھا رہا ہو اس لئے کہ دل کی خوشی سے کھانا اور موقع کو غنیمت سمجھنا گناہ ہے۔ بہرصورت جو شخص مجبور اور مضطر ہو کر بے دلی سے کسی حرام چیز کو کھالے تو اللہ تعالےٰ اُسے معاف فرمائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ یہ اس کے رحم کا تقاضا ہی ہے کہ وہ ایسی صورت میں حرام کھانے کو گناہ شمار نہیں کرتا۔

حرام چیز کو کھانے کے جو شرائط ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے ایک اور جگہ بھی بیان فرمائے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۱۷۳)

بے شک اللہ نے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے حرام کردی ہے، البتہ جو شخص (فاقہ سے) مجبور ہو جائے تو اس پر ان چیزوں کے کھالینے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اللہ کی نافرمانی (کی نیت) نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے (ایسی حالت میں حرام چیز کھا لینے کو اللہ تعالےٰ معاف کردیگا) بے شک اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

الغرض حرام چیز کھانے کے چند شرائط ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:۔

① بھوک سے پریشان ہو اور کوئی حلال چیز کھانے کو نہ ملے۔
② حرام چیز کے کھانے کی طرف اس کا طبعی میلان نہ ہو بلکہ وہ اُسے بے دلی سے کھا رہا ہو،
③ بغاوت اور عدول حکمی کی نیت سے نہ کھائے، اور
④ ضرورت سے زیادہ نہ کھائے۔

عمل

اے ایمان والو، مردار، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کی چیز ہرگز نہ کھائیے۔

اے ایمان والو، گلا گھٹ کر مرجانے والا جانور، چوٹ لگ کر مرجانے والا جانور، بلندی پر سے گر کر مرجانے والا جانور، سینگ لگ کر مرجانے والا جانور اور درندہ کا شکار کیا ہوا جانور جو مرچکا ہو ہرگز نہ کھائیے، البتہ اگر یہ جانور مرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح کرلئے جائیں

تو پھر آپ کھا سکتے ہیں۔

اے ایمان والو، وہ جانور بھی نہ کھائیے جو غیر اللہ کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

اے ایمان والو، فال نکال کر یہ نہ معلوم کیا کیجئے کہ کوئی کام جس کے کرنے کا آپ ارادہ رکھتے ہیں آپ کے لئے مفید ہوگا یا نہیں۔ فال نکال کر آئندہ کی خبریں معلوم کرنا حرام ہے اور ایسی خبریں وہم اور خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔

اے ایمان والو، لوگوں سے نہ ڈریئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈریئے۔

اے ایمان والو، آپ کا دین کامل ہے، اس میں اضافہ ناممکن ہے۔ دین میں اضافہ ہرگز نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، آپ پر نعمتیں پوری ہو چکی ہیں لہذا کسی ایسی نیکی کو جو عہد رسالت میں نہ پائی جاتی ہو دین میں ہرگز شامل نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، صرف دین اسلام پر عمل کیجئے۔ دین اسلام اللہ تعالےٰ کا منتخب کردہ اور پسندیدہ دین ہے۔ اسلام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ مذاہب کو اختیار نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، حرام چیزوں کو ہرگز نہ کھائیے۔ اگر آپ بھوک سے پریشان ہوں تو حرام چیز کو ان شرائط کے ساتھ جو ص ۵۳۲ پر دئے ہوئے ہیں آپ کھا سکتے ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ
قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ
مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ
مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا
عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ
اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا
اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ
لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ
مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ
اَخْدَانٍ، وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

ترجمہ (اے رسول لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کونسی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تم پر حلال ہیں اور وہ شکار بھی (تمہارے لئے حلال ہے) جو تم نے ایسے شکاری جانوروں کے ذریعہ کیا ہو جن کو تم نے تعلیم دی ہو، شکار کرنے کے لئے سدھایا ہو اور اس طرح ان کو تعلیم دی ہو جس طرح تمہیں اللہ نے تعلیم دی ہے تو (ایسے سدھائے ہوئے) شکاری جانور اگر شکار کو تمہارے لئے روکے رکھیں (خود نہ کھائیں) تو تم اس میں سے کھا سکتے ہو اور (اس بات کو یاد رکھو کہ شکاری جانور چھوڑتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۝۴ (اے ایمان والو) آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں مزید برآں اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے، مؤمنات میں سے پاکدامن عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان کی پاکدامن عورتیں بھی (تم پر حلال ہیں) بشرطیکہ ان کا مہر ان کو ادا کرو اور ان کو مستقل طور پر نکاح میں رکھنے کی نیت ہو، نہ یہ کہ (چند دن) مزے اڑا کر چھوڑ دینے کی نیت ہو اور (دیکھو) ایسا بھی نہ کرنا کہ کسی عورت کو خفیہ طور پر (اپنا) دوست بناؤ اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے (یعنی ممنوعہ کاموں کو حلال سمجھے) تو اس کے تمام اعمال ضائع ہو جائینگے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا ۝۵

معانی ومصادر (جَوَارِح) جَرَحَ، یَجْرَحُ، جَرْحٌ (ف) پھاڑنا، چیرا لگانا (جَوَارِحُ، جَارِحَةٌ کی جمع، پھاڑنے والے)

(مُکَلِّبِیْنَ) کَلَّبَ، یُکَلِّبُ، تَکْلِیْبٌ (باب تفعیل) شکار کی تعلیم دینا۔

(مُسَافِحٌ) سَافَحَ، یُسَافِحُ، مُسَافَحَةٌ وسِفَاحٌ (باب مفاعلہ) زنا کرنا۔

(اَخْدَان) اَخْدَان = خِدْنٌ کی جمع، دوست۔

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون کونسی چیزیں حلال ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے رسول، لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون کونسی چیزیں حلال ہیں، آپ فرما دیجئے کہ تمام پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ ان پاک چیزوں میں وہ حلال جانور بھی آ گئے جن کا ذکر اسی سورت کی پہلی آیت میں کیا گیا ہے بشرطیکہ

ان کو اللہ تعالےٰ کے نام سے ذبح کر کے پاک کر لیا گیا ہو۔ حلال جانور صرف اسی صورت میں پاک ہوتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالےٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے، گذشتہ آیت کے الفاظ (اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○
(الانعام۔ ۱۱۹)

اور (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو وہی چیز کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۔
(الانعام۔ ۱۲۲)

اور (اے ایمان والو) جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں سے کچھ نہ کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔

آگے فرمایا (وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ) اور تمہارے لئے وہ جانور بھی حلال ہیں جو تمہارے شکاری جانور جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق تعلیم دی ہو تمہارے لئے روکے رکھیں یعنی خود اس میں سے نہ کھائیں اور اے ایمان والو، جب تم شکاری جانور چھوڑا کرو تو اس کو چھوڑتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لے لیا کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے شکاری جانوروں کے شکار کے متعلق مندرجہ ذیل احکام دئے ہیں:۔

① شکاری جانوروں کو سدھایا گیا ہو اور اس طریقہ سے سدھایا گیا ہو جو طریقہ اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو سکھایا ہے۔

② شکاری جانور کو اس طرح سدھایا جائے کہ وہ شکار کو پکڑ کر روک لے، اس میں سے خود کچھ نہ کھائے۔۔۔یہی وہ تعلیم ہے جو اللہ تعالےٰ نے مسلمین کو دی ہے،

③ شکاری جانور کو چھوڑتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیا جائے۔

اللہ تعالےٰ کے ان احکام کی تشریح احادیث میں تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ اب ہم احادیث صحیحہ سے ان احکام کی تشریح اور شکار کے جملہ مسائل بیان کرتے ہیں:۔

① شکاری جانور کو پہلے خوب سدھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ

جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑو اور ان پر اللہ کا نام لو تو پھر (ان کا شکار کیا

(صحیح مسلم کتاب الصید باب الصید
بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۶۵ وصحیح بخاری
کتاب الذبائح باب ماجاء فی الصید
جزء ۷، ص ۱۱۲ واللفظ لمسلم)

یہ حدیث تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ کی تفسیر ہے۔

(۲) شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ — جب تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اللہ کا نام لو۔

(صحیح مسلم کتاب الصید باب
الصید بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۶۶)

یہ حدیث گویا (وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ) کی تفسیر ہے۔

(۳) شکاری جانور کو یہ تعلیم دے کہ وہ جس جانور کا شکار کرے اس میں سے خود نہ کھائے بلکہ اسے شکار کرنے والے کے لئے روکے رکھے۔ اگر شکاری جانور اس میں سے کھالے تو پھر اس کو نہ کھائے۔ اگر شکار کرنے والا جانور اُسے مار ڈالے تب بھی اُسے کھایا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ قَتَلْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْكُلَ الْكَلْبُ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ (صحیح بخاری کتاب الذبائح جزء ۷، ص ۱۱۳ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۶۵)

تم اپنے سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑو اور (ان پر) اللہ کا نام لو تو جو شکار وہ تمہارے لئے روکے رکھیں اُسے کھالو اگرچہ انہوں نے اُسے قتل کر دیا ہو سوائے اس صورت کے کہ کتّے نے (اس میں سے) کھایا ہو کیونکہ اس صورت میں مجھے اندیشہ ہے کہ اس نے شکار کو (تمہارے لئے نہیں روکا بلکہ) اپنے لئے روکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ (صحیح بخاری
کتاب الذبائح باب الصید اذا غاب
عنہ جزء ۷، ص ۱۱۳ وصحیح مسلم کتاب
الصید بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۶۵)

اگر کتا (شکار میں سے) کھالے تو پھر اس شکار کو نہ کھاؤ۔

④ اگر شکاری کو شکار زندہ ملے تو پھر اُسے ذبح کر کے کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهٗ قَدْ قُتِلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ (صحیح مسلم کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۶۶)

جب تم اپنے کتّے کو چھوڑو تو اللہ کا نام لو پھر اگر وہ شکار کو تمہارے لئے روکے رکھے اور تم شکار کو زندہ پاؤ تو اسے ذبح کرو اور اگر تم (اس حالت میں) شکار کو پاؤ کہ وہ قتل ہو چکا ہے (یعنی مر چکا ہے) لیکن کتّے نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا ہے تو اس شکار کو کھا سکتے ہو۔

⑤ اگر تمہارے شکاری جانور کے ساتھ دوسرا کوئی شکاری جانور شکار کرنے میں شریک ہو جائے اور وہ شکار مر چکا ہو تو اس شکار میں سے کچھ نہ کھاؤ اس لئے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس جانور نے وہ شکار کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ دوسرے شکاری جانور نے وہ شکار کیا ہو جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی۔ کیونکہ صرف اسی شکاری جانور کا شکار حلال ہے جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو، البتہ اگر شکار زندہ ہو تو اُسے ذبح کر کے کھالو۔

حضرت عدی بن حاتمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔

اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ

میں اپنے کتّے کو چھوڑتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی شریک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى اٰخَرَ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب صید المعراض جزء ۷ ص ۱۱۱ و صحیح مسلم کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء ۲ ص ۱۲۵ واللفظ للبخاری)

اس (شکار کو) نہ کھاؤ اس لئے کہ تم نے اپنے کتّے پر بسم اللہ پڑھی تھی، دوسرے کتّے پر بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْ وَجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قُتِلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَ (صحیح مسلم کتاب الصید

اگر تم اپنے کتّے کے ساتھ دوسرے کتّے کو پاؤ اور وہ شکار مر چکا ہو تو اُسے نہ کھاؤ اس لئے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے

باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء۲ صـ۱۶۶ — کس نے (اس شکار کو) قتل کیا ہے۔

وروی البخاری نحوہ فی کتاب الذبائح باب الصید اذا غاب عنہ یومین[۱۱۳]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شکار زندہ ہو تو اُسے ذبح کرکے کھایا جا سکتا ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ شکار مر گیا ہو۔

(۶) اگر غیر سدھائے شکاری جانور سے شکار کرے اور شکار مر چکا ہو اُسے نہ کھائے۔ اگر شکار زندہ مل جائے تو اسے ذبح کرکے کھانا حلال ہے۔

مَاصِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهٗ فَكُلْ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب صید القوس جزء۷ صـ۱۱۲ وصحیح مسلم کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء۲ صـ۱۶۶ واللفظ للبخاری)

جو شکار تم غیر سدھائے ہوئے کتّے سے کرو تو اگر (تم اس شکار کو زندہ پاؤ اور) تمہیں اس کے ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو (ذبح کرکے) اُسے کھا سکتے ہو۔

(۷) اگر تیر سے شکار کرے تو بسم اللہ کہہ کر تیر چھوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنْ رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الصید باب الصید بالکلاب المعلمۃ جزء۲ صـ۱۶۶)

جب تم اپنا تیر چھوڑو تو بسم اللہ کہو۔

(۸) اگر بے پروں کا تیر ہو اور وہ تیر شکار کو زخمی کر دے تو اس شکار کو کھا لے۔ اگر تیر عرضًا شکار پر لگے اور اس کی چوٹ سے شکار مر جائے تو اس شکار کو نہ کھائے۔

حضرت عدیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔

اِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ

ہم بے پر کا تیر (شکار پر) چھوڑتے ہیں (کیا ہم اس شکار کو کھا سکتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كُلْ مَا خَرَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب ما اصاب المعراض بعرضہ جزء۷ صـ۱۱۱ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الصید جزء۲ صـ۱۶۵ وفی روایۃ مسلم فَهُوَ وَقِيْذٌ)

جس شکار کو وہ پھاڑ دے (یعنی خون نکال دے) اس شکار کو کھا لو اور جو تیر عرضًا شکار پر لگے اُسے نہ کھاؤ اس لئے کہ وہ چوٹ سے مرا ہے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

⑨ اگر تیر لگنے کے بعد شکار غائب ہوجائے تو جب وہ ملے اور تیر کے علاوہ اس کے جسم پر کسی اور چیز کا نشان نہ ہو تو اگر چاہے تو اُسے کھالے بشرطیکہ وہ شکار سڑا نہ ہو۔ اگر وہ پانی میں گرا ہوا ملے تو اُسے نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنْ رَمَیْتَ الصَّیْدَ فَوَجَدْتَہٗ بَعْدَ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ لَیْسَ بِہٖ اِلَّا اَثَرُ سَہْمِکَ فَکُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِی الْمَاءِ فَلَا تَاْکُلْ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب الصید اذا غاب عنہ جزء ۷، ص۱۱۳ و صحیح مسلم کتاب الصید جزء ۲ ص۱۶۶ واللفظ للبخاری)

اگر تم شکار پر تیر پھینکو پھر تم اس شکار کو ایک یا دو دن کے بعد پاؤ (اور تم دیکھو کہ) اس پر تمہارے تیر کے علاوہ کوئی نشان نہیں ہے تو اسے کھا سکتے ہو اور اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو اُسے نہ کھاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا رَمَیْتَ بِسَہْمِکَ فَغَابَ عَنْکَ فَاَدْرَکْتَہٗ فَکُلْہُ مَالَمْ یَنْتِنْ (صحیح مسلم کتاب الصید باب اذا غاب عند الصید ثم وجدہ جزء ۲ ص۱۶۷)

جب تم اپنا تیر چھوڑو اور شکار غائب ہوجائے تو جب وہ ملے اُسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ وہ سڑا نہ ہو۔

⑩ ہاتھ یا غلیل وغیرہ سے کنکری نہ پھینکے کیونکہ کنکری سے شکار نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں :۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یُصَادُ بِہٖ صَیْدٌ (صحیح بخاری کتاب الذبائح باب الخذف والبندقہ جزء ۷ ص۱۱۲ و صحیح مسلم کتاب الصید باب اباحۃ ما یستعان بہ علی الاصطیاد جزء ۲ ص۱۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے ذریعہ سے شکار نہ کیا جائے۔

پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دینے اور شکاری جانوروں کے شکار کے متعلق ضروری ہدایات دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰہَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ حلال و حرام چیزوں کے سلسلہ میں جو احکام اس نے نازل فرمائے ہیں ان پر

سختی سے عمل کرو۔ ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اگر تم نے ان احکام کی خلاف ورزی کی تو یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ تم سے حساب لے گا (اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ) بے شک اللہ تعالےٰ جلد حساب لینے والا ہے اور جس سے وہ حساب لے گا اسے عذاب بھی دیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ۔ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائیگا

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے عرض کیا:۔

اَوَلَیْسَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰے فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (جس کے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا گیا) تو اس سے آسان حساب لیا جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّمَا ذٰلِکَ الْعَرْضُ وَلٰکِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ (صحیح بخاری کتاب العلم باب من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ جزء اول ص۳۷ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب اثبات العذاب جزء۲ ص۳۴۲) یہ (آسان حساب) تو بس سرسری پیشی ہے لیکن جس سے حساب میں کرید کی گئی تو اس کو ضرور عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ) اے ایمان والو، آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال کردیا گیا اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال کردیا گیا۔

اہل کتاب کا کھانا مسلمین کے لئے حلال کردیا گیا۔ اس میں وہی کھانے آسکتے ہیں جو اسلام میں حلال ہیں۔ حرام کھانوں کے حلال ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، خواہ کسی مسلم کے گھر کے ہوں خواہ کسی اہل کتاب کے گھر کے۔

مسلمین کا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال کردیا گیا۔ اس حکم میں اخلاقی اور تالیف قلوب کا پہلو ہے، مسلمین کو اجازت دی گئی کہ وہ اہل کتاب کو اپنا کھانا کھلائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہوسکتا ہے اخلاق اور میل ملاپ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہوجائیں۔

آگے فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ) اور اے ایمان والو، تمہارے لئے پاکدامن مؤمن عورتیں حلال کردی گئیں، تم ان سے نکاح کرسکتے ہو۔

(نوٹ:۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کی تفصیل سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۳ و ۲۴ کی تفسیر میں بیان کردی گئی ہے۔ نکاح کے جملہ مسائل انشاء اللہ تعالےٰ سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۲ کی تفسیر میں بیان

کئے جائیں گے)

آگے فرمایا وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ (اور ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی یعنی یہود و نصاریٰ ان کی پاک دامن عورتیں بھی تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔ تم ان سے بھی اگر چاہو تو نکاح کر سکتے ہو۔

یہ حکم بھی اخلاقی اور تبلیغی پہلو اپنے اندر رکھتا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اور اس کے عزیز و اقارب اسلام کو قریب سے دیکھیں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔

آگے فرمایا (اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ) پاکدامن مؤمن عورتیں اور پاکدامن اہل کتاب کی عورتیں تم پر صرف اسی صورت میں حلال ہیں کہ تم ان کے مہران کو ادا کر دو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ اس کی ادائیگی سے غفلت برتنا اچھا نہیں ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ صرف مؤمن عورتوں کو مہر دینا ضروری ہے بلکہ اہل کتاب کی عورتوں کو بھی مہر دینا ضروری ہے۔

اب ہم مہر کے جملہ مسائل تحریر کرتے ہیں

① نکاح کرتے وقت مہر مقرر کرے اور بیوی کو ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً۔ (النسآء۔ ۲۴)

ان کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال کر دی گئیں ہیں (اس طرح کہ اپنا کچھ مال (ان کو بطور مہر دے کر) ان سے نکاح کر لو۔ نکاح کے وقت ان کو اپنی زوجیت میں روکے رکھنے کی نیت ہو۔ (چند دن کے بعد) ان سے زنا (کر کے چھوڑ دینے) کی نیت نہ ہو، اور جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا ہو ان کو ان کے مقررہ مہر ادا کر دیا کرو۔

② لونڈی سے اگر نکاح کرے تب بھی دستور کے مطابق مہر مقرر کر کے اُسے ادا کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (النسآء۔ ۲۵)

اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کر سکو تو مؤمن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لو، اللہ تمہارے ایمان سے بھی خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی اور اُسے یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش

پوری کر سکتے ہو اس لئے کہ) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو۔ الغرض ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق مہر ادا کر دیا کرو۔

۳ مہر مقرر کرنے کے بعد بیوی کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۔
(النسآء۔ ۲۴)

اگر مہر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضا مندی سے (مہر میں کمی بیشی کر لو تو) تم پر کوئی گناہ نہیں۔

۴ مہر دینے کے بعد اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا
(النسآء۔ ۲۰ و ۲۱)

اور (اے ایمان والو) اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی کرنا چاہو تو اگر پہلی بیوی کو تم کثیر مال دولت دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو کیا تم ان پر بہتان لگا کر اور صریح گناہ کا ارتکاب کر کے اس مال کو لو گے اور (اے ایمان والو) تم کیسے (دیا ہوا مال) واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے سے صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے (بوقت نکاح) مضبوط عہد لے چکی ہیں (کہ تم ان کی حق تلفی نہیں کرو گے۔

۵ مہر خوش اسلوبی سے ادا کرے۔ اگر بیوی خود بخوشی کچھ دیدے تو اس کے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا (النسآء۔ ۴)

اور (اے ایمان والو) عورتوں کو ان کے مہر برضاء و رغبت دیدیا کرو، پھر اگر وہ خود دل کی کشادگی کے ساتھ اپنی خوشی سے مہر میں سے

کچھ چھوڑ دیں تو اسے ذوق و شوق کے ساتھ
کھالیا کرو۔

(۶) اگر مہر مقرر کرنے کے بعد بیوی کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دے تو نصف مہر ادا کرے۔ اگر بیوی یا بیوی کا ولی مہر معاف کر دے تو پھر مہر نہ ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ۔
(البقرۃ ۔ ۲۳۷)

اور (اے ایمان والو) اگر تم اپنی بیویوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو ان کو (رخصت کرتے وقت) آدھا مہر دو سوائے اس صورت کے کہ بیویاں خود معاف کر دیں یا (ان کا) ولی معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ لگانا ہے،

(۷) اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو اور بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دینے کی نوبت آجائے تو بیوی کو دستور کے مطابق حسب حیثیت کچھ مال دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ
(البقرۃ ۔ ۲۳۶)

اور (اے ایمان والو) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (اپنی) بیویوں کو اس حالت میں طلاق دو کہ تم نے نہ ان کو ہاتھ لگایا اور نہ مہر مقرر کیا ہو، (ہاں یہ بات پھر بھی ضروری ہے کہ جب تم انہیں طلاق دے کر رخصت کرو تو) انہیں کچھ مال و متاع دے دو، وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق دے اور تنگ دست آدمی اپنی حیثیت کے مطابق دے (بہرحال ہر ایک کو) معروف کے مطابق (کچھ مال ضرور دینا چاہئے) نیکی کرنے والوں پر اس مال کا دینا ضروری ہے۔

(۸) اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو اور بیوی کے پاس جانے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوی کو اس کے خاندان کی عورتوں کے برابر مہر دیا جائے۔

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں:۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ

ابن مسعودؓ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا

رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا
وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ
مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَآئِهَا لَا
وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا عِدَّةُ وَلَهَا
الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ
الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَرْوَعَ بِنْتِ
وَاشِقٍ اِمْرَأَةً مِنَّا مِثْلَ مَا قَضَيْتَ
فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ (رواہ الترمذی
وصححہ فی کتاب النکاح باب ماجاء فی
الرجل یتزوج المرأۃ فیموت عنہا
قبل ان یفرض لہا جزء اول ص۲۵۳ و
رواہ ابوداؤد مثلہ فی کتاب النکاح
باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا
حتی مات جزء اول ص۲۹۵ وسندہ صحیح
نیل الاوطار جزء ۶ ص۱۲۷)

جس نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن نہ تو مہر
مقرر کیا اور نہ اس عورت کے پاس گیا یہاں
تک کہ مر گیا (تو اس کی بیوی کو کتنا مہر دیا جائے)
ابن مسعود نے کہا اس کو اس کے خاندان کی عورتوں
کے مثل مہر دیا جائے نہ اس میں کمی ہو اور نہ زیادتی
اس پر عدت ہے اور اس کو ورثہ دیا جائیگا۔
(یہ سنکر) معقل بن سنانؓ کھڑے ہوئے، انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
ہمارے خاندان کی ایک عورت بروع بنت
واشق کے سلسلہ میں اسی کے مثل فیصلہ کیا تھا۔
یہ سن کر ابن مسعودؓ (بہت) خوش ہوئے۔

۹ اگر بیوی خلع چاہے اور اس سلسلہ میں کچھ دیدے تو لے لے اور اُسے طلاق دیدے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔
(البقرۃ ۔ ۲۲۹)

تو اگر انہیں (یقیناً) اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ
دونوں اللہ کی حدوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو
ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر بیوی (شوہر
سے طلاق حاصل کرنے کے لئے) فدیہ میں شوہر
کو کچھ دیدے۔

۱۰ مہر میں بہت بڑی رقم بھی دی جا سکتی ہے اور معمولی رقم بھی، لیکن مہر کا کم ہونا بہتر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ
زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا
تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا۔ (النسآء۔ ۲۰)

اور (اے ایمان والو) اگر تم ایک بیوی کے
بدلے دوسری بیوی کرنا چاہو تو اگر پہلی بیوی
کو تم کثیر مال و دولت دے چکے ہو تو اس

میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا۔

اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب عرض المرأۃ نفسہا علی الرجل الصالح جزء ۷ ص۱۷ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم قرآن و خاتم حدید جزء اول ص۵۹۶ واللفظ للبخاری)

جاؤ (مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز) تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَيْرُ النِّكَاحِ اَلْيَسَرُهٗ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا جزء اول ص۲۹۵ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۶ ص۱۴۴)

بہترین نکاح وہ ہے جو (بلحاظ مہر) سب سے زیادہ آسان ہو۔

(۱۱) قرآن مجید کی تعلیم کو بھی مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:۔

قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج جزء ۷ ص۱۹ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق و جواز کونہ تعلیم القرآن جزء ۱ ص۵۹۶ وفی روایۃ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن جزء اول ص۵۹۷)

میں نے تمہیں قرآن کے اس حصہ کے بدلہ میں جو تمہیں یاد ہے اس عورت کا مالک بنا دیا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا تو اب تم اس عورت کو قرآن کا وہ حصہ سکھا دو۔ (صحیح مسلم)

(۱۲) بیوی کے پاس جانے سے پہلے بیوی کو مہر میں سے کچھ رقم ضرور ادا کرے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں:۔

لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهٗ

جب علیؓ نے فاطمہؓ سے نکاح کیا تو رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِھَا شَیْئًا (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرجل یدخل بامراتہ قبل ان ینقدھا جزء اول ص۲۹۶ وسندہ صحیح نیل الاوطار جزء ۶ ص۱۴۸)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: انہیں کچھ دو۔

(۱۳) مرد کے اسلام لانے کو بھی مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

تَزَوَّجَ اَبُوْطَلْحَۃَ اُمَّ سُلَیْمٍ فَکَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَھُمَا الْاِسْلَامُ اَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ قَبْلَ اَبِیْ طَلْحَۃَ فَخَطَبَھَا فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَکَحْتُکَ فَاَسْلَمَ فَکَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَھُمَا (نسائی، کتاب النکاح باب التزویج علی الاسلام جزء ۲ ص۷۱ وسندہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۹۵۹)

ابوطلحہ نے ام سلیم سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان مہر اسلام تھا (اور یہ اس طرح ہوا کہ) ام سلیم ابوطلحہ سے پہلے اسلام لائیں۔ ابو طلحہ نے ان سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ ام سلیم نے کہا میں اسلام لا چکی ہوں، اگر تم بھی اسلام لے آؤ تو میں تم سے نکاح کر لوں گی وہ اسلام لے آئے اور یہ اسلام لانا ان دونوں کے درمیان مہر ہو گیا۔

(۱۴) لونڈی کی آزادی کو بھی مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِیَّۃَ وَجَعَلَ عِتْقَھَا صَدَاقَھَا۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب من جعل عتق الامۃ صداقھا جزء ۷ ص۵ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاق امتہ ثم یتزوجھا جزء اول ص۵۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

مہر کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ) نکاح اس شرط پر کرو کہ ان کو اپنے نکاح میں مستقل طور پر رکھنے کی نیت ہو، اپنی نفسانی خواہش پوری کر کے چھوڑ دینے کی نیت نہ ہو اور نہ پوشیدہ طور پر ان کو اپنا آشنا بنانا مقصود ہو

(وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ) اور جو شخص ایمان کا انکار کرے یعنی اللہ تعالٰے کے احکام پر ایمان لانے کا اقرار کر کے پھر ان کا انکار کر بیٹھے تو اس کے سارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

عمل

اے ایمان والو، حلال اور پاک چیزیں کھایا کیجئے۔

اے ایمان والو، شکار کرنے کے لئے شکاری جانوروں کو اس طرح سدھایا کیجئے جس طرح اللہ تعالٰے نے آپ کو تعلیم دی ہے۔ یعنی ان کو تعلیم دیجئے کہ وہ شکار کرنے کے بعد شکار کو آپ کے لئے روکے رکھیں، خود اس میں سے نہ کھائیں۔ اگر وہ خود اس میں سے کھالیں تو پھر آپ اُسے نہ کھائیے۔

اے ایمان والو، شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت اللہ تعالٰے کا نام لیا کیجئے۔ اگر شکاری جانور کو چھوڑتے وقت اللہ تعالٰے کا نام نہ لیا گیا ہو تو اس شکار کو نہ کھائیے۔

اے ایمان والو، آپ اہل کتاب کا کھانا کھا سکتے ہیں اور اپنا کھانا ان کو کھلا سکتے ہیں۔

اے ایمان والو، آپ جب کبھی نکاح کریں تو مؤمن پاکدامن عورتوں سے نکاح کیا کیجئے یا اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کیا کیجئے اور اس نیت سے نکاح کیا کیجئے کہ ان کو اپنے نکاح میں ہمیشہ رکھیں گے، خواہش پوری کر کے چھوڑنے کی نیت نہ ہو اور اے ایمان والو چھپے چوری کسی عورت سے دوستی نہ رکھیئے۔

اے ایمان والو، جب آپ کسی عورت سے نکاح کریں تو اس کا مہر اُسے ضرور دیا کیجئے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ
اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ
وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ
امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ
اِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا
فَاطَّهَّرُوْا، وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَ
أَيْدِيكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوا کرو تو (پہلے) اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھو لیا کرو، اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پیر بھی دھو لیا کرو اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نماز سے پہلے) نہا لیا کرو اور اگر تم بیمار ہو (تو تیمّم کر لیا کرو اور) اگر تم سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تمہیں (نہانے یا وضوء کرنے کے لئے) پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (یعنی) پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو اللہ تم پر کسی قسم کی سختی کرنا نہیں چاہتا

بلکہ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم (اس نعمت اور آسانی کا) شکر ادا کرتے رہو (۶)

معانی ومصادر

(جُنُبًا) جَنَبَ، یَجْنِبُ. جَنَابَةٌ (ض ن ف) ناپاک ہونا۔ (جُنُبٌ = ناپاک)

(اِطَّهَّرُوْا) اِطَّهَّرَ، یَطَّهَّرُ، اِطَّهُّرٌ (باب اِفْتِعَالٌ) پاک ہونا۔ نہانا۔

(حَرَجَ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا۔

تفسیر

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے

(۱) نماز کے لئے وضوء کرنے

(۲) جماع کے بعد غسل کرنے اور

(۳) اگر پانی نہ ہو تو وضوء اور غسل کے بجائے تیمم کرنے کے احکام صادر فرمائے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ) اے ایمان والو، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھولیا کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین اعضا کو دھونے کا حکم دیا اور ایک عضو پر مسح کرنے کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً ان احکام کی تشریح کی، آپ ہمیشہ منہ، ہاتھ اور پیروں کو دھویا کرتے تھے اور سر پر مسح کرتے تھے۔

حمران کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ رَاٰی عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ ..... غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَیَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المضمضة فی الوضوء جزء اول ص۵۲ وصحیح مسلم کتاب الطهارة باب صفة الوضوء وکماله جزء ۱ ص۱۱۵ واللفظ للبخاری)

میں نے دیکھا کہ عثمانؓ نے وضوء کے لئے پانی منگایا ..... انہوں نے اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھویا، اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنے سر پر مسح کیا، پھر ہر پیر کو تین تین مرتبہ دھویا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:۔

تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا (وفی روایۃ لمسلم اسبغوا الوضوء صحیح بخاری کتاب العلم جزء اول ص۲۱ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما جزء اول ص۱۲۰ و اللفظ للبخاری۔ خط کشیدہ عبارتیں صحیح مسلم میں نہیں ہیں)

ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے، پھر آپ نے ہمیں پالیا اس حالت میں کہ نماز کا وقت ہوگیا تھا ہم وضوء کر رہے تھے اور (جلدی میں) اپنے پیروں پر مسح کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا ان ایڑیوں کے لئے دوزخ میں بڑی خرابی ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم) وضوء پورا کیا کرو (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضوء میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا چاہئے، جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے ان پر مسح نہیں کرنا چاہئے اور وضوء میں پیروں کو دھونا چاہئے۔ پیروں پہ مسح کرنا کافی نہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰى قَدَمِهٖ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰى (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب استیعاب جمیع اجزاء محل الطہارۃ جزء اول ص۱۲۱)

ایک شخص نے وضوء کیا اور اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ (خشک) چھوڑ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا۔ آپ نے فرمایا: واپس جاؤ، اچھی طرح وضوء کرو وہ شخص واپس گیا پھر (دوبارہ وضوء کرکے) نماز پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

۱ جس عضو کو دھونے کا حکم ہے اس عضو میں سے اگر ناخن برابر بھی خشک رہ جائے تو وضوء نہیں ہوگا۔

(۲) وضوء میں پیروں کا دھونا ضروری ہے، مسح کافی نہیں۔

مندرجہ بالا احادیث گویا وَاَرْجُلَكُمْ کی تفسیر ہیں۔

وضوء کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا) اگر تم

جنبی ہو یعنی تم نے جماع کیا ہو تو پھر غسل کیا کرو، صرف وضوء کافی نہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔
(النسآء ۔ ۴۳)

اے ایمان والو، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک جو کچھ تم کہو اسے سمجھنے نہ لگو اور نہ جنابت کی حالت میں نماز کے قریب جاؤ جب تک غسل نہ کر لو سوائے اس صورت کے کہ تم مسافر ہو (اور غسل کے لئے تمہیں پانی میسّر نہ ہو)

اس آیت میں "تَغْتَسِلُوْا" کا لفظ گویا فَاطَّهَّرُوْا کی تفسیر ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ) اور اے ایمان والو، اگر تم بیمار ہو تو بجائے غسل اور وضوء کے تیمّم کر لیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو ان تینوں صورتوں میں تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لیا کرو۔

ان احکام کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) اگر کوئی شخص بیمار ہو اور وضوء یا غسل کرنا نقصان دہ ہو تو اُسے بجائے وضوء اور غسل کے تیمم کرنا چاہئے اور نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیئے۔

(۲) اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور پانی دستیاب نہ ہو تو بجائے وضوء کے تیمم کرنا چاہئے اور نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) اگر کوئی شخص قضائے حاجت کر کے آیا ہو اور وضوء کے لئے پانی نہ ملے تو بجائے وضوء کے تیمم کرنا چاہئے اور نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیئے۔

(۴) اگر کسی شخص نے جماع کیا ہو اور غسل کے لئے پانی نہ ملے تو اُسے غسل کے بجائے تیمم کرنا چاہیئے اور نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہیئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا (صحیح بخاری

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مقام پر اٹھے جہاں پانی نہیں تھا، اللہ تعالےٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ سب نے

کتاب التیمم باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء فتیمموا جزء اول ص۹۱ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب التیمم جزء ا ص۱۵۸)

تیمم کیا (پھر نماز ادا کی)

اس حدیث کا منشاء بھی وہی ہے جو آیت زیر تفسیر کا یعنی جب پانی نہ ملے تو وضوء کے بجائے تیمم کر لینا چاہیئے۔

حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں:۔

فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِذَاھُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ یُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْكَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَكْفِیْكَ (صحیح بخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم جزء اول ص۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص علیحدہ بیٹھا ہوا ہے، اس نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سے) فرمایا! تمہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا: مجھے جنابت ہو گئی ہے اور (نہانے کے لئے) پانی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم کو لازم ہے کہ پاک مٹی سے تیمم کرو اس لئے کہ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِی الصَّعِیْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّۃُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا یَكْفِیْكَ اَنْ تَصْنَعَ ھٰكَذَا فَضَرَبَ بِكَفَّیْہِ ضَرْبَۃً عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَضَھَا ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا ظَھْرَ كَفِّہٖ بِشِمَالِہٖ اَوْ ظَھْرَ شِمَالِہٖ بِكَفِّہٖ ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ (صحیح بخاری کتاب الطہارۃ باب التیمم جزء ا ص۱۵۶ واللفظ للبخاری)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا، مجھے احتلام ہو گیا اور مجھے پانی نہیں ملا لہذا میں چوپائے کی طرح مٹی میں لوٹا، پھر میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا: تمہارے لئے اس طرح کرنا کافی تھا، پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر آپ نے ان پر پھونک ماری پھر ان سے مسح کیا اپنے الٹے سے سیدھے ہاتھ کی پشت کف پر اور (سیدھے) ہاتھ کی ہتھیلی سے الٹے ہاتھ کی پشت کف پر، پھر آپ نے ان دونوں ہاتھوں سے چہرہ کا مسح کیا۔

آیت زیر تفسیر اور احادیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص جماع یا احتلام کی وجہ سے ناپاک ہو جائے اور نہانے کے لئے پانی نہ ملے تو اُسے بجائے غسل کے تیمم کرنا چاہیئے اور وقت پر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ) اللہ تعالیٰ تم کو تنگی اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ تم بیمار ہو تب بھی وضوء یا غسل کرو اور اللہ تعالیٰ یہ بھی نہیں چاہتا کہ اگر تمہیں پانی نہ ملے تو اس کو تلاش کرنے کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کرو اور مشقت میں پڑ جاؤ۔ ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالےٰ نے تمہیں تکلیف سے بچا لیا اور بجائے وضوء اور غسل کے تیمم کا حکم دے دیا (وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے خواہ وضوء یا غسل کے ذریعہ یا تیمم کے ذریعہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پانی نہ ملنے یا پانی کے نقصان پہنچانے کی صورت میں اللہ تعالےٰ تیمم کے ذریعہ پاک کر دیتا ہے۔

الغرض ان حالتوں میں تیمم کر کے نماز پڑھنی چاہیئے اور یہ یقین کرنا چاہیئے کہ ہم پاک ہو گئے ہیں اور جب تک پانی نہ ملے یا پانی نقصان پہنچائے تیمم کے ذریعہ پاک ہی رہیں گے۔ اس میں کسی قسم کا تردد نہیں ہونا چاہیئے (وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تا کہ تم اس انعام الٰہی پر اس کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالےٰ نے تیمم کا حکم نازل کر کے امت پر بڑا احسان کیا اور بہت سی تکلیفوں سے بچا لیا۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت پوری کرنے کا وعدہ فرمایا اور ایک وقت وہ آیا کہ دین کامل ہوا اور نعمت پوری ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ (المآئدۃ۔ ۳)	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

تیمم کا حکم تکمیل نعمت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے وضو، غسل اور تیمم کا حکم دیا۔ اب ہم تفصیل سے ان تینوں کا طریقہ بیان کرتے ہیں:۔

وضوء کا طریقہ

۱ وضوء کرنے سے پہلے بسم اللہ کہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَوَضَّئُوْا بِسْمِ اللّٰهِ (نسائی کتاب	اللہ کے نام کے ساتھ وضوء کرو۔

الطہارۃ باب التسمیۃ عند الوضوء جزء ۱ ص۱۱ وصحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب الوضوء وسننہ باب ذکر تسمیۃ اللہ عزو جل عند الوضوء۔ سندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء اول ص۷۴)

(۲) پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک خوب مل مل کر دھوئے یہاں تک کہ ہاتھ بالکل صاف ہوجائیں، انگلیوں میں خلال بھی کرے۔ اس طرح ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے۔

حمران کہتے ہیں:۔

دَعَا عُثْمَانُ بِاِنَاءٍ (وَفِیْ رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ دَعَا بِوَضُوْءٍ) (وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ ثُمَّ اَدْخَلَ یَمِیْنَہٗ فِی الْاِنَاءِ) فَاَفْرَغَ عَلٰی کَفَّیْہِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَھُمَا۔ . . . . . ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثا ثلاثا جزء اول ص۵۱ وباب المضمضۃ فی الوضوء جزء اول ص۵۲ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب صفۃ الوضوء وکمالہ جزء اول ص۱۱۵ ومسند احمد۔ سندہ صحیح۔ فتح ربانی مع بلوغ الامانی فی جزء ۲ ص۶)

عثمانؓ نے وضو کے لئے پانی منگایا، پھر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر آپ نے ہاتھوں پر پہنچوں تک تین دفعہ پانی ڈالا اور ان دونوں کو دھویا۔ . . . . پھر آخر میں فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف مسند احمد میں ہیں۔

ابو حیہ کہتے ہیں:۔

رَاَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ حَتّٰی اَنْقَاھُمَا۔ . . . . . ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُھُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان و صححہ۔ جزء ۱ ص۱۷)

میں نے علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کیا تو دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا یہاں تک کہ انہیں خوب صاف کیا۔ . . . . . پھر (آخر میں) فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضوء کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الْاَصَابِعَ (رواہ الترمذی عن لقیطؓ فی کتاب الصلوٰۃ باب تخلیل الاصابع وصححہ جزء اول ص۱۵ و رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ فی باب الامر بالمبالغۃ فی الاستنشاق۔ سندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء اول ص۷۴)

جب تم وضوء کرو تو انگلیوں میں خلال کیا کرو۔

(۳) پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے۔ اس میں سے کچھ پانی منہ میں لے اور کلی کر دے۔ باقی پانی کو ناک میں مبالغہ کے ساتھ چڑھائے، اگر روزہ دار ہو تو پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے، پھر الٹے ہاتھ سے ناک سنکے۔ اس طرح تین دفعہ کرے۔

یحییٰ کہتے ہیں:۔

دَعَا (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ) بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَكَفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَ اسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ مَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا) (وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَّاءٍ ..... ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء من الثور جزء اول ص۶۱ وباب من مضمض واستنشق من غرفۃ واحدۃ جزء اول ص۵۹ وباب مسح الرأس مرۃ جزء اول ص۶۰ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۱ ص۱۱۸)

عبداللہ بن زیدؓ نے پانی کا ایک لگن منگایا، پھر پانی کو اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ان دونوں کو تین دفعہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ لگن میں ڈالا اور ایک چلو سے کلی کی اور ناک صاف کی، تین مرتبہ ایسا کیا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین مرتبہ اسی طرح کیا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی، تین دفعہ ایسا کیا تین چلو پانی سے ..... پھر (آخر میں) فرمایا یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

حضرت حمران کہتے ہیں:۔

انه رأى عثمان دعا بوضوء فأفرغ على يديه (وفی روایة على كفيه) من إنائه فغسلهما ثلاث مرات ثم أدخل يمينه في الوضوء ثم تمضمض واستنشق واستنثر ..... ثم قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ نحو وضوئي هذا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المضمضة في الوضوء جزء اول ص۵۲ وباب الوضوء ثلاثا ثلاثا جزء اول ص۵۱ وصحیح مسلم کتاب الطهارة باب صفة الوضوء وکماله جزء اول ص۱۱۵)

میں نے عثمان کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کے لئے پانی منگایا، پھر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک اس برتن سے پانی ڈالا اور ان کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ پانی میں ڈالا، پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی ..... پھر آخر میں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

عطاء بن یسار کہتے ہیں:۔

أخذ (ابن عباس) غرفة من ماء فمضمض بها واستنشق ..... ثم قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة جزء اول ص۲۷)

ابن عباسؓ نے پانی کا ایک چلّو لیا اور اس سے کلی کی اور ناک صاف کی پھر (آخر میں) فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے دیکھا ہے۔

حضرت عبد خیر کہتے ہیں:۔

فغسل (علي) يديه ثلاثا ثم تمضمض واستنشر ثلثا فمضمض ونثر من الكف الذي يأخذ فيه ... ثم قال من سره أن يعلم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو هذا (ابو داود کتاب الطهارة باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم جزء اول ص۲۱ سکت عنه ابو داود والمنذري وسنده صحيح)

علیؓ نے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا پھر تین دفعہ کلی کی اور ناک صاف کی اس طرح کہ انہوں نے اسی چلو سے جس میں (پانی) لیا تھا کلی بھی کی اور ناک بھی صاف کی ..... پھر (آخر میں) فرمایا جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا طریقہ معلوم کرے تو وہ طریقہ یہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستنثار فی الوضوء جزء ول ص۵۲ و صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الایتار فی الاستنثار جزء اول ص۱۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضوء کرے اُسے چاہیئے کہ ناک صاف کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَسْتَنْثِرْ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الایتار فی الاستنثار جزء اول ص۱۱۹)

جب تم میں سے کوئی وضوء کرے تو دونوں نتھنوں میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے۔

عبد خیر کہتے ہیں :۔

ثُمَّ اَدْخَلَ (عَلِيٌّ) يَدَهُ الْيُمْنٰى الْاِنَاءَ فَمَلَأَ فَمَهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ..... ثُمَّ قَالَ هٰذَا طُهُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح ابن خزیمۃ ابواب الوضوء باب صفۃ غسل الیدین قبل ادخالھما الاناء وسندہ صحیح جزء اول ص۷۶)

پھر علیؓ نے اپنا سیدھا ہاتھ برتن میں ڈالا، پھر پانی سے منہ کو بھر لیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور الٹے ہاتھ سے ناک سنکی۔ تین مرتبہ ایسا کیا ..... پھر آخر میں فرمایا یہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

بَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (صحیح ابن خزیمۃ فی ابواب الوضوء باب الامر بالمبالغۃ فی الاستنشاق وسندہ صحیح جزء اول ص۷۸)

ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کیا کرو سوائے اس صورت کے کہ تم روزے دار ہو۔

④ پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے اور دونوں ہاتھ ملا کر چہرہ کو دھوئے۔ اس طرح تین دفعہ چہرہ کو دھوئے۔

عطاء بن یسار کہتے ہیں :۔

ثُمَّ أَخَذَ (ابن عباس) غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ الْأُخْرٰى فَغَسَلَ بِهِمَا وَجْهَهُ ..... ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الوجہ بالیدین من غرفۃ واحدۃ جزء اول ص۲۷)

پھر ابن عباسؓ نے ایک چلو پانی لیا اور اس طرح کیا (یعنی) دوسرے ہاتھ کو اس سے ملایا پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو دھویا..... ..... پھر (آخر میں) فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

حمران کہتے ہیں:۔

أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوءٍ ..... غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا.... ..... ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المضمضۃ فی الوضوء جزء اول ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب صفۃ الوضوء و کمالہ جزء اول ص۱۱۵ واللفظ للبخاری)

میں نے عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کے لئے پانی منگایا..... چہرہ کو تین مرتبہ دھویا..... پھر (آخر میں) فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

یحییٰ المازنی کہتے ہیں:۔

شَهِدْتُ عَمْرًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ .... غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب مسح الرأس مرۃ جزء اول ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۱۱۵ واللفظ للبخاری)

عبداللہ بن زیدؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے پانی منگایا.... ..... اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر چہرہ کو تین مرتبہ دھویا۔

(۵) پھر ڈاڑھی کا خلال کرے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے

تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِ وَقَالَ هٰذَا أَمَرَنِي رَبِّي (رواه الحاكم وسنده صحيح المستدرك جزء ا ص ۱۳۹)

دیکھا۔ آپ نے انگلیوں کو ڈاڑھی کے نیچے سے نکال کر ڈاڑھی کا خلال کیا اور فرمایا مجھے میرے رب نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

۶ پھر ایک چلو پانی لے کر سیدھے ہاتھ کو کہنی تک یا اس سے بھی اوپر تک خوب مل مل کر دھوئے۔ تین مرتبہ اس طرح کرے۔ پھر ایک چلو پانی لے کر الٹے ہاتھ کو کہنی تک یا اس سے بھی اوپر تک خوب مل مل کر دھوئے۔ تین مرتبہ اس طرح کرے۔

حمران کہتے ہیں:۔

أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ ..... غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ..... ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب المضمضة جزء ا ص ۵۲ وصحیح مسلم کتاب الطهارة باب صفة الوضوء وکمالہ جزء اول ص ۱۸۵ واللفظ للبخاری)

میں نے عثمان کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کے لئے پانی منگایا ..... (تو) چہرہ کو تین دفعہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین دفعہ دھویا... پھر فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

نعیم بن عبداللہ کہتے ہیں:۔

رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ..... ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ (صحیح مسلم کتاب الطهارة باب استحباب اطالة الغرة جزء اول ص ۱۲۱ وص ۱۲۲)

میں نے ابوہریرہؓ کو وضوء کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے چہرہ کو دھویا اور پوری طرح دھویا، پھر سیدھے ہاتھ کو دھویا یہاں تک کہ بازو تک لے گئے ..... پھر (آخر میں) کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، تم قیامت کے دن وضوء کے پورا کرنے کی وجہ سے پنج کلیان ہو گے یعنی منہ ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے) تو جو شخص تم میں سے اپنے چہرے اور ہاتھ پیروں کی چمک کو بڑھا سکتا ہے اسے چاہیئے کہ بڑھائے۔

عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق عطاء بن یسار کہتے ہیں :۔

اَنَّهٗ تَوَضَّأَ ..... اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ..... ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ

(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الوجہ بالیدین جزء اول ص۲۸)

کہ انہوں نے وضوء کیا ..... ایک چلو پانی لیا اور اس سے داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے بایاں ہاتھ دھویا ..... پھر (آخر میں) فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِثُلُثَيْ مُدٍّ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ يَدْلُكُ ذِرَاعَيْهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۱۳۲ و ص۱۳۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مُدّ پانی لایا گیا۔ آپ نے وضوء کیا تو ہاتھوں کو (دھوتے وقت ان کو) خوب مل مل کر دھویا۔

۷ پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو تر کرے، پھر دونوں ہاتھوں سے پورے سر کا مسح کرے، دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر رکھ کر گدی تک لے جائے، پھر اسی طرح ہاتھوں کو واپس پیشانی تک لے آئے۔

یحییٰ المازنی کہتے ہیں :۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ..... اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ ..... (وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ) ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَاَ مِنْهُ (وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ) (صحیح بخاری

ایک شخص نے عبداللہ بن زیدؓ سے کہا .... کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضوء کرتے تھے، انہوں نے کہا ہاں ..... انہوں نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر نکال لیا پھر انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا۔ ان دونوں ہاتھوں کو پیچھے لے گئے اور آگے لے آئے انہوں نے سر کے اگلے حصہ سے شروع کیا یہاں تک کہ انہیں گدی تک لے گئے پھر ان دونوں کو اسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

کتاب الوضوء باب مسح الرأس کلہ
جزء اول ص۵۸ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ
باب وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جزء ۱ ص۱۱۸ و ص۱۱۹)

عبد خیر کہتے ہیں :۔

دَخَلَ عَلِیٌّ الرَّحْبَۃَ ..... ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی غَمَرَھَا الْمَاءُ ثُمَّ رَفَعَھَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَآءِ ثُمَّ مَسَحَھَا بِیَدِہِ الْیُسْرٰی ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَہٗ بِیَدَیْہِ کِلْتَیْھِمَا ..... ثُمَّ قَالَ ھٰذَا طُھُوْرُ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ ابن خزیمۃ وسندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء اول ص۷۶)

علیؓ رَحبہ میں داخل ہوئے ..... (انہوں نے وضوء کیا) ..... تو سیدھے ہاتھ کو پانی میں ڈالا یہاں تک کہ پانی نے اُسے ڈھانک لیا۔ پھر اس کو اسی پانی کے ساتھ جو اس میں لگ گیا اوپر اٹھایا پھر اس سے اُلٹے ہاتھ پر مسح کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا ..... (آخر میں) فرمایا! یہ ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء۔

عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق عطاء بن یسار کہتے ہیں :۔

اَنَّہٗ تَوَضَّاَ ..... ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَۃً مِنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ بِھَا یَدَہُ الْیُسْرٰی ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِہٖ ..... ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الوجہ بالیدین جزء اول ص۲۷ و ص۲۸)

کہ انہوں نے وضوء کیا ..... تو ایک چلو پانی لے کر اس سے اُلٹے ہاتھ کو تر کیا پھر سر کا مسح کیا ..... پھر (آخر میں) فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

(۸) پھر انگشتہائے شہادت کو کانوں میں داخل کرے، پھر انگشتہائے شہادت سے کانوں کے اندر مسح کرے اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہر مسح کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الطُّھُوْرُ فَدَعَا بِمَآءٍ فِیْ اِنَاءٍ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَیْہِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِہٖ وَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، وضوء کس طرح کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگایا، پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین دفعہ دھویا

السَّبَّاحَتَيْنِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَمَسَحَ بِاِبْهَامَيْهِ عَلٰى ظَاهِرِ اُذُنَيْهِ وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ اُذُنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا اَوْنَقَصَ فَقَدْ اَسَآءَ وَظَلَمَ اَوْظَلَمَ وَاَسَآءَ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء ثلثا ثلثا جزء اول ص۲ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء اول ص۱۵۱)

پھر تین مرتبہ چہرہ کو دھویا، پھر تین مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا، پھر سر کا مسح کیا اور اپنی انگشتہائے شہادت کو کانوں کے اندر داخل کیا اور دونوں انگوٹھوں سے کانوں کے باہر مسح کیا اور انگشتہائے شہادت سے کانوں کے اندر مسح کیا پھر پیروں کو تین تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا وضوء اس طرح (کیا جائے) پھر جس نے اس سے زیادہ کیا یا کم کیا اس نے بُرا کیا اور ظلم کیا یا آپ نے فرمایا اس نے ظلم کیا اور بُرا کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَرَفَ غُرْفَةً فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ... ..... ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِاِبْهَامَيْهِ (نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح الاذنین وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا تو ایک چلو پانی لیا اور (اس سے) کلی کی اور ناک صاف کی..... پھر آپ نے سر کا مسح کیا اور کانوں کا مسح کیا! کانوں کے اندر انگشتہائے شہادت سے اور کانوں کے باہر انگوٹھوں سے۔

۹ پھر سیدھے ہاتھ سے سیدھے پیر پر پانی ڈالے اور الٹے ہاتھ سے اس کو ٹخنوں تک یا اس سے اوپر تک خوب مل مل کر دھوئے، الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں میں خلال کرے۔ اس طرح سیدھے پیر کو تین دفعہ دھوئے، پھر الٹے پیر کو بھی اسی طرح تین دفعہ دھوئے۔

حمران کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ رَاَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِاِنَاءٍ ..... غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى بِالْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ

میں نے عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک برتن منگایا..... انہوں نے اپنے پیروں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا (پہلے) سیدھے پیر کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح الٹے پیر کو دھویا.....

مِثْلَ ذٰلِكَ) ..... وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثا جزء اول ص۵۱ و باب المضمضة فی الوضوء جزء اول ص۵۲ و صحیح مسلم کتاب الطهارة باب صفة الوضوء وکماله جزء اول ص۱۱۵)

..... پھر (آخر میں) فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے وضوء کی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

نعیم بن عبداللہ کہتے ہیں:۔

رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ ..... غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ (صحیح مسلم کتاب الطهارة باب استحباب اطالة الغرة جزء اول ص۱۲۱ و ص۱۲۲)

میں نے ابوہریرہؓ کو وضوء کرتے دیکھا ..... انہوں نے سیدھے پیر کو دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے پھر الٹے پیر کو دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے۔

عبد خیر کہتے ہیں:۔

دَخَلَ عَلِيٌّ الرَّحْبَةَ بَعْدَ مَا صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامٍ لَهُ ائْتُوْنِي بِطَهُوْرٍ ..... أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى قَدَمِهِ الْيُسْرٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ..... ثُمَّ قَالَ هٰذَا طُهُوْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علیؓ صبح کی نماز کے بعد رحبہ میں داخل ہوئے پھر اپنے غلام سے کہا! میرے لئے وضوء کا پانی لاؤ (پھر انہوں نے وضو کیا تو) ..... اپنا سیدھا ہاتھ پانی میں ڈالا اور سیدھے پیر پر پانی ڈالا اور اس کو تین مرتبہ الٹے ہاتھ سے دھویا پھر سیدھے ہاتھ سے الٹے پیر پر پانی ڈالا اور اسے الٹے ہاتھ سے تین مرتبہ دھویا ..... پھر فرمایا یہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا طریقہ۔

صحیح ابن خزیمۃ کتاب جمع ابواب الوضوء وسننہ باب صفۃ غسل الیدین وسنۃ صحیح۔ ابن خزیمہ جزء اول ص۷۶)

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں:۔

اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ..... غَسَلَ رِجْلَیْہِ حَتّٰی اَنْقَاھُمَا (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۱۱۹)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ..... آپ نے اپنے پیروں کو دھویا یہاں تک کہ انہیں خوب صاف کیا۔

حضرت مستورد فرماتے ہیں:۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْلُکُ بِخِنْصَرِہٖ مَا بَیْنَ اَصَابِعِ رِجْلَیْہِ (رواہ البیہقی فی کتاب الطہارۃ باب کیفیۃ التخلیل جزء ۱ ص۷۴ وصححہ ابن القطان۔ نیل الاوطار جزء اول ص۱۳۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ وضو کرتے تو اپنی چھوٹی انگلی سے پیروں کی انگلیوں میں خلال کرتے۔

(۱۱) پھر یہ کلمہ پڑھے:۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے سے سوا کوئی الٰہ نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ) وَاَنَّ مُحَمَّدًا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا) عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَآءَ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ

(جب) تم میں سے کوئی شخص وضوء کرے پھر پورا وضوء کرے پھر یہ پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

وضوء کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

۱ وضوء پیشاب کرنے اور پاخانہ کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پیشاب کرنے اور پاخانہ کرنے کے بعد دوبارہ وضوء کرے۔ (آیت زیر تفسیر)

۲ ریاح خارج ہونے سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کو نماز میں دھم ہو کہ ریاح آگیا تو نماز توڑ دے جب تک آواز نہ آئے یا بو نہ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور جزء اول ص۲۶)

جس شخص کی ریاح خارج ہو جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضوء نہ کرے۔

عباد بن تمیم کے چچا فرماتے ہیں:۔

اَتٰى شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ الَّذِىْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَجِدُ الشَّىْءَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ اَوْلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا یتوضأ من الشک جزء اول ص۲۶ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی من تیقن الطہارۃ ثم شک فی الحدث فلہ ان یصلی لطہارتہ ذلک ۱/۵۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ شخص جس کو نماز میں ریاح آنے کا دھم ہو (تو وہ کیا کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ (نماز سے) نہ پھرے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو پائے۔

۳ سونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے البتہ اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلٰوةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقْرَاُ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء من النوم جزء اول ص۳۵)

جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھے تو اسے چاہئے کہ سو جائے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔

حضرت صفوان بن عسال کہتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ (رواہ الترمذی فی کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم وصحیح۔ جزء اول ص۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو تین دن اور تین رات تک اپنے موزے نہ اتاریں (وضو کرتے وقت ان پر مسح کرلیں) مگر یہ کہ جنابت ہو، (تو موزے اتار کر پیر دھوئیں) لیکن پاخانہ یا پیشاب اور نیند سے (اگر وضو ٹوٹے تو موزوں پر مسح کرلیں)۔

۴ شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ (رواہ احمد عن عبداللہ بن عمرو وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۲ ص۸۵)

جو مرد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے اُسے چاہیئے کہ وضوء کرلے اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے اُسے چاہیئے کہ وضوء کرلے۔

۵ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَاَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ قَالَ اَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الوضوء من لحوم الابل جزء اول ص۱۵۶)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضوء کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر چاہو تو کرلو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔ اس نے پوچھا کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضوء کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اونٹ کا گوشت کھا کر وضوء کیا کرو۔

۶ مذی کے خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا اَنْ يَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجھے مذی بہت آتی تھی۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ

لِسَمَانِ ابْنَتِهٖ فَسَأَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب غسل المذی والوضوء منہ جزء اول ص۴۰ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب المذی جزء اول ص۱۳۶ و اللفظ للبخاری)۔

کرے (میں نے خود اس لئے دریافت نہیں کیا کہ) آپ کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں۔ اس شخص نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اپنی شرمگاہ دھوؤ اور وضوء کرو۔

وضوء کے متفرق مسائل

(۱) ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں:۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصَّلَوَاتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب جواز الصلوات کلہا بوضوء واحد ۱/۱۳۱)

فتح (مکہ) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھیں۔

(۲) اگر ناخن برابر بھی جگہ کہیں سے خشک رہ جائے تو دوبارہ وضوء کرے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰی قَدَمِہٖ فَاَبْصَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰی (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب استیعاب جمیع اجزاء محل الطہارۃ جزء اول ص۱۲۱)

ایک شخص نے وضوء کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم پر (خشک) چھوڑ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا! واپس جاؤ اور اچھی طرح وضوء کرو، وہ واپس گیا پھر (دوبارہ وضوء کرکے) نماز پڑھی۔

(۳) پانی کے استعمال میں فضول خرچی نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَیَکُوْنُ فِیْ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ فِی الطُّہُوْرِ وَالدُّعَاءِ (ابوداؤد

عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو پانی اور دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے۔

کتاب الطہارۃ باب فی الاسراف فی الوضوء جزء اول ص۱۲ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۱۳۱)

(۴) وضوء کے لئے ایک مدّ یعنی تقریباً ۷۸۰ گرام پانی کافی ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء بالمد جزء اول ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ جزء اول ص۱۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد (پانی) سے وضوء کرتے تھے۔

(۵) اگر چکنائی دار کوئی چیز کھائے تو کلّی کرلے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا. (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب هل يمضمض من اللبن جزء اول ص۶۳ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب نسخ الوضوء مما مست النار جزء اول ص۱۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

(۶) وضوء کے پانی کو ڈھانک کر رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَغْطِيَةِ الْوَضُوءِ (صحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب اللاوانی اللواتی یتوضأ فیهن او یغتسل وسندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء اول ص۶۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وضوء کے پانی کو ڈھانکنے کا حکم دیا ہے۔

(۷) جب صبح کو سو کر اٹھے تو وضوء کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا) قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الاستجمار وترًا جزء اول ص۵۲ و صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب کراھۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا جزء اول ص۱۳۱ و ص۱۳۲)

جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو اپنے ہاتھ کو وضوء کے پانی میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھوئے اس لئے کہ تم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

غسل کرنے کا طریقہ

۱، جب غسل کرے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا (صحیح بخاری کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل جزء اول ص۴۲ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ جزء اول ص۱۴۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو سب سے پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھویا۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح مسلم میں ہے۔

(۲) پھر سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالے اور اُلٹے ہاتھ سے اپنی شرمگاہوں کو اور نجاست کو دھوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:

ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ جزء اول ص۱۴۳)

پھر اپنے سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ پر پانی ڈالے اور اپنی شرمگاہ کو دھوئے۔

حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ ..... ثُمَّ اَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ مِنَ الْاَذٰى (صحیح بخاری کتاب الغسل باب تفریق الغسل والوضوء جزء اول ص۵ وباب الوضوء قبل الغسل جزء اول ص۴۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا ..... آپ نے اپنے سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہوں کو دھویا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ آپ نے اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو نجاست لگی تھی اُسے دھویا۔

(۳) پھر الٹے ہاتھ کو زمین پر دو تین مرتبہ خوب رگڑے اور اُسے دھو ڈالے۔

حضرت میمونہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ ضَرَبَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوْ بِالْحَائِطِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا) (صحیح بخاری کتاب الغسل باب نفض الیدین من الغسل عن الجنابۃ جزء اول ص۴۷ و باب من توضأ فی الجنابۃ ثم غسل سائر جسدہ جزء اول ص۴۷ وباب من افرغ بیمینہ علی شمالہ فی الغسل جزء اول ص۴۵ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ الغسل جزء اول ص۱۴۳)

پھر الٹے ہاتھ کو زمین پر مارا پھر اُسے زمین پر دو تین مرتبہ بڑے زور سے رگڑا پھر اُسے دھو ڈالا۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ "دو تین مرتبہ" اور "پھر دھو ڈالا" کے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔

(۴) پھر اسی طرح وضوء کرے جس طرح نماز کے لئے وضوء کیا جاتا ہے یعنی تین مرتبہ کلی کرے، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے، تین مرتبہ چہرہ دھوئے اور تین مرتبہ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ (صحیح مسلم کتاب الحیض

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شرمگاہ دھوتے پھر ایسا وضوء کرتے جیسا وضوء نماز کے لئے کیا

باب صفة غسل الجنابة جزء اول ص۱۴۳)

جاتا ہے۔

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفة غسل الجنابة جزء اول ص۱۴۳ وصحیح بخاری کتاب الغسل مسح الید بالتراب لیکون انقی واللفظ لمسلم)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُلٹے ہاتھ کو زمین پر مارا اور بہت زور سے اُسے رگڑا پھر ایسا وضوء کیا جیسا وضوء نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اس وضوء کی تشریح کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ..... ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ ثَلٰثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلٰثًا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثَلٰثًا (نسائی کتاب الطہارۃ باب ازالۃ الجنب الاذی عن جسدہ بعد غسل یدیہ جزء اول ص۲۸ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء اول ص۳۷۵)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شرمگاہ اور جو نجاست آپ کے جسم پر ہوتی اُسے دھو ڈالتے..... پھر تین مرتبہ کلی کرتے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالتے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوتے۔

حضرت میمونہؓ وضوء کی تشریح کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

فَغَسَلَ فَرْجَهُ..... فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب نفض الیدین من الغسل عن الجنابة جزء اول ص۴۷)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شرمگاہ دھوئی..... پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔

(۵) پھر اپنی انگلیاں پانی سے تر کرلے اور سر کے بالوں کی جڑوں میں انگلیوں سے خلال کرلے یہاں تک کہ سر کی جلد تر ہونے کا یقین ہو جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے سر پہ تین مرتبہ پانی بہائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا وضوء کرتے جیسا نماز کے لئے کیا جاتا ہے، پھر اپنی انگلیوں

فِيْ اُصُوْلِ شَعَرِهٖ (وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اِذَا ظَنَّ اَنَّهٗ قَدْ اَرْوٰى بَشَرَتَهٗ) ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ (صحیح بخاری کتاب کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل جزء اول ص۴۲ وباب تخلیل الشعر جزء اول ص۴۶ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ جزء اول ص۱۴۳)

کو پانی میں داخل کرتے اور اس سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے یہاں تک کہ آپ کو یقین ہو جاتا کہ آپ (کے سر) کی جلد تر ہو گئی، پھر آپ اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر تین دفعہ سر پر پانی بہاتے۔

(۶) پھر باقی بدن دھوئے۔ پہلے سیدھی طرف کا بدن دھوئے پھر الٹی طرف کا بدن دھوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب الوضوء قبل الغسل جزء اول ص۴۲) وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب تخلیل الشعر جزء اول ص۴۶ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب صفۃ غسل الجنابۃ جزء اول ص۱۴۳ واللفظ للبخاری)

پھر اپنے پورے بدن پر پانی بہائے (صحیح بخاری) (یعنی) باقی بدن دھوئے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ تَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ وَفِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب التیمن فی الوضوء الغسل جزء اول ص۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتی پہننے، کنگھی کرنے۔ وضوء و غسل کرنے بلکہ اپنے تمام کاموں میں سیدھی طرف سے ابتداء کرنے کو پسند کرتے تھے۔

(۷) پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پیر دھوئے۔

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ تَنَحّٰی مِنْ مَقَامِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَیْهِ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب تفرق الغسل والوضوء جزء اول ص۴۵ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفة غسل الجنابة جزء اول ص۱۴۳)

پھر آپ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں پیر دھوئے۔

حضرت میمونہ زوجہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ غَسَلَ رِجْلَیْهِ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب مسح الید بالتراب جزء اول ص۴۵)

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو دونوں پیروں کو دھویا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب صفة غسل الجنابة جزء اول ص۱۴۳)

پھر آپ نے اپنے باقی جسم پر پانی بہایا، پھر دونوں پیر دھوئے۔

غسل کے متفرق مسائل

۱ جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے (آیت زیرِ تفسیر) یعنی اگر مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جائیں تو غسل فرض ہو جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب نسخ الماء من الماء جزء اول ص۱۵۲)

جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور ختنہ کا مقام ختنہ کے مقام سے مل جائے تو غسل فرض ہو گیا۔

(۲) احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل فرض ہو جاتا ہے۔

حضرت ام سلیمؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِیَ احْتَلَمَتْ۔

اے اللہ کے رسول، بے شک اللہ حق بات (کہنے) سے نہیں شرماتا (تو) کیا عورت پر بھی غسل فرض ہو جاتا ہے اگر اسے احتلام ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَعَمْ اِذَا رَأَتِ الْمَآءَ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب اذا احتلمت المرأۃ جزء اول ص۴۹ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منہا جزء اول ص۱۴۱)

ہاں جب وہ تری دیکھے۔

(۳) احتلام ہونا یاد ہو لیکن تری دکھائی نہ دے تو غسل فرض نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ (صحیح مسلم عن ابی سعید الخدری کتاب الحیض باب انما الماء من الماء جزء اول ص۱۵۳)

نہانا تری سے لازم ہوتا ہے۔

(۴) حالت جنابت میں رُکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّائِمِ وَھُوَ جُنُبٌ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن الاغتسال فی الماء الراکد جزء اول ص۱۳۳)

تم میں سے کوئی شخص رُکے ہوئے پانی میں اس حالت میں نہ نہائے کہ وہ جنبی ہو۔

(۵) پانی کے استعمال میں فضول خرچی نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ فِی الطُّھُوْرِ وَالدُّعَآءِ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاسراف فی الوضوء جزء اول ص۱۲ و سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۱۳۱)

عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو پانی اور دعاء میں حدّ سے تجاوز کریں گے۔

(۶) غسل کے لئے تقریباً سوا صاع یعنی چار کلوگرام پانی کافی ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَۃِ اَمْدَادٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار مد تا ۵ مد پانی سے نہالیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء بالمد جزء اول ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب القدر المستحب من الماء جزء اول ص۱۴۵)

(۷) اگر عورت کے بال مضبوطی سے گندھے ہوئے ہوں تو نہاتے وقت انہیں کھولنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِیْ فَاَنْقُضُهٗ بِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب حکم ضفائر المغتسلة جزء اول ص۱۴۶)

میں نے کہا! اے اللہ کے رسول میں ایسی عورت ہوں کہ اپنے سر کے بالوں کی چوٹی مضبوطی سے گوندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے اسے کھولا کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین لپ پانی بہاؤ پھر اپنے (جسم) پر پانی بہاؤ، تم پاک ہو جاؤ گی۔

(۸) کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے اور نہ کوئی عورت کسی مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ دونوں کو ساتھ ساتھ چلو لینے چاہئیں۔

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ اَوْ يَبُوْلَ فِیْ مُغْتَسَلِهٖ اَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ اَوِ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا (نسائی کتاب الطہارۃ باب ذکر النہی عن الاغتسال بفضل الجنب جزء اول ص۲۷ وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۱۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ (۱) ہم میں سے کوئی شخص روزانہ کنگھی کرے، یا (۲) غسل خانہ میں پیشاب کرے، یا (۳) مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے یا عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے انہیں چاہیئے کہ اکٹھے چلو لیں۔

(۹) غسل کے بعد دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں۔ غسل کا وضوء کافی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب الوضوء بعد الغسل جزء اول ص۳۶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضوء نہیں کرتے تھے۔

وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی
المشکوۃ جزء اول ص۱۳۹)

(۱۰) اذیت ماہانہ کے غسل کے بعد عورت کو چاہیئے کہ جس جس مقام پر خون لگا تھا اس مقام پر تین مرتبہ خوشبو کا پھویا لگائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ فَتَوَضَّئِي ثَلَاثًا) فَتَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ (صحیح بخاری کتاب الحیض باب دلك المرأة نفسها اذا تطهرت من الحيض جزء اول ص۸۵ وباب غسل المحيض جزء اول ص۸۶ و صحیح مسلم کتاب الحیض باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض من مسك فى موضع الدم جزء اول ص۱۴۷)

ایک عورت نے اذیت ماہانہ کے غسل کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے اُسے حکم دیا کہ وہ کس طرح غسل کرے (پھر) فرمایا کہ مشک کا ایک پھویا لے اور اس سے تین دفعہ پاک کرے، اس نے کہا اس سے کیسے پاک کروں؟ آپ نے فرمایا! اس سے پاک کرو اس نے کہا: کیسے؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ (اس سے) پاک کرو، پھر میں نے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں نے کہا اس کو خون کے نشانات پر پھیرو۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)

(۱۱) اذیت ماہانہ کے بعد عورت کو چاہیئے کہ پہلے پانی اور بیری کے پتوں سے (شرمگاہ کو) دھوئے اور خوب پاکی حاصل کرے، پھر سر پر پانی ڈالے اور سر کو بہت زور سے ملے یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے۔ غسل جنابت میں (شرمگاہ کو دھونے کے لئے) بیری کے پتے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا

اسماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذیت ماہانہ کے بعد غسل کرنے کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے (ہر) ایک کو چاہیئے

فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهٗ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَبْلُغَ شُئُوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَآءَ ..... وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَأْخُذُ مَآءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهٗ حَتّٰى تَبْلُغَ شُئُوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيْضُ عَلَيْهَا الْمَآءَ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب استحباب استعمال المغتسلة من الحیض فرصة من مسك فی موضع الدم جزء اول ص۱۴۷)

کہ اپنا پانی اور بیری کے پتے لے پھر اس سے اپنی (شرمگاہ کو) دھوئے اور اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے، پھر اپنے سر پر (پانی) ڈالے اور سر کو بہت زور سے ملے یہاں تک کہ پانی سر کے بالوں کے جڑوں تک پہنچ جائے پھر اپنے پورے بدن پر پانی بہائے..... (پھر) اسماء نے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: پانی لے اور (شرمگاہ کو) دھوئے اور اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور سر کو ملے یہاں تک کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہائے۔

نوٹ:۔ نہانے کا طریقہ ص۵۷۲ تا ص۵۷۶ پر بیان کیا گیا ہے، اسی طریقہ سے نہائے البتہ نہاتے وقت ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔

(۱۲) اگر کسی عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو تو اذیت ماہانہ کے مقررہ دن گذرنے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھنی شروع کر دے لیکن ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَ اِذَا اَدْبَرَتْ (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِیِّ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا) فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ (وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِیِّ فَاغْتَسِلِیْ) وَصَلِّیْ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب المستحاضة وغسلها جزء اول ص۱۴۸)

فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے استحاضہ ہو گیا ہے، میں پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو ایک رگ کا خون ہے، اذیت ماہانہ کا خون نہیں ہے لہٰذا جب اذیت ماہانہ شروع ہو تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اذیت ماہانہ کی مدت گذر جائے تو نہاؤ اور خون کو دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ صرف صحیح بخاری میں ہے)

وصحیح بخاری کتاب الحیض باب اقبال
المحیض وادبارہ جزء اول ص۸۷ و باب
الاستحاضۃ جزء اول ص۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیشؓ سے فرمایا تھا:

تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ (رواہ الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ باب فی المستحاضۃ وصححہ۔ جزء اول ص۴۱)

ہر نماز کے لئے وضوء کیا کرو۔

حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ بھی اسی بیماری میں مبتلاء تھیں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

اُمْکُثِیْ قَدْرَ مَا کَانَتْ تَحْبِسُکِ حَیْضَتُکِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب المستحاضۃ جزء اول ص۱۴۹)

اتنے ایام (نماز سے) رُکی رہو جتنے ایام تمہیں تمہاری اذیت تمہیں روکتی ہے، پھر نہاؤ اور نماز پڑھو۔

تیمم کا طریقہ

جب تیمم کرے تو دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ پاک مٹی پر مارے پھر دونوں ہاتھوں پر پھونک مارے، پھر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کرے، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ پر مسح کرے۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں:۔

ضَرَبَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بِکَفَّیْہِ ضَرْبَۃً عَلَی الْاَرْضِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ ضَرَبَ بِیَدَیْہِ الْاَرْضَ ضَرْبَۃً وَاحِدَۃً) ثُمَّ نَفَضَھَا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ نَفَخَ فِیْھِمَا) ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا ظَھْرَ کَفِّہٖ بِشِمَالِہٖ اَوْ ظَھْرَ شِمَالِہٖ بِکَفِّہٖ ثُمَّ مَسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ (صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ایک مرتبہ زمین پر ماریں، پھر ان میں پھونک ماری، پھر ان سے مسح کیا سیدھے ہاتھ کی پشت کف کو الٹے ہاتھ کی ہتھیلی سے اور الٹے ہاتھ کی پشت کف کو سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے. پھر ان دونوں ہتھیلیوں سے چہرہ کا مسح کیا۔

کتاب التیمم باب التیمم ضَرْبَةٌ
جزء اول ص۹۶ وباب المتیمم
هل ینفخ فیهما جزء اول ص۹۳
وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الحیض
باب التیمم جزء اول ص۱۵۹)

(نوٹ:۔ تیمم کے مسائل کا ذکر اسی سورت کی تفسیر میں ص۵۵۲ پر اور سورۂ نساء کی آیت ۴۳ کی تفسیر میں ص۱۵۹ پر ہو چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَمِيْثَاقَهُ الَّذِىْ وَاثَقَكُمْ
بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم کو بخشی ہے یاد کرو اور اس عہد و میثاق کو بھی یاد کرو جو اللہ نے تم سے لیا تھا جبکہ تم نے اقرار کیا تھا کہ ہم نے (تیرے احکام کو) سن لیا اور ہم (تیری) اطاعت کریں گے، (اس عہد و میثاق کو پورا کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

معانی و مصادر (وَاثَقَ) وَاثَقَ، يُوَاثِقُ، مُوَاثَقَةٌ و وِثَاقٌ (باب مفاعلہ) معاہدہ کرنا۔

تفسیر ایمان والوں کو اللہ تعالےٰ نے دو نعمتیں خاص طور پر عطاء فرمائی ہیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور دوسری نعمت دین کی تکمیل ہے۔ پہلی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

اور (اے رسول) آپ، جہاں کہیں چلے جایا کریں ہوں (یعنی بحالت سفر آپ جہاں کہیں بھی ہوں نماز کی حالت میں اپنا منہ مسجد حرام کی

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ
اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا
تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ
نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ۙ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ
رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا
وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا
تَعْلَمُوْنَ ۙ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ
وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

(البقرۃ ۔ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

طرف کرلیا کرو (یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے)
تاکہ لوگوں کے لئے تم پر کوئی حجت باقی نہ
رہے (وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ تحویل قبلہ کی نشانی
پوری نہیں ہوئی لہذا تم حق پر نہیں ہو۔ تحویل
قبلہ کے بعد اب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے)
سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔
(وہی لایعنی اعتراض کریں تو کریں) تو تم ان
لوگوں سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا اور (تحویل
قبلہ کا یہ بھی مقصد ہے) کہ میں اپنی نعمت تم پر
پوری کردوں اور یہ کہ تم ہدایت پر چلتے رہو۔
(اور اے ایمان والو ہم اپنی نعمتیں تم کو عطاء
فرما رہے ہیں اس طرح) جس طرح (ہم نے
ایک بڑی نعمت تم کو یہ عطاء فرمائی کہ) ہم
نے تم میں ہی سے ایک رسول مبعوث فرمایا
جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے، تمہارے
دلوں کو پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت
کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ایسی ایسی باتیں
سکھاتا ہے کہ تم ان کو (پہلے) نہیں جانتے تھے۔
اے ایمان والو تم میرا ذکر کرتے رہو میں تمہارا
ذکر کرتا رہوں گا تم میرے (احسان کا) شکر
ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

یہی وہ نعمت ہے جس کا احسان بھی اللہ تعالےٰ نے جتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(اٰل عمران ۔ ۱۶۴)

اللہ نے مؤمنین پر (بڑا) احسان کیا کہ ان
میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا
جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا
ہے، ان کے (قلوب) کو پاک کرتا ہے
اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے او
اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے

دوسری نعمت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

ان نعمتوں کے اتمام کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ) اور اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے اس کا احسان مانو اور شکر ادا کرو۔ گذشتہ آیت کے الفاظ "لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" اور سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۲ کے الفاظ "وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ" میں ان نعمتوں کے شکر کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کی نعمت کو یاد رکھو (وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا) اور جو عہد و پیمان تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اسے بھی یاد رکھو اور وہ عہد و پیمان یہ ہے کہ تم نے کہا تھا کہ ہم تیرے احکام سنیں گے اور انکی اطاعت کرینگے تو اب ان احکام کی تعمیل کرتے رہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (البقرۃ ۔ ۲۸۵)

(اللہ کا) رسول اور تمام مؤمنین اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو رسول پر اس کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے (اور یہ) سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر بھی ایمان لاتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (سب پر بلا تفریق ایمان لاتے ہیں) اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ (اے اللہ) ہم نے (تیرے احکام کو) سنا اور ہم (ان کی) اطاعت کریں گے اور اے ہمارے رب ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اور (ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ ہمیں) تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ایمان والوں نے سننے اور اطاعت کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس آیت میں اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ آیت گویا (اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا) کی تفسیر ہے۔

الغرض عہد و پیمان کو پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس عہد و پیمان کو پورا کیا جائے اور اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء ہی میں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

(المآئدۃ۔ ۱)

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو، اس سے جو تم نے وعدہ کیا ہے اُسے پورا کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وعدہ خلافی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جائے۔ اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو، اللہ تعالےٰ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور صرف اعمال ہی کی کیا خبر ہے وہ تو دلوں کی بات کو بھی جانتا ہے۔ جس ہستی سے تم دل کی بات نہیں چھپا سکتے اس سے اپنے اعمال کیسے چھپا سکو گے لہذا اُس سے ڈر کر تمام بداعمالیوں سے بچ جاؤ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھیئے اور ان کا شکر ادا کیجئے۔

اے ایمان والو، کلمہ شہادت پڑھ کر آپ نے جو وعدہ اللہ تعالےٰ سے کیا ہے اُسے پورا کیجئے۔ اس کو آپ نے اپنا حاکم تسلیم کیا ہے تو اب اس کے تمام احکام کو تسلیم کیجئے اور ان پر عمل کیجئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے اللہ کا رسول تسلیم کیا ہے تو اب ان کی کامل اتباع کیجئے اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کا جو دین آپ کو ملا ہے اس پر سختی سے عمل کیجئے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے تاکہ آپ اس کی نافرمانی سے بچ سکیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا
قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ
اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨

ترجمہ اے ایمان والو (محض) اللہ (کی رضاء) کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوجایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کیا کرو یہی تقوے کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے (۸)

معانی ومصادر (قَوّٰمِيْنَ) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ و قَوْمَةٌ وقِيَامٌ وقَامَةٌ (ن) نگرانی کرنا، کھڑا ہونا، سیدھا ہونا۔
(قِسْطِ) قَسَطَ، يَقْسِطُ، قِسْطٌ (ض) انصاف کرنا۔
(يَجْرِمَنَّ) جَرَمَ، يَجْرِمُ، جَرِيْمَةٌ (ض) جرم کرانا، جرم پر اکسانا اور آمادہ کرنا۔

(شَنَآن) شَنَأً، یَشْنَأُ، شَنْأٌ و شَنَآنٌ و شَنَأَۃٌ (من ف) دشمنی کے ساتھ بغض رکھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ) اے ایمان والو محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو تمہاری گواہی سے کسی کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیئے۔ جھوٹی گواہی ہرگز نہ دیا کرو۔

حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟ قُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ، اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُھَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْکُتُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص۔ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا جزء اول ص۔ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ہاں (بتایئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا یہ فرما کر آپ سیدھے بیٹھ گئے، حالانکہ اس سے پہلے آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا: جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، پھر آپ برابر ان الفاظ کو دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا: آپ خاموش نہیں ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی) اور اے ایمان والو، کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ انصاف نہ کرو، ایسا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر حال میں تمہیں انصاف ہی کرنا چاہیئے، انصاف کے ساتھ ہی گواہی دینا چاہیئے، انصاف ہی تقوے کے قریب ہے اور تقوٰے بہت ضروری چیز ہے تقوے کے بغیر انجام بخیر نہیں ہو سکتا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی (طٰہٰ ۔ ۱۳۲) اور انجام بخیر تو تقوی پر منحصر ہے۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے باخبر ہے اور کیونکہ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے لہذا تم اپنے اعمال کی سزا و جزاء سے بچ نہیں سکتے۔

عمل

اے لوگو، انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیئے۔ جھوٹی گواہی ہرگز نہ دیجئے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اے لوگو، اگر آپ کو کسی قوم سے کسی قسم کا بغض ہے یا کسی قوم سے آپ کو عداوت ہے تو یہ بغض وعداوت آپ کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ آپ ان کے ساتھ ناانصافی کریں۔ نہیں بلکہ بغض وعداوت کی حالت میں بھی ان کے ساتھ انصاف ہی کیجئے۔ تقویٰ اسی کا نام ہے۔

اے لوگو، تقویٰ حاصل کیجئے، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی بداعمالی کی سزا میں وہ آپ کو پکڑ لے اور عذاب میں مبتلا کر دے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠

ترجمہ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وعدہ کر لیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی ۝٩ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ والے ہیں ۝١٠

معانی ومصادر (جَحِيْمٌ) جَحِمَ، يَجْحَمُ، جَحْمٌ، وجَحَمٌ (س) وجُحُمَ يَجْحُمُ، جُحُوْمٌ (ك) بھڑکنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ) اللہ تعالےٰ کا ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وعدہ ہے کہ ان کی مغفرت فرمائیگا اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے گا (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ) اور جن لوگوں نے کفر کیا، اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، انہیں دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

ایمان کے ساتھ عمل کرنے پر اللہ تعالےٰ نے بار بار زور دیا ہے۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کرتے رہیے، اسی میں نجات ہے اور اجر عظیم ہے۔
اے لوگو، کفر سے توبہ کیجئے، کفر کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ
قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ
اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا تھا جب (کافروں کی) ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تم پر (اچانک) حملہ کر دیں، اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا (وہ تمہیں قتل نہیں کر سکے) اور (اے ایمان والو) اللہ سے ڈرتے رہو اور (اسی پر بھروسہ کرو) اور مؤمنین کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے ﴿١١﴾

معانی ومصادر (هَمَّ) هَمٌّ، يَهُمُّ، هَمٌّ و مَهَمَّةٌ (ن) فکر میں ڈالنا، ارادہ کرنا۔
(كَفَّ) كَفٌّ، يَكُفُّ، كَفٌّ (ن) روکنا اور پھیر دینا۔

تفسیر حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ — اہل مکہ میں سے اسی آدمی مسلح ہو کر تنعیم کے پہاڑ سے

هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَاَخَذَهُمْ سِلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَالَّذِیْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب قول الله تعالٰی وهو الذی کف ایدهم عنکم جزء ۲ ص۱۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے وہ یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب غفلت میں ہوں (تو ان کو حملہ کرکے قتل کردیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ کر قید کرلیا، پھر انہیں چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی "اور وہی ہے جس نے مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے روک دئے اور بعد اس کے کہ تم ان پر قابو پا چکے تھے تمہارے ہاتھ ان سے پھیر دئے۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں:۔

جَاءَ عَمِّیْ عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِّنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهٗ مِكْرَزٌ يَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ مُجَفَّفٍ فِیْ سَبْعِيْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاءُهٗ فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَالَّذِیْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمُ الْاٰيَةَ كُلَّهَا (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوة ذی قرد جزء ۲ ص۱۱۲)

میرے چچا عامر قبیلہ عبلات کے ایک شخص کو جس کا نام مکرز تھا مع دوسرے مشرکین کے جن کی تعداد مع مکرز کے ستر تھی گھسیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے عامر اس وقت ایسے گھوڑے پر سوار تھے جس پر جھول پڑی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: "انہیں چھوڑ دو" (صلح حدیبیہ کے عہدنامے کی خلاف ورزی کے) گناہ کی ابتداء بھی ان سے ہوئی اور اسکی تکرار بھی انہی سے ہوئی۔" اسی سلسلے میں اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی: "وہی ہے جس نے مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے روک لئے اور اس حالت میں کہ تم کافروں پہ قابو پا چکے تھے تمہارے ہاتھ ان سے پھیر دئے اور اللہ دیکھ رہا تھا جو تم کر رہے تھے۔"

الغرض صلح حدیبیہ کے بعد اہل مکہ نے مسلمین پر دو مرتبہ حملہ کیا۔ پہلا حملہ ۸۰ آدمیوں نے کیا، دوسرا حملہ ۷۰ آدمیوں نے کیا۔ پہلے حملہ کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفتار کرلیا پھر چھوڑ دیا۔ دوسری مرتبہ حملہ کرنے والوں کو

کردیا۔ اور چھوڑ دیا۔ الغرض نہ کافروں کو جرأت ہوئی کہ وہ تلوار چلاتے وہ ایسے مرعوب ہوئے کہ ایک فرد واحد کا مقابلہ نہ کرسکے اور بڑی آسانی سے سب گرفتار کرلئے گئے۔ کافروں کو دست درازی سے روکنا، ان کو مرعوب کردینا یہ سب کون کر رہا تھا؛ یہ سب کچھ خالق کائنات کی تدبیر تھی جس کے سامنے کافر اپنی تدبیروں کو بروئے کار نہ لاسکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نقصان سے بچ گئے۔

اگرچہ کافروں نے دو مرتبہ بدعہدی اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی باہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کا احترام کیا اور باوجود قابو پانے کے ان کو معاف کردیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باوجود قابو پانے کے معاف کردینا یہ سب اسی قادر مطلق کی تدبیر تھی۔ اللہ تعالے نے کافروں کے ہاتھ روک لئے تھے تو مسلمین کے ہاتھ بھی روک دئے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو قتل کر دیتے تو کفار مکہ مشتعل ہوجاتے اور کھلم کھلا معاہدہ کو توڑ کر جنگ شروع کردیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ مکہ معظمہ میں جو مسلمین بے بسی کی زندگی گذار رہے تھے وہ لاعلمی میں مسلمین ہی کے ہاتھوں قتل ہوجاتے اور یہ بڑا عظیم نقصان ہوتا۔ اللہ تعالے نے جنگ کو روک کر مسلمین پر بڑا احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(الفتح ۔ ۲۵)

تو اگر مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور جن کو تم (لاعلمی میں) پامال کردیتے تو ان کی طرف سے تم کو ناواقفتہ نقصان پہنچ جاتا (مکہ میں نہ ہوتیں تو جنگ کرا کے اللہ ابھی تم کو غلبہ دے دیتا لیکن اُسے تاخیر منظور تھی) تاکہ وہ جس کو چاہے (اسلام کی توفیق دے کر) اپنی رحمت میں داخل کرلے اور اگر (مکہ کے مسلم کہیں) علیحدہ ہوگئے ہوتے تو پھر (مکہ والوں) میں سے جو کافر تھے ہم ان کو دردناک عذاب دیتے۔

جس احسان اور انعام کا ذکر اللہ تعالے نے سورہ فتح میں فرمایا ہے اس احسان وانعام کی طرف اللہ تعالے نے آیت زیر تفسیر میں اشارہ فرمایا ہے۔ اوپر آیت ۱ میں اللہ تعالے نے تکمیل دین کی نعمت کو یاد دلایا تھا اور اس آیت میں جنگ روک کر مسلمین کو جانی نقصان سے بچا۔ نے کے انعام واکرام کو یاد دلایا ہے۔

انعام الٰہی کو یاد دلانے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمین پوری طرح اللہ تعالے پر توکل رکھیں اور صبر واستقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر ڈٹے رہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ) اے ایمان والو، اللہ تعالے کے اس احسان کو یاد کرو کہ جب کفار کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالے نے ان کے ہاتھ تم سے روک دئے تمہیں جانی نقصان

سے بچالیا بلکہ جنگ روک کر مکہ کے بے بس مسلمین کو بھی جانی نقصان سے بچالیا (وَاتَّقُوا اللّٰہَ) اللہ تعالے سے درتے رہو، اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو اور اپنی تدبیروں پہ بھروسہ نہ کرو بلکہ اللہ تعالے پر بھروسہ رکھو (وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) اور ایمان والوں کو تو اللہ تعالے ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ کافروں کی تدبیر کیا تھی اور اے ایمان والو تمہاری تدبیر بھی جوابی کارروائی کی صورت میں اسی قسم کی ہو سکتی تھی لیکن اللہ تعالے کچھ اور تدبیر کر رہا تھا اور اسی کی تدبیر غالب ہوئی اور تمہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ صلح حدیبیہ جس کو اللہ تعالے نے اپنی تدبیر سے ٹوٹنے سے بچالیا برقرار رہی اور اس کے برکات سے تمہیں پورا پورا فائدہ پہنچا۔ اے ایمان والو یہ نعمت تمہیں اس لئے یاد دلائی جا رہی ہے کہ تمہیں اس بات پر یقین کامل ہو جائے کہ اللہ تعالے ایسی حالت میں تمہیں مدد پہنچاتا ہے اور اس طرح مدد پہنچاتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ الغرض اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر پوری طرح توکل رکھو تاکہ آئندہ اللہ تعالیٰ تمہاری اسی طرح مدد کرتا رہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالے کی نعمتوں اور اس کے احسانوں کو یاد کرتے رہا کیجئے تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہوتا رہے اور آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کی اپنی تدبیروں کی کوئی حقیقت نہیں اصل تدبیر تو اللہ تعالے ہی کی تدبیر ہے، اسی کی تدبیر سے آپ کو فتح، فلاح اور بہبود پہنچی ہے۔ اسی پر توکل رکھیئے، وہی کارساز ہے، وہی آپ کے تمام کام بنا دیگا اور ایسے خفیہ طریقہ سے بنائیگا کہ آپ کو اس کا علم نتیجہ سامنے آنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا، وَقَالَ
اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ، لَئِنْ اَقَمْتُمُ
الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ
وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ، فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا
قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً، یُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا
بِهٖ، وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی

خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ
اصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ
فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو، عبرت کے لئے اس بات کو ذہن میں رکھو کہ) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے بھی عہد و پیمان لیا تھا (پھر) ان ہی میں سے (ان پر) بارہ سردار مقرر کئے تھے، پھر اللہ نے فرمایا تھا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نے نماز قائم کی زکوٰۃ دیتے رہے ہمیرے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کا ادب و احترام کرتے رہے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہے تو میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، پھر تم میں جس نے (اس وعظ و نصیحت) کے بعد بھی کفر کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا ﴿۱۲﴾ (انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو ان کے عہد و پیمان کو توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے تھے اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا تھا اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں۔ (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ۱۳ اور (اے ایمان والو) ہم نے ان لوگوں سے بھی جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں مضبوط عہد لیا تھا (لیکن جب) انہوں نے بھی ان باتوں میں سے ایک (بہت بڑے) حصہ کو فراموش کر دیا تو ہم نے (بطور سزا کے) ان کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا اور عنقریب (قیامت کے دن) اللہ انہیں بتائیگا کہ انہوں نے (دنیا میں) کیا کیا عمل کئے تھے ۱۴

معانی و مصادر

(نَقِیْبًا) نَقَبَ، یَنْقُبُ، نِقَابَۃٌ (ن)
نَقِبَ، یَنْقَبُ، نَقَبٌ (س) سردار ہونا۔
(عَزَّرْتُمْ) عَزَّرَ، یُعَزِّرُ، تَعْزِیْرٌ (باب تفعیل) ادب و احترام کرنا
(نُسُوْا) نَسَا، یَنْسُوْ، نَسْوٌ و نَسْوَۃٌ و نَسَاوَۃٌ (س) سخت ہونا۔
(حَظًّا) حَظَّ، یَحُظُّ، حَظٌّ (ف) بانصیب ہونا (حَظٌّ = نصیب حصہ)۔

(بَغْضَآءُ) بَغَضَ، يَبْغُضُ، بَغَاضَةٌ (ن، س، ك) بغض رکھنا (بَغْضَاء، شدید بغض)
(تَزَالُ) زَالَ، يَزَالُ و يَزِيْلُ، زَيْلٌ (ف، ض) کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ایک عہد لیا تھا جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں گذر چکا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ (المآئدۃ۔ ۷)

اور (اے ایمان والو) اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم کو بخشی ہے یاد کرو اور اس عہد و میثاق کو بھی یاد کرو جو اللہ نے تم سے لیا تھا جبکہ تم نے اقرار کیا تھا کہ ہم نے (تیرے احکام کو) سن لیا اور ہم تیری اطاعت کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ نے صرف تم سے ہی عہد نہیں لیا ہے بلکہ بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا تھا جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ سورۂ بقرہ کی آیت ۴۰ کی تفسیر میں گذر چکا ہے، لہذا اے ایمان والو، یہ کوئی انوکھی چیز نہیں۔ ایمان والوں سے عہد لیا ہی جاتا ہے۔ ایمان والوں کا کام یہ ہے کہ اپنے عہد کو پورا کریں جس کی تفصیل اسی سورت کی آیت ۱ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔

آگے فرمایا (وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) اور اے ایمان والو، ہم نے بنی اسرائیل میں ۱۲ سردار مقرر فرمائے تھے اور پھر بنی اسرائیل سے کہا تھا: میں تمہارے ساتھ ہوں، میں تمہاری مدد اور نصرت کرتا رہوں گا اور اگر تم نے نماز کو قائم رکھا، زکوٰۃ ادا کرتے رہے، میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہے اور ان کا ادب و احترام کیا اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہے تو میں تمہارے گناہوں کو دور کردوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور اے ایمان والو میں نے بنی اسرائیل سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ (فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ) تم میں سے جس نے اس عہد و پیمان کے بعد کفر کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ اسی طرح اے ایمان والو، تم بھی خبردار ہو جاؤ کہ اگر تم نے اپنے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کی اور کفر کیا تو تم بھی سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔ اے ایمان والو، جب بنی اسرائیل نے اپنے عہد کو

توڑ ڈالا (فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً) تو ہم نے ان کے عہد توڑ ڈالنے کی سزا میں ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

(البقرۃ ۔ ۷۴)

پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت (اس لئے کہ) بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہوتی ہیں، بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں (لیکن اے بنی اسرائیل تمہارے دل کسی طرح نہ پسیجے، کسی طرح ان میں شکستگی اور نرمی نہ آئی اور نہ اللہ کا خوف دل میں پیدا ہوا بہرحال اے بنی اسرائیل) جو کچھ تم کر رہے اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

اور جب دل سخت ہو جائے تو پھر نصیحت اثر نہیں کرتی، بلکہ پھر تو اپنی بداعمالیاں ہی اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(الانعام ۔ ۴۳)

تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو (اور) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے)۔

اور جب بداعمالیاں اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں تو ان کو سہارا دینے کے لئے کلام الٰہی میں تاویل و تحریف کی سوجھتی ہے۔ بنی اسرائیل نے یہی کیا (يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ) وہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنے لگے۔ کلام الٰہی کے موقع و محل کو تبدیل کرنے لگے (وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ) اور جو نصیحت انہیں کی گئی تھی ان میں سے ایک (بڑے) حصے کو انہوں نے بھلا دیا، تو اے ایمان والو کیا ایسے لوگوں کے ایمان لانے کی توقع ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ

اے ایمان والو، کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اہل کتاب

كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۷۵)

تمہاری خاطر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا ہے جو اللہ کا کلام سنتا ہے پھر سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا ہے ان سے ایمان کی توقع رکھنا فضول ہے۔

اس آیت میں مؤمنین کو بھی ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ اگر انہوں نے بنی اسرائیل کی طرح معاہدہ کر کے توڑ دیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گی مؤمنین کو چاہئے کہ وہ اپنے معاہدہ کے پابند رہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔ آگے فرمایا (وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ) اے رسول ان میں سے کچھ لوگوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں کی خیانت کی اطلاع آپ کو برابر ملتی رہتی ہے، یہ مسلسل حق پوشی کر کے آپ کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں (فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ) تو آپ فی الحال انہیں معاف کرتے رہیں درگذر کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۱۰۹)

(اور خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں (تو اے ایمان والو تم ان کی اس بات پر صبر کرو) ان کو معاف کرتے رہو، درگذر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنا کوئی (اور) حکم صادر فرمائے، بے شک (اللہ اگر چاہے تو ان کو نیست و نابود کر سکتا ہے، کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں معاف و درگذر کرنا بھی ایک نیکی ہے لہذا اے رسول، آپ اس نیکی کو جاری رکھیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) اللہ نیکی کرنے والوں ہی سے محبت کرتا ہے (وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ) اور اے ایمان والو جو لوگ اپنے کو عیسائی کہتے ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا تو ہوا یہ کہ انہوں نے بھی اس عہد کے ایک بڑے حصہ کو بھلا دیا اور اس کی خلاف ورزی کی (فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) تو اس جرم کی سزا میں ہم نے ان کے مابین عداوت اور بغض کو قیامت تک کے لئے ان کے دلوں میں جاگزیں کر دیا۔ فرقہ پرستی اور قوم پرستی کی آگ ان کے دلوں میں سلگ رہی ہے جو کبھی جنگ کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ بین الاقوامی

اجلاسوں میں یہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے کیسی ہی ہمدردی کا اظہار کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل ان کے ملے ہوئے نہیں ہیں یہ ظاہر داری مصلحتاً ہوتی ہے دل سے نہیں ہوتی۔ یہ تو دنیا میں ان کی عہد شکنی کی سزا ہے (وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ) اور آخرت میں ہم انہیں خبر دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے اور پھر اس کی سزا بھی دیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، آپ نے اللہ تعالےٰ سے عہد کیا ہے کہ آپ احکام الٰہی سنیں گے اور مانیں گے اور ان پر عمل کریں گے تو اے ایمان والو، آپ اپنے عہد کی خلاف ورزی ہرگز نہ کیجئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو سنئے اور ان پر عمل کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بنی اسرائیل کی طرح آپ بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار ہو جائیں۔

اے ایمان والو تبلیغی دور میں کافروں کی ایذا دہی اور ان ریشہ دوانیوں سے دل برداشتہ نہ ہو جائیے صبر و استقامت سے کام لیجئے اور انہیں درگذر کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، فرقہ پرستی سے دور رہیئے فرقہ وارانہ مسائل کی دفاع کرتے ہوئے آپ ایسا نہ کیجئے کہ احکام الٰہی کو اس کے موقع محل سے ہٹا دیں، سیاق و سباق کو بدل دیں اور اس طرح اپنے مذہب کی خاطر حق کو دبا دیں۔ اس طرح تو فرقہ پرستی قائم رہے گی اور دلوں میں عداوت کی آگ بھڑکتی رہے گی جو کبھی بحث و مناظرہ کی صورت میں ظاہر ہو گی اور کبھی جنگ و جدال کی صورت میں

اے ایمان والو، آپ کی تاریخ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اب بھی وقت ہے آپ حق پوشی سے توبہ کریں اور اپنے فرقہ وارانہ مذاہب کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کر لیں ورنہ یاد رکھیئے دنیا میں تو آپ فرقہ پرستی کے نتائج بھگت ہی رہے ہیں آخرت میں اس سے بھی زیادہ سخت عذاب ہو گا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ
الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ
كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِيْ بِهِ
اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ
السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٦﴾

ترجمہ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے وہ (اللہ کی) کتاب میں سے جو کچھ تم چھپایا کرتے تھے اُن میں سے بہت سی باتوں کو کھول کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی باتوں سے چشم پوشی کر رہا ہے (اے اہل کتاب) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) اور روشن کتاب آچکی ہے ۱۵ وہ ایسی کتاب ہے جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کے راستے بتادیتا ہے جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے ہیں پھر اپنے حکم سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور ان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمادیتا ہے ﴿١٦﴾

معانی ومصادر (رِضْوَان) رَضِیَ، یَرْضٰی، رِضًی و رِضْوَانٌ و مَرْضَاۃٌ (س) راضی ہونا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو صاف اور واضح الفاظ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا) اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے (یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ) وہ ایسا رسول ہے کہ کتاب الٰہی کے جو احکام تم اب تک چھپاتے رہے ہو ان میں سے بہت سے احکام کو صاف صاف بیان کر رہا ہے (وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ) اور بہت سے احکام کے سلسلہ میں تمہاری پردہ دری نہیں کرتا تاکہ تمہاری مزید رسوائی کا باعث نہ ہو۔ جس حد تک شریعت کے بیان کے سلسلہ میں تمہاری کارستانیوں کو واشگاف الفاظ میں بیان کرنا ضروری ہوتا ہے وہ بیان کر دیتا ہے اور جہاں ضروری نہیں ہوتا وہاں وہ محض تمہیں رسوا کرنے کی خاطر بیان نہیں کرتا اس کا مقصد اظہار حق ہے نہ کہ تمہاری رسوائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا رسول تمہاری بہت سی حرکتوں سے چشم پوشی کرتا ہے اور تمہاری پوری حقیقت لوگوں پر ظاہر نہیں کرتا تمہیں تو اس کا احسان ماننا چاہیئے۔

اہل کتاب نے جن بہت سے احکام کو چھپا رکھا تھا ان میں سے ایک حکم زانی کو سنگسار کرنے کا بھی تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک

بِيَهُوْدِيٍّ وَيَهُوْدِيَةٍ قَدْ اَحْدَثَا جَمِيْعًا
فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِكُمْ
قَالُوْا اِنَّ اَحْبَارَنَا اَحْدَثُوْا تَحْمِيْمَ
الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ مُسْلِم
تُسَوَّدُ وُجُوْهُهُمَا وَتَحْمِلُهُمَا وَ
نُخَالِفُ بَيْنَ وُجُوْهِهُمَا وَيُطَافُ
بِهِمَا) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ
اُدْعُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرٰىةِ (وَ
فِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ) فَاُتِيَ بِهَا
فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ
وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا،
فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ
فَاِذَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهٖ فَاَمَرَ
بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَرُجِمَا (صحیح بخاری کتاب المحاربین
من اهل الکفر باب الرجم فی البلاط
جزء ۸ صـ۲۰۵ وصحیح مسلم کتاب الحدود
باب رجم الیهود اهل الذمة فی
الزنی جزء ۲ صـ۵۴ واللفظ للبخاری)

یہودی مرد اور یہودی عورت کو لایا گیا، انہوں نے زنا کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اپنی کتاب میں کیا حکم پاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے علماء نے یہ نکال رکھا ہے کہ منہ کالا کرتے ہیں گدھے پر بٹھا کر انہیں گشت کراتے ہیں (یعنی) ہم ان کا منہ کالا کرتے ہیں، پھر ان کا منہ مخالف سمت میں کر کے گدھے پر سوار کرتے ہیں اور گشت کراتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ان (کے علماء کو) مع توریت کے بلائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم سچے ہو کہ (یہی حکم توریت میں ہے) تو توریت لے کر آؤ۔ الغرض توریت لائی گئی۔ ان میں سے ایک (عالم) نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔ ابن سلام نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے سے رجم کی آیت نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور وہ دونوں سنگسار کر دئے گئے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

آگے فرمایا (قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ) اے اہل کتاب تمہارے پاس نور ہدایت یعنی روشن کتاب آچکی ہے اب تو ایمان لے آؤ۔

اس آیت میں "نور" سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور "کتاب مبین" اس کی تشریح ہے

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ
نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۵۷)

الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ شریعت بیضاء جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی "نور" ہے اس کی روشنی میں چل کر ہی انسان فلاح پا سکتا ہے اور اس کو چھوڑ کر گمراہی کے عمیق غار میں جا پڑتا ہے۔

آگے فرمایا (وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ) اور ان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

صراط مستقیم صرف ایک ہے (تفصیل کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں) لیکن اس کو پانے اور حاصل کرنے کے مختلف راستے اور ذرائع ہو سکتے ہیں۔ کسی کو اللہ تعالےٰ کسی ذریعہ سے صراط مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے اور کسی کو کسی ذریعہ سے یہ ذریعے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن صراط مستقیم ایک ہی ہوگی۔ یہ مختلف ذریعے جن کے واسطے سے صراط مستقیم تک رسائی ہوتی ہے سلامتی کے راستے ہیں انہی کے ذریعہ انسان سیدھے راستہ پر پہنچتا ہے یہی راستے اس کو گمراہی کی راہوں سے نکال کر راہ راست پر لے آتے ہیں مگر سلامتی کے یہ راستے جن کے ذریعہ صراط مستقیم ملتی ہے انہی لوگوں کو ملتے ہیں جو طلب صادق رکھتے ہیں جن کا مقصد صرف اللہ تعالےٰ کی رضاء جوئی اور اس کی رضاء کی خاطر اتباع حق ہوتا ہے۔ وہ حق کو دیکھتے ہی فوراً قبول کر لیتے ہیں اور کسی قسم کا پس و پیش نہیں کرتے۔ نہ حق پوشی کرتے ہیں اور نہ ہٹ دھرمی اور یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی توفیق اور اس کے لطف و کرم سے ہوتا ہے اسی کو اللہ تعالےٰ نے بِاِذْنِهٖ کے لفظ سے ادا فرمایا ہے اور جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے ہوتا ہے تو انسان کو صراط مستقیم مل جانے پر اللہ تعالےٰ کا ممنون ہونا چاہیئے اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

عمل

اے ایمان والو، اہل کتاب کی طرح احکام الٰہی کو نہ چھپائیے۔ جو حق ہے اُسے ظاہر کیجئے اور جو باطل ہے اس کی تردید کیجئے۔

اے لوگو، اپنے مذہب کی حمایت نہ کیجئے بلکہ حق کی حمایت کیجئے اپنے مذاہب کو جن کے حق ہونے کی کوئی سند نہیں چھوڑ دیجئے اور دین اسلام کی پیروی کیجئے جو سراسر حق اور نور ہدایت ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ
الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ
وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾

ترجمہ بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ عیسٰی ابن مریم اللہ ہی ہیں (اے رسول) آپ ان سے پوچھیئے اگر اللہ عیسٰی ابن مریم، ان کی والدہ اور زمین کے تمام لوگوں کو ہلاک کرنا چاہے تو اللہ کے سامنے کس کو اختیار ہے (کہ ان کو ہلاکت سے بچالے)، آسمانوں پر اور زمین پر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب پر اللہ کی بادشاہت ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ صفات عیسٰی میں کہاں ہیں لہٰذا وہ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں) ﴿١٧﴾

معانی ومصادر (يَمْلِكُ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلُكَةٌ (ض) مالک ومتصرف ہونا، با اختیار ہونا۔

تفسیر بعض اقوام میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰے انسانی شکل میں آتا ہے ان اقوام کے نزدیک جس انسانی شکل میں اللہ تعالیٰ آتا ہے اُسے اوتار کہتے ہیں۔ عیسائیوں میں بھی عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ پایا جاتا تھا، وہ عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰے ہی قرار دیتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ، عیسٰی علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ اللہ تعالٰے نے آیت زیر تفسیر میں اس کی تردید فرمائی اللہ تعالٰے نے فرمایا (لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰے عیسٰی بن مریم ہیں انہوں نے یقینا کفر کیا (قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا) اے رسول آپ ان سے پوچھیئے: بتاؤ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو ان کی والدہ کو اور زمین میں جتنے بھی انسان ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی ہے جو اللہ تعالٰے کے مقابلہ میں ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو جو ان کو ہلاکت سے بچا سکے یا اللہ تعالٰے کو اس کے ارادہ سے باز رکھ سکے۔ کوئی نہیں، اللہ تعالٰے نے یہ سوال کر کے دو باتوں پر خاص طور پر زور دیا۔

① عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالیٰ نہیں ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالٰے ہوتے تو وہ کس طرح ہلاک ہوتے، ان کے ہلاک ہونے کا امکان اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ وہ انسان ہیں اور انہیں اتنا بھی تصرف حاصل نہیں کہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا سکیں۔

② "فَمَنْ يَّمْلِكُ" استفہام انکاری ہے یعنی کوئی بھی ایسا نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی قسم کا اختیار ہو۔ اللہ تعالٰے کے علاوہ جن جن کو مشکل کشا کارساز اور ناصر و مددگار سمجھا جا رہا ہے انہیں اللہ تعالٰے کے مقابلہ میں کوئی اختیار نہیں۔

آگے فرمایا (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا) اللہ تعالیٰ کی بادشاہت تو آسمانوں میں بھی ہے، زمینوں میں بھی ہے اور ان دونوں کے درمیان جو چیزیں ہیں ان پر بھی اسی کی حکومت ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہوتے تو ان کی حکومت ان سب چیزوں پر ہوتی لیکن ان کی حکومت تو کسی چیز پر نہیں پھر وہ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے، لیکن عیسیٰ علیہ السلام تو ہر چیز پر قادر نہیں وہ تو اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا سکیں۔ بھلا جو شخص ہلاک ہو جائے اور اُسے اپنے بچانے کا اختیار نہ ہو وہ کیسے اللہ ہو سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اوتار اور حلول کے عقیدہ سے دور رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی انسان کو خواہ اس کا کتنا ہی بڑا مرتبہ کیوں نہ ہو کچھ بھی اختیار نہیں اور جب کسی انسان کو کوئی اختیار نہیں اور کوئی اپنے آپ کو ہلاکت سے نہیں بچا سکتا تو وہ کیسے اوتار ہو سکتا ہے۔

اے لوگو، اوتار اور حلول کا عقیدہ شرک فی الذات کی ذیل میں آتا ہے اور یہ شرک جلی ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى
نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ
قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ
بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ
مِّمَّنْ خَلَقَ، يَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر اللہ تمہیں عذاب میں کیوں مبتلا کرتا ہے (تمہارا یہ دعویٰ کہ تم اللہ کے بیٹے ہو اور محبوب ہو غلط ہے) بلکہ اس کے پیدا کئے ہوئے (انسانوں) میں سے تم بھی ایک انسان ہو، (ان انسانوں میں سے) وہ جس کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے (اس کا قانون سب کے لئے یکساں ہے) آسمانوں پر اور زمین پر اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف (قیامت کے دن سب کو) لوٹ کر جانا ہے (اس دن بھی اسی کی حکمرانی ہوگی اس سے بچ کر کہاں جاؤ گے) (۱۸)

معانی و مصادر (مَصِیْرٌ) صَارَ، یَصِیْرُ، صَیْرٌ و صَیْرُوْرَۃٌ و مَصِیْرٌ (ض) لوٹنا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ) یہود و نصاریٰ فخریہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں (قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ) اے رسول، آپ ان سے پوچھئے تو پھر اللہ تعالےٰ تم کو کیوں عذاب میں مبتلا کرتا رہتا ہے، تکلیفیں کیوں دیتا ہے مزید برآں تمہارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تم کو آخرت میں بھی چند دن عذاب دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً۔ (البقرۃ - ۸۰)	اہل کتاب کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چند روز سے زیادہ ہرگز نہیں چھوئے گی۔

الغرض دنیا میں بھی تمہیں عذاب دیا جاتا رہا ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا تو کیا کوئی شخص اپنے محبوب یا اپنے بیٹے کو بھی عذاب اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور محبوب ہو (بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ) بلکہ جو انسان اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں انہی میں سے تم بھی (ان ہی جیسے) انسان ہو، تمہیں کوئی خصوصیت حاصل نہیں (یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ سب کچھ اس کی مشیت اور اس کے قوانین مغفرت و تعذیب کے ماتحت ہوتا ہے۔ یہ قوانین سب کے لئے یکساں ہیں تم ان قوانین کی زد سے بچ نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر کہیں پناہ حاصل کر سکتے ہو اور جاؤ گے بھی کہاں (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا) آسمانوں کی زمین کی اور ان دونوں کے درمیان میں جو کچھ ہے سب کی بادشاہت اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ ہر جگہ اللہ تعالےٰ کی حکومت ہے (وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ) اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد کسی اور طرف نکل جاؤ گے، نہیں، مرنے کے بعد بھی اسی قادر بادشاہ سے سابقہ پڑیگا۔ اس وقت تمہاری یہ نسلی اور

خاندانی شیخیاں کام نہیں آئیں گی تمہیں تمہارے اعمال کی سزا وجزا اسی طرح ملے گی جس طرح اور انسانوں کو ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن جزء۲ ص۳۴۷)

جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ تبلیغ کے دوران فرمایا تھا:۔

يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ الشعراء جزء۶ ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین جزء اول ص۱۰۸)

اے عباس بن عبد المطلب میں اللہ (کے عذاب) سے (بچانے کے سلسلہ میں) تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا، اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی، میں اللہ (کے عذاب) سے (بچانے کے سلسلہ میں) تمہارے کوئی کام نہیں آسکتا، اور اے فاطمہ بنت محمد، میرے مال میں سے جو مال تم چاہو مجھ سے (یہاں) طلب کرلو، (آخرت میں) میں تمہیں اللہ (کے عذاب) سے (بچانے کے سلسلہ میں) کوئی کام نہیں آسکتا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا لہٰذا عذاب سے اگر بچنا مطلوب ہو تو اللہ تعالےٰ کا محبوب بننے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اللہ تعالےٰ کا محبوب صرف اتباع رسول سے ہی بنا جا سکتا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی اتباع رسول میں گذارنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران - ۳۲)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعوےٰ ہے تو میری پیروی کرو (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کریگا، تمہارے

گناہوں کو معاف کر دیگا کیونکہ اللہ (تعالیٰ)
بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا
ہے۔

عمل

اے لوگو، عمل کیجئے، عمل کام آئے گا۔ خاندانی شرافت اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کا قانون مغفرت اور قانون عذاب سب کے لئے یکساں ہے۔ کسی کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔

اے لوگو، خاندانی شرافت پر فخر نہ کیجئے۔ اگر آپ اللہ تعالےٰ کے محبوب بننا چاہتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے، بس اسی میں نجات ہے۔

يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى
فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ
تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ، فَقَدْ جَآءَكُمْ
بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ، وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۹

ترجمہ اے اہل کتاب کافی عرصہ تک رسولوں کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد (اب) تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو (اللہ کے احکام) وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے، (یہ اس لئے) کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا اور نہ ڈرانے والا تو (اب خبردار ہو جاؤ) کہ تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے، (اب بھی اگر تم نہ سنبھلے تو سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

معانی ومصادر

(فَتْرَۃ) فَتَرَ، یَفْتِرُ، فُتُوْرٌ (من ون) حدّت کے بعد ٹھہر جانا، شدّت کے بعد نرم ہوجانا (فَتْرَۃٌ۔ ضعف، وقفہ)۔

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِابْنِ مَرْیَمَ وَالْاَنْبِیَآءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۴ ص ۲۰۳ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسٰی علیہ السلام ص ۲۶۸)

میں ابن مریم کا تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہوں انبیاء آپس میں (مثل) علاتی بھائیوں کے ہیں (یعنی سب کا دین واحد ہے) میرے اور (عیسٰی) ابن مریم کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا گویا عیسٰی علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو وقفہ ہے وہ نبی سے خالی رہا۔ اس وقفہ کے بعد اللہ تعالٰے نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا۔ اسی وقفہ کی طرف آیت زیر تفسیر کے لفظ "فترۃ" میں اشارہ ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالٰے اہل کتاب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے (یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ) اے اہل کتاب (اگرچہ) ایک (طویل) عرصہ تک رسولوں کے آنے کا سلسلہ منقطع رہا لیکن اب اس طویل عرصہ کے گذر جانے کے بعد ہمارا رسول تمہارے پاس آگیا ہے جو تم سے اللہ تعالٰے کے احکام کو واضح طور پر بیان کر رہا ہے۔ اس رسول کا آنا اللہ تعالٰے کی طرف سے اتمام حجت کے طور پر ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو (اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ) کہ تم (قیامت کے روز) یہ کہہ دو کہ ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا نہیں آیا ہم ہدایت کیسے پاتے (فَقَدْ جَآءَکُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ) تو اے اہل کتاب اب تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے، اس خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے رسول پر ایمان لے آؤ، اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے۔ (وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) ورنہ یاد رکھو اللہ تعالٰے تو ہر چیز پر قادر ہے وہ جس طرح چاہے گا تمہیں سزا دیگا۔ اس آیت میں اللہ تعالٰے نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اتمام حجت ہے۔ اور ہر رسول اتمام حجت

کے طور پر ہی مبعوث ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء ۔ ۱۶۵)

(تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے) اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

اب اہل کتاب کے پاس کوئی حجت نہیں رہی کہ وہ قیامت کے روز اپنا دفاع کر سکیں، اب انہیں ایمان لے ہی آنا چاہیئے۔

عمل

اے لوگو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے احکام کو واضح طور پر بیان کر دیا اور ان میں کوئی پیچیدگی اور الجھن باقی نہیں چھوڑی۔

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
إِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ
وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ
مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا
الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا
عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى
اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ
وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى
يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا
مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ
رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا
عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ
فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ، وَعَلَى اللّٰهِ

فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ
اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ
اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا
هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ
اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ
اَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ
الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ
فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ

اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً یَّتِیۡهُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ اور (اے اہل کتاب اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم، اللہ کے احسان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں انبیاء کو مبعوث فرمایا اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دیں جو اقوام عالم میں سے کسی کو نہیں دیں ۲۰ اے میری قوم، اس ارض مقدس میں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے (جنگ کرتے ہوئے) داخل ہو جاؤ اور (دیکھو، مقابلہ کے وقت) پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ نقصان کے ساتھ لوٹو گے ۲۱ قوم نے کہا اے موسیٰ، اس سرزمین میں تو بڑے زبردست لوگ آباد ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں سے نہ نکل جائیں، اگر وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو پھر ہم ضرور داخل ہو جائیں گے ۲۲ (ان کے اس انکار پر) ان لوگوں میں سے جو (اللہ سے) ڈرتے تھے دو آدمیوں نے جن پر اللہ نے اپنا فضل و انعام کیا تھا کہا ان لوگوں پر دروازے کی طرف سے داخل ہو جاؤ گے تو پھر تم ہی غالب ہو گے اور اگر تم مؤمن ہو تو بھروسہ اللہ ہی پر کرو (مادی طاقت پر ہرگز بھروسہ نہ کرو) ۲۳ قوم کے لوگوں نے کہا اے موسیٰ جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب دونوں لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ۲۴ موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا لہٰذا ہم میں اور ان فاسق لوگوں میں جدائی ڈال دے ۲۵ اللہ نے فرمایا اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی۔ (اس عرصہ میں) یہ لوگ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے (انہیں کہیں چین و سکون نصیب نہ ہوگا جنگ سے پہلوتہی کرنے کی سزا میں گرفتار رہیں گے) لہٰذا اے موسیٰ، آپ ان کے حال پر (کسی قسم کا) افسوس نہ کرنا ۲۶

معانی ومصادر

(جَبَّارِین) جَبَرَ، یَجْبُرُ، جَبْرٌ وجُبُوْرٌ (ن) مجبور کرنا۔ جبر کرنا، اصلاح کرنا۔

(دَامُوْا) دَامَ، یَدُوْمُ ویَدَامُ، دَوْمٌ ودَوَامٌ (ن،ف) قائم رہنا۔ ہمیشہ رہنا۔

(یَتِیْهُوْنَ) تَاهَ۔ یَتِیْهُ، تَیْهٌ تِیْهَانٌ گمراہ ہونا، حیران ہونا۔

(تَاْسَ) اَسِیَ، یَاْسٰی، اَسًی (س) غمگین ہونا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ) اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا! اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔

بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجایا کرتا تھا۔ کوئی زمانہ نبوت سے خالی نہیں رہتا تھا نبوت کا ایک طویل سلسلہ تھا جو صدیوں تک جاری رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماذکر عن بنی اسرائیل جزء ۴ ص۲۰۶ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء جزء ۲ ص۱۳۲)

بنی اسرائیل میں حکمران انبیاء ہی ہوا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی لے لیا کرتا تھا۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

پہلی نعمت یاد دلانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو دوسری نعمت یاد دلائی وہ یہ کہ (وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا) تم میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہ بھی بنائے، تم کو حکومت و بادشاہت عطاء فرمائی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی بنی اسرائیل میں بہت سے نبی اور بہت سے بادشاہ ہو چکے تھے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تیسری نعمت یاد دلائی وہ یہ کہ (وَاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ) اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی ایسی نعمتیں دیں کہ دنیا کی قوموں میں سے کسی قوم کو ایسی نعمتیں عطاء نہیں فرمائیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی نعمتیں عطاء فرمائی تھیں۔ انہی نعمتوں کو یاد دلا کر انہوں نے بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دی۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ) اے میری قوم اس پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے، وہ تمہیں مل کر رہے گی بس شرط یہ ہے کہ تم وہاں کے رہنے والوں سے جنگ کرو (وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ) اور جب دشمن سے مقابلہ ہو تو پیٹھ نہ پھیرو اور اگر تم نے پیٹھ پھیری تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔ (قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ) بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ اس سرزمین میں تو بڑے طاقتور لوگ ہیں، ہم ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ اس سرزمین سے نکل جائیں تو پھر ہم داخل ہو جائیں گے (قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ) یہ سن کر بنی اسرائیل میں سے دو آدمی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل و انعام کیا تھا کہنے لگے تم دروازے سے ان پر داخل تو ہو پھر دیکھنا کہ (فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ) جیسے ہی تم اندر داخل ہو گے تو تم ہی غالب ہو گے (وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ) اے لوگو، اگر تم مؤمن ہو تو بس اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو، اگر تم اس پر بھروسہ کر کے جنگ کرو گے تو پھر فتح تمہاری ہے (قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ) قوم نے جواب دیا! اے موسیٰ، ہم تو اس میں کبھی داخل نہیں ہوں گے، آپ جائیں اور آپ کا رب جائے، آپ دونوں لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بزدل قوم کے اس جواب کو سنکر موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح دعا کی (قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ) اے میرے رب میں اپنے اور بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا لہذا ہم میں اور اس فاسق قوم میں جدائی کر دے اس دعاء میں موسیٰ علیہ السلام نے ان دو آدمیوں کو شامل نہیں کیا جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام تھا اور جنہوں نے قوم کو جنگ کی ترغیب دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو آدمی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہی تھے۔ اگر وہ کوئی اور آدمی ہوتے تو اس دعاء میں ان کو شامل کرنا ضروری تھا۔

(قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ بنی اسرائیل کی بزدلی اور جنگ سے پہلوتہی کی سزا میں اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی۔ اب یہ اس میں چالیس سال تک داخل نہیں ہو سکتے۔ اور یہیں اسی زمین میں سرگردان پھرتے رہیں گے (فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ) تو اے موسیٰ اس فاسق قوم کی حالت پر آپ کسی قسم کا افسوس نہ کریں۔

عمل

اے ایمان والو، جس طرح بنی اسرائیل کو انعامات الٰہی سے نوازا گیا تھا آپ کو بھی نوازا گیا ہے، آپ کو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نبی سے سرفراز فرمایا گیا ہے ۔ قرآن مجید میں کسی قسم کی تحریف ممکن نہیں اور نہ کوئی اس جیسی کتاب پیش کر سکتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں جیسا کہ آپ خود شفاعت کبریٰ کی حدیث میں فرماتے ہیں :۔

اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا جزء اول ص۱۱۱)	قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

اے ایمان والو، آپ کو بہترین امت بنایا گیا ہے۔ افرنس آپ پر اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل و کرم ہے لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کیجئے اور اس کے شکریہ میں احکام الٰہی کی تعمیل کرتے رہیئے ۔

اے ایمان والو، آپ اپنے رسول کی نافرمانی نہ کیجئے بزدلی نہ دکھلائیے ۔ جنگ و جہاد کو جاری رکھیئے اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیئے ، وہی فتح دینے والا ہے ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ
بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ
مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ
مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ
قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ
الْمُتَّقِيْنَ ۝٢٧ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ
اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا
بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ
لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ
اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ
فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ
وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾
فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ
اَخِيْهِ، فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ
غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ
لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاٰةَ

اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ
اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ
فَاُوَارِيَ سَوْاٰةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ
مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۳۱

ترجمہ اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا حال حق کے ساتھ پڑھ کر سنا دیجئے جب ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی (جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس نے دوسرے سے) کہا میں تجھے ضرور قتل کرونگا، اس نے کہا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو بس متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے ۲۷ اور اگر تم نے مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤنگا، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ۲۸ میں تو چاہتا ہوں کہ تم میرے اور اپنے دونوں کے گناہ کا بوجھ اٹھاؤ اور دوزخی بن جاؤ، ظالموں کی یہی سزا ہے ۲۹ الغرض اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل کی ترغیب دی پھر اس نے اس کو قتل کر دیا اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا ۳۰ (اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ مقتول بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے) تو اللہ نے ایک کوّا بھیج دیا کوّے نے زمین کھودنی شروع کی تاکہ اسے بتائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے، (کوّے کو زمین کھودتے دیکھ کر) وہ کہنے لگا ہائے افسوس، میں اس کوّے کی مثل بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا پھر وہ (اپنے فعل پر) بہت نادم ہوا ۳۱

معانی ومصادر (تَبُوْءَ) بَاءَ، يَبُوْءُ، بَوْءٌ (ن) لوٹنا، لوٹانا، اعتراف کرنا۔

(طَوَّعَتْ) طَوَّعَ، يُطَوِّعُ، تَطْوِيْعٌ (باب تفعیل) مطیع کرنا، سہل کرنا اور فرصت دینا آمادہ کرنا۔

(يَبْحَثُ) بَحَثَ، يَبْحَثُ، بَحْثٌ (ف) کھودنا (بَحْث = زمین کے نیچے کی چیز کی طلب کرنا، تحقیق، تفتیش)۔

(يُوَارِيْ) وَارٰى، يُوَارِيْ، مُوَارَاةٌ (باب مفاعلۃ) چھپانا۔

(سَوْأَةَ) سَاءَ، يَسُوْءُ سَوْءٌ (ن) برا ہونا (سَوْءَةٌ = ستر)۔

(عَجَزْتُ) عَجَزَ، يَعْجِزُ، عَجْزٌ وعُجُوْزٌ و مُعْجَزَةٌ (ض، س) عاجز ہونا۔

(نَادِمِيْنَ) نَدِمَ، يَنْدَمُ، نَدَمٌ (س) نادم ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ) اور اے رسول، آپ بنی اسرائیل کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا حال سنائیے تاکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اے رسول، یہ قصہ آپ انہیں حق کے ساتھ سنائیے، اس قصہ میں جو عبرت انگیز اور حکمت آمیز حقائق ہیں وہ انہیں پڑھ کر سنائیے تاکہ انہیں اپنے کردار کی اصلاح پر ابھی سے توجہ ہو اور آدم علیہ السلام کے ظالم بیٹے کی طرح بعد میں ندامت نہ ہو (اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ) ب: ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنی قربانیاں پیش کیں تو ان میں سے ایک بیٹے کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے بیٹے کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اس بیٹے کو جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی بلاوجہ اپنے بھائی سے بغض پیدا ہو گیا (قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ) کہنے لگا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا (قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ) اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تو متقیوں کے اعمال قبول کرتا ہے تم نے تقویٰ کے ساتھ قربانی نہیں کی لہذا قبول نہیں ہوئی، اس میں میرا کیا قصور ہے۔ تمہیں اپنی نیت کی اصلاح کرنی چاہئے اور جو کچھ غصہ آنا چاہئے وہ اپنے اوپر آنا چاہئے نہ کہ مجھ پر (لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ) اگر تم نہیں مانے اور مجھے قتل کرنے کے لئے تم نے ہاتھ بڑھایا تو میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہیں قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاؤں (اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ) میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں ایسا کام نہیں کر سکتا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے (اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ) میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے اور اپنے گناہ کا بوجھ لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَحَدٍ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنٰتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب من کانت لہٗ مظلمۃ عند الرجل محللہا لہ ھل یبین مظلمۃ جزء ۳ ص۱۷۰)

جس شخص نے کسی دوسرے کی آبرو دیا اور کسی چیز کے معاملہ میں ظلم کیا ہو تو اُسے چاہیئے کہ آج اس سے معاف کرالے (یعنی اس دن سے) پہلے (معاف کرالے جس دن) کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم اگر ظالم کا کوئی عمل صالح ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے لے لیا جائے گا اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہوں میں سے بعض گناہ لے کر ظالم پر لاد دئے جائیں گے۔

حضرت ابوبکرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يُنْطَلَقَ بِيْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ اَوْ اَحَدِ الْفِئَتَيْنِ فَضَرَبَنِيْ رَجُلٌ بِسَيْفِهٖ اَوْ يَجِيْءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِيْ قَالَ يَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب نزول الفتن کمواقع القطر جزء ۲ ص۵۵۰)

ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مجھے زبردستی (ایمان والوں کی) دو صفوں یا جماعتوں میں (جو آپس میں لڑ رہی ہوں) کر دیا جائے پھر کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے قتل کر دے یا کوئی تیر آئے اور مجھے قتل کر دے (تو میرا کیا حشر ہوگا) آپ نے فرمایا (تم پر کوئی گناہ نہیں بلکہ ایسی صورت میں) وہ (جس نے تمہیں قتل کیا ہے) اپنے اور تمہارے گناہ کو لے کر (اللہ کے پاس) لوٹے گا اور دوزخ والوں میں سے ہوگا۔

الغرض مقتول کے گناہ کا بوجھ بھی قاتل پر لاد دیا جائیگا اور اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) ایک تو وہ جو اوپر حدیث میں بیان ہوئی یعنی جب قاتل کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی یا نیکی باقی نہیں رہے گی تو مقتول کے گناہ قاتل پر اتنی مقدار میں لاد دئے جائیں گے جو قاتل کے گناہ کے برابر ہوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ مقتول اگر مقابلہ کرتا تو اس پر جو گناہ ہوتا وہ گناہ اس کے مقابلہ نہ کرنے کی صورت میں قاتل پر لاد دیا جائیگا۔

حضرت ابوبکرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا جزء اول ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب الفتن باب اذا توجہ المسلمان بسیفھا جزء ۲ ص۵۵۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب دو مسلم اپنی تلوار لے کر لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول یہ قاتل (تو خیر دوزخ میں جانا ہی چاہیئے) لیکن مقتول کا کیا معاملہ ہے (وہ کیوں دوزخ میں جائے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بھی تو اپنے بھائی کے قتل کرنے پر حریص تھا۔

اگر مقتول مقابلہ کرتا ہے تو قاتل کو بھی طیش آجاتا ہے لیکن جب مقتول مقابلہ کرنے سے احتراز کرتا ہے تو ایسی صورت میں قاتل کو بھی اخلاقی طور پر اس کے قتل سے باز رہنا چاہیئے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جانا چاہیئے لیکن وہ پھر بھی قتل کرتا ہے تو گویا اپنے جرم کی شدت کو زیادہ کر لیتا ہے۔ ایک تو قتل کرنا اور پھر ایسی صورت میں قتل کرنا کہ قتل پر ابھارنے والی چیز موجود نہ ہو تو ایسے قاتل کا گناہ بھی زیادہ ہے اور یہ زیادتی وہی گناہ ہے جو مقتول کو مقابلہ کرنے کی صورت میں ہوتا۔

آگے فرمایا (فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ) اس گفت و شنید کے باوجود وہ قتل کے ارادے سے باز نہیں آیا، اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر ہی دیا اور وہ اُسے قتل کر بیٹھا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا (فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْاَۃَ اَخِیْہِ) پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا کوّے نے زمین کو کھودنا شروع کیا تاکہ قاتل کو یہ بتائے کہ وہ کس طرح اپنے مقتول بھائی کی لاش کو چھپائے (قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْاَۃَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ) جب قاتل بھائی نے کوّے کو زمین کھودتے دیکھا تو کہنے لگا ہائے افسوس کیا میں اتنا عاجز اور بے بس ہوں کہ اس کوّے کے مثل بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو زمین میں چھپا دیتا الغرض وہ اپنی اس بیوقوفی پر بہت نادم ہوا۔

نسل انسانی میں یہ پہلا خون تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ

کوئی شخص ظلماً قتل نہیں ہوتا مگر یہ کہ آدم کے

اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالےٰ واذ قال ربك للملٰئکة انی جاعل فی الارض خلیفة جزء ۴ ص۱۶۲ و صحیح مسلم کتاب القسامة باب بیان اثم من سنّ القتل جزء ۲ ص۴۱)

پہلے بیٹے پر بھی اس کے خون کا گناہ لاد دیا جاتا ہے اس لئے کہ وہی پہلا شخص ہے جس نے (نسل انسانی میں) قتل کو جاری کیا۔

عمل

اے لوگو، حسد کے مادّے کو دل سے نکال کر پھینک دیجئے۔ حسد کی بیماری بہت سے بُرے کام کروا دیتی ہے۔

اے ایمان والو، اگر کوئی مسلم بھائی آپ کو قتل کرنا چاہے تو آپ اُسے قتل کرنے کا ارادہ نہ کیجئے، آپ اللہ رب العٰلمین سے ڈرتے رہیئے اور اس سے ہرگز مقابلہ نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، تقوٰی پیدا کیجئے۔ تقوٰی ہی آپ کو برے کاموں سے روکے گا اور تقوی ہی کی موجودگی میں آپ کے نیک اعمال قبول ہوں گے۔

اے ایمان والو، کسی بُرے کام کو کرنے سے پہلے اس کے انجام پر پہلے خوب غور کر لیا کیجئے ایسا نہ ہو کہ بعد میں نقصان اٹھانا پڑے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ
قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ
فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا
قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا، وَمَنْ
اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ
جَمِيْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا
بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا
مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ

لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اسی واقعہ کے باعث (اور مزید قتل کی وارداتوں کو روکنے کی غرض سے) ہم نے بنی اسرائیل کو اچھی طرح بتا دیا تھا کہ جو کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نہ تو جان کے بدلہ اور نہ فساد فی الارض کی سزا میں بلکہ ویسے ہی قتل کر دے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے اس شخص کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی، ان لوگوں کے پاس ہمارے رسول کھلے دلائل کے ساتھ آئے تھے لیکن پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ (رسولوں کی تعلیم کی کوئی پرواہ کئے بغیر) ملک میں (ظلم و) زیادتی کرتے رہے ﴿۳۲﴾

معانی ومصادر (اَجْل) اَجْل = سبب۔

تفسیر آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کیا (مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) تو ہم نے اس سبب سے کہ قتل کا یہ سلسلہ چلتا نہ رہے (پہلے بھی اور پھر) بنی اسرائیل پر اس جرم کی سنگینی کو اس طرح واضح کیا کہ ان سے کہا (اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا) کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرے بشرطیکہ اس کا قتل قصاص کی وجہ سے نہ ہو یا زمین میں فساد برپا کرنے کی سزا کے طور پر نہ ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا (وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا) اور جس نے اس کو قتل سے بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل سے بچا لیا۔ مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو دوسروں کو بھی جرأت ہوتی ہے کہ وہ بھی قتل کریں اور اس طرح ایک دو نہیں بلکہ پوری نسل انسانی کی جانیں غیر محفوظ ہو جاتی ہیں اور کوئی شخص کسی وقت بھی قتل ہو سکتا ہے، اور اگر کوئی شخص کسی شخص کو قتل سے بچا لیتا ہے تو گویا اس نے مزید قتل کا سدباب کر دیا اور قتل کی طرف ترغیب دینے والے داعیہ کو ختم کر دیا۔ ایسی صورت میں کسی کو کسی دوسرے کو قتل کرنے کی جرأت نہیں ہو گی اور اس طرح پوری نسل انسانی کی جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں وہ شخص جو کسی ایک انسان کی جان بچاتا ہے گویا تمام انسانوں کی جان بچا لیتا ہے۔

یہی حال اللہ تعالیٰ کے قانون قصاص کا ہے۔ قانون قصاص بھی قتل کرنے والوں کے حوصلے پست کر دینے کا ذریعہ ہے اور اس طرح اب عام طور پر کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ وہ قتل کرنے کے عواقب سے ڈر کر قتل کرنے سے باز رہتا ہے اور اس طرح گویا تمام نسل انسانی کی جانیں محفوظ ہو جاتی

ہیں۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۹)

اور اے عقل والو، قصاص (کے قانون) میں تمہارے لئے زندگی (کی حفاظت وضمانت) ہے (اور یہ قانون تم پر اس لئے فرض کیا گیا ہے) تاکہ تم (خونریزی سے بچ کر) تقویٰ شعار بن جاؤ۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ) اور اے رسول، بنی اسرائیل کے پاس ہمارے رسول کھلے دلائل اور معجزات کے ساتھ آتے رہے اور ان کو قتل وخونریزی کے انجام سے ڈراتے رہے لیکن اس کے باوجود ان میں سے اکثر لوگ ملک میں ظلم وزیادتی کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ، وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۸۴ و ۸۵)

اور (اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو اسکے ملک سے نکالنا تو تم نے (ان باتوں کا) اقرار کیا تھا اور تم بھی اس بات پر گواہ ہو، (اور اے بنی اسرائیل) پھر تم ہی ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو، اپنے میں سے بہت سے لوگوں کو ان کے وطن سے نکال دیتے ہو، ان پر گناہ اور ظلم کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو (تم سمجھتے ہو کہ فدیہ دے کر نہ چھڑانا حرام ہے حالانکہ ان کو (ان کے ملک سے) نکالنا بھی تو تم پر حرام تھا (ایک حرام کام سے پرہیز کرتے ہو اور دوسرے حرام کام کو بے دھڑک کر گذرتے ہو) تو کیا تم کتاب (الٰہی) کے بعض (احکام) پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو، (خبردار ہو جاؤ) جو لوگ تم میں سے ایسا کام کریں ان کے لئے اور کوئی بدلہ نہیں سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی

نصیب ہوگی اور قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے، (اور اے بنی اسرائیل خبردار ہو جاؤ) جو عمل تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول اگر بنی اسرائیل ایمان نہیں لاتے اور ملک میں ظلم و زیادتی کرتے رہتے ہیں تو یہ تو ان کی پرانی عادت ہے۔ آپ ان کی باتوں سے آزردہ نہ ہوں۔

عمل

اے لوگو، ظلم و زیادتی نہ کیجئے۔ کسی کو قتل نہ کیجئے بلکہ قتل کا سدّباب کیجئے۔ لوگوں کو قتل سے بچائیے۔ قاتل کا ہاتھ پکڑ لیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

صحابہ کرام نے کہا:۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهٗ ظَالِمًا۔

اے اللہ کے رسول، ہم اس کی مدد کریں جب وہ مظلوم ہو (یہ تو سمجھ میں آگیا لیکن) اس کی مدد اس حالت میں کیسے کریں جب کہ وہ ظالم ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب اعن اخاك ظالماً او مظلوماً جزء ۳ ص ۱۶۸ وروی نحوہ مسلم فی صحیحہ عن جابرؓ فی کتاب البر باب نصر الاخ ظالماً او مظلوماً جزء ۲ ص ۳۱۳)

ظالم کی مدد یہ کہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ لو۔

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ
اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ
فِى الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ
يُقَتَّلُوٓا أَوْ يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ
أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ
خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ
الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ
فِى الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى الْءَاخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ

تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾

ترجمہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا انہیں پھانسی دے دی جائے یا ان کے مخالف سمتوں کے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے، پھر آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے ۳۳ مگر وہ لوگ جو (اے ایمان والو) تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو (انہیں معاف کر دو اور اچھی طرح سے) جان لو کہ بے شک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۳۴

معانی و مصادر (یُنْفَوْا) نَفْیٌ، یَنْفِیْ، نَفْیٌ (ض) ہٹ جانا، انکار کرنا، جلا وطن کرنا۔

(خِزْیٌ) خَزِیَ، یَخْزٰی، خِزْیٌ و خَزْیٌ (س) ذلیل و رسوا ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے (اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ) یا تو انہیں قتل کر دیا جائے، یا انہیں پھانسی دے دی جائے یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دئے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے۔ یہ چار سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صادر فرمائی ہیں۔ اسلامی حکومت ان چار سزاؤں میں سے جو سزا مناسب سمجھے دے سکتی ہے لیکن اسلامی حکومت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ انہیں معاف کر دے یا ان چار سزاؤں کے علاوہ کوئی اور سزا دے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے اور مفسد اور باغی لوگوں کو یہی سزا دی جائے گی۔ (ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

عَظِيْمٌ) یہ سزا تو دنیا میں ان کی رسوائی کا سبب ہوگی اور آخرت میں تو ان کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے (اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ) مگر اے ایمان والو، جو لوگ اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ توبہ کرلیں (فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے، تم بھی انہیں معاف کردو اور کوئی سزا نہ دو۔

عمل

اے ایمان والو، باغیوں اور مفسدوں کو یا تو قتل کر دیجئے یا انہیں پھانسی دے دیجئے یا مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیجئے یا انہیں جلاوطن کر دیجئے۔ اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے معافی مانگ لیں تو انہیں معاف کر دیجئے۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اس کی طرف (تقرب حاصل کرنے کے لئے) اعمال صالحہ کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ ۳۵

معانی ومصادر (وَسِيلَةٌ) وَسَلَ، يَسِلُ، وَسِلَةٌ (ض) کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ایسے اعمال کی تلاش میں رہو جن کے ذریعہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جدّوجہد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کا حکم دیا اور ان تینوں کو فرض کر دیا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

۲۔ ایسے اعمال کی جستجو کرتے رہو جو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہو۔

تقویٰ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار زور دیا ہے۔ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنا درحقیقت نیک اعمال کی اصل اور بُرے کاموں سے بچنے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو۔

تقوٰے کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے سورۂ بقرۃ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وسیلہ ایسے عمل کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا عمل وہی ہو سکتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ بغیر نیک عمل کے اللہ تعالےٰ کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ عَلٰي سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(الواقعۃ ۔ ۱۰ تا ۲۴)

آگے بڑھنے والے (تو وہ تو) آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہوں گے جو (اللہ) کے مقرّب ہوں گے۔ وہ نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں (رہیں گے) (ان میں) ایک بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے ہوگی اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ہوں گے۔ یہ لوگ (جواہرات سے) جڑے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ وہ ان پر تکیہ لگائے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہنے والے لڑکے ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے۔ ان کے پاس آبخورے، آفتابے اور صاف شراب کے جام ہوں گے۔ اس (شراب) سے نہ تو دردِ سر ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی اور (وہاں ان کے لئے) میوے ہوں گے جو وہ پسند کریں اور پرندوں کے گوشت جن کو ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، وہ ایسی ہونگی جیسے چھپے ہوئے موتی۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا) میں) کرتے رہے تھے۔

مندرجہ بالا آیتوں میں سے آخری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تقرب کا اصل ذریعہ

ان کے اعمال ہی تھے۔ بغیر عمل کے تقرب حاصل کرنے کی کوششیں لایعنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○

(سبا ۔ ۳۷)

(اے لوگو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد (میں ایسی کوئی خوبی) نہیں جس کے ذریعہ وہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں مگر ہاں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے (ایمان اور اعمال صالحہ اس کو ہمارا مقرب بنا دیں گے) ایسے لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے باعث دگنا بدلا ہے اور وہ (جنت کے) بالاخانوں میں امن (وچین) سے ہوں گے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور نیک عمل ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۹۹)

اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کے تقرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ (یعنی خرچ کرنا) یقیناً ان کے لئے تقرب (الیٰ کا باعث) ہے اللہ عنقریب ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا بے شک اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے راستے میں خرچ کرنا بھی تقرب الی کا ذریعہ ہے۔

جہاد ہر اس کوشش کو کہتے ہیں جو دین میں فروغ اور استحکام کے لئے کی جائے۔ جہاد مال سے بھی ہوتا ہے، جان سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ (ابوداؤد

مشرکین سے جہاد کرو اپنے مال سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔

کتاب الجہاد باب کراھیۃ ترک الغزو
جزء اول ص۳۴۶ وسندہ صحیح۔ التعلیقات
للالبانی علی المشکوٰۃ جزء۲ ص۱۱۲۴)

جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے، زبان سے بھی ہوتا ہے اور دل سے بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان جزء اول ص۳۹ و ص۴۰)

کوئی نبی ایسا نہیں جس کو اللہ نے کسی امت میں مبعوث فرمایا مگر یہ کہ اس کی امت میں سے اس کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اسکی سنت کے پابند ہوتے تھے اور اس کے حکم پر چلتے تھے پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ آتے تھے جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور ایسے کام کرتے تھے جن کا حکم نہیں دیا گیا، تو جس شخص نے ایسے لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مؤمن ہے، جس نے ان سے زبان سے جہاد کیا وہ بھی مؤمن ہے اور جس نے ان سے دل سے جہاد کیا (یعنی جس نے دل سے ان کے کام کو برا سمجھا) وہ بھی مؤمن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔

آگے فرمایا (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) ان احکام پر عمل کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نیک عمل کرتے رہیئے، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے مال خرچ کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے، جان سے بھی جہاد کیجئے، ہاتھ سے بھی جہاد کیجئے، زبان سے بھی جہاد کیجئے، دل سے بھی جہاد کیجئے اور مال سے بھی جہاد کیجئے۔

اے ایمان والو، قیامت کے دن فلاح حاصل کرنے کا ذریعہ یہی کام ہیں، ان پہ کاربند رہیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ
لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
وَّمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ
مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا
مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ
مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾

ترجمہ | بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس زمین کی تمام دولت اور اتنی ہی دولت اور ہو (اور وہ چاہیں) کہ اس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن عذاب سے چھٹکارا حاصل کر لیں تو وہ دولت ان سے قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو دردناک

عذاب ہوگا ﴿۳۶﴾ وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکیں گے بلکہ ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا ﴿۳۷﴾

معانی ومصادر (تُقُبِّلَ) تَقَبَّلَ، یَتَقَبَّلُ، تَقَبُّلٌ (باب تفعل) قبول کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ) اگر کافروں کے پاس اتنا مال ہو جتنا مال زمین میں ہے اور اس کے مثل اتنا ہی مال اور ہو تو اگر قیامت کے دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ سارا مال دینا چاہیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائیگا (وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) بلکہ ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (اٰل عمران - ۹۱)	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اس حالت میں مر گئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر سونا دے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ؟ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُّ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِیْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ صـ ۱۴۳)	دوزخ میں سے جس کو سب سے کم عذاب ہوگا اس سے اللہ تعالےٰ فرمائے گا: اگر تیرے پاس زمین میں جو کچھ ہے اس کے برابر کوئی چیز ہو تو کیا تو اس کو اپنے چھٹکارے کے لئے دے دیگا۔ وہ دوزخی کہے گا! ہاں۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا: میں نے تجھ سے جب تو انسانی قالب میں تھا اس سے زیادہ آسان چیز مانگی تھی تو نے انکار کر دیا (یعنی میں نے کہا تھا) کہ تو میرے ساتھ شرک نہ کر (لیکن تو نہ مانا اور شرک کرتا رہا)۔

الغرض کافر دوزخ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی فدیہ دینا چاہیں گے تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

(يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ) وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے لیکن وہ اس میں سے نہیں نکل سکیں گے بلکہ ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔

عمل

اے لوگو، کفر ہرگز نہ کیجئے، اگر کوئی کفر سرزد ہو گیا ہے تو اُس سے توبہ کیجئے۔ کافر کے لئے نجات نہیں ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا
نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ
بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ
اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ
اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ

يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾

ترجمہ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی بداعمالی کی سزا ہے (اور) اللہ کی طرف سے عبرت ہے (تاکہ وہ اور دوسرے لوگ اس قسم کی بداعمالی سے بچ سکیں) اللہ غالب حکمت والا ہے ۳۸ پھر جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ اسے معاف کردیگا بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۳۹ (اور اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہت ہے، وہ جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کردیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۴۰

معانی ومصادر (سَارِق) سَرَقَ، يَسْرِقُ سَرِقٌ وسَرِقَةٌ وسَرْقَانٌ (ض) چوری کرنا۔
(نَكَالًا) نَكَلَ يَنْكُلُ نَكْلَةً (ن) عبرتناک سزا دینا (نَكَال = عبرتناک سزا)

تفسیر یہ آیت گویا آیت ۳۳ کے ساتھ معطوف ہے۔ آیت ۳۳ میں باغیوں اور ڈاکہ ڈالنے والوں کی سزا کا بیان تھا، اس آیت میں چوری کرنے والوں کی سزا کا بیان ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ) اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اس گناہ کی سزا ہے جو انہوں نے کیا یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ) اور اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ زبردست ہے اس صاحب اقتدار مالک کی طرف سے یہ سزا مقرر کی گئی ہے، تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا وہ حکمت والا ہے اس نے اس سزا میں بڑی حکمت رکھی ہے اس عبرتناک سزا کے بعد وہ خود بھی چوری سے باز آجائے گا اور دوسروں کو بھی اس سے سبق ملے گا اور وہ کبھی چوری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب مایشرب الخمر جزء ۸ ص ۱۹۶)

جب چور چوری کرتا ہے تو وہ اس حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ ویسرق الحبل فتقطع یدہ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب لعن السارق اذا لم یسم جزء ۸ ص ۱۹۸)

اللہ چور پر لعنت کرے کہ ایک انڈے کی چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، ایک رسّی کی چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

آگے فرمایا فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ) اے رسول کیا آپ کو نہیں معلوم (یعنی آپ کو معلوم ہے) کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ قانون اُسی کا چلے گا جو بادشاہ ہو لہٰذا اس قانونِ الٰہی میں کسی کو چون وچرا کرنے کی گنجائش نہیں، وہ جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے یہ سب کچھ اس کے قوانین مغفرت کے مطابق ہوتا رہتا ہے کسی کو نہ اختیار ہے اور نہ قدرت کہ اس کی مشیت میں دخل دے سکے (وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) (قدرت والا تو اللہ تعالیٰ ہے اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

اللہ تعالےٰ کے قانون کے نفاذ کے سلسلہ میں کسی کو مجال نہیں کہ بول سکے یا سفارش کر سکے۔ اس کا قانون ہر حال میں نافذ ہوگا، نہ کسی کیلئے رورعایت ہوگی اور نہ کسی کی سفارش کام دے گی بلکہ سفارش کرنے والا بھی گناہگار ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْاَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ

ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں جس نے چوری کی تھی قریش کو بہت فکر لاحق ہوا۔ انہوں نے کہا (اس معاملہ میں) کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرسکتا ہے اور آپ سے گفتگو کرنے کی جرأت کر بھی کون سکتا ہے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اُسامہؓ کے۔ الغرض اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک

وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَأَيْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا) (صحیح بخاری کتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد جزء ۸ ص ۱۹۹ وباب توبۃ السارق جزء ۸ ص ۲۰۱ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ جزء ۲ ص ۷۱ واللفظ للبخاری)

حدّ میں سفارش کرتے ہو، پھر آپ کھڑے ہو گئے، آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے گمراہ ہوئے کہ وہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو محمد اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کرتی تھی میں اس کی ضرورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کرتی تھی۔ اس نے توبہ کی اور اس کی توبہ بہت اچھی رہی۔

یہ حدیث گویا "فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَأَصْلَحَ" کی تفسیر ہے۔

اب ہم چوری کی سزا کے متعلق جملہ مسائل بیان کرتے ہیں:۔

(۱) اگر کوئی شخص چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی کوئی چیز چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اگر چوتھائی دینار سے کم قیمت کی چیز چرائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ (وَفِي رِوَايَةٍ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا) (صحیح بخاری عن عائشۃ الصدیقۃ کتاب الحدود باب قول اللہ تعالیٰ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزء ۸ ص ۱۹۹)

چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت کی چیز چرانے) پر کاٹ دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا (صحیح بخاری کتاب الحدود باب حد السرقۃ ونصابھا جزء ۲ ص ۱۰۴۶)

چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت کی چیز چرانے) پر۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِیْ مَجِنٍّ ثَمَنُہٗ ثَلٰثَۃَ دَرَاھِمَ (صحیح بخاری کتاب الحدود باب قول اللہ تعالیٰ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزء ۸ ص۲ و صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد السرقۃ ونصابھا جزء ۲ ص۴۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم (یعنی چوتھائی دینار تھی)۔

(۲) درخت پر لگے ہوئے پھل یا خوشے میں سے اگر کوئی شخص کچھ کھالے بشرطیکہ وہ ضرورتمند ہو تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے البتہ اگر کوئی شخص پھلوں کو دامن میں رکھ کر باغ سے باہر نکلے تو ان کی قیمت سے دوگنی قیمت بطور جرمانہ اس سے وصول کی جائے اور اُسے سزا بھی دی جائے۔ اگر پھل خرمن میں پہنچ جائے پھر خرمن سے کوئی شخص پھل چرائے تو چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کے پھل چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر چوتھائی دینار سے کم قیمت کا پھل چرائے تو اس کی قیمت سے دوگنا جرمانہ لیا جائے اور اسے سزا بھی دی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ وَلَا کَثَرٍ (ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء لاقطع فی ثمر ولا کثر جزء اول ص۲۵۷ و سندہ صحیح نیل الاوطار جزء ۷ ص۱۰۷)

پھل اور خوشے کی (چوری) میں (ہاتھ) نہ کاٹا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ اَصَابَ بِفِیْہِ مِنْ ذِیْ حَاجَۃٍ غَیْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَۃً فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَیْءٍ مِنْہُ فَعَلَیْہِ غَرَامَۃُ مِثْلَیْہِ وَالْعُقُوْبَۃُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْہُ شَیْئًا بَعْدَ اَنْ یُّؤْوِیَہُ الْجَرِیْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَیْہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لٹکے ہوئے پھل کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص ضرورت مند ہو اور کچھ کھالے مگر دامن میں لے کر نہ جائے تو اس پر کوئی حد نہیں اور جو شخص اس سے دامن بھر کر باہر نکلے تو اس کی قیمت سے دوگنی قیمت لی جائے اور اسے سزا دی جائے جو شخص پھلوں کو خرمن میں پہنچ جانے کے بعد چرائے اور

الْقَطْعُ وَمَنْ سَرَقَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوْبَةُ (ابوداؤد کتاب الحدود باب ما لا قطع فیہ جزء۲ ص۲۵۵ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ص۱۰۷)

اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور جو اس سے کم چُرائے تو اس کی قیمت سے دوگنا جرمانہ لیا جائے اور سزا بھی دی جائے۔

۳ خائن، لٹیرے اور اچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ (ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی الخائن والمختلس جزء اول ص۲۵۷ صحیح الترمذی)

خائن، لٹیرے اور اچکے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

نوٹ:۔ ان لوگوں کی سزا کے لئے اسی سورت کی آیت نمبر ۳۳ ملاحظہ فرمائیں۔

۴ جنگ کے دوران چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يُقْطَعُ الْاَيْدِيْ فِي الْغَزْوِ (ابوداؤد کتاب الحدود باب السارق یسرق فی الغزو جزء۲ ص۲۵۷ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۱۰۶۸)

جنگ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

۵ چور کا ہاتھ کاٹ کر مقام قطع کو آگ سے داغ دیا جائے (تاکہ خون نکلنا بند ہو جائے)۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور سے توبہ کے لئے کہا جائے، جب وہ توبہ کرلے تو حاکم کو چاہیئے کہ وہ اس کی توبہ کی قبولیت کے لئے دعاء کرے یعنی یہ کہے تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (رواہ الحاکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کے متعلق فرمایا! اس کو لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹ دو، پھر اس کو داغ دو پھر میرے پاس لاؤ۔ الغرض اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا! اللہ سے

وصححہ۔ المستدرک کتاب الحدود باب النہی عن الشفاعۃ فی الحد جزء ۴ ص ۳۸۱ وسندہ صحیح نیل الاوطار ۱۱۳/۷)

توبہ کر۔ اس نے کہا: میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تیری توبہ قبول فرمائے۔

اس حدیث میں توبہ کا ذکر ہے اور یہ حدیث گویا (فَمَنْ تَابَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ) کی تفسیر ہے۔

(۶) اگر کوئی شخص عاریۃً لی ہوئی چیز کا انکار کردے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَتِ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَ تَجْحَدُهٗ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُقْطَعَ يَدُهَا (صحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ جزء ۲ ص ۷۸)

ایک مخزومی عورت عاریۃ سامان لے کر اس کا انکار کردیتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

عمل

اے لوگو چوری کرنے سے باز رہیئے۔

اے لوگو، اگر کوئی شخص چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا کیجئے کسی کی رُو رعایت نہ کیا کیجئے۔

اے لوگو، اس بات پر ایمان رکھیئے کہ اللہ تعالےٰ کے قوانین سراسر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سزاؤں میں دوسروں کے لئے عبرت ہے اور اللہ تعالےٰ کے قوانین ہی سے امن عالم برقرار رہ سکتا ہے۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ
الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا
بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ
هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ
سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ
لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ

إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ
وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ
فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ،
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ
لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

أَكَّٰلُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَآءُوكَ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ
عَنْهُمْ، وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ
فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْـًٔا، وَإِنْ
حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ
يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَىٰةُ
فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ

مِنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا
التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ۚ
يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ
اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا
وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ
بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ
اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا
تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ

وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا
عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ
بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ
وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ
الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ
بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ
كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٥ وَقَفَّيْنَا
عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ
مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ
الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۴۶ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۴۷

ترجمہ

اے رسول ان لوگوں میں سے جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل مؤمن نہیں ہیں اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں جو لوگ کفر میں (ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں) جلدی کرتے ہیں ان کی وجہ سے آپ رنجیدہ نہ ہوں یہ لوگ جھوٹ (پھیلانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں (اور) ایسے لوگوں کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے، (مزید برآں اے رسول) یہ لوگ (آپ کی) باتوں کو ان کے موقع محل سے بدل دیتے ہیں (کہتے ہیں) اگر تمہیں یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو اس سے بچنا اور جس شخص کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہے تو (اے رسول) آپ اس کو اللہ سے بچانے کا ذرا سا بھی اختیار نہیں رکھتے یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے قلوب کو اللہ پاک کرنا نہیں چاہتا: ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم ہے (۴۱) یہ لوگ جھوٹ (بیان کرنے) کے لئے جاسوسی کرتے ہیں اور حرام مال خوب کھاتے ہیں، (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کے پاس (فیصلہ کے لئے) آئیں تو آپ ان میں فیصلہ کریں یا ان سے اعراض کریں (دونوں باتوں کا آپ کو اختیار ہے) اور اگر آپ ان سے اعراض کریں تو یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (۴۲) اور یہ آپ سے کیسے فیصلہ کرائیں گے جبکہ ان کے پاس توریت موجود ہے، اس میں اللہ کا حکم موجود ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (تو آپ کے فیصلہ کو کیسے مانیں گے حقیقت تو یہ ہے کہ

یہ لوگ (توریت پر بھی) ایمان نہیں رکھتے (صرف زبان سے دعویٰ کرتے ہیں دل ایمان سے خالی ہیں (۴۳) ہم نے توریت کو نازل کیا تھا اس میں ہدایت تھی اور نور تھا اسی کے مطابق انبیاء جنہوں نے (اللہ کے سامنے) سر تسلیم خم کر رکھا تھا یہودیوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے اور (انبیاء کے علاوہ تمام) اللہ والے اور علماء بھی (اسی کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے) کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس (کے اللہ کی کتاب ہونے) کی شہادت بھی دیتے تھے (اے اہل کتاب) لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض نہ بیچو اور (اس بات کو یاد رکھو کہ) جو شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہ دے (یا فیصلہ نہ کرے) تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں (۴۴) اور ہم نے ان (اہل کتاب) پر توریت میں یہ بھی فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور (اسی طرح تمام) زخموں کا بدلہ لیا جائے گا، ہاں جو شخص بدلہ (نہ لے بلکہ) معاف کر دے تو (اس جرم کا) اس کے لئے یہی کفارہ ہو جائیگا (لیکن یہ لوگ اس کے مطابق قصاص نہیں لیتے) اور جو شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہ دے (یا فیصلہ نہ کرے) تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں (۴۵) پھر ہم نے (ان نبیوں) کے بعد انہی کے نقوش قدم پر عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے ہم نے ان کو انجیل عطاء کی تھی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا اور وہ بھی اپنے سے پہلے آنے والی کتاب توریت کی تصدیق کرتی تھی اور جو متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی (۴۶) اہل انجیل کو چاہیئے تھا کہ جو (احکام) اللہ نے اس میں نازل فرمائے تھے اس کے مطابق حکم دیتے (لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) اور جو شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم نہ دے (یا فیصلہ نہ کرے) ایسے ہی لوگ فاسق ہیں ۴۷

معانی ومصادر

(یَحْزُنُ) حَزَنَ، یَحْزُنُ، حُزْنٌ (ن) غمگین ہونا۔
(اِحْذَرُوْا) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حِذْرٌ، مَحْذُوْرَةٌ (س) بچنا، بچانا۔

شان نزول

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں :۔

مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُوْدِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُوْدًا فَدَعَاهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِيْ فِيْ كِتَابِكُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک یہودی نکلا جس کا منہ کالا کر دیا گیا تھا اور جس کو کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور ان سے فرمایا: کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا

اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
عَلٰی مُوْسٰی اَهٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِیْ
فِیْ كِتَابِكُمْ قَالَ لَا وَلَوْلَا اَنَّكَ نَشَدْتَّنِیْ
بِهٰذَا لَمْ اَخْبِرْكَ نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهٗ
كَثُرَ فِیْ اَشْرَافِنَا فَكُنَّا اِذَا اَخَذْنَا
الضَّعِیْفَ اَقَمْنَا عَلَیْهِ الْحَدَّ قُلْنَا تَعَالَوْا
فَلْنَجْتَمِعْ عَلٰی شَیْءٍ نُقِیْمُهٗ عَلَی الشَّرِیْفِ
وَالْوَضِیْعِ فَجَعَلْنَا التَّحْمِیْمَ وَالْجَلْدَ
مَكَانَ الرَّجْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ
اَحْیَا اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ
لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی
الْكُفْرِ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا
فَخُذُوْهُ یَقُوْلُ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ اَمَرَكُمْ بِالتَّحْمِیْمِ
وَالْجَلْدِ فَخُذُوْهُ وَاِنْ اَفْتَاكُمْ
بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی
وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ فِی الْكُفَّارِ كُلِّهَا
(صحیح مسلم کتاب الحدود باب
رجم الیهود اهل الذمة فی الزنی
جزء ۲ ص۵۴)

پاتے ہو۔ اس نے کہا، ہاں۔ پھر آپ نے ان کے
علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے
فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے
موسیٰ پر توریت نازل کی تھی (بتاؤ) کیا تم اپنی کتاب
میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو۔ اس نے کہا: نہیں،
اور اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا
ہم توریت میں رجم کی سزا ہی پاتے ہیں لیکن (ہوا
یہ کہ) ہمارے شریف لوگوں میں زنا کی کثرت ہوگئی
(تو ہم نے یہ کیا کہ) جب کسی شریف کو پکڑتے تو
اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کمزور کو پکڑتے تو
اس پر حد جاری کرتے۔ پھر ہم نے کہا: آؤ ہم کسی
ایسی سزا پر مجتمع ہو جائیں کہ جس کو شریف اور رذیل
سب پر نافذ کریں تو ہم نے رجم کے بجائے منہ کالا
اور کوڑے مارنا نافذ کر دیا۔ (یہ سن کر) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں سب سے
پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جب کہ انہوں
نے اس کو مردہ کر دیا تھا۔ پھر آپ نے اس کو رجم کرنے
کا حکم دیا اور وہ رجم کر دیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ
یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ
یہودی کہا کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو،
اگر وہ تمہیں منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم
دیں تو اسے قبول کر لو اور اگر وہ رجم کا فتویٰ دیں تو
اس سے بچو۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ
آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ
اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (جو اللہ کے نازل
کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ
تو کافر ہیں) وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے ایسے ہی لوگ تو ظالم ہیں) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ تو ظالم ہیں) یہ سب آیتیں کفار کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔

تفسیر منافقین اللہ تعالےٰ کے قانون کو دل سے نہیں مانتے تھے اور اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے قانون کو بدل ڈالا تھا اور اپنے بنائے ہوئے قانون پر عمل کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے اس کفر سے شدید قسم کا رنج و صدمہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ) اے رسول جو لوگ کفر میں جد و جہد اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں آپ ان کے اس فعل سے رنجیدہ نہ ہوں (مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ) خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے مونہوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل ایمان نہیں لائے (وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا) یا وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو یہودی ہیں یعنی اے رسول منافقین اور یہودیوں کی کفر کی باتوں سے آپ مغموم نہ ہوں (ہمیں معلوم ہے کہ) (سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ) یہ لوگ غلط بیانی کے لئے آپ کی باتیں سنتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے سنتے ہیں جو آپ تک نہیں پہنچ سکتے غلط بیانی تو یہ ویسے بھی کر سکتے تھے لیکن اُس صورت میں دوسروں کو یقین نہیں آتا لوگوں کو جب معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کے پاس ہو کر آئے ہیں تو انہیں ان کی باتوں پر اعتماد ہو جاتا ہے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ واقعی وہ ایسا ہی سن کر آئے ہیں جیسا کہ بیان کر رہے ہیں حالانکہ جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے (يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ) وہ اللہ تعالیٰ کے کلمات کو ان کے موقع و محل کو سمجھ لینے کے بعد بدل ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ	یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی)
(النسآء۔۴۶ والمآئدۃ۔۱۳)	موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے ہیں۔

(يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا (اور اے رسول ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ جب کسی جرم کے سلسلہ میں مجرم کو آپ کے پاس بھیجتے ہیں تو پہلے ہی سے لے جانے والوں سے کہہ دیتے ہیں کہ اگر وہ یہ فیصلہ کریں تو اُسے قبول کر لینا اور اگر اس طرح فیصلہ نہ کریں تو ان کے فیصلہ کو قبول نہ کرنا۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو پس پشت ڈال دیں اور اپنے خود ساختہ ضابطہ کے مطابق فیصلہ کرائیں (وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا) اور اے رسول، جس کو اللہ تعالےٰ فتنہ میں مبتلا کر دے تو آپ اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں، آپ کو تو اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں ذرا سا بھی اختیار نہیں (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ) ان لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا نہیں چاہتا۔ ان کے دلوں کو کفر و نفاق سے پاک کرنا نہیں چاہتا تو پھر اے رسول، آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف کیا کر سکتے ہیں اور جب آپ کچھ نہیں کر سکتے تو آپ کو رنجیدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے، آپ ان کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ کی مشیّت پر چھوڑ دیں اور اس کی مشیت سے راضی رہیں۔ اللہ تعالےٰ کے مقررہ قوانین ہدایت کے مطابق ہی ان کو ہدایت مل سکتی ہے اور یہ کیونکہ ان قوانین ہدایت سے بے اعتنائی برت رہے ہیں لہٰذا ان کا ہدایت پر آنا ناممکن ہے، آپ ان کے متعلق کسی قسم کا فکر نہ کریں (لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

دنیا میں ان کی رسوائی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ یہ جلا وطن بھی کئے گئے، قتل بھی کئے گئے اور ان کے بیوی بچے غلام بنا لئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ فَاَجْلٰى بَنِيْ النَّضِيْرِ وَاَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَآءَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَهُمْ وَاَسْلَمُوْا وَاَجْلٰى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِيْ حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جزء ۵ ص۱۱۲ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود من الحجاز جزء ۲ ص۸۶)

بنو نضیر اور بنو قریظہ نے جنگ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنو قریظہ کو برقرار رکھا اور ان پر احسان فرمایا یہاں تک کہ جب قریظہ نے جنگ کی تو آپ نے ان کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں، انکے بچوں اور انکے مال کو مسلمین میں تقسیم کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو (پہلے ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے آپ نے ان کو امن دیا اور وہ اسلام لے آئے اور آپ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا جن کا تعلق عبداللہ بن سلام کے قبیلہ بنو قینقاع سے تھا اور جن کا تعلق بنی حارثہ کے قبیلہ سے تھا غرض یہ کہ آپ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا۔

ان کی اسی رسوائی کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا

وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال

ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

(الحشر - ۲ تا ۵)

دیا تمہیں تو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے لیکن اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے (آنے کا) انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا، اللہ نے ان کے دلوں میں (کیسا) رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے تو اے آنکھوں والو، (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو اور اگر اللہ نے (ان کے مقدر میں) جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا میں انہیں (کسی اور) عذاب میں مبتلا کرتا اور آخرت میں تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار ہی ہے۔ یہ (عذاب) اس لئے (ہوگا) کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (اور اے ایمان والو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے اور جن درختوں کو تم نے ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ، وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا

(الاحزاب - ۲۶ و ۲۷)

اور اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی (ان میں سے) ایک فریق کو تم نے قتل کر دیا اور ایک فریق کو قید کر لیا اور اللہ نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھر، ان کے مال اور اس زمین کا جس پر تم نے اپنے قدم بھی نہ رکھے تھے وارث بنا دیا، (بے شک) اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

:: یہودیوں کے اس قول سے کہ "اگر وہ یہ فیصلہ کریں تو مان لینا اور اگر یہ فیصلہ نہ کریں تو نہ ماننا" معلوم

ہوتا ہے کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر پوری طرح غالب نہیں ہوئے تھے، اگر پوری طرح غالب ہوتے تو ان کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔

آگے فرمایا (سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ) یہ لوگ غلط بیانی کے سننے والے اور حرام کھانے والے ہیں (فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا) تو اے رسول اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ ان میں فیصلہ کریں یا آپ ان سے رُوگردانی کریں اس لئے کہ یہ آپ کے فیصلہ کو مانیں گے نہیں تو فیصلہ کرنے سے کیا فائدہ؟ اور اگر آپ ان سے رُوگردانی کریں تو یہ آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے یا نہ کرنے دونوں باتوں کا اختیار دیا اور فیصلہ کرنے کا اختیار اسی وجہ سے دیا کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف فیصلہ ہوا تو وہ فیصلہ کو مانیں گے ہی نہیں جیسا کہ اوپر ان کا قول (وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا) گذر چکا ہے اور وہ فیصلہ کو اس لئے نہیں مانیں گے کہ ابھی وہ پوری طرح مغلوب نہیں ہوئے ہیں۔ اگر مغلوب ہو جاتے تو پھر زبردستی ان سے منوایا جاتا پھر حکومت کے فیصلہ کا وہ انکار نہیں کر سکتے تھے۔

آگے فرمایا (وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ) اور اے رسول، اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں، کسی قسم کی رُو رعایت نہ کریں، کسی کی حق تلفی نہ کریں، کسی پر ظلم نہ کریں (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ) اس لئے کہ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(المآئدۃ۔۸)

اے ایمان والو (محض) اللہ (کی رضا) کیلئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کیا کرو، یہی تقوے کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

(الممتحنۃ۔۸)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ الَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِہِمْ وَاَھْلِیْہِمْ وَمَا وَلُّوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل جزء۲ ص۱۲۴)۔

انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں رحمٰن عزوجل کے داہنی طرف نور کے منبروں پر ہونگے اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلے میں انصاف کرتے ہیں، اپنے اہل وعیال میں انصاف کرتے ہیں اور جن کے بھی وہ والی ہوں ان میں انصاف کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَکَیْفَ یُحَکِّمُوْنَکَ وَعِنْدَھُمُ التَّوْرٰىۃُ فِیْھَا حُکْمُ اللّٰہِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ) اور اے رسول، یہ کیسے آپ کے پاس فیصلہ کے لئے آتے ہیں جبکہ ان کے پاس توریت موجود ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم بھی موجود ہے یہ توریت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دعویٰ کرنے کے بعد پھر اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ) درحقیقت یہ مؤمن نہیں ہیں اگر یہ مؤمن ہوتے تو کیا توریت کے حکم سے منہ موڑتے، ہرگز نہیں (اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ) ہم نے توریت کو نازل کیا ہے اس میں ہدایت یعنی ہر قسم کی رہنمائی کے لئے روشنی موجود ہے۔ (یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ) اسی کے مطابق تمام انبیاء علیہم السلام جو اسلام کے ماننے والے تھے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے بلکہ تمام اللہ والے اور علماء اسی کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے اور وہ کیوں نہ کرتے جبکہ یہ ان کے فرائض میں داخل تھا (بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوْا عَلَیْہِ شُھَدَآءَ) اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے، وہ نقلاً بھی اس کی حفاظت پر مامور تھے اور عملاً بھی اس کی حفاظت پر مامور تھے۔ اگر وہ عملاً اس کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرتے تو کتاب عملاً غیر محفوظ ہو جاتی ان اللہ والوں نے اور علماء نے اس پر عمل کر کے اس کو کلیۃً محفوظ بنا دیا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کتاب پر عمل نہ کیا جائے وہ مشکل ہی سے اپنی اصل حالت میں باقی رہ سکتی ہے اور اگر الفاظ باقی رہ بھی جائیں تو اس کی عملی تشریح تو ضائع ہو کر رہتی ہے اور پھر اصلی دین اجنبی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ والوں نے اور علماء نے توریت کے مطابق فیصلہ کر کے اس بات کی عملی شہادت دی کہ توریت اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

اس آیت میں یہودیوں کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تمہارے اسلاف تو ایسے تھے کہ وہ توریت کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے، اگر تم ان کے صحیح جانشین بننا چاہتے ہو تو تمہیں بھی ان جیسا بن جانا چاہئے تمہیں بھی توریت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا) اور اے یہودیو! لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈر کر حق کو قبول کرو، اور میری آیتوں کو بیچ کر دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کرو (وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ) اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو ایسے ہی لوگ تو کافر ہیں۔

اس آیت نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ یا عمل نہ کرے بلکہ اپنے خود ساختہ قانون یا فقہ کے مطابق فیصلہ یا عمل کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

اوپر گذر چکا ہے کہ یہودیوں نے ابتداء میں زنا کی سزا میں بڑے آدمی اور چھوٹے آدمی کے درمیان تفریق کر رکھی تھی۔ سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قصاص کے معاملہ میں بھی وہ اسی قسم کی تفریق کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى ۔

(البقرۃ۔ ۱۷۸)

اے ایمان والو، مقتولین کے سلسلے میں تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے، آزاد کے بدلے میں (وہ) آزاد (ہی قتل ہوگا جو قاتل ہے) غلام کے بدلے میں (وہ) غلام (ہی قتل ہوگا جو قاتل ہے) اور عورت کے بدلے میں (وہ) عورت (ہی قتل ہوگی جو قاتلہ ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے زنا کی سزا کے سلسلہ میں اس تفریق کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس کی تردید اوپر کی آیتوں میں کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے قصاص کے معاملہ میں جو تفریق انہوں نے کر رکھی تھی اس کی تردید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ) اور اے رسول ہم نے تو یہودیوں پر یہی فرض کیا تھا کہ جان کے بدلہ جان لی جائے گی یعنی مقتول کے بدلے میں قاتل ہی قتل ہوگا۔ آنکھ پھوڑنے کے بدلہ میں آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑی جائے گی، ناک کاٹنے کے بدلہ میں ناک کاٹنے والے کی ناک کاٹی جائے گی، کان کاٹنے کے بدلہ میں کان کاٹنے والے کا کان کاٹا جائیگا، اور دانت توڑنے کے بدلہ میں دانت توڑنے والے کا دانت توڑا جائیگا اور اس طرح تمام زخموں کا بدلہ زخم لگانے والے سے لیا جائیگا، لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور تفریق پیدا کر لی اور اے رسول ہم نے ان کو یہ آسانی بھی دی تھی کہ (فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ) جو شخص معاف کر دے بدلہ نہ لے تو یہ معاف کر دینا اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔ بہرحال یہودی قصاص کے معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ تو ظالم ہیں۔

قتل کے متعلق احکام کا خلاصہ

قتل کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام گزر چکے ہیں :۔

۱ اگر کوئی مؤمن کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو قصاص میں قاتل کو قتل کر دیا جائے سوائے اس

صورت کے کہ مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کردیں یا قاتل سے دیت لینے پر راضی ہو جائیں۔

(البقرۃ ۔ ۱۷۸)

نوٹ:۔ تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۸ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) :۔ اگر کوئی مؤمن کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے اس کا قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا البتہ اُسے کفارہ میں ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کے ورثاء کو پوری دیت دینی ہوگی یعنی ۱۰۰ اونٹ دینے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ مقتول کے ورثاء دیت کو معاف کر دیں۔

(النسآء۔ ۹۲ ۔ البقرہ ۔ ۱۷۸)

۳ :۔ اگر کوئی مؤمن کسی ایسے مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے جو کافر قوم سے تعلق رکھتا ہو تو ایسی صورت میں اس سے نہ قصاص لیا جائے گا اور نہ دیت البتہ کفارہ میں ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہو گا۔

(النسآء ۔ ۹۲)

۴ :۔ اگر کوئی مؤمن کسی ایسے مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے جس کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس سے مسلمین کا عہد و پیماں ہے تو قصاص تو نہیں لیا جائے گا۔ البتہ مقتول کے ورثاء کو پوری دیت دینی ہوگی اور کفارہ میں ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہوگا۔ (النساء ۔ ۹۲)

(۵) :۔ اگر کفارہ ادا کرنے کے سلسلہ میں کسی غلام کو آزاد کرنے کی مقدرت نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ (النسآء۔ ۹۲)

اب ہم قتل کے سلسلہ میں باقی مسائل بیان کرتے ہیں:۔

(۶) :۔ اگر کوئی مسلم کسی کافر کو قتل کر دے تو مسلم کو اس کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ اگر وہ کافر ذمی ہو تو مقتول کے ورثاء کو نصف دیت دینی ہو گی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ۔ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب لا یقتل المسلم بالکافر جزء ۹ ص۱۶)

کافر کے بدلہ میں مسلم قتل نہیں کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دِیَۃُ الْمُعَاھِدِ نِصْفُ دِیَۃِ الْحُرِّ۔ (ابوداود کتاب الدیات باب فی دیۃ الذمی جزء ۲ ص۲۸۲ سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۷ ص۵۴ وص۵۶ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَقْلُ الْکَافِرِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ۔ (ترمذی ابواب الدیات۔ باب ماجاء لا یقتل مسلم

معاہد کی دیت آزاد (مؤمن) کی دیت کی نصف ہوتی ہے۔

لکافر جزء اول ص۴۲۲ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۷، ص۵۲)

۷ اگر قاتل قسم کھا کر یہ کہے کہ اس نے قصداً قتل نہیں کیا تو حاکم اس کی قسم کا اعتبار نہ کرے، البتہ مقتول کے ورثاء کو چاہیئے کہ ایسی صورت میں حاکم کے فیصلہ کے باوجود اسے قتل نہ کریں بلکہ معاف کر دیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قُتِلَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَ الْقَاتِلَ إِلَى وَلِيِّهِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَقَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ فَخَلَّاهُ الرَّجُلُ (ترمذی ابواب الدیات باب ماجاء فی حکم القتیل فی القصاص والعفو صححہ الترمذی جزء اول ص۴۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص قتل کیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالہ کر دیا۔ قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے فرمایا: اگر یہ سچ کہتا ہے اور تم نے اسے قتل کر دیا تو تم دوزخ میں جاؤ گے (یہ سُن کر مقتول کے) وارث نے اُسے چھوڑ دیا۔

۸ قصاص میں جب کسی کو قتل کرے تو قتل میں زیادتی نہ کرے۔ احسن طریقہ سے قتل کرے۔ قصاص کے سلسلہ میں مقتول کے ولی کی مدد کی جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۝ (بنی اسرآئیل۔ ۳۳)

جو شخص بحالت مظلومی قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دے) لیکن قتل کرتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے (اگرچہ) یہ ایک حقیقت ہے کہ (قصاص کے معاملہ میں) اُسے (قانون الٰہی کی) مدد حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ۔ (صحیح مسلم کتاب الصید باب الامر باحسان الذبح والقتل جزء۲ ص۱۵۶)

اللہ تعالےٰ ہر چیز پر احسان کرنا فرض کر دیا ہے لہٰذا جب تم (کسی کو) قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو۔

۹ قاتل کو قصاص لیتے وقت اسی طرح قتل کیا جائے جس طرح اس نے قتل کیا تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ یَھُوْدِیًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِیَۃٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ لَھَا مَنْ فَعَلَ بِكِ ھٰذَا؟ اَفُلَانٌ اَوْ فُلَانٌ حَتّٰی سُمِّیَ الْیَھُوْدِیُّ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِھَا اَنْ نَعَمْ فَاُتِیَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَزَلْ بِہٖ حَتّٰی اَقَرَّ بِہٖ فَرُضَّ رَأْسُہٗ بِالْحِجَارَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقَتَلَہٗ بَیْنَ الْحَجَرَیْنِ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب سوال القاتل حتی یقر والاقرار فی الحدود جزء ۹ ص۵ وباب اذا قتل بحجر او بعصا جزء ۹ ص۶۵)

ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ یہ کام اس کے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے؟ یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا (جس نے قتل کیا تھا) لڑکی نے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں۔ وہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس نے اقرار کیا۔ آپ نے دو پتھروں کے درمیان اس کا سر رکھ کر قتل کرا دیا۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالےٰ قتل کے قصاص کے ساتھ اعضاء کے کاٹنے اور زخم پہنچانے کے قصاص کا بھی ذکر کیا۔ قصاص کے حکم کو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکایۃً بیان کیا۔ اس آیت سے صراحت کے ساتھ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس امت میں بھی قصاص کے یہی احکام ہیں البتہ مندرجہ ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کو بھی انہی احکام کا پابند بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ فَاحْكُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ۔
(المآئدۃ - ۴۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے اور دشمنان اسلام کی تحریف کی نشاندہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے)۔

قرآن مجید توریت کا محافظ ہے یعنی نقلاً اور عملاً توریت کے احکام کی محافظت کرتا ہے۔ کیونکہ توریت میں قصاص کے احکام ہیں لہٰذا یہ امت نقلاً بھی ان احکام کی محافظ ہے اور عملاً بھی یعنی اس امت کو بھی قصاص کے ان احکام پر عمل کرنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ "مُھَیْمِنًا عَلَیْہِ" کے بعد اللہ تعالےٰ نے فرمایا "فَاحْكُمْ بَیْنَھُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ" یعنی اے رسول، آپ جو احکام اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائے ہیں انہی کے مطابق فیصلہ کیجئے یعنی توریت کے احکام کی عملاً محافظت کیجئے۔ مندرجہ ذیل احادیث سے بھی اس بات کی

تائید ہوتی ہے کہ قصاص کے یہ احکام بدستور اس امت میں بھی واجب التعمیل ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ (صحیح بخاری کتاب [illegible])

نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا دانت توڑ دیا۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ كُسَيْتَ لِلرَّبِيْعِ اُمِّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ اِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْقِصَاصَ اَلْقِصَاصَ فَقَالَتْ اُمُّ الرَّبِيْعِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الرَّبِيْعِ الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا اَبَدًا فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب اثبات القصاص فی الاسنان جزء ۲ ص)

ربیع کی بن ام حارثہ نے ایک شخص کو زخمی کر دیا۔ (اس شخص کے ولی) مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا: قصاص قصاص (قصاص لیا جائے گا)۔ ربیع کی والدہ نے کہا! اے اللہ کے رسول کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا، اللہ کی قسم قصاص (تو) اس سے نہیں لیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، اے ام الربیع قصاص تو اللہ کی کتاب ہے (یعنی قصاص تو اللہ کی کتاب کا قانون ہے) ربیع کی والدہ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم، اس سے قصاص تو نہیں لیا جائیگا۔ وہ یہی کہتی رہیں یہاں تک کہ ان لوگوں نے دیت قبول کر لی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے (بھروسہ) پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

الغرض قصاص اس امت میں بھی جاری ہے۔ اب ہم قصاص کے بقیہ مسائل تحریر کرتے ہیں:۔

قصاص کے مسائل

۱ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کسی کے گھر میں جھانکے اور [illegible] آنکھ پھوڑ دے تو صاحب خانہ سے قصاص لیا جائے گا اور نہ دیت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ اَنَّ امْرَأً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ. (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم جزء ۹ ص۱۳)

اگر کوئی شخص بغیر اجازت تمہارے مکان میں جھانکے اور تم لنگری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

۲۔ اگر کوئی شخص [illegible] شخص کا ہاتھ منہ میں لے کر دانتوں سے دبائے اور وہ شخص اس کے منہ [illegible] نکالنے کی وجہ سے دبانے والے شخص کے دانت گر جائیں تو نہ قصاص [illegible] اور نہ دیت۔

حضرت یعلیٰ کہتے ہیں:

خرجت فی غزوة فعض رجل. (وفی روایة عن عمران ید رجل فنزع یده من فمه) فانتزع ثنیته فابطلها النبی صلی الله علیه وسلم (وفی روایة لمسلم وقال اردت ان تقضمه کما یقضم الفحل) (صحیح بخاری کتاب الدیات باب اذا عض رجلا فوقعت ثنایاه جزء ۹ ص۹ و صحیح مسلم کتاب القسامة باب الصائل علی نفس الانسان جزء ۲ ص۴۰)

میں ایک جنگ میں گیا۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ کو چبایا، اس نے ہاتھ نکالا تو اس کا دانت ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قصاص کو باطل کر دیا اور (طالب قصاص سے) فرمایا کیا تو نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کے ہاتھ کو اس طرح چبا ڈالے جس طرح اونٹ چباتا ہے۔

یہودیوں کے حرکات کو ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَقَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ) ان نبیوں کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے بھی ان سے پہلے آنے والی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کی (وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ) اور ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو انجیل عطا فرمائی تھی۔ اس میں بھی ہدایت یعنی گمراہوں کے لئے روشنی تھی اور وہ بھی اپنے سے پہلے آنے والی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی (وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ) اور اس میں متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی (وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ) اہل انجیل کو چاہئے کہ وہ ان احکام کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل فرمائے تھے (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو ایسے ہی لوگ فاسق ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ یہود و نصاریٰ دونوں نے اپنی اپنی کتابوں پر عمل چھوڑ دیا تھا اور اپنے خود ساختہ مسائل پر عمل کرتے تھے۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے دونوں کو جھنجوڑا کہ وہ اپنی کتابوں پر ہی عمل کر کے دکھائیں۔ انہوں نے تو قرآن مجید ہی کو نہیں بلکہ ان کتابوں کو بھی چھوڑ رکھا ہے جن پر ان کا ایمان ہے

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکامات پر عمل کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق حکم دیجئے اور فیصلہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے قوانین میں کسی قسم کی تحریف و تاویل نہ کیجئے۔

اے لوگو، ہمیشہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کیجئے، لوگوں سے نہ ڈریئے بلکہ صرف اللہ تعالےٰ ہی سے ڈریئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات و احکام کو فروخت کر کے یعنی ان کو پس و پشت ڈال کر دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کیجئے ورنہ آپ آخرت میں بہت بڑا نقصان اٹھائیں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے قوانینِ قصاص کے مطابق قصاص لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے قوانینِ قصاص کو اپنے اوپر بھی نافذ کیجئے اور دوسروں پر بھی نافذ کیجئے۔

اے لوگو، اسے اچھی طرح یاد رکھیئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں ظالم ہیں اور فاسق ہیں۔

اے لوگو، اپنے یا دوسرے کے خود ساختہ مسائل و قوانین پر عمل نہ کیجئے کسی کی رائے اور قیاس پر نہ چلیئے بلکہ صرف اللہ تعالےٰ کے قوانین اور احکام پر چلیئے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ، فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ
الْحَقِّ، لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً
وَّمِنْهَاجًا، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ
فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ،

إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاَنِ احْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ
يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ اِلَيْكَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ
بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا

مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ اَفَحُكْمَ
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ، وَمَنْ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ | اور (اے رسول) ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے آنے والی (ہر) کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے (اس طرح کہ اس کے احکام کی ترجمانی کرتی ہے اور دشمنان اسلام کی تحریف کی نشاندہی کرتی ہے) تو (اے رسول) آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکم دیا کیجئے (اور فیصلہ کیا کیجئے) جو حق آپ کے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور (اس پر عمل کرنیکا) واضح راستہ مقرر کر دیا ہے (لیکن لوگوں نے اللہ کی شریعت اور راستہ کو چھوڑ دیا اور دین میں تفریق پیدا کر دی) اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ جو شریعت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (کہ کون اس پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا) تو (اے ایمان والو اس شریعت کے مطابق) نیک کاموں میں سبقت کرو، (دوسروں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرو) تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے، پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم کن کن باتوں میں اختلاف کرتے تھے (اور حق کیا تھا) ﴿٤٨﴾ اور (اے رسول آپ کو پھر تاکید کی جاتی ہے) کہ آپ ان لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہی حکم دیں (یا فیصلہ کریں) اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اللہ کی نازل کردہ شریعت سے (ہٹا کر) آپ کو فتنہ میں مبتلا کر دیں، اگر یہ پھر بھی (اللہ کی نازل کردہ شریعت سے) منہ موڑیں تو آپ خبردار ہو جائیے کہ اللہ ان کو ان کے بعض گناہوں کے سبب مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اس بات سے بھی خبردار ہو جائیے کہ بیشک اکثر لوگ فاسق ہی ہوتے ہیں۔ ﴿٤٩﴾
(اے رسول) کیا یہ (ایام) جاہلیت کے حکم (یا شریعت) کے متلاشی ہیں لیکن یقین (و ایمان) رکھنے والوں کے لئے

معانی ومصادر (مُهَيْمِنًا) هَيْمَنَ، يُهَيْمِنُ هَيْمَنَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ۔ راعی مجرد) نگرانی کرنا۔ حفاظت کرنا۔

(شِرْعَةً) شَرَعَ، يَشْرَعُ، شَرْعٌ (ف) واضح راستہ مقرر کرنا، طریقہ بنانا۔ (شِرْعَةٌ = شَرْعَةٌ = شریعت، سیدھا اور واضح راستہ)

(مِنْهَاجًا) نَهَجَ، يَنْهَجُ، نَهْجٌ (ف) واضح ہونا، واضح کرنا، راستہ اختیار کرنا۔ (مِنْهَاجٌ = واضح راستہ)

تفسیر آیت ۴۲ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا تھا کہ اگر یہودی مقدمہ لے کر آئیں تو خواہ آپ اس مقدمہ میں فیصلہ کر دیں خواہ فیصلہ سے روگردانی کریں۔ یہ اختیار اس لئے تھا کہ یہودی پوری طرح مغلوب نہیں ہوئے تھے وہ جب کوئی مقدمہ آپ کو بھیجتے تھے تو پہلے ہی سے ان سے کہہ دیا کرتے تھے:۔

إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا۔ اگر تمہیں یہ حکم ملے تو اسے قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو اس سے بچنا۔

یہودیوں کی یہ فہمائش تھی کہ اگر فیصلہ ان کی منشاء کے مطابق ہو تو اسے قبول کر لیں اور اگر ان کی منشاء کے مطابق نہ ہو تو اسے قبول نہ کریں اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے پر مجبور نہیں تھے نہ انہیں آپ کے فیصلہ کی کوئی خاص ضرورت تھی۔ ان کا مقدمات کو آپ کی طرف بھیجنا محض ایک چال تھی جس کا منشاء آپ کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا تھا۔ اسی نقصان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا (المائدۃ ۔ ۴۲) اور اگر آپ ان سے اعراض کریں تو یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

الغرض ایک وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں پر پورا تسلط نہیں تھا لہٰذا آپ ان سے اللہ تعالےٰ کے قوانین کی روشنی میں کسی فیصلہ کو منوانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ فیصلہ کا ماننا یا نہ ماننا یہودیوں کے اختیار میں تھا اور کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے قوانین کے مطابق کسی فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے لہٰذا اللہ تعالےٰ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا بے سود تھا لہٰذا اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مقدمات کا فیصلہ نہ کرنے کا اختیار دیا۔

آہستہ آہستہ یہ صورت تبدیل ہو گئی۔ یہودی قتل کئے گئے، جلاوطن کئے گئے ان کی قوت پامال ہو گئی اور وہ پوری طرح سے مغلوب ہو گئے (جیسا کہ آیت ۴۲ کی تفسیر میں لکھا جا چکا ہے) تو اب اللہ نے ان کو احکام الٰہی اور قوانین شرعیہ کا پابند بنا دیا اور وہ اختیار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا اسے واپس لے لیا اور صاف صاف حکم دے دیا کہ ان کے مقدمات کا فیصلہ اب اس شریعت کے مطابق کیا جائے جو شریعت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ

بِالْحَقِّ) اور اے رسول، ہم نے حق کے ساتھ آپ پر ایک کتاب نازل کی ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ) جو ان تمام کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے نازل کی جا چکی ہیں (وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ) اور یہ کتاب نہ صرف ان کی تصدیق کرتی ہے بلکہ ان کی محافظ بھی ہے اور جو احکام اور قوانین ان کے ذریعہ نازل کئے گئے تھے ان کی نقلاً و عملاً حفاظت کرتی ہے۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ اہل کتاب نے کہاں کہاں تحریف کی اور کیا کیا تحریف کی اور نہ صرف بتاتی ہے بلکہ ان تحریف شدہ احکام و قوانین کو از سر نو نافذ کر کے عملاً ان کی حفاظت کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہودیوں کے درمیان زنا کے ایک مقدمہ میں رجم کا حکم دیا تو اس عملی حفاظت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا تھا:۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب رجم الیہود اہل الذمۃ فی الزنی جزء ۲ ص ۵۵)۔

اے اللہ میں نے سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کر دیا جس کو یہودیوں نے مُردہ کر دیا تھا۔

آگے فرمایا:۔ (فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ) اے رسول اب آپ ان کے درمیان ضرور فیصلہ کیجئے اور اُس کتاب کے ذریعہ فیصلہ کیجئے جو آپ پر نازل کی گئی ہے (وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ) اور جو حق آپ کے پاس آچکا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ فیصلہ ان کی مرضی کے مطابق ہو لیکن اے رسول، آپ ان کی مرضی کی قطعاً پرواہ نہ کیجئے اور وہی فیصلہ کیجئے جو کتاب اللہ کی روشنی میں حق ہو (لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا) ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک ضابطہ اور ایک طریق عمل مقرر کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت و ضلالت کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے نتائج اور ہر چیز کے کچھ خواص مقرر کر دئے ہیں لہٰذا جو شخص وہ کام کرے گا تو اس کے نتائج بھگتے گا اور جو چیز استعمال کرے گا تو اس کے خواص کا نشانہ بنے گا۔ اصل ذمہ داری تو انہی کی ہے جو ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ گمراہ کن اور ہلاکت خیز ہو اور جو ایسی چیز استعمال کرتے ہیں جو اپنے خواص کی وجہ سے تباہی و بربادی کی ضامن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سرکشی، دنیا طلبی، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہی مقرر کیا ہے کہ جو شخص ان افعال کا مرتکب ہوگا وہ گمراہی کے راستہ پر چلا جائے گا، اور ایسے ضابطۂ حیات کو اپنے لئے پسند کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ضابطہ کے مخالف ہو۔ ان کی بداعمالی کے نتیجہ میں خود بخود ان کے لئے ایک ضابطہ اور طریق عمل وجود میں آجاتا ہے اور کیونکہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے لہٰذا اس نتیجہ کے اعتبار سے وہ ضابطہ اور طریق عمل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرف جانے دیتا ہے جس طرف وہ اپنے کام کے نتیجہ کے اعتبار سے جانا چاہتے ہیں۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النسآء - ۱۱۵)

کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے تو ہم اُسے اُدھر ہی جانے دینگے جس طرف جانے کے لئے اس نے رخ پھیر لیا ہے، پھر ہم اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

(نوٹ:۔ اس سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۷ اور آیت ۲۱۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً) اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے اپنے اعمال کے نتائج کے اعتبار سے ہدایت اور گمراہی کے جو نتائج مقرر ہیں سب انہی نتائج کے اعتبار سے انسان مختلف راستوں میں بٹے ہوئے ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ یہ کر سکتا تھا کہ انہیں طوعاً و کرہاً سیدھے راستہ پر چلاتا اور اے انسانو: تم سب کو ایک جماعت بنا دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ بالجبر کسی کو کسی خاص راستہ پر چلائے (وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ) بلکہ وہ تو اے انسانو، یہ احکام اس لئے تم کو دے رہے ہیں ان کے معاملہ میں تمہاری آزمائش کرتا ہے۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنی مرضی اور اختیار سے سیدھا راستہ قبول کرتا ہے اور کون گمراہی کے راستہ کو قبول کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سب کو بالجبر سیدھے راستہ پر چلاتا تو امتحان کیسے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو تو امتحان مطلوب ہے، تو اے انسانو، اس آزمائش میں پورے اترو اور (فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ) جو کتاب تمہیں دی گئی ہے اس کے مطابق نیک کاموں کی طرف سبقت کرو تاکہ اس کے نتیجہ میں تم سیدھے راستہ پر چلتے رہو اور اگر تم اس کتاب کے مطابق نیک عمل کر کے ایک جماعت بننا نہیں پاتے اور اختلاف پر ہی جمے رہنا پسند کرتے ہو تو یاد رکھو (اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہاں وہ تمام چیزیں تم کو بتائیگا جن چیزوں میں تم دنیا میں اختلاف کرتے تھے وہاں تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر، کون حق کا متلاشی اور متبع تھا اور کون ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا تھا اور حق کو جان بوجھ کر جھٹلا رہا تھا لیکن وہاں پہنچ کر حق کو مان لینا کوئی کام نہیں آئے گا۔ وہاں اگر کامیابی کی خواہش ہے تو دنیا میں اختلاف ختم کرو، ہٹ دھرمی چھوڑو اور حق کو قبول کرو اور اسی قانون کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے۔ (وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ) اور اے رسول، ایک مرتبہ پھر آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ اسی حکم اور قانون کے مطابق فیصلہ کریں، جو اللہ تعالےٰ نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے اور اہل کتاب کی خواہشات کی ہرگز پیروی نہ کریں (وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ) اور اے رسول آپ ان سے ہوشیار رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کو ان احکام میں سے جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر نازل فرمائے ہیں کسی بھی حکم کے معاملہ میں آپ کو آزمائش میں مبتلا کر دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکا دے کر آپ کو باطل کی طرف مائل کر دیں ان کی دھوکا دہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

(النسآء۔ ۱۱۳)

اور (اے رسول) ان میں سے ایک گروہ آپ کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگا ہوا تھا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو ہو سکتا تھا کہ یہ آپ کو گمراہ کر دیتے) (ان اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی موجودگی میں یہ آپ کو ایسے گمراہ کر سکتے ہیں) اور اے رسول یہ آپ کو گمراہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ تو اپنے آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور (اے رسول) یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

الغرض اے رسول ان کے فریب میں نہ آیئے اور اس کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(النسآء۔ ۱۰۵ و ۱۰۶)

(اے رسول) ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ جو کچھ اللہ آپ کو سمجھائے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور (اے رسول) خیانت کرنے والوں کی حمایت میں کبھی نہ جھگڑیئے۔ اللہ سے مغفرت کرتے رہیئے، بے شک اللہ بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آیت زیر تفسیر کے الفاظ (مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ) سے صاف ظاہر ہے کہ اب انہی احکام کی پیروی ضروری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اب نہ توریت پر عمل کیا جا سکتا ہے اور نہ انجیل پر اور نہ محض ان کتابوں پر عمل کرنے کوئی شخص راہ راست پر چل سکتا ہے۔ اب راہ نجات صرف ایک ہے اور وہ شریعت ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اب اگر توریت اور انجیل پر عمل کیا جا سکتا تو قرآن مجید کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید ان کتابوں کی علماً اور عملاً حفاظت کا ذمہ دار ہے لہٰذا جو شخص قرآن مجید پر عمل کرتا ہے وہ درحقیقت ان کتابوں پر ہی عمل کرتا ہے اور جو شخص قرآن مجید کے ذریعہ نہیں بلکہ براہ راست ان کتابوں سے استفادہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ گمراہی کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے کیونکہ ان کتابوں کے اپنی اصلی حالت میں ہونے کا کوئی ضامن

نہیں۔ یہ کتابیں اہل کتاب کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکیں لہٰذا اب ان پر بے کھٹکے عمل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ،

(النساء۔ ۴۷)

اے اہل کتاب اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کی ہے اور جو تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ کر ان کو (ان کی) پیٹھوں کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی لعنت کریں جیسی لعنت کہ ہم نے ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ کا کام تو ہو کر رہتا ہے، (اُسے کوئی روکنے والا نہیں)۔

اس آیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب قرآن مجید پر عمل کئے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، آپ کی پیروی کرنا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ،

(المائدۃ۔ ۱۹)

اے اہل کتاب، کافی عرصہ تک رسولوں کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد (اب) تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو (اللہ کے احکام) وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے، (یہ اس لئے) کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا نہ ڈرانے والا تو (اب خبردار ہو جاؤ) کہ تمہارے پاس تو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے، اور (اگر تم اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ،

(النساء۔ ۱۷۰)

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لے کر رسول آگیا ہے (اس پر) ایمان لے آؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم (اس کا) انکار کرو تو (تم اللہ کا کیا بگاڑ لو گے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○
(النسآء ۔ ۸۰)

جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقینا اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور (اے رسول) جو شخص (آپ کی فرمانبرداری سے) منہ موڑے تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا (کہ ان کو اسلام قبول کرنے پر آپ مجبور کریں)۔

آگے فرمایا (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ) اور اے رسول اگر یہ اب بھی ایمان نہ لائیں اور کتاب الٰہی سے منہ موڑیں تو پھر آپ سمجھ لیں کہ اللہ تعالےٰ یہی چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان کو کسی آفت میں مبتلا کر دے۔ ان کا ایمان نہ لانا ان کی پیدائشی بدبختی کی علامت ہے اور اس بدبختی کا تقاضا یہی ہے کہ وہ آپ پر ایمان نہ لائیں اور اپنی بدبختی کا مزا چکھیں (وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ) اور اے رسول بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں (اور یہ بھی انہی میں سے ہیں لہٰذا ان کی نافرمانی سے آپ رنجیدہ نہ ہوں) (اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ) اور اے رسول اہل کتاب جاہلیت کے احکام کے خواہشمند ہیں (اور جاہلیت کے احکام کا تو وہی خواہشمند ہو گا جو بے ایمان ہو) (وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ) ایمان والوں کے لئے احکام کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ سب سے بہتر احکام اس کے، سب سے بہتر قوانین اس کے، مگر اس کے لئے جو انہیں مانے۔

فیصلہ کرنے کے آداب

آیت زیر تفسیر میں فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام گذر چکے ہیں :۔

(۱) فیصلہ انصاف کے ساتھ کرے۔ (آیت ۴۲)
(۲) فیصلہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق کرے۔ (آیات ۴۸ و ۴۹)
(۳) فیصلہ میں کسی قسم کی رُو رعایت نہ کرے۔ (النسآء ۔ ۱۰۵)
(۴) فیصلہ میں کسی کی سفارش قبول نہ کرے (صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث، زیر تفسیر آیت ۳۸)
(۵) فیصلہ میں لوگوں کی خواہش کی پیروی نہ کرے۔ (آیات ۴۸ و ۴۹)

اب ہم اس سلسلہ میں بقیہ احکام بیان کرتے ہیں :۔

(۶) غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

کوئی قاضی دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب هل یقضی الحاکم او یفتی وهو غضبان جزء ۹ صـ۸۲ وصحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب کراهۃ قضاء القاضی وهو غضبان جزء ۲ صـ۶۲ واللفظ للبخاری)

میں ہرگز فیصلہ نہ کرے جب کہ وہ غصہ میں ہو۔

(۷) قاضی کو چاہئے کہ جب تک دونوں فریقوں کا بیان نہ سن لے فیصلہ نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقْضِ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَسْمَعَ کَلَامَ الْاٰخَرِ (ترمذی ابواب الاحکام باب ماجاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامهما جزء اول صـ۲۱۲ والحاکم کتاب الاحکام باب استماع بیان الخصمین جزء ۴ صـ۹۳ وابن حبان. موارد الظمآن باب ادب الحاکم صـ۳۷۶ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ صـ۹۳)۔

پہلے (فریق) کے حق میں فیصلہ نہ کرے جب تک دوسرے (فریق) کا بیان نہ سُن لے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ کسی کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، جو شریعت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ کی آزمائش میں پورے اترنے کی جان توڑ کوششیں کیجئے، نیکیوں کی طرف سبقت کیجئے اور آپس میں اختلاف نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، لوگوں کے دھوکے اور فریب سے ہوشیار رہیئے، ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو منزل من اللہ احکام سے پھسلا دیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے حکم کو تلاش نہ کیجئے، اللہ تعالےٰ سے بہتر حکم دینے والا کوئی نہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟
ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ
فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى
ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى
ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
يُسَٰرِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ
نَخْشَىٰٓ أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ
فَعَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِىَ بِٱلْفَتْحِ

أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا
عَلٰى مَآ أَسَرُّوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ
نٰدِمِيْنَ ۝٥٢ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا
بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ
لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فَأَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٥٣

ترجمہ اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست تو ہو سکتے ہیں (تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا تو اس کا شمار انہیں میں ہوگا (وہ ظالم ہو جائے گا) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ۝٥١ اور (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ ان (یہود و نصاریٰ) سے جلدی جلدی جا کر ملتے ہیں (اور جب اس سلسلہ میں ان سے جواب طلب کیا جائے تو) کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر رہتا ہے کہ کہیں ہم زمانہ کی گردش میں نہ پھنس جائیں (کہیں یہود

ونصاریٰ سے ہمیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہ لوگ خبردار ہو جائیں کہ اگر) عنقریب اللہ (مسلمین کو) فتح عنایت فرمائے یا کوئی اور حکم بھیج دے تو اس وقت یہ اپنی ان باتوں پر جو یہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں پچھتائیں گے ۵۲ (اس وقت ایمان والوں پر ان کا حال کھل جائیگا) ایمان والے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ جو اللہ کی بڑی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں، ان کے تمام اعمال (اور تدبیریں) بیکار گئیں اور وہ نقصان میں مبتلا ہو گئے ۵۳

معانی ومصادر

(نَدِمَ یَنْدَمُ) نَدَمٌ، یَنْدَمُ، نَدَمٌ (س) نادم ہونا۔
(جَهَدَ) جَهَدَ، یَجْهَدُ، جَهْدٌ (ف) مشقت اٹھانا، کوشش کرنا۔
(جَهْدٌ = قوت، کوشش، مشقت)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ) اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ (بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں (وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ) اور جو شخص بھی تم میں سے ان کو دوست بنائے گا تو وہ بھی انہی میں شامل ہوگا۔ ایسے لوگ یقیناً ظالم ہیں کہ مؤمنین کے مقابلہ میں یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں (اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ) بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
(التوبۃ - ۲۳)

اے ایمان والو اگر تمہارے آباء (و اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے وہ) لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(المجادلۃ - ۲۲)

دی ہے، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش وہ اللہ سے خوش ہوں گے۔ یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(التوبۃ - ۲۴)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہ ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پ یں، اللہ اور اس کے رسول، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظ ر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

الغرض کافروں کو دوست بنانا منع ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کافروں سے جنگ جاری ہو۔ جنگ کی حالت میں کافروں کو دوست بنانا اور ان کی خیر خواہی کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ اگر کافر دین کے معاملہ میں مؤمنین سے نہ لڑتے ہوں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا منع نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(الممتحنۃ - ۸-۹)

جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ البتہ اللہ تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے

نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو بھی اِن لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ ان منافقین کو تنبیہ ہے جو یہود و نصاریٰ سے ملے رہتے تھے، ان کی خیر خواہی کرتے تھے اور ان کے لئے ایمان والوں کی جاسوسی کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ) اے رسول، جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے ان کو آپ دیکھیں گے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی دوستی اور خیر خواہی میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب ان پر اعتراض کیا جاتا ہے تو (يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ) کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں زمانہ کی گردش ہمیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصاریٰ سے ہمیں نقصان پہنچ جائے ان کے نقصان سے بچنے کے لئے ہم انسے دوستی رکھتے ہیں۔ یہ درحقیقت ان کا فریب ہے۔ وہ ایمان والوں کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ○
(البقرۃ - ۹)

یہ لوگ (زبان سے اسلام کا دعویٰ کرکے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں (اس بات کا) شعور نہیں کہ وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہے بلکہ خود اپنے کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ○
(التوبۃ - ۵۶)

یہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے)۔

ان کی اس حرکت کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ) عنقریب اللہ تعالےٰ مومنین کو فتح یا اپنی طرف سے کوئی ایسا حکم دے گا کہ اس کے بعد جو نفاق یہ اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہیں وہ ظاہر ہو جائے گا، ان کی قلعی کھل جائے گی اور ان کے ایمان اور اسلام کی ظاہری و جعلی عمارت دھڑام سے آگرے گی اس وقت سوائے نادم ہونے کے یہ اور کیا کر سکیں گے۔ اس وقت (وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ) مومنین کہیں گے

کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا کر ہم سے کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ یہ تو درحقیقت ہمارے دشمنوں سے ملے ہوئے تھے ہم کو دھوکا دیا کرتے تھے، ہمارے خلاف خفیہ تدبیریں کرتے تھے لیکن ان کی یہ تدبیریں ان کے کچھ کام نہ آئیں (حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ) ان کی ساری تدبیریں بیکار ہو کر رہ گئیں اور وہ سراسر نقصان میں رہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کو فتوحات عطاء فرمائیں اور کثرت سے مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ ایک فتح کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

(الفتح - ۱۸ و ۱۹)

(اے رسول) جب مؤمنین ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے (تو اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی) اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا اللہ کو معلوم ہو گیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا، پھر اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی اور (مستقبل) قریب میں انہیں (کافروں پر) فتح عنایت کی اور بہت سی غنیمتیں بھی (انہیں عطا فرمائیں) جن کو انہوں نے حاصل کیا اور (اے رسول) اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

منافقین زمانہ کی جس گردش سے بچنا چاہتے تھے اس گردش نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

(الفتح - ۶)

اور (اے ایمان والو، یہ فتح اس لئے بھی عنایت کی) تاکہ اللہ منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو جو اللہ کے بارے میں (طرح طرح) کی بدگمانیاں رکھتے ہیں (تمہارے ہاتھ سے) سزا دلوائے، ان کو مصائب میں گھیرے، اللہ ان سے ناراض ہے اس لئے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

" فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ " میں جس امر کا ذکر ہے اس میں یہ عذاب الٰہی بھی آ سکتا ہے اور مندرجہ ذیل حکم بھی آ سکتا ہے جو اللہ نے ایمان والوں کو دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

(التوبۃ۔ ۷۳۔ التحریم۔ ۹)

اے نبی آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (تاکہ یہ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں آخرت میں تو) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

عمل

اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ یہ ہمیشہ سے آپ کے دشمن رہے ہیں اور اب بھی آپ کے دشمن ہیں۔

اے ایمان والو، آپ ان منافقین کی طرح ڈرپوک خودغرض اور موقع پرست نہ بن جائیے کہ اپنے فائدہ کی خاطر ایمان والوں کو نقصان پہنچائیں۔ فائدہ پہنچانا تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ اس کو راضی رکھنے کی کوشش کریں وہی آپ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى
اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ، يُجَاهِدُوْنَ
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ
لَوْمَةَ لَآئِمٍ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ۝٥٤ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ

رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۵۵
وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۵۶

ترجمہ اے ایمان والو، جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ (تمہاری جگہ) ایسے لوگ لے آئے گا جن سے اللہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے ، ایمان والوں پر شفیق ہوں گے اور کافروں پر سخت ، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے ، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے (اپنے) فضل سے نوازتا ہے، اللہ بہت وسعت والا ہے اور بہت جاننے والا ہے ۵۴ (کافروں کو دوست نہ بناؤ) تمہارا دوست تو اللہ، اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے) عاجزی کا اظہار کرتے ہیں ۵۵ اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو (یہی لوگ) اللہ کا لشکر ہیں اور (یہ) اللہ کا لشکر ہی غالب ہوگا ۵۶

معانی ومصادر

(اَذِلَّۃ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ، ذَلَالَۃٌ وذِلَّۃٌ ومَذَلَّۃٌ (ض) آسانی سے قابو میں آنا، ذلیل ہونا، آسان ہونا، نرم ہونا (اَذِلَّۃٌ = ذَلِیلٌ اور ذَلُوْلٌ کی جمع)۔

(اَعِزَّۃٌ) عَزَّ، یَعِزُّ، عِزٌّ وعِزَّۃٌ (ض) قابو میں نہ آنا، باعزت ہونا (اَعِزَّۃٌ = عَزِیْزٌ کی جمع = قوی، مکرم، مشکل)

(حِزْب) حَزَبَ، یَحْزُبُ، حَزْبٌ (ن) پریشانی کا پہنچنا اور سخت ہوجانا (حِزْب = وہ جماعت جس میں سختی پائی جائے، لشکر، فرقہ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ) اے ایمان والو، جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ) تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جس قوم کے افراد سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے (اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ) وہ مؤمنین کے ساتھ بڑے نرم ہونگے اور کافروں پر بڑے سخت ہوں گے۔ یہی وہ صفت ہے جس سے صحابۂ کرام متصف تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(الفتح - ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں (انہی کے ذریعہ دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہمارے مدّنظر ہے) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں (اے رسول) آپ ان کو دیکھیں گے کہ (کبھی) رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے (ہمہ اوقات) متلاشی رہتے ہیں ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان پڑ گئے ہیں، ان کے اوصاف توریت میں بھی (مذکور) ہیں اور انجیل میں بھی (مذکور) ہیں (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کھیتی، جس نے (پہلے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو قوت دی، پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کی خوشی کا باعث بن گئی (اسی طرح اللہ اپنے

رسول کے اصحاب کو رفتہ رفتہ مضبوط کر دیگا) تاکہ (وہ اپنی قوت سے) کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کریں، ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ کا مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

آیت مذکورہ بالا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالے کی محبت میں سرشار ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرماتا ہے۔

آگے فرمایا، ان لوگوں کی یہ بھی صفت ہو گی کہ وہ (یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ) وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ اگر کافروں سے جنگ ہوئی تو بڑی سختی کے ساتھ ان سے جنگ کریں گے اور اگر اسلامی معاشرہ میں کوئی برائی نظر آئے گی تو اس کو مٹانے کے لئے پوری طرح سے جد و جہد کریں گے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

(الحجرٰت ۔ ۱۵)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعوٰی ایمان میں) سچے ہیں۔

صحابۂ کرام کے مجاہدانہ کارناموں کی شہادت قرآن مجید بھی دیتا ہے اور کتب احادیث بھی ان پر شاہد ہیں۔ اللہ تعالے صحابۂ کرام کی تعریف کرتا ہوا فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ○

(الاحزاب ۔ ۲۲ و ۲۳)

اور جب مؤمنین نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں پہلے ہی خبر دے دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا، اس (منظر کو دیکھ کر وہ ڈگمگائے نہیں بلکہ اس) سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور زیادتی ہو گئی۔ مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔ تو ان میں سے بعض (تو ایسے ہیں

جنہوں) نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی نذر پوری کرنے کا) انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنی نیت و ارادہ میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(التوبۃ ۔ ۸۸)

لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے رہے اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کرتے رہے انہی کے لئے (دنیا اور آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(الحدید ۔ ۱۰)

جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (بعد میں خرچ کرنے والوں اور جنگ کرنے والوں کے) برابر نہیں ہو سکتے، یہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور جنگ کی درجہ میں بہت زیادہ ہیں اور (ویسے تو) اللہ نے سب ہی سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے (بخوبی) واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

(التوبۃ ۔ ۴۴)

(اے رسول) جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپ سے اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد نہ کریں ۔ متقی لوگ ایسی اجازت طلب نہیں کرتے) اور اللہ تعالےٰ متقیوں سے خوب واقف ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ) اور ان لوگوں کی یہ صفت بھی ہو گی کہ وہ

کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

حضرت عبادہ بن الصامت فرماتے ہیں:۔

بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَ الطَّاعَۃِ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ وَاَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَیْثُمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس جزء ۹ صـ۹۶ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ۱۳۲ واللفظ للبخاری)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی کہ:۔

(۱) ہم سنیں اور اطاعت کریں خواہ (امیر کے حکم سے) ہم خوش ہوں یا ناخوش۔

(۲) امیر سے امارت کے معاملہ میں نہ جھگڑیں،

(۳) حق بات کہیں خواہ کہیں بھی ہوں اور

(۴) اللہ کے (دین کے) معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

الغرض صحابۂ کرام میں وہ تمام خصائل موجود تھے جو خصائل اللہ تعالےٰ نے اس نئی آنے والی قوم کے بتائے تھے صحابۂ کرام کو لے جا کر کسی اور قوم کو لانے کا ذکر نہ قرآن مجید میں ملتا ہے اور نہ احادیث میں۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ صحابۂ کرام مرتد نہیں ہوئے ورنہ ضرور اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق کوئی نئی قوم آتی اور اسلام قبول کرتی۔ صحابۂ کرام نے اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ نہیں موڑا۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اللہ تعالےٰ اپنا وعدہ پورا کرتا جو مندرجہ ذیل آیت میں اس نے فرمایا تھا:۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (محمد ۔ ۳۸)

اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرو گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

الغرض صحابۂ کرام کی بڑی شان ہے (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے یہ سب کچھ اس کے قانون مشیّت کے مطابق ہوتا رہتا ہے اللہ تعالےٰ کے قانون مشیّت میں کسی کے لئے امتیاز نہیں برتا جاتا، جو شخص بھی اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے قانون کے مطابق اس فضل کا مستحق بنا لیتا ہے اللہ تعالےٰ ضرور اس کو اپنے فضل سے نوازتا ہے (وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ) اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے۔ اس کے ہاں فضل کی کوئی کمی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (الجمعۃ ۔ ۵)

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وہ بڑا علم والا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے فضل عظیم کا مستحق ہے اور کون نہیں، جس کو وہ مستحق سمجھتا ہے اُسی کو اپنا فضل عطاء فرماتا ہے۔

اوپر اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ (آیت ۵۱) اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ) تمہارا دوست تو بس اللہ ہونا چاہیئے، اس کا رسول ہونا چاہیئے اور ایسے ایمان والے ہونے چاہئیں جو عاجزی کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ) اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے تو ایسے لوگ ہی درحقیقت اللہ تعالےٰ کا لشکر ہیں اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہی غالب رہے گا یعنی ایسے مؤمنین ہی غالب رہیں گے جو آپس میں ایک دوسرے کو اپنا دوست بنائیں، کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(المجادلۃ ۔ ۲۲)

(اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کو مدد دی ہے اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

عمل

۱۔ ایمان والو، ایمان و اسلام پر مضبوطی سے جمع رہیئے۔ دین اسلام کی خدمت کرتے رہیئے ورنہ اللہ تعالےٰ یہ خدمت کسی اور سے لے لے گا اور آپ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں گے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کیجئے، اللہ تعالیٰ کے لاستہ میں جان سے، مال سے، زبان وغیرہ سے جہاد کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے دین کو بغیر کسی خوف کے پھیلائیے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنا دوست اللہ تعالیٰ کو بنائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنائیے اور ایسے ایمان والوں کو بنائیے جو نماز اور زکوٰۃ عاجزی کے ساتھ ادا کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کی صفات ہیں اور جو لشکر ان صفات کا حامل ہوگا وہ ضرور غالب رہے گا۔

اے ایمان والو، نماز اور زکوٰۃ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ادا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ

(المؤمنون۔ ۱ تا ۴)

(قیامت کے دن) وہ مؤمنین فلاح پائیں گے۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں، جو بیکار باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ
هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ
الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧ وَاِذَا
نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا
هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨

ترجمہ اے ایمان والو، جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور (دوسرے) کافر (جو ان کے علاوہ ہیں) جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے انہیں دوست نہ بنانا اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہنا ۵۷ (اور دیکھو یہ کافر) جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں، اُسے کھیل بنا رکھا ہے، یہ (سب کام وہ) اس لئے (کر رہے ہیں) کہ ان میں سمجھ نہیں ہے ۵۸

معانی ومصادر (هُزُوًا) هَزَأَ، يَهْزَأُ، هُزْأٌ وهُزُؤٌ (س، ف) مذاق کرنا۔

تفسیر ان آیات کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفار دین اسلام اور اذان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ) اے ایمان والو، جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں جو لوگ تمہارے دین کے ساتھ ہنسی اور دل لگی کرتے ہیں ان کو دوست نہ بناؤ بلکہ تمام کافروں ہی کو دوست نہ بناؤ (وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ) اور اے ایمان والو، اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرو۔ ڈرنا اللہ تعالیٰ ہی سے چاہیئے، وہی نفع ونقصان کا مالک ہے۔ کافروں سے ڈرنا بیکار ہے وہ نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝
(آل عمران - ۲۸)

ایمان والوں کو چاہیئے کہ مؤمنین کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کریگا تو اس کے لئے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو اللہ سے (بچانے کا کوئی عذر) نہ ہو گا سوائے اس صورت کے کہ (اے ایمان والو) تمہیں ان سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور (اگر ایسی صورت نہ ہو تو ان کو دوست بنانا اللہ کے غضب میں گرفتار ہونا ہے) اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے (تاکہ تم اس کے غضب سے بچ جاؤ) اور (یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ) تمہیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے (پھر وہ تمہیں وہاں ان سے دوستی کرنے کی سزا دیگا)۔

آگے فرمایا (وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا) اور اے ایمان والو،

جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو یہ کافر اس کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اور دل لگی کرتے ہیں (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ) یہ سب کچھ وہ اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ عقل و شعور سے کورے ہیں۔ انہیں شعور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کے ساتھ مذاق کرنے کا کیا انجام ہوگا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ اذان ایک اسلامی شعار ہے۔ اس کے ساتھ تمسخر وہی کرتے ہیں جو بے ایمان ہیں۔ کسی مؤمن کو اذان کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے بلکہ اس کا احترام کرنا چاہیئے۔

اذان کا احترام یہ ہے کہ وہی کلمات کہے جو مؤذن کہہ رہا ہو اور وہ دعائیں پڑھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں اور جن کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اب ہم اذان کے بقیہ آداب و مسائل لکھتے ہیں:۔

(۱) ہر نماز کی اذانیں دو ہونی چاہئیں۔ پہلی اذان جو فرض نماز سے کافی پہلے ہوتی ہے اذان ہی کہلاتی ہے۔ دوسری اذان جس کے بعد فرض نماز فوراً شروع ہو جاتی ہے اقامت کہلاتی ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہئے کہ کم از کم دو رکعت نماز پڑھی جا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ابواب الاذان باب بین کل اذانین صلوۃ لمن شاء جزء اول ص۱۶۲ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بین کل اذانین صلاۃ جزء اول ص۳۳۲)

ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے، پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا "جو چاہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے تو اذان اور اقامت کے درمیان کچھ وقفہ ضرور ہونا چاہیئے۔

(۲) اذان کسی بلند مقام پر چڑھ کر دے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَلَمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے: ایک بلال اور دوسرے ابن ام مکتوم جو نابینا تھے (یہ دونوں صبح کے وقت یکے بعد دیگرے اذان دیا کرتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال رات کو اذان دیتے

يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقَى هٰذَا (صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر جزء اول ص۴۴۲ و روی البخاری نحوہ عن عائشۃ الصدیقۃ فی کتاب الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعنکم من سحورکم اذان بلال جزء ۳ ص۳۷)

ہیں (لہذا تم کھانا پینا بند نہ کیا کرو بلکہ) کھاتے پیتے رہا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیں۔ ان دونوں کی اذانوں کے درمیان بس اتنا وقفہ ہوتا تھا کہ بلال اترتے تھے اور ابن ام مکتوم چڑھ جایا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں اذان دینے کے لئے کوئی بلند جگہ مقرر تھی جس پر چڑھ کر مؤذن اذان دیا کرتا تھا۔

(۳) صبح کے وقت دو اذانیں دے: ایک صبح صادق سے کچھ دیر پہلے تاکہ سونے والا جاگ جائے اور تہجد پڑھنے والا نماز فجر کی طرف رجوع کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِّنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يُوْقِظَ نَائِمَكُمْ) (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان قبل الفجر جزء اول ص۱۶۰ و صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر جزء اول ص۴۴۲)

تم میں سے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے، وہ تو رات کو اذان دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے اور سونے والا جاگ جائے۔

(۴) جب مؤذن اذان دے تو اپنی (شہادت کی) انگلیاں کانوں کے اندر کرلے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو منہ داہنی طرف موڑے اور جب حی علی الفلاح کہے تو بائیں جانب منہ موڑے۔

حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں:۔

رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَيُتْبِعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَإِصْبَعَاهُ فِيْ أُذُنَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے بلال کو اذان دیتے ہوئے دیکھا، وہ (اِدھر اُدھر) پھرتے تھے اور منہ کو اِدھر اُدھر کرتے تھے۔ ان کی دونوں انگلیاں کانوں میں

فِی قُبَّةٍ لَّهٗ حَمْرَاءَ (رواہ الترمذی و صححہ فی کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی ادخال الاصبع الاذان عند الاذان جزء اول ص۶۵)

تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرخ خیمے میں تھے۔

حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ حُلَّةٌ حَمْرَاءَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْہِ قَالَ فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاہُ ھٰھُنَا ھٰھُنَا یَقُوْلُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا یَقُوْلُ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی جزء اول ص۲۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اب بھی آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے وضوء کیا اور بلال نے اذان دی، میں بھی اِدھر اُدھر منہ پھیر کر ان کے منہ کی پیروی کرنے لگا، وہ جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے تو دائیں اور بائیں پھر جاتے تھے۔

۵ مؤذن کو چاہیئے کہ اذان دینے کی کوئی اجرت نہ لے اور امام کو چاہیئے کہ ایسا مؤذن نہ رکھے جو اذان دینے کی اجرت لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا یَاْخُذُ عَلٰی اَذَانِہٖ اَجْرًا (نسائی کتاب الصلوۃ باب اتخاذ المؤذن الذی لا یاخذ علی اذانہ اجرًا جزء اول ص۷۸ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جزء ۲ ص۱۰۷)

ایسا مؤذن مقرر کرو جو اپنی اذان کی اجرت نہ لے۔

۶ مؤذن ہی اقامت کہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب الاذان مثنی مثنی جزء اول ص۱۵۷ و صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب بدء الاذان جزء اول ص۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کو دوہرا کہیں اور اقامت کو اکہرا کہیں۔

۷ مؤذن ایسے آدمی کو مقرر کیا جائے جس کی آواز بلند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زیدؓ سے فرمایا:۔

قُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاِنَّهٗ اَنْدٰی وَاَمَدُّ صَوْتًا مِنْكَ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيْلَ لَكَ وَلْيُنَادِ بِذٰلِكَ (رواه الترمذی وصححه فی كتاب الصلوٰة باب ماجاء فی بدأ الاذان جزء اول ص۶۳)

تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند اور دراز آواز والے ہیں اور جو کچھ تم سے کہا گیا ہے وہ انہیں سکھا دو تاکہ وہ ان الفاظ کے ساتھ اذان دیں۔

۸ نماز کے لئے پہاڑوں اور جنگلوں میں بھی اذان دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِيَّةِ الْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَيُصَلِّیْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ يَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ (نسائی کتاب الصلوٰة باب اذان الراعی جزء اول ص۷۷ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰة جزء اول ص۲۱)

تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کے کسی حصہ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے اس بندے کو دیکھو، اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے، مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

۹ سفر میں بھی اذان اور اقامت کہی جائے۔

حضرت مالک بن حویرث کہتے ہیں:۔

اَتٰی رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة جزء اول ص۱۶۲۔ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب الصلوٰة باب من احق بالامامة جزء اول ص۲۷۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے۔ وہ دونوں سفر کا ارادہ رکھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (سفر کے لئے) نکلو تو اذان دو، پھر اقامت کہو، پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

(۱۰) اذان میں آواز کو بلند کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصلوٰۃ بالنداء جزء اول ص۱۵۸)

اذان میں اپنی آواز کو بلند کرو اس لئے کہ مؤذن کی آواز جن انسان یا کوئی اور چیز جو بھی سنے گا تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن شہادت دے گا۔

(۱۱) اگر نماز کا وقت نکل جائے تو جب اس نماز کو ادا کرے اذان بھی دے اور اقامت بھی کہے۔

حضرت ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ اَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا اُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَآءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوةِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذھاب الوقت جزء اول ص۱۵۲)

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عِنْدَ مُسْلِمٍ اَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۴۲)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، کاش کچھ دیر کے لئے آپ ہمارے ساتھ سو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز کے وقت سوتے رہ جاؤ۔ بلال نے کہا: میں آپ سب کو جگا دوں گا۔ الغرض وہ سب لیٹ گئے اور بلال اپنی سواری سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے نیند نے ان کی آنکھوں پر غلبہ کیا اور وہ بھی سو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور سورج کا کنارہ نکل چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے بلال تمہارا کہنا کہاں گیا۔ انہوں نے عرض کیا: مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہاری روحوں کو جب چاہا قبض کر لیا اور جب چاہا واپس کر دیا (اور) اے بلال کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں میں نماز کی اذان دو (صحیح بخاری) آپ نے بلال کو اقامت کہنے کا بھی حکم دیا انہوں نے اقامت کہی (صحیح مسلم)

(۱۲) اذان کھڑے ہو کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا:۔

يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب بدء الاذان جزء اول ص۱۵۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب بدء الاذان جزء اول ص۱۶۲)

اے بلال، کھڑے ہو جاؤ اور اذان دو۔

(۱۳) اقامت ہونے کے بعد اُس فرض نماز کے علاوہ جس کے لئے اقامت کہی گئی ہے کوئی اور نماز نہ پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ بعد شروع المؤذن جزء اول ص۲۸۶)

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوائے اس فرض نماز کے۔

(۱۴) جب دو نمازیں اکٹھی ہو جائیں تو دونوں کی ادائیگی سے پہلے ایک مرتبہ اذان دی جائے اور اقامت ہر نماز کے لئے کہی جائے۔

حضرت جابر کہتے ہیں:۔

ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۴۱۵)

پھر (مؤذن نے) اذان دی پھر اقامت کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی پھر (مؤذن نے) اقامت کہی تو آپ نے نماز عصر پڑھی۔

اذان کے کلمات

اذان دو قسم کی ہے:۔

(۱) اذان بلا ترجیع

(۲) اذان مع ترجیع

جس اذان میں کلمہ شہادت کے اجزاء کو لوٹایا جاتا ہے اُسے ترجیع والی اذان کہتے ہیں اور جس اذان میں کلمہ شہادت کے اجزاء کو لوٹایا نہیں جاتا اُسے اذان بلا ترجیع کہتے ہیں۔

اذان بلاترجیع

(۱۵) اذان بلاترجیع میں ۱۵ کلمات ہیں۔ اس اذان کے ساتھ اقامت کے ۱۱ کلمات ہیں = اذان کے ہر کلمہ کو دو دو مرتبہ کہا جائے اور اقامت کے ہر کلمہ کو ایک ایک بار کہا جائے سوائے قدقامت الصلوٰۃ کے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَشْفَعَ الْاَذَانَ وَ اَنْ یُوْتِرَ الْاِقَامَۃَ اِلَّا الْاِقَامَۃَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان مثنٰی مثنٰی جزء اول ص۱۵۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بدء الاذان جزء ۱ ص۱۶۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جائیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جائیں سوائے قدقامت الصلوٰۃ کے۔

حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں:۔

لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ یُعْمَلُ لِیُضْرَبَ بِہٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوۃِ طَافَ بِیْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ یَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِیْ یَدِہٖ فَقُلْتُ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَتَبِیْعُ النَّاقُوْسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِہٖ فَقُلْتُ نَدْعُوْا بِہٖ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ مِنْ ذٰلِکَ فَقُلْتُ لَہٗ بَلٰی فَقَالَ تَقُوْلُ:۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک ناقوس کو اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے کیا تم اس ناقوس کو بیچو گے۔ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا: کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (بتاؤ) اس نے کہا تم اس طرح کہا کرو:۔

اذان کے کلمات ص۱۰۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۲	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۳	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۴	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۵	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اشہدان لاالٰہ الااللہ
۶	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اشہدان لاالٰہ الااللہ
۷	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	اشہدان محمدارسول اللہ
۸	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	اشہدان محمدارسول اللہ
۹	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۰	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۱	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	حی علی الفلاح
۱۲	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	حی علی الفلاح
۱۳	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۱۴	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۱۵	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	لاالٰہ الااللہ
قَالَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ عَنِّیْ غَیْرَ بَعِیْدٍ		پھر وہ مجھ سے کچھ دور ہٹ گیا پھر اس نے
ثُمَّ قَالَ ثُمَّ تَقُوْلُ اِذَا اَقَمْتَ الصَّلٰوۃَ:۔		کہا پھر جب تم نماز قائم کرو تو اس طرح کہا کرو:۔
۱	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۲	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۳	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اشہدان لاالٰہ الااللہ
۴	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	اشہدان محمدارسول اللہ
۵	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۶	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	حی علی الفلاح
۷	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ	قدقامت الصلوٰۃ
۸	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ	قدقامت الصلوٰۃ
۹	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۱۰	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر

۱۱ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

لا الہ الا اللہ۔

فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْشَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآئَهٗ وَيَقُوْلُ الَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ مَا اُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان جزء اول ص۷۸ و ص۷۹ وسندہٗ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۳۱)

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے جو کچھ دیکھا اسکی آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: یہ خواب انشاء اللہ حق ہے تو تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے ان کو سکھا دو اور وہ اس کے ساتھ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور وہ اس کے ساتھ اذان دیتے رہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت اپنے گھر میں تھے یہ اذان سنی تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے گھر سے نکلے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا: اے اللہ کے رسول جو کچھ ان کو دکھایا گیا اسی کے مثل میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ تو سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

اذان مع ترجیع

۱۶ اس اذان میں اذان کے ۱۹ کلمات ہیں اور اقامت کے ۱۷ کلمے ہیں۔

حضرت ابو محذورہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً اَلْاَذَانُ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کے ۱۹ کلمے اور اقامت کے ۱۷ کلمے سکھائے اذان کے کلمات یہ ہیں۔

۱ اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ اکبر
۲ اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ اکبر
۳ اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ اکبر
۴ اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ اکبر

۵	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالٰہ الا اللہ
۶	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالٰہ الا اللہ
۷	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۸	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۹	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالہ الا اللہ
۱۰	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالہ الا اللہ
۱۱	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۱۲	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۱۳	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۴	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۵	حَیَّ عَلَی الْفَلَاح	حی علی الفلاح
۱۶	حَیَّ عَلَی الْفَلَاح	حی علی الفلاح
۱۷	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۱۸	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۱۹	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	لاالہ الا اللہ
	وَالْاِقَامَةُ:-	اقامت کے کلمات یہ ہیں
۱	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۲	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۳	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۴	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ اکبر
۵	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالہ الا اللہ
۶	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اشہدان لاالٰہ الا اللہ
۷	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۸	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اشہدان محمدا رسول اللہ
۹	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۰	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حی علی الصلوٰۃ
۱۱	حَیَّ عَلَی الْفَلَاح	حی علی الفلاح
۱۲	حَیَّ عَلَی الْفَلَاح	حی علی الفلاح

۱۳	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ	قد قامت الصلوٰۃ
۱۴	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ	قد قامت الصلوٰۃ
۱۵	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۱۶	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ اکبر
۱۷	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	لا الٰہ الا اللہ

(رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان جزء اول ص۸ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۳۲ وصححہ الترمذی ھٰذا السند فی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الترجیع جزء اول ص۶۴)

۱۷ ترجیع کی اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (دوبار) اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (دوبار) پہلی مرتبہ آہستہ آواز سے کہے اور پھر دوسری مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (دوبار) اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (دوبار) بلند آواز سے کہے۔

حضرت ابو محذورہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْعَدَہٗ فَاَلْقٰی عَلَیْہِ الْاَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا ..... فَقَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَرَّتَیْنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ قَالَ بِصَوْتٍ ذٰلِكَ الصَّوْتِ یَسْمَعُ مَنْ حَوْلَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَرَّتَیْنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّتَیْنِ (رواہ ابن خزیمۃ فی ابواب الاذان باب الترجیع وصححہ، جزء ۱ ص۱۹۵، ۱۹۶)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بٹھایا اور اذان کا ایک ایک کلمہ انہیں سکھایا ..... انہوں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دوبار پھر اشہد ان محمدا رسول اللہ دوبار کہا اور ان دونوں کو ایسی آواز سے کہا کہ آس پاس کے لوگ سن لیں پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ دوبار اور اشہد ان محمدا رسول اللہ دوبار۔

۱۸ صبح کی اذان میں "حی علی الفلاح کے بعد" اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہے۔

حضرت ابو محذورہ فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْہِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فِی الْاُوْلٰی مِنَ الصُّبْحِ (وفی	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اذان مجھے سکھائی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

رِوَايَةِ ابْنِ خُزَيْمَةَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان جزء اول ص۷۹ وصحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب الاذان والاقامۃ باب التثویب فی اذان الصبح جزء ۱ ص۲۰۱ وسندہ صحیح نیل الاوطار جزء ۲ ص۳۲)

کہا جائے (ابوداؤد) یعنی حی علی الفلاح کے حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جائے۔ (ابن خزیمہ)

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

مِنَ السُّنَّةِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (صحیح ابن خزیمۃ ابواب الاذان والاقامۃ باب التثویب فی اذان الصبح جزء ۱ ص۲۰۲ وسندہ صحیح نیل الاوطار جزء ۲ ص۳۲)

یہ سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کہے تو الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔

۱۹ اگر سخت سردی ہو تو صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے بعد یہ کہے:۔ مَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ (جو گھر میں بیٹھا رہے تو کوئی حرج نہیں)

حضرت نعیم بن النحام فرماتے ہیں:۔

اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَفِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ لِلصُّبْحِ) فِيْ لَيْلَةٍ فِيْهَا بَرْدٌ وَاَنَا تَحْتَ لِحَافِيْ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ يُّلْقِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ وَلَا حَرَجٌ (وَفِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ فَلَمَّا قَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) قَالَ وَلَا حَرَجَ (وَفِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ قَالَهَا) (مصنف عبد الرزاق جزء اول ص۵۰۲ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۲ ص۲۳۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ایک سرد رات میں صبح کی اذان دی، میں اس وقت لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے تمنا کی کہ اللہ اس کی زبان پر یہ الفاظ القاء کر دے کہ "جو شخص نہ آئے تو کوئی حرج نہیں" پھر جب اس نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم تو اس نے یہ الفاظ کہے۔

۲۰ اگر تیز بارش ہو تو حی علی الصلوٰۃ نہ کہے بلکہ اس کے بجائے یہ کہے:۔ صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔)

محمد بن سیرین کہتے ہیں:۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهٖ فِیْ یَوْمٍ مَطِیْرٍ اِذَا قُلْتَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِكُمْ فَكَاَنَّ النَّاسَ اِسْتَنْكَرُوْا قَالَ فَعَلَهٗ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) (صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الرخصة ان لم یحضر الجمعة فی المطر جزء ۲ ص۶ و کتاب الصلوٰة ابواب الجماعة باب هل یصلی الامام بمن حضر جزء اول ص۱۷۰ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة فی الرحال جزء ۱ ص۲۸۱ واللفظ للبخاری)

ابن عباسؓ نے بارش کے دن اپنے مؤذن سے کہا جب تم اشہدان محمدا رسول اللہ کہہ چکو تو حی علی الصلوۃ نہ کہنا بلکہ (اس کی جگہ) یہ کہنا "صلوا فی بیوتکم" (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) لوگوں نے اس بات کو بُرا سمجھا تو ابن عباسؓ نے کہا یہ کام انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(۲۱) سفر میں اگر سخت سردی ہو یا بارش ہو رہی ہو تو رات کے وقت اذان کے بعد یہ الفاظ کہے "اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ" (خبردار نماز اپنے خیموں میں پڑھ لو)۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَاْمُرُ مُؤَذِّنًا یُّؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَلٰی اِثْرِهٖ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِیْرَةِ فِی السَّفَرِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰة ابواب الاذان باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة جزء اول ص۱۶۳ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة فی الرحال فی المطر جزء اول ص۲۸۱ واللفظ للبخاری)

بحالت سفر اگر رات کو سخت سردی ہوتی یا بارش ہو رہی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے کہ اذان دے اور اذان کے آخر میں یہ کہے الا صلوا فی الرحال (اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو)۔

(۲۲) مؤذن کو چاہئے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اکٹھا کہے یعنی دو مرتبہ اللہ اکبر ساتھ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ .... دَخَلَ الْجَنَّةَ

جب مؤذن اذان میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے جو شخص اللہ اکبر اللہ اکبر کہے ... جنت

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۴)

میں داخل ہو جائیگا۔

۲۳ جب مؤذن کی آواز سنے تو نورًا یہ کلمات پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور (میں گواہی دیتا ہوں) کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۴)

جو شخص مؤذن کی آواز سن کر یہ کلمات پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

۲۴ جب مؤذن اذان دے تو سننے والے کو چاہیئے کہ وہی الفاظ دہرائے جو مؤذن کہہ رہا ہے۔

جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة یا حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے تو سننے والے کو چاہیئے کہ یہ پڑھے:۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ:۔ نہ نیکی کرنے کی قوت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایقول اذا سمع المنادی جزء ا ص۱۵۹ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۳)

جب تم اذان سنو تو جو مؤذن کہے اسی کے مثل تم بھی کہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ

جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں جو شخص کہے اللہ اکبر اللہ اکبر (جب) وہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۴)

اشہدان لاالٰہ الااللہ کہے تو شہدان لاالٰہ الااللہ کہے (جب) وہ اشہدان محمدا رسول اللہ کہے تو اشہدان محمدا رسول اللہ کہے (جب) وہ حی علی الصلوٰۃ کہے تو کہے لاحول ولاقوۃ الاباللہ (جب وہ حی علی الفلاح کہے تو کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ (جب) وہ کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو کہے اللہ اکبر اللہ اکبر اور (جب) وہ کہے لاالٰہ الا اللہ تو دل سے لاالہ الااللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۲۵ جب اذان ختم ہوجائے تو درود شریف پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ کی دعاء کرے یعنی یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ ۞

ترجمہ:۔ اے اللہ، اے اذان کامل اور صلوٰۃ قائمہ کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے مبعوث فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو وہی کہو جو وہ کہہ رہا ہو، پھر میرے اوپر درود بھیجو اس لئے کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء ۱ ص۱۶۳)

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو کسی کے لئے سزاوار نہیں سوائے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کیلئے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں، تو جس شخص نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء عند النداء جزء اول ص۱۵۹)

جو شخص اذان سن کر یہ دعاء پڑھے: اللھم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدا ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا نِ الذی وعدتہ تو اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

(۲۶) اقامت ہو جانے کے بعد مقتدی کھڑے نہ ہوں بلکہ جب امام کو مصلے پر آتا ہوا دیکھیں تو کھڑے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب لا یسعی الی الصلوٰۃ مستعجلا جزء ۱ ص۱۶۲)

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نہ کھڑے ہو جب تک مجھے (آتا ہوا) نہ دیکھو۔

اذان کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاستہام فی الاذان جزء اول ص۱۵۹)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان (دینے) میں اور پہلی صف میں (کھڑے ہونے میں) کتنا (ثواب) ہے تو اگر یہ چیزیں بغیر قرعہ اندازی کے نہ مل سکیں تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل الاذان جزء اول ص۱۶۴)

اذان دینے والے قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ بلند گردن والے ہوں گے۔

نوٹ:۔ اذان کی فضیلت میں ایک حدیث نسائی کے حوالہ سے ص۴۰ پر اور ایک حدیث صحیح بخاری کے حوالے سے ص۵۰ پر گذر چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَالْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰى صَوْتِهٖ وَيُصَدِّقُ لَهٗ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْ رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ وَلَهٗ اَجْرُ مَنْ صَلّٰى مَعَهٗ (مسند احمد عن البراء کتاب الصلوٰۃ ابواب الاذان بلوغ جزء۳ ص۹ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ا ص۲۱۱)

اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور مؤذن کے لئے اس کی آواز کی حد تک بخشش کی جاتی ہے۔ جو چیز بھی خواہ وہ تر ہو یا خشک اس کی آواز کو سنتی ہے وہ اس کی تصدیق کرے گی اور جو شخص اس کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس کے اجر کے برابر مؤذن کو بھی ثواب ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ (مسند امام احمد عن ابی ہریرۃ۔ بلوغ الامانی جزء۳ ص۸ وسندہ صحیح۔ التعلیقات جزء ا ص۳۱۰)

امام ضامن ہے، مؤذن امانتدار ہے۔ اے اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔

عمل

اے ایمان والو، کفار کو خصوصاً ان اہل کتاب کو جو آپ کے دین کا مذاق اڑائیں اپنا دوست نہ بنائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اذان کا مذاق نہ اڑائیے۔ یہ تو بے عقل لوگوں کا کام ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ
مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۵۹
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ
ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ
لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ
جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ
وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾

ترجمہ (اے رسول آپ ان سے) پوچھیئے کہ اے اہل کتاب کیا تم ہم سے اس بات کے علاوہ کسی اور بات کا انتقام لے رہے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل ہوئی اور ان کتابوں پر ایمان لائے جو پہلے نازل ہوئی تھیں (یہ انتقام تمہارے فسق کی علامت ہے) اور تم میں سے اکثر فاسق ہی ہیں ﴿٥٩﴾ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کہ کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو بدلہ پانے کے لحاظ سے اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر (مقام پر) ہیں (جو مقام کہ تم نے اپنے زعم باطل میں ہمارے لئے تجویز کیا ہے) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اللہ کا غضب ہے اور جن میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے بندر اور سؤر بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی پرستش کی یہ لوگ مقام کے لحاظ سے (بہت) برے ہیں اور (یہ اس وجہ سے کہ) سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں ﴿٦٠﴾

معانی ومصادر (تَنْقِمُوْنَ) نَقَمَ، يَنْقِمُ، نَقَمٌ (ض س) برا سمجھنا، طعنہ دینا، بدلہ لینا۔
(مَثُوْبَةً) ثَابَ، يَثُوْبُ، ثَوْبٌ و ثُؤُوْبٌ (ن) لوٹنا۔ جمع ہونا (مَثُوْبَةٌ = ثواب، جزاء)

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ اہل کتاب اسلام اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قبیح حرکت کا ذکر کرکے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ) ان کا یہ تمسخر محض اس وجہ سے ہے کہ ان میں عقل نہیں، وہ سمجھ بوجھ سے عاری ہیں، پھر فرمایا (قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ) اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ہم سے آخر تم کس بات کا بدلہ لے رہے ہو سوائے اس بات کے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں، اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے ہیں جو اس سے پہلے نازل کی گئی تھی کیا یہ بھی کوئی جرم ہے کہ جس کا تم ہم سے بدلہ لینا چاہتے ہو (وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ) حقیقت یہ ہے کہ مجرم ہم نہیں ہیں بلکہ مجرم تو تم ہی میں سے اکثر لوگ ہیں

جو جان بوجھ کر حق کا انکار کر رہے ہیں (قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ) اے رسول، آپ ان سے کہئے کہ اے اہل کتاب، تم ہم سے بدلہ لے کر جس برے مقام پر ہمیں پہنچانے کے خواہشمند ہو کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے ہاں بدکرداری کی سزا میں اس سے کہیں زیادہ بُرے مقام میں جانے والے کون ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی، جن پر اللہ تعالےٰ کا غضب ہوا اور جن میں سے بعض کو اللہ تعالےٰ نے ان کے جرم کی سزا میں دنیا ہی میں بندر اور سُور بنا دیا اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شیطان کی پرستش کی (اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ) یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ آخرت میں بہت بُرا ہے اور جو دنیا میں راہ حق سے بھٹک کر بہت دُور نکل گئے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مجرم قوم کی چند خصوصیات کا ذکر کیا ہے وہ خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالےٰ کی لعنت میں گرفتار ہونا۔

(۲) اللہ تعالےٰ کے غضب میں گرفتار ہونا۔

(۳) بندر اور سور بنایا جانا، اور

(۴) شیطان کی عبادت کرنا۔

یہ خصوصیات خاص طور پر یہودیوں میں پائی جاتی ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا

(المائدۃ ۔ ۶۴)

یہودی کہتے ہیں کہ (اللہ فیاض نہیں ہے اس) کا ہاتھ طوق گردن سے بندھا ہوا ہے (یہ کتنی بڑی گستاخی ہے جو یہ کر رہے ہیں) ہاتھ تو انہی کا طوق گردن سے بندھا ہوا ہے اور جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے ان پر لعنت ڈال دی گئی ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا

(النساء ۔ ۴۷)

اے اہل کتاب، اس کتاب پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کی ہے اور جو تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ کر (ان کی) پیٹھوں کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی لعنت کریں جیسی لعنت کہ ہم نے ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ کا کام تو ہو کر رہتا ہے (اُسے

کوئی روکنے والا نہیں)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

(النسآء۔ ۵۱ و ۵۲)

اور (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی سے بہرہ مند کیا تھا، وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ (اللہ پر) ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کر دے تو پھر (اے رسول) آپ اس کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

اس آیت میں لعنت کا بھی ذکر ہے اور شیطان پر ایمان لانے کا بھی ذکر ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

(المآئدۃ۔ ۱۳)

تو ان کے عہد و پیمان کے توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

(البقرۃ۔ ۸۸ و ۸۹)

اہل کتاب (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں (محفوظ) ہیں (ان پر تمہارا رنگ نہیں چڑھ سکتا، نہیں، بات یہ نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں) بلکہ ان کی (ہٹ دھرمی اور) حق پوشی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے (یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے ہیں) یہی وجہ ہے کہ یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آ گئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور (جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے تو انہوں نے اس کے آنے اور اس کو پہچان لینے کے بعد اس کا انکار

کر دیا، ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۱۲)

ان پر ذلّت ڈال دی گئی ہے یہ جہاں کہیں پائے جائیں گے (اسی ذلت میں گرفتار نظر آئیں گے) سوائے اس صورت کے کہ انہیں اللہ کی پناہ مل جائے یا لوگوں کی پناہ مل جائے یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں، مزید برآں ان پر کمزوری ڈال دی گئی ہے یہ (اس بدبختی میں) اس لئے (مبتلاء ہیں) کہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے (اللہ اور انبیاء کی) نافرمانی کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔

یہودیوں کے بندر بنائے جانے کا ذکر ایک اور جگہ بھی ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۶۵)

اور (اے بنی اسرائیل) تم میں سے جن لوگوں نے ہفتہ کے دن (حدود شرعیہ) سے تجاوز کیا تھا انہیں تم اچھی طرح جانتے ہو، ہم نے ان سے کہا تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ (وہ بندر بن گئے)۔

الغرض وہ چاروں خصوصیات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یہودیوں میں پائی جاتی تھیں۔ ان خصوصیات کا ذکر کر کے یہودیوں کو ان کی حرکات کی طرف توجہ دلائی گئی تاکہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ وہ کیا کیا کرتے رہے ہیں اور پھر سوچیں کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے جو مصیبت وہ مسلمین پر ڈالنا چاہتے ہیں اس سے بڑی مصیبت تو ان کو پہنچنے والی ہے لیکن وہ اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔ انہیں اب بھی ہوش میں آجانا چاہئے ورنہ آخرت میں ان کا ٹھکانہ بہت بُرا ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ پر، قرآن مجید پر اور اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر

جو قرآن مجید سے پہلے نازل ہو چکی ہیں مضبوطی کے ساتھ ایمان لائیے۔ اللہ کی نافرمانی سے بچئے۔

اے ایمان والو، ایسے کام نہ کیجئے جس سے آپ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب میں گرفتار ہو جائیں۔

اے ایمان والو، شیطان کی عبادت نہ کیجئے، شیطان کی اطاعت نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی عبادت واطاعت کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

(یٰسٓ - ۶۰و۶۱)

اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَ
قَد دَّخَلُوا۟ بِٱلْكُفْرِ وَهُمْ
قَدْ خَرَجُوا۟ بِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ
بِمَا كَانُوا۟ يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ
كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَـٰرِعُونَ فِى
ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَأَكْلِهِمُ
ٱلسُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟
يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهَىٰهُمُ
ٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ عَن

قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ، لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) جب یہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کی حالت ہی میں داخل ہوئے تھے اور کفر کی حالت ہی میں باہر نکل کر چلے گئے (ان کا ایمان صرف زبان پر تھا دل میں کفر چھپائے ہوئے تھے) اور اللہ کو تو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ چھپا رہے ہیں ﴿٦١﴾ اور (اے رسول) ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ گناہ، ظلم و زیادتی اور حرام کھانے میں ایک دوسرے کے مقابلے میں جلدی کرتے ہیں (اور اے رسول) جو کام یہ کر رہے ہیں وہ یقیناً بہت برے ہیں ﴿٦٢﴾ (آخر ان کے) مشائخ اور علماء ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے (خبردار ہو جاؤ) جو کچھ یہ مشائخ اور علماء کر رہے ہیں بے شک وہ بہت برا ہے ﴿٦٣﴾

معانی و مصادر (سُحْت) سَحَتَ، يَسْحَتُ، سَحْتٌ (ف) حرام کھانا۔
(سُحْت = حرام)

تفسیر یہودیوں میں سے بھی بعض لوگ منافقانہ طور پر ایمان کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٦﴾

(البقرۃ - ٧٦)

اور یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، (دوران ملاقات توریت میں بیان کردہ چند حقائق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بھی مؤمنین سے بیان کر دیتے ہیں) پھر جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم ان کو ایسی باتیں بھی بتا دیتے ہو جو اللہ نے تم پر ظاہر کی ہیں تاکہ وہ ان کو تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلے میں بطور حجت پیش کریں، ایسا

نہ کیا کرو)، کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

آیت زیر تفسیر میں انہی منافقین کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا) اور اے ایمان والو، جب یہ یہودی تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے (وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ) حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے بلکہ جب تمہارے پاس آئے تھے تب بھی کفر ہی کے ساتھ آئے تھے اور جب تمہارے پاس سے نکل کر گئے تو اسی کفر کے ساتھ واپس لوٹے۔ ان کے ایمان کا اظہار محض دھوکا اور فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۸ و ۹)

اور (اے رسول) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لائے لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) وہ (دل سے) مؤمن نہیں ہیں۔ یہ لوگ زبان سے اسلام کا دعویٰ کر کے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ (درحقیقت) وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہے بلکہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں (اس بات کا) شعور نہیں (کہ یہ دھوکا دہی دنیا اور آخرت دونوں جگہ خود انکے لئے مضر ہے)۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ) اور اے رسول، اللہ تعالیٰ تو ان کے دل کی بات بھی جانتا ہے۔ جو نفاق یہ دل میں چھپائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگرچہ دل کا حال آپ کو معلوم نہیں لیکن ان کے اعمال تو آپ کے سامنے ہیں (وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ) آپ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک بڑی جماعت گناہ، ظلم و زیادتی اور حرام کھانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی جلدی کرتی رہتی ہے (لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) یقیناً جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ

(اے رسول) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (المنٰفقون۔ ۱و۲)

سے گواہی نہیں دیتے)۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے رہتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بے شک بہت برا ہے۔

(لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ) ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے (لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ) جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بھی یقیناً برا ہے۔ جس طرح گناہ کرنا جرم ہے اسی طرح گناہ سے نہ روکنا بھی جرم ہے۔ عوام گناہ کرتے تھے اور علماء اور مشائخ انہیں منع نہیں کرتے تھے غرض یہ کہ عوام اور علماء و مشائخ سب ہی گناہ میں شریک تھے بلکہ علماء اور مشائخ میں سے بہت سے حرام کھانے میں بھی شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (التوبۃ۔ ۳۴)

اے ایمان والو (خبردار ہو جاؤ) بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔

حرام کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب جزء اول ص۳۲۶)

اے لوگو، اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال قبول فرماتا ہے، اللہ نے مؤمنین کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس چیز کا حکم رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے رسولو، پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس سے واقف ہوں اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو، جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ طویل سفر کر رہا ہے بال بکھرے ہوئے ہیں (جسم و لباس پر) غبار پڑا ہوا ہے۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور کہتا ہے، اے میرے رب، اے میرے رب۔ اس کا کھانا حرام ہے، اس

کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام سے اس کی پرورش ہو رہی ہے تو ایسی حالت میں اس کی دعاء کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ علماء کو چاہئے کہ عوام کو برائی سے روکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول ص۳۹)

جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر اتنی قدرت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو برائی سے روکنا چاہئے اور جب ہر شخص کو برائی سے روکنا چاہئے تو علماء پر یہ ذمہ داری اور بھی زیادہ عائد ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰی حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْہَا کَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَہَمُوْا عَلٰی سَفِیْنَۃٍ فَاَصَابَ بَعْضُہُمْ اَعْلَاہَا وَبَعْضُہُمْ اَسْفَلَہَا فَکَانَ الَّذِیْنَ فِیْ اَسْفَلِہَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَہُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ یَتْرُکُوْہُمْ وَمَا اَرَادُوْا ہَلَکُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْہِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِیْعًا (صحیح بخاری کتاب المظالم ابواب الشرکۃ باب ہل یقرع فی القسمۃ والاستہام فیہ جزء ۳ ص۱۸۲)

اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدوں پہ قائم ہے اور اس شخص کی مثال جو ان حدوں کے اندر جا پڑا ہے ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں نے کشتی میں بیٹھنے کیلئے قرعہ اندازی کی۔ بعض کے حصہ میں اس کی اوپر کی منزل آئی اور بعض کے حصہ میں نیچے کی منزل تو جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے وہ جب پانی لینے جاتے تو اوپر والوں کے پاس سے گذرتے لہذا ان لوگوں نے آپس میں کہا ہم اپنی ہی منزل میں کیوں نہ سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو اگر اوپر والے انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور جو ارادہ انہوں نے کیا ہے اسے پورا کرنے دیتے ہیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو وہ خود بھی نجات پائیں گے اور وہ سب

بھی نجات پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُ الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب الامر والنہی جزء ۲ صـ۲۴۸ وسندہ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ صـ۱۴۲۲)

لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں (کہ ظلم یا گناہ کر رہا ہے) اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ عذاب میں ان سب کو شریک کرلیگا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالٰے سے ڈریئے وہ آپ کے تمام خفیہ اعمال سے واقف ہے بلکہ آپ کے دلوں کے خیالات سے بھی واقف ہے لہذا نفاق اور خیالات فاسدہ کو دل سے نکال کر پھینک دیجئے۔

اے لوگو، گناہ سے، ظلم وزیادتی سے اور حرام کھانے سے بچئے۔ یہ بہت برے کام ہیں۔

اے ایمان والو، اے اللہ والو، اے عالمو، گناہ سے اور حرام کھانے سے لوگوں کو روکیئے آپ کا نہ روکنا گناہ اور عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے اور جب عذاب آئے گا تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ
غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا
قَالُوا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوطَتٰنِ
يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ وَلَيَزِيدَنَّ
كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا
وَكُفْرًا وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوا

نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ
وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا،
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾
وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ
مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۚ
مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۚ وَكَثِيْرٌ
مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾

ترجمہ یہودی کہتے ہیں کہ اللہ (فیاض نہیں ہے اس) کا ہاتھ طوق گردن سے بندھا ہوا ہے (یہ کتنی بڑی گستاخی ہے جو یہ کر رہے ہیں) ہاتھ تو انہی کے طوق گردن سے بندھے ہوئے ہیں جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے ان پر لعنت ڈال دی گئی ہے، (اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں ہے) بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور (اے رسول) جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی ہے اس سے ان میں سے بہت لوگوں کی سرکشی اور کفر میں اور اضافہ ہوگا، ہم نے (سزا کے طور پر) ان لوگوں کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے، یہ لوگ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور (یہ لوگ صرف لڑائی کرانے کی ہی کوششیں نہیں کرتے بلکہ) ملک میں بدامنی پھیلانے کی کوششیں بھی کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ بدامنی پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿٦٤﴾ اور اگر اہل کتاب (اب بھی) ایمان لے آئیں اور پرہیزگاری اختیار کریں تو ہم ان کے گناہوں کو مٹا دیں گے اور ان کو نعمتوں کے باغات میں داخل کریں گے ﴿٦٥﴾ اور اگر وہ توریت اور انجیل اور اس کتاب (کی تعلیمات) پر جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کی گئی ہے قائم ہو جاتے تو ان کو ان کے اوپر سے رزق ملتا اور ان کے پیروں کے نیچے سے بھی رزق ملتا۔ ان میں سے کچھ لوگ تو اعتدال پر قائم ہیں (جو ایمان لا چکے ہیں) لیکن بہت لوگ ایسے ہیں جو بداعمالیاں کر رہے ہیں ﴿٦٦﴾

معانی ومصادر

(مَغْلُوْلَةٌ) (غُلَّتْ)
غَلَّ، يَغُلُّ، غَلٌّ (ن) داخل کرنا، ہاتھوں کو ہتھکڑی میں داخل کرنا۔
(اَوْقَدُوْا) اَوْقَدَ، يُوْقِدُ، اِيْقَادٌ (باب افعال) جلانا۔
(بَغْضَآءَ) بَغَضَ، يَبْغَضُ، بَغَاضَةٌ (ن،ک،س) بغض رکھنا۔ (بَغْضَآءُ = شدید بغض)

(اَطْفَأَ، اَطْفَاً، يُطْفِئُ، اِطْفَاءٌ (باب افعال) بجھانا۔
(مُقْتَصِدَةٌ) اِقْتَصَدَ، يَقْتَصِدُ، اِقْتِصَادٌ (باب افتعال) اوسط روی اختیار کرنا۔

تفسیر آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے اس قول کہ "اللہ تعالیٰ بخیل ہے، اس کا ہاتھ بندھا ہوا ہے"۔ کے سلسلہ میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ) اور اے رسول، یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ یہ ان کی بہت بڑی گستاخی ہے اس گستاخی کی سزا میں (غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ) ان کے ہاتھ باندھے جائیں گے اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کی وجہ سے ان پر لعنت ہوگی، وہ رحمت سے دور کر دئے جائیں گے۔

ہاتھوں کے باندھے جانے سے مراد بخل ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○
(بنی اسرآئیل۔ ۲۹)

اور (اے رسول) نہ تو ہاتھ کو بالکل گردن ہی سے باندھ لیجئے (کہ کسی کو کچھ نہ دیں) اور نہ بالکل کھول ہی دیجئے (کہ سب کچھ دے ڈالیں، اگر آپ ایسا کریں گے) تو پھر ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھے رہ جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ ذوالجلال والاکرام کے ساتھ گستاخی کرنے والے کافر ہیں اور کافروں کے لئے جو عذاب مقرر ہے اس میں طوق اور ہتھکڑی پہنانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ○
(ھل اتی علی الانسان۔ ۴)

ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ○
(الحاقۃ۔ ۲۵ تا ۳۱)

اور جس شخص کو اس کا (اعمال) نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہے گا کاش میرا (اعمال) نامہ مجھے نہ دیا جاتا اور نہ میں یہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش (مجھے) موت آگئی ہوتی۔ آج میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری قوت جاتی رہی (اللہ حکم دیگا) اسے پکڑ لو اور (گلے میں) طوق پہنا دو۔ پھر اس کو دوزخ

میں داخل کر دو۔

یہودیوں پر لعنت ہونے کا ذکر اوپر آیت ۶۰ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔ الغرض یہودیوں کو اس گستاخی کی سزا میں ہتھکڑی بھی پہنائی جائے گی اور وہ رحمت سے دور کر دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نہایت سخی ہے، اس کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں ہے (بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اس کے خزانے میں کمی نہیں آتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَدُ اللّٰهِ مَلْأٰى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ما یذکر فی الذات والنعوت واسامی اللہ جزء ۹ ص۱۵)

اللہ کا ہاتھ بھرپور ہے، رات اور دن کا خرچ کرنا اسے کم نہیں کرتا۔ کیا تم نے دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے (اب تک) وہ کتنا خرچ کر چکا ہے لیکن اس خرچ نے اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اُسے کم نہیں کیا۔

آگے فرمایا (وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا) اور اے رسول یہ کتاب جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی ہے ان کے امراض کو اور زیادہ ہی کرتی رہے گی۔ ان کی سرکشی بھی بڑھے گی اور کفر بھی۔ جو نعمت عظمیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے اس سے یہ جل بھن رہے ہیں اور اس پیچ و تاب اور غیظ و غضب میں اپنے آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ آپ کی ضد میں وہ اتنے بدحواس ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی پر اتر آتے ہیں اور ابھی کیا ہوا ہے جیسے جیسے اسلام ترقی کریگا، دین کی تکمیل ہو گی اور حکومت الٰہیہ مستحکم ہو گی ان کا حسد اور بغض بڑھتا چلا جائیگا اور حسد اور بغض کی وجہ سے ان کی سرکشی اور کفر میں بھی اضافہ ہو گا۔ آیت زیر تفسیر میں "کفر" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی یہ گستاخی کفر تھی۔

آگے فرمایا (وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ) اور اے رسول، ہم نے ان (کے دلوں) میں روز قیامت تک کے لئے مؤمنین کے لئے عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ یہ اسی عداوت اور بغض کا تقاضا ہے کہ یہ بار بار مؤمنین کو لڑائی میں الجھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں (كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ) لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان سے غافل نہیں ہے۔ وہ ان کی تمام تدبیروں کو دیکھ رہا ہے۔ جب کبھی یہ لڑائی کی آگ سلگاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے جنگ بنو نضیر ان لڑائیوں میں سے ایک ہے جس میں یہودیوں نے ابتداء کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جزء ۵ صـ۱۱۲)

بنو نضیر اور بنو قریظہ نے جنگ کی ابتداء کی۔

اللہ تعالےٰ نے لڑائی کی آگ کو بجھا دیا یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ لڑ نہ سکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ○ (الحشر - ۲)

وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، تم کو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے لیکن اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے (آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا اللہ نے ان کے دلوں میں کیسا رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے، تو اے آنکھوں والو، (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو۔

الغرض مؤمنین کو بغیر جنگ کے فتح ہوئی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (الحشر - ۶)

تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، ہاں اللہ جن لوگوں پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو (بغیر لڑائی کے) تسلط دے دیا کرتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

فَاَجْلٰی بَنِی النَّضِیْرِ وَاَقَرَّ قُرَیْظَةَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جزء صـ۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا اور قریظہ کو (مدینہ میں) برقرار رکھا۔

کچھ عرصہ کے بعد قریظہ نے پھر جنگ کی ابتداء کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

أَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جزوہ ۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کو مدینہ میں برقرار رکھا اور ان پر احسان کیا یہاں تک کہ انہوں نے جنگ کی ابتداء کی۔

اللہ تعالےٰ نے اس لڑائی کی آگ کو بھی بجھا دیا۔ یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ لڑ ہی نہ سکے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ○

(الاحزاب - ۲۶)

اور اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی، (ان میں سے) ایک فریق کو تم نے قتل کر دیا اور ایک فریق کو قید کر لیا۔

بغیر جنگ کے ہی اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو فتح عنایت فرمائی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا

(الاحزاب - ۲۷)

اور اللہ نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھر، ان کے مال اور اس زمین کا جس پر تم نے اپنے قدم بھی نہ رکھے تھے وارث بنا دیا، (بیشک) اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

جنگ احزاب میں بھی یہودیوں کا ہاتھ تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ۔

(الاحزاب - ۲۶)

اور اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا۔

اس جنگ کی آگ کو بھی اللہ تعالےٰ نے بجھا دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○

(الاحزاب - ۲۵)

اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ واپس (جانے پر مجبور) کر دیا، وہ (اس حملہ سے) کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ اللہ ہی جنگ کے سلسلہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا (بے شک) اللہ بہت قوی اور زبردست ہے۔

یہودی لڑائی کی آگ سلگایا کرتے تھے اور نہ صرف لڑائی کی آگ سلگایا کرتے تھے بلکہ (وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا) زمین میں فساد بھی مچایا کرتے تھے۔

یہودیوں کے فساد و بدامنی پھیلانے کے کئی واقعات ہیں۔ مثلاً

اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من اقاد بالحجر جزء ۹ صـ۷ وصحیح مسلم کتاب القسامۃ باب ثبوت القصاص فی القتل بالحجر جزء ۲ صـ۳۸)

ایک یہودی نے ایک لڑکی کو محض زیور حاصل کرنے کے لئے قتل کر دیا جو وہ پہنے ہوئے تھی۔

یہودیوں نے ایک اور موقع پر ایک مسلم کو قتل کر دیا جو کسی کام سے خیبر گیا تھا۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهٖ انْطَلَقُوْا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا وَوَجَدُوْا اَحَدَهُمْ قَتِيْلًا (صحیح بخاری کتاب الدیات بالقسامۃ جزء ۹ صـ۱۱ وصحیح مسلم کتاب القسامۃ باب القسامۃ جزء ۲ صـ۳۵ وصـ۳۶)

ان کی قوم کے چند آدمی خیبر گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ متفرق ہو گئے، پھر انہوں نے (وہاں) اپنے میں سے ایک آدمی کو مقتول پایا۔

ایک مرتبہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر کھلا کر قتل کرنا چاہا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهٗ۔

جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری کا گوشت ہدیہ میں بھیجا گیا جس میں زہر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے یہودی یہاں ہیں سب کو جمع کرو۔ تمام یہودیوں کو آپ کے پاس جمع کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:۔

هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟

کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا؟

انہوں نے کہا:۔

نَعَمْ

ہاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَاحَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

کس چیز نے تمہیں اس کام پر آمادہ کیا؟

یہودیوں نے کہا:۔

اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ (صحیح بخاری کتاب الطب باب ماینکر فی سم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۰/۲)

ہم نے یہ چاہا تھا کہ اگر آپ کذاب ہیں تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

الغرض یہودیوں نے بدامنی پھیلانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ) اللہ تعالےٰ بدامنی پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جن کو اللہ تعالےٰ پسند نہ کرے ان کا ٹھکانہ سوائے دوزخ کے اور کیا ہو سکتا ہے (وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ) لیکن اگر اہل کتاب ایمان لے آئیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان کی خطاؤں کو مٹا دیں گے اور آخرت میں انہیں نعمت والے باغات میں داخل کریں گے (وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ) اور اگر وہ توریت کو، انجیل کو اور اس کتاب یعنی قرآن مجید کو جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے قائم کریں، ان کے احکام پر چلیں تو دنیا میں بھی ہم انہیں اجر دیں گے، پھر وہ اپنے اوپر سے بھی کھائیں گے اور اپنے پیروں کے نیچے سے بھی کھائیں گے یعنی اوپر اور نیچے دونوں طرف سے ان کو رزق عطا کیا جائے گا۔ اوپر سے بارش ہو گی اور نیچے سے زمین پھل، غلہ، ترکاریاں اگائے گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

(الاعراف - ۹۶)

اور (اے رسول) اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر آسمانوں اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا۔

آگے فرمایا (مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ) اہل کتاب میں سب ہی برے نہیں، کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جو اعتدال کی راہ سے تجاوز نہیں کرتے۔ وہ اس امت مسلمہ کا ہی ایک جزء ہیں اور اس آیت کا مصداق ہیں،

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

(البقرۃ - ۱۴۳)

اسی طرح (تم پر ہم نے یہ بھی احسان کیا کہ) تم کو معتدل امت بنایا۔

ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

اور (اے رسول) قوم موسیٰ میں کچھ ایسے بھی لوگ

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○ (الاعراف - ۱۵۹)

ہیں جو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اسی حق کے مطابق عدل و انصاف کرتے ہیں۔

الغرض یہودیوں میں سب ہی بُرے نہیں تھے۔ ان میں ایک جماعت حق و انصاف پر قائم تھی البتہ اس جماعت کے لوگ قلیل تھے (وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ) کثرت ان لوگوں کی تھی جو بد اعمالیاں کرتے تھے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف کوئی بات منہ سے نہ نکالیے۔ اللہ تعالےٰ سے گستاخی کرنا کفر ہے۔

اے لوگو، لڑائی کی آگ نہ بھڑکائیے۔ زمین میں فساد نہ برپا کیجئے۔ لوگوں کو سکون اور اطمینان سے زندگی گذارنے دیجئے۔

اے لوگو، ایمان لائیے اور اللہ تعالےٰ سے ڈریئے اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلتے رہیئے اور انہیں اپنے اوپر نافذ کیجئے اور پوری دنیا میں نافذ کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ زمین اور آسمان کی برکتوں سے آپ مستفیض ہو سکیں۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ اے رسول، جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں انہیں (بے کم و کاست لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور (اپنے فرض منصبی کو ادا نہیں کیا، یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اللہ آپ کو ان تمام لوگوں (کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا (آپ کا کام صرف ہدایت ربانی کا پہنچا دینا ہے۔ ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانا آپ کا کام نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے لیکن) اللہ کافروں کو (جب تک وہ ایمان نہ لائیں) ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿٦٧﴾

معانی ومصادر (یَعْصِمُکَ) عَصَمَ، یَعْصِمُ، عَصْمٌ (ض) حفاظت کرنا اور بچانا۔

تفسیر ہر نبی کا سب سے اہم اور اولین فریضہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اس کے بندوں

تک بے کم و کاست پہنچا دے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اہم اور اولین فریضہ کی یاد دہانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ) اے رسول، جو پیغام آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے (وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ) اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی رسالت کو نہیں پہنچایا یعنی آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے فرض منصبی کو پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ (الشوریٰ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تبلیغ کو کما حقہ ادا کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون ھذہ الامۃ نصف اھل الجنۃ جزء اول ص۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ آپ ایک چمڑے کے خیمہ سے پیٹھ لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: خبردار ہو جاؤ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے مسلم شخص کے۔ اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچایا۔ اے اللہ گواہ رہ (کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السِّتْرَ وَرَاْسُهٗ مَعْصُوْبٌ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود جزء اول ص۱۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ کی وفات ہوئی (اپنے گھر کا) پردہ کھولا، آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی (کچھ ہدایتیں دینے کے بعد) آپ نے فرمایا: اے اللہ، کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچا دیا۔ یہ جملہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ

(نماز کسوف کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان کو نہ کسی کی موت سے گہن لگتا ہے

باب صلوٰۃ الکسوف) وفی روایۃ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ (صحیح مسلم جزء اول ص۳۵۷ و ص۳۵۸)

اور نہ کسی کی پیدائش سے (خطبہ ختم کرنے کے بعد) آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں تاریخی خطبہ دینے کے بعد فرمایا:۔

وَاَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ.

میرے متعلق تم سے (قیامت کے دن) سوال ہوگا تو تم کیا کہو گے؟

صحابہؓ نے عرض کیا:۔

نَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّیْتَ وَنَصَحْتَ۔

ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہمیں (اللہ تعالےٰ کا پیغام) پہنچا دیا، آپ نے (حق تبلیغ) ادا کر دیا اور (خوب) نصیحت و خیر خواہی کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۱۲/۱)

اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ) اور اے رسول، اس تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، ہر قسم کی تکلیف آپ کو پہنچائی جائے گی، مخالفین آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائیں گے لیکن آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالےٰ ان مخالفین کے مقابلہ میں آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ یہ آپ کو ہرگز قتل نہ کر سکیں گے کیونکہ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ) اللہ تعالےٰ کافروں کو کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچائے گا۔ نہ دنیا میں انہیں اپنے منصوبوں میں کامیابی ہوگی اور نہ آخرت میں انہیں کامیابی ہوگی۔

عمل

اللہ تعالےٰ کے احکام کی تبلیغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی تھا۔ آپ نے کما حقہ تبلیغ کے فریضہ کو انجام دیا، آپ کے بعد اب احکام الٰہی کی تبلیغ امت مسلمہ کے فرائض منصبی میں سے ہے لہٰذا اے ایمان والو، اس فریضہ کو ادا کرنے کی پوری کوشش کیجئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ

(اور اے ایمان والو) جتنی امتیں لوگوں کے

لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔
(آل عمران ۔ ۱۱۰)

لئے پیدا کی گئیں ان میں تم سب سے بہتر ہو،
تم نیک کام کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے
ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ
(صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلغ
العلم الشاھد الغائب جزء اول ص۳۷)

خبردار، تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ
غائب کو پہنچا دیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى
شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ
فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۶۸
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٦٩
لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِيٓ
إِسْرَٰٓءِيلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ
رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُولٌ
بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ
فَرِيقًا كَذَّبُوا۟ وَفَرِيقًا
يَقْتُلُونَ ٧٠ وَحَسِبُوٓا۟ أَلَّا
تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا۟ وَصَمُّوا۟

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۷۱

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے، اے اہل کتاب تم اس وقت تک سیدھے راستہ پر قائم نہیں ہو سکتے جب تک تم توریت کو، انجیل کو اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے (اب) تم پر نازل کیا گیا ہے اس کو قائم نہ کرو اور (اے رسول) جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی ہے اس سے ان میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر میں اور اضافہ ہوگا تو (اے رسول) آپ ان کافر لوگوں پر کسی قسم کا افسوس نہ کریں ۶۸ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، جو یہودی ہیں، جو صابی ہیں، اور جو عیسائی ہیں (ان میں سے) جو شخص بھی اللہ پر ایمان لائے روز قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۶۹ ہم نے بنی اسرائیل سے مضبوط عہد لیا تھا اور ہم نے ان کی طرف (بہت سے) رسول بھیجے تھے (لیکن ہوا یہی کہ) جب کبھی کوئی رسول ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات ان کے پاس لاتا تو یہ لوگ رسولوں میں سے ایک جماعت کو جھٹلا دیا کرتے تھے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا کرتے تھے ۷۰ وہ یہ سمجھتے رہے کہ ان پر کوئی آفت نہیں آئے گی لہٰذا وہ اندھے اور بہرے ہو گئے، پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی لیکن ان میں سے بہت سے پھر اندھے اور بہرے ہو گئے (وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اللہ ان کے اعمال سے غافل ہے) اور اللہ انکے اعمال کو دیکھ رہا تھا ۷۱

معانی ومصادر (تَاْسَ) اَسِیَ، یَاْسٰی، اَسًی (س) رنجیدہ ہونا۔
(صٰبِئُوْنَ) صَبْوٌ، یَصْبُوْ وَصَبَاً، یَصْبَاُ صَبْوٌ وَصُبُوْءٌ (ک ف) دین بدل دینا۔ (الصّٰبِئُوْنَ = ایک فرقے کا نام ہے)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اہل کتاب کو ایمان لانے کی مسلسل ترغیب دی گئی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ

يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ) اے رسول، ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب جب تک تم توریت، انجیل اور اس کتاب کو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے قائم نہ کرو تم راہ راست پر نہیں آ سکتے۔ جب تک تم ان کتب الٰہیہ پر ایمان لا کر عمل نہیں کرو گے ہدایت کے معاملہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں۔ تم نور ہدایت میں سے ذرا سا بھی حصہ نہیں پا سکتے اور اے رسول (وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا) جو وحی آپ پر نازل کی گئی ہے وہ ان کی سرکشی اور کفر میں اور زیادتی کرے گی۔ یہ حسد اور بغض میں جل بھن جائیں گے اور حق و صداقت کی اور زیادہ مخالفت کریں گے (فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ) تو اے رسول آپ ان کافروں کی مخالفت اور گمراہی پر لوٹی افسوس نہ کریں۔ ان کی تو ہمیشہ ہی یہ حالت رہی ہے ہر نبی کے ساتھ ان کا یہی رویہ رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

(البقرۃ ۔ ۸۷)

جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن (پر عمل کرنے) کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم نے سرکشی کی (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

اور اے رسول، کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اسی حالت میں رہتے ہوئے یہ نجات حاصل کر لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ کا قانون سب کے لئے یکساں ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) جو لوگ ایمان لا چکے ہیں یا یہودی، صابی، عیسائی ہیں ان میں سے جو شخص بھی اللہ تعالےٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے شخص (پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ نہ محض ایمان کے دعوے سے کام چلے گا اور نہ محض یہودی، عیسائی وغیرہ ہونے سے کام چلے گا۔ کام آنے والی چیز تو صحیح معنوں میں ایمان لانا اور نیک عمل کرنا ہے۔ جو شخص بھی صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ اور قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسے نجات ملے گی اور وہی جنت کا مستحق ہوگا اور اے رسول (لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا) ہم نے بنی اسرائیل سے مضبوط عہد لیا تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلتے رہیں گے اور ہم نے ان کی طرف متعدد رسول بھی بھیجے تاکہ انہیں ان کے عہد کی یاد دہانی کرا دیں لیکن (كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَقْتُلُوْنَ) جو رسول بھی ان کے پاس آیا اور ایسی چیز لایا جس کو ان کے دل پسند نہیں کرتے تھے اور جو ان کی خواہشات نفسانی کی برآری میں رکاوٹ بنی تو انہوں

نے بعض نبیوں کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ یہ تو خواہش نفس کے بندے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ کا بندہ بننا کب پسند ہے لہذا اے رسول آپ ان کی سرکشی اور ہٹ دھرمی سے رنجیدہ نہ ہوں۔ یہ انبیاء کو جھٹلاتے بھی رہے اور قتل بھی کرتے رہے (وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ) اور یہ سمجھتے رہے کہ ان کی کوئی گرفت نہیں ہو گی یہ اپنی خواہشات میں ایسا کھو گئے گویا اندھے اور بہرے ہو گئے اور نہ اپنی گمراہی کو خود دیکھ سکے اور سمجھ سکے اور نہ بتانے والے کی بات کو سننا گوارا کیا، آنکھ اور کان بند کر کے بداعمالیوں میں گرفتار رہے۔ ایک طویل مدت تک انکی یہی حالت رہی، پھر جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی لیکن ان میں سے بہت سے لوگ پھر بھی اپنی کشی میں اندھے اور بہرے بن گئے اور ان کی یہ حالت اب تک باقی ہے (وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ) بہر حال جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ تعالےٰ اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔

اللہ تعالےٰ نے آیت زیر تفسیر میں یہودیوں کا سرکشی میں دو مرتبہ اندھا اور بہرا ہونے کا ذکر کیا ہے ان دونوں سرکشیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا (بنی اسرآءیل۔ ۴)	اور (اے رسول) ہم نے (اپنی) کتاب میں بنی اسرائیل کو واضح طور پر یہ بات بتا دی تھی کہ تم ملک میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔

پہلی سرکشی کے بعد جو عذاب آیا اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا (بنی اسرآءیل۔ ۵)	پھر جب ان دونوں (فسادوں) میں سے پہلے (فساد کا) وقت موعود آیا (اور تم سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تو) ہم نے اپنے سخت جنگ جو بندوں کو تم پر مسلط کر دیا، وہ فساد مچاتے ہوئے (تمام) شہروں میں پھیل گئے اور (اللہ کا) وعدہ پورا ہو کر رہا۔

سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عذاب کے بعد بنی اسرائیل نے توبہ کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی ان کو پھر اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ	پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان پر غلبہ دیا اور تم کو (خوب) مال اور اولاد عطاء کی اور تمہیں جماعت

جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا

کثیر بنا دیا۔

(بنی اسرآئیل۔٦)

اس کے بعد ان میں سے پھر کثیر لوگوں نے سرکشی کی تو اللہ تعالےٰ نے پھر عذاب بھیجا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا

(بنی اسرآئیل۔ ٧)

الغرض جب دوسرے (فساد کا) وقتِ موعود آیا (تو ہم نے دوسرے جنگ جو بندے تم پر مسلط کر دئے) تا کہ (مار مار کر) وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں، مسجد (اقصیٰ) میں اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ حاصل کریں اسے تباہ و برباد کر ڈالیں۔

قرآن مجید کے سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی دوسری سرکشی سے باوجود سزا پانے کے توبہ نہیں کی اور اسی سرکشی میں وہ اب تک مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ انہیں پھر تنبیہ کی کہ اب تو سرکشی سے باز آجاؤ۔ اگر اب بھی تم باز آجاؤ گے تو اللہ تعالےٰ پھر تم پر رحمت کے دروازے کھول دیگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا

(بنی اسرآئیل۔ ٨)

ہو سکتا ہے کہ (اب) تمہارا رب تم پر رحم فرمائے (اور تمہیں پھر پہلے جیسی شان و شوکت عطا فرمائے لیکن) اگر تم نے پھر وہی کام کئے (جو پہلے کیا کرتے تھے) تو ہم بھی پھر وہی کریں گے (جو ہم نے پہلے کیا تھا اور تمہیں سخت سزا دیں گے، یہ تو دنیوی سزا ہو گی) پھر (آخرت میں تو) ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو قید خانہ بنا ہی رکھا ہے۔

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا گویا ایت زیر تفسیر کے الفاظ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ کی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکے اعمال کو دیکھ رہا ہے، اور اگر وہ اب بھی باز نہ آئے تو پھر پہلے کی طرح دنیا میں عذاب آئے گا، اور آخرت میں تو ان کے لئے جہنم تیار ہی ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کی کتابوں پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالےٰ نے جو شریعت نازل فرمائی ہے اس پر خود بھی عمل کیجئے اور دوسروں سے بھی عمل کرائیے۔

اے لوگو، اگر آپ نے منزل من اللہ شریعت پر عمل نہیں کیا تو آپ، ہدایت نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے، قیامت پر ایمان لائیے اور نیک عمل کرتے رہئے، اسی صورت میں نجات ممکن ہے۔

اے ایمان والو، آپ بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جائیے کہ جس طرح وہ عہد کر کے توڑ دیا کرتے تھے آپ بھی توڑ دیں۔ نہیں، آپ نے جو عہد اللہ تعالےٰ سے کئے ہیں انہیں پورا کیجئے۔

اپنی خواہشات کو شریعت الٰہیہ کا تابع بنا دیجئے۔ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہ شریعت کی تکذیب کیجئے اور نہ شریعت میں تحریف کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کی پکڑ سے ڈرتے رہئے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۗ
وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ
حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ
مَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ۷۲ لَقَدْ كَفَرَ
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

ثَلٰثَةٍ، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ، وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۷۳
اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ
يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۷۴ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، وَاُمُّهٗ

صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ
الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ
لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ
يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾

ترجمہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہیں حالانکہ مسیح تو کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کر دیگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور (قیامت کے دن) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (۷۲) اور ان لوگوں نے بھی کفر کیا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین (الٰہوں) میں سے ایک ہے حالانکہ الٰہ کوئی نہیں سوائے ایک الٰہ کے اور اگر یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے باز نہیں آئے تو ان میں سے جو لوگ (بدستور) کفر کرتے رہیں گے وہ دردناک عذاب میں مبتلا کئے

جائیں گے (۷۴) (آخر یہ عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے) اور کیوں اللہ سے توبہ نہیں کرتے، اور اس سے معافی نہیں مانگتے (اگر یہ توبہ کرلیں اور معافی مانگ لیں تو اللہ انہیں معاف کر دیگا ۔ ن لئے کہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۷۴ مسیح ابن مریم تو بس رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں (ان میں سے کوئی الٰہ نہیں تھا)، مسیح کی والدہ صدیقہ تھیں، وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (پھر الٰہ کیسے ہو گئے، الٰہ تو کھانے کا محتاج نہیں ہوتا اے رسول) دیکھئے ہم کس کس طرح ان کے لئے (اپنی) آیات کو وضاحت سے بیان کر رہے ہیں ۷۵ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، کیا تم اللہ کے علاوہ ایسے شخص کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا (نہ وہ تمہاری پکار سنتا ہے اور نہ اُسے تمہاری پکار کا علم ہوتا ہے) بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے اور اسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیوں کہ وہ) سننے والا جاننے والا ہے ۷۶

معانی و مصادر

(یُؤْفَکُوْنَ) اَفَکَ، یَأْفِکُ اَفْکٌ (ض) پلٹ دینا، عقل کمزور ہونا، جھوٹ بولنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ) ان لوگوں نے یقیناً کفر کیا جنہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ مسیح ابن مریم یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام تو خود کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی نہیں کہا کہ میں اللہ ہوں بلکہ انہوں نے تو اللہ تعالےٰ کو اپنا رب تسلیم کیا اور لوگوں کو بھی اسی عقیدہ کی تعلیم دی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (اٰلِ عمران ۔ ۵۱)	(عیسیٰ علیہ السلام نے کہا)۔ بے شک میرا اور تمہارا رب اللہ ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

الغرض عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی نہیں کہا کہ میں رب ہوں، میری عبادت کرو اور وہ کہہ بھی کیسے سکتے تھے جبکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت شرک ہے (اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ) اور یہ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرے اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہوتی ہے۔ جب شرک معاف ہی نہیں ہوتا تو جنت مل ہی کیسے سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ	بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۔ (النسآء۔ ۴۸)

ہر گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے (بہت) بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمٰن۔۱۳) بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

شرک کرنے والے بہت بڑے ظالم ہیں (وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ) اور ایسے ظالموں کا آخرت میں کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ انسانی شکل میں نہیں آتا لہٰذا اوتار اور حلول کے عقیدے بالکل کفر اور شرک ہیں۔

عیسائی تین الٰہوں کے قائل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم۔ تین الٰہوں کے اس عقیدہ کو عقیدہ تثلیث کہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیت میں اسی عقیدہ تثلیث کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ، تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔
(المائدۃ۔ ۱۱۶)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالےٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے علاوہ الٰہ بنا لینا تو وہ جواب دینگے (اے اللہ) تو پاک و بے عیب ہے، میرے لئے یہ کب سزاوار تھا کہ میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھے اس کا علم ہوگا، تو جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے بے شک غیبوں کا جاننے والا (صرف) تو ہے۔

اس عقیدہ تثلیث کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ) جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ تین میں سے تیسرا ہے یعنی تین الٰہوں میں سے ایک الٰہ ہے انہوں نے بھی کفر کیا (وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) الٰہ کوئی نہیں سوائے ایک الٰہ کے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا
(الحج۔ ۳۴)

تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرو۔

آگے فرمایا (وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) اور اگر یہ لوگ اس عقیدہ تثلیث سے باز نہیں آئے اور کافر ہی رہے تو ان میں سے جو لوگ کافر رہیں گے ان کو آخرت میں دردناک عذاب دیا جائیگا۔ (اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اے رسول انہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ تعالٰے سے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے اب بھی وقت ہے انہیں توبہ کرلینی چاہئے کیونکہ اللہ تعالٰے تو بڑا معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے، وہ ضرور معاف کردیگا۔ عیسٰی علیہ السلام نہ تو اللہ ہیں اور نہ تین الٰہوں میں سے ایک ہیں (مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ) عیسٰی بن مریم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ایک رسول ہیں (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی الٰہ نہیں تھا تو یہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں (وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ) اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ تھیں، وہ بھی الٰہ نہیں تھیں (كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ) عیسٰی علیہ السلام اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یعنی دونوں کھانا کھانے کے محتاج تھے اور جو کھانے کا محتاج ہو وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے الٰہ نہ ہونے کی یہ کیسی زبردست اور واضح دلیل ہے (اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ) اے رسول، آپ دیکھئے کہ کس وضاحت کے ساتھ ہم اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں اور ان کی بے حسی کو دیکھئے کہ یہ کس طرح بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں (قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا) اے رسول، آپ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ تعالٰے کے علاوہ ایسے شخص کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نفع کا۔ نفع اور نقصان کا اختیار رکھنے والا صرف اللہ تعالٰے ہے۔

اللہ تعالٰے فرماتا ہے :-

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا (بنیٓ اسرآئیل - ۵۶)

(اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعوٰی ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن (وہ تم سے کیا تکلیف دور کریں گے) وہ تو تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے :-

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا

اور اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان، اگر آپ نے

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(یونس ۔ ۱۰۶)

ایسا کیا تو آپ بھی ظالموں میں شامل ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(الانعام ۔ ۷۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے کیا ہم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان اور جب کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دیدی ہے تو کیا ہم الٹے پیر (پھر کفر کی طرف واپس) لوٹ جائیں (ایسی صورت میں) ہماری کیفیت اس شخص جیسی ہوگی جس کو شیاطین نے زمین (کے کسی خطہ میں بدحواس کر دیا ہو (اور وہ) حیران (و پریشان پھر رہا) ہو (اس کی سمجھ ہی میں نہ آرہا ہو کہ منزل مقصود تک پہنچانے والا کونسا راستہ ہے) اس کے کچھ دوست بھی ہوں جو اُسے پکار پکار کر کہہ رہے ہوں کہ ہدایت و رہنمائی کے لئے ہمارے پاس آجا (لیکن اے رسول وہ کیا ہدایت اور رہنمائی کریں گے وہ تو خود گم کردہ راہ ہیں، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت و رہنمائی ہی درحقیقت ہدایت و رہنمائی ہے (جو اس پر چلتا ہے وہی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے اور اے رسول، آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم اپنے آپ کو (اللہ) رب العالمین کے سپرد کر دیں (اور جب ہم اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیں گے تو پھر وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دیگا)۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

(اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی مثل (اللہ کے) بندے ہیں،

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(الاعراف ۔ ۱۹۴)

(وہ تمہاری کیا مدد کریں گے) بلا (کر دیکھ) لو اگر تم سچے ہو (تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہئے لیکن وہ نہیں آ سکتے)

(وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) اللہ تعالےٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسرے نہ سننے والے ہیں اور نہ جاننے والے وہ کیسے مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ پکارنے والا انہیں کہاں سے پکار رہا ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ ان کو پکارنا بالکل بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(الرعد ۔ ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بیکار ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ

(الاحقاف ۔ ۵)

اور (اے رسول) اُن سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

عمل

اے لوگو. عقیدۂ اوتار اور عقیدۂ تثلیث سے دور رہیئے۔ توحید کو اختیار کیجئے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہیئے۔

اے لوگو۔ جو لوگ خود کھانے پینے کے محتاج ہوں انہیں الٰہ نہ بنائیے۔ جو کسی چیز کا محتاج نہیں حاجت روائی وہی کر سکتا ہے اور ایسی ہستی کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ اللہ تعالےٰ ہی کو حاجت روا بنائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں لہٰذا کسی سے نفع و نقصان کی توقع نہ رکھیئے۔ اللہ تعالےٰ اکیلا نفع و نقصان کا مالک ہے۔ لہٰذا مدد کے لئے صرف اسی کو پکاریئے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا
فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا
تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٧٧
لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ
وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوهُ، لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۷۹

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب اپنے دین (کے معاملہ) میں ناحق حد سے نہ بڑھو اور اس قوم کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو (تم سے) پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر گئے اور (یہ کہ حقیقت ہے کہ) وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے تھے ۷۷ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسٰی ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی (اور) اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حدود شریعت سے تجاوز کر جایا کرتے تھے ۷۸ (اس کے علاوہ) جو بداعمالیاں وہ کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو روکتے بھی نہیں تھے اور جو کام وہ کرتے تھے وہ یقیناً بہت بُرے تھے ۷۹

معانی ومصادر (تَغْلُوْ) غَلَا، یَغْلُوْ، غُلُوٌّ (ن) حد سے آگے نکل جانا۔
سَوِیَ، یَسْوَیْ، سِوًی (س) برابر ہونا، راست و مستقیم ہونا۔ (سواء = وسط، عدول، برابر)۔
(یَتَنَاهَوْنَ) تَنَاهٰی، یَتَنَاهٰی، تَنَاهِیْ (باب تفاعل) ایک دوسرے کو منع کرنا۔
(مُنْكَرٍ) اَنْكَرَ، یُنْكِرُ، اِنْكَارٌ (باب افعال) انکار کرنا، عیب لگانا

تفسیر اہل کتاب اپنے دین کے معاملہ میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ عقائد کے معاملہ میں کسی نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بڑھا کر اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تو کسی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بڑھا کر اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ	یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں
وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ	اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بیٹے
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ	ہیں، یہ ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں

قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ (التوبۃ - ۳۰)

ہیں (جن کی کوئی سند نہیں) پہلے (زمانے کے) کافروں نے جو بات کہی تھی یہ بس اسی کی تقلید کر رہے ہیں، اللہ انہیں (ضرور) ہلاک کرے گا، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

بعض نے عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کو الوہیت کا درجہ دے دیا تو بعض اس سے بھی آگے بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہی ہیں۔ ان باتوں کا ذکر اسی سورت میں گذر چکا ہے۔

اعمال کے معاملہ میں بھی انہوں نے بہت سی فرضی باتوں پر اعتماد کر رکھا تھا اور بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ مثلاً کہتے تھے:۔

نحن ابنٰؤا اللہ واحبآءہ۔ (المآئدۃ - ۱۸)

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

وہ کہتے تھے:۔

لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصٰری (البقرۃ - ۱۱۱)

جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا۔

غرض یہ کہ عقائد اور اعمال میں وہ حد سے بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

(قل یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق) اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق حد سے آگے نہ بڑھ جاؤ۔ جتنی بات حق ہے بس اتنی ہی بات کہو (ولا تتبعوا اھوآء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سوآء السبیل) اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو ہم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت لوگوں کو گمراہ کر گئے، یعنی ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے تھے۔ اگر تمہارے اسلاف نے گمراہی کی باتیں اختیار کیں تو تم تو اس سے باز آ جاؤ۔ غلط کاموں میں ان کی پیروی نہ کرو (لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم) اور اے رسول بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی (ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون) اور یہ لعنت ان پر اس لئے کی گئی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور اپنے عقائد اور اعمال میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ ان کے عقائد خود تراشیدہ اور توحید کے سراسر منافی تھے اور اعمال خود ساختہ اور خوش فہمیوں پر مبنی تھے۔ (کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ) جو برے کام وہ کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے (لبئس ما کانوا یفعلون) الغرض جو کچھ وہ کرتے تھے وہ بہت ہی برا تھا۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے چند مخصوص جرائم کی نشان دہی فرمائی ہے یعنی :۔

۱ وہ دین میں ناحق غلو کرتے تھے ،
۲ گمراہ قوم کی خواہشات کی پیروی کرتے تھے ،
۳ اللہ تعالےٰ کے حدود سے تجاوز کرتے تھے ،
۴ اللہ تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے تھے ،
۵ ایک دوسرے کو بُرے کاموں سے نہ روکتے تھے ،

معاشرہ میں بے دینی اور ذہنی آوارگی انہی کاموں کی وجہ سے وجود میں آتی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذہنی آوارگی ، مبالغہ آمیزی اور غلو فی الدین کا سدباب کرتے ہوئے فرمایا تھا :۔

لَا تَطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم جزء ۱۲ ص۲۰۲)۔

مجھے ایسا نہ بڑھانا جیسا نصاریٰ نے ابن مریم کو بڑھا لیا ہے ۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا تم (میرے متعلق) بس یہی کہا کرو، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ (صحیح مسلم کتاب العلم باب هلك المتنطعون جزء ۲ ص۴۶۲)

مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوگئے ، مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوگئے ، مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوگئے ۔

آباء واجداد کی غلطیوں میں ان کی پیروی سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا :۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ (البقرۃ ۔ ۱۷۰)

اور جب (کافروں سے) کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں، نہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس چیز کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا (افسوس) کیا اس حالت میں بھی وہ اپنے آباء واجداد کی پیروی کریں گے کہ ان کے آباء واجداد نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں۔

حدود سے تجاوز کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ

اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے

مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○
(المآئدۃ ۔ ۸۷)

تمہارے لئے حلال کر دی ہیں انہیں حرام نہ کیا کرو، اللہ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

برائی سے نہ روکنے کے خطرناک نتائج سے خبردار کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا
(صحیح بخاری کتاب المظالم ابواب الشرکۃ باب ھل یقرع فی القسمۃ و الاستہام جزء ۳ صـ ۱۸۲)

اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدوں پر قائم ہے اور اس شخص کی مثال جو ان حدوں کے اندر جا پڑا ہے ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں نے کشتی میں بیٹھنے کے لئے قرعہ اندازی کی۔ بعض کے حصہ میں اس کی اوپر کی منزل آئی اور بعض کے حصہ میں نیچے کی منزل، تو جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے وہ جب پانی لینے کے لئے جاتے تو اوپر والوں کے پاس سے گذرتے لہٰذا ان لوگوں نے آپس میں کہا: ہم اپنی منزل ہی میں کیوں نہ سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو اگر اوپر والے انہیں چھوڑ دیتے ہیں، اور جو ارادہ انہوں نے کیا ہے اُسے پورا کرنے دیتے ہیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو خود بھی نجات پائیں گے اور سب بھی نجات پائیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے دین کے معاملہ میں غلو نہ کیجئے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے مرتبہ کو اتنا نہ بڑھائیے کہ فرق مراتب نہ رہے۔ نہ اولیاء اللہ کی ایسی تعریف کیجئے کہ انہیں انبیاء سے جا ملائیے اور نہ انبیاء علیہم السلام کی ایسی تعریف کیجئے کہ انہیں اللہ تعالےٰ سے جا ملائیے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی باتوں کو معیار حق بنائیے۔ اپنے اسلاف کو معیار نہ بنائیے۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے بچئے اور حق اور حدود اللہ سے

تجاوز نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، لوگوں کو نیک باتوں کا حکم دیتے رہیئے اور بُرے کاموں سے روکتے رہیئے تاکہ آپ بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں اور دوسروں کو بھی عذاب الٰہی سے بچالیں۔ دوسروں کو برائی سے روکنے میں آپ کا اپنا بھی فائدہ ہے لہٰذا دوسروں کو برائی سے روکنے سے غافل نہ رہیئے۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا
قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي
الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۸۰
وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا
اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸۱

ترجمہ (اے رسول) آپ ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اعمال انہوں نے اپنے لئے آگے بھیج دئے ہیں وہ اتنے برے ہیں کہ (ان کی وجہ سے) اللہ ان پر (سخت) غضب ناک ہے، یہ لوگ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ۸۰ اگر یہ لوگ اللہ پر اس نبی پر اور جو کتاب اس پر نازل کی گئی ہے اس پر ایمان لے آتے تو کافروں کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں (اسی لئے کافروں کو دوست بناتے ہیں) ۸۱

معانی ومصادر (سَخِطَ) سَخِطَ، یَسْخَطُ، سَخَطٌ (س) غصّہ کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کی بدکرداری اور ایمان والوں سے ان کی دشمنی کا ذکر کیا تھا۔ ایمان والوں سے ان کی دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
(المائدۃ - ۶۴)

اور (اے رسول) ان لوگوں کے درمیان ہم نے قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے، یہ لوگ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ اُسے بجھا دیتا ہے اور (یہ لوگ صرف لڑائی کرانے کی ہی کوششیں نہیں کرتے بلکہ) ملک میں بدامنی پھیلانے کی کوششیں بھی کرتے رہتے ہیں، حالانکہ اللہ بدامنی پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہودی ایمان والوں کے سخت دشمن تھے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص دشمن سے دوستی رکھے وہ بھی دشمن ہی ہوگا۔ منافقین یہودیوں کے دوست تھے، ایمان والوں کے سخت دشمن ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس خفیہ دشمنی کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا (تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اے رسول، آپ منافقین میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں (لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ) انہوں نے جو کچھ اپنے لئے آگے بھیج دیا وہ یقیناً بہت برا ہے اور اتنا برا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے بہت سخت ناراض ہے (وَفِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ) انہوں نے جو اعمال اپنے لئے آگے بھیج دئے ہیں اس کی سزا میں وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے (وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ) اگر وہ اللہ تعالےٰ پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آتے تو کبھی یہودیوں کو دوست نہ بناتے (وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد اللہ تعالےٰ کی نافرمان ہے۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیے۔ اللہ تعالےٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ایمان لانے والے ایسا نہیں کیا کرتے، یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور فسق و فجور سے بچئے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ
مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ
مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا
وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ٨٢ وَ
اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى
الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا
عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا
نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا
مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ
يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَاَثَابَهُمُ
اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ
فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۸۵﴾
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا
بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ
الۡجَحِيۡمِ ﴿۸۶﴾

ترجمہ (اے رسول) مؤمنین کے ساتھ دشمنی میں سب سے زیادہ سخت آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو یہودی ہیں اور جو مشرک ہیں اور دوستی میں مؤمنین کے سب سے زیادہ قریب آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں اللہ پرست علماء ہیں اور تارک الدنیا مشائخ ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے (حق بات تسلیم کر لیتے ہیں) ۸۲ اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے ۸۳ اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا ۸۴ ان کے اس قول کے بدلہ میں جو انہوں نے کہا اللہ نے ان کو ایسے باغات عطاء فرمائے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے ۸۵ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں ۸۶

معانی ومصادر

(مَوَدَّۃً) وَدَّ، یَوَدُّ، وِدٌّ، مَوْدُوْدَۃٌ، مَوَدَّۃٌ (ف) محبت کرنا۔
(قِسِّیْسِیْنَ) قِسِّیْسٌ = اللہ پرست عالم یا رئیس۔
(رُھْبَانٌ) رَاھِبٌ، تَبَرْھَبَ، رُھْبٌ، رُھْبَانٌ، رَھَبَانٌ ورَھْبَۃٌ (س) ڈرنا۔
(تَفِیْضُ) فَاضَ، یَفِیْضُ، فَیْضٌ، فَیَضَانٌ، فُیُوْضٌ (ض) بہنا۔
(دَمْعٌ) دَمَعَ، یَدْمَعُ، دَمْعٌ (ف) آنسو بہنا (دَمْعٌ = آنسو)

تفسیر

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا) (اے رسول آپ ہوشیار رہیں) ایمان والوں سے سب سے زیادہ شدت کے ساتھ دشمنی رکھنے والا آپ یہودیوں اور مشرکین کو پائیں گے (وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰی) اور محبت کے لحاظ سے سب سے قریب آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں (ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ) یہ اس لئے کہ ان میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے علماء اور مشائخ ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے، حق کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ اگلی آیت کے الفاظ "عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ" میں اسی طرف اشارہ ہے (وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ) اور اے رسول وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل کیا گیا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ پہچاننے کے بعد تکبر نہیں کیا بلکہ حق کو تسلیم کر لیا حق کو تسلیم نہ کرنا ہی درحقیقت تکبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۲)

تکبر حق کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ کی ایک جماعت نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ جب قرآن مجید سنتے تھے تو خوب روتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے (یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہمارا نام بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو قرآن مجید اور اسلام کی صداقت کے گواہ ہیں، جو اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے سچے رسول ہیں (وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ) اور دعاء کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ پر اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اس پر ایمان نہ لائیں (وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ) اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کی جماعت میں داخل کر دیگا (فَاَثَابَھُمُ اللّٰہُ

بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ)
تو اے رسول جو کچھ انہوں نے کہا ہے یعنی ایمان کا جو دلیرانہ اظہار انہوں نے کیا ہے اور جو دعائیں انہوں نے مانگی ہیں ان کے بدلہ میں ہم انہیں ایسے باغات عطاء فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزاء ملتی ہے (وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ) اور اے رسول. جن لوگوں نے حق پوشی کی اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں۔

عمل

اے لوگو، حق کو پہچانیئے، پہچاننے کے بعد تسلیم کیجئے۔ حق کا برملا اظہار کیجئے اور اللہ تعالےٰ سے دعاء کرتے رہیئے کہ وہ آپ کو توحید و رسالت اور حق کے گواہوں میں لکھ لے۔

اے لوگو، اللہ تعالےٰ سے اچھی امید رکھیئے، ایمان والوں کو اللہ تعالےٰ سے اچھی امید ہی رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝
(الٓمّٓ تنزیل۔ ۱۵و۱۶)

ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن کو جب کبھی ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح (اور تقدیس) کرتے ہیں اور تکبّر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے علیٰحدہ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہمارے راستہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب الامر بحسن الظن باللہ تعالےٰ عند الموت جزء ۲ ص۳۷۵)

تم میں سے کوئی اس حالت میں نہ مرے کہ وہ اللہ عزوجل سے حسن ظن نہ رکھتا ہو۔

اے لوگو، نیکیاں کرتے رہیئے تاکہ آخرت میں آپ کو اچھا بدلہ ملے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا
طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا
طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں انہیں حرام نہ کیا کرو اور (حدود شرعی) سے تجاوز نہ کیا کرو، اللہ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۸۷)
جو حلال و پاکیزہ چیزیں اللہ نے تم کو عطاء فرمائی ہیں ان سے کھاؤ (پیو) اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو (۸۸)

معانی ومصادر (حَلٰلًا) حَلَّ، یَحِلُّ، حِلٌّ (ض) حلال ہونا۔ احرام اتارنا۔
(حلال = جائز)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا) اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں انہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو اور اللہ تعالےٰ کے حدود سے تجاوز نہ کرو (اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ) اللہ تعالےٰ زیادتی اور تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ جو چیزیں اللہ تعالےٰ نے حرام کردی ہیں بس وہی حرام ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں۔ ایمان والوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی چیز کی حرمت کا فیصلہ کریں۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں پر یہ کام حرام کردیا۔ حرام کرنے یا حلال کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کسی دوسرے کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ

(النحل - ۱۱۶)

اور (اے لوگو) (اپنی طرف سے) یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پہ آجائے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگ جاؤ، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

"لَا یُفْلِحُوْنَ" گویا "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ" کا نتیجہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کرتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِیْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ المائدۃ جزء ۶ ص ۶۶)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عورتیں نہیں تھیں۔ ہم نے کہا ہم خصی نہ ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمادیا، بعد میں ہمیں اجازت دی کہ (محض) کپڑے ہی کو مہر میں دے کر کسی عورت سے نکاح کرلیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اے ایمان والو، پاکیزہ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں انہیں حرام نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ

جو چیز اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کردی

فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (رواہ الحاکم عن ابی الدرداء وسندہ صحیح المستدرک جزء ۲ ص ۳۷۵)

وہ حلال ہے اور جو چیز اللہ نے حرام کر دی وہ حرام ہے اور جس چیز سے اللہ نے خاموشی اختیار کی وہ عافیت ہے (یعنی وہ معاف ہے) لہٰذا تم اللہ کی دی ہوئی عافیت کو قبول کرو کیونکہ اللہ بھولتا نہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (اور اے رسول، آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے)۔ (مریم - ۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب مایکرہ من کثرۃ سؤال جزء ۹ ص ۱۱۸ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ وترک اکثار سوالہ جزء ۲ ص ۲۳۸ واللفظ للبخاری)

مسلمین میں جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا (مجرم) وہ ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کرے جو حرام نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو چیز حرام نہیں کی گئی وہ حلال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا) اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ (وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو یعنی کسی حلال چیز کو حرام نہ کرو ورنہ تم زیادتی کرنے والوں میں شمار ہوگے اور اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جن کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ان کے لئے فلاح نہیں۔

نوٹ:۔ حرام چیزوں کی تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ حرام عورتوں کی تفصیل کے لئے سورۂ نساء کی آیات نمبر ۲۳ و ۲۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے ایمان والو، کسی حلال چیز کو حرام نہ کیجئے یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان اور شریعت سازی ہے۔ حلال چیز کو حرام کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اے ایمان والو، حلال اور پاکیزہ چیزیں کھایا کیجئے۔ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ ایسے لوگ فلاح نہیں پا سکتے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ
فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ
فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ
مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا
تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ
كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ
وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ تمہاری لغو قسموں (کے توڑنے) پر تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں (کے توڑنے) پر (ضرور) تم سے مؤاخذہ کرے گا جن قسموں کو تم نے پختہ کیا ہو، (ایسی) قسموں (کے توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا ایسا کھانا کھلانا ہے جو (عموماً) تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، پھر جس شخص کو یہ چیزیں میسّر نہ ہوں تو وہ تین روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم (پختہ) قسم کھالو اور (اے ایمان والو) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو (بغیر کفارہ کے ان کو نہ توڑ دیا کرو) اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کی وضاحت کر رہا ہے تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو ﴿٨٩﴾

معانی ومصادر (لَغْوٌ) لَغَا، يَلْغُوْ، لَغْوٌ (ن) خطا کرنا، باطل کرنا، بات کرنا۔
(اَيْمَانٌ) اَيْمَانٌ: يَمِيْنٌ کی جمع: قسمیں۔
(عَقَّدَ) عَقَدَ، يُعَقِّدُ، تَعْقِيْدٌ (باب تفعیل) گرہ لگانا۔
(كِسْوَة) كَسَا، يَكْسُوْ، كَسْوٌ (ن) پہنانا (كِسْوَةٌ: كِسًى کی جمع: لباس)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ) اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ غلطی سے بے ساختہ منہ سے نکل جاتی ہیں۔ البتہ ان قسموں پر تمہاری گرفت کرے گا جن پر تم نے گرہ لگالی ہو یعنی

جن کو تم نے قصد اور ارادہ کے ساتھ کھا کر مضبوط کر لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

(البقرۃ - ۲۲۵)

اور (اے ایمان والو) تمہاری (بے ارادہ منہ سے نکل جانے والی) لغو قسموں پر اللہ کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا البتہ ان قسموں پر مؤاخذہ کرے گا جو تم نے دل کے ارادہ سے کھائی ہوں گی۔ اللہ (لغو قسمیں کھانے کو معاف کر دیگا کیونکہ وہ) غفور ہے (بہت معاف کرنے والا ہے) اور اللہ (کو بے ارادہ قسموں پر غصہ نہیں آتا کیونکہ وہ بڑا) حلیم ہے (بڑا بردبار ہے)۔

الغرض جو قسمیں دل کے ارادہ کے ساتھ کھائی جائیں ان پر مؤاخذہ ہوگا۔ مؤاخذہ کی صورتیں دو ہو سکتی ہیں۔

۱۔ ناجائز قسم کھائی ہو۔

۲۔ جائز قسم کھا کر اسے توڑ دیا ہو اور کفارہ ادا نہ کیا ہو۔

ان دونوں قسموں کے تفصیل آگے آرہی ہے۔ آگے فرمایا (فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ) جو قسم دل کے ارادہ سے کھائی اس کو اگر توڑ دیا ہو یا ناجائز قسم کھائی ہو تو اس کا کفارہ ادا کرے۔ کفارہ یہ ہے کہ اوسط درجہ کا جو کھانا اپنے اہل (عیال) کو کھلاتا ہو اس کھانے میں سے دس مسکینوں کو کھانا کھلائے (اَوْ كِسْوَتُهُمْ) یا دس آدمیوں کو کپڑے پہنائے (اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ) یا ایک غلام آزاد کرے، غرض یہ کہ ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔ (فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ) البتہ جس شخص کو یہ چیزیں میسر نہ ہو سکیں، یہ چیزیں اس کی استطاعت سے زیادہ ہوں تو پھر وہ تین روزے رکھے (ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ) یہ ہے تمہاری قسموں کے توڑنے کا کفارہ جب کہ تم دل کے ارادہ سے قسم کھا بیٹھو (وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ) اور اے ایمان والو، اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، دل کے ارادہ سے قسم کھا کر بلا ضرورت توڑ نہ دیا کرو اور اگر توڑنے کی ضرورت پڑ جائے تو اس قسم کو لغو قرار نہ دو بلکہ اس کا کفارہ ادا کرو اور اپنے کئے کی سزا بھگتو (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات یا اپنے احکام کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم شریعت کی آسانیوں کو سمجھو اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

ناجائز قسمیں

(۱) غیر اللہ کی قسم کھانا ناجائز بلکہ شرک ہے جب قسم کھائے تو بس اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ

جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان والنذر جزء ۸ ص ۱۶۴ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب النہی عن الحلف لغیر اللہ تعالیٰ جزء ۲ ص ۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ (ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب الیمین بغیر اللہ جزء ۲ ص ۱۰۷ وروی الحاکم نحوہ فی الکتب الایمان والنذور وروی الترمذی نحوہ فی ابواب النذور والایمان باب فی کراھیۃ الحلف بغیر اللہ جزء اول ص ۲۸۴ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۴ ص ۲۹۷)

جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔

۲ کعبہ کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ رب کعبہ کی قسم کھائے۔

حضرت قتیلہؓ فرماتی ہیں:۔

اَتٰى حِبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْقَوْمِ اَنْتُمْ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ قَالَتْ فَاَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ (رواہ احمد وروی النسائی نحوہ فی کتاب الایمان والنذور باب الحلف بالکعبۃ جزء ۲ ص ۱۲۳ وروی الحاکم نحوہ فی کتاب الایمان والنذور وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص ۱۲۶ والمستدرک جزء ۴ ص ۲۹۷)

ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا! اے محمد، تم بڑی اچھی قوم ہوتے اگر شرک نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، وہ کیا شرک ہے (جو ہم کرتے ہیں) اس نے کہا جب تم قسم کھاتے ہو تو کہتے ہو "کعبہ کی قسم"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کچھ تاخیر کی پھر فرمایا (اے ایمان والو) جو شخص قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے۔

۳ جھوٹی قسم کھانا ناجائز ہے۔ جب قسم کھائے تو سچی قسم کھائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ وَلَا بِاُمَّهٰتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ (ابو داؤد کتاب الایمان والنذور باب الیمین بغیر اللہ جزء ۲ صـ۱۰۱ والنسائی کتاب الایمان والنذور باب الحلف بالامہات جزء ۲ صـ۱۲۲ رواتہ ثقات وسندہ صحیح متصل)

نہ اپنے باپوں کی قسم کھاؤ، نہ اپنی ماؤں کی قسم کھاؤ اور نہ (اپنے) شریکوں کی قسم کھاؤ اور اللہ کی قسم بھی نہ کھاؤ مگر اس حالت میں کہ تم سچے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب الیمین الغموس جزء ۸ صـ۱۷۱)

کبیرہ گناہ یہ ہیں:۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی شخص کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

۴ امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے۔ امانت کی قسم ہرگز نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا (ابو داؤد کتاب الایمان والنذور باب کراھیۃ الحلف بالامانۃ جزء ۲ صـ۱۰۱ وسندہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ صـ۱۰۲)

جو امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۵ قسم دلانے والے کی نیت کے خلاف قسم نہ کھائے۔ توریہ کرکے قسم دلانے والے کو دھوکا نہ دے۔ قسم دلانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اور دھوکا دینے والا گنہ گار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب یمین الحلف علی نیۃ المستحلف جزء ۲ صـ۳۵)

قسم میں قسم دلانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا جزء اول صـ۵۵)

جو شخص ہمیں دھوکا دے وہ ہم سے نہیں ہے۔

جائز قسموں کے مسائل

۱ اگر غلطی سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بزرگ وغیرہ کی قسم کھالے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حِلْفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (صحیح بخاری کتاب الایمان النذور باب لا یحلف باللات والعزی جزء ۸ ص۱۶۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب من حلف باللات والعزی جزء ۲ ص۲)

جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یہ کہا: لات اور عزیٰ کی قسم تو اُسے چاہئے کہ یہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں کہ اس کی قسم کھائی جائے)۔

۲ اگر کسی کام کے کرنے کی قسم کھالے یعنی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں بس یہی کروں گا پھر وہ اس کام کے علاوہ کسی اور کام میں بہتری دیکھے تو اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جو بہتر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاَیْتَ غَیْرَھَا خَیْرًا مِنْھَا فَکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِکَ وَاْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم جزء ۸ ص۱۵۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ندب حلفہ عینا فرأی غیرھا خیرا منھا جزء ۲ ص۲۴)

جب تم کسی کام کو کرنے کی قسم کھالو پھر اس کام کے علاوہ کسی اور کام کو دیکھو کہ وہ اس کام سے بہتر ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دو اور وہ کام کرو جو بہتر ہے۔

۳ اپنی قسم کو نیکی نہ کرنے کا بہانہ نہ بنائے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے فلاں نیک کام نہ کرنے کی قسم کھالی ہے لہٰذا میں وہ نیک کام نہیں کروں گا بلکہ ایسی صورت میں بھی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

(البقرۃ ۔ ۲۲۴)

اور (اے ایمان والو) اپنی قسموں میں (اللہ کا نام لے کر) اللہ کو نیکی اور پرہیزگاری نہ کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح نہ کرانے کا بہانہ نہ بناؤ اللہ (تمہاری قسموں کو سنتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ) سننے والا ہے اور (تمہاری نیت

کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ) جاننے والا ہے (اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی)

۴ قسم دلانے والے کی قسم کو پورا کرے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں :۔

اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب قول اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم جزء ۸ ص۱۶۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۵ قسم توڑنا گناہ ہے لہٰذا اپنی قسم کی حفاظت کرے۔ اگر قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہدے تو پھر قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ (المآئدۃ ۔ ۸۹)

اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

(البقرۃ ۔ ۲۲۵)

اور (اے ایمان والو) تمہاری (بے ارادہ منہ سے نکل جانے والی) لغو قسموں پر اللہ کوئی مؤاخذہ نہیں کریگا البتہ ان قسموں پر مؤاخذہ کریگا جو تم نے دل کے ارادہ سے کھائی ہوں گی۔ اللہ (لغو قسمیں کھانے کو معاف کردیگا، کیوں کہ وہ) غفور ہے (اور بہت معاف کرنے والا ہے) اور اللہ (کو بے ارادہ قسموں پر غصہ نہیں آتا ہے کیونکہ وہ بڑا) حلیم ہے (اور بڑا بردبار ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَقَالَ اِنْشَآءَ اللّٰہُ فَلَا حِنْثَ عَلَیْہِ (ترمذی ابواب النذور والایمان باب فی الاستثناء فی الیمین (جزء ۱ ص۲۸۳ وسندہٗ صحیح)۔

جو شخص کسی کام کے کرنے کی قسم کھائے پھر انشاء اللہ کہے تو اس پر (قسم توڑنے کا) کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

۶ جھوٹی قسم کھا کر ہرگز یہ نہ کہے کہ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو یہودی ہوجاؤں یا عیسائی ہوجاؤں وغیرہ وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب حلف بملة سوی الاسلام جزء ۸ ص ۱۶۶)

جس نے اسلام کے سوا وہ (کسی اور دین پر ہو جانے کی جھوٹی) قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا۔

(۷) آیت زیر تفسیر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بے ساختہ اور بے ارادہ منہ سے قسم نکل جائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں اور نہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ البتہ اگر دل کے ارادہ سے قسم کھائے اور پھر اُسے توڑے تو مندرجہ ذیل کفارہ دے۔

۱ | دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائے جیسا کہ عموماً اپنے اہل وعیال کو کھلاتا ہے۔

یا

۲ | دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے۔

یا

۳ | ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے، اگر ان تینوں کاموں میں سے کسی ایک کی بھی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

عمل

اے ایمان والو، بے ساختہ منہ سے نکل جانے والی قسموں کا آپ سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، ان کا توڑنا گناہ نہیں ہے لیکن دل سے کھائی ہوئی قسموں کو نہ توڑیئے، ان کا توڑنا گناہ ہے، انکی حفاظت کیجئے اور اگر کسی ضرورت سے ان کا توڑنا ضروری ہو تو کفارہ ادا کیجئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۹۰
اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ
يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ

مُنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

ترجمہ اے ایمان والو، نشہ لانے والی چیز، جُوا، (غیر اللہ کے) آستانے اور (فال نکالنے کے) تیر (یہ سب) ناپاک، شیطانی اعمال میں سے ہیں، ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاسکو ۹۰ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ نشہ آور چیز اور جوئے کے ذریعہ تم لوگوں میں دشمنی اور بغض پیدا کردے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے، تو کیا (ایسی صورت میں) تم ان چیزوں سے باز رہو گے (یا نہیں) ﴿۹۱﴾ اور (اے ایمان والو) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ یا اس کے رسول کی اطاعت نہ کرکے تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ) اور اگر تم (رسول کی اطاعت سے) منہ موڑو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو بس (احکام الٰہی کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے ﴿۹۲﴾

معانی و مصادر

(خَمْرٌ) خَمَرَ، يَخْمِرُ، خَمْرٌ (ض ون) چھپانا (خمر شراب کو بھی کہتے ہیں اس لئے کہ وہ عقل کو چھپا لیتی ہے یعنی عقل کو زائل کر دیتی ہے)۔

(مَيْسِرٌ) يَسَرَ، يَيْسِرُ، يَسْرٌ (ض) آسان ہونا، نرم ہونا (جوئے کو مَيْسِر اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں آسانی سے بغیر مشقت کے مال مل جاتا ہے)

(انصاب) نَصَبَ، يَنْصِبُ، نَصْبٌ (ض ون) تکلیف پہنچانا، کھڑا کرنا، گاڑنا (اَنْصَابٌ، نُصُبٌ کی جمع: بت، آستانے، وہ پتھر جو گاڑ دئے جائیں اور جہاں بتوں کے نام پر قربانی ذبح کی جائے)۔

(اَزْلَامٌ) اَزْلَمٌ، زَلَمٌ کی جمع: بے پر والے تیر۔

(رِجْسٌ) رَجِسَ، يَرْجَسُ، رَجَاسَةٌ (ك وس) برا کام کرنا (رِجْسٌ: ناپاکی)۔

(اِحْذَرُوْا) حَذِرَ، یَحْذَرُ، مَحْذُوْرَۃٌ (س) بچنا، ڈرنا۔

شانِ نزول

شراب کی حرمت کے سلسلہ میں یہ تیسری آیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی۔ شراب کی حرمت کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی دعاء کو بھی بڑا دخل ہے۔

حضرت عمرؓ اس طرح دعاء فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا۔

اے اللہ شراب کے سلسلہ میں واضح حکم نازل فرمادے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ الَّتِیْ فِیْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ۔

تو پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے (یعنی) یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہدیجئے کہ ان میں بڑا نقصان ہے)۔

حضرت ابو میسرہؓ فرماتے ہیں:۔

فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا فَنَزَلَتِ الْاٰیَۃُ فِیْ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی فَکَانَ مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقَامَ الصَّلٰوۃَ نَادٰی اَنْ لَّا یَقْرَبَنَّ الصَّلٰوۃَ سَکْرَانٌ فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا فَنَزَلَتِ الْاٰیَۃُ الَّتِیْ فِیْ سُوْرَۃِ الْمَآئِدَۃِ فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْہِ فَلَمَّا بَلَغَ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اِنْتَھَیْنَا اِنْتَھَیْنَا۔ (رواہ احمد وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۱۸ ص۸۶)

عمرؓ کو بلایا گیا اور ان کو یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے پھر وہی دعاء کی: اے اللہ شراب کے سلسلہ میں شافی حکم صادر فرمادے۔ پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ النساء میں ہے یعنی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی (اے ایمان والو، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے جب نماز کی اقامت کہی تو یہ اعلان کیا کہ جو شخص نشہ کی حالت میں ہو وہ ہرگز نماز کے قریب نہ آئے۔ پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ عمرؓ نے پھر وہی دعاء کی: اے اللہ شراب کے سلسلے میں شافی بیان نازل فرمادے پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ مائدہ میں ہے، عمرؓ کو بلایا گیا، اور وہ آیت ان کو سنائی گئی۔ جب آپ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ (کیا باز نہیں آؤ گے)

پر پہنچے تو عمرؓ کہنے لگے: ہم باز آگئے۔ باز آگئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَیْتُ عَلٰی نَفَرٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فَقَالُوْا تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِیْكَ خَمْرًا وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ فَاَتَیْتُهُمْ فِیْ حِشٍّ وَالْحِشُّ الْبُسْتَانُ فَاِذَا رَاْسُ جَزُوْرٍ مَشْوِیٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ فَاَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُوْنَ خَیْرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَاَخَذَ رَجُلٌ اَحَدَ لَحْیَیِ الرَّاْسِ فَضَرَبَنِیْ بِهٖ فَجَرَحَ بِاَنْفِیْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ فَفَزَرَهٗ) فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیَّ یَعْنِیْ نَفْسَهٗ شَاْنَ الْخَمْرِ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص جزء ۲ ص ۲۶۳ و ص ۲۶۵)

میں (ایک دن) انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگے (کبھی) آؤ ہم تمہیں کھلائیں اور شراب پلائیں اور یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے الغرض ایک دن میں ان کے پاس ایک باغ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے پاس اونٹ کی سری بھنی ہوئی رکھی ہے اور شراب کا ایک مشکیزہ بھی رکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ کھایا اور پیا۔ پھر میں نے انصار اور مہاجرین کا ذکر کیا۔ میں نے کہا مہاجر، انصار سے بہتر ہیں (یہ سنکر) ایک شخص نے سری کا ایک جبڑا مجھے مارا اور ناک کو زخمی کر دیا اور چیر دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے میرے سلسلہ میں شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ یعنی شراب، جوا، غیر اللہ کے آستانے اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک اور شیطانی عمل ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ سَاقِیَ الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلِ اَبِیْ طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍ الْفَضِیْخَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ الشَّیْخَیْنِ كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَیْدَةَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ) (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَاَبَا اَیُّوْبَ وَرِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِنَا وَفِیْ رِوَایَةٍ

میں ابو طلحہؓ کے مکان میں ابو طلحہؓ، ابو عبیدہؓ، ابی ابن کعبؓ، ابو ایوبؓ، ابو دجانہؓ، سہیل بن بیضاءؓ کو اور اپنے چچاؤں کو اور کئی صحابہ کو کھڑا ہوا شراب پلا رہا تھا اور میں ان سب میں چھوٹا تھا۔ اس زمانہ میں ان لوگوں کو شراب فضیخ (یعنی گدری کھجوروں کی شراب) تھی۔ رسول

لَهُ اَبَا طَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ)
(وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ اَسْقِيهِمْ
عُمُومَتِیْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمْ) فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ
فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اُخْرُجْ فَخَرَجْتُ فَاِذَا مُنَادٍ
يُنَادِیْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ
لَّهُمَا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ قَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ
فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ لِیْ
اَبُوْطَلْحَةَ اُخْرُجْ فَاَهْرِقْهَا (وَفِیْ رِوَایَةٍ
لِّمُسْلِمٍ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجَرَّةِ فَاكْسِرْهَا)
فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا (وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ
فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهِ
حَتّٰى تَكَسَّرَتْ فَجَرَتْ فِیْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ
فَمَا سَالُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

(صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب نزول تحریم الخمر وھی من البسر والتمر جزء ۷ ص ۱۳۶ وکتاب المظالم باب صب الخمر فی الطریق جزء ۳ ص ۱۷۳ وکتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ المآئدۃ جزء ۶ ص ۶۷ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر جزء ۲ ص ۱۸۹ تا ص ۱۹۱)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے کہ شراب حرام ہوگئی۔ ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا باہر جاکر دیکھو (کہ یہ کیسا اعلان کر رہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی اتنے میں ایک) آدمی آیا اس نے (اہل مجلس سے) پوچھا: کیا تمہیں خبر پہنچی ہے۔ وہ کہنے لگے: کیا خبر؟ اس نے کہا شراب حرام ہوگئی۔ ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: باہر جاکر اس مٹکے کو توڑ دو اور شراب کو بہادو۔ میں باہر نکلا اور سل کے ایک بیٹے کو اٹھاکر مٹکے کے پیندے میں مارا یہاں تک کہ وہ مٹکا ٹوٹ گیا اور شراب بہ گئی۔ (اس دن) مدینہ کے گلی کوچوں میں شراب بہ رہی تھی۔ اس شخص کی خبر سننے کے بعد نہ ان لوگوں نے خبر کی تصدیق کی اور نہ پھر کبھی شراب پی۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ) اے ایمان والو، شراب، جوا، آستانے اور فال نکالنے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں (فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ) شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈلوادے اور تمہیں اللہ تعالےٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے (فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ) تو کیا تم ان کاموں سے باز نہیں آؤ گے (وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا) اور اے ایمان والو،

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے) ڈرتے رہو (فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ) اور اگر منہ پھیر دگے تو اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ تم اس کی نافرمانی کر کے اس کا کچھ نہیں بگاڑو گے بلکہ اپنا ہی بگاڑو گے۔ تمہاری آخرت خراب ہو جائے گی اور تمہیں سخت عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِىْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝

(الجن ۔ ۲۲ و ۲۳)

اور (اے رسول آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کے مقابلہ میں کوئی بچا نہیں سکتا اور مجھے اسکے علاوہ کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی۔ (میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور نہ مجھے کہنے کا اختیار ہے) مگر ہاں میں اللہ کی طرف سے (اس کے احکام) کی تبلیغ (کر رہا ہوں) اور اسکے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور (سن لو کہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شراب سے بچو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے کر شراب سے بچنے کو فرض کر دیا اور کیونکہ فرض کی خلاف ورزی حرام ہے لہٰذا اس حکم سے نتیجہ یہ نکلا کہ شراب حرام ہے شان نزول میں اوپر جو حدیث نقل کی گئی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کرایا تھا اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے "فَاجْتَنِبُوْهُ" کا حکم دے کر شراب کو حرام کر دیا مزید برآں یہ بھی ثابت ہوا کہ فرض کی خلاف ورزی حرام ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں سے بچنے کا حکم دیا لہٰذا یہ چاروں چیزیں حرام ہو گئیں۔ پھر آگے "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" فرما کر اس کی مزید تاکید کر دی۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کے بغیر فلاح نہ مل سکے وہ ضرور لازمی ہو گی گویا یہ الفاظ "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" بھی ان چاروں چیزوں کی حرمت ہی پر دلالت کرتے ہیں۔

الغرض ان چاروں کاموں کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل کلمات میں سے ہر ایک کلمہ ان کی حرمت پر دال ہے:۔

(۱) رِجْسٌ (یعنی ناپاک)،
(۲) مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (یعنی شیطانی عمل)،
(۳) فَاجْتَنِبُوْا (اس سے بچو)،
(۴) لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (تاکہ تم فلاح پاؤ)،

پھر اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں میں سے شراب اور جوئے کے مزید نقصانات کی وضاحت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا کہ شراب اور جوئے کے مزید نقصانات یہ ہیں:۔

۱ شیطان ان دونوں کے ذریعہ تمہارے دلوں میں عداوت اور بغض ڈلوانا چاہتا ہے،

۲ شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں نماز بھی شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ۔۱۴) میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

اس کے باوجود نماز کا علیحدہ ذکر اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یہ دونوں نقصان بڑے عام ہیں عموماً نشہ میں اور جوئے کے کھیل میں لڑائی جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور نمازیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔ نشہ میں تو ہوش حواس باقی نہیں رہتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو ہی نہیں سکتا اور جوئے کے کھیل میں انہماک اتنا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونا لازمی امر ہے۔

اب ہم ان چاروں چیزوں کے سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ تفصیلی مسائل بیان کرتے ہیں۔

۱۔ شراب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا المسکر جزء اول منہ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر جزء ۲ صـ۱۹۹)

ہر پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِى الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب قول اللہ تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس جزء، صـ۱۳۵ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب عقوبۃ من شرب الخمر جزء ۲ صـ۲۰۱)

جس نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں شراب اس پر حرام کر دی جائے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی بیت المقدس کے مقام پر آپ کو دو پیالے پیش

فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ (صحیح بخاری کتاب الاشربة باب وقول اللہ تعالیٰ. انما الخمر والمیسر و والانصاب والازلام رجس جزء ۲ ص ۱۳۵ وصحیح مسلم کتاب الاشربة باب جواز شرب اللبن جزء ۲ ص ۲۰۳)

کئے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دیکھا اور دودھ (کا پیالہ) لے لیا۔ جبریل نے کہا: سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی۔ اگر آپ شراب (کا پیالہ) لے لیتے تو آپ کی (پوری) امت گمراہ ہو جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ (صحیح بخاری کتاب الاشربه باب قول اللہ تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس جزء ۷ ص ۱۳۵)

قیامت کی علامات میں سے یہ باتیں ہیں:۔ جہالت زیادہ ہوگی، علم کم ہو جائے گا، زنا زیادہ ہوگا، شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران و کفیل صرف ایک مرد ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ (صحیح بخاری کتاب الاشربة باب قول اللہ تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس جزء ۷ ص ۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون جزء اول ص ۴۲)

کوئی شخص جب شراب پیتا ہے تو اس حالت میں شراب نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَقَاطِعُ رَحِمٍ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ نَهَرِ الْغُوطَةِ قِيلَ وَمَا نَهَرُ الْغُوطَةِ قَالَ نَهَرٌ يَجْرِي مِنْ فُرُوجِ الْمُومِسَاتِ يُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ رِيحُ فُرُوجِهِنَّ (مسند احمد وسندہ صحیح

تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: ہمیشہ شراب پینے والا، رشتہ کا توڑنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اور جو شخص ہمیشہ شراب پیتے ہوئے مر گیا اس کو اللہ عزوجل غوطہ کی نہر سے (پیپ) پلائے گا لوگوں نے پوچھا غوطہ کی نہر کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ ایک نہر ہے جو زناکار عورتوں کی شرم گاہوں

بلوغ الامانی جزء ۱۷ ص ۱۳۶)

سے نکلتی ہے، ان عورتوں کی شرمگاہوں کی بدبو سے دوزخیوں کو بڑی تکلیف پہنچے گی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا بِاَرْضٍ یُصْنَعُ فِیْھَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ یُقَالُ لَہُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِیْرِ یُقَالُ لَہُ الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا جزء ۸ ص ۳۶ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر جزء ۲ ص ۲)

(میں نے کہا) اے اللہ کے رسول ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے جس کو بتع کہتے ہیں اور جَو سے شراب بنائی جاتی ہے جس کو مزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَی اللّٰہِ عَھْدًا لِمَنْ یَشْرَبُ الْمُسْکِرَ اَنْ یَّسْقِیَہٗ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا طِیْنَۃُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَھْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَۃُ اَھْلِ النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر جزء ۲ ص ۲)

ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ نشہ والی چیز پینے والے کے لئے اللہ کا یہ عہد ہے کہ اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول طینۃ الخبال کیا چیز ہے آپ نے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ بیان ان کل مسکر خمر جزء ۲ ص ۲)

ہر نشہ لانے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

نشہ آور چیزوں کے متعلق جملہ مسائل

نشہ لانے والی چیزوں کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) ہر نشہ کی چیز نجس ہے۔ (آیت زیر تفسیر)

(۲) ہر نشہ لانے والی چیز خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنائی ہو حرام ہے (ص ۴۹۳)

اب ہم نشہ آور چیزوں کے متعلق بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۳) جس چیز کی کثیر مقدار نشہ لائے اس میں سے قلیل مقدار کا کھانا پینا بھی حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ (رواہ ابوداؤد عن عائشۃ فی کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی السکر جزء ۲ ص ۱۶۳ وسندہ صحیح التعلیق المغنی علی الدارقطنی جزء ۲ ص ۵۳۳)

جس چیز کا ایک فرق (یعنی تین صاع) نشہ لائے اس میں سے ایک چلو بھی حرام ہے۔

(۴) نشہ آور چیز کا سرکہ نہ بنائیے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم تخلیل الخمر جزء ۲ ص ۱۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے متعلق سوال کیا گیا کہ اس کا سرکہ بنالیا جائے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۵) شربت بنانے کے لئے۔

۱۔ خشک کھجور اور کچی کھجور کو ساتھ نہ بھگوئے۔

۲۔ کھجور اور خشک انگور کو ساتھ نہ بھگوئے۔

۳۔ کچی کھجور اور تر کھجور کو ساتھ نہ بھگوئے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگوئے۔

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ (صحیح بخاری کتاب الاشربۃ باب من رای ان لا یخلط البسر والتمر جزء ۷ ص ۱۲ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب کراھۃ انتباذ التمر والزبیب جزء ۲ ص ۱۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک انگور اور کھجور (کو) اور کچی کھجور اور تر کھجور (کو ساتھ بھگونے) سے منع فرمایا۔

حضرت ابوقتادہ رضؓ کہتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجْمَعَ بَیْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ وَلْیُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی حِدَةٍ (صحیح بخاری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی اور کچی کھجور کو اور خشک کھجور اور خشک انگور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

کتاب الاشربۃ باب من رأی ان لا یخلط البسر والتمر جزء ۳ ص ۱۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَلٰكِنِ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَةٍ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب کراھۃ انتباذ التمر والزبیب مخلوطین جزء ۲ ص ۱۹۳)

کچی کھجور اور تر کھجور ملا کر نہ بھگوؤ اور تر کھجور اور کشمش کو ساتھ نہ بھگوؤ، بلکہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگوؤ۔

(۶) اگر خشک انگور کو بھگو کر شربت بنائے تو اسے تیسرے دن کی شام تک پیئے اور پلائے۔ اس کے بعد اسے پھینک دے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلٰى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ إِلَى الْعَصْرِ) ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقٰى أَوْ يُهْرَاقُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد جزء ۲ ص ۲۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خشک انگور بھگوئے جاتے تھے تو آپ ان کا شربت اس دن پیتے دوسرے دن پیتے اور تیسرے دن شام یعنی عصر تک پیتے پھر آپ حکم دیتے کہ پی لیا جائے یا بہا دیا جائے۔

(۷) نشہ آور چیز کو دوا کے طور پر بھی استعمال نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم التداوی بالخمر جزء ۲ ص ۱۹۱)

شراب دوا نہیں ہے، بلکہ بیماری ہے۔

(۸) نشہ آور چیز کی خرید و فروخت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر جزء اول ص ۶۸۹)

جس نے شراب کے پینے کو حرام کیا ہے اسی نے اس کی خرید و فروخت کو حرام کیا ہے۔

(۹) نشہ آور چیز کے بنانے میں کسی قسم کا تعاون نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لُعِنَتِ الْخَمْرَةُ عَلٰى عَشَرَةِ اَوْجُهٍ بِعَيْنِهَا وَعَاصِرِهَا وَمُعْتَصِرِهَا وَبَائِعِهَا وَمُبْتَاعِهَا وَحَامِلِهَا وَالْمَحْمُوْلَةِ اِلَيْهِ وَاٰكِلِ ثَمَنِهَا وَشَارِبِهَا وَسَاقِيْهَا (ابن ماجہ ابواب الاشربۃ جزء ۲ ص۳۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۸۴۶)

شراب پر دس وجوہ سے لعنت کی گئی ہے۔ اس پر، اس کے نچوڑنے والے پر، جس کے لئے نچوڑی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، جس کے لئے لے جائی جائے اس پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر۔

(۱۰) نشے کی چیز کھانے یا پینے والے کو ۸۰ کوڑے مارے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهٗ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ اَرْبَعِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر جزء ۲ ص۵۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ نے دو ٹہنیوں سے اُسے تقریباً چالیس مرتبہ مارا۔

(۱۱) تین مرتبہ شراب پینے پر کوڑے مارے، چوتھی مرتبہ شراب پئے تو اُسے قتل کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔ (رواہ احمد عن معاویۃ وسندہ صحیح بلوغ جزء ۱۶ ص۱۲۱)

جس نے شراب پی اُسے کوڑے مارو پھر پئے تو کوڑے مارو اگر چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو۔

۲- جُوا

(۱) جُوا کھیلنا حرام ہے لہٰذا اس میں کسی قسم کا تعاون نہ کرے۔

(۲) اگر اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جُوا کھیلیں تو اس قولِ بد کے کفارہ کے لئے کچھ صدقہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم

جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں تو اُسے چاہئے کہ صدقہ دے۔

یا کفار من قال ذلك میتا ولا جزء ۸
ص۳۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب
حلف باللات والعزی جزء ۲ ص۲۰)

(۳) گھوڑ دوڑ میں اپنے گھوڑے کو اس حال میں شامل نہ کرے کہ اس کے جیتنے کا یقین ہو۔ ایسا کرنا جوا ہے (یعنی اگر مقابلہ برابر کا نہ ہو تو اپنے گھوڑے کو گھوڑ دوڑ میں شامل نہ کرے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ یَعْنِیْ وَھُوَ لَا یُؤْمَنُ اَنْ یُّسْبَقَ فَلَیْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ وَ قَدْ اَمِنَ اَنْ یُّسْبَقَ فَھُوَ قِمَارٌ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المحلل جزء اول ص۳۵۵ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۴ ص۱۲۶ ونیل الاوطار جزء ۸ ص۶۷)

جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا داخل کرے اور وہ پیچھے رہ جانے سے مامون نہ ہو تو ایسا کرنا جوا نہیں ہے لیکن جو شخص اپنے گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کرے اور وہ پیچھے رہ جانے سے مامون ہو (یعنی اس کا ہارنا ناممکن ہو) تو ایسا کرنا جوا ہے۔

۳۔ آستانے

غیر اللہ کے آستانوں پر قربانی کرنا، نذر و نیاز کرنا اور منتیں ماننا یہ سب شرک ہیں۔

نوٹ:۔ تفصیل کے لئے اسی سورت کی آیت ۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ فال نکالنا

فال نکالنا بھی حرام ہے۔ غیب کی خبریں معلوم کرنے کی کوشش ناجائز ہے۔ فال سے آئندہ کی خبریں معلوم کرنا صرف وہم ہے، حقیقت کچھ نہیں۔ آئندہ کی خبریں صرف اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جان سکتا۔

عمل

اے ایمان والو، مندرجہ ذیل چیزوں کو حرام سمجھئے، اور ان سے بچئے۔

(۱) نشے کی چیز۔

۳ غیراللہ کے آستانوں پہ نذرونیاز کرنا اور منتیں ماننا۔

۴۔ فال نکالنا۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیئے اور ان کی نافرمانی کے بُرے نتائج سے ڈرتے رہیئے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا
اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا، وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾

ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو (ممانعت سے پہلے) جو کچھ انہوں نے کھایا اس کے کھانے میں ان پر کوئی گناہ نہیں جبکہ (ان کی حالت یہ رہی کہ) وہ حرام چیزوں سے بچتے رہے اور ایمان لاکر عمل صالح کرتے رہے پھر (اگر اسی اثناء میں کوئی اور چیز حرام ہو گئی تو) اس سے بھی بچے اور (حکم الٰہی پر) ایمان لائے، پھر وہ (تمام) حرام چیزوں سے بچتے رہے اور نیکیاں کرتے رہے تو (اللہ ان سے محبت کریگا) اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿٩٣﴾

معانی و مصادر (جُنَاحَ، جَنَحَ، يَجْنَحُ، جُنُوْحٌ (ض، ن، ف) جھکنا، مائل ہونا (جُنَاحٌ = گناہ)۔

شان نزول حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

آمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ .... فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَّھِیَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا الایۃ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب صب الخمر فی الطریق جزء ۳ ص۱۷۳ و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر جزء ۲ ص۱۸۹ و اللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے "خبردار ہو جاؤ، شراب حرام ہو گئی"..... بعض لوگوں نے کہا کچھ لوگ ایسی حالت میں شہید ہو گئے کہ شراب انکے پیٹوں میں تھی۔ ان کے اس قول کے جواب میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا الآیۃ

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو جو کچھ انہوں نے (ممانعت سے پہلے) کھایا (پیا) اس کے کھانے (پینے) پر انہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا (اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) جب کہ شراب کی حرمت سے پہلے ان کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ) وہ ہر حرام چیز سے بچتے رہے، ہر (حکم الٰہی پر) ایمان لاتے رہے اور نیک عمل کرتے رہے (ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا) پھر (اگر کسی وقت کوئی اور چیز حرام ہوئی تو اس سے بھی بچے اور حکم الٰہی پر ایمان لائے (ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا) پھر یہی نہیں وہ (تمام) برائیوں سے بچتے رہے اور نیکیاں کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ضائع نہیں کرے گا (وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ) اور اے لوگو، اللہ تعالیٰ تو نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، ہر حکم الٰہی پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہیئے، نیک عمل کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کا آپ کو علم نہ ہو تو جب علم ہو جائے فوراً اس پر عمل شروع کر دیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَيَبْلُوَنَّكُمُ
ٱللَّهُ بِشَىْءٍ مِّنَ ٱلصَّيْدِ تَنَالُهُۥٓ
أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ
ٱللَّهُ مَن يَخَافُهُۥ بِٱلْغَيْبِ
فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ
فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾ يَٰٓأَيُّهَا
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْتُلُوا۟
ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ وَمَن
قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ

مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ
بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا
بَٰلِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّٰرَةٌ طَعَامُ
مَسَٰكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ
صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ
عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ
عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ
عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ٩٥ أُحِلَّ
لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ
عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ
حُرُمًا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۹۶

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ ایک شکار کے ذریعہ ضرور تمہاری آزمائش کریگا جس کو تم اپنے ہاتھوں اور نیزوں سے شکار کروگے تاکہ وہ یہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے (یعنی کون اللہ سے ڈر کر حالت احرام میں شکار نہیں کرتا) پھر اس کے بعد جو شخص زیادتی کریگا (اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا) تو اس کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے ۹۴ اے ایمان والو، (وہ حکم جس کی خلاف ورزی سے تمہیں اوپر ڈرایا گیا ہے یہ ہے کہ) جب تم حالت احرام میں ہو تو شکار نہ کیا کرو، پھر تم میں سے جس نے جان بوجھ کر شکار کیا تو اس کا بدلہ (یا کفارہ) یہ ہے کہ جو جانور مارا ہے اسی کے مثل جانور جس کا تعین تم میں سے دو معتبر آدمی کریں قربانی کے لئے کعبہ کو بھیج دے یا بطور کفارے کے (اس جانور کی قیمت میں جتنے مساکین کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے اتنے) مساکین کو کھانا کھلائے یا ان کی تعداد کے برابر روزے رکھے (یہ کفارہ اس لئے ہے) تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا (کا مزا) چکھے، جو پہلے ہو چکا اسے تو اللہ نے معاف کر دیا ہے لیکن پھر جو یہ کام کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا کیونکہ اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے ۹۵ (اے ایمان والو) تمہارے لئے بحری شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے، اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور مسافروں کا بھی فائدہ ہے البتہ جب تک تم حالت احرام میں ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم (قیامت کے دن) جمع کئے جاؤ گے ۹۶

معانی ومصادر

(تَنَالَ) نَالَ، يَنِيْلُ، يَنَالُ، نَيْلٌ وَنَالٌ وَنَالَةٌ (ض، ف) پہنچنا۔
(رِمَاح) رَمَحَ، يَرْمَحُ، رَمْحٌ (ف) نیزہ مارنا (رِمَاحٌ، رَمْحٌ کی جمع: نیزے)۔

(حُرُمٌ) حَرِمَ، یَحْرَمُ، حَرَمٌ وحَرَامٌ (س) حَرُمَ، یَحْرُمُ، حُرْمٌ وحَرَامٌ (ك) حرام ہونا (حُرُمٌ جمع حرام کی: حرمت والے، احرام باندھنے والے)۔

(وَبَال) وَبُلَ، یَوْبُلُ، وَبْلٌ وَبَالٌ (ك) سخت ہونا (وَبال، برا انجام)

(سَیَّارَةٌ) سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرٌ وتَسْیَارٌ ومَسِیْرٌ ومَسِیْرَةٌ وسَیْرُوْرَةٌ۔ سفر کرنا، سیارہ: قافلہ، سیار کا مؤنث جو مبالغہ کا صیغہ ہے)۔

(دُمْتُمْ) دَامَ، یَدُوْمُ، دَوْمٌ ودَوَامٌ (ن) قائم رہنا۔

تفسیر سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں شکار کی ممانعت فرمادی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ (المائدۃ - ۱) **حالت احرام میں شکار کو حلال نہ سمجھنا۔**

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ہم اس حکم کی تعمیل کے سلسلہ میں تمہاری آزمائش کریں گے تاکہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗٓ اَیْدِیْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ) اے ایمان والو، ہم ضرور ایسے شکار سے تمہاری آزمائش کریں گے جو تمہاری دسترس اور تمہارے نیزوں کی زد میں ہوگا، جس پر تم بآسانی قابو پا سکو گے۔ (لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ) تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو بغیر دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان لوگوں سے ممتاز کر دے جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے وہ ہوں گے جو جانور کو اپنے نیزوں کی زد میں دیکھ کر بھی اس کا شکار نہیں کریں گے۔ یہی لوگ اپنے ایمان میں سچے ہوں گے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ لالچ میں گرفتار ہو کر آزمائش میں پورے نہیں اتریں گے، وہ شکار کر کے حدود الٰہی سے تجاوز کر بیٹھیں گے۔ (فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) اور جو شخص بھی اس حکم کے بعد حدود اللہ سے تجاوز کریگا تو اس کو آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔

بغیر دیکھے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس سے ڈرتے رہنا ہی درحقیقت کامیابی کی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ ○
(یٰسٓ - ۱۱)

آپ تو اُسے ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے، (اے رسول) ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ○

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہوگی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا۔

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ (قٓ - ۳۱ تا ۳۵)

(پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے (احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے ان کے لئے جو کچھ وہ اس میں چاہیں گے (موجود ہوگا) اور ہمارے پاس تو اور بھی بہت کچھ ہوگا (جو ہم انہیں دیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ (الملک - ۱۲)

(اے رسول) جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کی خبر دی تھی، پھر اس خبر کے مطابق ایک موقع پر صحابہ کرام کی آزمائش کی۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں:۔

اِنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهٗ وَلَمْ اُحْرِمْ فَاُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ اَصْحَابِيْ بِحِمَارٍ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ اِلٰى بَعْضٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ لَهٗ وَاَحَبُّوْا لَوْ اَنِّيْ اَبْصَرْتُهٗ فَنَظَرْتُ فَرَاَيْتُهٗ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهٗ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقُمْتُ اِلَى الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثُمَّ

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال (عمرہ کرنے کے لئے) سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کے تمام صحابہ نے احرام باندھ لیا تھا صرف میں نے احرام نہیں باندھا تھا (دورانِ سفر) ہمیں خبر ملی کہ دشمن غیقہ کے مقام پر ہے لہٰذا ہم نے انہی کا رخ کیا۔ میرے ساتھیوں نے (اثنائے راہ میں) ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ میں اپنی جوتی سینے میں مشغول تھا لیکن انہوں نے مجھے نہیں بتایا اگرچہ وہ چاہتے تھے کہ میں اُسے دیکھ لوں۔ دفعتہً جب میں نے اوپر نظر اٹھائی تو میں نے گدھے کو دیکھا میں گھوڑے کی طرف گیا، اس پر زین کسا پھر میں اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ لینا بھول

رَكِبْتُ فَشَرَدَتْ عَلَى الْحِمَارِ) فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... ..... فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا اصْطَدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ (وَفِي رِوَايَةٍ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا..... فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوْ اصْطَدْتُمْ) (صحیح بخاری کتاب الحج باب اذا رای المحرمون صیدا فضحکوا جزء ۳ ص۱۵ وباب لا یشیر المحرم الی الصید لکی یصطادہ المحلال جزء ۳ ص۱۶ وکتاب الاطعمۃ باب تعرق العضد جزء ۷ ص۹۵ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم جزء اول ص۴۹۱ و ص۴۹۲)

گیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے کوڑا اور نیزہ اٹھا کر دے دو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کام میں تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کریں گے۔ مجھے غصہ آ گیا۔ میں اترا، میں نے کوڑا اور نیزہ لیا پھر میں سوار ہو گیا، پھر میں گھوڑے کے ذریعہ اس پر حملہ آور ہوا اور نیزہ چبھو کر اُسے روک دیا۔ میں نے پھر ان سے مدد طلب کی، انہوں نے پھر میری مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ الغرض ہم سب نے اس میں سے کھایا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا..... میں نے کہا، ہم نے ایک جنگلی گدھے کا شکار کیا ہے (کیا اس کا کھانا ہمارے لئے جائز ہے) آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے شکار کیا تھا یا اس پر حملہ کرنے کے لئے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا یا کسی قسم کی مدد کی تھی؟ صحابہ نے کہا، نہیں۔ آپ نے صحابہ سے جو احرام باندھے ہوئے تھے فرمایا: جو بچا ہوا ہے وہ بھی تم کھا سکتے ہو اور کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے۔ میں نے (اس کا) بازو پیش کیا، آپ نے اس میں سے کاٹ کر کھایا (نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

الغرض صحابہ کرام اس آزمائش میں پورے اترے۔ انہوں نے باوجود خواہش کے شکار کرنا تو کجا شکار کرنے کے سلسلہ میں کسی قسم کا تعاون تک نہیں کیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دلوں میں واقعی اللہ تعالیٰ کا خوف تھا اور وہ کوئی ایسا کام کرنا نہیں چاہتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔

اگرچہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں شکار کو حرام کر دیا تھا تاہم اس آیت میں مزید تاکید کے طور پر فرمایا کہ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ) اے ایمان والو، اس حالت میں کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو شکار کو قتل نہ کرنا (وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ) اور جو شخص جان بوجھ کر حالت احرام میں شکار کو قتل کر دے تو اس کے بدلہ میں بطور کفارہ اسی کے مثل ایک چوپایہ (يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ) جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں (هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ) قربانی کے لئے کعبہ کو روانہ کرے (أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ) یا کفارہ میں مساکین کو کھانا کھلائے (أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا) یا مساکین کی تعداد کے مطابق روزے رکھے (لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ) تاکہ وہ اپنے کام کے وبال کا مزا چکھے۔

کفارہ میں جو قربانی دی جائے گی وہ مختلف صورتوں میں مختلف ہوگی مثلاً بکرا، گائے، اونٹ وغیرہ اس لحاظ سے مساکین کی تعداد جس کو کھانا کھلایا جائے گا مختلف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔

(البقرۃ - ۱۹۶)

اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح نہ ہو جائے) البتہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا تم میں سے کسی کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (وہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے سر منڈا سکتا ہے ایسی صورت میں) اسے چاہئے کہ بطور فدیہ کچھ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے نہ روزوں کی تعداد بتائی اور نہ صدقہ کی مقدار بتائی۔ البتہ جب حضرت کعب بن عجرہؓ کو جوؤں کے عذر سے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈانا پڑا تھا تو اسی آیت کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:۔

اَمَا تَجِدُ شَاةً۔ — کیا تمہیں بکری میسر ہے؟

حضرت کعبؓ نے عرض کیا:۔

لَا۔ — نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقر جزء ۶ ص ۳۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم اذا کان باذی جزء اول ص ۴۹۶ واللفظ للبخاری)

تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، (اس طرح کہ) ہر مسکین کو (اپنے) طعام کا نصف صاع دو۔

تفصیل کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶ اور مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر حالت احرام میں شکار کرنے کے کفارہ میں بکری قربانی کرنی ہو لیکن بکری میسر نہ ہو تو اس کے بدلہ میں چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یا تین روزے رکھنے ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مساکین کی تعداد جن کو کھانا کھلانا ہوگا روزوں کی تعداد کی دگنی ہوگی اس حدیث سے ایک بکری چھ مسکینوں کے برابر قرار پائی ہے۔ اسی حساب سے گائے اور اونٹ

وغیرہ کے بدلہ میں جن مساکین کو کھانا کھلایا جائیگا ان کی تعداد کا حساب بھی لگایا جاسکتا ہے۔ ہر مسکین کو نصف صاع طعام دیا جائیگا یعنی اس چیز کا نصف صاع جو دینے والا عام طور پر کھاتا ہو۔

اگر کفارہ دینے والا روزہ رکھے تو ان کی تعداد مساکین کی تعداد کا نصف ہوگی۔

آگے فرمایا (عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ) جو پہلے ہو چکا اسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا (وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ) اور جو دوبارہ یہ کام کریگا یعنی حالت احرام میں شکار کرے گا (وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ) اللہ تعالیٰ غالب زبردست اور انتقام لینے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی شخص انتقام لینے سے باز نہیں رکھ سکتا، اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا (اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ) اور اے ایمان والو، بحری شکار اور اس کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے اور قافلہ والوں کا بھی فائدہ ہے تم بحری شکار کر بھی سکتے ہو اور اس کا گوشت کھا بھی سکتے ہو (وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا) لیکن خشکی کا شکار تم نہیں کر سکتے۔ خشکی کا شکار تم پر حرام ہے جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو۔

(مَا دُمْتُمْ حُرُمًا) سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جب تک احرام میں ہو خشکی کا شکار نہیں کر سکتا البتہ احرام اتارنے کے بعد خشکی کا شکار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (المآئدۃ-۲) اور جب تم احرام اتار دو تو پھر شکار کر سکتے ہو۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ) اور اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو جس کے پاس تمہیں قیامت کے دن جمع ہونا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حدود کی خلاف ورزی میں اس دن دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑے۔

حالت احرام میں شکار کے مسائل کا خلاصہ

حالت احرام کے مندرجہ مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) حالت احرام میں خشکی کا شکار کیا جا سکتا ہے (المآئدۃ-۹۶)

(۲) احرام اتارنے کے بعد خشکی کا شکار کیا جا سکتا ہے (المآئدۃ-۲)

(۳) حالت احرام میں بحری شکار کیا جا سکتا ہے اور اسے کھایا جا سکتا ہے (المآئدۃ-۹۶)

(۴) اگر کوئی شخص حالت احرام میں قصداً خشکی کا شکار کرے تو اس کو مندرجہ ذیل کفارہ ادا کرنا ہوگا (المآئدۃ-۹۵)

جس جانور کا شکار کیا ہے اسی کے مثل مویشی میں سے کوئی جانور قربانی کے لئے کعبہ روانہ کرنا ہوگا۔ مویشی میں سے جس جانور کو کفارہ میں کعبہ روانہ کیا جائے گا اس کا فیصلہ دو عادل مسلم کریں گے۔

یا

چند مساکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔ ہر مسکین کو آدھا صاع طعام دیا جائیگا۔ اگر کفارہ میں بکری قربانی کے لئے کعبہ بھیجنی ہوگی تو مساکین کی تعداد چھ ہوگی۔ گائے اور اونٹ کی قربانی کے بدلہ میں جتنے مساکین کو کھانا

کھلایا جائے گا ان کی تعداد اسی حساب سے نکال لی جائے گی۔

یا

چند روزے رکھنے ہوں گے۔ اگر بکری کی قربانی کرنی ہوگی تو روزوں کی تعداد تین ہوگی یعنی مساکین کی تعداد کا نصف۔

اگر گائے یا اونٹ کی قربانی کرنا ہو تو اس صورت میں بھی روزوں کی تعداد مساکین کی تعداد کا نصف ہوگی۔

احرام کی پابندی

اب ہم ان تمام پابندیوں کا ذکر کرتے ہیں جو حالت احرام میں عائد ہوتی ہیں۔ یہ پابندیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے۔ (المآئدۃ۔ ۲ و ۹۵ و ۹۶) البتہ مندرجہ ذیل جانوروں کو مارنا جائز ہے۔

بچھو، کوا، چوہا، کھٹ کنا کتا اور چیل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ فِی الْحَرَمِ وَالْحِرَامِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ (صحیح مسلم کتاب الحج)

پانچ جانور ایسے ہیں جن کا حرم میں اور حالت احرام میں قتل کرنا گناہ نہیں ہے۔ چوہا، بچھو، کوا، چیل اور کٹ کھنا کتا۔

یندب للمحرم وغیر قتلہ من الاواب فی الحل والحرم جزء اول ص۲۹۲)

(۲) حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنے والے کی کسی بھی قسم کی اعانت کرنا یا شکار کی نشاندہی کرنا یا شکار کرنے کی ترغیب دینا حرام ہے اور ایسے شکار کا گوشت کھانا بھی حرام ہے (حدیث برص ۸۰۶)۔

(۳) حالت احرام میں مرد کو قمیص پہننا، عمامہ باندھنا، پاجامہ پہننا، ٹوپی اوڑھنا، موزے پہننا حرام ہے اور ایسے کپڑے بھی جن میں زعفران اور ورس لگی ہوئی ہو پہننا حرام ہے۔ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن اُسے اتنا کاٹ دے کہ ٹخنے کھل جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول، محرم کون سے کپڑے پہنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محرم نہ قمیصیں پہنیں، نہ عمامے باندھیں، نہ پاجامے پہنیں، نہ ٹوپیاں اوڑھیں اور نہ موزے پہنیں۔ اگر کسی کے

إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ) وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب ما لا یلبس المحرم من الثیاب جزء ۲ صـ۱۶۸ وباب لبس الخفین للمحرم اذا لم یجد النعلین جزء ۲ صـ۲۰ وصحیح مسلم کتاب الحج باب ما یباح للمحرم بحج او عمرة وما لا یباح جزء اول صـ۴۸۱ واللفظ للبخاری)

پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے۔ لیکن ان کو ٹخنے کے نیچے تک کاٹ دے اور ایسے کپڑے بھی نہ پہنیں جس میں زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔

(۴) محرمہ عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب ما ینهی من الطیب للمحرم والمحرمة جزء ۲ صـ۱۷۱)

محرمہ عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔

(۵) حالت احرام میں خوشبو نہ لگائے اور نہ خوشبودار کپڑا پہنے۔ اگر بدن پر پہلے سے خوشبو لگی ہوئی ہو تو اسے تین دفعہ دھو ڈالے اگر دھونے کے بعد بھی خوشبو کی چمک دکھائی دے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر محرم مر جائے تب بھی اس کے خوشبو نہ لگائے۔

حضرت یعلیؓ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ۔

(میں نے کہا) اے اللہ کے رسول، اس آدمی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس نے خوشبو لگانے کے بعد ایک جبہ میں عمرہ کا احرام باندھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب ما یباح للمحرم بحج او عمرة وما لا یباح جزء اول صـ۴۸۱ و صحیح

تمہارے بدن پر جو خوشبو لگی ہوئی ہے اُسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جبہ اتار دو، پھر اپنے عمرہ میں وہی کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو۔

بخاری کتاب المناسك باب غسل الخلوق ثلاث مرّات جزء ۲ صـ۱۶۷ واللفظ لمسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ (وَفِي رِوَايَةٍ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ) وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا (صحیح بخاری کتاب المناسك باب سنة المحرم اذا مات وباب المحرم يموت بعرفة جزء ۳ صـ۱۲ وصحیح مسلم کتاب الحج باب ما يفعل بالمحرم اذا مات جزء اول صـ۲۹۹ واللفظ للبخاری)۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اسی اثناء میں وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی اونٹنی نے اُسے کچل دیا۔ وہ احرام باندھے ہوئے تھا (اور اسی حالت میں) وہ مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری سے غسل دو، اس کے دو کپڑوں میں اُسے کفنا دو، اسکے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ سر ڈھانکو، کیونکہ قیامت کے دن یہ لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ قَالَ قُلْنَا اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهٗ قَالَ فَاَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيْبَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول صـ۵۰۸)

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ احرام اتار دے ہم نے کہا کیا چیزیں (اب ہمیں) حلال ہیں آپ نے فرمایا: تمام چیزیں حلال ہیں۔ پھر ہم (اپنی) بیویوں کے پاس آئے، (اپنے) کپڑے پہن لئے اور خوشبو لگائی۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا مِنْ رُّءُوْسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهٗ امْرَاَتُهٗ فَهِيَ لَهٗ حَلَالٌ وَالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب مایلبس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ بیت اللہ کا اور صفا مروہ کا طواف کریں، پھر بال کتریں اور احرام اتار دیں، مگر یہ حکم صرف اس کے لئے ہے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو جس کے گلے میں اس نے پٹہ ڈال دیا ہو اور جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو وہ اس

المحرم من الثیاب جزء ۲ ص ۱۷)

کے لئے حلال ہے اور خوشبو اور کپڑے بھی حلال ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب الطیب عند الاحرام جزء ۲ ص ۱۲۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب الطیب عند الاحرام ۱/۳۸۸)

گویا کہ میں (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں اس حالت میں کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے (اس) خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں (جو احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی)۔

(۶) حالت احرام میں بال نہ مونڈے اور نہ بال کتراٸے جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جاٸے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّهٗ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًی مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

(البقرۃ ۔ ۱۹۶)

اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ، جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاٸے (اور ذبح نہ ہو جاٸے) البتہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا تم میں سے کسی کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (وہ قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے سر منڈا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں) اسے چاہئے کہ بطور فدیہ کچھ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ اَنْ یَّطُوْفُوْا بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ یَحِلُّوْا وَیَحْلِقُوْا اَوْ یُقَصِّرُوْا (صحیح بخاری کتاب المناسك باب تقصیر المتمتع جزء ۲ ص ۲۱۲)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ کعبہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتاریں اور سر مونڈ دیں یا بال چھوٹے کر لیں۔

(۷) حالت احرام میں سرمہ نہ لگاٸے۔

نبیہ بن وہب کہتے ہیں:۔

اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَیْنُهٗ فَاَرَادَ اَنْ یَّكْحُلَهَا فَنَهَاهُ اَبَانُ ابْنُ عُثْمَانَ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُّضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ

عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں دکھنے آگئیں۔ انہوں نے ان میں سرمہ لگانے کا ارادہ کیا تو ابان بن عثمان نے انہیں منع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ آنکھوں پہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَعَلَ ذٰلِكَ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز مداواۃ المحرم عینیہ جزء ۱ ص۴۲۷)

ایلوے کا لیپ کرلیں اور انہوں نے عثمان بن عفان کے توسط سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

⑧ حالت احرام میں نہ جماع کرے، نہ گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ. (البقرۃ - ۱۹۷)

حج (کا احرام باندھنے) کے چند مہینے ہیں جو بتائے گئے ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں حج (کو اپنے اوپر) فرض کرے تو وہ حج (کے ایام) میں نہ عورتوں سے میل جول رکھے، نہ کوئی برا کام کرے اور نہ (کسی سے) جھگڑے۔

⑨ مرد حالت احرام میں سوائے دو چادروں کے اور کوئی کپڑا نہ پہنے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

اِنْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ اِزَارَهٗ وَرِدَاءَهٗ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب مایلبس المحرم من الثیاب جزء ۲ ص۱۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے اور تیل ڈالنے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور (جب احرام باندھا تو) اپنا تہبند باندھ لیا اور چادر اوڑھ لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَتْ مَعَهٗ اِمْرَاَتُهٗ فَهِيَ لَهٗ حَلَالٌ وَالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب مایلبس المحرم من الثیاب جزء ۲ ص۱۷۰)

جس شخص کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو (احرام اتارنے کے بعد) وہ اس کے لئے حلال ہے اور خوشبو اور (دوسرے) کپڑے بھی حلال ہیں۔

⑩ حالت احرام میں نہ نکاح کرے، نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم وکراھۃ خطبتہ جزء اول ص۴۵۹)

محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام دے۔

حالت احرام کے بقیہ مسائل

① عورت حالت احرام میں ہر قسم کا لباس پہن سکتی ہے لیکن جس کپڑے میں ورس اور زعفران لگی

ہوئی ہو اُسے نہ پہنے اور نہ دستانے پہنے اور نہ نقاب ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى النِّسَآءَ فِيْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَالْتُلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّتْ مِنَ اَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا اَوْ خَزًّا اَوْ حُلِيًّا اَوْ سَرَاوِيْلَ اَوْ قَمِيْصًا اَوْ خُفَّيْنِ (ابوداؤد کتاب الحج باب مایلبس المحرم جزء اول ص۲۶۱ والمستدرک للحاکم کتاب المناسک باب منہیات النساء فی الاحرام وسندہٗ صحیح جزء اول ص۴۸۶)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے عورتوں کو حالت احرام میں دستانوں سے، نقاب سے اور کسی ایسے کپڑے سے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو پہننے سے منع فرمایا اور یہ کہ عورت انکے علاوہ جس قسم کے کپڑے چاہے پہنے، زرد رنگ کے کپڑے پہنے، ریشمی کپڑے پہنے، زیور پہنے، پاجامہ پہنے، قمیص پہنے، یا موزے پہنے۔

۲ حالت احرام میں کسی کپڑے وغیرہ سے سایہ کرلینا جائز ہے۔

حضرت ام الحصین فرماتی ہیں:۔

حَجَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا وَاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب رمی الجمرۃ العقبۃ یوم النحر راکبا جزء اول ص۴۲۳)

میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ میں نے اُسامہ اور بلال کو دیکھا۔ ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے تھا دوسرا آپ کو (دھوپ) کی گرمی سے بچانے کے لئے کپڑا تانے ہوئے تھے (پھر آپ اسی حالت میں رہے) یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔

۳ حالت احرام میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔

حضرت نافع کہتے ہیں:۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الاغتسال عند دخول مکۃ جزء ۲ ص۱۷۶ وروی مسلم نحوہ فی کتاب

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قرب میں داخل ہوتے تو لبیک کہنا بند کر دیتے، پھر ذی طوی میں رات گذارتے، پھر صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور وہ یہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

الحج باب استحباب المبیت بذی طوی
جزء ۱ ص ۵۲۹)

حضرت عبداللہ بن حنین کہتے ہیں:۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَاَرْسَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اِلٰى اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتُرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَيْهِ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاَطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الاغتسال للمحرم جزء ۳ ص ۲ وصحیح مسلم کتاب الحج باب جواز غسل المحرم بدنہ ورأسہ جزء اول ص ۴۹۷)

عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ میں ابواء کے مقام پر اختلاف ہوا۔ ابن عباس کہتے تھے کہ محرم سر دھو سکتا ہے۔ مسور کہتے تھے محرم سر نہیں دھو سکتا۔ ابن عباس نے مجھے ابوایوب انصاری کے پاس بھیجا۔ میں (جب وہاں پہنچا تو میں) نے ان کو (کنویں کی) دونوں لکڑیوں کے درمیان پردہ ڈالے ہوئے نہاتے دیکھا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے پوچھا، کون ہے؟ میں نے کہا، عبداللہ ابن حنین ہوں، مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ سے یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں کس طرح اپنے سر کو دھویا کرتے تھے۔ ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا، پھر اسے اتنا جھکایا کہ ان کا سر ظاہر ہو گیا پھر ایک آدمی سے کہا کہ وہ ان پر پانی ڈالے۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر (کے بالوں) کو ہلایا ہاتھوں کو آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

④ احرام کی تمام پابندیاں قربانی کرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (البقرۃ - ۱۹۶)

اپنے سروں کو اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے (اور ذبح نہ ہو جائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَلَا اَحِلُّ حَتّٰی اَنْحَرَ (صحیح بخاری کتاب المناسك باب من لبّد رأسه عند الاحرام جزء ۲ ص۲۱۳ وصحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان القارن لا یتحلل جزء اول ص۵۱۹)

میں حلال نہیں ہوں گا جب تک میں قربانی نحر نہ کرلوں۔

(۵) عمرہ کے احرام کی تمام پابندیاں بال مونڈنے یا کترنے کے بعد احرام اتارتے ہی ختم ہوجاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ۔

جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ (طواف کرنے اور بال مونڈنے یا کترنے کے بعد) احرام اتار دے۔

صحابہؓ نے پوچھا۔

اَیُّ الْحِلِّ۔

(احرام اتارنے کے بعد) کون کونسی چیزیں حلال ہوں گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْحِلُّ کُلُّهٗ (صحیح مسلم عن جابر کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام جزء اول ص۵۰۸)

تمام چیزیں حلال ہوجائیں گی۔

(۶) عورتیں عمرہ یا حج میں بال نہ مونڈیں بلکہ صرف کتریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ عَلَی النِّسَاءِ الْحَلْقُ اِنَّمَا عَلَی النِّسَاءِ التَّقْصِیْرُ (ابوداؤد کتاب الحج باب الحلق والتقصیر جزء اول ص۲۷۹ قال البخاری سندہ قوی۔ نیل الاوطار جزء ۵ ص۶ وسندہ صحیح)

عورتوں کے لئے سر مونڈنا نہیں ہے، ان پر تو صرف کترنا ہے۔

(۷) اگر کسی وجہ سے طواف افاضہ کے لئے نہ جاسکے اور یوم النحر کی شام ہوجائے تو پھر اسی طرح احرام پہننا ہوگا جس طرح رمی سے پہلے پہن رکھا تھا۔ احرام کی تمام پابندیاں پھر لوٹ آئیں گی اور اس وقت تک رہیں گی جب تک طواف افاضہ نہ کرے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

دَخَلَ عَلَیَّ وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ وَمَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ اَبِیْ اُمَیَّةَ مُتَقَمِّصِیْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِوَهْبٍ هَلْ اَفَضْتَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

میرے پاس وہب بن زمعہ آئے اور ان کے ساتھ ابوامیہ کے خاندان کا ایک آدمی تھا۔ دونوں قمیض پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہب سے پوچھا: اے ابوعبداللہ تم نے طواف

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْزِعْ عَنْكَ الْقَمِيْصَ قَالَ فَنَزَعَهٗ مِنْ رَأْسِهٖ وَنَزَعَ صَاحِبُهٗ قَمِيْصَهٗ مِنْ رَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ وَلِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ رَخَّصَ لَكُمْ اِذَا اَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ اَنْ تَحِلُّوْا يَعْنِيْ مِنْ كُلِّ مَا حَرَمْتُمْ مِنْهُ اِلَّا النِّسَآءَ فَاِذَا اَمْسَيْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَطُوْفُوْا هٰذَا الْبَيْتَ صِرْتُمْ حُرُمًا كَهَيْئَتِكُمْ قَبْلَ اَنْ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطُوْفُوْا بِهٖ (ابوداؤد کتاب الحج باب الافاضة فی الحج جزء اول ص۲۸۱ ومسند امام احمد . بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص۲۰۲ وسندہ صحیح مناسك الحج والعمرة للالبانی ص۳۳)

افاضہ کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اپنی قمیص اتار دو۔ حکم کی تعمیل میں انہوں نے اپنے سر کی طرف سے قمیص اتار دی۔ ان کے ساتھی نے بھی قمیص اتار دی۔ پھر وہب نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، کس لئے (آپ نے یہ حکم دیا؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دن ایسا ہے کہ اس دن جب تم جمرۂ (عقبہ) کو کنکری مار چکو تو تم کو اجازت ہے کہ اس چیز کو حلال سمجھو جس کو حالت احرام میں حرام سمجھتے تھے سوائے بیویوں کے اور اگر اس گھر (یعنی کعبہ) کا طواف کرنے سے پہلے تم کو شام ہو جائے تو پھر تم دوبارہ اسی طرح محرم ہو جاؤ گے جس طرح جمرہ کو کنکری مارنے سے پہلے تھے، (پھر تمہاری یہی حالت رہے گی) یہاں تک کہ تم کعبہ کا طواف کرو۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کو اگرچہ آپ نے نہیں دیکھا تاہم اس سے ڈرتے رہیئے۔ اس کی آزمائشوں میں پورے اتریئے۔ کسی حرام چیز کو اگر بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہو تب بھی اس کی طرف للچاتی ہوئی آنکھوں سے نہ دیکھئے، نہ اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھائیے۔ کسی حرام چیز کی افراط اور رونق اگر آپ کو اپنی طرف کھینچے تو آپ اس طرف نہ کھچ جائیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر جمے رہیئے۔

اے ایمان والو، حالت احرام میں بڑی شکار نہ کیجئے۔ اگر جان بوجھ کر آپ شکار کر بیٹھیں تو اسی کے مثل ایک جانور کو جس کا فیصلہ دو عادل مسلم کریں، قربانی کے لئے کعبہ بھیجئے یا چند مساکین کو کھانا کھلائیے یا چند دن کے روزے رکھیئے۔

(نوٹ:۔ مساکین اور روزوں کی تعداد کے لئے ص۸۰۹ ملاحظہ فرمائیں)

اے ایمان والو، حالت احرام میں آپ بحری شکار کر سکتے ہیں اور اس کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ
الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا
عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾

ترجمہ اللہ نے کعبہ کو حرمت والا گھر قرار دیا ہے (تاکہ) لوگ (وہاں امن کے ساتھ) قیام کر سکیں اور (اللہ ہی نے) حرمت والے مہینے کو، قربانی کو اور ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں (با حرمت) ٹھہرایا ہے، یہ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا علم ہے (اور انہی پر کیا موقوف ہے) اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے (۹۷) (وہ خوب جانتا ہے کہ کوئی منظم حکومت نہ ہونے کے سبب اہل عرب کے لئے امن و امان کی کس قدر ضرورت ہے اور کعبہ پہنچ کر اللہ کے نام پر قربانی کرنا لوگوں کو کس قدر محبوب ہے) (اور اے ایمان والو! اس بات کو بھی) جان لو کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا بھی ہے (۹۸) رسول کے ذمہ تو بس (اللہ کے احکام) پہنچا دینا ہے (تمہارے ظاہری یا پوشیدہ اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں، نہ اسے تمہارے تمام اعمال کا علم ہوتا ہے) البتہ اللہ کو تمہارے تمام اعمال کا خواہ وہ تم ظاہر کرو یا پوشیدہ علم ہوتا ہے (۹۹)

معانی و مصادر (قِيٰمًا) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ وقِيَامٌ وقَامَةٌ وقَوْمَةٌ (ن) کھڑا ہونا۔
(قَلَائِدَ) قَلَدَ، يَقْلِدُ، قَلْدٌ (ض) بٹنا (قَلَائِد = قِلَادَة کی جمع = طوق)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ) اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرمت والا گھر قرار دیا ہے اور اس کو امن کے ساتھ لوگوں کے ٹھہرنے کا مقام بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (اٰل عمران ۔ ۹۷)

(اللہ کے) اس گھر میں جو داخل ہو گیا وہ امن و امان میں آ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(قصص ۔ ۵۷)

اور (اے رسول کافر) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اُچک لئے جائیں (تو اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں استحکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں، (یہ) رزق ہے جو ہماری طرف سے (ان کو مہیا کیا جاتا ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ان نعمتوں سے انہیں کون نواز رہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ (البقرۃ ۔ ۱۲۵)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لئے جمع ہونے کا مقام اور امن کی جگہ مقرر کیا

کعبہ عزت کا گھر اور روئے زمین پر پہلی مسجد ہے جو اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (اٰل عمران ۔ ۹۶)

سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، وہ بابرکت ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) ہے۔

یہی وہ گھر ہے جس کا طواف عبادت اور حج کا رکن اعظم ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ○ (الحج ۔ ۲۹)

پھر نہا دھو کر اپنا میل کچیل دور کریں اپنی نذروں کو پورا کریں اور بیت قدیم (یعنی کعبہ) کا طواف کریں۔

کعبہ عزت کا گھر ہے اور اس کا احترام فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

یہ (حکم تو اے لوگو تم نے سن لیا، مزید سنو! اللہ کی طرف سے جن چیزوں کا ادب و احترام فرض کر دیا گیا ہے ان کی تعظیم کرو) اور جو شخص اللہ کی محترم قرار دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے۔

کعبہ کی تعظیم ضروری ہے اور دل کے تقوے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ (الحج ۔ ۳۲)

یہ (سن چکے تو اب مزید سنو کہ) جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقوے کی علامت ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ نے کعبہ کو عزت کا گھر بنایا تو اس کی عزت و حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو امن کا مقام بنا دیا اور نہ صرف کعبہ کو امن کا مقام بنایا بلکہ اس کے شہر اور شہر کے ارد گرد کے ایک وسیع علاقہ کو امن کا مقام قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(اے رسول آپ کہہ دیجئے) مجھے تو بس یہ حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطاء فرمائی ہے اور جس کی

(النمل ۔ ۹۱)

ملکیت میں ہر چیز ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم رہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ○

(العنکبوت ۔ ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا (یہ پھر بھی) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص حرم کے علاقہ میں امن و امان برقرار نہیں رکھتا تو گویا کعبہ کی بے حرمتی کرتا ہے اور وہ اسی قابل ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۹۱)

البتہ مسجد حرام کے قریب ان سے نہ لڑنا جب تک وہ وہاں تم سے جنگ (کی ابتداء) نہ کریں، پھر اگر وہ (مسجد حرام کے قریب) تم سے جنگ (کی ابتداء) کریں تو انہیں قتل کر ڈالو، ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔

کعبہ میں کسی قسم کی کجروی، ظلم و زیادتی بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

(الحج ۔ ۲۵)

بے شک جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے اور مسجد حرام سے جس کو ہم نے (تمام) لوگوں کے لئے خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے (بلا امتیاز) یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے روکتے ہیں اور جو اس (مسجد) میں ظلم کے ساتھ (بے دینی) والحاد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں ہم ان سب کو دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

دوسری چیز جس کو اللہ تعالےٰ نے قیام امن کا سبب بنایا وہ (وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ) حرمت والے مہینے ہیں۔ حرمت والے مہینوں میں اللہ تعالےٰ نے قتل و خونریزی کو حرام کر دیا۔ اہل عرب ان مہینوں میں خونریزی نہیں کرتے تھے۔ جنگ و جدال کو بند کر دیتے تھے اس لئے ان مہینوں میں مکمل امن و امان ہو جاتا تھا اور لوگ بآسانی سفر کر سکتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

قبیلہ عبدالقیس کا وفد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَّاْتِيَكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب اداء الخمس من الایمان جزء ۱ ص ۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ وشرائع الدین جزء ۱ ص ۲۷ واللفظ للبخاری)

پاس آیا ..... تو (وفد کے لوگوں نے) کہا: اے اللہ کے رسول، ہم سوائے حرمت والے مہینے کے اور کسی مہینہ میں آپ کے پاس نہیں آسکتے اس لئے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلہ کے کفار حائل ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کافر بھی حرمت والے مہینوں کا احترام کرتے تھے اور یہ کہ حرمت والے مہینوں میں امن وامان رہتا تھا، گویا یہ مہینے لوگوں کے لئے امن وامان کے ضامن تھے۔

(حرمت والے مہینوں کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۃ بقرہ کی آیات ۱۹۴ و ۲۱۷ اور سورۂ توبہ کی آیت ۳۶ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

تیسری چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے قیام امن کا سبب بنایا وہ (وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ) قربانی کے جانور ہیں خصوصاً وہ جانور جن کے گلے میں بطور علامت کے پٹے پڑے ہوئے ہوں۔ کفار بھی قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے تھے، جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور ہوتے تھے ان سے کوئی تعرض نہیں کرتا تھا۔

حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروان کہتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ دَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ فَقَالُوْا ائْتِهِ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوْهَا لَهٗ فَبُعِثَتْ لَهٗ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِهٰؤُلَآءِ اَنْ يُصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ رَاَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَاُشْعِرَتْ فَمَا اَرٰى اَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد جزء ۳ ص ۲۵۵)

(صلح حدیبیہ کے موقع پر) بنو کنانہ کے ایک شخص نے (اہل مکہ سے) کہا، مجھے اجازت دو کہ میں ان کے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) پاس جاؤں۔ (اہل مکہ نے) کہا: اچھا تم ان کے پاس جاؤ۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ فلاں شخص ہے۔ یہ اس قوم کا فرد ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں لہذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے لا کر کھڑے کر دو" صحابہ نے قربانی کے جانور لاکر کھڑے کر دئے اور لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: سبحان اللہ! ان لوگوں کو کعبہ جانے سے روکنا مناسب نہیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے کہا: "میں نے

(ان کے پاس) قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے کہ ان کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے ہیں اور ان کا اشعار کیا جا چکا ہے، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں کعبہ سے روکا جائے۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی وجہ سے ان لوگوں کا بھی احترام کیا جاتا تھا جن کے ساتھ وہ قربانی کے جانور ہوتے تھے۔

(نوٹ) قربانی کے جانوروں کے متعلق مفصل معلومات کے لئے اسی سورت کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل تین چیزوں کو موجب امن قرار دیا:۔

(۱) کعبہ۔

(۲) حرمت والے مہینے۔

(۳) قربانی کے جانور خصوصاً وہ جانور جن کے گلے میں بطور علامت کے پٹے ڈال دئے گئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان چیزوں کی بے حرمتی کو قطعاً حرام کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا۔

(المائدۃ - ۲)

اے ایمان والو، اللہ کی شعائر کی بے حرمتی نہ کیا کرو اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جن کو اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا گیا ہو اور) جن کے گلے میں (بطور علامت) پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو مسجد حرام کی زیارت کی نیت سے اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضاء تلاش کرتے (ہوئے چلے جا رہے ہوں)۔

کعبہ کے متعلق جملہ مسائل

کعبہ کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) کعبہ کو احترام کا مقام اور قیام امن کا سبب سمجھے کعبہ کا احترام کرے اور وہاں آنے والے کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے، نہ ظلم و زیادتی کرے اور نہ قتل و خونریزی کرے۔ (المائدۃ - ۹۷) (الحج - ۲۵) (آل عمران - ۹۷)

(۲) نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرے۔ (البقرۃ - ۱۵۰)

(۳) کعبہ کا حج کرے۔ (آل عمران - ۹۷)

(نوٹ:۔ حج کا مکمل طریقہ انشاءاللہ العزیز سورۂ حج کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا)۔

(۴) کعبہ کا طواف کرے۔ (البقرۃ - ۱۲۵)

عمرہ اور حج کے دوران کعبہ کا طواف ضروری ہے (تفسیر سورۂ بقرہ آیت ۱۹۶) (الحج - ۲۹)

(نوٹ:۔ عمرہ اور طواف کا مکمل طریقہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(۵) کعبہ کو پاک وصاف رکھے۔ (البقرۃ - ۱۲۵)

(۶) اگر حالت احرام میں شکار کرے تو اُسی کے مثل کوئی جانور جس کا فیصلہ دو عادل مسلم کریں قربانی کے لئے کعبہ کو روانہ کرے۔ (المآئدۃ - ۹۵)

(۷) قربانی کے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں بے عزتی نہ کرے۔ (المآئدۃ - ۲)

(۸) ان لوگوں کی بے عزتی نہ کرے جو اللہ تعالےٰ کا فضل تلاش کرنے اور اس کی رضاء جوئی کے خاطر کعبہ کو جارہے ہوں (المآئدۃ - ۲)

اب ہم کعبہ کے متعلق باقی مسائل بیان کرتے ہیں:۔

(۹) مشرکین کو کعبہ کے قریب بھی نہ آنے دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا۔ (التوبۃ - ۲۸)

اے ایمان والو، بے شک مشرک ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔

(۱۰) پیشاب، پاخانہ کرتے وقت کعبہ کی طرف نہ منہ کرے اور نہ پیٹھ سوائے اس صورت کے کہ اس کے اور کعبہ کے درمیان کوئی آڑ ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ (وفی روایۃ لِمُسْلِمٍ بَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ) (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب لا تستقبل القبلہ بغائط او بول جزء اول ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الاستطابۃ جزء اول ص۱۲۶ واللفظ للبخاری)

جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب کراھیۃ استقبال القبلۃ عند قضاء الحاجۃ جزء اول ص۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۱۲)

پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت تو صرف کھلے میدان کے لئے کی گئی لہٰذا جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی ایسی چیز ہو جو آڑ بن جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۱۱) سفر میں فرض کے علاوہ تمام نمازیں سواری پر پڑھی جا سکتی ہیں لیکن اس صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ نماز شروع کرتے وقت منہ قبلہ کی طرف کرے۔ اس کے بعد پھر کسی طرف بھی منہ ہو نماز پڑھتا رہے۔ فرض نماز سواری سے اتر کر قبلہ کی طرف منہ کر کے ہی پڑھنی ہوگی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان جزء اول ص۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فرض نماز کے علاوہ ہر) نماز سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے جدھر بھی سواری کا منہ ہوتا (ادھر ہی آپ کا بھی منہ ہوتا) لیکن جب فرض پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کرتے (پھر نماز پڑھتے)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهٗ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التطوع علی الراحلۃ والوتر جزء ۱ ص۱۸۰ سندہ صحیح۔ المرعاۃ جزء ۲ ص۲۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور نفل نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اپنی اونٹنی کا منہ قبلہ کی طرف کرتے پھر اللہ اکبر کہتے، پھر (اس کے بعد) جس طرف سواری کا منہ ہوتا اس طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہتے۔

(۱۲) سجدہ میں ہاتھوں کی اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرلے۔

حضرت ابوحمیدؓ صحابہ کی ایک مجلس میں بیان کرتے ہیں:۔

أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهٗ ..... فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب سنۃ الجلوس فی التشہد ۱/۱۱۰) اِسْتَقْبَلَ بِكَفَّيْهِ وَأَصَابِعَهُ الْقِبْلَةَ (بیہقی ۲/۱۱۳ سندہ صحیح)

مجھے تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ ..... جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ سمیٹتے۔ اور (میں نے دیکھا کہ) آپ پیروں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف کر لیتے۔ ہتھیلیوں اور انگلیوں کو قبلہ رخ کر لیتے۔

(۱۳) جب نماز میں بیٹھے تو سیدھے پیر کو کھڑا کر کے اس کی انگلیوں کو قبلہ رو کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَ اسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى (نسائی کتاب الصلوۃ باب الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلۃ عند القعود للتشہد جزء اول ص۱۳۱ وسندہ صحیح صلوٰۃ النبی للالبانی ص۱۶۱)

نماز میں سنت یہ ہے کہ سیدھے پیر کو کھڑا رکھے، اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف لے اور الٹے پیر پر بیٹھ جائے۔

(۱۴) جب نماز میں بیٹھے تو انگشت شہادت سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے۔

حضرت علی بن عبدالرحمٰن المعاوی کہتے ہیں :۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يُحَرِّكُ الْحَصٰى بِيَدِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ لَا تُحَرِّكِ الْحَصٰى وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلٰكِنِ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ الْقِبْلَةَ وَرَمٰى بِبَصَرِهٖ اِلَيْهَا اَوْ نَحْوِهَا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ (صحیح ابن خزیمۃ۔ کتاب الصلوٰۃ باب الاشارۃ بالسبابۃ الی القبلۃ فی التشہد وسندہ صحیح۔ جزء اول ص۳۵۵ و ص۳۵۶)

عبداللہ بن عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے ہاتھ سے کنکریوں کو ہلا رہا تھا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو عبداللہ نے اس سے کہا: "نماز میں کنکریوں کو نہ ہلایا کرو کیونکہ یہ شیطانی کام ہے بلکہ وہ کام کیا کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے"۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا سیدھا ہاتھ (سیدھی) ران پہ رکھا اور انگشت شہادت سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور نظر کو انگلی کی طرف یا اس کے آس پاس رکھا پھر فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

(۱۵) کعبہ کے اندر اگر جائے تو دروازے کے قریب کے دو ستونوں کے درمیان بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، دعاء مانگے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے، پھر کھڑا ہو جائے اور کعبہ کی پشت کی دیوار پر سینہ اور رخسار رکھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، دعاء مانگے اور معافی مانگے، پھر ہر کونے پہ جائے اور اس طرف منہ کر کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، دعاء مانگے، استغفار کرے پھر باہر نکل کر کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت پڑھے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّهٗ دَخَلَ هُوَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبَيْتَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ
اِذْذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ فَمَضٰى حَتّٰى اِذَا
كَانَ بَيْنَ الْاَسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ
الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ
وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ
دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهٗ وَخَدَّهٗ عَلَيْهِ
(وَفِيْ رِوَايَةٍ صَدْرَهٗ وَخَدَّهٗ وَيَدَيْهِ) وَحَمِدَ
اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ
اِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ
وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالْمَسْاَلَةِ
وَالْاِسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ
وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ
هٰذِهِ الْقِبْلَةُ (نسائی کتاب الحج باب وضع
الصدر علی ما استقبل من دبر الکعبۃ جزء ۲
ص۲۸ ورجالہ رجال الصحیح۔ نیل الاوطار
جزء ۵ ص۷۳ وسندہ صحیح)۔

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر گئے۔ آپ نے بلال کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا، انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ اس زمانہ میں کعبہ سات ستونوں پر قائم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے یہاں تک کہ جب آپ ان دو ستونوں کے درمیان پہنچے جو کعبہ کے دروازے کے قریب ہیں تو آپ بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد کی، اس کی ثناء بیان کی، اس سے دعاء مانگتے رہے اور معافی مانگتے رہے پھر آپ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کعبہ کے پیچھے والی دیوار کے پاس جو آپ کے سامنے تھی تشریف لائے، پھر آپ نے اس پر اپنا چہرہ اپنا رخسار، اپنا سینہ، اور اپنے دونوں ہاتھ رکھے، پھر آپ اللہ کی حمد و ثناء دعاء و استغفار کرتے رہے، پھر آپ کعبہ کے تمام کونوں کی طرف گئے، ہر رکن کے سامنے آپ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھتے رہے اور اللہ کی حمد ثناء کرتے رہے، آپ نے دعائیں کیں اور استغفار پڑھا پھر آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ نے منہ پھیرا اور فرمایا: یہ ہے قبلہ، یہ ہے قبلہ۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ) اللہ تعالیٰ نے کعبہ، حرمت والے مہینے اور قربانی کے جانوروں کو قیام امن کا سبب بنایا تو اس کا منجملہ اور مقاصد کے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ (وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے یعنی تم سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو قیام امن بنانے کی خفیہ مصلحتوں سے واقف ہے وہ ضرور آسمانوں اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے اور کوئی ظاہر اور پوشیدہ چیز ایسی نہیں جس سے وہ بے خبر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ
اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا

غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(الانعام - ۵۹)

تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو

آگے فرمایا (اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) اور اے لوگو، تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور یہ کہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ اگر تم اس کے احکام پر چلتے رہے اور اس کے ضابطوں کا احترام کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری لغزشوں کو معاف کر کے اپنے رحم و کرم سے تم کو نوازے گا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام پر نہ چلے اور اس کے ضابطوں کا احترام نہ کیا تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب دیگا (مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ) رسول کے ذمہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دینا ہے۔ انہیں منوانا اس کے فرائض میں داخل نہیں۔ اگر تم نے رسول کی بات مان لی، اس کے پہنچائے ہوئے پیغام کا احترام کیا اور اس پر عمل کیا تو تمہارے لئے نجات ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا، تمہاری گمراہی تمہارے لئے نقصان دِہ ہے، رسول کا اس سے کیا بگڑے گا، وہ تو تمہیں پہنچا چکا (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ) اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر نہیں ہوگی، اسے تو تمہارے ان اعمال کی بھی خبر ہے جو تم چھپاتے ہو حتیٰ کہ جو خیالات تم اپنے دل میں چھپاتے ہو ان کا بھی اُسے علم ہے لہٰذا تم اس کی گرفت سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو، ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی نجات کی فکر کرو۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرمت والے مہینوں کو اور قربانی کے جانوروں کو محترم بنایا ہے لہٰذا آپ ان چیزوں کو محترم سمجھتے رہئے۔ اے لوگو، ان کو محترم سمجھنے میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔ اگر آپ ان کا مطلوبہ احترام کرتے رہیں گے تو آپ امن میں رہیں گے۔

اے لوگو، اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ آپ کے تمام اچھے اور بُرے اعمال سے وہ واقف ہے۔ اس کی سزا سے بچنے کے لئے اس کی نافرمانی سے بچئے اور اس کی رحمت و مغفرت حاصل کرنے کے لئے اس کی فرمانبرداری کرتے رہیئے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ
وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ
كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ، فَاتَّقُوا
اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک چیزیں برابر نہیں ہوسکتیں اگرچہ ناپاک کی کثرت تمہیں اچھی ہی کیوں نہ معلوم ہو لہذا اے عقل والو، (قلّت وکثرت کی پرواہ نہ کرو) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۰۰﴾

معانی ومصادر (خَبِيث) خَبُثَ، يَخْبُثُ، خُبْثٌ وخَبَاثَةٌ (ك) ناپسندیدہ ہونا (خبیث، ناپسندیدہ، ناپاک)۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ) خبیث اور طیب، ناپاک اور پاک، حرام اور حلال چیز برابر نہیں ہوسکتی۔ دونوں کا حکم یکساں نہیں ہوسکتا۔ ناپاک چیز پاک چیز کا مقابلہ نہیں کرسکتی، پاک چیز میں جو برکت اللہ تعالےٰ نے رکھی ہے وہ ناپاک چیز میں نہیں رکھی (وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ) اگرچہ خبیث کی کثرت و فراوانی تم کو اچھی ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ خبیث چیز کی زیادتی اور طیب چیز کی کمی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خبیث چیز کی فراوانی دیکھ کر تم اس طرف مائل ہوجاؤ عقل والوں کا یہ کام نہیں (فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) لہذا اے عقل والو،

اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور خبیث چیز سے بچتے رہو تاکہ تم دین و دنیا میں فلاح پاؤ۔
اے لوگو، خبیث چیز کی زیادتی اور زیب و زینت ایک قسم کی آزمائش ہے اس آزمائش میں پورے اترو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○
(العنکبوت۔ ۳)

ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض اس طرح بھی اللہ تعالےٰ معلوم کرے گا کہ کون (اپنے دعوٰی میں) سچے اور کون جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○
(الکہف۔ ۷)

جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لئے (باعث) زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش (کرکے یہ معلوم کریں) کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○
(الکہف۔ ۴۶)

(اے لوگو) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی (زیب و) زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر اور نیک توقعات کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

ایمان کے دعوے میں وہی لوگ سچے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی آزمائش میں پورے اتریں اور جو لوگ دنیا کی طرف مائل ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرکے خبیث چیزوں اور کاموں میں ملوث ہو جائیں وہ اپنے ایمان کے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔ وہ شیطان کے دھوکے میں آ کر گمراہ ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
(الحجر۔ ۳۹)

(ابلیس نے) کہا اے میرے رب تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی اسی طرح زمین میں لوگوں کے لئے (دنیا اور گناہ کو) مزیّن کروں گا اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝

(هود - ۱۵)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوتے ہیں تو ہم ان کو ان کے اعمال کا صلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں ان کے صلہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی۔

عمل

اے لوگو، خبیث چیز سے بچئے، حرام نہ کھائیے، حلال مال پر قناعت کیجئے اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ
اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ
تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ
تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ
قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾

ترجمہ اے ایمان والو، (ایسی) چیزوں کے متعلق (جو تم پر ظاہر نہیں کی گئیں) سوال نہ کیا کرو، اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری معلوم ہوں گی اور اگر تم نزول قرآن کے زمانے میں سوال کرو گے تو (پھر) تم پر وہ (ضرور) ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ نے تو ان (کے متعلق حکم دینے) سے عفو درگذر سے کام لیا ہے اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت بردبار ہے (۱۰۱) تم سے پہلے بھی لوگوں نے اسی قسم کی باتیں پوچھی تھیں (جب ان کو بتا دی گئیں تو عمل نہ کر سکے اور) ان کا انکار کر بیٹھے (۱۰۲)

معانی و مصادر (تُبْدَ) اَبْدٰی، یُبْدِیْ، اِبْدَاءٌ (باب افعال) ظاہر کرنا۔
(تَسُؤْ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوْآءٌ (ن) رنجیدہ کرنا، برا ہونا، برا لگنا۔

عَفَا، يَعْفُوْ، عَفْوٌ (ن) معاف کرنا، مٹا دینا (عَفُوٌّ عَنْ = رک جانا)۔

شانِ نزول

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْيَآءَ كَرِهَهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ اِسْتِهْزَاءً وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَيْنَ مَدْخَلِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ (النَّارُ) فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ خَطَبَ خُطْبَةً مَاسَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ غَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا) ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْئَلْ فَلَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَّا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَآءِ وَاَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِيْنٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَاِذَا رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ) قَالَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ) مَنْ اَبِيْ فَقَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض ایسی باتوں کے متعلق سوال کیا گیا جن کو آپ نے ناپسند فرمایا حتیٰ کہ بعض (منافق) لوگوں نے آپ سے مذاقاً سوال کرنا شروع کر دیا (مثلاً) ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا! اے اللہ کے رسول، میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: "دوزخ (میں)" پھر جب سوالات کی کثرت ہوئی تو آپ کو غصہ آگیا، آپ منبر پر چڑھے پھر آپ نے ایک خطبہ دیا کہ اس سے پہلے آپ سے ایسا خطبہ کبھی سننے میں نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائے تو ہنسنا کم کر دو اور بہت روؤ پھر آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا اور اس سے پہلے ہونے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر فرمایا پھر آپ نے لوگوں سے کہا: مجھ سے پوچھو، جو شخص کوئی سوال پوچھنا چاہے وہ (مجھ سے) پوچھے (پھر آپ نے فرمایا) جب تک میں اس مقام پر ہوں جو کچھ تم پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا۔ لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور خوب روتے رہے، دائیں بائیں (غرض یہ کہ ہر طرف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اپنے چہروں اور سروں کو اپنے کپڑوں سے چھپائے رو رہے تھے (حتیٰ کہ) رونے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ اسی اثناء میں ایک صاحب جن کا نام عبداللہ بن حذافہ تھا اور وہ ایسے شخص تھے کہ جب لوگوں سے

مَوْلٰی شَیْبَۃَ (وَفِی رِوَایَۃٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَیَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُہٗ اَیْنَ نَاقَتِیْ)
(وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ اَنَسٍ ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَقُوْلَ
سَلُوْنِیْ) فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ فِیْ وَجْھِہٖ (وَفِیْ
رِوَایَۃٍ عَنْ اَنَسٍ فَبَرَکَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ)
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَ
جَلَّ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ اَنَسٍ فَقَالَ رَضِیْنَا
بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ
نَبِیًّا وَفِیْ رِوَایَۃٍ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سُوْءِ
الْفِتَنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَسَکَتَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ اٰنِفًا
فِیْ عُرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ کَالْخَیْرِ وَ
الشَّرِّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَا رَاَیْتُ فِی الْخَیْرِ وَ
الشَّرِّ کَالْیَوْمِ قَطُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَنَزَلَتْ
ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْھِمْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ
اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ حَتّٰی فَرَغَ مِنَ الْاٰیَۃِ)
(صحیح بخاری کتاب العلم باب الغضب
فی الموعظۃ والتعلیم جزء اول ص۳۲ وباب
من برک علی رکبتیہ عند الامام جزء اول
ص۳۲ وکتاب الصلوٰۃ باب وقت الظھر
عند الزوال جزء اول ص۱۴۳ وکتاب التفسیر
ابواب تفسیر سورۃ المآئدۃ جزء ۶ ص۶۸
وکتاب الدعوات باب التعوذ من الفتن
جزء ۸ ص۹۶ وکتاب الفتن باب التعوذ
من الفتن جزء ۹ ص۶۷ وکتاب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ باب ما یکرہ من

ان کی لڑائی ہوتی تو وہ ان کو ان کے باپ کے علاوہ
دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے کھڑے ہوئے
اور پوچھا! میرا باپ کون ہے؟ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر
ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے پوچھا، اے اللہ
کے رسول میرا باپ کون ہے؟ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہارا باپ سالم شیبہ کا
غلام ہے۔ ایک شخص نے پوچھا! میرا اونٹ کھو
گیا ہے، وہ کہاں ہے؟ پھر آپ نے بار بار کہا، مجھ
سے پوچھو (حضرت) عمرؓ نے جب آپ کے
چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے تو دوزانو بیٹھ گئے
اور کہا: اے اللہ کے رسول، ہم اللہ عزوجل
سے توبہ کرتے ہیں، ہم اللہ کے رب ہونے
اسلام کے دین ہونے اور محمد کے نبی ہونے
سے راضی ہیں، ہم فتنوں کی برائی سے اللہ کی
پناہ طلب کرتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر (تھوڑی دیر بعد)
آپ نے فرمایا: میرے سامنے اس وقت اس دیوار
کے آگے جنت اور دوزخ پیش کی گئی۔ میں نے
جیسی خیر و شر آج دیکھی (اس سے پہلے) ایسی
خیر و شر کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اللہ (تعالیٰ)
نے ان لوگوں کے سلسلہ میں (جنہوں نے سوالات
کئے تھے) یہ آیت نازل فرمائی! یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ
تَسُؤْکُمْ آخر آیت تک (یعنی اے ایمان
والو، ایسی باتوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ اگر
وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گذرے)

کثرۃ السوال جزء ۹ ص۱۱۸ و صحیح مسلم
کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ
علیہ وسلم وترک اکثار سؤالہ عما لا
ضرورۃ الیہ جزء ۲ ص۳۳۸ ص۳۴۰ واللفظ
للبخاری)

نوٹ:۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ) اے ایمان والو، ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ اگر ان کو تم پر ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں بری معلوم ہوں (وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ) اور اگر ایسے وقت میں کہ قرآن مجید نازل ہو رہا ہے تم ان کے متعلق سوال کرو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی (عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا) اللہ تعالیٰ نے تو ان سے درگذر فرمایا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم پر بوجھ ڈالے اور پھر تم کو اس کی خلاف ورزی کرنے پر عذاب دے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم پر پابندیاں کم ہوں تاکہ غلطیاں بھی کم ہوں اور جب غلطیاں کم ہوں گی تو مغفرت کا امکان زیادہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ تم کو بخشنا چاہتا ہے (وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ) کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا بردبار ہے۔ (قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ) تم سے پہلے بھی لوگوں نے اس قسم کے سوال کئے تھے لیکن (ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ) جب ان کو ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے تو وہ ان کو نبھا نہ سکے، ان پر عمل نہ کر سکے اور ان کا انکار کر دیا۔ اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ○
(البقرۃ ۔ ۱۰۸)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرو جس طرح (تم سے) پہلے موسیٰؑ سے سوال کئے گئے تھے، اور (کیا جس طرح ان سوال کرنے والوں نے موسیٰؑ کے جوابات کو کشادہ دل سے قبول نہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا تھا تم بھی اسی طرح کفر کرنا چاہتے ہو، اگر یہی بات ہے تو سن لو کہ) جو شخص ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرے تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بڑا رحیم و حلیم ہے کہ اس قسم کے سوالات کی ممانعت کر کے ان کو تنگی

سے بچالیا بلکہ یہی نہیں جو شخص اس قسم کے سوالات کرے اس کو بڑا مجرم قرار دے کر اپنے الطاف کریمانہ کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب مایکرہ من کثرۃ السؤال جزء ۹ صـ۱۱۷ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ۲۳۸ واللفظ للبخاری)

مسلمین میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کرے جو حرام نہیں تھی، اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا۔

اے لوگو، اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا حج کرو۔

ایک شخص نے کہا۔

أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اے اللہ کے رسول، کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے) ؟

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں :۔

فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس نے تین دفعہ وہی سوال کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر جزء ۱ صـ۵۶۲)

اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال حج کرنا) فرض ہو جاتا اور پھر تم (ایسا) نہ کر سکتے۔ جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں تم بھی مجھے چھوڑے رہو (یعنی سوال نہ کرو) اس لئے کہ تم سے پہلے (بہت سی) قومیں اپنے سوالات کی کثرت اور اپنے نبیوں سے اختلاف کے باعث ہلاک ہو گئیں لہذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو اُسے چھوڑ دو۔

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے۔ انہیں تنگی میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج ۔ ۷۸)

اس نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور تمہارے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرۃ ۔ ۱۸۵)

اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر جزء اول ص۱۶)

دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کریگا تو دین اس پر غالب آجائیگا (یعنی وہ دین پر عمل نہیں کر سکے گا)۔

الغرض دین آسان ہے۔ اللہ تعالےٰ بہت سی پابندیاں عائد کر کے مسلمین کو مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ جو چیز اس نے حلال کر دی وہ حلال ہے اور جو چیز اس نے حرام کر دی وہ حرام ہے اور جس چیز سے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے۔

آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ اللہ تعالےٰ نے نزول قرآن مجید کے وقت جو چیزیں حرام کر دیں بس وہی چیزیں حرام ہیں۔

۲۔ جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے نزول قرآن مجید کے وقت حرام نہیں کیا وہ معاف و مباح ہیں۔

۳۔ قرآن مجید کے نزول کے بعد کوئی چیز حرام نہیں ہو سکتی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد کوئی چیز حرام نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کو اختیار ہے کہ وہ اپنی رائے و قیاس سے کسی چیز کو حرام کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ثُمَّ تَلَا هٰذِهٖ

جو چیز اللہ نے اپنی کتاب (شریعت) میں حلال کر دی وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس چیز سے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے لہذا اللہ کی معافی کو

الْاٰيَةَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (رواہ الحاکم عن ابی الدرداء وسندہ صحیح. المستدرک جزء ۲ ص۳۷۵ ونیل الاوطار جزء ۸ ص۸۹)

قبول کرو اس لئے کہ اللہ بھولنے والا نہیں (کہ بھول سے کسی چیز کو حرام نہ کیا ہو) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (اور اے رسول، آپ کا رب بھولنے والا نہیں)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حلال سمجھئے، اللہ تعالےٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام سمجھئے اور جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حرام نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی اسے معاف و مباح سمجھئے۔ اپنی رائے سے اُسے حرام نہ کیجئے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡ بَحِيۡرَةٍ
وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ
وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيۡنَ
كَفَرُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ
الۡكَذِبَ، وَاَكۡثَرُهُمۡ
لَا يَعۡقِلُوۡنَ ١٠٣ وَاِذَا قِيۡلَ
لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَآ اَنۡزَلَ
اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا
حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ

اٰبَآءَنَا، اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۱۰۴

ترجمہ اللہ نے نہ تو یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹنی کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور پھر اس پر بوجھ نہ لادا جائے نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ جو اونٹنی اوپر تلے دو مادہ بچے جنے اُسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اور نہ یہ چیز مقرر کی ہے کہ کسی اونٹ کی نسل سے چند بچے لے کر پھر اُسے بتوں کی نذر کر دیا جائے اور اس پر سواری نہ کی جائے (ان چیزوں کے متعلق) کافر اللہ پر جھوٹا بہتان لگا رہے ہیں (بات یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسی بیہودہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں) ۱۰۳ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب کی طرف رجوع کرو اور (اللہ کے) رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے جس راستہ پر اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لئے کافی ہے (اے رسول ان سے پوچھئے) اگرچہ ان کے باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں (تب بھی یہ انہی کی پیروی کریں گے) ۱۰۴

معانی ومصادر (بَحِیْرَۃ) بَحَرَ، یَبْحَرُ، بَحْرٌ (ف) کان چیرنا۔
(بحیرہ) وہ جانور جس کے کان کاٹ کر چھوڑ دیا جائے، وہ مادہ جس کا دودھ نہ دوہا جائے)
(سَائِبَۃ) سَابَ، یَسِیْبُ، سَیْبٌ (ض) جہاں چاہے جانا یا بہنا۔ (سَائِبَۃٌ = وہ جانور جس پر نہ بوجھ لادا جائے اور نہ سواری کی جائے)
(وَصِیْلَۃ) وَصَلَ، یَصِلُ، وَصْلٌ، صِلَۃٌ (ض) ملانا (وَصِیْلَۃٌ = پہلی مرتبہ اوپر تلے دو مادہ بچے جننے والی اونٹنی)۔
(حَامٍ) حَامَ، یَحُوْمُ، حَوْمٌ، حَوَمَانٌ (ن) چکر لگانا، پیاسا ہونا (حَامٍ = وہ اونٹ

جس کی نسل سے چند بچے حاصل کر کے پھر اس سے سواری وغیرہ کا کام لینا ترک کر دیا جائے)۔
(حَسُبَ) حَسَبَ، یَحْسُبُ، حَسْبٌ وَحِسَابٌ وَحِسْبَانٌ وَحُسْبَانٌ وَ حِسْبَةٌ وَحِسَابَةٌ (ن) گننا، شمار کرنا (حَسُبَ) کافی شمار ہونا یا کرنا، کافی ہونا۔

تفسیر کفار بعض جانوروں کو اپنے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے، پھر ان سے کسی قسم کی خدمت نہیں لیتے تھے اور کہتے یہ تھے کہ ہم یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی افترا پردازی کی تردید میں فرمایا (مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ) اللہ تعالیٰ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو مشروع نہیں کیا (وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ) بلکہ ان کافروں نے خود ہی اس کام کو اختراع کیا اور جھوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ یہ کام کیسے کر سکتا ہے جس میں مندرجہ ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں:۔

(۱) غیر اللہ کی نذر جو ایک قسم کا شرک ہے،

(۲) اللہ تعالیٰ کی نعمت سے فائدہ نہ اٹھانا اور اس کو ضائع کر دینا۔

کفار کی سمجھ میں یہ خرابیاں نہیں آئیں اور آئیں بھی کیسے (وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ) ان میں سے اکثر لوگ عقل و سمجھ سے کورے ہیں (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور اس کے رسول کی طرف آؤ جو تمہاری صحیح رہنمائی کرے تو کہتے ہیں کہ ہم نے جس طریقہ پر اپنے آباء و اجداد کو پایا بس وہی طریقہ ہمارے لئے کافی ہے۔ کفار کے اس قول کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ) اگرچہ ان کے آباء و اجداد نہ تو کچھ علم ہی رکھتے ہوں اور نہ ہدایت ہی پر ہوں تو کیا ایسی صورت میں ان کے راستہ پر چلنا عقلمندی ہوگی۔ یہ تو سراسر جہالت اور حماقت ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت ہی کا علم نہ ہو ان کے راستہ پر چلا جائے اور اس رسول کے راستہ پر نہ چلا جائے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے اور اس پر عمل کر کے بھی دکھا رہا ہے۔

بزرگوں کے نام پر کسی جانور کو چھوڑنے کی رسم سب سے پہلے ایک شخص نے نکالی تھی جس کا نام عمرو ابن عامر بن لحی الخزاعی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيِّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قصۃ خزاعۃ جزء ۴ ص ۲۲۲)

میں نے عمرو بن عامر بن لحی الخزاعی کو دوزخ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سائبہ چھوڑے تھے۔

وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار
یدخلہا الجبارون جزء ۲ صـ ۵۲۹)

الغرض کفار بزرگوں کے نام پر جانور چھوڑتے تھے اور اس کو اپنے آباء واجداد کی رسم سمجھتے ہوئے اپنے لئے کافی یعنی واجب الاتباع سمجھتے تھے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

(البقرۃ - ۱۷۰)

اور جب (کافروں سے) کہا جاتا ہے اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں، نہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس چیز کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا (افسوس) کیا اس حالت میں بھی وہ اپنے آباء واجداد کی پیروی کریں گے کہ ان کے آباء واجداد نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں۔

عمل

اے لوگو، جانوروں کو بزرگوں کے نام پر نہ چھوڑیئے۔ ان جانوروں کا خالق اللہ تعالےٰ ہے لہذا یہ جانور اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو نذر کئے جا سکتے ہیں اور صرف اس طریقہ سے کئے جا سکتے ہیں جس طریقہ سے اللہ تعالےٰ نے تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کی تعلیم دی ہے لہذا جانوروں کو اس کے نام پر قربان کیجئے۔ اللہ تعالےٰ نے جانوروں کو کفار کی طرح بیکار چھوڑ دینے کی تعلیم نہیں دی لہذا آپ ایسا نہ کیجئے۔

اے لوگو، آباء واجداد کو اپنا پیشوا نہ سمجھئے بلکہ اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا سمجھئے۔ آباء واجداد کے طور طریقوں کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کیجئے۔ رسم و رواج کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت پر عمل کیجئے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ
اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ
ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تم پر اپنے آپ کو صحیح راستہ پر قائم رکھنا لازم ہے اگر تم ہدایت پر قائم رہے تو جو گمراہ ہے وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، تم سب کو اللہ کے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تم کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا عمل کئے تھے ۱۰۵

معانی ومصادر (یَضُرُّ) ضَرَّ، یَضُرُّ، ضَرٌّ، ضُرٌّ (ن) نقصان پہنچانا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ) اے ایمان والو، تم پر تمہاری اپنی اصلاح ضروری ہے۔ اگر تم ہدایت پر آ گئے تو جو شخص گمراہ ہوگا وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ دوسرے کے عملوں کا ذمہ دار نہیں۔ اپنے عمل میں ہر شخص پر دوسرے

کی اصلاح کا فریضہ بھی عائد ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے تمام اعمال شریعت کے مطابق کرتا ہے اور دوسروں کی اصلاح کا جو فریضہ اس پر اسی شریعت کی رو سے عائد ہوتا ہے اس کو بھی پورا کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے تمام فرائض ادا کر دئے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص گمراہی اختیار کرتا ہے اور اس شخص کی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس گمراہ شخص کے اعمال کا حساب وکتاب اس صالح شخص پر عائد نہ ہوگا۔ گمراہ شخص کے برُے اعمال میدان محشر میں اس صالح شخص کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَىٰ أَنْ يُغَيِّرُوا (وَفِي رِوَايَةٍ هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ) ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی الامر والنہی جزء ۲ ص ۲۴۸ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ ص ۱۴۲۲)

جس قوم میں گناہ کئے جائیں باوجود اس کے کہ وہ لوگ گناہ کرنے والوں سے زیادہ ہوں اور اس بات پر قدرت رکھتے ہوں کہ ان گناہوں کو مٹا دیں لیکن نہ مٹائیں تو عنقریب اللہ اس کوتاہی کی وجہ سے ان کو بھی عذاب میں شامل کر دیگا۔

آیت زیر تفسیر اور حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ اگر انسان اپنے فرائض پورے کر دیں تو دوسروں کے گناہوں کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑیگا لیکن اگر وہ خود تو نیک عمل کریں لیکن اصلاح کے فریضہ کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں تو دنیا میں وہ بھی گناہگاروں کے ساتھ عذاب میں شامل کر دئے جائیں گے۔

آگے فرمایا (إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) اے ایمان والو، تم سب کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا کیا کرتے رہے تھے لہٰذا تم اس دن کے حساب وکتاب سے ڈرتے رہو اور نیک عمل کرتے رہو۔ ہدایت کے راستہ پر چلتے رہو گمراہی سے بچتے رہو اور اپنی نجات کی فکر میں لگے رہو۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے فرائض کو ادا کرتے رہئے اور اپنے کو دوزخ سے بچانے کی کوشش میں لگے رہئے۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آخرت میں دوسروں کی گمراہی سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ
بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ
اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ
اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ
اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ
فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ
تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِۦ
ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ
وَلَا نَكْتُمُ شَهَٰدَةَ اللَّهِ إِنَّآ
إِذًا لَّمِنَ الْءَاثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ
عُثِرَ عَلَىٰٓ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ إِثْمًا
فَـَٔاخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا
مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْأَوْلَيَٰنِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ
لَشَهَٰدَتُنَآ أَحَقُّ مِن شَهَٰدَتِهِمَا

وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى
اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى
وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ
اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کرتے وقت اپنے میں سے (یعنی مسلمین میں سے) دو عادل مرد گواہ کر لیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو اور (دوران سفر) موت کی مصیبت آپہنچے تو دوسروں میں سے (یعنی غیر مسلمین میں سے) دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو اور اگر تمہیں (ان کی گواہی میں) کچھ شک ہو تو انہیں نماز کے بعد روک لو، پھر وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں کہ وہ گواہی کے بدلہ کوئی مالی منفعت حاصل کرنا نہیں چاہتے اور اگر وہ شخص (جس کو ہماری شہادت سے نقصان پہنچ رہا ہے) ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (پھر بھی ہم شہادت سچی ہی دیں گے) اور

اللہ کی (مطلوبہ و مقررکردہ) شہادت کو چھپائیں گے نہیں اور اگر ہم ایسا کریں تو پھر یقیناً ہم گناہ گار ہوں گے ۱۰۶ (پھر اگر بعد میں) یہ معلوم ہو کہ دونوں گواہ (جھوٹی گواہی دے کر) گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان کی جگہ ان لوگوں میں سے جن کے خلاف گواہی دے کر وہ گواہ جو گواہی کے زیادہ حقدار تھے مستوجب عذاب ہوئے دو اور گواہ (گواہی کے لئے) کھڑے ہو جائیں، پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر یہ کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے (اس گواہی میں کسی قسم کی) زیادتی (یا ناانصافی) نہیں کی ہے، (اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ) اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو پھر بے شک ہم (بڑے ہی) ظالم ہیں ۱۰۷ اس طریقہ سے اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ (پہلے گواہ آخرت کے خوف سے) صحیح گواہی دیں یا اس لئے صحیح گواہی دیں کہ انہیں ڈر ہو کہ ان (دوسرے گواہوں) کی قسم کے بعد ہماری قسم رد کر دی جائے گی (تو دنیا میں بھی بدنامی ہوگی۔ اے ایمان والو) اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کے احکام کو) غور سے سنتے رہو، اللہ فاسق لوگوں کو صحیح راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ۱۰۸

معانی و مصادر

(اِرْتَبْتُمْ اِرْتَابَ، یَرْتَابُ، اِرْتِیَابٌ (باب افتعال) شک میں ہونا۔

(اَثِمْتُمْ) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ وَاَثَامٌ وَمَاْثَمٌ (س) گناہ کرنا۔

(عُثِرَ) عَثَرَ، یَعْثُرُ، عَثْرٌ وَعُثُوْرٌ (ن) مطلع ہونا یا کرنا۔

(اِسْتَحَقَّ) اِسْتَحَقَّ، یَسْتَحِقُّ، اِسْتِحْقَاقٌ (باب استفعال) واجب ہو جانا، گناہ کر کے سزا کا مستوجب ہو جانا۔

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَهْمٍ مَعَ تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ وَعَدِیِّ بْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِیُّ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِکَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًّا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ فَاَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَکَّةَ فَقَالُوْا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِیْمٍ وَعَدِیٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِیَاءِ السَّهْمِیِّ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِیْهِمْ

بنو سہم قبیلہ کا ایک (مسلم) شخص تمیم داری اور عدی بن بدّاء کے ساتھ سفر کے لئے نکلا۔ سہمی کو ایسی سرزمین میں موت آئی کہ وہاں کوئی مسلم نہیں تھا (جس کو وہ وصیت کرتا اور سامان اس کے حوالے کرتا لہٰذا اس نے اپنے سامان کو تمیم اور عدی کے حوالہ کر دیا) پھر جب وہ دونوں اس کے ترکہ کے ساتھ واپس آئے تو ورثاء نے دیکھا کہ چاندی کا جام جس پر سونے کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے غائب ہے (مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا) آپ نے تمیم اور

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ! يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل !یایھا الذین اٰمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت جزء ۴ ص۱۶)

عدی سے قسم لی (اور ان کو چھوڑ دیا) بعد میں وہ جام مکہ میں ملا۔ (ان لوگوں نے جن کے پاس سے وہ جام ملا تھا) کہا ہم نے اس کو تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر اس سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ انہی کے ساتھی (یعنی سہمی) کا جام ہے۔ انہی کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ) اے ایمان والو، تمہارے درمیان شہادت کا نصاب یہ ہونا چاہئے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کرتے وقت وہ اپنے میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ کرلے (اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ) اور اگر تم کو موت کی مصیبت ایسے وقت پہنچے کہ تم سفر میں ہو (اور تم کو مسلم گواہ میسر نہ ہوں تو) دو غیر مسلم گواہ ہی کرلیا کرو (تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ) پھر اگر تم کو ان کی شہادت میں شبہ ہو تو نماز کے بعد انہیں روک لو پھر وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ اس گواہی کے بدلہ میں کوئی مالی منفعت نہیں چاہتے (ہم سچی گواہی ہی دیں گے) خواہ (ہماری گواہی سے جس کا نقصان ہو رہا ہو) وہ ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کی (مقرر کردہ) گواہی کو (جس کا من وعن ادا کردینا ہم پر فرض ہے ہرگز) نہیں چھپائیں گے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم یقیناً گناہ گار ہیں (فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ) پھر اگر (بعد میں) معلوم ہو کہ وہ دونوں گواہ (جھوٹی قسم کھا کر) گناہ کے مرتکب ہوئے اور مستوجب سزا ہو گئے تو ان لوگوں میں سے جن کے خلاف گواہی دے کر وہ گواہ مستوجب عذاب ہوئے دوسرے دو گواہ جو وارث سے رشتہ میں زیادہ قریب ہوں پہلے گواہوں کی جگہ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوں اور وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر یہ کہیں کہ ہماری گواہی ان پہلے دو گواہوں کے مقابلہ میں سچی ہے اور یہ کہ ہم نے اس گواہی میں کسی قسم کی (کمی) بیشی نہیں کی ہے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر بے شک ہم ظالم اور حق تلفی کرنے

والے ہیں (ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ) اس طرح اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ لوگ بالکل سچی گواہی دیں گے اور اس بات سے ڈریں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری قسمیں دوسرے دو گواہوں کی قسموں کے مقابلہ میں مسترد کر دی جائیں (اور سب کے سامنے ہماری رسوائی ہو) (وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا) اور اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کو غور سے سنتے رہو اور ان پر عمل کرتے رہو اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو یاد رکھو (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ) اللہ تعالےٰ نافرمانوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔ وہ تو فرمانبرداروں کو ہدایت پر چلاتا ہے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ کو موت آئے تو وصیت کرتے وقت دو معتبر اشخاص کو گواہ کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو بحالت سفر موت آجائے اور کوئی مسلم میسر نہ ہو تو دو غیر مسلم اشخاص کو گواہ کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر ان گواہوں کی گواہی پر آپ کو کسی قسم کا شبہ ہو تو انہیں نماز کے بعد روک لیجئے، پھر ان سے کہئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہیں ہم سچی گواہی دے رہے ہیں اور اس کے ذریعہ کسی قسم کی مالی منفعت ہمیں مقصود نہیں ہے۔ ہماری گواہی سچی ہے خواہ اس کی وجہ سے ہمارے کسی رشتہ دار ہی کا نقصان کیوں نہ ہو ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی نہیں چھپا رہے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گار ہیں۔

اے ایمان والو، اگر بعد میں معلوم ہو کہ ان گواہوں نے جھوٹی گواہی دے کر حق تلفی کی ہے تو جن کی حق تلفی کی گئی ہے ان میں سے دو آدمی گواہی کے لئے کھڑا کریں اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی بالکل سچی ہے، ہم نے کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہئے۔ اس کے احکام کو غور سے سن کر ان پر عمل کرتے رہئے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنے والے ہی نجات حاصل کرتے ہیں، نافرمانی کرنے والے منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ
مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ
لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۱۰۹

ترجمہ (اور اس دن کو یاد کرو) جس دن اللہ (تمام) رسولوں کو جمع کرے گا، پھر ان سے فرمائے گا "تمہیں (تمہاری قوم کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا" رسول جواب دیں گے "ہمیں کچھ نہیں معلوم (کہ ہمارے بعد کیا کیا ہوتا رہا)، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو صرف تو ہی ہے" ۱۰۹

معانی و مصادر (اُجِبْتُمْ) اَجَابَ، يُجِيْبُ، اِجَابَةٌ و اِجَابٌ (باب افعال) جواب دینا۔

تفسیر اللہ تعالےٰ نے فرمایا (يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ) اور اے لوگو، اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالےٰ تمام رسولوں کو جمع کریگا پھر ان سے پوچھے گا: بتاؤ تمہیں تمہاری امت کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟ یعنی تمہاری امتوں نے کیا کیا عمل کئے، کیا وہ تمہاری نصیحتوں پر عمل کرتے رہے، کیا وہ میرے احکام پر چلتے رہے (قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا) تمام رسول جواب دیں گے ہمیں ان باتوں کا علم نہیں (یہ تو غیب کی باتیں ہیں اور غیب کی باتیں تو صرف تو ہی جانتا ہے اس لئے کہ (اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ) غیب کی باتوں کا تو صرف تو جاننے والا ہے۔

رسولوں کا یہ جواب کہ "ہمیں علم نہیں" مندرجہ ذیل دو باتوں پر منقسم ہوتا ہے:۔

۱ جب رسول دنیا میں موجود تھے،

۲ جب رسول دنیا میں موجود نہیں تھے۔

پہلی صورت میں رسولوں کو صرف اس وقت تک کا علم ہو سکتا تھا جب تک امت کے لوگ ان رسولوں کے پاس موجود ہوتے تھے۔ جب وہ رسولوں کے پاس سے اپنے گھر بازار وغیرہ چلے جاتے تھے تو رسولوں کو کیا علم کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

دوسری صورت میں بالکل ظاہر ہے کہ رسولوں کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد کیسے معلوم ہو

سکتا ہے کہ امت کے لوگ کیا کیا کرتے رہے۔

ہر دو صورتوں میں رسولوں کو یہ بھی علم نہیں ہو سکتا کہ امت کے لوگ دل سے ایمان لائے تھے یا ان کا ایمان محض ظاہری تھا۔ ان کے اعمال خلوص پر مبنی تھے یا منافقت پر بہرحال رسولوں کا یہ جواب کہ "ہمیں علم نہیں" بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر یقین رکھئے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالےٰ ہے غیب کا علم جب رسولوں کو نہیں ہو سکتا تو پھر اور کسے ہو سکتا ہے۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ
مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ
وَعَلٰى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُّكَ
بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ
فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ
مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ
بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ

طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ
وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ
تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي وَإِذْ
كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ
إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ
هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١١٠﴾
وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ
أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا

اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۱۱۱
اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى
ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ
رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا
مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ، قَالَ
اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۱۱۲ قَالُوْا نُرِيْدُ
اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ

صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ
الشّٰهِدِيْنَ ۱۱۳ قَالَ عِيْسَى
ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ
السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا
وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَ
ارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
الرّٰزِقِيْنَ ۱۱۴ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ
مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ

يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ
اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ
اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ١١٥
وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ
اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ
مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا
لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۚ اِنْ كُنْتُ

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ، تَعْلَمُ
مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ
نَفْسِكَ، اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ ۝١١٦ مَا قُلْتُ لَهُمْ
اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ
وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا
مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ
عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ
فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾
قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ
الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ
جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ
رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۱۹ لِلّٰهِ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا فِيْهِنَّ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۲۰

ترجمہ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ فرمائیگا: اے عیسیٰؑ ابن مریم میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کی تھی، جب میں نے روح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعہ تمہاری تائید کی، تم جھولے میں اور بڑے ہو کر لوگوں سے بات کرتے تھے، جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دی، جب تم میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی شکل بناتے، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا (جب) تم میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ (کے مریض) کو اچھا کر دیا کرتے تھے، جب تم میرے حکم سے مُردوں کو (قبر سے زندہ) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب تم بنی اسرائیل کے پاس کھلے معجزات لے کر پہنچے تو ان میں سے جو لوگ کافر تھے انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے، (پھر) بنی اسرائیل (نے تم کو اذیت پہنچانی چاہی تو ان) کو تمہیں نقصان پہنچانے سے میں نے روکے رکھا ۱۱۰ (اور اے عیسیٰؑ وہ بھی یاد کرو) جب میں نے حواریوں کو حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیئے کہ ہم مسلم ہیں ۱۱۱ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل فرما دے، انہوں نے کہا اگر تم (واقعی) مؤمن ہو تو اللہ سے ڈرو (ایسا نامناسب مطالبہ نہ کرو) ۱۱۲ حواریوں نے کہا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھاتے رہیں، ہمارے دلوں کو اطمینان ہو جائے اور ہم جان لیں کہ آپ نے جو کچھ ہم سے کہا وہ بالکل سچ ہے اور ہم اس پر گواہ بن جائیں ۱۱۳ عیسیٰ بن مریم نے دعاء کی کہ اے اللہ، اے ہمارے رب، ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل فرما دے تاکہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے

عید (جیسی مسرت کا سبب) بن جائے اور تیری طرف سے (میری صداقت کی) ایک نشانی قرار پائے، (اے اللہ) ہم کو رزق عطاء فرما، تو بہترین رزق دینے والا ہے ۱۱۴ اللہ نے فرمایا میں تم پر خوان اتار تو دونگا لیکن (اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ) اس کے اتارنے کے بعد پھر تم میں سے کسی نے کفر کیا تو اس کو ایسی سزا دوں گا کہ اہل عالم میں سے کسی ایک کو بھی اس جیسی سزا نہیں دوں گا ۱۱۵ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالےٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے علاوہ الٰہ بنا لینا تو وہ جواب دیں گے (اے اللہ) تو پاک و بے عیب ہے، میرے لئے یہ کب سزاوار تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھے اس کا علم ہوگا، تو جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے، بے شک غیبوں کا جاننے والا (صرف) تو ہی ہے ۱۱۶ میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور (اے اللہ) جب تک میں ان میں رہا میں ان کی نگرانی کرتا رہا مگر جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تُو ان کا نگران تھا اور تُو تو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (اور تو ہر چیز سے باخبر ہے) ۱۱۷ اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو بے شک تُو غالب اور حکمت والا ہے (تو اپنی حکمت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے سب کچھ کرسکتا ہے) ۱۱۸ اللہ فرمائیگا آج تو سچوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی، ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۱۱۹ آسمانوں پر زمین پر اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب پر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲۰

معانی و مصادر

(قُدُسٌ) قَدَسَ، یَقْدُسُ، قُدْسٌ و قُدُسٌ (ک) پاک و بارنت ہونا۔
(کَهْلًا) کَهَلَ، یَکْهُلُ، کُهُوْلٌ (ن،ک) ادھیڑ ہونا۔
(هَیْئَةَ) هَاءَ، یَهِیْءُ، هَیْأَةٌ (ض) اچھی شکل کا ہونا (هَیْئَةٌ = شکل)
(تُبْرِئُ) اَبْرَأَ، یُبْرِئُ، اِبْرَاءٌ (باب افعال) اچھا کرنا۔
(اَکْمَهَ) کَمِهَ، یَکْمَهُ، کَمَهٌ (س) اندھا ہونا۔
(اَبْرَصَ) بَرِصَ، یَبْرَصُ، بَرَصٌ (س) برص ہونا۔
(دُمْتُ) دَامَ، یَدُوْمُ، دَوْمٌ و دَوَامٌ (ن) قائم رہنا، ہمیشہ رہنا۔
(تَوَفَّیْتَ) تَوَفّٰی، یَتَوَفّٰی، تَوَفِّیٌ (باب تفعیل) گننا، پہنچنا، پورا لینا، پورا کرنا۔

(رَاقِیْبٌ) رَقَبَ، یَرْقُبُ، رُقُوْبٌ (ن) نگرانی کرنا (رَقِیْبٌ = نگران)

تفسیر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ) اور اے لوگو، اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالےٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے فرمائیگا کہ اے عیسیٰ میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کی تھیں اور اے عیسیٰ تم پر جو نعمتیں میں نے کیں ان میں سے خاص خاص نعمتیں یہ تھیں کہ (اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ) جب تم تبلیغ کرتے یا معجزہ دکھاتے تو میں روح القدس یعنی جبریل کے ذریعہ تمہیں مدد دیتا تھا (تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا) تم جھولے میں بھی لوگوں سے بات کرتے تھے اور بڑے ہو کر بھی لوگوں سے بات کرتے تھے۔ جھولے میں بات کرنا یقیناً ہماری طرف سے ایک معجزہ تھا جو تمہیں دیا گیا تھا (وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ) اور اے عیسیٰ اس نعمت کو بھی یاد کرو جب ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی (وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ) اور جب تم میرے حکم سے مٹی سے پرند کی شکل کا ایک قالب بناتے۔ پھر تم اس میں پھونک مارتے تو میرے حکم سے وہ پرندہ بن جایا کرتا تھا (وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ) اور جب تم میرے حکم سے اندھے اور برص زدہ شخص کو اچھا کر دیتے تھے (وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ) اور جب تم میرے حکم سے مردوں کو ان کی قبروں سے باہر نکال کھڑا کرتے (وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ) اور اس نعمت کو بھی یاد کرو کہ جب تم بنی اسرائیل کے پاس معجزات کے ساتھ تبلیغ کرنے پہنچے تو ان میں سے جو کافر تھے وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے پھر میں نے ان کو تم پر دست درازی کرنے سے باز رکھا (وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ) اور اے عیسیٰ اس نعمت کو بھی یاد کرو جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈال دیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم مسلم ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بعض احسانات کا ذکر کیا جو اس نے عیسیٰ علیہ السلام پر کئے تھے اگلی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے پھر تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرمایا (اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ) اے لوگو اس وقت کو بھی یاد کرو جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب (ہمارا) یہ (مطالبہ پورا) کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرمائے (جس میں مختلف کھانے ہوں) (قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور ایسا مضحکہ خیز سوال نہ کرو (قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ) حواریوں نے کہا: خوان کا مطالبہ ہم نے اس لئے نہیں کیا کہ ہمارا اللہ تعالےٰ پر اور آپ پر ایمان نہیں۔ ایمان تو ہے البتہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھاتے رہیں، ہمارے دلوں کو آپ کی رسالت پر ایمان کے ساتھ اطمینان بھی ہو جائے ہم یہ جان لیں کہ آپ نے ہم سے جو کچھ بیان کیا وہ بالکل سچ ہے اور پھر ہم قلبی اطمینان کے ساتھ آپ کی تعلیمات کی حقانیت کے گواہ بن جائیں (قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ) عیسیٰ علیہ السلام نے یہ باتیں سن کر اس طرح دعاء کی کہ: اے اللہ ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما دے وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید جیسی مسرت کا سبب بن جائے اور تیری طرف سے میری رسالت کی ایک نشانی قرار پائے اور اے اللہ، ہماری دعاء قبول فرما کر اس خوان میں سے رزق عطاء فرما اور تو بہتر رزق دینے والا ہے۔ (قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا: میں تم پر تمہاری خواہش کے مطابق خوان نازل تو کر دوں گا لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اس کے نزول کے بعد تم میں سے کسی نے کفر کیا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب تمام جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دونگا۔

آیت کے سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سخت شرط سن کر وہ ڈر گئے اور خوان کے مطالبہ سے باز آ گئے۔ مزید برآں کسی صحیح حدیث میں بھی اس خوان کے اترنے کا ذکر نہیں ملتا لہٰذا یہی بات قرین قیاس ہے کہ خوان نازل نہیں ہوا۔

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ عیسیٰ علیہ السلام سے جو خطاب فرمائیگا اس کا سلسلہ پھر شروع کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور اے لوگو، وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالےٰ عیسیٰ ابن مریم سے فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم، کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ الٰہ بنا لینا (قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ) تو وہ جواب دیں گے (اے اللہ) تو پاک اور بے عیب ہے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا (اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ) اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھے اس کا علم ہوگا (تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ) تو جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے (مجھے نہیں معلوم کہ اس سوال سے تیرا کیا مقصد ہے) جبکہ (اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ) بے شک تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے (لہٰذا تو ضرور جانتا ہے کہ میں نے یہ

بات نہیں کی) (مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ) میں نے تو ان سے وہی کہا تھا جس کے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا، وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ) اور (اے اللہ) جب تک میں ان میں رہا میں ان کی نگرانی کرتا رہا (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ) مگر جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تُو ان کا نگران تھا (وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ) اور اے اللہ تُو تو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا خود کیا۔ انہوں نے میری تعلیمات کو بدل دیا اور شرک میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب ہو گئے (اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ) اب اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، تو مالک و مختار ہے جو چاہے اپنے بندوں کے ساتھ کرے، کسی کو تجھ سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں اور نہ کوئی پوچھ سکتا ہے (وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو کون تجھے روک سکتا ہے تو سب پر غالب ہے، تیرے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ تو حکیم ہے، تیرے سب کام حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اگر تو معاف کر دیگا تو اس معافی میں بھی تیری کوئی پوشیدہ حکمت ہو گی۔ بندے اس حکمت کو کیا جانیں (قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ) اللہ تعالےٰ فرمائیگا آج تو سچوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی (لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ) آسمانوں پر بھی زمین پر بھی اور جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب پر اللہ تعالےٰ کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے تین مرتبہ تمام دنیا کے انسانوں کو مخاطب کیا، پہلی مرتبہ خطاب کرتے ہوئے ان تمام احسانات کا ذکر کیا جو اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر کئے تھے۔ ان احسانات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تمام دنیا والے خصوصاً عیسائی اچھی طرح اس بات کو جان لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جو فضیلتیں حاصل تھیں وہ ان کی ذاتی نہیں تھیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی عطاء کردہ تھیں اور جو معجزے ان سے صادر ہوئے تھے اس میں ان کے اختیار کو کچھ دخل نہیں تھا بلکہ ان کے تمام معجزات اللہ تعالےٰ کی طرف سے ظہور پذیر ہوئے تھے تمام اختیارات اور قدرتیں تو اللہ تعالےٰ کو حاصل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کو نہ اختیارات حاصل تھے اور نہ قدرتیں تھیں لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کا درجہ دینا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ الٰہ تو صرف وہ ہو سکتا ہے جس کو ہر قسم کا اختیار اور ہر قسم کی قدرت حاصل ہو۔

دوسری مرتبہ اللہ تعالےٰ نے انسانوں خصوصاً عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت اور عجز کا ذکر فرمایا۔ جب ان سے خوان کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے محض ایک بندے

کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی۔ ان کا اللہ تعالےٰ سے درخواست کرنا اور خود کچھ نہ کر سکنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ خود الٰہ نہیں تھے بلکہ الٰہ الحق کے بے اختیار و عاجز بندے تھے، اُسی سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگتے تھے۔

تیسری مرتبہ اللہ تعالےٰ نے پھر تمام انسانوں اور خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خود عیسٰی علیہ السلام میدان محشر میں! اپنے اور اپنی والدہ کے الٰہ ہونے کا انکار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار و اظہار کریں گے۔ وہ صاف صاف اعلان فرمائیں گے کہ عذاب دینے اور معاف کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا۔

مندرجہ بالا تمام حقائق سے اللہ تعالےٰ نے عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کے پرخچے اڑا دئے اور یہ ثابت کر دیا کہ الٰہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی سب اس کے بندے ہیں اور اس کے سامنے عاجز ہیں۔

حواریوں کے اس قول میں کہ (وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ) آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ حواری مسلم تھے عیسائی یا نصرانی نہیں تھے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کی توحید پر قائم رہیئے اور یقین رکھیئے کہ کسی بزرگ کی کوئی فضیلت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہوتی ہے۔ ہر بزرگ اللہ تعالےٰ کا ایک عاجز و بے بس اور بے اختیار بندہ ہوتا ہے اور وہ خود بھی اس کا اقرار کرتا ہے۔ اگر وہ اقرار نہ کرے تو وہ بزرگ بزرگ ہی نہیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالےٰ کے ہاں سچائی ہی کام آئے گی لہذا آپ سچائی کو اختیار کیجئے۔ ایسے عمل کیجئے جو سچائی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لاکر اعمال صالحہ کرنے کا نام ہے لہذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں

عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۷)

خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا
کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا
کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں
صابر و ثابت قدم رہتے ہیں یہی لوگ ہیں
جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو)
سچ کر دکھایا یہی لوگ (درحقیقت) متقی
ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(الزمر - ۳۳)

جو شخص حق لے کر آئے اور جو شخص اس کی
تصدیق کرے (تو) ایسے لوگ متقی ہیں۔